انوارِ غوثیہ

شرح

الشمائل النبویہ

المعروف:

شمائلِ ترمذی

(فقیر) محمد امیر شاہ قادری گیلانی (سجادہ نشین)

ضیاء الدین پبلیکیشنز
نزد شہید مسجد کھارادر کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انوارِ غوثیہ

شرح

الشمائل النبویہ

جس میں

"الشمائل النبویہ لامام الھمام الحافظ المتقن ابی عیسیٰ محمد بن سورۃ الترمذی المشہور بشمائل ترمذی" کا اردو ترجمہ، حلِ لغت، تشریح اور اسماء الرجال بیان کیا گیا ہے۔

(فقیر) محمد امیر شاہ قادری گیلانی
سجادہ نشین

marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

اس کتاب کی طباعت کے تمام حقوق حضرت علامہ سید امیر شاہ قادری مدظلہ العالی (پشاور پاکستان) نے بنام ضیاء الدین پبلی کیشنز کراچی کر دیئے ہیں لہذا اس کتاب کو کسی ادارے یا پبلشر کو طباعت کی اجازت نہیں ہے۔

نام کتاب _____ **انوا رغوثیہ شرح شمائل النبویہ**

مصنف _____ امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف ومترجم _____ سید امیر شاہ قادری گیلانی

ناشر _____ ضیاء الدین پبلی کیشنز کراچی

ملنے کا پتہ

ضیاء الدین پبلیکیشنز

نزد شہید مسجد کھارادر کراچی فون: 2203464

marfat.com

جامعہ قادریہ عالمیہ نیک آباد مراڑیاں شریف

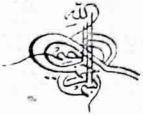

عرضِ حال

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِحَبِیْبِکَ الْمُصْطَفٰی عِنْدَکَ یَا حَبِیْبَنَا یَا سَیِّدَنَا مُحَمَّدُ اِنَّا نَتَوَسَّلُ بِکَ اِلٰی رَبِّکَ فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ الْمَوْلَی الْعَظِیْمِ یَا نِعْمَ الرَّسُوْلُ الظَّاھِرُ اَللّٰھُمَّ شَفِّعْہُ فِیْنَا بِجَاھِہٖ عِنْدَکَ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَنَبِیِّکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا ـــــــ امابعد

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ وعزّ اسمہٗ نے اپنے پیارے حبیب کریم سرورِ عالم وعالمیان خاتم النبیین والمرسلین عالم علوم اولین وآخرین جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی عظیم برکات کے طفیل ۱۵ شعبان ۱۳۸۹ھ سے لے کر ۴ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ تک "شمائل النبویہ" المشہور بہ شمائل ترمذی شریف کے درس دینے کا موقع مرحمت فرمایا۔ درس شریف کے دوران جو ترجمہ، حل لغت، تشریح اور اسماء الرجال یہ فقیر بیان کرتا اور جو حواشی ضروریہ بطور شرح کے قلم بند کرتا وہ مجتبیٰ محمد اصغر[1] صاحب قادری مرحوم جمع کرتا رہتا۔

تمام حلقۂ درس جناب صوفی محمد اسلم صاحب نقشبندی، شیخ غلام رسول صاحب قادری، جناب الحاج خواجہ محمد قاسم صاحب قادری، جناب الحاج محمود صاحب چشتی گولڑوی، جناب الحاج عبدالعزیز صاحب قادری، جناب خواجہ محمد نعیم صاحب قادری،

---

[1] مجتبیٰ محمد اصغر صاحب قادری مشرقی پنجاب سے پاکستان بننے کے وقت ہجرت کر آئے تھے، مختلف محکموں میں ملازمت کرتے رہے، آخر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا۔ اس فقیر سے دست گرفت ہوئے، سلسلہ عالیہ قادریہ کے اسباق کی تکمیل کی، انتہائی پابند صوم وصلوٰۃ ہوئے اور آخری لمحہ تک ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔ ۱۳۹۳ھ میں انتقال کیا، اور ابوالبرکات سید حسن قادری رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ آسودہ ہوئے۔

marfat.com

جناب خواجہ فقیر صاحب قادری، جناب محمد امین صاحب قادری ایم اے، جناب عبدالواحد صاحب قادری، جناب تاج محمد صاحب قادری سرکوٹی، برخوردار سید محمد حسین صاحب قادری گیلانی ایم کام، ملک محمد صادق جان قادری، ملک محمد عظیم چشتی صاحب، جناب غلام صاحب قادری، عبدالجلیل صاحب قادری، جناب نذر صاحب قادری اور جناب صابر حسین صاحب قادری ٹیلیفون سپروائیزر کی انتہائی دلی خواہش تھی کہ اس شرح کو مکمل کر کے شائع کیا جائے تاکہ اس سے عامۃ المسلمین نفع حاصل کریں، اور حضور سراپا نور، دانائے غیوب، سرورِ کل صاحبِ خلقِ عظیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقشِ پائے مبارک پر چل کر دنیا اور آخرت میں سرخروئی حاصل کریں۔

جناب علاؤالدین صاحب عدیم ایم اے نے نہایت ہی محنت اور کاوش سے تصحیح کی خدمت سرانجام دی فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ نیز یہ فقیر حضرت علامہ مفتی مولینا بالفضل اولینا جناب پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتا ہے جنہوں نے اس فقیر کی عاجزانہ عرضداشت کو قبول فرماتے ہوئے نہایت ہی عارفانہ اور عالمانہ مقدمہ تحریر فرمایا۔

اللہ جل جلالہٗ وعزاسمہٗ وجل مجدہٗ کا انتہائی کرم تھا کہ اس کتاب کی کتابت بھی صالح نوجوان محترم محمد اسلم تنویر چوہان ساکن گوجرانوالہ نے نہایت ہی پاکیزگی اور عقیدت کے ساتھ کی، اور فنِ کتابت کا مظاہرہ کئی ایک عنوانِ باب پر باب کی مناسبت سے بسم اللہ شریف کے تحریر کرنے میں کیا ہے جو کہ قارئین کی دلچسپی کا باعث ہوگا۔ تقریباً تمام کتاب باوضو کتابت کی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ کے حضورِ عالیہ میں دعا ہے کہ حضور شفیع المذنبین خاتم النبیین، صاحبِ لواءِ حمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طفیل اور جناب غوث اعظم محبوبِ سبحانی السید الشیخ سیدنا و مرشدنا و مولینا سید عبدالقادر الگیلانی قدس سرہٗ کے صدقہ میں ہم سب کو نبی الانبیاء، صاحبِ شفاعتِ کبریٰ، صاحبِ قابَ قوسین او ادنیٰ حاملِ لواءِ حمد، رحمۃ للعالمین جناب احمد مجتبیٰ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع اور اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین!

◎

سگِ درگاہ عالیہ قادریہ حضرت ابوالبرکات سید حسن رحمۃ اللہ علیہ

(فقیر) محمد امیر شاہ قادری گیلانی

یکہ توت، پشاور شہر

۲۷ جمادی الثانی ۱۳۹۴ھ

marfat.com

نمبر شمار	فہرست ابواب	صفحہ
۱	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ خَلْقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضور رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صُورت مقدس اور حُلیہ پاک کے بیان میں ہے۔	۱
۲	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ خَاتَمِ النُّبُوَّۃِ یہ باب مُہر نبوت کے بیان میں ہے۔	۳۷
۳	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس کے بالوں کے بیان میں ہے۔	۵۲
۴	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ تَرَجُّلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مُبارک بالوں میں کنگھی (یا کنگھا) کرنے کے بیان میں ہے۔	۵۹
۵	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ شَیْبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس اور ریش مُبارک میں سفید بالوں کے بیان میں ہے۔	۶۵
۶	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ خِضَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خضاب کرنے کے بیان میں ہے۔	۷۴
۷	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ کُحْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنکھوں میں سُرمہ لگانے کے بیان میں ہے۔	۸۱
۸	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ لِبَاسِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب جناب رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لباس مُبارک کے بیان میں ہے۔	۸۶
۹	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ عَیْشِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زندگی بسر کرنے کے بیان میں ہے۔	۱۰۶
۱۰	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ خُفِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موزہ کے بیان میں ہے۔	۱۱۱
۱۱	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ نَعْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاپوش مُبارک کے بیان میں ہے۔	۱۱۶
۱۲	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ ذِکْرِ خَاتَمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضرت رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگشتری (انگوٹھی) کے بیان میں ہے۔	۱۲۸
۱۳	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَانَ یَتَخَتَّمُ فِیْ یَمِیْنِہٖ یہ باب جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داہنے ہاتھ مُبارک میں انگوٹھی پہننے کے بیان میں ہے۔	۱۳۹
۱۴	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَۃِ سَیْفِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضور رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کے بیان میں ہے۔	۱۴۷

marfat.com

نمبر شمار	فہرست ابواب	صفحہ
۱۵	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ دِرْعِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضور رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زرہ کے بیان میں ہے۔	۱۵۲
۱۶	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ مِغْفَرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضرت رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خود کے بیان میں ہے۔	۱۵۷
۱۷	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ عِمَامَةِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دستار (پگڑی) مُبارک کے بیان میں ہے۔	۱۶۱
۱۸	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ اِزَارِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضرت رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تہمد (لُنگی) کے بیان میں ہے۔	۱۶۹
۱۹	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ مَشْیَةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب جناب رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفتار کے بیان میں ہے۔	۱۷۷
۲۰	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ تَقَنُّعِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس کپڑے کے بیان میں ہے جسے کہ آپ سر اقدس پر تیل لگانے کے بعد باندھتے تھے۔	۱۸۱
۲۱	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ جِلْسَةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب جناب رسُول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹھنے کی ہیئت کے بیان میں ہے۔	۱۸۳
۲۲	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ تَکَاءَةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضور رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تکیہ کے بیان میں ہے۔	۱۸۸
۲۳	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ اِتِّکَاءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضرت رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے صحابہ پر ٹیک لگانے کے بیان میں ہے۔	۱۹۳
۲۴	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ اَکْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھانا تناول فرمانے کے بیان میں ہے۔	۱۹۶
۲۵	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ خُبْزِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب جناب رسُول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روٹی کے بیان میں ہے۔	۲۰۳
۲۶	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ اِدَامِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضرت رسُول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سالن کے بیان میں ہے۔	۲۱۵
۲۷	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ وُضُوْءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عِنْدَ الطَّعَامِ یہ باب رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھانا تناول فرمانے کے وقت وضو کرنے کے بیان میں ہے۔	۲۴۸
۲۸	بَابُ مَاجَآءَ فِیْ قَدَحِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب جناب رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیالہ کے بیان میں ہے۔	۲۶۰

marfat.com

نمبر شمار	فہرست ابواب	صفحہ
۲۹	بَابُ مَاجَاءَ فِي صِفَةِ فَاكِهَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھل تناول فرمانے کے بیان میں ہے۔	۲۶۳
۳۰	بَابُ مَاجَاءَ فِي صِفَةِ شَرَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پینے کی اشیاء کے بیان میں ہے۔	۲۷۱
۳۱	بَابُ مَاجَاءَ فِي صِفَةِ شُرْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پانی نوش فرمانے کے بیان میں ہے۔	۲۷۴
۳۲	بَابُ مَاجَاءَ فِي تَعَطُّرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عطر لگانے کے بیان میں ہے	۲۸۴
۳۳	بَابُ كَيْفَ كَانَ كَلَامُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گفتگو فرمانے کے بیان میں ہے۔	۲۹۴
۳۴	بَابُ مَاجَاءَ فِي ضَحِكِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہنسنے کے بیان میں ہے۔	۳۰۱
۳۵	بَابُ مَاجَاءَ فِي صِفَةِ مِزَاحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل لگی کرنے کے بیان میں ہے۔	۳۱۲
۳۶	بَابُ مَاجَاءَ فِي صِفَةِ كَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِي الشِّعْرِ یہ باب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان ارشادات کے متعلق ہے جو اشعار کے بارے میں ہیں۔	۳۱۹
۳۷	بَابُ مَاجَاءَ فِي كَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِي السَّمَرِ یہ باب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان ارشادات کے بیان میں ہے جو رات کو کہانیاں بیان کرنے کے بارے میں ہے۔	۳۳۱
۳۸	بَابُ مَاجَاءَ فِي صِفَةِ نَوْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نیند فرمانے کے بیان میں ہے۔	۳۳۸
۳۹	بَابُ مَاجَاءَ فِي عِبَادَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کے بیان میں ہے۔	۳۴۵
۴۰	بَابُ صَلٰوةِ الضُّحٰى یہ باب چاشت کی نماز کے بیان میں ہے۔	۳۷۱
۴۱	بَابُ صَلٰوةِ التَّطَوُّعِ فِي الْبَيْتِ یہ باب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں نفل نماز پڑھنے کے بیان میں ہے۔	۳۸۰
۴۲	بَابُ مَاجَاءَ فِي صَوْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روزوں کے بیان میں ہے۔	۳۸۳

marfat.com

نمبر شمار	فہرست ابواب	صفحہ
۴۳	بَابُ مَاجَاءَ فِی قِرَاءَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب جناب رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت قرآن مجید کے بیان میں ہے۔	۴۰۱
۴۴	بَابُ مَاجَاءَ فِی بُکَاءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب جناب رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسو بہانے کے بیان میں ہے۔	۴۰۹
۴۵	بَابُ مَاجَاءَ فِی فِرَاشِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب جناب رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر مبارک کے بیان میں ہے۔	۴۲۰
۴۶	بَابُ مَاجَاءَ فِی تَوَاضُعِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عاجزی اور انکساری کے بیان میں ہے۔	۴۲۶
۴۷	بَابُ مَاجَاءَ فِی خُلُقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق حسنہ کے بیان میں ہے۔	۴۶۳
۴۸	بَابُ مَاجَاءَ فِی حَیَاءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضرت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حیاء کے بیان میں ہے۔	۵۰۵
۴۹	بَابُ مَاجَاءَ فِی حِجَامَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پچھنے (سینگی) لگوانے کے بیان میں ہے۔	۵۱۰
۵۰	بَابُ مَاجَاءَ فِی اَسْمَاءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء مبارکہ کے بیان میں	۵۱۹
۵۱	بَابُ مَاجَاءَ فِی عَیْشِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گذر اوقات کے بیان میں ہے۔	۵۲۷
۵۲	بَابُ مَاجَاءَ فِی سِنِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمر شریف کے بیان میں ہے۔	۵۴۵
۵۳	بَابُ مَاجَاءَ فِی وَفَاۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے بیان میں ہے۔	۵۵۱
۵۴	بَابُ مَاجَاءَ فِی رُؤْیَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ باب حضور رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کے بیان میں ہے۔	۵۹۱
	تتمہ	۶۰۲

تمت بالخیر

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی قال الشیخ الحافظ ابو عیسی محمد بن سورۃ الترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ

بَابُ مَاجَاءَ فِي خُلُقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

یہ باب حضورِ پیغمبرِ اسلام حضرت احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورتِ مقدس اور حلیہ پاک کے بیان سے متعلق ہے۔

(اس باب میں چودہ ۱۴ احادیث ہیں)

حل لغت خَلْق۔ خاء معجمہ کی زبر اور لام کے سکون کے ساتھ ہے جس کے معنیٰ ایجاد کے ہیں۔ یہ مصدر ہے اور مفعول کے معنی دیتا ہے یعنی "وہ دُنیا میں ایجاد کی گئی ہے"۔ یہاں انسان کی ظاہری صورت مراد ہے اور

خُلُق۔ خاء معجمہ کی پیش اور لام کی بھی پیش کے ساتھ جس کے معنی طبع اور خو کے ہیں۔ یہ معنی باطن کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اس میزان سے کتاب میں الگ باب موجود ہے اس سے انسان کی باطنی صورت مُراد ہے۔

تشریح صاحب شمائل مترجم نے ظاہری شکل و صورت اور حلیہ مبارک کو باطنی اوصافِ مقدسہ پر مقدم کر دانا ہے اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات کا طبعی نوعِ انسانی پر ظاہر ہو جائیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیئت اور صورت ظاہری میں جلوہ فرما تھیں۔ حُسنِ ظاہر حُسنِ باطن پر دلالت کرتا ہے کیونکہ ظاہر باطن کا عنوان ہوا کرتا ہے۔

حضرت علامہ اہل فقیہ اعظم مولینا مولوی ملا علی القاری رحمۃ اللہ تعالیٰ جمع الوسائل ج ۱ ص ۹ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

والمعنی باب ماجاء من الاحادیث التی وردت فی بیان خلق اللہ تعالی صورۃ رسولہ الاعظم ونبیہ الاکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی الوجہ الاتم ولذا اثبل من تمام الایمان بہ اعتقاد انہ لم یجتمع

"حقیقت یہ ہے کہ اپنے رسُولِ معظم و نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مبارکہ کے پیدا کرنے کے بارے میں جو احادیث کثرت سے وارد ہوئی ہیں وہ تخلیق کی ساخت اور کمال کو مکمل طور پر ثابت کر رہی ہیں۔ اسی لئے ارشاد ہے کہ کسی شخص کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا جب

marfat.com

ادلی من المحاسن الظاھرۃ الدالۃ علی محاسنہ الباطنۃ ما اجتمع فی بدنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

تک کہ وہ یہ اعتقاد نہ رکھے کہ بلاریب حضور پُرنور شافع یوم النشور کے وجودِ گرامی میں ظاہری اور باطنی کمالات اس قدر خوبی کے ساتھ دولیعت کر دیئے گئے ہیں کہ ظاہری اوصاف کا جمال و کمال باطن کی عظمت و کمال کا آئینہ دار ہے کسی اور مخلوق میں اس قدر ظاہری اور باطنی خوبیوں کا اجتماع ہرگز نہیں ہو سکتا۔

اور حضرت علامہ فرماتے ہیں :-

ومن ثم نقل القرطبی عن بعضھم انہ لم یظھر تمام حسنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والا لما اطاقت اعین الصحابۃ النظر الیہ۔

اور اسی طرح قرطبی نے بعض راویوں سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری محاسن اور جمالِ جہاں آرا پورے طور پر ظاہر نہیں ہوئے اور اگر ایسا ہو بھی جاتا تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی بھی یہ جرأت نہ ہوتی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ سکتے۔

اور فرماتے ہیں :-

واما الکفار فکانوا کما قال تعالیٰ وتَرَاھُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ وَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ۔

اور کفار کا تو یہ حال تھا کہ وہ بظاہر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نظر کرتے دکھائی دیتے تھے لیکن درحقیقت دیکھنے کی قوت سے محروم تھے۔

نیز فرمایا :-

وقال بعض الصوفیۃ اکثر الناس عرفوا اللہ عزوجل وما عرفوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لان حجاب البشریۃ غطی ابصارھم۔

اور بعض صوفیائے کرام رضی اللہ عنہم کا ارشاد ہے کہ بعض حضرات نے اللہ تعالیٰ کو تو دیکھ لیا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ظاہر نظر سے نہیں دیکھا ہے کیونکہ ان کی اپنی بشریت کا حجاب ان کی آنکھوں کو ڈھانپے ہوئے تھا۔

marfat.com

السلام علیک یا رسول اللہ

حدیث ۱ اَخْبَرَنَا اَبُوْ رَجَاءٍ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ وَلَا بِالْاَبْيَضِ الْاَمْهَقِ وَلَا بِالْاٰدَمِ وَلَا بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ بَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى رَاْسِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَاَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ فَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى رَاْسِ سِتِّيْنَ سَنَةً وَلَيْسَ فِيْ رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ۔

ترجمہ جناب انس بن مالک کہتے ہیں کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو بے ڈول لمبے قد کے تھے اور نہ ہی ٹھگنے، اور آپ کا رنگ نہ تو چُونے کی طرح سفید تھا اور نہ ہی مٹیالا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مُبارک نہ تو بیحد پیچدار تھے اور نہ ہی سیدھے اکڑے ہوئے تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چالیس سال کی عمر شریف میں نبوت سے سرفراز فرمایا۔ آپ دس برس تو مکہ مکرمہ اور دس برس مدینہ منورہ میں تبلیغ اسلام کے لئے قیام فرما رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ترسٹھ برس کی عمر میں وصال عطا فرمایا۔ اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس اور داڑھی مُبارک میں بیس بال شریف بھی سفید نہ تھے۔

حل لغات طَوِيْل۔ لمبے، دراز۔ اَبَائِن۔ بے ڈول، بے ڈھنگے۔ طَوِيْلُ الْبَائِنِ، بے ڈول لمبے یعنی حد اعتدال سے زیادہ دراز قامت۔ قَصِيْر۔ پست قد، ٹھگنا۔ اَبْيَض۔ سفید۔ اَمْهَق۔ اس کا مادہ مَهْقٌ ہے، چُونے کی طرح سفید۔ اٰدم۔ گندم گوں، مٹیالا۔ اُدْمَةٌ گندم گونی۔ الْجَعْد۔ گھنگھریالے، پیچدار، جنگلیوں کی طرح۔ الْقَطَط۔ کثیر الشعر، بہت زیادہ بال، جنگلیوں کی طرح۔ جَعْدُ الْقَطَط۔ بہت زیادہ گھنگھریالے (پیچدار) بال۔ السَّبْط۔ سیدھے بال، اکڑے یا کھڑے بال۔ یہ جَعْدُ الْقَطَط کا بالکل خلاف ہے۔ بَعَثَ۔ کھڑا کیا، مبعوث کیا، نبوت سے سرفراز فرمایا۔ رَاْس۔ ابتدا، عمر۔ اَرْبَعِيْنَ۔ چالیس۔ سَنَة۔ سال، برس۔ اَقَامَ۔ قیام فرمایا، ٹھہرے، تبلیغ کی۔ عَشْر۔ دس۔ سِنِيْن۔ سال۔ سَنَة کی جمع ہے۔ تُوُفِّيَ۔ وفات دی، وصال دیا۔ سِتِّيْن۔ ساٹھ۔ سَنَة۔ دوسرے کہ پانچ سال ہم استعمال ہوتا ہے۔ لِحْيَة۔ داڑھی۔ عِشْرُوْن۔ بیس۔ شَعَر۔ بال۔ بَيْضَاء۔ سفید۔

تشریح صاحب شمائل رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو لفظ اخبرنا سے شروع کیا ہے لہٰذا جاننا چاہیئے کہ حدیث، سماع

marfat.com

اور اخبار میں فرق ہے یا نہیں؟ حضرت علامہ شارح صحیح البخاری محدث جلیل سرشنا و مولینا شاہ محمد غوث صاحب پشاوری ثم لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"نزد ابن عیینہ و امام بخاری و بعضی دیگر ہیچ فرق نیست در حدیث و اخبار و سماع و انباء یعنی لفظ حدثنا و اخبرنا و سمعت و انبانا' یک است چنانچہ در متن بخاری بعد ازیں مذکور خواہد شد' و جمہور تفاوت کردہ اند' باآنکہ اعلاء درجات سماع است محمول است بر سماع از شیخ خاصۃ بعد آں اخبار' بعد آں انباء' و فرق کردہ اند در اخبار و انباء' باآنکہ اخبار محمول است' بر قرأت علی الشیخ و انباء بر اجازت محمول است' پس ایں اولیٰ است ازماقبل' و در مفرد و جمع نیز فرق است اگر بلفظ حدثنا و اخبرنا گوید اشارت باں است کہ دیگراں ہم حاضراں بودند و ہمہ را اخبار شد از شیخ و اگر بلفظ مفرد باشد اشارت باآنکہ متکلم مفرد است در سماع از شیخ۔"

"ابن عیینہ' امام بخاری اور بعض دُوسرے محدثین نے حدیث' اخبار' سماع اور انباء یعنی حدثنا' اخبرنا' سمعت' اور انبانا میں کوئی فرق نہیں فرمایا ہے چنانچہ متن بخاری میں بیان کیا جائے گا۔ اور جمہور محدثین نے ان اصطلاحات میں تفاوت کیا ہے ان میں اعلیٰ درجہ سماع کو حاصل ہے کیونکہ وہ خاص شیخ کے سماع پر محمول ہے اس کے بعد اخبار پھر انباء۔ نیز اخبار اور انباء میں بھی فرق کرتے ہیں۔ اخبار قرأت علی الشیخ پر محمول ہے اور انباء اجازت پر لہٰذا انباء اخبار سے ادنیٰ ہے اور مفرد اور جمع میں بھی فرق فرماتے ہیں اگر حدثنا اور اخبرنا فرمایا تو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اور حضرات بھی تھے اور ان سب کو شیخ سے اخبار ہوا اور اگر لفظ مفرد سے ذکر ہو تو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ متکلم اپنے شیخ سے سماع میں اکیلا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میانہ قد تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو بے ڈول دراز قامت تھے اور نہ ہی پست قد یعنی ٹھنگنے، بلکہ اگر ایک جماعت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوتے تو بر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ تھا کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام جماعت میں اُونچے اور نمایاں دکھائی دیتے۔ امام بیہقی اور ابن عساکر روایت کرتے ہیں:۔

"ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم — "یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب صحابہ کرام

شارح بخاری مُلّا ابو القاسم الزبیدی' امیر یمن اسمٰعیل یحییٰ بن یمین اور دیگر ائمہ حدیث نے یہی آپ کی صفت بیان کی ہے۔ امام ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جمیع ما قال العباسی اصح ہیں: "قال العباسی من اتفق من اصحاب مالک من اتفق من اصحاب ابی حنیفۃ قال الشافعی حدثنا مالک عن نافع عن ابن عمر قال شیخنا الملھلبی حدثنا علی شمائل المحمدیہ ص ۲ تحریر جلیل شارح صحیح البخاری حضرت حافظ علی احمد صاحب جائزہ حافظ علی احمد صاحب پشاوری ثم لاہوری اصول حدیث پر ایک زبردست کتاب ہے جس کا نام "الرد علی من انکر السنۃ" ہے۔ یہ کتاب حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کی گئی تو آپ نے اس کتاب کو پڑھ کر فرمایا کہ اس کتاب کا مصنف ایک زبردست محدث ہے۔ اس کتاب کو پڑھ کر ہمیں اپنی کتاب "فیض الباری" کی ضرورت نہیں رہی۔ اس کتاب کا مصنف ۱۳۰۰ھ میں پیدا ہوا اور ۱۳۷۲ھ میں وفات پائی۔

سنن ابی داؤد میں ہے: مباحث فاتحہ میں ہے: "آمین کہنے والے کی آواز آسمان کے فرشتوں کی آواز کے موافق ہو گی تو جو بھی آمین کہے گا اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔" اور صحیح بخاری میں موطا سے زیادہ صحیح کوئی کتاب نہیں۔ اور ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہے۔ نزدیک ان کے جو ہمارے نزدیک ضعیف ہے۔ الجواہر المضیئۃ فی طبقات الحنفیۃ ج ۱ ص ۱۰۰ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح البخاری میں ایک تقریر کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث اور فقہ میں جو شرائط ہیں وہ بہت سخت ہیں۔ اس لئے ان کے نزدیک بہت کم حدیثیں صحیح ثابت ہوتی ہیں۔ اور ان کی فقہ بہت کم حدیثوں پر مبنی ہے۔ امام سیوطی نے تبییض الصحیفہ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کو جمع کیا ہے۔ اس میں ۱۵ حدیثیں ہیں۔ حضرت ملا علی قاری نے شرح مسند ابی حنیفہ میں ان حدیثوں کی شرح کی ہے۔ اور ان کو صحیح ثابت کیا ہے۔ اور ان حدیثوں کے راویوں کی توثیق کی ہے۔ اور ان پر جرح کا جواب دیا ہے۔ اور ان کی تائید میں دوسری حدیثیں پیش کی ہیں۔ اور ان کی فقہ کو ان حدیثوں پر مبنی ثابت کیا ہے۔ اور ان حدیثوں کو صحیح ثابت کیا ہے۔ اور ان کی فقہ کو ان حدیثوں پر مبنی ثابت کیا ہے۔

marfat.com

لا یبتنی مع جماعۃ الا تمیز علیھم بقامتھم مھما کانوا طوالا. وھذا معجزۃ لہ۔

میں چلتے تو سب سے بلند و بالا دکھائی دیتے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت دراز قد نہ تھے۔ اور یہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ تھا۔

عربی میں "الامھق" ایسی بہت زیادہ سفیدی کو کہتے ہیں جس میں سُرخی کا شائبہ تک نہ ہو اور نہ ہی اس میں چمک ہو اور یہ مذموم ہے۔ اگر ایسی سفیدی جو کہ سُرخی سے مِلی ہوئی ہو اور اس میں نُور ہو تو وہ ممدوح ہے تو گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ مُبارک چُونے کی طرح سفید نہیں تھا کہ لوگوں کو معیوب دکھائی دے جیسے برص زدہ۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ مُبارک دونوں رنگوں کا متوازن اور حسین امتزاج تھا جیسا کہ علماء فرماتے ہیں اس دُنیا میں بہترین اور خوبصورت رنگ "سفید سُرخی مائل" ہے اور آخرت کا بہترین اور خوبصورت رنگ "سفید زردی مائل" ہے۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دونوں بہترین اور خوبصورت رنگوں کا مُرقع تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ مُبارک نہ تو میّالا اور نہ ہی بالکل گندم گوں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مُبارک جسثیوں کی طرح انتہائی گھنگھریالے نہ تھے اور نہ ہی بالکل ایستادہ تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے چالیس برس کی عُمر مبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت کا اعلان فرمانے کی ہدایت کی۔ عُلماء فرماتے ہیں کہ حضُور پُرنُور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر کے دِن پیدا ہوئے اور پیر کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی اُتری۔ مدینہ منوّرہ پیر کے دن داخل ہوئے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مُبارک بھی پیر کے دِن ہی ہُوا۔ جناب انس بن مالک فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں دس برس تک قیام فرمایا" یعنی نبوت کے اعلان فرمانے کے بعد اور رسالت کے اعلان فرمانے کے بعد تیرہ برس تک قیام رہا۔ اس لئے تمام علماء اُمّت کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہجرت فرمانے سے پہلے زمانۂ نبوت و رسالت کا قیام مکہ مکرمہ میں تیرہ برس تھا۔ جناب علّامہ ملّا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ بھی اس کی تاویل یُوں ہی فرماتے ہیں۔

ویحتمل ان الراوی اقتصر علی العقد و ترک الکسر ولا خلاف فی قولہ"

"اور عرب کا یہ دستُور ہے کہ وہ کسر کو چھوڑ دیتے ہیں"

یہ دور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر مصائب و آلام کا دور تھا مگر اللہ نے بہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عزم راسخ، مضبوط استقلال اور یقین محکم کی تھا جس نے ان تمام مصائب و آلام پر قابو پالیا۔ حقیقت یہ ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی لازوال قربانیوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے پناہ عزم و استقلال کی نظیر

دُنیا بھر کے پیروانِ مذاہب و مِلل میں نہیں ملتی۔ انس بن مالک فرماتے ہیں" آپ نے دس برس مدینہ منوّرہ میں قیام فرمایا" یعنی ہجرت کے بعد آپ کا قیام مدینہ منوّرہ میں دس برس رہا۔ پیر یا جمعرات کے دن مکّہ مکرمہ سے مدینہ منوّرہ کو ہجرت فرمائی۔ پیر کے دِن مدینہ اوّل یعنی قباء میں تشریف فرما رہے۔ چودہ دِن یہاں قیام رہا۔ مسجد کی بنیاد رکھی جسے مسجد قباء کہتے ہیں۔ یہاں سے مدینہ منوّرہ کو روانہ ہوئے تو راستہ میں جُمعہ کی نماز ادا فرمائی۔ یہ مسجد آج تک مشہور ہے۔ مدینہ منوّرہ کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صحابۂ کرام رضی اللہ علیہم اجمعین کے جُھرمٹ میں اُونٹنی پر سوار روانہ ہوئے۔ جب مدینہ منوّرہ پہنچے تو ہر ایک کی یہ خواہش تھی کہ یہ نُورِ مجسم' صاحبِ خُلقِ عظیم' پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے مہمان ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے معتقدین کا پُرخلوص اشتیاق دیکھ کر فرمایا کہ میری اُونٹنی جس جگہ بیٹھ جائے گی وہیں قیام پذیر ہُوں گا' چنانچہ اُونٹنی جناب ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کے پاس آکر بیٹھ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مدینہ منوّرہ میں سب سے پہلے ابوایوب انصاری کے کلبۂ احزان کو اپنے قدمِ میمنت لزوم سے بابرکت فرما کر قیام کا اعلان کر دیا۔ یہاں قیام کے دس برس آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تبلیغ اسلام اعلائے کلمۃ اللہ' غزوات و سرایا' امر بالمعروف نہی عن المنکر' بیرُونی ممالک کے وفود سے ملاقات اور بیرونی ممالک کو وفود بھیجنا' تزکیۂ نفوس' تربیت صحابۂ کرام' تعلیم حکمت اور عام انسانیت کو راہِ ہدایت کی طرف دعوت دینے میں گذارے۔ اصح روایات کے مُطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر شریف ترسٹھ (۶۳) برس تھی۔ چالیس ۴۰ برس کی عُمر شریف میں نبوّت کا اعلان فرمایا۔ تیرہ برس بحیثیت نبی در رسُول مکّہ مکرّمہ میں اور دس برس ہجرت کے بعد مدینہ منوّرہ میں قیام فرما کر واصل بحق ہوئے۔ بقول انس بن مالک "جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال ہُوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی داڑھی مُبارک اور سرِ اقدس میں بیس[1] بال مُبارک بھی سفید نہ تھے۔

حضرت علّامہ شارح شمائل شریف مولینا مولوی قاضی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کی وجہ فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

"بایدہ دانست کہ حکمت درکم بودن سفیدی موی حضرت آنست کہ اکثر اوقات زنان موی سفید را مکروہ می دارند و اگر از رسُول خدا کسے چیزِ را مکروہ دارد کافر شود نعوذ باللہ منہا۔ پس از برائے محافظت ازدواج مطہرات

"یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سفید بال کم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ بسا اوقات عورتیں سفید بالوں کو ناپسند کرتی ہیں اور اگر حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کسی بھی چیز کو ناپسندیدگی سے دیکھا جائے تو کفر ہے

[1] علاوہ ازیں تین شمائل شریف (قلمی)

marfat.com

آنحضرت ایزد تعالیٰ اور از کثرت سفیدی نگاہ دانست واللہ اعلم"

نعوذ باللہ منہا۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کی محافظت کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالوں کو زیادہ سفید ہونے نہیں دیا۔

اسماء الرجال ۱ حمید حاسے مصغر ہے۔ ۲ بہت لوگوں نے ثقہ کہا ہے۔ ۳ کسی سے روایت کرتے ہیں۔ ۴ ۱۲۳ھ میں انتقال کیا۔ ۵ ثقہ ہے۔ بصرے کے اشراف میں سے ایک ہیں۔ انتقال ۱۴۵ھ میں ہوا۔ ۶ ثقہ ہے۔ ۷ ثقہ ہے۔ ۸ ۱۹۴ھ میں انتقال کیا۔

حدیث ۲ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ رَبْعَةً وَلَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ حَسَنَ الْجِسْمِ وَكَانَ شَعْرًا لَيْسَ بِجَعْدٍ وَلَا سَبْطٍ أَسْمَرَ اللَّوْنِ إِذَا مَشٰى يَتَكَفَّأُ۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قد درمیانہ تھا یعنی نہ تو دراز قامت تھے اور نہ ہی پست قد (ٹھگنے)۔ جسم مبارک انتہائی خوبصورت تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک نہ بہت گھنگھریالے تھے اور نہ ہی کھڑے، رنگ مبارک سنہری تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلتے تو بغیر رکاوٹ (آگے کو جھکے ہوئے) کے چلتے تھے۔

حل لغات رَبْعَةٌ۔ الوسط بین الطول والقصر، نہ لمبا اور نہ پست، درمیانہ، معتدل القامت اس کی جمع رِبْعَان اور رِبْعَات آتی ہے۔ الرَّبْعَة۔ عطر فروش کا ڈبہ کہا جاتا ہے" فتح العطار ربعہ" عطر فروش نے اپنا ڈبہ کھولا۔ حَسَن۔ بہترین، خوبصورت، خوشنما، مناسب۔ اَسْمَر۔ وہ رنگ جس میں سُرخی اور سفیدی دونوں ملے ہوئے ہوں، یعنی سنہری رنگ۔ یَتَکَفَّأ۔ بغیر رکاوٹ کے، آگے کو جھکا ہوا، قدم بقدم چلنا۔

تشریح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، میانہ قد تھے، یعنی نہ ہی زیادہ لمبے اور نہ ہی پست بلکہ متوسط قد کے مالک تھے" ولیس بالطویل ولا بالقصیر" کا جملہ، کان کے لئے بیانیہ ہے اور عطف تفسیری ہے۔ اسی مناسبت کی وجہ سے" یعنی" کے ساتھ ترجمہ کیا گیا ہے، جسم سے مراد جسد ہے اور جسد بدن اور اعضاء کا نام ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسد مبارک انتہائی متناسب الاعضاء تھا۔ نہ تو موٹے تھے اور نہ ہی کمزور و ناتواں، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود اطہر

نہایت ہی مناسب دیدہ زیب اور نظر فریب تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رنگ مبارک میں سُرخی اور سفیدی نمایاں تھی جس کی وجہ سے سنہرا پن دکھائی دیتا تھا۔ گویا صباحت اور ملاحت کا متناسب امتزاج تھا۔ صرف اس روایت میں اسمر اللون آیا ہے اور ایک روایت میں ازہر اللون آیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تقریباً پندرہ صحابۂ کرام نے آپ کو ابیض اللون سے موصوف کیا ہے۔ حضرت علامہ احمد عبد الجواد الدومی اپنی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"والتوفيق ان نقول: المراد بالسمرة الحمرة المخلوطة بالبياض وهذا يدخل فيه " ازهر اللون " وعلى ذلك فلا تعارض ولا تناقض" [۱]

"السمرۃ سے مُراد سرخی کے ساتھ سفیدی ملی ہوئی ہے ازہر اللون کے بھی یہی معنی ہیں لہٰذا کوئی تعارض یا تناقض نہیں ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت چلتے تو اس میں غرور یا تکبر کا شائبہ تک نہ ہوتا بلکہ ایسا دکھائی دیتا کہ آپ گویا اُوپر سے نیچے کی طرف آرہے ہیں۔ جناب علامہ مُلّا علی قاری رحمہ الباری فرماتے ہیں:۔

"اى يميل الى قدام كالسفينة فى جريها"

"یعنی آگے کی طرف جھکے ہُوئے جیسے چلنے میں کشتی نظر آتی ہے۔"

کشادہ کشادہ قدم اُٹھاتے یعنی سینہ تان کر اکڑ کر نہ چلتے۔ نہایت ہی باوقار، عزّت مندانہ اور پسندیدہ چال سے چلتے۔

رفتار تر اگر ملک از عرش ببیند
آید بزمین فرش کند بال و پرِ خود

حدیث ۳

حدثنا محمد[۱] بن بشار يعنى العبدى حدثنا محمد[۲] بن جعفر حدثنا شعبة[۳] عن ابى اسحٰق[۴] قالت سمعت البراء[۵] بن عازب يقول كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم رجلا مربوعا بعيد ما بين المنكبين عظيم الجمة الى شحمة اذنيه عليه حلة حمراء ما رايت شيئا قط احسن منه۔

ترجمہ براء بن عازب کہتے ہیں کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درمیانہ قد آدمی تھے۔ دونوں شانوں کے درمیان

[۱] الاتحافات الربانیہ بشرح شمائل المحمدیہ ص ۱۳ مطبوعہ مصر

اسماء الرجال حدیث ۳

۱۔ محمد بن بشار بن عثمان بن کیسان البصری کنیت "ابوبکر" ہے۔ بُندار سے مشہور ہیں۔ بُندار کے عربی میں معنی سوق العلم کے ہیں۔ الحافظ ابن حجر فرماتے ہیں: "هو شيخ الائمة الستة" یعنی ائمہ ستہ کے شیخ ہیں۔ ابوداؤد فرماتے ہیں: "كتبت عنه خمسين الف حديث" یعنی میں نے ان سے پچاس ہزار احادیث لکھی ہیں۔ ثقات میں سے ایک ہیں۔ تمام علماء نے ان کے ثقہ ہونے پر اتفاق کیا ہے۔ محمد بن جعفر اور دیگر بہت لوگوں نے ان سے سماع کیا ہے۔ ابن اسحاق اور بہت صحاح نے ان سے روایت کی ہے۔ العبدی کی نسبت قبیلہ عبد قیس کی وجہ سے ہے۔ رجب ۲۵۲ھ میں انتقال ہوا۔

marfat.com

فاصلہ تھا، آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے سرِاقدس کے بال مبارک دونوں کانوں کی لو تک لمبے تھے۔ آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا جوڑا سُرخ رنگ کا تھا۔ میں نے آپ (صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) ہی کو ہر چیز سے بڑھ چڑھ کر حسین پایا۔

حلِ لغات مَرْبُوْعًا۔ میانہ قد۔ معتدل القامۃ۔ بَعِیْد اور بَعِیْد۔ بھی آیا ہے، فاصلہ، دُوری۔ مَنْکِبَیْن مَنْکِب کا تثنیہ ہے اور مَنَاکِب جمع ہے، کندھا، شانہ، شانہ کی ہڈی۔ اَلْجُمَّۃ۔ کندھوں پر لٹکے ہوئے بال، زلف، اگر کانوں کی لو تک ہوں تو انہیں لِمَّہ کہتے ہیں اور اگر اَلْجُمَّۃ سے کم ہوں تو ان کو وَفْرَہ کہتے ہیں۔ شَحْمَۃ۔ کان کی لو، کان کا وہ مقام جہاں بالی پہننے کے لئے چھید کیا جاتا ہے۔ حُلَّۃ۔ جوڑا۔ کپڑوں کا جوڑا۔ حُلّی اور چادر۔ حَمْرَاء۔ سُرخ رنگ (دھاری والا)۔ قَطُّ۔ فقط۔ سوائے۔ ظرف زمان ہے اور استغراق ماضی کے لئے آتا ہے اور نفی کے ساتھ مختص ہے۔

تشریح جناب براء بن عازب فرماتے ہیں کہ "آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا" یعنی سیدِ مبارک چوڑا تھا مونڈھے پر مونڈھا پڑھا ہوا تھا کہ کپڑا ان پر نظر نہ آئے اور فرمایا "آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے سرِاقدس کے بال مبارک دونوں کانوں کی لو تک لمبے تھے" اگرچہ اَلْجُمَّۃ کے معنی کندھوں پر لٹکے ہوئے بال یعنی زلف کے ہیں مگر یہاں پر "اِلٰی شَحْمَۃِ اُذُنَیْہِ" کے قرینہ کی وجہ سے مذکورہ بالا ترجمہ کیا گیا اور فرمایا "آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا جوڑا سُرخ رنگ کا تھا" شارحین رحمہم اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ یہ خالص سُرخ نہیں تھا بلکہ دھاریدار تھا، صاحب لغات الحدیث لکھتے ہیں "یہ خالص سُرخ نہ تھا بلکہ اس میں سُرخ اور سیاہ دھاریاں تھیں (ج ۱۔ کتاب ص۱۲۳) سُرخ رنگ کا لباس مرد پہن سکتا ہے یا نہیں اس پر کافی بحث ہے۔ فقہاء نے مکروہ لکھا ہے لیکن یہ بھی لکھا ہے کہ سُرخ کپڑا دھاریدار ہو یا اس کا صوت رنگا ہوا تو جائز ہے۔ ابن جریر طبری نے کہا ہے کہ مطلقاً جائز ہے مگر شہادت اور مروت کے خلاف ہے اور براء بن عازب فرماتے ہیں، میں نے آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو ہر ایک چیز سے بڑھ چڑھ کر حسین پایا" سبحان اللہ! آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ذاتِ ستودہ صفات کے ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت، شیفتگی اور عشق کا کیا عالم ہے کہ کائناتِ خلاوندی کے اندر اگر کسی کا حُسن اُن کی آنکھوں میں سما سکا تو وہ صرف ذاتِ اقدس مجسمہ حُسن و جمال، صاحبِ قاب قوسین اَوْ اَدنیٰ، عالم ما کان وَمَا یَکُوْن، خاتم النبیین، صاحبِ شفاعتِ کبریٰ، رحمۃ اللعالمین، مومنوں کے رؤف و رحیم، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا نورانی وجود مبارک ہے۔

مولای صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

marfat.com

اے حسن تو دَر شکل بشر خوش بشرے نیست
خوبی کہ تو داری صنما در دگرے نیست

المواہب اللدنیہ میں الشیخ ابراہیم بن محمد البیجوری ص۱۶ پر تحریر فرماتے ہیں :۔

وقد صرحوا بان من کمال الایمان اعتقاد انه لم یجتمع فی بدن انسان من المحاسن الظاهرة ما اجتمع فی بدنه صلی الله علیه وآله وسلم و مع ذالك فلم یظهر تمام حسنه والا لما طاقت الاعین رؤیته "

"علماء محققین نے تصریح کر دی ہے کہ کمال ایمان کے معتقدات میں سے ایک اعتقاد یہ بھی ہے کہ جو کچھ حسن ظاہر حضور سراپا حسن و جمال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود مبارک میں جمع کر دیا گیا تھا وہ کسی انسانی وجود میں ہرگز مجتمع نہیں ہوا، باوجود اس اجتماع حسن ظاہری کے جو حسن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا پورا کا پورا ظاہر نہیں ہوا کیونکہ دیکھنے والوں کی آنکھوں میں اتنی طاقت ہی نہیں تھی کہ وہ اس حسن کو جی بھر کے دیکھ سکے۔

حدیث ۴

حدثنا محمود بن غیلان حدثنا وکیع حدثنا سفیان عن ابی اسحٰق عن البراء قال ما رایت من ذی لمة فی حلة حمراء احسن من رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم له شعر یضرب منکبیه بعید ما بین المنکبین لم یکن بالقصیر ولا بالطویل.

ترجمہ

براء بن عازب نے فرمایا میں نے کسی کو سرخ جوڑے میں بُنوں اور کانوں کی لو تک لٹکے ہوئے بالوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر خوبصورت نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس کے بال مبارک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانوں کو چومتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مبارک نہ پست قامت تھا اور نہ دراز۔

حل لغات

لمة ۔ کانوں کی لو تک لٹکے ہوئے بال۔

marfat.com

(نوٹ) اس حدیث شریف کے مشکل الفاظ حدیث ۳۱ میں حل کئے گئے ہیں۔

تشریح اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر شے سے زیادہ حُسن اور خوبصورتی عطا فرمائی تھی اس حُسن اور خوبصورتی کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زُلفوں اور سُرخ دھاریدار حلّہ نے نُور علیٰ نُور بنا دیا۔ صاحب حلاوۃ المتقلین جناب قاضی محمد عاقل ابن شیخ محمد خاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"اگر گوئید کہ از حدیث بالا مفہوم شد کہ موئے مبارک آں سرور دو عالم بود، بمزمہ گوش رسیدہ، و ازیں حدیث چناں فہمیدہ شد کہ از مزمہ گوش گذشتہ بہر دو دوش رسیدہ و در روایتے دیگر آمدہ کہ بود موئے او تا دو گوش او، در صحیحین واقع شدہ کہ بود موئے او تا انصاف ہر دو گوش او، بس رفع اختلاف روایات چہ باشد، جواب گویم، کہ اختلاف روایات بنا بر اختلاف اوقات است، وقتی کہ آں سرور قصر موئے مبارک می فرمود تا بگوش می بود یا زمہ گوش یا نیمہ گوش و وقتے کہ ترک قصری کرد بے دراز شدہ تا بدو ش پس چنانچہ دیدہ اند، خبر دادہ اند۔ واللہ اعلم۔

"اگر کہا جائے کہ اس حدیث سے اُوپر والی حدیث کا یہ مفہوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس کے بال مبارک کان کی لو تک پہنچتے تھے اور اس حدیث سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ کانوں کی لو سے گذر کر دونوں کندھوں مبارک تک پہنچتے تھے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ دونوں کانوں مبارک تک پہنچتے تھے اور صحیحین میں آیا ہے کہ دونوں کانوں مبارک کے آدھے تک پہنچتے تھے لہٰذا یہ اختلاف روایات کس طرح حل ہوگا۔ اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ یہ اختلاف روایات اختلافِ اوقات پر مبنی ہے، جس وقت آں سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قصر فرماتے تو بال مبارک کانوں کی لو یا نصف کانوں تک پہنچتے اور جس وقت ترکِ قصر فرماتے تو بال مبارک بڑھے ہو جاتے، یہاں تک کہ کندھوں مبارک تک پہنچتے۔ جس حالت میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دیکھا اسی کیفیت کو بیان کر دیا ہے۔ واللہ اعلم۔"

marfat.com

حدیث ۵

حدثنا محمد بن اسماعیل حدثنا ابو نعیم حدثنا المسعودی عن عثمان بن مسلم هرمز عن نافع بن جبیر بن مطعم عن علی ابن ابی طالب رضی الله عنه قال لم یکن النبی صلی الله علیه وآله وسلم بالطویل ولا بالقصیر شثن الکفین والقدمین ضخم الراس ضخم الکراديس طويل المسربة اذا مشى تكفأ تكفؤا كانما ينحط من صبب لم ار قبله ولا بعده مثله.

ترجمہ

امیر المؤمنین جناب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ دراز قد تھے اور نہ ہی پست قامت، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ کی ہتھیلیاں اور پاؤں کے تلوے پُر گوشت تھے، سر اقدس موزوں بڑا تھا، جوڑوں کی ہڈیاں ڈلدار تھیں، سینہ مبارک سے لے کر ناف تک ایک لمبی لکیر تھی، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلتے تھے تو بلا رکاوٹ آگے کو جھکے ہوئے چلتے تھے گویا نشیب کی طرف قدم اٹھا رہے ہیں، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل حسن اور خوبصورتی میں کسی ایک کو نہیں دیکھا۔

حل لغات

شثن۔ گوشت سے بھری ہوئی، پُر گوشت، موٹا ہونا، مضبوط اور قوی ہونا۔ الکفین، دو ہتھیلیاں۔ القدمین۔ پاؤں کے تلوے۔ ضخم۔ موٹا، برابر، موزوں، ڈلدار ہونا۔ ضخامۃ بھی آتا ہے اور ضخم بھی ہے۔ کراديس، ہڈی کے جوڑ، ہر ہڈی جس پر گوشت ہو۔ کُرْدُوس کی جمع ہے کَرادِیس، اور کَرادِیس آتی ہے۔ مسربۃ سَرَب سے ماخوذ ہے جس کے معنی راہ کے ہیں، "محل خروج الخلوج" یہاں پر طویل المسربۃ کے معنی سینہ مبارک سے ناف تک بالوں کی ایک باریک لکیر تھی۔ هی الشعر الدقيق الذی يبدئ من الصدر وربما بالسرة۔ يَنْحَطُّ، قدم اٹھاتے تھے، چلتے تھے۔ حَطَّ کے معنی اُوپر سے نیچے اترنا، گرا دینا، چھوڑ دینا، زخ گھٹ جانا (اپنے اپنے قرینہ کے لحاظ سے اپنا اپنا معنی ہوگا) انحطاط النزول واصله الانحدار من علوالی اسفل۔ صَبَب، نشیب، الصبب ما انحدر من الارض۔ صَبٌّ، نیچے اُترنا۔ مِنْ بمعنی فی ہے۔ کما فی بعض النسخ (البجوری ص۱)

تشریح

جناب امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا ارشاد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

marfat.com

کے ہاتھ کی ہتھیلیاں اور پاؤں کے تلوے پُر گوشت تھے" بعض علماء نے کہا ہے کہ شثن کے معنی یہ ہیں کہ پوری انگلیاں موٹی مضبوط ہوں لیکن بھدی نہ ہوں اور مردوں میں یہ صفت مُدہ اور محمود ہے کیونکہ اس سے گرفت مضبوط ہوتی ہے لیکن عورتوں میں یہ صفت اچھی اور پسندیدہ نہیں ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے کہ :-

"مَسَسْتُ خزا ولا حريرا الين من كف رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم"

"میں نے دیبا اور حریر بھی آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ہتھیلی سے بڑھ کر نرم اور ملائم نہیں دیکھی۔"

علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ یہ حدیث شریف اس سے پہلی حدیث مبارک کے خلاف نہیں ہے اسلئے کہ جب انگلیاں اور ہتھیلیاں پُر گوشت ہوں گی، اس وقت نرم بھی ہوں گی، بعض محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے فرمایا نرمی جلد میں تھی سختی اور مضبوطی ہڈیوں میں تھی، لہٰذا اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ وعَمَّ نوالہ نے آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں یہ دونوں عمدہ اور پسندیدہ خصلتیں رکھ دی تھیں یعنی جسم شریف نرم اور ملائم اور اس کے ساتھ جوڑوں میں زور، مضبوطی اور قوت وطیبت فرماوی حضرت علامہ ملّا علی قاری رحمہ الباری جمع الوسائل ص۲۲ پر اسی کا قول نقل کرتے ہیں۔

"فكان اذا عمل في الجهاد او مهنة اهله صارت كفه خشنا للعارض المذكور واذا ترك ذالك صارت كفه الى اصل جبلة من النعومة."

"یعنی حضور اقدس صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جب جہاد میں مصروف ہوتے یا گھر میں کسی مشقت کے کام میں مشغول ہوتے تو آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ہتھیلیاں اس عارض کی وجہ سے سخت ہو جاتیں اور جب فارغ ہو جاتے تو آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ہتھیلیاں اپنی اصلی کیفیت یعنی نرمی کی حالت میں لوٹ آتیں۔"

جناب امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ "مراقد س موزوں بڑا تھا" کی شرح میں حضرت قاضی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

"وایں نشان کامل بودن قوی دماغ است کہ سبب زیادتی فہم وفراست است۔ دردے فائدہ حائے یہ دماغ کے قوی ہونے کی کامل ترین علامت ہے جو کہ فہم وفراست کی زیادتی کا سبب ہے اور اس

marfat.com

بے شمار است۔"

میں بے شمار فائدے ہیں۔"

علامہ ابراہیم البیجوری صـ۱۳۱ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"وھو آیۃ النجابۃ"

"اور یہ سردار قوم ہونے کی علامت ہے۔"

اور یہ ارشاد مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ الکریم کہ "آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے سینہ مبارک سے لے کر ناف مبارک تک بالوں کی ایک لمبی لکیر تھی" کا شارحین نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ "سولے اُن بر سینہ و شکم اُن حضرت (درود خدا برا باد) موئے دیگر نہ بود۔" حضور پاک صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے سینہ اور شکم پر سوائے ایک لمبی بالوں کی لکیر کے اور بال نہیں تھے۔

بیہقی فرماتے ہیں۔" لہ شعرات من سرتہ تجری کالقیب لیس علی صدرہ ولا علی بطنہ غیرھا

جناب امام الاولیاء "مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ آنحضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے پہلے اور آنحضرت صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بعد آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مثل (مانند) حُسن اور خوبصورتی میں کسی ایک کو نہیں دیکھا۔" جناب قاضی محمد عاقل ابن شیخ محمد خاکی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:۔

"ایں کلام مبنی بر عرف عرب است کہ میگویند ندیدم پیش ازو، و نہ پس ازو مانند او، و مراد ازو آنست کہ در عمر خود مثل او ندیدہ ام، قطع نظر از معنی قَبْلِیَّتْ وبعدیت، پس مراد حضرت امیر آنست کہ در دین مانند او در عمر خود۔"

"یعنی یہ کلام عرف عرب پر مبنی ہے جو وہ کہتے ہیں کہ اس سے پہلے اور بعد میں اس کی مانند میں نے کسی ایک کو نہیں دیکھا اور مُراد یہ لیتے ہیں کہ اپنی عمر میں میں نے کسی ایک کو نہیں دیکھا، قطع نظر قبلیت و بعدیت کے معنی کے۔ لہٰذا جناب امیر (علیہ السلام) کا اپنی عمر میں حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مانند کسی اور کو نہ دیکھنا کے معنی میں ہے۔"

اس ایک فقرہ کے اندر امیر المؤمنین کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضور سراپا نور، مجسمہ حُسن و خوبصورتی سیدالانبیاء صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا کمال حُسن اور نہایت جمال کا ذکر فرمایا ہے۔

حُسنِ یوسف، دمِ عیسیٰ، یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

marfat.com

حدثنا سفيان بن وكيع حدثنا ابي عن المسعودي بهذا الاسناد نحوه بمعناه حدثنا احمد بن عدة النصبي البصري وعلي ابن حجر وابوجعفر محمد بن الحسين وهو ابن ابي جليمة والمعنى واحد قالوا حدثنا عيسى بن يونس عن عمر بن عبد الله مولى غفرة قال حدثني ابراهيم بن محمد عن ولد علي بن ابي طالب قال كان علي اذا وصف رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قال لم يكن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم بالطويل الممغط ولا بالقصير المتردد وكان ربعة من القوم ولم يكن بالجعد القطط ولا بالسبط كان جعدا رجلا ولم يكن بالمطهم ولا بالمكلثم وكان في وجهه تدوير ابيض مشرب ادعج العينين اهدب الاشفار جليل المشاش والكتد اجرد ذو مسربة شثن الكفين والقدمين اذا مشى تقلع كانما ينحط من صبب واذا التفت التفت معا بين كتفيه خاتم النبوة وهو خاتم النبيين اجود الناس صدرا واصدق الناس لهجة والينهم عريكة واكرمهم عشيرة من راه بديهة هابه ومن خالطه معرفة احبه يقول ناعته لم ار قبله ولا بعده مثله ،

قال ابوعيسى سمعت اباجعفر محمد بن الحسين يقول سمعت الاصمعي يقول في تفسير صفة النبي صلى الله عليه واله وسلم الممغط الذاهب طول قال وسمعت اعرابيا يقول في كلامه تمغط في نشاطه اي مدها مداً شديداً والمتردد الداخل بعضه في بعض قصراً واما لقطط فالشديد الجعودة والرجل الذي في شعره جعونة اي شثن قليلاً واما المطهم فالبادن الكثير اللحم والمكلثم المدور الوجه والمشرب الذي في بياضه حمرة والادعج الشديد سواد العين والاهدب الطويل الاشفار والكتد مجتمع الكتفين وهو الكاهل والمسربة هو الشعر الدقيق الذي كان قضيب من الصدر الى السرة والشثن الغليظ الاصابع من الكفين والقدمين والتقلع اي يمشي بقوة

marfat.com

والصبب الحدور تقول الحدرنا فی صبوب وصبب وقول جلیل المشاش یرید رؤس المناکب والعشرۃ الصحبۃ والعشیر الصاحب والبدیھہ المناجاۃ یقال بدھہ بامر ای فجئتہ۔

ترجمہ حضرت ابراہیم بن محمد (جو کہ حضرت امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے پوتے ہیں) جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت بھی مولائے کائنات رضی اللہ عنہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان فرماتے تو ارشاد فرماتے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو بے وقوف لمبے تھے اور نہ بدنما پست قد، کہ ایک مضبوط دوسرے عضو میں گھسا ہوا ہو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں مائل بہ درازی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک نہ تو بہت زیادہ گھنگر یالے تھے اور نہ ہی سیدھے کھڑے بلکہ خمیدہ و کنڈل تھے۔ نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود اقدس موٹا تھا اور نہ ہی چہرۂ انور بالکل گول (چپٹا) تھا بلکہ رُخ تاباں کتابی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رنگ مبارک میں سفیدی اور سُرخی کا امتزاج تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں مبارک کشادہ خوب سیاہ تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابرو مبارک لمبے لمبے اور انتہائی خوبصورت تھے، جوڑوں کی ہڈیاں قوی تھیں اور دونوں شانوں کا درمیانی حصہ بھی مضبوط تھا، وجود اقدس پر بال نہ تھے مگر سینۂ مبارک سے لے کر ناف تک بالوں کی ایک لمبی لکیر تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہاتھ کی ہتھیلیاں اور پاؤں کے تلوے پُر گوشت تھے۔ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلتے تو ایسے مضبوط قدم اٹھاتے جیسے فراز سے نشیب کی طرف گام فرسا ہوں۔ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی ایک کی طرف متوجہ ہوتے تو اپنی طرح متوجہ ہوتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان مُہر نبوت تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ ازروئے قلب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ فیاض تھے، اور ازروئے گفتگو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ سچے تھے اور ازروئے طبیعت مبارکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ نرم تھے اور ازروئے قبیلہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرب کے قبیلوں میں سب سے زیادہ محترم و بزرگ تھے۔ جو شخص اچانک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتا تو ہیبت کھا جاتا اور جو شخص حسن معرفت کے لئے متواتر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوتا رہتا تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا محبوب بنا لیتا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کرنے والا کہے گا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ

تحریر فرماتے ہیں:
"وھو اول من اسلم من المذکورین فی اکثر الاقوال" بعض لکھتے ہیں کہ پندرہ برس اور بعض کہتے ہیں کہ دس برس اور بعض کے مطابق اعلان اسلام کی شریف میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود مبارک میں پرورش پائی۔ سوائے غزوہ تبوک کے تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ غزوہ تبوک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب آپ کو مدینہ منورہ میں حضور کا نائب مقرر کیا تو آپ سے ارشاد فرمایا "انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی" یعنی اے علی تو میرے لئے ایسا ہے جیسے ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے لئے۔

تشریح: علامہ زرقانی مالکی اور علامہ نبہانی نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں تحریر فرمایا ہے کہ آپ عالم بشریت کے اعلیٰ ترین فرد تھے۔ آپ کے آپ اللہ وجہہ الکریم ارشاد فرمایا ہے کہ آپ کے بارے میں تین قسم کے لوگ ہلاک ہوں گے۔ ایک شخص وہ جو آپ سے محبت رکھنے میں حد سے تجاوز کر جائے۔ دوسرا شخص وہ جو آپ سے بغض رکھے۔ تیسرا شخص وہ جو آپ کو محبوب بنا لے۔ لا یحبنی الا مؤمن تقی ولا یبغضنی الا منافق شقی۔ میرے ساتھ محبت صرف مومن متقی کرے گا اور میرے ساتھ بغض صرف منافق شقی رکھے گا۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی پر اے ایمان والو تم بھی درود بھیجو ان پر اور خوب سلام بھیجو۔ اور اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

marfat.com

وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے پہلے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بعد' آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مثل حُسن اور خوبصورتی میں کسی ایک کو نہیں دیکھا۔

حلِ لغات

وَصْفٌ۔ تعریف کرنا ، صفت بیان کرنا ' حلیہ بیان کرنا ۔ اَلْمُمَّغِط ۔ اس کا مصدر مَغِطٌ ہے ' زور سے کھینچنا ' کھینچ کر لمبا کرنا ۔ الممغط کے معنی "کھینچے ہوئے " ہے ۔ اَلطَّوِیْلُ الْمُمَّغِط کے معنی بہت لمبے ' بے ڈھنگے لمبے ' المتمغط ' دوسری میم کی شد کے اور غین معجمہ کیساتھ اسم فاعل ہے ' اصل امغاط ہے ۔ امغاط دراصل انمغاط تھا ۔ نون کو از جہت مطاوعہ قلب کر کے میم بنا دیا ' اور میم کو میم میں مدغم کر دیا تو امغاط بن گیا ۔ بعضے حضرات نے مُمَغَّط پڑھا ہے (غین کی شد کے ساتھ) اور یہ تَمْغِیْط سے اسم مفعول بنا ہے ، معنی وہی ہیں ۔ اَلْمُتَرَدِّد ۔ ایک دُوسرے میں گھسا ہوا ہونا ' بدنما ہونا ۔ اَلْقَصِیْرُ الْمُتَرَدِّدُ ' ایک عضو میں دُوسرا عضو گھسڑا ہُوا ہو ۔ اَلْمُطَهَّم ، موٹا ، پھولا ہُوا تَطْهِیْم سے اسم مفعول ہے ۔ اَلْمُكَلْثَمُ ، گول منہ ہونا ' گال پھولے ہوئے ہونا ' چپٹا منہ ہونا ۔ یہ اسم مفعول ہے اس کا مصدر کَلْثَمَۃٌ ہے ۔ تَدْوِیْرٌ ۔ گول اور لمبے کے درمیان ' نہ بہت زیادہ گول اور نہ ہی لمبوترا ، کتاب صورت ۔ اَدْعَج ۔ مصدر دَعْج ہے ، نہایت سیاہ ، خوب کالا ہونا کشادگی کے ساتھ ، صاحبِ قاموس فرماتے ہیں ۔ الدعج ' سواد العین مع سَعَتِها ۔ عَیْنَیْن ۔ دو آنکھیں تثنیہ ہے ۔ اَهْدَب ۔ هَدَب مصدر ہے ۔ خوبصورت لمبے لمبے ' پلکیں لمبی ہونا یا شاخیں لٹک آنا ۔ اَشْفَار ۔ شُفْر کی جمع ہے ۔ ابرو ' پلک کا وہ کنارہ جہاں بال اُگتے ہیں ۔ اَهْدَبُ الْاَشْفَار ، خوبصورت لمبے لمبے ابرو ۔ جَلِیْل ' قوی ، مضبوط ' اَلْمُشَاش ' ہڈیوں کے کنارے ۔ بدن کے جوڑوں کی ملنے والی ہڈیاں ' جَلِیْلُ الْمُشَاش ' ہڈیوں کے کنارے مضبوط تھے ۔ الکَتِد ' دونوں شانوں کے درمیان کی جگہ ' اس کی جمع اَکْتَادٌ اور کُتُوْدٌ ہے ۔ اَجْرَد ' بغیر بالوں کے ' بن بال ۔ تَقَلَّعَ ' مضبوط قدم لیتے ۔ مَعًا ' پورے ' اچھی طرح ۔ اَجْوَدُ ' سب سے زیادہ سخی ' افعل التفضیل کا صیغہ ہے ۔ لَهْجَة ' زبان مُبارک ' بولی جس کی عادت ہو ۔ اَلْیَنُ ' لین سے ہے ' بہت زیادہ نرم ۔ عَرِیْكَة ' طبیعت ' نرم خو ' عَشِیْرَة ' قبیلہ ۔ بَدِیْهَة ۔ اچانک ، ناگہاں ۔ هَابَهُ ' ہیبت کھا جاتا تھا ' ٹھٹک جاتا تھا ۔ خَالَطَ ۔ خلط سے ہے ۔ ساتھ رہنا ، ملا ہونا ۔ نَاعِتُهُ ' ان کا حلیہ مُبارک بیان کرنے والا ' ان کی تعریف بیان کرنے والا ۔ صاحب مصباح اللغات ص۸۷۵ پر فرماتے ہیں " اکثر نعت کا استعمال صفاتِ حسنہ کیلئے ہوتا ہے ۔ صاحب لغات الحدیث ج ۴ کتاب نون ص۹۸ پر فرماتے ہیں " نعت کے مقابلہ میں وصف ہے ۔ وصف عمدہ اور مذموم دونوں کے

دن صبح کے وقت آپ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو عطا فرمایا اور "ذو الفقار" نامی تلوار بھی مرحمت فرمائی ، اسی دن آپ کو "لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُو الْفِقَار" کا معزز ترین لقب عطا ہوا جو دنیا میں آپ کے سوا کسی اور شخص کو نصیب نہیں ہوا ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے مقام بلند اور درجات عالیہ کو اس طرح بیان فرمایا ۔ "من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ " آپ ان دس جنتی صحابہ میں سے ایک ہیں جن کو جنتی ہونے کی خوشخبری دی گئی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی جگر گوشہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا آپ کے نکاح عقد میں دی ۔ آپ خلفاء الراشدین المہدیین میں چوتھے خلیفہ تھے ، آپ امیر المؤمنین ، سید الاصفیا اور علاق تجھان ...

... آپ کرم اللہ وجہہ الکریم سے پانچ سو سے زیادہ احادیث مروی ہیں جن میں بقول حضرت احمد الجواد الدوی ذلک فی البخاری تسع و عشرون حدیثا "یعنی بخاری شریف میں انتیس حدیثیں ہیں ۔ آپ سے امام حسن کریمین اور سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا ، عمر و ابن عباس رضوان اللہ علیہم اجمعین اور بہت لوگوں نے روایت کی ہے ۔ ۱۸ رمضان سنہ ۴۰ھ میں عبد الرحمان بن ملجم المرادی نے آپ پر جامع کوفہ میں محراب کے اندر نماز میں کاری ضرب لگائی ۔ تین رات

لئے استعمال ہوتا ہے۔"

تشریح جناب امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا ارشاد ہے "آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) میں مائل بہ درازی تھے" یعنی جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تنہا ہوتے تو معتدل القامۃ نظر آتے، نہ لمبے اور نہ ہی پست قد تھے اور جس وقت حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تشریف فرما ہوتے تو سب سے بلند قامت دکھائی دیتے۔ یہ سب سے اُونچا نظر آنا قدِ مبارک کے لمبا ہونے کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ معجزانہ طور پر تھا۔ قاضی محمد عاقل رحمۃ اللہ عَلَیْہ فرماتے ہیں "دایں در معنیٔ معجزہ آں سرور است" اور ارشاد ہے۔

"رنگ مبارک میں سفیدی اور سُرخی کا ظہور تھا۔ عربی الفاظ ہیں" اَبْیَضُ مُشْرَبٌ" یعنی سفید رنگ سُرخ آمیز تھا گویا سفیدی میں سُرخی ملی ہوئی مُتی جیسے سچے گلاب کے پھول کا رنگ ہوتا ہے۔ یہاں پر خبر مبتداء محذوف ہے یعنی ھُوَ اَبْیَضُ ہے اور لفظ مشرب اس کی صفت ہے۔ امام الاولیاء کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر نبوت ختم ہے گویا آنحضرت صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے "نہ ہی آسکتا ہے اور نہ ہی ہو سکتا ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اللہ تبارک وتعالیٰ سبحانہٗ نے خاتم النبیین "قرآن حکیم کو آخری وحی اور اُمت محمدیہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو آخری اُمت بنا کر دینِ اسلام کی تکمیل فرمادی۔ حضور شفیع المذنبین سرورِ عالم وعالمیان صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے كُنْتُ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ بَيْنَ الْمَآءِ وَالطِّيْنِ۔ یعنی (حضرت) آدم (علیہ السلام) ابھی پانی اور مٹی میں تھے (پیدا بھی نہیں کئے تھے) کہ میں نبی تھا۔ دُوسرا ارشاد ہے۔ اَنَا الْعَاقِبُ میں عاقب ہوں۔ اور خود ہی صلی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کی تشریح میں فرمایا۔ وَالْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوتا" گویا تخلیق کے اعتبار سے آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سب سے پہلے نبی اور بعثت کے لحاظ سے سب سے آخری نبی ہیں۔ حضور خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس مُدّعا کو ایک نہایت ہی واضح مثال کے ساتھ بیان فرمایا۔ ارشادِ گرامی ہے۔ مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانہ وترک منہ لبنۃ وطاف بہ النظارۃ یتعجبون من حسن بنیانہ الا موضع تلک اللبنۃ، فکنت انا سددت موضع اللبنۃ فختم بی البنیان وختم بی الرسل" اس مثال میں حضور صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نبوت کو ایک محل سے تشبیہ دی ہے جس کی ساری عمارت مکمل ہو چکی ہے مگر صرف ایک اینٹ کی کمی باقی رہتی ہے آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں کہ "میں ہی وہ اینٹ تھا جس کی جگہ قصرِ نبوت میں خالی تھی" میں آیا اور میں نے اس قصر نبوت کو مکمل کر دیا۔ اس طرح میرے ساتھ نبوت ختم ہو گئی۔ میں ہی خاتم النبیین ہوں۔ اس مضمون کو ترمذی شریف میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ اس حدیث شریف کو ابو یعلیٰ الموصلی نے بھی اپنی مسند میں بیان کیا ہے۔ اس حدیث شریف کو ابو یعلیٰ الموصلی نے بھی اپنی مسند میں بیان کیا ہے۔ اس حدیث شریف کو ابو یعلیٰ الموصلی نے بھی اپنی مسند میں بیان کیا ہے۔

کے بعد اکیس (۲۱) رمضان کو شہید ہوئے۔ انہیں کہیں شہید کیا گیا، حضرت علی اور عبدالرحمٰن بن ملجم نے اور عبدالرحمٰن بن ملجم نے امام حسن علیہ السلام کے نانا پر وار کیا اور دونوں کے نانا پر وار کیا۔

اسماء الرجال حدیث پر علامہ سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ اسماء الرجال کا علم پورا ہونے کا دارومدار الکوفی ہے پورا ہونے پر ہے۔ امام سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ ابن جریج اور ابن شہاب سے زیادہ روایت کرتا ہے۔ ترمذی الدارمی جو کہتا ہے کہ حدیث خراب کہنے میں اس سے مراد یہ ہے کہ یہ ضعیف ہے۔ کہا گیا ہے کہ اس کا ترجمہ ہے۔ ۲۔ السوری اس کا ترجمہ ہے۔ حدیث ۵۔ میں گزر چکا ہے۔ ۳۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری ۴۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری ایک عرب کے ملک البصرہ میں ایک تبلیغ کی۔ ۵۔ ابن خزیمہ تبلیغ کی۔ ۶۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۷۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۸۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۹۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۱۰۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۱۱۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۱۲۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۱۳۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۱۴۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۱۵۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۱۶۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۱۷۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۱۸۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۱۹۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۲۰۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۲۱۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۲۲۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۲۳۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۲۴۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۲۵۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۲۶۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۲۷۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۲۸۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۲۹۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۳۰۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۳۱۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۳۲۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۳۳۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۳۴۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۳۵۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۳۶۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۳۷۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۳۸۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۳۹۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۴۰۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۴۱۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۴۲۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۴۳۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۴۴۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۴۵۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۴۶۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۴۷۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۴۸۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۴۹۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔ ۵۰۔ ابو عمرو عبداللہ بن البصری نے تبلیغ کی۔

marfat.com

نے آکر عمارت کو مکمل کر دیا" بلکہ ارشاد فرمایا کہ عمارت کے مکمل ہونے کا یہ مطلب ہے کہ "اب میرے ساتھ سلسلۂ رسالت (نبوت) کو ختم کر دیا گیا ہے" اور دوسری حدیث شریف میں ارشاد ہے "فانا اللبنة وانا خاتم النبیین" اور وہ اینٹ میں ہوں، اور میں خاتم النبیین ہوں"۔ اور نیز ختم نبی الرسل فرما کر رسولوں کا سلسلہ بھی ختم کر دیا۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد
بر رسول ما رسالت ختم کرد

ارشاد ہے کہ "از روئے دل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ فیاض تھے" قلب سخاوت کے پاکیزہ خیالات کے پیدا ہونے کی جگہ ہے لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخاوت بقول علامہ محمد الجزری رحمۃ اللہ علیہ۔

"ان جوده عن طیب قلب وانشراح صدر لا عن تکلف وتصنع" "قلبی انبساط اور انتہائی خوشی کے ساتھ ہوتی تھی نہ کہ تکلف اور بناوٹ کے ساتھ"

ارشاد ہے "از روئے گفتگو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ سچے تھے" یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک پر کبھی بھی کوئی جھوٹا کلمہ آیا ہی نہیں، نیز یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دائی کلام اور ادائی مخارج میں انتہائی صحیح اور خوبیوں پر لہجہ رکھتے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا پاکیزہ اور مناسب لہجہ کسی دوسرے کا نہ تھا، اسی لئے مخلوق میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افصح تھے جناب سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اَنَا اَفْصَحُ الْعَرَبِ وَاَنَا مِنْ قُرَیْشٍ وَلُغَتِیْ لُغَةُ بَنِیْ سَعْدِ بْنِ بَکْرٍ یَتَکَلَّمُوْنَ بِلُغَةِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی "میں عرب میں فصیح تر ہوں اور یہ کہ اہل جنت جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لغت میں گفتگو کرتے ہیں"۔ امیر المؤمنین فرماتے ہیں کہ از روئے قبیلہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرب کے قبیلوں میں سب سے زیادہ محترم و ذی وقار تھے" یعنی قبائل عرب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا کوئی قبیلہ نہیں ہے۔ حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب شفا شریف میں تحریر کرتے ہیں کہ "حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منزلت، فضیلت، اعلیٰ مرتبہ اور وہ شان جو کہ دونوں جہانوں میں کسی فرد کو نہیں ملی بلکہ خاصۂ خواجۂ عالم و عالمیان (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔ وہ ابن عباس کی مندرجہ ذیل حدیث سے ثابت ہے۔ پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو دو قسموں میں تقسیم کر کے مجھے اعلیٰ قسم میں رکھا اور اس کی دلیل یہ آیت ہے۔ اصحاب الیمین و اصحاب الشمال، دائیں طرف والے اور بائیں طرف والے، پس میں دائیں طرف والوں میں سے ہوں اور ان دائیں طرف والوں کے سب افراد سے بہتر ہوں پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو قومیں بنائیں اور مجھے

marfat.com

سب سے بہتر قوم میں رکھا۔ اس کی دلیل یہ آیت ہے۔ واصحاب الیمنۃ ما اصحاب الیمنۃ واصحاب المشئمۃ ما اصحاب المشئمۃ والسابقون السابقون اولئك المقربون، اور دائیں طرف والے اور کیسے دائیں طرف والے! اور بائیں طرف والے اور کیسے بائیں طرف والے! اور سبقت لے جانے والے تو سب سے سبقت لے جانے والے تھے، وہی خاص مقرب ہیں، پس میں ان سبقت لے جانے والوں سے پہلی جو سب پر سبقت لے گئے اور پھر قوم کے تمام افراد سے بہتر ہوں، پھر ان اقوام سے قبائل بنائے اور مجھ کو اس قبیلہ میں رکھا جو سب سے بہتر تھا اور اس کی یہ آیت دلیل ہے۔ "وجعلناکم شعوبا وقبائل" اور ہم نے تم کو گروہ اور قبیلوں میں تقسیم کیا، پس مختصر یہ کہ اولادِ آدم میں سب سے زیادہ پاکیزہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں سب سے زیادہ مکرم ہوں (اور کوئی فخر نہیں ہے) پھر رب کریم نے قبیلوں میں سے گھر چُن لئے اور آخری گھر جو سب سے بہتر تھا اس سے میرا ظہور ہوا تو اب اور اس کی دلیل یہ آیت ہے۔

"اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا"

"اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دُور فرمادے اور تمہیں پاک کرکے خوب ستھرا کردے۔"

اور ارشاد ہے۔ ازروئے حصولِ معرفت جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں متواتر حاضر ہوتا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا محبوب بنالیتا" یعنی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبتِ مبارکہ میں مسلسل اور متواتر حاضر ہونے کا موقع پاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محسن معاشرت "اخلاقِ حسنہ" پیدا اور محبت سے مزا اس شخص پر ایسا اثر کرتا کہ وہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خود بخود قربان ہو جاتا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجہاتِ عالیہ نیز صحبتِ مبارکہ کی وجہ سے معرفتِ الٰہی کے نُور سے منور ہو کر انوار و تجلیاتِ الٰہی کا مرکز بن جاتا یہی وہ شے تھی کہ جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں آتا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبتِ مبارکہ سے غیر حاضر رہنے کا نام بھی نہ لیتا۔ نتیجۃً انسانیتِ کاملہ کی معراج اسے نصیب ہو جاتی۔

"واعلم انه قد جرت عادة اصحاب الحدیث ان الحدیث اذا روی باسنادین او اکثر واسقوا باسناد آخر یقولون فی آخره مثله او نحوه اختصاراً او المثل یستعمل بحسب الاصطلاح فیما اذا کانت

یعنی خوب اچھی طرح جان لو کہ اصحابِ حدیث میں یہ عادت جاری ہے کہ جس وقت کوئی حدیث دو یا اکثر سندوں کے ساتھ روایت کی جائے اور پہلی اسناد کے ساتھ حدیث آگے لے جائیں پھر دوسری اسناد کے ساتھ لائیں تو اس کے آخر میں اختصار کرنے کے لئے مثلہ یا

لم یسمع من جدہ امیر المومنین علامہ ابو الحسنین احمد المرصفی رضی اللہ عنہ بن محمد المرصفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، وفی هذا السند انقطاع لان ابا الرجاء هذا لم یسمع من علی رضی اللہ عنہ قال المؤلف فی جامعہ ویحمل ابو الرجاء هذا الحدیث یحمل الاسناد ایسا یتصل۔ تمام عرب روایات اور شہادتیں مشہور ہیں۔

marfat.com

الموافقہ بین الحدیثین فی اللفظ والمعنی، والنحو یستعمل اذا کانت الموافقۃ فی المعنی فقط، ھذا ھو المشھور بینھم وقد یستعمل کل واحد منھما مقام الآخر فعلی ھذا قولہ بمعناہ لارادۃ ان النحو یستعمل فی ھذا المقام للمعنی دون اللفظ مجازا۔

(جمع الوسائل صفحہ ۳۴)

نحوہ کہہ دیتے ہیں۔ بحسب اصطلاح مثل اس وقت استعمال کرتے ہیں جس وقت دو حدیثوں کے الفاظ و معنی میں موافقت ہو اور نحو اس وقت استعمال کرتے ہیں جس وقت صرف معنی میں موافقت ہو اور لفظ میں نہ ہو، یہ وہ تعریف ہے جو ان کے درمیان مشہور ہے۔ اور کبھی کبھی ہر ایک ان دونوں میں سے دوسرے کے مقام پر استعمال کیا جاتا ہے تو اس بنا پر اس معنی کے ساتھ اس ارادہ کے لئے ہے کہ نحو اس مقام میں معنی کے لئے استعمال ہوا ہے سوائے لفظ کے، جو کہ از روئے مجاز کے بھی استعمال نہیں ہے۔

حدیث ۷ حدثنا سفیانُ بن وکیعٍ قال حدثنا جمیعُ ابن عُمیرٍ بن عبد الرحمن بن العجلی املاءً علینا من کتابہ قال حدثنی رجلٌ من بنی تمیمٍ من ولد ابی ھالۃ زوج خدیجۃ یکنی اباعبد اللہ عن ابن لابی ھالۃ عن الحسنِ بن علی قال سألت خالی ھند ابن ابی ھالۃ وکان وصّافا عن حلیۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانا اشتھی ان یصف لی منھا شیئا اتعلق بہ فقال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فخما مفخما یتلألأ وجھہ تلألؤ القمر لیلۃ البدر اطول من المربوع واقصر من المشذب عظیم الھامۃ رجل الشعر ان انفرقت عقیقتہ فرقھا والا فلا یجاوز شعرہ شحمۃ اذنیہ اذا ھو وفرہ ازھر اللون واسع الجبین ازج الحواجب سوابغ من غیر قرن بینھما عرق یدرہ الغضب اقنی العرنین لہ نور یعلوہ یحسبہ من لم یتأملہ اشم کث اللحیۃ سھل الخدین ضلیع الفم مفلج الاسنان دقیق المسربۃ

حدیث ۷ حدثنا سفیان بن وکیع قال حدثنا جمیع بن عمیر بن عبد الرحمن بن العجلی املاءً علینا من کتابہ قال حدثنی رجل من بنی تمیم من ولد ابی ھالۃ زوج خدیجۃ یکنی اباعبد اللہ عن ابن لابی ھالۃ عن الحسن بن علی قال سألت خالی ھند ابن ابی ھالۃ وکان وصّافا عن حلیۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانا اشتھی ان یصف لی منھا شیئا اتعلق بہ فقال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فخما مفخما یتلألأ وجھہ تلألؤ القمر لیلۃ البدر اطول من المربوع واقصر من المشذب عظیم الھامۃ رجل الشعر ان انفرقت عقیقتہ فرقھا والا فلا یجاوز شعرہ شحمۃ اذنیہ اذا ھو وفرہ ازھر اللون واسع الجبین ازج الحواجب سوابغ من غیر قرن بینھما عرق یدرہ الغضب اقنی العرنین لہ نور یعلوہ یحسبہ من لم یتأملہ اشم کث اللحیۃ سھل الخدین ضلیع الفم مفلج الاسنان دقیق المسربۃ

اسماء الرجال

۱ سفیان بن وکیع: کنیت ابو محمد اور والد کا نام ابن الجراح ہے، ۳ جمیع بن عمیر بن العجلی: کنیت ابو طلحہ اور والد کا نام ابن ابی ھالۃ ہے، ۴ ابن لابی ھالۃ: ان کا نام ہند ہے، ۵ حسن بن علی: یہ حسن معروف ہیں، ۶ ھند ابن ابی ھالۃ: کنیت ابو عبد اللہ اور والد کا نام ابن ابی ھالۃ ہے۔

حضرت ہند کا نام ہند ہے اور کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ آپ کے والد کا نام ابن ابی ھالۃ ہے۔ آپ کی والدہ کا نام ھالۃ ہے۔ آپ کے والد کا نام زرارہ ہے۔ آپ کا نسب یہ ہے ھند بن زرارہ بن نباش بن عمرو بن حبیب بن سمی بن عمرو بن تمیم۔ آپ کی والدہ ھالۃ بنت عبد اللہ بن نباش بن زرارہ ہیں۔ آپ کی کنیت ابو ھالۃ ہے۔ آپ کا نسب یہ ہے ھالۃ بنت عبد اللہ بن نباش بن زرارہ بن عمرو بن حبیب بن سمی بن عمرو بن تمیم۔ آپ کی کنیت ابو ھالۃ ہے۔ آپ کا نسب یہ ہے ھالۃ بنت عبد اللہ بن نباش بن زرارہ بن عمرو بن حبیب بن سمی بن عمرو بن تمیم۔

marfat.com

كَانَ عُنُقَهُ جِيْدُ دُمْيَةٍ فِىْ صَفَاءِ الْفِضَّةِ مُعْتَدِلُ الْخَلْقِ بَادِنٌ مُتَمَاسِكٌ سَوَاءُ الْبَطْنِ وَ
الصَّدْرِ بَعِيْدُ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ ضَخْمُ الْكَرَادِيْسِ اَنْوَرُ الْمُتَجَرَّدِ مَوْصُوْلُ مَا بَيْنَ اللَّبَّةِ وَالسُّرَّةِ
بِشَعْرٍ يَجْرِىْ كَالْخَطِّ عَارِى الثَّدْيَيْنِ وَالْبَطْنِ مِمَّا سِوٰى ذٰلِكَ اَشْعَرُ الذِّرَاعَيْنِ وَالْمَنْكِبَيْنِ
وَاَعَالِى الصَّدْرِ طَوِيْلُ الزَّنْدَيْنِ رَحْبُ الرَّاحَةِ شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ سَائِلُ
الْاَطْرَافِ اَوْ قَالَ شَائِلُ الْاَطْرَافِ خُمْصَانُ الْاَخْمُصَيْنِ مَسِيْحُ الْقَدَمَيْنِ يَنْبُوْ عَنْهُمَا الْمَاءُ
اِذَا زَالَ زَالَ قَلْعًا يَخْطُوْ تَكَفِّيًا وَيَمْشِىْ هَوْنًا ذَرِيْعُ الْمِشْيَةِ اِذَا مَشٰى كَاَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ
وَاِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ جَمِيْعًا خَافِضُ الطَّرْفِ نَظْرُهٗ اِلَى الْاَرْضِ اَكْثَرُ مِنْ نَظْرِهٖ اِلَى السَّمَاءِ جُلُّ
نَظْرِهِ الْمُلَاحَظَةُ يَسُوْقُ اَصْحَابَهٗ وَيَبْدَءُ مَنْ لَقِىَ بِالسَّلَامِ۔

ترجمہ جناب امام حسن بن امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ھالہ سے پوچھا اور وہ حضور سید دوعالم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا بہت ہی زیادہ حلیہ مُبارک بیان فرمایا کرتے تھے اور مجھے بڑا شوق تھا کہ وہ میرے لئے سید پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا حُلیہ مُبارک بیان کریں تاکہ میں اس کے ساتھ تعلق پیدا کروں، پس انہوں نے فرمایا کہ جناب محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم بنفسِ نفیس عظیم و بزرگ تھے اور دوسروں کی نظروں میں بھی بڑے معظم اور محترم تھے' چہرۂ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا' آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم درمیانہ قد سے ذرا بڑے تھے اور لمبے تڑنگے قد سے ذرا چھوٹے تھے' آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا سرِ اقدس موزوں بھاری تھا' آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے بال (مبارک) کنڈل دار (خمیدہ) تھے' اگر سرِ اقدس کے بالوں کی مانگ نکل آتی تو رہنے دیتے ورنہ نہیں' آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے سرِ اقدس کے بال مُبارک جب لمبے ہوتے تھے تو کانوں کی لَو سے ذرا نیچے ہوتے تھے' آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا رنگ مُبارک انتہائی سفید اور چمک دار تھا' آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کشادہ پیشانی والے تھے' آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے ابرو' کمان کی طرح خمیدہ اور انتہائی باریک تھے جو کہ پُورے ایک دُوسرے سے مِلے ہوئے نہ تھے' دونوں ابرُوں کے درمیان رگ تھی جو کہ غصّہ کے وقت اُبھر آتی تھی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک مُبارک اُونچی تھی جس سے نُور پھُوٹ پھُوٹ پڑتا تھا' جو شخص غور سے دیکھتا وہ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو بلند بینی والا خیال کرتا (حالانکہ ایسا نہیں تھا) آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی داڑھی مُبارک گھنی تھی' آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے رُخسار مُبارک ہموار تھے' آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کشادہ دہن تھے' آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے سامنے والے دانتوں میں کشادگی تھی' آپ صلی اللہ

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے سینہ مبارک سے ناف تک بالوں کی باریک لکیر تھی' آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی گردن مُبارک نہایت ہی خُوبصورت اور چمکتی تھی جو کہ چاندی کی طرح صاف تھی' آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے وجود مُبارک کا ہر عضو انتہائی متناسب تھا' آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اعضاء ایک دُوسرے کو مضبوط پکڑے ہوئے تھے (یہ نہیں کہ ڈھیلے اور لٹکے ہوئے تھے) آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا پیٹ اور سینہ بالکل برابر تھا' سینہ مُبارک کشادہ تھا۔ آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دونوں شانوں کے درمیان مناسب فاصلہ تھا' آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بڑیوں کے جوڑ مضبوط تھے' آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا جسم اطہر نُورٌ علیٰ نور تھا' آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے حلقوم سے لے کر ناف تک بالوں کی ایک لکیر تھی' سوائے اس لکیر کے دونوں پستانوں اور پیٹ پر بال نہیں تھے' دونوں بازوؤں' دونوں مونڈھوں اور سینہ اقدس کے اُوپر کے حصّہ پر بال تھے' آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی کلائیاں لمبی تھیں' آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ہتھیلیاں فراخ تھیں' آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور پاؤں کے تلوے پُرگوشت تھے' آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی انگلیاں خوبصورت لمبی تھیں' پاؤں کے تلوے گہرے تھے' آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے قدم مُبارک ہموار تھے' جب ان پر پانی ڈالا جاتا تو پھیل جاتا' آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مضبوط قدم اُٹھاتے اور آہستہ آہستہ چلتے' آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تیز رفتار بھی ہوتے' جب چلتے تو یوں معلوم ہوتا کہ بلندی سے پستی کی طرف جا رہے ہیں۔ جب آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کسی کی طرف توجہ فرماتے تو پوری توجہ فرماتے' آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نیچی نظر سے دیکھتے تھے' آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نظر اکثر زمین کی طرف ہوتی کبھی آسمان کی طرف بھی دیکھتے' آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ گوشہ چشم سے ملاحظہ کیا کرتے تھے' آپ اپنے صحابہ (رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین) کو چلتے وقت اپنے سے آگے کر دیتے تھے' آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس سے بھی ملتے تو سلام میں پہل فرماتے۔

حل لغات

وَصَّافًا۔ بہت وضاحت سے بیان کرنے والے' وَصَفَ یَصِفُ وَصْفًا وِصِفَۃً بیان کرنا' تعریف کرنا۔ **اَشْتَھِیْ**۔ میں بہت شوق رکھتا ہوں' میں بہت خواہش کرتا ہوں۔ **اَتَعَلَّقُ**۔ میں تعلق پیدا کروں' تصوّر کروں میں جانوں۔ **فَخْمًا**۔ بُزرگ' عظیم' شاندار' فَخْمٌ' عالی مرتبت' عالی شان' عظیم فی نفسہٖ۔ **مُفَخَّمًا**۔ دُوسروں کی نظروں میں بھی عالی مرتبت' معظما فی صدور الصدور وعین العیون۔ **یَتْلَالَأ**۔ التلالو' ھو الاضاءۃ والاشراق چمکتا تھا' واصل' تلالا''۔ ابیض۔ **اَطْوَلُ**۔ زیادہ لمبا تھا' ماثل بطول' **اَلْمَرْبُوْعُ**۔ درمیانہ قد' وھو مابین الطویل والقصیر علی حد سواء یقال رجل ربعۃ مربوع (جمع الوسائل) **اَلْمُشَذَّبُ**' بہت لمبا۔ تو انکا اصل میں مُشَذَّب' کھجور کا وہ درخت ہے جس کی ڈالیاں کاٹ ڈالی گئی ہوں مصدر مشذب ہے جس کا معنی چھیلنا' کاٹنا اور چھانٹنا

marfat.com

ہے۔ اَلْمُذَبَّب کا مصدر تَذْلِیْب ہے۔ طویل مفرط۔ اَلْھَامَۃ۔ موزوں سر۔ سر عَظِیْمُ الْھَامَۃِ۔ سر اقدس موزوں بڑا تھا۔ سَجْلٌ۔ بالوں کا نہ بالکل سیدھا ہونا اور نہ ہی گھونگر دار ہونا بلکہ کُنڈل دار یا قیمہ بال ہونا۔ اِنْفَرَقَتْ۔ الگ ہوئے، جُدا ہوئے۔ عَفِیْقَۃ۔ سر کے بال بیچ جاتا جس کو مانگ کہتے ہیں۔ اِنْفِقَاقٌ مصدر ہے جس کے معنی پھٹ جانا ہے۔ اَزْھَرُ اللَّوْن۔ سفید اور چمکدار رنگ والے۔ زَھَرَۃٌ اصل ہے جس کے معنی سفیدی خوبصورتی، تازگی، حُسن اور روشنی کے ہیں۔ اَنْزَجُ۔ لمبی خمیدہ، کمان کی طرح۔ زَجَجٌ سے نکلا ہے جس کے معنی نفیس باریکی کے ہیں۔ اَلْحَوَاجِب۔ ابرو۔ یہ جمع ہے اس کا واحد حَاجِبٌ آتا ہے۔ مَوْصُوْلَۃٌ۔ جڑے ہوئے، پُورے پُورے۔ قَرْنٌ۔ ملے ہوئے، عِرْقٌ۔ رگ۔ یُدِرُّہٗ۔ اُبھر آتی تھی۔ اَقْنَی۔ اُونچی، بلند۔ عِرْنِیْن۔ ناک۔ بیچ اَقْنَی الْعِرْنِیْنِ۔ ناک مبارک کا اُونچی بلند تھی، نہایت میں ہے قَنَا کہتے ہیں ناک لمبی ہونا اور درمیان میں انحناب ہونا اور زم باریک ہونا اور محیط میں ہے "قِنَانِی الْاَنْف" یہ ہے کہ ناک کا اُوپر کا حصّہ بلند ہو اور درمیانی حصّہ محرب ہو، مرد کو اَقْنَی الْاَنْف اور عورت کو قَنْوَاءُ کہتے ہیں۔ اَشَمَّ۔ بلند بینی، شَمَمٌ کے معنی ناک کا بلند ہونا اور اُوپر سے برابر ہونا اور نتھنوں کا ذرا باہر نکلنا۔ کَثُّ۔ گھنی داڑھی والا، نہایت میں ہے کہ داڑھی کی کثافت یہ ہے کہ باریک اور لمبی نہ ہو بلکہ اس میں کثافت اور دلدار پنا ہو، مجمع البحرین میں ہے یعنی بھوپی داڑھی اور گھنی ہونی۔ سَھْل۔ ہموار، اَلْخَدَّیْن۔ رخسارے، ضَلِیْع۔ کشادہ، پورے اعضاء والے مضبوط آدمی کو بھی کہتے ہیں، پیار پر منہ "یعنی فصہ قریب سے کشادہ کا ہی معنی ہے۔ مُفَلَّج۔ فصل، جدائی، کشادگی، فَلَجٌ سے نکلا ہے۔ دَقِیْق۔ باریک، ہلکی۔ اَلْمَسْرُبَہ۔ ناف۔ جِیْدٌ۔ گردن یا گردن کا وہ مقام جہاں ہار پہنتے ہیں۔ دُمْیَۃٌ۔ پُتلی، وہ پتلی جو منقش اور مزین ہو اور اس میں خون کی طرح سُرخی ہو، بعضوں نے کہا کہ ہاتھی دانت کی پُتلی، عرب لوگ کہتے ہیں اَحْسَنُ مِنَ الدُّمْیَۃِ۔ پُتلی سے بھی زیادہ خوبصورت۔ اَلْخَلْق۔ اعضاء، بَادِنٌ مضبوط۔ اعضاء، مُتَمَاسِک۔ قوی۔ بَادِنٌ مُتَمَاسِکٌ۔ آپ کے اعضاء مبارکہ باقوت ایک دوسرے کو پکڑے ہوئے تھے، یہ نہیں کہ ڈھیلے لگتے تھے۔ سَوَاءٌ۔ برابر، ہموار، ایک جیسے۔ اَنْوَرُ۔ نورانی، مُتَجَرِّدٌ۔ جسم مبارک محیط میں ہے کہ مُتَجَرِّدٌ بمعنی آمصدر میمی ہے معنی برہنگی اور ننگاپن اور بکسر اجسم کو کہتے ہیں۔ اَللَّبَّہ۔ ذبح کرنے کی جگہ۔ حلقوم، دلگدی "اَلْمَنْھَرُ" عَارِیُ، صاف خالی، اَلشَّدَیْن۔ دونوں پستان۔ رَحْب۔ کی، کشادہ، رَحْبُ الرَّاحَۃ۔ ہتھیلی، ہاتھ۔ اَطْرَاف۔ انگلیوں کے پورے، طرف کی جمع ہے۔ خُمْصَانُ الْاَخْمَصَیْن۔ دونوں اُخمص خالی تھے اَخْمَص پاؤں کا وہ مقام ہے جو برابر زمین پر نہ لگے بیچ میں ہوتا ہے۔ خَمْصٌ یا خُمُوْصٌ کے معنی درم بیٹھ جانا، باریک متکلم ہونا پیٹ خالی ہونا، یہاں مراد تو سے خالی ہونا ہے۔ مَسِیْحُ الْقَدَمَیْن۔ ہموار، سپاٹ تلوے والے یعنی چکنے نرم۔ جن میں سلوٹیں اور شگاف

marfat.com

نہ ہو، یَنْبُوْ، ہو جائے۔ زَالَ۔ چلنا۔ قَلْعًا۔ زور سے پاؤں اُٹھانا۔ خَبِیْبٌ۔ جلدی۔ تیز رفتار۔ خَائِضٌ۔ نیچی نظر سے دیکھنا۔ جُلّ۔ گوشۂ چشم سے دیکھنا، یَسُوْقُ۔ آگے چلاتے، یَبْدَاُ۔ ابتدا کرتے، شروع کرتے، پہل کرتے۔

تشریح جناب امیر المؤمنین سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے کہ مجھے بڑا شوق تھا کہ وہ میرے سامنے حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کریں تاکہ میں اس کے ساتھ تعلق پیدا کروں" کمال محبت کا اظہار ہو رہا ہے حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ الباری جمع الوسائل صـ۳۲ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"اَتشبّث بذلك الوصف واجعله محفوظا في خزانة خيالي"	"حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس حلیہ مبارک کو لے رہوں (اس پر عمل کرتا کرتا) ہے تاکہ میری نجات ہو جائے، اور اپنے تصور میں اسے محفوظ کر لوں۔

گویا اس نورانی حلیہ شریف کو یاد رکھوں، اس کے ساتھ تعلق پیدا کروں اور اس مرکزِ انوار و تجلیات کے وجودِ مبارک کے ساتھ ابدی پیار کروں تاکہ فیوضات و برکات نبوت سے مستفیض ہو جاؤں (اسی لئے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضرت امام حسن علیہ السلام کا والہانہ عشق و محبت کا تعلق اہلبیت کرام کا ہی حصہ ہے، مندرجہ بالا حالیہ نے فرمایا "چہرۂ انور جو دھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا" بَیْنَ لَاحَ وُ تجدد اور استمرار کے معنی پر دلالت کرتا ہے یعنی ہمیشہ اور ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا روئے اقدس چمکتا رہتا تھا۔ استاذ گرامی قدر محدثِ جلیل حضرت مولینا مولوی صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب پشاوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرۂ انور کو سورج سے تشبیہ نہیں دی بلکہ چودھویں رات کے چاند کے ساتھ دی ہے اس لئے کہ یہ بات مشہور ہے کہ چاند کی روشنی سورج سے مستفاد ہے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرۂ انور کی روشنی اللہ تعالیٰ کے نورِ قدسی سے مستفاد تھی۔ گویا آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روئے انور انوار و تجلیاتِ الٰہی کا مظہر تھا، ایسی نے ہر لمحہ ہر آن درخشندہ و تابندہ رہتا"

نیز استاذ گرامی منزلت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

"آنحضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کے رُوئے اقدس کے حُسن و جمال میں اتنی کشش اور جاذبیت تھی کہ دیکھتے ہی چلے جایئے، آنکھوں میں ٹھنڈک اور فرحت بڑھتی جاتی ہے اور جمالِ جہاں آراء کو دیکھنے سے بھی بھرتا ہی نہیں مگر سورج کو ایک بار دیکھنے سے ہی آنکھیں چُندھیا جاتی ہیں اور بصارت بھی کمزور ہو جاتی ہے" فافہم

marfat.com

ارشاد ہے "آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی گردن مُبارک نہایت خوبصورت تھی اور چمکتی تھی" یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن مُبارک پتلی کی گردن تھی صاف اور سفید، عرب کہتے ہیں اَحْسَنُ مِنَ الدُّمْیَۃِ۔ پتلی سے بھی زیادہ خوبصورت۔ ارشاد ہے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سرِاقدس کے بال مُبارک جب لمبے ہوتے تھے تو کانوں کی لَو سے ذرا نیچے ہوتے تھے" جناب سید العرب والعجم، شفیع المذنبین، صاحب لواء حمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سرِاقدس کے بالوں کے بارے میں احادیثِ مبارکہ میں تین قسم کا ذکر آیا ہے۔ وفرہ، جُمّہ اور لِمّہ۔ علماء کرام فرماتے ہیں جب بال مبارک فی الجملہ بڑھ جاتے تو وفرہ یعنی کُوش مُبارک کی لَو سے لمبے ہو جاتے اور جب بہت بڑھ جاتے تو کندھوں پر پہنچ جاتے اور جب اتنے زیادہ نہ بڑھاتے تو کانوں تک یا ان سے ذرا اُوپر ہی ہوتے اور سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ کیفیت "اختلافِ اوقات پر مبنی ہے تو ثابت ہُوا کہ تینوں طرح بال رکھنا سُنّت ہے اور یہ جو بعض مرد عورتوں کی طرح بالکل ہی بال چھوڑ دیتے ہیں جو بہت تک اور لمبا اوقات پیٹ تک پہنچ جاتے ہیں' خلافِ سنّت ہے اور جناب سید الکونین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس طرح بال رکھنے سے منع فرمایا ہے کہ سر کے بعض حصّہ پر بناؤ سنگار کے لئے بال رکھے جائیں اور بعض حصہ سے ترشوا دیئے جائیں' آج کل کی اصطلاح میں اسے فرنچ کَٹ بال کہتے ہیں۔ اللھم احفظنا من ھذا۔ ارشاد ہے "اپنے صحابہ کو چلتے وقت اپنے سے آگے کر دیتے تھے" علماء فرماتے ہیں کہ یہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کمال تواضع تھی حضرت علامہ مولیٰنا مولوی قاضی محمد واقل صاحب' صاحب شرح شمائل شریف میں فرماتے ہیں۔

"دمی فرمود بگذارید پشت مرا از برائے فرشتگان" "یعنی میرے پیچھے سے ہٹ جاؤ کہ فرشتے چل رہے ہیں"

واخرج الدارمی باسناد صحیح انہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قال خلوا ظھری للملٰئکۃ، واخرج احمد عن جابر قال کان اصحاب النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یمشون امامہ ویدعون ظھرہ للملٰئکۃ۔ ارشاد ہے:۔

"آنحضور سرورِ کونین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نظرِ مُبارک اکثر زمین کی طرف ہوتی کبھی آسمان کی طرف بھی دیکھتے۔"

یہ حضور سرورِ عالم رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عادت شریفہ تھی اور حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی عادت مبارکہ حکمت و معرفت سے خالی نہیں تھی اور ابوداؤد میں جو یہ حدیث آئی ہے:۔

"عَنْ عبد اللّٰہ بن سلام قال کان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اذا جلس یتحدث یکثر ان یرفع طرفہ الی السماء"

جس وقت حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم گفتگو فرمانے کے لئے تشریف فرما ہوتے تو اکثر آسمان کی طرف نظریں اٹھا اٹھا کر دیکھتے۔"

manat.com

تو حضرت علامہ ملا علی قاری نے اس کی شرح یوں فرمائی ہے :

مع انه قد يحتمل ان الرفع محمول على حال توقعه انتظار الوحي في امر ينزل عليه

"باوجود اس کے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمان کی طرف نظر مبارک اُٹھا کر دیکھنا کبھی تو اس بات پر محمول کیا جاتا ہے کہ آپ کے لئے وحی نازل ہوتی، اس کے انتظار کے لئے نظر مبارک اُٹھا کر دیکھتے"

شرح الشفا ج ۱ ص ۱۲۰

ارشاد ہے "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شرم چشم سے ملاحظہ کیا کرتے تھے" یعنی آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیکر شرم وحیا تھے، اسی وجہ سے پوری آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے تھے، محدث جلیل الامام عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں۔

"المراد بالنظر بلحاظ العين ان نظره الى الاشياء لم يكن كنظر اهل الحرص والشره بل كان ينظر اليها في الجملة ويقدر الحاجة لا سيما الى الدنيا وزهرتها"

ارشاد ہے "جس سے بھی ملتے تو سلام میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہل فرماتے" حضور صاحب خلق عظیم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ملنے والے کے ساتھ حتیٰ کہ وہ عورت یا بچہ ہی کیوں نہ ہوتا سلام میں پہل فرمانا کمال حسن اخلاق تھا اور تعلیم امت بھی ہے الوجیز للدنیہ حاشیۃ العلامہ الشیخ ابراہیم بن محمد البجوری المتوفی ۱۲۷۷ھ میں ہے۔

"وفي هذه الافعال السابقة من تعليم امته . كيفية المشي وعدم الالتفات وتقديم الصحبة والمبادرة بالسلام ما لا يخفى على المومنين لفهم اسرار احواله"

حدیث ۸ حَدَّثَنَا ابُوموسى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ يَقُولُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ضَلِيعَ الْفَمِ اَشْكَلَ الْعَيْنِ مَنْهُوسَ الْعَقِبِ قَالَ شُعْبَةُ قُلْتُ لِسِمَاكٍ مَا ضَلِيعُ الْفَمِ قَالَ عَظِيمُ الْفَمِ قُلْتُ مَا اَشْكَلُ الْعَيْنِ قَالَ طَوِيلُ شَقِّ الْعَيْنِ قُلْتُ مَا مَنْهُوسُ الْعَقِبِ قَالَ قَلِيلُ لَحْمِ الْعَقِبِ .

ترجمہ سماک بن حرب کہتا ہے کہ میں نے جابر بن سمرہ سے سُنا، وہ کہتے تھے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "ضلیع الفم"

marfat.com

" اشکل العین" اور "منھوس العقب" تھے شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے سماک سے پوچھا "ضلیع الفم" کسے کہتے ہیں، انہوں نے کہا کشادہ دہن والے کو کہتے ہیں۔ میں نے پوچھا "اشکل العین" کسے کہتے ہیں" انہوں نے کہا اس سیاہ آنکھ کو کہتے ہیں جس کی سفیدی میں بلے سُرخ ڈورے ہوں۔ میں (شعبہ) نے پوچھا "منھوس العقب" کسے کہتے ہیں اس (سماک) نے جواب دیا کہ گوشت والی ایڑی کو کہتے ہیں۔

حل لغات

ضَلِیع۔ عظیم، بڑا، چپٹا۔ فَم، منہ، ضَلِیع الفَم، کشادہ دہن، قوی چہرے والا۔ اَشکَل، سُرخی ملا ہُوا۔ العَین، آنکھ۔ اَشکَلُ العَین، دونوں آنکھوں کی سفیدی میں سُرخی ملی ہوئی۔ عرب لوگ جب پانی میں خُون کی سُرخی ملی ہوئی ہُو تو اس پانی کو مَاءٌ اَشکَل کہتے ہیں۔ شَقّ، ڈورے مَنھُوس، کم۔ العَقِب، ایڑی۔ مَنھُوسُ العَقِب، کم گوشت ایڑی۔

تشریح

اہل عرب کے نزدیک کشادہ دہن اور قوی چہرہ والا شخص محترم بُزرگ اور محمود سمجھا جاتا ہے، اسی لئے اللہ تبارک تعالیٰ نے حضور رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ صفت محمُودہ بھی مرحمت فرمائی تھی۔ جابر بن سمرہ کہتے ہیں" آنکھوں کی سفیدی میں سُرخی ملی ہُوئی تھی" یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں مُبارکہ بھی اس صفت حسنہ سے مزین تھیں جو کہ عرب میں از روئے خوبصورتی و حُسن انتہائی مَحبُوب اور محمود ہے۔

بیہقی میں حضرت سیدنا امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے فرماتے ہیں:

"كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم عظيم العينين اهدب الاشفار مشرب العين بحمرة"

"یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں مُبارک میں سُرخ ڈورے تھے بلے ابرو تھے سُرخی اور سفیدی ملا ہوا یعنی سُنہری رنگ مُبارک تھا۔"

علامہ محمد ابراہیم بیجوری فرماتے ہیں:۔

"والصواب ما اتفق عليه العلماء وجميع اصحاب الغريب ان الشكلة حمرة في بياض العين واما الشهلة فهي حمرة في سوادها والشكلة احدى علامات النبوة" (الرباب اللبیب ص۱۱۱)

"اور صحیح بات یہ ہے جس پر علماء اور تمام اہل لغت نے اتفاق کیا ہے کہ آنکھوں کی سفیدی میں سُرخ ڈورے کو شکلہ کہتے ہیں اور اس کی سیاہی میں سُرخ ڈورا ہو تو اس کو شہلہ کہتے ہیں اور یہ شکلہ نبوت کی علامات میں سے ایک ہے"

اسماء الرجال

علامہ ابو زکریا محی الدین یحییٰ بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ (۶۳۱ھ - ۶۷۶ھ) دمشق کے مشہور محدث اور فقیہ ہیں۔ ان کی تصانیف میں ریاض الصالحین، اربعین نووی، شرح صحیح مسلم، منہاج الطالبین اور تہذیب الاسماء واللغات شامل ہیں۔ ان کی تصانیف کو بہت شہرت حاصل ہوئی۔ ان کی تصانیف کی تعداد ۴۰ کے قریب ہے۔ ان کی تصانیف کو بہت شہرت حاصل ہوئی۔ ان کی تصانیف کی تعداد ۴۰ کے قریب ہے۔

علامہ محمد بن جعفر (صاحب مدینہ ۱۴ کے نسب نامہ دیکھئے) مدنی، ابو عبداللہ، المعروف بابن الکتانی، محدث، حافظ، مؤرخ، ادیب، شاعر۔ ۳۴۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۴۱۸ھ میں وفات پائی۔ ان کی تصانیف میں سے تاریخ مدینہ، معجم الشیوخ، جزء فیہ حدیث ابن عیینہ عن الزہری اور جزء فیہ حدیث ابن عیینہ عن ابن المنکدر مشہور ہیں۔

علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر الہیثمی رحمۃ اللہ علیہ (۷۳۵ھ - ۸۰۷ھ) مشہور محدث اور حافظ الحدیث ہیں۔ ان کی تصانیف میں مجمع الزوائد، موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان، بغیۃ الباحث عن زوائد مسند الحارث اور کشف الاستار عن زوائد البزار شامل ہیں۔ ان کی تصانیف کو بہت شہرت حاصل ہوئی۔ ان کی تصانیف کی تعداد ۲۰ کے قریب ہے۔

علامہ ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۴ھ - ۲۵۶ھ) مشہور محدث اور حافظ الحدیث ہیں۔ ان کی تصانیف میں صحیح بخاری، الادب المفرد اور التاریخ الکبیر شامل ہیں۔ ان کی تصانیف کو بہت شہرت حاصل ہوئی۔ ان کی تصانیف کی تعداد ۲۰ کے قریب ہے۔

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ ان کی کنیت ابو عبداللہ العامری ہے۔ مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ ان سے ۱۰۶ حدیثیں مروی ہیں۔ ان کی ایک روایت امام بخاری نے اور دو روایات امام مسلم نے تخریج کی ہے۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ ان کی کنیت ابو عبداللہ العامری ہے۔ مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ ان سے ۱۰۶ حدیثیں مروی ہیں۔ ان کی ایک روایت امام بخاری نے اور دو روایات امام مسلم نے تخریج کی ہے۔

marfat.com

حدیث ۹ حدثنا هناد بن السري حدثنا عبثر بن القاسم عن اشعث يعني ابن سوار عن ابي اسحٰق عن جابر بن سمرة قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في ليلة اضحيان وعليه حلة حمراء فجعلت انظر اليه والى القمر فلهو عندي احسن من القمر.

ترجمہ جابر بن سمرہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے روشن ترین راتوں میں سے ایک رات حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سرخ جوڑا زیب تن فرمائے دیکھا تو کبھی تو حضور سراپا حسن و جمال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتا اور کبھی چاند کی طرف دیکھتا، پس میرے نزدیک حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاند سے بہر جہاز یادہ خوبصورت تھے۔

حل لغات اضحیان، روشن ترین رات۔

تشریح جناب جابر رضی اللہ عنہ کی نظر مبارک اور اعتقاد پاک میں حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن و جمال چاند کی خوبصورتی سے بدرجہا دلکش تھا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبصورتی کے انوار کے آگے چاند کی نورانیت ماند پڑ رہی تھی۔ ابن جوزی اور بعض دوسرے راویوں کی روایت میں بجائے عندی (میرے نزدیک) کے عینی (میری نظر میں) آیا ہے حضرت العلامہ الامام المحدث الشیخ عبدالرؤف المناوی المصری المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں۔

"وفی روایۃ لابن المبارک وابن الجوزی عن ابن عباس لم یکن لہ ظل ولم یقم مع شمس قط الاغلب ضوؤہ علی ضوؤ الشمس ولم یقم مع سراج قط الاغلب ضوؤہ علی ضوؤ السراج"

"ابن مبارک اور ابن جوزی حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہیں تھا اور جس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورج کی روشنی میں کھڑے ہوتے تو سورج کی روشنی پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نورانیت غالب ہوتی، اسی طرح جس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم چراغ کی روشنی میں تشریف فرما ہوتے تو چراغ کی روشنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت

اسماء الرجال

راوی حدیث ابو عبدالرحمٰن جابر رضی اللہ عنہ کے والد ماجد کا نام سمرہ ہے، ان کی کنیت ابو سمرہ ہے، ان کا شمار اصحاب صفہ میں ہوتا ہے، ان کی وفات ۶۰ھ میں ہوئی۔

ہناد بن السری بن مصعب بن ابی بکر التمیمی الکوفی، ابو السری، ثقہ حافظ ہیں، ۲۴۳ھ میں وفات پائی۔

عبثر بن القاسم الکوفی، ابو زبید، ثقہ ہیں، ۲۰۳ھ میں وفات پائی۔

اشعث بن سوار الکندی، ابو محمد، ثقہ ہیں، ۱۳۶ھ میں وفات پائی۔

ابو اسحٰق عمرو بن عبداللہ السبیعی، ثقہ تابعی ہیں، ۱۲۹ھ میں وفات پائی۔

marfat.com

کے سامنے ماند پڑ جاتی۔"

حضرت علامہ مُلّا علی قاری (رحمہ الباری) مع الوسائل جلد اوّل ص۴۷ میں تحریر فرماتے ہیں :-

"فی ان نورہ ظاھر فی الآفاق والانفس مع زیادۃ الکمالات الصوریۃ والمعنویۃ بل فی الحقیقۃ کل نور مخلوق فی نورہ وکذا قیل فی قولہ تعالیٰ اللہ نور السمٰوٰت والارض مثل نورہٖ ای نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فنور وجھہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذاتی لاینفک عنہ واللیالی والایام ونور القمر مکتسب مستعار ینقص تارہ و یخسف اخریٰ"

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نُور مبارک آفاق وانفس میں کمالاتِ صوریہ ومعنویہ کی زیادتی کے ساتھ ظاہر و باہر ہے بلکہ درحقیقت تو تمام نُور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نُور سے پیدا ہوئے ہیں اسی لئے تو کہا گیا ہے کہ اللہ نور السمٰوٰت والارض مثل نورہٖ سے مُراد نورِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے پس حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس کا نُور ذاتی ہے دِن اور رات میں ایک منٹ بھی وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے الگ نہیں ہو سکتا۔ اور چاند کی چاندنی کسبی عارضی ہے کبھی وقت کم ہو جاتی ہے اور کبھی وقت گھٹا جاتی ہے۔ ؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک

حدیث ۱۰۱ حدثنا سفیان بن وکیع حدثنا حمید بن عبد الرحمن الرؤاسی عن زھیر عن ابی اسحٰق قال سال رجل البراء بن عازب اکان وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثل السیف قال لا بل مثل القمر۔

ترجمہ ابو اسحٰق نے کہا کہ ایک شخص نے براء بن عازب سے دریافت کیا کہ حضور رسُول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رُخ انور تلوار کی طرح تھا؟ انہوں نے کہا نہیں بلکہ چاند کی طرح تھا۔

تشریح جناب براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے تلوار کی مانند سے نفی کی ہے۔ کیونکہ آنحضور سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُخ انور میں نہ تو تلوار جیسی لمبائی تھی اور نہ ہی صرف سفیدی نیز اس سے طول مفرط ہونے کی بھی نفی ہے درحقیقت

آسماء الرجال

۱ سفیان بن وکیع (دیکھئے اسماء الرجال ص۱۰۱)
۲ حمید بن عبد الرحمٰن الرؤاسی
۳ زھیر بن معاویہ ابو خیثمہ بن حسین بن حسن بن شداد الجعفی الکوفی (دیکھئے اسماء الرجال ص۱۰۱)
۴ ابو اسحٰق (دیکھئے اسماء الرجال ص۱۰۱)
۵ براء بن عازب (دیکھئے اسماء الرجال ص۱۰۱)

marfat.com

سیّد الکونین رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ انور بالکل گول بھی نہیں تھا بلکہ نہایت ہی خوبصورت "انتہائی حسن و جمال لئے ہوئے" سب نما تھا "صبیح مسلم میں ہے "لابل مثل الشمس والقمر" یعنی "اشراق و اضاءت میں سُورج کے مشابہ تھا اور حسن و ملاحت میں چاند کی مانند" یہ تمام تشبیہات تقریبی ہیں ایک چاند کیا ہزاروں چاند جناب رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین پا کے ادنیٰ سے حسن و جمال کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ۔

حدیث ۱۱ حدثنا ابوداؤد المصاحفی سلیمان بن سلم حدثنا النضر بن شمیل عن صالح بن ابی الاخضر عن ابن شہاب عن ابی سلمۃ عن ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابیض کانما صیغ من فضۃ رجل الشعر۔

ترجمہ ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مبارک اتنا حسین تھا جیسا کہ چاندی سے ڈھالا گیا ہو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک کنڈل دار (خمیدہ) تھے۔

حل لغات صیغ۔ ڈھلی ہوئی، زیور۔ فضۃ۔ چاندی، عرب لوگ کہتے ہیں صاغہ اللہ صیاغۃ حسنۃ یعنی اللہ تعالیٰ نے اُس کو بہترین شکل میں ڈھالا۔

تشریح حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کے ارشاد کی روشنی میں حضور بنائے گئے تھے، پیدا کئے گئے تھے، ڈھالے گئے تھے چاندی کے زیور کی طرح، یہ تشبیہ اس کی نرمی، ملائمت اور چمک کی وجہ سے ہے، نہ خالص سفیدی کی وجہ سے، جس کا بیان پہلے گذر چکا ہے، اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اعضاء مضبوط اور متناسب تھے۔ چہرۂ اقدس اور وجود مقدس کی نورانیت اپنی پوری شان کے ساتھ جلوہ گر تھی۔

حدیث ۱۲ حدثنا قتیبۃ بن سعید اخبرنا اللیث بن سعد عن ابی الزبیر عن جابر بن عبد اللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال عرض علی الانبیاء فاذا موسیٰ علیہ السلام ضرب من الرجال کانہ من رجال شنوءۃ ورایت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام فاذا اقرب من رایت بہ شبہا عروۃ بن مسعود ورایت ابراہیم علیہ السلام فاذا اقرب من رایت بہ شبہا صاحبکم یعنی نفسہ

اسماء الرجال
ابوداؤد المصاحفی۔ اس کو مصاحف بیچنے کی وجہ سے مصاحفی کہتے تھے یا اچھے مصاحف لکھتے تھے فواللہ اعلم بالصحۃ۔
النضر بن شمیل۔ بصری فقہ کے ساتھ علم کلام کا بھی ماہر تھا۔ کسی کو اس کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ ۲۰۳ھ میں فوت ہوا۔
صالح بن ابی الاخضر۔ یمامی قاضی تھا۔ ۱۲۶ھ میں فوت ہوا۔
ابن شہاب۔ زہری فقیہ، محدث، مؤرخ، ۱۲۴ھ میں فوت ہوا۔
ابوسلمۃ۔ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عوف زہری، ۹۴ھ میں فوت ہوا۔
ابوہریرۃ۔ عبدالرحمٰن بن صخر دوسی، ۵۹ھ میں فوت ہوا۔
قتیبۃ۔ ابورجاء بلخی، ۲۴۰ھ میں فوت ہوا۔
اللیث۔ ابن سعد مصری، ۱۷۵ھ میں فوت ہوا۔
ابوالزبیر۔ محمد بن مسلم مکی، ۱۲۸ھ میں فوت ہوا۔
جابر۔ ابن عبداللہ انصاری، ۷۴ھ میں فوت ہوا۔
عروۃ۔ ابن مسعود ثقفی، طائف کا رئیس تھا۔ ۵۰ھ میں فوت ہوا۔
صاحبکم۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

marfat.com

اَلْكَرِيْمَةُ وَرَأَيْتُ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهٖ شَبَهًا دِحْيَةُ.

ترجمہ حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے رُوبرو انبیاء کرام کو پیش کیا گیا' پس جب موسیٰ علیہ السلام کو پیش کیا گیا تو وہ ایسے پتلے دُبلے گوشت والے آدمی تھے جیسا کہ شنوءہ (قبیلہ) کے افراد ہیں' اور میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو دیکھا تو وہ ان سب لوگوں میں جو میری نظر میں ہیں ازروئے حلیہ کے عروہ بن مسعود کے مشابہ ہیں اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو وہ میرے دیکھتے ہوئے لوگوں میں سے ازروئے حُلیہ کے تمہارے آقا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مشابہ ہیں یعنی اپنے وجُود مُبارک کا ذکر کیا' اور میں نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا تو وہ میرے نزدیک میرے دیکھے ہوئے لوگوں میں سے ازروئے حُلیہ کے دحیہ (کلبی) کے مشابہ ہیں۔

حل لغات عُرِضَ، پیش کیا گیا' مصدر عرض ہے جس کے معنی پیش کرنا' ظاہر ہونا' دکھانا' سامنے آنا وغیرہ ہیں ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ، دُبلے پتلے' کم گوشت' چھریرے بدن کے' ایسا مرد جب مرد رجال کے ساتھ ضرب آئے تو اس کے معنی پتلے' دُبلے اور چھریرے بدن والے آدمی کے ہوتے ہیں۔ شَنُوْءَةُ، ایک قبیلا کا نام ہے جس کے آدمی کم گوشت اور دُبلے پتلے ہوتے ہیں' یہ قبیلہ عبداللہ بن کعب ہے' یہ قبیلہ انتہائی پاکی افعالِ حسنہ اور حسن کی وجہ سے بہت مشہور ہے۔ صَاحِبُكُمْ، تمہارا آقا' یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ شَبَهًا، ازروئے حُلیہ۔ دِحْيَةُ، وحیہ کلبی ایک صحابی کا نام ہے۔

تشریح ارشاد ہے "میرے سامنے انبیاء کرام کو پیش کیا گیا" یعنی حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنی ہیئت وصورت کے ساتھ جو زندگی میں ان کو حاصل تھی پیش کیا گیا۔

جناب قاضی محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

بدانکہ معروض بودن پیغمبران برآں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از ہمہ چہ ادراک معروف و مشہور است کہ عرض لشکر پیش سلطان محتشم می کنند

جان لو کہ تمام پیغمبروں کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کیا جانا ایسے ہی ہے جیسا کہ معروف ومشہور ہے کہ لشکر سلطان محتشم کے رُوبرو پیش کیا جاتا ہے۔

اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی افضلیت ثابت ہو رہی ہے۔ ارشاد ہے "جیسا شَنُوْءَة قبیلہ کے افراد ہوتے ہیں"

وہ مدینہ میں انتقال کیا اور بقیع میں دفن ہوئے۔

اسماء الرجال

و تقیر بن سعید: ان کی کنیت ابو رجاء البلخی ہے۔ نفیس بن عبدالکریم بن سعد یا نفیس بن عبدالکریم بن یزید ہیں اس سے عالم میں بزرگ جلیل القدر شاگرد ہیں انتقال کیا۔

عبداللہ بن ابی الزبیر: ان کا نام محمد بن عبداللہ بن الزبیر بن العوام ہے ایک بن سہم کی لاسوی سے تعلق رکھتی تھیں صحابہ میں سے تھے تابعی ہیں بجاہ صحابہ کے حافظ الحدیث اور ثقہ ہے۔ قال ابو حاتم لا یحتج بحدیثہ

و اقدم الاسلمی: ابو واقد لیثی صحابی ہیں عبداللہ بن حارث بن عوف بن سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کے صحابی ہیں۔ یہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے یاران مرتبہ اور جلیل القدر صحابی ہیں جنگ بدر میں شامل ہوئے مدینہ منورہ میں ۶۸ھ میں انتقال کیا۔

marfat.com

قبیلۂ شنوءۃ یمن کے قبائل سے ایک قبیلہ ہے' عبداللہ بن کعب اسی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے یہ قبیلہ انتہائی پاکیزگی و نظافت، حسن و خوبصورتی اور نیکی و افعال حسنہ کی وجہ سے بہت مشہور ہے۔ ارشاد ہے' اور میں نے جبرئیل کو دیکھا تو میرے نزدیک جن لوگوں کو میں نے دیکھا ہے از روئے خلیہ و خیمہ کے مشابہ ہیں" آپ سرا پا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشہور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں ایک مشہور و معروف صحابی حضرت دحیہ کلبی تھے' جو کہ قبیلہ بنی کلب سے تعلق رکھتے تھے' تاریخ دانوں نے لکھا ہے کہ جناب دحیہ کلبی کو اللہ جل جلالہ نے اتنا حسن و جمال بخشا تھا کہ جس شہر یا علاقہ میں آپ کا گذر ہوتا تو مرد تو مرد' عورتیں بھی ان کو دیکھنے کے لئے اژدھام کرتیں' حضرت جبرئیل علیہ السلام بسا اوقات انہی کی شکل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوتے اس حدیث کا ترجمۃ الباب یہ ہوا کہ آپ سرا پا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مبارک سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی صورت مبارک کی شکل اور مشابہ تھی۔

حدیث ۱۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ سُفْيَانُ ابْنُ وَكِيعٍ الْمَعْنِي وَاحِدٌ قَالَا أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الطُّفَيْلِ يَقُولُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَمَا بَقِيَ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَحَدٌ رَآهُ غَيْرِي قُلْتُ صِفْهُ لِي قَالَ كَانَ أَبْيَضَ مَلِيحًا مُقَصَّدًا۔

ترجمہ سعید الجریری سے روایت ہے کہ میں نے ابوالطفیل سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے حضور رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (بہت اچھی طرح سے) دیکھا ہے' اور اس وقت روئے زمین پر بغیر میرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنے والوں میں سے کوئی بھی موجود نہیں ہے۔ میں نے (ابوالطفیل سے) عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کچھ تحلیہ مبارک میرے سامنے بیان کیجئے' انہوں نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفید رنگ تھے' میانہ قد تھے۔

حل لغات مَا بَقِيَ، کوئی باقی نہیں' کوئی موجود نہیں' کوئی زندہ نہیں۔ وَجْهِ الْأَرْضِ، روئے زمین پر' زمین میں۔ مَلِيحًا، ملاحت والا' نمکین۔ مُقَصَّدًا، میانہ قد۔ قَصْدٌ مصدر ہے جس کے معنی میانہ روی کرنا' عدل کرنا' وغیرہ ہیں' ایسے وجود والے کو کہتے ہیں جو زیادہ لمبا نہ ٹھنگنا' نہ موٹا ہو نہ دُبلا۔

تشریح حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد "اور اس وقت روئے زمین پر بغیر میرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

marfat.com

کے دیکھنے والوں میں سے کوئی موجود نہیں ہے" کا یہ مطلب ہے کہ حضرات گرامی منزلت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے اس وقت کوئی سوائے میرے زندہ موجود نہیں ہے لہٰذا جناب سرور عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک خصائل و اعمال شریف اور شمائل پاک مجھ سے پوچھ تاکہ میں تمہیں بیان کروں اور تابعین رحمہم اللہ علیہم اجمعین میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمال درجے کا عشق اور ذوق وشوق تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک معلوم کرکے شیخ المذنبین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ستودہ صفات اور وجود اقدس کے ساتھ تعلق اور ارتباط قائم کرکے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عشق ومحبت اپنے اندر پیدا کرتے تھے اور اپنے قلب ودماغ پر اس کا نقش جما دیتے تھے جو کہ نجات اخروی کا وسیلہ اور ذریعہ تھا۔

ارشاد ہے "میانہ قد تھے" یعنی مُقصَّدًا کے معنی محدثین کرام نے یہ لکھے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام اوصاف ظاہری وباطنی میں میانہ تھے۔ گویا وجود اقدس کے لحاظ سے نہ دراز قد تھے نہ ٹھنگنے۔ نہ موٹے تھے نہ کمزور۔ اسی طرح عقل شجاعت وغیرہ وغیرہ اوصاف باطنی میں بھی بدرجہ توسط اور معتدل تھے جو کہ محمود ہے نہ افراط تفریط والے جو کہ مذموم ہے الغرض کمال تعدل کے مالک تھے۔

حدیث ۱۴

حدثنا عبد اللہ بن عبد الرحمن اخبرنا ابراھیم بن المنذر الحزامی اخبرنا عبد العزیز بن ثابت الزھری حدثنا اسماعیل بن ابراھیم بن ابی حبیبۃ موسیٰ بن عقبۃ عن کریب عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افلج الثنیتین اذا تکلم رُئی کالنور یخرج من بین ثنایاہ۔

ترجمہ

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ آپ سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اگلے دونوں دانتوں کے درمیان کشادگی تھی جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتگو فرماتے تو سامنے والے دانتوں سے نور دکھائی دیتا۔

حل لغات

اَفْلَجُ، کشادگی، یہاں پر فَلَجٌ بمعنی فَرق ہے۔ اَلثَّنِیَّتَیْنِ، سامنے کے دونوں دانت۔ ثنایا سامنے والے دانت۔

تشریح

حضرت ابن عباس کا ارشاد ہے "جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتگو فرماتے تو سامنے والے دانتوں سے نور دکھائی دیتا" اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ معجزہ عطا فرمایا تھا کہ سامنے کے دانتوں سے دوران گفتگو نور ظاہر ہوتا تھا حضرت علامہ شیخ ابراہیم بن محمد الباجوری المتوفی ۱۲۷۷ھ المواہب اللدنیہ کے ۲۵ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"ویکون الخارج حینئذ نور حسیا معجزۃ لہ"

یعنی یہ نور مبارک جو اس وقت ظاہر ہوتا تھا آنکھوں سے ظاہر ہوتا تھا یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ تھا۔

اور فرماتے ہیں کہ:۔

"ومن صار الی انہ معنوی زاعمان المراد بہ لفظہ الشریف علی طریق التشبیہ فقد وھم وما فھم قولہ یروی"

اور وہ لوگ جنہوں نے یہ گمان کیا ہے کہ یہ معنوی نور تھا اور اس سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ شریفہ بطریق تشبیہ ہیں۔ یہ ان کا وہم ہے کیونکہ انہوں نے لفظ یروی (دیکھی گئی) کو نہیں سمجھا۔

حضور نور مجسم سردار انبیاء احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از فرق سر تا نخن پا معجزہ ہی معجزہ تھے۔ جناب قاضی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"حاصل باب آنست کہ ہمہ اعضاء مبارک در نہایت موزونی وکمال حسن وطلاحت در حد اعتدال بودند"

"یعنی اس باب کا حاصل یہ ہے کہ جناب رحمۃ العالمین صاحب مقام محمود حامل لواء احمد صاحب شفاعت کبریٰ جناب سیدنا ومولیٰنا ومولیٰنا وہادی ناعوشنا وحیاشنا وعونا ومعیشنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود مبارک کے تمام اعضاء شریفہ کی موزونیت کمال حسن اور طلاحت کے اعتبار سے انتہائی اعتدال پر تھی"

شارح علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری فرماتے ہیں:۔

والحدیث وان کان فی سندہ ھنا مقال الا انہ اخرجہ الدارمی والطبرانی وغیرھما"

یعنی اگرچہ اس حدیث کی اس سند میں گفتگو ہے مگر دارمی طبرانی وغیرہما میں بھی یہ حدیث (ان کے طرق پر) موجود ہے۔

حضرت کلیہ جو کہ سفر زنا حلیمہ بن ابی ذویب کی صحابیہ ہیں آپ کا تذکرہ کیا گیا ایک بکری پیش کیا اور کچھ پرچھوں پھر کچھ دودھ دوہا گیا اس دودھ کا نوش کے بعد ان کا دل بھر گیا۔

marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰینَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰینَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

صاحب قصیدہ بردہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

فَاقَ النَّبِیِّیْنَ فِیْ خَلْقٍ وَّفِیْ خُلُقٍ
وَلَمْ یُدَانُوْهُ فِیْ عِلْمٍ وَّلَا كَرَمٍ

باب مَاجَآءَ فِیْ خُلُقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورا ہوگیا۔

marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بَابُ مَاجَآءَ فِیۡ خَاتَمِ النُّبُوَّةِ

مُہرِ نبوّت کے بیان میں یہ باب ہے۔

(اس باب میں آٹھ احادیث ہیں ۔)

تشریح اس باب میں اس مہرِ نبوت کی ہیئت، شکل، رنگ، مقدار اور صفات وغیرہ کا ذکر ہے جو کہ پیغمبرِ اسلام حضرت محمد مصطفےٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دونوں مبارک مونڈھوں کے درمیان (ذرا دائیں) مونڈھے کے قریب تھی ہے۔

چونکہ اہل کتاب اس علامت اور نشانی کو دیکھ کر ایمان لاتے تھے (جب کہ ان کی کتابوں میں اس کا ذکر خیر موجود تھا) اس لئے یہ مہرِ نبوت حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آخری نبی ہونے کی علامت اور نشانی ہے۔

چونکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام انبیاء کو ختم کرنے والے ہیں اور اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کوئی نبی (کسی قسم کا) نہیں سکتا اور نہ ہی آئے گا، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وجود اقدس پر بھی اس مہر کو ثبت کر کے بتلا دیا گیا اور یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ کسی نبی کے وجود پر اس جگہ علامت نہ تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وجود مبارک پر مہرِ نبوت ایک معجزہ ہے

marfat.com

حدیث ۱۵ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ عَنِ الْجَعْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ ذَهَبَتْ بِي خَالَتِي اِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَ اُخْتِي وَجِعٌ فَمَسَحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ رَاْسِي وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ وَتَوَضَّاَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْءِهٖ وَقُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَنَظَرْتُ اِلَى الْخَاتَمِ الَّذِي بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَاِذَا هُوَ مِثْلُ زِرِّ الْحَجَلَةِ.

ترجمہ سائب بن یزید کہتے ہیں کہ مجھے میری خالہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں لے کر حاضر ہوئی پس عرض کیا اے اللہ تعالیٰ کے پیغامبر صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم یہ میری بہن کا بیٹا درد میں مبتلا ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا میرے لئے برکت کی دعا کی پھر وضو فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے اس وضو کے پانی کو میں نے پیا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی کمر مبارک کے پیچھے کھڑا ہو گیا تو میں نے مہر نبوت کو جو کہ دونوں مونڈھوں کے درمیان تھی دیکھ لیا۔ پس وہ چھپر کٹ کی گھنڈی کی طرح تھی۔

حل لغات دَجِعٌ، دردمند ہونا، بیمار ہونا۔ ظَهْرٌ، پشت، پیٹھ، کمر۔ زِرٌّ، گھنڈی۔ اس کی جمع اَزْرَارٌ ہے۔ الْحَجَلَةُ، چھپر کٹ۔ زِرُّ الْحَجَلَةِ، چھپر کٹ کی گھنڈی کی طرح۔ بعضوں نے اس کے معنی ٹکیہ کے لئے ہیں کہ ٹکیہ کی طرح کے ہیں۔ ٹکیہ ایک مشہور پرندہ ہے جس کو دجاج البر کہتے ہیں اس کی چونچ سرخ ہوتی ہے اور وہ کبوتر کے برابر ہوتا ہے۔ حَجَبَهُ اس گھر کو کہتے ہیں جو درہن کے لئے قبہ کی طرح بنایا جاتا ہے اس پر پردے وغیرہ لٹکا کر راستہ کرتے ہیں۔

تشریح ارشاد ہے "اے رسول خدا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم یہ میری بہن کا بیٹا درد میں مبتلا ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا" یعنی یہ بیمار ہے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہے اس پر نظر کرم فرمائیں۔ اس کے لئے دعا کیجئے تاکہ یہ صحت یاب ہو جائے۔ بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے کہ سائب کے پاؤں میں تکلیف تھی اگر یہاں سیدہ درد عالم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے چونکہ سر کو مسح کیا اس لئے محدثین کرام نے سر کے درد والی روایت کو ترجیح دی ہے اور فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی مانع نہیں کہ دو بیماریاں ہوں" فی الوقت سر میں تکلیف تھی آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے سر پر ہاتھ پھیرا شفا ہو گئی۔ بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے ہاتھ پھیرنے سے سائب کے سر پر یہ اثر ہوا کہ لہ یزل اسود مع شیب ماسو رأسہ سائب کا تمام سر سفید ہو گیا مگر جس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پھیرا وہ جگہ سیاہی رہا۔ جناب علامہ محمد طیبی ابن محمد ابن یحییٰ تورپشتی لکھتے ہیں:

آسماء الرجال
حدیث ۱۵ قتیبہ بن سعید ان کی مفصل تشریح ہو چکی ہے
حاتم بن اسماعیل حوالہ
جعد بن عبدالرحمٰن الخوص
حدیث ۱۵ السائب بن یزید بن سعید الکندی
حدیث ۱۵ السائب ابن یزید کے والد کا نام سعید ہے اس سے پہلے ذکر ہو چکا ہے
ادھر دوسری جگہ شریف ہے اور ایک بخاری شریف میں ہے
حدیث ۱۵ السائب صحابی ہیں
حدیث ۱۵ السائب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثیں روایت کیں
عبدہ خالتی ابن ماجہ شریف میں ہے
ابن ماجہ میں ہے کہ ان کا نام شریف تھا
لہ حدیث واحد فی الجزائری
فرماتے ہیں ھی حدیث الکندی
بنت قائلۃ الاکندی
یہ انصاری ہیں جنہ کا تعلق اکندی سے ہے

"یوخذ منه ان یسن للراقی ان یمسح محل الوجع من المریض"

یہاں سے یہ حکم اخذ کیا گیا ہے کہ دم کرنے والے کے لئے یہ طریقہ سنت ہے کہ بیمار کے درد کی جگہ پر ہاتھ پھیرے۔"

نیز اور بھی احادیث میں آیا ہے کہ صحابہ کرام جب اپنے بدن میں درد کی جگہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جگہ کو مس فرما کر دُعا فرماتے تو صحت یابی نصیب ہو جاتی۔

ارشاد ہے "میرے لئے برکت کی دُعا کی" برکت کے معنی بڑھوتری اور زیادتی کے ہیں۔ یہاں پر مراد عمر اور صحت میں زیادتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ جناب سائب نے لمبی عمر پائی یعنی ۹۴ برس اور آخری دم تک صحت اسی طرح برقرار رہی۔ چنانچہ روایت ہے کہ سائب نے فرمایا۔

"مد متعت بسمعی وبصری الا بہ برکة دعا له"

"یہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی برکت ہے کہ میری سماعت اور بصارت درست اور صحیح ہے۔"

نیز جناب سائب فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ جملہ مبارکہ میرے لئے اس وقت ارشاد فرمایا تھا۔ "بارك الله فيك" اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے۔ غماری اپنی تاریخ میں احمد ابن سعد ابو یعلی بغوی "شفا شریف" میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت حنظلہ بن نعیم رضی اللہ عنہ کے سر پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک پھیر کر فرمایا "بُورِكَ فِيكَ" تجھ میں برکت دی گئی۔ حضرت ذیال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"فرایت حنظلہ یوتی بالشاۃ اوالرام فیرعھا وھو یدعو لانسان بہ الوارم فیتفل فی یدہ ویمسح بصعتہ ویقول بسم اللہ علی اثر ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیمسح موضع الورم فیذھب الورم۔"

تو میں نے حضرت حنظلہ کو دیکھا کہ جب کسی بکری کے تھنوں یا اونٹ یا انسان کو کسی جگہ ورم ہو جاتا تو اس کو جناب حنظلہ کی خدمت اقدس میں لے آتے اور وہ اپنے ہاتھ پر اپنا لعاب دہن ڈال کر اپنے سر پر ملتے اور فرماتے بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى اَثَرِ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پھیرتے ہاتھ اس بکری یا اونٹ یا انسان کی ورم کی جگہ پر ملتے تو وہ ورم فوراً اتر جاتا۔"

غرضیکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک لگنے اور دُعا کی برکت سے مکھی بُوٹی اُنگلی دوبارہ ٹھیک ہو گئی اور بینا ہو گئی گنجوں کے بال

marfat.com

اُل آئے، رُئی ٹانگ جُڑ گئی، دُکھتی آنکھیں تندرست ہوگئیں، خشک سوتے چل پڑے، اور سر کے جس حصہ پر ہاتھ مُبارک پھیرا وہ حصہ سفید نہیں ہُوا۔ صلی اللہ علیک یارسول اللہ وسلم علیک یاحبیب اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یانبی اللہ۔

علامہ ابراہیم محمد بجوری رحمۃ اللہ علیہ المواہب اللدنیہ میں لکھتے ہیں:۔

یوخذ منہ انہ یسن للراقی ان یدعو للریض بالبرکۃ اذا کان ممن تبرک بہ

ارشاد ہے پھر وضو فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس وضو کے پانی کو پیا۔"

یعنی وہ پانی جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعضاء مبارکہ سے گر کر گرا تھا پیا۔ علامہ البجوری بھی فرماتے ہیں کہ یہی انسب ہے کیونکہ شارب کا قصد تبرک حاصل کرنا تھا" اکابرین دیوبند کے ایک عالم محدث سہارنپوری جناب محمد زکریا صاحب لکھتے ہیں:۔

"اگر وضو کا وہ پانی مُراد ہے جو بدن سے دھو کر گرتا ہے جس کو ماء مستعمل کہتے ہیں تب بھی کوئی اشکال اس جگہ اس کے نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تقصلات تک بھی پاک ہیں پھر ماء مستعمل کیا ذکر ہے"

اکابرین قریش نے عروہ بن مسعود کو (جو کہ وہ کافر تھے) حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات معلوم کرنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجا۔ انہوں نے جا کر اکابرین قریش کو بتایا کہ اے میری قوم یقیناً میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی جیسے بادشاہوں کے دربار وں میں گیا ہوں مگر جو تعظیم و تکریم (سینا و مولینا و شفیعنا حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ان کے صحابہ کو ان کی کرتے ہوئے دیکھا ہے وہ کسی دوسری جگہ نہیں دیکھی۔

"واللہ ان تنخم نخامۃ الا وقعت فی کف رجل منھم، فدلک بما وجھہ وجلدہ واذا امرھم ابتدروا امرہ واذا توضاء کادو یقتتلون علی وضوءہ، واذا تکلم خفضوا اصواتھم عندہ، وما یحدون علیہ النظر تعظیما"

یعنی قسم بخدا جب وہ تھوکتے ہیں تو وہ تھوک کسی نہ کسی اصحاب کی ہتھیلی پر ہوتی ہے جس کو وہ اپنے منہ اور جسم پر مل لیتے ہیں اور جب وہ کسی کام کے کرنے کا امر فرماتے ہیں تو سب کے سب اس کام کے کرنے کے لئے دوڑ پڑتے ہیں اور جب وہ وضو فرماتے ہیں تو صحابہ ان کے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو کے پانی کو حاصل کرنے کے لئے یوں گرتے پڑتے ہیں کہ گویا ابھی لڑ پڑیں گے۔ اور جب وہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) گفتگو کیلئے لب کشائی

لہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اردو شاہ تاج علی سنی

marfat.com

فرماتے ہیں تو سب کے سب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حضور میں چُپ ہو جاتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف تعظیماً نظر بھی اٹھا کر نہیں دیکھتے[1] الخ

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور پاک سید الکونین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔

"رایت بلالا اخذ وضوء النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ورایت الناس یبتدرون ذالک الوضوء فمن اصاب منہ شیئا تمسح بہ ومن لم یصب منہ شیئا اخذ من بلال ید صاحبہ"

تو میں نے بلال کو دیکھا کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وضو کا پانی لیا اور لوگ اس پانی کو لینے کے لئے دوڑ رہے تھے جس کو اس پانی سے کچھ مل جاتا تو وہ اسے مَل لیتا اور جس کو کچھ نہ ملتا وہ دوسروں کے ہاتھوں کی تری لے کر مَل لیتا۔

[1] بخاری شریف

ارشاد فرمایا" کہ میں کہ مبارک کے پیچھے کھڑا ہو گیا" یعنی جناب سائب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیچھے ادباً و تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ اس وقت جناب سائب کی نظر سید دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دونوں مبارک کندھوں کے درمیان پڑ گئی، تو جناب سائب مُہرِ نبوت کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

مستدرک الحاکم میں وہب سے روایت ہے:۔

"لم یبعث اللہ نبیا الا وعلیہ شامۃ النبوۃ کانت فی یدہ الیمنی الا نبیانا فان شامۃ النبوۃ کانت بین کتفیہ خصوصیہ لہ، وبہ جزم السیوطی فی خصائصہ"

اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو مبعوث فرمایا اس کے داہنے ہاتھ پر علامت نبوت تھی مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نبوت کی نشانی دونوں مبارک کندھوں کے درمیان تھی، یہ خصوصیت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہی تھی اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی پر جزم فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ

marfat.com

والہ وسلم کی خصوصیات میں سے یہ بھی ایک خصوصیت تھی۔

حدیث ۲/۱۶ حدثنا سعید بن یعقوب الطالقانی اخبرنا ایوب بن جابر عن سماک بن حرب عن جابر بن سمرة قال رأیت الخاتم بین کتفی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم غدة حمراء مثل بیضة الحمامة۔

ترجمہ جابر بن سمرہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مُہرِ نبوت کی زیارت کی جو کہ سُرخ گلٹی جیسی تھی جس کا حجم کبوتر کے انڈے جتنا تھا۔

حل لغات غُدَّة۔ غدود، گلٹی، پتوالی (رسولی) قاموس میں ہے انها کل عقدة فی الجسد، المصباح میں ہے الغدة لحم یحدث بین الجلد واللحم یتحرك بالتحریك، اس کی جمع غدائد ہے۔ بیضه۔ انڈا۔ الحمامة۔ کبوتر۔

تشریح اس روایت میں جناب جابر بن سمرہ نے مہرِ نبوت کا حجم اور رنگ بتلایا ہے ارشاد ہے جو کہ سُرخ گلٹی جیسی تھی، جس کا حجم کبوتر کے انڈے جتنا تھا، یعنی دونوں مبارک کندھوں کے درمیان جسم اطہر و مبارک و مقدس و نور کے اُوپر بڑھا ہوا گوشت کا ٹکڑا جیسا تھا جو کہ اگر ملایا جائے تو حرکت کرتا ہوا دیکھا تو اتنا ہوگا جتنا کبوتر کا انڈا۔

حدیث ۳/۱۶ حدثنا ابو مصعب المدینی اخبرنا یوسف ابن الماجشون عن ابیه عن عاصم بن عمر بن قتادة عن جدته رمیثة قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ولو شاء ان اقبل الخاتم الذی بین کتفیه من قربه لفعلت یقول لسعد بن معاذ یوم مات اهتز له عرش الرحمن۔

ترجمہ رمیثہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات اس وقت سنی جبکہ مجھے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسقدر قرب حاصل تھا کہ اگر میں چاہتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مُہرِ نبوت کو چوم لیتی اور

اسماء الرجال

محمد بن یعقوب الطالقانی ایک شہر ہے یہاں کے رہنے والے طالقانی کہلاتے ہیں، ابوداؤد نے بھی ذکر کیا ہے۔

ترمذی و ابن ابی نسائی نے تخریج کی ہے قال ابن حبان رحمه الله تعالیٰ۔

ایوب بن جابر ابی اسحاق سے بھی روایت کرتے ہیں، سماک نے ان سے روایت کی ہے ابوداؤد اور ابن ابی لیلیٰ نے تخریج کی ہے۔ تقریب التہذیب اور المصنف نے ان کی تخریج کی ہے۔ قال ابوزرعه صدوق وغیره ضعیف من السابعة۔

سماک بن حرب۔ دیکھو اسماء الرجال حدیث ۲ باب ما جاء فی خلق رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم۔

جابر بن سمرہ۔ دیکھو اسماء الرجال حدیث ۲ باب ما جاء فی خلق رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم۔

marfat.com

وہ بات یہ تھی کہ جب سعد بن معاذ فوت ہوئے تو اس دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "سعد بن معاذ کی موت سے اللہ تعالیٰ کا عرش بھی حرکت میں آگیا۔"

حل لغات اَقَبَّل۔ میں چوم لیتی ہوں۔ اس کا مصدر تَقْبِیل ہے، چُوم لینا، بوسہ لینا۔ اِهْتَزَّ حرکت میں آگیا ہل گیا۔ ثلاثی مجرد ھَزَّ ہے جس کے معنی حرکت دینا، خوش کرنا، لوٹ جانا۔ اِهْتَزَّ کا مصدر اِهْتِزَاز ہے جس کے معنی حرکت کرنا۔ دل کا خوش ہونا جھومنا۔

تشریح حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ قدس میں جس طرح مَردوں کو قرب خاص حاصل تھا اسی طرح بمقتضائے شانِ رحمۃ اللعالمینی عورتوں کو بھی یہ فخر حاصل تھا چنانچہ جنابہ مسیبۃ کا یہ جملہ اگر ہمیں چاہتی تو جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہرِ نبوت کا بوسہ لیتی۔" سید پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان پر انتہائی شفقت، رأفت اور رحمت کا مظہر ہے۔

حضرت سعد بن معاذ نے حضرت مصعب بن عمیر کے ہاتھوں یہ مژدہ منورہ میں اسلام قبول کیا۔ چونکہ آپ اپنے قبیلے کے زرگر تھے لہٰذا آپ کے خاندان نے مدینہ منورہ میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ بڑے جلیل القدر اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاں نثار صحابی تھے۔ جنگ خندق میں آپ کو تیر لگنے کی وجہ سے خون بند نہ ہوا اور ایک ماہ کے بعد فوت ہوگئے آپ کی عمر اس وقت ۳۷ برس تھی، جب آپ کا جنازہ اٹھایا گیا تو بہت ہلکا پھلکا تھا، کندھوں پر رکھا ہوا معلوم ہی نہیں ہوتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان الملئکۃ تحملہ "یعنی بے شک اس کے جنازہ کو فرشتوں نے اُٹھا رکھا ہے۔" آپ کے جنازے میں ستر ہزار فرشتے شامل ہوئے۔ نیز پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے "کہ سعد بن معاذ کی موت سے اللہ تعالیٰ کا عرش حرکت میں آگیا۔" یعنی آپ کی وفات پر اللہ جل جلالہٗ کا عرشِ عظیم بھی خوشی کی روح کی آمد کی خوشی میں جھوم گیا۔ حضرت علامہ ابراہیم بن محمد البیجوری فرماتے ہیں۔ "ای استبشارا وسرورا بقدوم روحہ" جس وقت انتہائی سرور، لطف اور دلجوئی کی کیفیت میں جسم اور روح جھوم جھوم اٹھتی ہے تو اس وقت اس جھومنے کو بھی اِهْتِزَاز کہتے ہیں جیسے حدیث میں آیا ہے۔ اِهْتَزُّوْا فِیْ ذِکْرِ اللّٰہِ "اللہ جل جلالہٗ کی یاد میں جھومے اور خوش ہوئے۔"

ترجمۃ الباب یہ نکلا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں شانوں مبارک کے درمیان مُہرِ نبوت تھی۔

---

marfat.com

حدیث ۱۸ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا اَنْبَاَنَا عِيْسٰى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلٰى غُفْرَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ اِذَا وَصَفَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ وَقَالَ بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ.

ترجمہ حضرت امیر المومنین مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی اولاد میں سے (یعنی آپ کے پوتے) ابراہیم بن محمد فرماتے ہیں کہ جس وقت بھی حضرت امیر المومنین اسد اللہ الغالب غالب علی کل غالب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صاحب شفاعت کبریٰ احمد مجتبیٰ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان فرماتے تو طویل حدیث بیان فرماتے اور فرمایا کہ دونوں مبارک شانوں کے درمیان مُہرِ نبوت تھی اور آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم تمام انبیاء کو ختم کرنے والے تھے۔

تشریح یہ حدیث مبارک باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم میں گذر چکی ہے، یہاں پر امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اس لئے ذکر فرمایا ہے کہ اس میں مُہرِ نبوت کا ذکر ہے۔ حدیث شریف کی تشریح اس باب میں لکھ دی گئی ہے۔

حدیث ۱۹ حدثنا محمد بن بشار حدثنا ابو عاصم حدثنا عزرة بن ثابت حدثنا علباء احمر اليشكري قال حدثني ابو زيد عمرو بن اخطب الانصاري قال قال لي رسول الله صلى الله عليه واٰله وسلم يا ابا زيد ادن مني فامسح ظهري فمسحت ظهره فوقعت اصابعي على الخاتم قلت وما الخاتم قال شعرات مجتمعات.

ترجمہ عمرو بن اخطب انصاری فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا، اے زید کے والد! میرے نزدیک ہو جاؤ اور میری پیٹھ کو مل، پس میں حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی پُشت مبارک کو ملنے لگا پس اچانک میری انگلیاں مُہر (نبوت) پر لگ گئیں، میں نے (یعنی علباء نے) کہا مُہر (نبوت) کیا ہے (ابو زید نے) کہا کہ بالوں کا مجموعہ۔

اسماء الرجال

عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ: صحابی ہیں، اس لئے کہ یہ صحابیہ ہیں، اس لئے کہ یہ صرف دو حدیثیں روایت کی ہیں ایک یہ اور دوسری صلاۃ ضحیٰ کے متعلق ہیں، ان کے علاوہ ان سے کوئی حدیث نہیں ہے اور اصحاب ستہ نے تخریج کی ہے اور اصحاب ستہ نے ان سے روایت کی ہے۔

marfat.com

حل لغات اُذُن۔ نزدیک آ۔ قریب ہو، وَقَعَتْ، وَقْعٌ سے ہے۔ اچانک چھوجانا، اچانک پڑ گئیں۔ شَعَرَاتٌ بال۔ شعر کی جمع ہے۔ مُجْتَمِعَات مجموعہ۔

تشریح حضرت ابراہیم بن محمد الباجوری المتوفی ۱۲۷۷ھ مواہب اللدنیہ ص ۱۳۱ پر تحریر فرماتے ہیں کہ اس کا یہ بھی معنی ہے کہ :-

"انہ صلی اللہ علیہ وآلہ رسلہ علم	کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نور نبوت سے جان
بنور النبوۃ ان ابا زید یرید معرفۃ	لیا کہ ابا زید مہر نبوت کی کیفیت معلوم کرنے کا ارادہ
کیفیۃ الخاتم فامرہ ان یمسح ظہرہ"	رکھتے ہیں لہذا ان کو پشت مبارک ملنے کی اجازت
	مرحمت فرمادی۔

اور ارشاد ہے کہ "بالوں کا مجموعہ تھا" چونکہ مہر نبوت کے اطراف میں بال تھے اس لئے انہوں نے اس طرح ذکر کیا ورنہ حقیقتاً تو مہر نبوت گوشت کی گٹھی جیسی تھی۔

جامع المصنف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے دعا بھی فرمادی تھی کہ "اے میرے اللہ! اس کو زینت بخش دے" "اَللّٰھُمَّ جَمِّلْہُ" راوی کا بیان ہے کہ "ان کی عمر کچھ اوپر سو برس کی ہوئی مگر ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید نہیں ہوئے مگر چند ایک" بیہقی کی روایت ہے کہ "چہرہ پر ایک ذرہ بھر شکن نہ تھا۔ صاف اور روشن جیسے جوانوں کا چہرہ ہوتا ہے"۔

حدیث ۲ حَدَّثَنَا اَبُوعَمَّارٍ الْحُسَیْنُ بْنُ حُرَیْثٍ الْخُزَاعِیُّ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُسَیْنِ بْنِ وَاقِدٍ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ بُرَیْدَۃَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا بُرَیْدَۃَ یَقُوْلُ جَآءَ سَلْمَانُ الْفَارِسِیُّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ حِیْنَ قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ بِمَاءِ رُطَبٍ فَوَضَعَھَا بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا سَلْمَانُ مَا ھٰذَا فَقَالَ صَدَقَۃٌ عَلَیْکَ وَعَلٰی اَصْحَابِکَ فَقَالَ اِرْفَعْھَا فَاِنَّا لَا نَاْکُلُ الصَّدَقَۃَ قَالَ فَرَفَعَھَا فَجَآءَ الْغَدَ بِمِثْلِہٖ فَوَضَعَہٗ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا ھٰذَا یَا سَلْمَانُ فَقَالَ ھَدِیَّۃٌ لَکَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِہٖ اِبْسُطُوْا ثُمَّ نَظَرَ اِلَی الْخَاتَمِ عَلٰی ظَھْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَاٰمَنَ بِہٖ

ایک حاشیہ پر روایت کرتے ہیں اس سے روایت کی ہے ابوبریدہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں ان سے روایت کرتے ہیں ان کے بیٹے علی بن حسین بن واقد سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں ان سے روایت کرتے ہیں ابوعمار حسین بن حریث خزاعی سے وہ روایت کرتے ہیں۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسلم نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

marfat.com

وَكَانَ لِلْيَهُوْدِ فَاشْتَرَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم بِكَذَا وَكَذَا دِرْهَمًا عَلٰى اَنْ يَّغْرِسَ لَهُمْ نَخْلًا فَيَعْمَلَ سَلْمَانُ فِيْهِ حَتّٰى تُطْعِمَ فَغَرَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم النَّخْلَ اِلَّا نَخْلَةً وَّاحِدَةً غَرَسَهَا عُمَرُ فَحَمَلَتِ النَّخْلُ مِنْ عَامِهَا وَلَمْ تَحْمِلِ النَّخْلَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم مَا شَاْنُ هٰذِهِ النَّخْلَةِ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اَنَا غَرَسْتُهَا فَنَزَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم فَغَرَسَهَا فَحَمَلَتْ مِنْ عَامِهٖ۔

ترجمہ عبداللہ بن بریدہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بریدہ سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ جس وقت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے تو جناب سلمان فارسی ایک چٹنوس لے کر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جو کہ تازہ کھجوروں سے بھرا ہوا تھا، حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حضور میں یہ چٹنوس رکھ دیا گیا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے سلمان یہ کیا ہے ؟ اس نے جواب دیا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے لئے صدقہ لایا ہوں، حضور نبی برحق صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اس چٹنوس کو اٹھالے جا، ہم صدقہ نہیں کھاتے (راوی کہتا ہے) پس وہ چٹنوس اٹھا دیا گیا۔ پھر دوسرے دن (سلمان فارسی) پہلے چٹنوس کی مانند تازہ کھجوروں کا بھرا ہوا چٹنوس لائے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے سلمان یہ کیا ہے ؟ اس نے جواب دیا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے تحفہ ہے پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو ارشاد فرمایا کہ ہاتھ پھیلاؤ، پھر سید الکونین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پشت مبارک پر مُہرِ نبوت دیکھی اور ایمان لے آئے، پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان کو اتنے درہموں میں خرید لیا (یعنی مکاتب بنا دیا) اور ساتھ ہی اس شرط پر کہ اس یہودی کے لئے کھجور کے درخت بوئے جائیں اور سلمان ان درختوں کی نگرانی کریں یہاں تک کہ وہ پھل لائیں اور پھل کھایا جائے۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے بابرکت ہاتھوں سے وہ پودے بوئے سوائے ایک پودے کے جسے جناب عمر (رضی اللہ عنہ) نے بویا، تو عام پودے ایک سال ہی میں پھل لے آئے سوائے اس ایک کے، پھر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اس درخت کو کیا ہوا ؟ جناب عمر نے جواب دیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس کو میں نے بویا تھا۔ سید دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس پودے کو اکھیڑ کر پھینک دیا اور

اسماء الرجال

عبداللہ بن بریدہ: حسین بن حریث ابو الہلال، حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین، سلیمان ابن یسار، ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم، ابن شہاب زہری، ابو بکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام، عبداللہ بن عامر بن ربیعہ، عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم۔

لغات

ہم: ہمارے لئے، ہمارا، ہمارے واسطے۔ ہدیہ: تحفہ، نذرانہ، سوغات۔ ہدیہ: تحفہ، نذرانہ، سوغات۔ ہدیہ: تحفہ، نذرانہ، سوغات۔

حواشی

۱۔ ابن ماجہ، "یا صاحب کے بیٹے" مدینے پہلے ایمان لائے ہیں، اصحابی ہیں، مدینے پر میری جان نہیں ہوئی، مدینہ گیا۔ ۲۔ ابن ماجہ، "یا صاحب کے بیٹے" مدینے پہلے ایمان لائے ہیں، اصحابی ہیں، مدینے پر میری جان نہیں ہوئی، مدینہ گیا۔

تخریج

حسین کی ایک جماعت نے اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

مشورہ

مشورہ میں ابن ماجہ سے اس حدیث کو تخریج کیا گیا۔

marfat.com

پھر اپنے دست مبارک سے وہاں پودا لگا دیا۔ پس وہ اسی سال پھل لے آیا۔

حل لغات حِیْنَ۔ جس وقت، قَدِمَ آئے، تشریف لائے۔ مائدۃ، خوان، پتنوس۔ رُطَبٌ، تروتازہ کھجوریں۔ غَدٍ، کل، دُوسرے دن۔ اُبْسُطُوا، پھیلاؤ، ہاتھ بڑھاؤ، آگے بڑھو۔ یَعْرِشُ، اونٹ لگائے عَرْشٌ، مصدر ہے۔ نَخِیْلٌ، کھجور کا درخت۔ نَزَعَهَا، اسے اکھیڑ پھینکا۔ نَزْعٌ مصدر ہے، اکھیڑنا، معزول کرنا، مارنا، کھینچنا، نیچا، مرنے کے قریب ہونا۔

تشریح جناب سلمان فارسی، فارس کے رہنے والے تھے۔ فارس اصفہان کے علاقہ کو کہتے ہیں، آج کل یہ ایران ہے، آپ مجوسی آتش پرست تھے، ابتداء ہی سے عبادت گذار، زاہد اور راہبانہ طبیعت رکھتے تھے، تحقیق مذاہب پر کافی محنت کی، مذاہب کے علم تھے اسی نے تلاش حق میں مصروف ہے، آتش پرستی چھوڑ کر عیسائیت قبول کی، ایران سے عراق آئے، پادریوں اور راہبوں کی خدمت میں رہ کر وافر علم حاصل کیا۔ بغداد سے موصل، موصل سے نصیبین، نصیبین سے عموریا مختلف عیسائی عالموں اور راہبوں کی خدمت کی۔ عموریا کا یہ پادری نہایت ہی خدا ترس، زہد اور کتب سماویہ کا بہترین عالم تھا جب وہ مرنے لگا تو جناب سلمان نے اس سے پوچھا کہ اب میں کس کے پاس جاؤں، اس نے جواب دیا کہ عیسائی علماء ختم ہو چکے ہیں۔ عرب میں دین ابراہیم کا دامن نبی آخر الزماں پیدا ہو گا اور مدینہ شریف کی تمام نشانیاں ان کو بتلادیں اور کہا کہ اس پیغمبر کی یہ علامت ہے کہ وہ صدقہ نہیں کھائے گا، ہدیہ قبول کرے گا اور اس کے دونوں مونڈھوں کے درمیان مہر نبوت ہو گی، جناب سلمان عموریا سے نکل پڑے، اثنائے سفر میں چند تاجروں سے پالا پڑ گیا وہ ان کو مکر مکرمہ لے آئے اور اپنا غلام ظاہر کر کے مدینہ منورہ کے بنی قریظہ قبیلہ کے ایک یہودی زمیندار پر فروخت کر دیا۔ اس یہودی کے ساتھ مدینہ طیبہ پہنچ گئے۔ جناب سلمان فرماتے ہیں کہ جو نشانیاں عموریا کے پادری نے بتائی تھیں مدینہ پاک میں وہ سب کی سب بعینہٖ موجود تھیں۔ اب میرے دل میں وہی تلاش کا جذبہ اُمڈ آیا اور میں دریافت کرتا رہا کہ آیا یہاں کوئی ایسا شخص ہے جو کہ حق کی معرفت عطا کرے اور ان علامتوں والی شخصیت مجھے مل جائے جو اس پادری نے بتلائی تھیں، اس تلاش میں پتہ چلا کہ قبا میں ایک صاحب مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے تشریف لائے ہیں اور نبوت الٰہی کے داعی ہیں۔ میں اپنی شناخت کو پورا کرنے کے لئے ایک خوان میں تازہ کھجوریں لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور کھجوریں پیش کر کے عرض کیا کہ "یہ صدقہ ہے آپ لے لیں" تو آپ نے فرمایا "اسے اٹھالے ہم صدقہ نہیں کھاتے" دوسرے دن پھر اسی طرح کھجوریں حاضر کیں اور عرض کیا کہ "یہ تحفہ ہے قبول کریں" ارشاد فرمایا "لے جاؤ" یعنی کھاؤ اور سب میں تقسیم فرمادیں، اب جناب سلمان کی دونوں شناختیں پوری ہو گئیں یعنی صدقہ نہیں لیا اور تحفہ قبول کر لیا۔ اب تیسری شناخت

marfat.com

باقی تھی کہ مُہرِ نبوت کی زیارت سے مشرف ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقیع کے قبرستان میں ایک جنازہ پر تشریف لے گئے تھے اور بیٹھے ہوئے تھے جناب سلمان آپ کی پیٹھ مبارک کی طرف آتے ہیں اور جاتے ہیں، پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نُورِ نبوت سے جناب سلمان کے قلبی ارادہ کو ملاحظہ فرمالیا اور از راہِ شفقت و لطف اپنی کمر مُبارک سے کپڑا اُٹھا لیا، بس پھر کیا تھا، جناب سلمان کی کیفیت بدل گئی اور جیسا کہ مولوی محمد زکریا دیوبندی محدث سہارنپوری نے شرح شمائل میں صفحہ ۳۰۳ پر لکھا "میں جوش میں اس پر (مُہرِ نبوت) جُھکا اور اس کو چُوم رہا تھا اور رو رہا تھا" جب جناب سلمان کی تسلی ہوگئی تو "پس ایمان لے آئے" حضور شفیقِ اُمت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دن گذر جانے کے بعد جناب سلمان سے فرمایا کہ اپنے آقا سے اس غلامی کا مکاتبت پر فیصلہ کرلو، چنانچہ جناب سلمان نے دو باتوں پر یہودی سے فیصلہ کرلیا۔ پہلی شرط یہ تھی کہ چالیس اوقیہ سونا ادا کرے، دوسری شرط یہ تھی کہ اس یہودی کے باغ میں تین سو درخت کھجور کے بوئے اور جب تک وہ پھل کھانے کا پھل نہ لائیں جناب سلمان ان کی چوکیداری کریں، جب یہ دونوں شرطیں پوری ہوں تو پھر جناب سلمان غلامی سے آزاد ہو جائیں گے۔ جناب سلمان نے یہ دونوں شرطیں اپنے آقا و مولیٰ، مُعلّم و ہادی، ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کردیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بنفسِ نفیس اس یہودی کے باغ میں تشریف لے گئے اور جناب سلمان ایک ایک پودا آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بابرکت ہاتھوں سے وہ پودے لگاتے یہاں تک کہ سوائے ایک پودے کے تمام پودے لگا دیئے، وہ ایک پودا جناب عمر فاروق نے بویا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ تھا کہ ایک برس کے اندر اندر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لگایا ہوا باغ پھلا پھُولا اور پھل دینے لگا مگر وہ ایک پودا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لگایا تھا پھل نہ لایا" یہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک عظیم معجزہ تھا جس نے مدینہ طیبہ کے لوگوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ ارشاد ہے کہ "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ اس درخت کو کیا ہوا" جناب سیدنا عمر فاروق نے عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو میں نے بویا تھا" سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پودے کو اکھیڑ کر پھینک دیا اور پھر اپنے دستِ مبارک سے وہاں دوسرا پودا لگا دیا" فرماتے ہیں کہ" وہ اسی سال پھل لے آیا" سبحان اللہ! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات ہیں کہ باران رحمت کی طرح برس رہے ہیں، اِدھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیال مبارک میں کوئی بات آتی اُدھر معجزانہ طور پر پردہ پوری ہو جاتی۔ اس واقعہ میں یہ دوسرا معجزہ تھا اور تیسرا معجزہ یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ سونا آیا جو کہ تھوڑا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سونا جناب سلمان کو دے دیا کہ اس میں سے مالک کو چالیس اوقیہ دے دے (ایک اوقیہ بروزن چالیس درہم ہے اور

marfat.com

ایک درہم ۳ ماشہ کا ہوتا ہے) جناب سلمان نے عرض کیا کہ "حضور یہ ناکافی ہے" آپ نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ اسی سے پورا فرما دے گا" جناب سلمان فرماتے ہیں کہ میں نے اسی سے چالیس اوقیہ سونا وزن کر کے اپنے یہودی مالک کو دے دیا" گویا حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ہی جناب سلمان رضی اللہ عنہ کی بدلِ کتابت خود ادا فرمائی۔

حدیث ۲۱

حدثنا محمد[1] بن بشار حدثنا بشر[2] بن الوضاح انبأنا ابو عقیل[3] الدروقی عن ابی نضرۃ[4] العوقی قال سالت اباسعید[5] الخدری عن خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم یعنی خاتم النبوۃ فقال کان فی ظھرہ بضعۃ ناشزۃ۔

ترجمہ ابی نضرۃ العوفی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابی سعید خدری سے سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی مُہر کے متعلق دریافت کیا یعنی مُہرِ نبوت کے بارے میں' اس نے جواب دیا کہ وہ (مُہرِ نبوت) رسول اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی کمر مبارک میں ایک اُبھرا ہوا گوشت کا ٹکڑا تھا۔

حل لغات

بِضعَۃٌ۔ گوشت کا ٹکڑا۔
نَاشِزَۃٌ۔ اُبھرا ہوا گوشت، گوشت کا مُچہ اُٹھا ہوا۔

حدیث ۲۲

حدثنا ابو الاشعث[1] احمد بن المقدام العجلی البصری حدثنا حماد[2] بن زید اخبرنا عاصم[3] الاحول عن عبد[4] اللہ بن سرجس قال اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم وھو فی ناس من اصحابہ فدرت ھکذا من خلفہ فعرف الذی ارید فالقی الرداء عن ظھرہ فرایت موضع الخاتم علی کتفیہ مثل الجمع حولھا خیلان کانھا ثآلیل فرجعت حتی استقبلتہ فقلت غفر اللہ لک یا رسول اللہ فقال ولک فقال القوم استغفر لک رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم فقال نعم ولکم ثم تلا ھذہ الآیۃ واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات۔

ترجمہ عبد اللہ بن سرجس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نورِ مجسم رسول اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر

اسماء الرجال

ع۱ محمد بن بشار، دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ع۱

ع۲ بشر بن الوضاح، بشر مِنذق کے وزن پر ہے۔ الوضاح یہ ابو الہیثم ہے۔ ابن حبان نے اسے ثقہ کہا ہے۔ خرج لہ فی الشمائل۔ ابی عقیل وغیرہ سے روایت کی ہے اور اس سے بزار وغیرہ نے روایت کی ہے۔

ع۳ ابو عقیل الدروقی۔ اس کا نام بشیر ہے عقبہ کا بیٹا ہے۔ دروق فارس میں ایک بستی ہے اس کی نسبت سے دروقی کہلاتا ہے، ثقہ ہے، شیخان اور المصنف نے تخریج کی ہے۔ ابی المتوکل اور العبدی سے روایت کرتا ہے اور اس سے بہر روایت کرتا ہے۔ مواہب اللدنیہ کے حاشیہ پر مصنف نے لکھا ہے کہ معروف بہز ہے۔ بہر نہیں ہے۔ بہز بن حکیم بن معاویہ بن حیدہ القشیری

ع۴ ابی نضرۃ، اجل تابعین سے ہے ان کا نام المنذر بن مالک بن قطعہ ہے ایک جماعت نے اس سے تخریج کی ہے۔

ع۵ ابا سعید، سعید بن مالک بن سنان الانصاری ہے اخرج حدیثہ ارباب الصحاح الستۃ۔ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعت کی تھی کہ دین اسلام کے راستے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرے گا

ہُوا۔ اس وقت آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کے درمیان رونق افروز تھے پس میں ان کی پُشت کی طرف سے گرد گھوما، میں جو چاہتا تھا حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے اس ارادے کو پہچان گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پشت مُبارک سے چادر ہٹالی پس میں نے آپ کے کندھوں کے درمیان مُہرِ نبوت کی جگہ دیکھی جو کہ بند مٹھی کے برابر تھی اور اس کے چاروں طرف تل تھے گویا پتوڑی کی طرح۔ پھر میں لوٹ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کی طرف آیا تو میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! اللہ آپ کی مغفرت فرمائے۔ آپ نے فرمایا تمہاری بھی مغفرت ہو' حاضرین نے عرض کیا اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ کو مغفرت عطا فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں اور تم سب کو بھی مغفرت عطا فرمائے۔ پھر یہ آیۂ کریمہ تلاوت فرمائی۔ واستغفر لذنبك وللمومنين والمومنات۔

حل لغات

وَهُوَ فِي نَاسٍ۔ صحابہ میں۔ فَدُرْتُ۔ پس میں پھرا، میں گرد گھوما۔ الجَمع۔ بند مُٹھی۔ گکہ۔ مُشت۔ خِيلَان۔ خال، تِل، جمع ہے۔ ثَآلِيل۔ پتوڑی کی طرح (چھوٹے چھوٹے دانے، گھنڈی مسہ)

تشریح

حضور سرورِ عالم وعالمیان دانائے رازہائے خفی وجلی جناب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نُورِ نبوت سے اپنی کرمُبارک سے کپڑا اٹھالیا اور عبداللہ بن سرجس نے مُہرِ نبوت کی زیارت کرلی۔ جناب عبداللہ بن سرجس نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس احسانِ عظیم اور کرم نوازی کا شکریہ اس طرح ادا کیا کہ دعا کی "اے اللہ تعالیٰ تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجات بلند فرما" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسی طرح جواب دیا۔ اس میں تعلیم اُمت ہے کہ اگر کوئی تم پر احسان کرے تو تم بھی اس کا شکریہ ادا کرو۔ اور جب کوئی تمہیں دُعا دے تو تم بھی اسی کی مانند یا اس سے بہتر دعا میں اسے جواب دو۔ ارشادِ خداوندی ہے۔ وَاِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا۔

حضرت امام المحدثین شیخ عبدالرؤف مناوی مصری متوفی ۱۰۳۱ھ جمع الوسائل فی شرح الشمائل ص۴۲ (از ملا علی قاری رحمہ الباری) کے حاشیہ پر شرح میں لکھتے ہیں۔

"سئل ولی الله شيخ الاسلام الحافظ البوزرعه العراقی: هل خاتم النبوة من خصائص المصطفی وهل ولد به

ولی اللہ شیخ الاسلام حافظ ابوزرعہ عراقی سے پوچھا گیا' کیا مُہرِ نبوت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص سے تھی اور کیا جب آپ پیدا ہوئے یہ

اسماء الرجال
ابوالاشعث احمد بن المقدام صوفی ہے۔
عمرو حاذون نیشاپوری کے بارے میں صالح نے توثیق کی ہے۔ ابن معین کا قول ہے "لا بأس به" ابن الحداد نقل کرتے ہیں "ما رأيت يحيى كقوله" ابن الحداد حفظ کرتے ہیں "ما رأيت الهروي أتقن منه"۔ ابن العلم کا قول ہے "ابوالارجان عمرو عالم الاصل، ابوالارجان ثقہ سلیمان یعنی کا شیخ ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں "ان لقمان کے بارے میں کسی نے کچھ نہیں کہا" ابن یونس کہتے ہیں "ابوالارجان کی اولاد بھی اس وجہ سے مشہور ہے" ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ان کی توثیق کی ہے۔
ملا عبدالرحمان بن محمد مجاہد ابوالمعروف بہ مرکوت رہتی، ابن الاثیر نے توثیق کی ہے۔

وهل دفن معه ؟ فاجاب بانه من خصائصه دون بقية الانبياء و لم ينقل انه ولد به و وردان جبريل عليه السلام ختمه به و اما دفنه معه فلا شك فانه قطعة من جسده و الاشارة به الى انه خاتم الانبياء والله اعلم ۔

تھی اور جب دفن ہوئے تو ساتھ تھی' انہوں نے اثبات میں جواب دیا' سوائے آپ کے کسی دوسرے نبی کی یہ خصوصیت نہ تھی اور نہ ہی یہ محو ہوئی کیونکہ آپ کے ساتھ ہی پیدا ہوئی اور روایت ہے کہ جبریل نے آپ کو یہ مُہر لگائی اور آپ کے ساتھ دفن ہوئی کیونکہ آپ کے جسد اطہر کا ایک ٹکڑا تھا اور اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے ۔ واللہ اعلم

باب مَاجَاءَ فِیْ خَاتِمَ النُّبُوَّۃ پورا ہوگیا۔

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ مَاجَاءَ فِی شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس باب میں سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کے سرِ اقدس کے بالوں کا بیان ہے

(اس باب میں آٹھ احادیث ہیں)

تشریح پیغمبرِ اسلام سراپا حُسن و جمال، نورِ مجسم احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس پر مبارک بالوں کی اس کیفیت کا ذکر ہے کہ آیا وہ کتنے لمبے اور کتنے چھوٹے تھے، آیا وہ زیادہ تھے یا تھوڑے۔ نیز مبارک بالوں پر تیل لگانے اور مانگ نکالنے کی کیفیت کا بھی ذکر ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مُبارک بالوں کی کیفیت جس صحابی نے جیسے دیکھی ویسے بیان کر دی اس لئے روایات میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

حضرت علامہ ابراہیم بن محمد البیجوری متوفی ۱۲۷۶ھ مواہب اللدنیہ کے ص۳۶ پر لکھتے ہیں:۔

قال ابن العربی الشعر فی الرأس زینة وترکه سنة، وحلقه بدعة۔

ابن عربی نے کہا ہے کہ سر پر بال رکھنا زینت ہے اور ان کا چھوڑنا سنت ہے اور ان کا مونڈنا بدعت ہے۔

اور لکھتے ہیں:۔

قال فی شرح المصابیح لم یحلق النبی راسه فی منی الهجرة الا فی عام الحدیبیة وعمرة القضاء وحجة الوداع ولم یقصر شعر الا مرة واحدة کما فی الصحیحین۔

شرح المصابیح میں ہے کہ ہجرت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے حدیبیہ، عمرۃ القضاء اور حجۃ الوداع کے سالوں کے بال نہیں منڈوائے اور سوائے ایک بار کے بال کم نہیں کٹے کما فی الصحیحین

marfat.com

حدیث ۲۳/۱

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَنْبَأَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم اِلٰى نِصْفِ اُذُنَيْهِ.

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال آدھے کانوں تک لٹکتے تھے۔

حل لغات شَعْر۔ بال۔ اُذُنَيْهِ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں کان مبارک۔

تشریح ارشاد ہے "حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک آدھے کانوں تک لٹکتے تھے" جس صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس کے بال مبارک کی صورت دیکھی، ویسے ہی وہ بیان کردی، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نصف کانوں تک سر اقدس کے بال مبارک دیکھے تو ان کا ذکر کیا، حضرت علامہ عبدالروف مناوی شرح میں لکھتے ہیں "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوارج کی شناخت یہ بتلائی کہ ففی الصحیح عن ابی سعید ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر قوما یکونون فی امتہ یخرجون فرقۃ سیماھم التحالق.

حدیث ۲۴/۱

حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ وَكَانَ لَهُ شَعْرٌ فَوْقَ الْجُمَّةِ دُوْنَ الْوَفْرَةِ.

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں اور جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس پر بال ہوتے جو کہ کندھوں کو چھوتے اور کانوں کی لو سے ذرا نیچے ہوتے۔

حل لغات اَلْجُمَّةُ۔ کندھوں تک پہنچے ہوئے بال، زلف۔ اَلْوَفْرَةُ۔ الجمہ سے کم بال، اور کانوں کی لو سے

ذرا نیچے ہال۔ المّہ ۔ اگر کانوں کی لو تک ہوں تو لمّہ کہتے ہیں۔

تشریح ارشاد ہے "میں اور جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک برتن سے غسل کرتے تھے "یعنی پانی ایک ہی برتن میں ہوتا۔ اسی برتن سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہا لیتے اور چہرام المؤمنین رضی اللہ عنہا اسی برتن سے باقی ماندہ پانی سے غسل کر لیتیں۔ آج کل کے بعض معتزلی فکر رکھنے والے اس حدیث کو نہایت ہی غلط معنی پہناتے ہیں جن سے ایک مؤمن کا دل دُکھ جاتا ہے، حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو مجسّم تنزہ و حیا تھے، اللہ تعالیٰ ایسے بے ہودہ، غلط عقیدوں اور باتوں کے کرنے سے اپنی امان میں رکھے آمین ثم آمین۔ ارشاد ہے" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس کے مبارک بال کندھوں کو چھوتے اور کانوں کی لو سے ذرا نیچے ہوتے "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک بالوں کی صُورت مختلف اوقات میں مختلف ہوتی، چنانچہ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مندرجہ بالا صُورت دیکھ کر بیان فرمادی۔

حدیث ۳۲۵ حدثنا احمد بن منیع حدثنا ابوقطن حدثنا شعبۃ عن ابی اسحٰق عن البراء بن عازب قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مربوعا بعید ما بین المنکبین وکانت جمتہ تضرب شحمۃ اذنیہ۔

ترجمہ براء بن عازب سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم درمیانہ قدتھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں مُبارک شانوں کے درمیان فاصلہ تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زُلفِ مبارک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک کانوں کی لو کو بوسہ دیتی تھیں۔

حل لغات مربوعا۔ میانہ قد، معتدل القامۃ، متوسط القامۃ۔
بعید۔ فاصلہ، کشادہ۔

تشریح اس حدیث مُبارک کی تشریح حدیث ۳۲۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گذر چکی ہے۔ ترجمۃ الباب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سراقدس کے مبارک بالوں کا ذکر خیر ہے۔

اسماء الرجال ص ۲۵

ابی اسحٰق عمرو بن عبداللہ السبیعی الہمدانی الکوفی ثقہ عابد مکثر من الروایۃ عن التابعین ولد سنۃ ۳۰ وتوفی سنۃ ۱۲۹ وقیل بعدھا۔ روی لہ الجماعۃ۔

براء بن عازب بن حارث بن عدی الانصاری الاوسی ابو عمارۃ وقیل ابو عمرو نزل الکوفۃ وابتنی بھا دارا وسکنھا ومات بھا زمن مصعب بن الزبیر سنۃ ۷۱ وقیل بعدھا وھو ابن ۸۰ سنۃ۔ روی لہ الجماعۃ۔

حدیث ۴/۲۶ حدثنا محمد[1] بن بشار حدثنا وهب[2] بن جرير بن حازم حدثني أبي[3] عن قتادة[4] قال قلت لأنس كيف كان شعر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال لم يكن بالجعد ولا بالسبط كان يبلغ شعره شحمة أذنيه.

ترجمہ قتادہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب انس سے پوچھا کہ حضور پاک سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس کے بال مبارک کیسے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ نہ بیحد پیچدار تھے اور نہ ہی سیدھے اکڑے ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک زلفیں کانوں کی لو تک پہنچی تھیں۔

حل لغات حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مشکل الفاظ کے معنی ملاحظہ کریں۔

تشریح باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس کی تشریح گذر چکی ہے۔

حدیث ۵/۲۷ حدثنا محمد[1] بن يحيى بن أبي عمر المكي حدثنا سفين[2] بن عيينة عن ابن أبي نجيح عن مجاهد عن أم هانئ[3] بنت أبي طالب قالت قدم رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم علينا مكة قدمة وله أربع غدائر.

ترجمہ جناب ام ہانی بنت ابی طالب سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرہ کے لئے مکہ معظمہ قدم رنجہ فرمایا تو ہمارے ہاں بھی تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس میں چار زلفیں تھیں۔

حل لغات قدم۔ قدم رنجہ فرمایا، آئے، تشریف لائے۔ قدمۃ۔ عمرہ۔ غدائر۔ غدیرہ کی جمع ہے، بالوں کی لٹیں، زلفیں، چوٹی، مینڈھی۔

تشریح سرور عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بقول صاحب جمع الوسائل ص۸ حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری چار بار مکہ مکرمہ میں قدم رنجہ فرمایا۔

---

[1] ابو عمر مروان الفزاری الکوفی ہے۔ صدوق اور ثقہ ہے۔ اصحاب سنن نے تخریج کی ہے۔

[2] دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

[3] دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

[4] دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اسماء الرجال

[1] دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

[2] دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

[3] ام ہانی بنت ابی طالب ہاشمیہ ہیں۔ ان کا نام فاختہ یا ہند ہے۔ ان سے ۴۶ احادیث مروی ہیں۔ ۸ پر اتفاق ہے۔ ۵ میں بخاری منفرد ہیں۔ ۲ میں مسلم منفرد ہیں۔ ۳۱ میں دیگر محدثین کی روایت ہے۔ ۱۴ ہجری اور کہا گیا ۵۰ ہجری میں فوت ہوئیں۔ قبہ کے اندر مدفون ہوئیں۔

---

marfat.com

"كان لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قدومات اربعة، عمرة القضاء وفتح مكة وعمرة الجعرانة ولحجة الوداع."

یعنی عمرۃ القضاء جو کہ ۷ھ میں ہوا، فتح مکہ جو کہ ۸ھ میں ہوئی، عمرۃ الجعرانہ اسی سفر میں ہوا۔ اور حجۃ الوداع جو کہ ۱۰ھ میں ہوا۔

نیز حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ام ھانی کے گھر تشریف فرما ہونا بقول صاحب جمع الوسائل فتح مکہ کے موقع کا تھا۔ ارشاد ہے "کہ اس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس کے بالوں کی چار زلفیں بنی ہوئی تھیں" یعنی بال مبارک چار لٹوں میں منقسم تھے۔ معلوم ہوا کہ مبارک بالوں کی جو صورت جناب ام ھانی نے دیکھی وہ بیان فرمادی۔

حدیث ۶/۲۸ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ شَعْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اِنْصَافِ اُذُنَيْهِ.

ترجمہ جناب انس سے روایت ہے یہ کہ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نصف (مبارک) کانوں تک ہوتے تھے۔

حل لغات اِنْصَاف۔ آدھے تک پہنچنا۔

تشریح ارشاد ہے "کہ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نصف (مبارک) کانوں تک ہوتے تھے" جناب انس رضی اللہ عنہ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالوں کی اس صورت کو دیکھا تو ویسے ہی ذکر کر دیا، ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالوں کی مختلف صورتیں تھیں جیسا کہ احادیث مبارکہ میں ذکر ہو رہا ہے۔

marfat.com

حدیث ۲۹ حدثنا سویدؒ بن نصر حدثنا عبداللہؒ بن المبارک عن یونسؒ بن زید عن الزھریؒ حدثنا عبیداللہؒ بن عبداللہ بن عتبۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنھما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَانَ یَسْدِلُ شَعْرَہٗ وَکَانَ الْمُشْرِکُوْنَ یَفْرِقُوْنَ رُؤُسَھُمْ وَکَانَ اَھْلُ الْکِتٰبِ یَسْدِلُوْنَ رُءُوْسَھُمْ وَکَانَ یُحِبُّ مُوَافَقَۃَ اَھْلِ الْکِتٰبِ فِیْ مَالَمْ یُؤْمَرْ فِیْہِ بِشَیْءٍ ثُمَّ فَرَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رَأْسَہٗ.

ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سر اقدس کے بال مبارک یونہی چھوڑ دیتے تھے، درآنحالیکہ مشرکین اپنے سروں کے بالوں کو دو حصوں میں تقسیم کرتے تھے۔ نیز اہل کتاب بھی سر کے بال یونہی چھوڑ دیتے تھے اور جب تک اس بارے میں کوئی حکم نہیں ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مشرکین کے مقابلہ میں) اہل کتاب کی موافقت کو اچھا سمجھتے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سر اقدس کے بالوں میں مانگ نکالا کرتے۔

حل لغات یَسْدِلُ، مصدر سَدْلٌ ہے۔ وہ یونہی چھوڑ دیتے۔ یونہی لٹکے رہتے، یَفْرِقُوْنَ، مانگ نکالتے تھے۔ سر کے بال وسط سے دو حصوں میں کرتے تھے۔

تشریح حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر جب تک حکم الٰہی نہ ہوتا اس بات کو اچھا جانتے کہ اہل کتاب کی موافقت کی جائے۔ اس لئے اہل کتاب کے کام پر ان کے پیغمبر کی کوئی سند تو ہوگی برخلاف مشرکین کے کہ ان کے ہاں تو کوئی سند ہی نہیں اور جب احکام الٰہی آجاتے تھے تو آپ یہود و نصاریٰ کی مخالفت میں کام کرتے۔

حدیث ۳۰ حدثنا محمدؒ بن بشارؒ حدثنا عبدالرحمٰنؒ بن مھدیؒ عن ابراھیمؒ بن نافع المکیؒ عن ابن ابی نجیحؒ عن مجاھدؒ عن اُمِّ ھَانِیٍٔ قَالَتْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذَاضَفَائِرَاَرْبَعَ.

ترجمہ ام ھانی سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چار گیسو تھے۔

حل لغات ضَفَائِرُ، گیسو، زلف، ضَفِیْرٌ کی جمع ہے۔ ذَا، صاحب، والا۔

marfat.com

تشریح اس باب میں سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس کے مبارک بالوں کی مختلف صورتیں بیان ہوئی ہیں ان تمام صورتوں کی تطبیق حضرت مولانا محمد عاقل صاحب لاہوری اپنی کتاب حلاوۃ المتعلمین میں اس طرح فرماتے ہیں :

"اگر گویند کہ از حدیث بالا مفہوم شد کہ موئے مُبارک آنسرور درود خدا بر و بنرمہ گوش رسید و واذیں حدیث چناں فہمیدہ شد کہ از نرمہ گوش گذشتہ بر دو دوش رسیدہ ، و در روایتے دیگر آمدہ بود کہ موئے او تا دو گوش او ، در صحیحین واقع شدہ کہ بود موئے او تا انصاف ہر دو گوش او ،

پس رفع اختلافات روایات چہ باشد ، جواب گوئیم کہ اختلاف روایات بنا بر اختلاف اوقات است ، وقتے کہ آنسرور قصر موئے مبارک می فرمود ، تا بگوش می بود یا نرمہ گوش یا نیمہ گوش ، وقتے کہ ترک قصری کردے دراز می شدے تا بہ دو دوش ، پس چنانچہ دیدہ اند خبر دادہ اند ، واللہ اعلم ۔"

"اگر کہا جائے کہ اس حدیث سے اوپر والی حدیث کا یہ مفہوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک کانوں کی لو تک پہنچتے تھے اور اس حدیث سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ کانوں کی لو سے گذر کر دونوں مُبارک کندھوں تک پہنچتے تھے اور صحیحین میں آیا ہے ، کہ دونوں کانوں مبارک کے آخر تک پہنچتے تھے لہٰذا یہ اختلاف روایات کس طرح حل ہوگا ، اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ یہ اختلاف روایات ' اختلاف اوقات پر مبنی ہے جس وقت آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قصر فرماتے تو بال مبارک کانوں کی لو یا نصف کانوں تک پہنچتے اور جس وقت ترکِ قصر فرماتے تو بال مبارک لمبے ہو جاتے یہاں تک کہ کندھوں مبارک تک پہنچ جاتے جس حالت میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دیکھا اسی کیفیت کو بیان فرمادیا واللہ اعلم ۔"

باب مَا جَآءَ فِیْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورا ہوگیا۔

marfat.com

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ تَرَجُّلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ

اس باب میں سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بالوں میں کنگھی یا کنگھا کرنے کا بیان ہے۔

(اس باب میں پانچ احادیث ہیں)

تشریح حضور پاک شفیع المذنبین، صاحب قاب قوسین او ادنیٰ، محبوب رب العالمین، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مانگ نکالنا، کنگھی کرنا، تیل لگانا، سر اقدس کے مبارک بالوں کو پاک صاف اور آراستہ کرنا وغیرہ کیفیات کا ذکرِ خیر اس باب میں کیا گیا ہے۔

التَّرجِیل والترجیل: ھو تحسین الشعر و تنظیفہ و تنظیمہ و تسریحہ

ابن حجر فرماتے ہیں۔ والترجیل من باب النظافۃ، بالوں کو آراستہ کرنا، صاف ستھرا رکھنا، درست کرنا اور کنگھی کرنا، پاکیزگی اور ستھرائی سے تعلق رکھتا ہے اسی لئے یہ مندوب ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے، اَلنَّظَافَۃُ مِنَ الْاِیْمَانِ، پاکیزگی ایمان سے ہے۔ دُوسرا ارشاد ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی نَظِیْفٌ یُحِبُّ النَّظَافَۃَ۔ اللہ تعالیٰ پاک صاف ستھرا ہے پاکی اور صفائی کو پسند فرماتا ہے۔

marfat.com

حدیث ۱/۳۱ حدثنا اسحٰق بن موسی الانصاری حدثنا معن بن عیسی حدثنا مالک بن انس عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت کنت ارجل راس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وانا حائض۔

ترجمہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سر اقدس کے بالوں میں کنگھی کرتی تھی اس حال میں کہ میں ایام ماہواری میں ہوتی۔

حل لغات ارجل۔ میں کنگھی کرتی تھی، واحد متکلم ہے۔ حائض یا حائضۃ، وہ عورت جس کو حیض آتا ہو۔ یہ ای طرح ہے جیسے مُرْضِعٌ اور مُرْضِعَۃٌ دودھ پلانے والی عورت، یا اور طالِقٌ اور طالِقَۃٌ طلاق والی عورت۔

تشریح ارشاد ہے" میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سر اقدس کے بالوں میں کنگھی کرتی تھی اس حال میں کہ میں ایام ماہواری میں ہوتی" ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے اس ارشاد گرامی سے ثابت ہوا کہ حائضہ عورت کے ساتھ مخالطت جائز ہے سوائے ہم بستری کے، حائضہ عورت کے ہاتھ اور تمام بدن کو سوائے اس جگہ کے جہاں یہ پلید خون لگا ہو چھونا بلا کراہیت جائز ہے۔ جناب محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"دریں حدیث دلیل است بر آنکہ مخالطت زن حائضہ جائز است بلا کراہیت، دستہا وسائر بدن او پاک است مادامی کہ خون آلودہ نشدہ باشد۔"

حدیث ۲/۳۲ حدثنا یوسف بن عیسی حدثنا وکیع حدثنا الربیع بن صبیح عن یزید بن ابان ھو الرقاشی عن انس بن مالک قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یکثر دھن راسہ وتسریح لحیتہ ویکثر القناع حتی کان ثوبہ ثوب زیات۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور سرور کون ومکان صلی اللہ علیہ والہ وسلم اکثر سر اقدس میں تیل ڈالا کرتے تھے اور بسا اوقات داڑھی مبارک میں کنگھی کیا کرتے تھے اور اکثر سر بند باندھتے تھے یہاں تک سر مبارک پر بانده

اسماء الرجال حدیث ۱/۳۱

۱ اسحٰق بن موسی بن انس بن مالک انصاری ۲ معن بن عیسی بن یزید انصاری ۳ ہشام بن عروۃ اسدی ۴ ابن عیینہ اسمٰعیل ابن دینار ابن ابی نجیح اور بشر بن مفضل وغیرہ سے روایت کرتا ہے اور اس سے ابن کثیر مسدد، مصنف اور امام الائمہ امام بخاری روایت کرتے ہیں، صدوق ہے ۵ ربیع بن صبیح، ابو حفص سلمی بصری ثقہ ہے ۶ یزید بن ابان رقاشی ابو عمرو ابو نضر ثقہ ہے ۷ وکیع بن جراح بن ملیح رؤاسی کوفی ثقہ ہے ۸ یوسف بن عیسی مروزی زاہد ہے ۹ ابو داؤد نے اس سے اور ترمذی نے اس کے واسطہ سے حدیث کی ہے۔

۱ مالک بن انس، دیکھو حدیث ۱/۱ ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حدیث ۱/۱ ۳ عائشہ، دیکھو حدیث ۱/۱ باب ماجاء فی نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حدیث ۱/۱ ۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حدیث ۱/۱ ۵ ربیع بن صبیح، اسی کی حدیث الربیع بن صبیح ۶ یزید بن ابان، دیکھو حدیث ۱/۱ ۷ وکیع، دیکھو حدیث ۱/۱ ۸ یوسف بن عیسی، اسی کی حدیث الربیع بن صبیح ۹ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث بن اسحٰق ازدی سجستانی، ۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے، ۲۷۵ھ میں انتقال کیا، ۱۰ ترمذی، اس سے حدیث کی ہے دیکھو حدیث ۱/۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حدیث ۱/۱

marfat.com

کا کپڑا (سر بند) تیل کے کپڑے کی طرح چکنا ہو جاتا تھا۔

حل لغات یُکْثِرُ۔ کثرت سے۔ بسا اوقات۔ دَهَنَ۔ تیل لگاتے۔ دُهْنٌ یعنی تیل۔ تَسْرِیح۔ چرانا، بھیڑ دینا راحت کرنا، طلاق دینا، آسان کرنا، کھول دینا۔ جب بالوں کے ساتھ کنگھی کرنا مراد ہوتا ہے۔ قِنَاع۔ نقاب، گھونگٹ، اوڑھنی، دوپٹہ، سر بند، اس کی جمع اِقْنَاعٌ اور اَقْنِعَةٌ آتی ہے۔ ثَوْبٌ، کپڑا۔ بازیچہ زَیْتٌ۔ تیل، زُیُوْتٌ۔ تیلی۔

تشریح ارشاد ہے "کہ حضور سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر سر اقدس میں تیل ڈالا کرتے تھے" معلوم ہوا کہ سر مبارک کو تیل سے تر فرمایا کرتے تھے اور داڑھی مبارک میں کنگھی کرتے تھے اور سر اقدس پر عمامہ شریف کے نیچے رومال کی طرح کا کپڑا باندھ لیتے تاکہ عمامہ مبارک تیل کی چکناہٹ سے میلا نہ ہو، چونکہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مزاج شریف اور طبیعت شریف انتہائی نفاست پسند تھی اس لئے عمامہ مبارک کو بھی تیل کی چکناہٹ سے بچانے کے لئے اور پاک صاف رکھنے کے لئے یہ کپڑا استعمال فرماتے۔

حدیث ۳۳ حدثنا هَنَّادُ بن السری حدثنا ابو الاحوص عن اشعث بن ابی الشعثاء عن ابیہ عن مسروق عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَيُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِيْ طُهُوْرِهٖ اِذَا تَطَهَّرَ وَفِيْ تَرَجُّلِهٖ اِذَا تَرَجَّلَ وَفِيْ انْتِعَالِهٖ اِذَا انْتَعَلَ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو کرتے وقت داہنی جانب سے وضو کرنا پسند فرماتے تھے اور اسی طرح جب کنگھی فرماتے تھے تو داہنی جانب سے کرتے تھے نیز جس وقت جوتی مبارک پہنتے تھے تو داہنی جوتی پہنتے۔

حل لغات التَّیَمُّن۔ داہنی طرف۔ انْتَعَلَ۔ جوتی پہننا۔

تشریح ارشاد ہے کہ "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو کرتے وقت داہنی جانب سے وضو کرنا پسند فرماتے تھے" یعنی

marfat.com

وضو کرتے وقت پہلے داہنا ہاتھ پھر بایاں ہاتھ دھوتے۔ اسی طرح پہلے داہنا پاؤں پھر بایاں پاؤں دھوتے۔ ارشاد ہے "اسی طرح جب کنگھی فرماتے تو داہنی جانب سے کرتے" یعنی سر اقدس اور داڑھی مبارک کی کنگھی داہنی طرف پہلے کرتے تھے۔ ارشاد ہے، "نیز جس وقت جوتی مبارک پہنتے تھے تو داہنی جوتی پہلے پہنتے" یعنی داہنے پاؤں میں پہلے جوتی پہنتے پھر بائیں پاؤں میں جوتی پہنتے۔ صرف ان تین اشیاء پر منحصر نہیں ہے بلکہ جتنے بھی تکریم کے کام ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو داہنی جانب سے کرتے تھے چنانچہ کسی چیز کا دینا، کسی چیز کا لینا، کسی کپڑے کا پہننا، مسجد میں داخل ہونا، سرا ور لب کے بال کٹوانا، مسواک کرنا، انگلیوں میں سرمہ ڈالنا، ناخن کٹوانا۔ غرضیکہ تمام امور حسنہ داہنی جانب سے شروع کرنا انسب اور بہتر ہے۔

ناخن کٹوانے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے داہنے ہاتھ کی سبابہ (شہادت کی انگلی)، انگلی سے شروع کرے، پھر وسطیٰ (بیچ کی انگلی) (درمیانی بڑی)، پھر بنصر (درمیانی انگلی کے ساتھ والی انگلی) پھر خنصر (سب سے چھوٹی انگلی)، پھر ابہام (انگوٹھا)، پھر بائیں ہاتھ کی خنصر (سب سے چھوٹی انگلی)، انگلی سے شروع کرے۔ پھر بنصر (درمیانی انگلی کے ساتھ والی انگلی)، پھر سبابہ (شہادت کی انگلی)، پھر ابہام (انگوٹھا)، پر ختم کرے اور پاؤں کی انگلیوں کے ناخن داہنے پاؤں کے خنصر (سب سے چھوٹی انگلی) انگلی سے شروع کرکے بائیں پاؤں کی خنصر (سب سے چھوٹی انگلی) پر بالترتیب ختم کرے۔ اور کراہیت کے اعتبار سے بایاں طرف استعمال کرنا چاہیئے جیسے پاخانہ جائے، تو پہلے بایاں پاؤں داخل کرے۔ مگر مسجد میں داخل ہو تو شرافت کی وجہ سے پہلے دایاں پاؤں داخل کرے۔ مواہب اللدنیہ میں علامہ ابیجوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:-

"ولذالك قال النووي قاعدة الشرع المستمرة استحباب البداءة باليمين في كل ماكان من باب التكريم وماكان بضده فاستحب فيه التياسر"

ابوداؤد میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں:-

"كانت يد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اليمنى لطهوره وطعامه وكانت اليسرى لخلائه وماكان من اذىً"

کہ "حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا داہنا ہاتھ وضو کے لئے اور کھانے کے لئے تھا اور بایاں ہاتھ بیت الخلاء کے لئے اور دیگر اسی قسم کے کاموں کے لئے تھا۔"

marfat.com

حدیث ۳۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَنِ التَّرَجُّلِ اِلَّا غِبًّا۔

ترجمہ عبداللہ بن مغفل سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کنگھی کرنے سے منع فرماتے تھے مگر ایک دن چھوڑ کر۔

حل لغات نَهَى۔ منع کیا۔ غِبًّا۔ ایک دن چھوڑ کر دوسرے دن، ایک دن آنا اور دوسرے دن نہ آنا۔ غَبٌّ اور غُبُوْبٌ مصدر ہے، ایک دن جانوروں کا پانی پینا اور ایک دن پیاسا رہنا، اور جب طعام کے لئے آئے تو طعام کا باسی ہونا یا بدبودار ہونا ہوتا ہے۔ جب بخار کے ساتھ آئے تو وارد کا بخار ہوتا ہے جسے حمی الغب کہتے ہیں۔ جب الامور کے ساتھ آئے تو کاموں کا انتہا کو پہنچ جانا مراد ہوتا ہے۔

تشریح ارشاد ہے "کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کنگھی کرنے سے منع فرماتے تھے مگر ایک دن چھوڑ کر" یعنی یہ منع کرنا مداومت کا ہے نہ کہ مطلقاً۔ جمع الوسائل میں حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری نقل فرماتے ہیں۔

"قال القاضی والمراد النهی عن المواظبة علیه والاهتمام به لانه مبالغة فی التزین ومنها ذلك به"

چونکہ یہ عورتوں کی عادت ہے کہ ہر وقت اپنے بالوں کی کنگھی پٹی کرتی رہتی ہیں اس لئے مردوں کو ہر وقت اس شغل سے منع فرمایا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ کراہیت تنزیہی ہے۔ علامہ ابن العربی فرماتے ہیں:۔ موالاته تضیع وترکه تدنس واغبابه سنة۔

حدیث ۳۵ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ اَبِي الْعَلَاءِ الْاَوْدِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَرَجَّلُ غِبًّا۔

manat.com

ترجمہ حمید بن عبدالرحمان حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کرام میں سے ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک دن چھوڑ کر دوسرے روز کنگھی کیا کرتے تھے۔

تشریح ارشاد ہے "کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک دن چھوڑ کر دوسرے روز کنگھی کیا کرتے تھے۔ یعنی صاحب مناوی جناب محدث جلیل عبدالرؤف صاحب المتوفی ۱۰۳۱ھ فرماتے ہیں:۔

"ای کانت عادتہ انہ لایبالغ فی الترجل بل یفعلون یومًا ویترکہ یومًا"

"یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ عادت نہیں تھی کہ کنگھی زیادہ کرتے ہوں بلکہ ایک دن کرتے تھے اور دوسرے روز نہیں کرتے تھے۔"

اسی طرح حضرت علامہ ملا علی قاری (رحمۃ اللہ الباری) نے فرمایا کہ ایک دن کنگھی کرو اور دوسرے روز نہ کرو "ان یفعل یومًا ویترك یومًا" بلکہ جناب امام حسن بصری فرماتے ہیں کہ ہفتے میں ایک بار کنگھی کرے۔ "وفی کل اسبوع" بجناب حضرت مولٰنا مولوی محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "شانہ کردن و آراستہ موئی بروغن مگر گاہ گاہ، زیرا کہ در مواظبت آں تقیید و اشتغال بزینت و آرائش است و آں مناسب بزنان است نہ مردان[1]"۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ تَرَجُّلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پورا ہوگیا۔

فصیحًا" (بقیہ حاشیہ)

۵ عبداللہ بن مغفل مشہور صحابی ہیں۔ بیعت رضوان میں شامل تھے۔ فتح مکہ کے دن یہ سب سے پہلے داخل مکہ ہوئے اور بلند آواز سے تکبیر کہی۔ بصرہ میں ۵۷ھ میں فوت ہوئے۔

اسماء الرجال حدیث نمبر ۵

۱ حسن بن عرفہ۔ ترمذی نسائی اور ابن ماجہ نے تخریج کی ہے۔ صدوق وثبت من العاشرۃ۔

۲ عبدالسلام بن حرب۔ کوفی مشائخ کبار سے ہے۔ ثقہ ہے۔ حافظ ہے۔ حجۃ ہے۔ بعضوں نے ضعیف ٹھہرایا ہے۔ ایک جماعت نے تخریج کی ہے۔ ۱۸۷ھ میں انتقال کیا۔

۳ یزید بن ابی خالد۔ ثقہ ہے۔ ۲۴ ہزار احادیث کا عابد ہے۔ حافظ ہے۔ ابوداؤد مصنف ابن ماجہ نے تخریج کی ہے۔

ابی اللیث، ابن علیہ، اور وکیع اور اس سے ابی داؤد، فریابی اور قتیبہ روایت کرتے ہیں۔ اور خلف سے روایت کرتا ہے ۲۳۷ھ میں فوت ہوئے۔

۴ ابی العلاء الاودی اس کا نام داؤد بن عبداللہ ہے۔ ابوزرعہ کہتے ہیں لاباس بہ اور دوسرے محدثین فرماتے ہیں ثقہ ہے۔ مصنف ابوداؤد اور ابن ماجہ تخریج کرتے ہیں۔ الاودی اود بن مصعب کی طرف نسبت کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔

۵ حمید بن عبدالرحمٰن اپنے باپ سے اور اس سے زہری اور قتادہ روایت کرتے ہیں اور ایک جماعت نے اس سے تخریج کی ہے۔ ۹۵ھ میں انتقال ہوا۔

۶ عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ کہا گیا ہے کہ یہ حکم بن عمرو ہیں یا عبداللہ بن مغفل ہیں یا عبداللہ بن سرجس۔ علمائے محدثین فرماتے ہیں کہ صحابی کا ابہام کسی قسم کے نقصان کا باعث نہیں ہے کیونکہ تمام صحابہ عدول ہیں "کلھم عدول"۔

[1] حلاوۃ المتعلمین از حضرت موصوف

marfat.com

بَابُ مَاجَآءَ فِی شَیْبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ

اس باب میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس اور ریش مبارک میں سفید بالوں کی موجودگی کا بیان ہے

(اس باب میں آٹھ احادیث ہیں۔)

حل لغات شَیْبٌ کا معنی بڑھاپا اور بالوں کی سفیدی ہے۔ شَیْبَۃٌ اور مُشَیَّبٌ بھی اس معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ اگر شَ کی زبر کے ساتھ پڑھا جائے جیسے شِیْبٌ، تو اس کے معنی بھیڑیئے کا بچہ ہے۔ شَیْبَانُ: عرب کا ایک قبیلہ ہے اس میں محمد بن حسن شیبانی (جو کہ حضرت امام اعظم امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں) تھے۔

تشریح حضور اکرم سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس اور ریش مبارک میں کس کس جگہ سفید بال تھے کتنے تھے اور کیا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو خضاب کیا تھا اور ان مبارک بالوں کی سفیدی خوف الٰہی کی وجہ سے تھی۔ اس باب میں ان باتوں کا ذکر ہے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالوں مبارک کو بطور تبرک اور حصول برکات کے لئے امہات المؤمنین و صحابہ کرام اپنے پاس رکھا کرتے تھے اور اس بال مبارک سے شفا حاصل کرتے۔ بخاری شریف اور مشکوٰۃ میں ہے کہ حضرت عثمان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری بیوی نے مجھ کو پانی کا پیالہ دے کر ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا اور میری بیوی کی یہ عادت تھی کہ جب بھی کسی کو نظر لگتی یا کوئی بیمار ہوتا تو وہ برتن میں پانی ڈال کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیا کرتی کیونکہ ان کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا موئے مبارک تھا۔

فاخرجت من شعر رسول اللہ صلی اللہ — یعنی جو چاندی کی نلی میں رکھا ہوا تھا تو وہ اس

maarfat.com

علیہ والہ وسلم وکانت تمسکہ فی جلجل من فضۃ فخفنا خمۃً لہ فشرب منہ "

کو نکالتیں اور پانی میں ڈال کر پلا دیتیں اور رلیں وہ پانی پی لیتا بس سے اس کو شفا ہو جاتی۔

مسلم شریف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں :-

"رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم والحلاق یحلقہ وطاف بہ اصحابہ فما یریدون ان تقع شعرۃ الا فی ید رجل "

کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا کہ حجام آپ کے سر مبارک کی حجامت بنا رہا تھا اور صحابہ کرام آپ کے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے وہ یہی چاہتے تھے کہ حضور کا جو بال بھی گرے وہ کسی رکسی کے ہاتھ میں ہو۔

بخاری شریف پارہ اوّل صـ۲۹ نور محمد اصح المطابع دہلی میں ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ :-

"قلت لعبیدہ عندنا من شعر النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اصبناہ من من قبل انس او من قبل اھل انس فقال لان تکون عندی شعرۃ منہ احب الی من الدنیا ومافیھا "

میں نے عبیدہ سے کہا ہمارے پاس سرور عالم دو عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ موئے مبارک ہیں جو ہمیں حضرت انس یا اہل انس سے پہنچے ہیں تو عبیدہ نے فرمایا میرے پاس ان بالوں میں سے ایک بال کا ہونا میرے نزدیک دنیا و مافیہا سے محبوب تر ہے۔

حدیث ۱/۳۶ حدثنا محمد بن بشار حدثنا ابو داؤد حدثنا همام عن قتادة قال قلت لانس بن مالك هل خضب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال لم يبلغ ذلك انما كان شيئا في صدغيه ولكن ابو بكر خضب بالحناء والكتم.

ترجمہ جناب قتادہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس سے دریافت کیا حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خضاب کیا کرتے تھے انہوں نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالوں کی سفیدی اس حد تک پہنچی ہی نہیں تھی کہ انہیں خضاب کی ضرورت پڑتی، صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنپٹیوں پر چند بال سفید تھے مگر جناب ابوبکر (رضی اللہ عنہ) حنا اور کتم سے خضاب کیا کرتے تھے۔

حل لغات خضب، خضاب کیا۔ شیب بڑھاپا، سفید بالوں کا آنا۔ صدغیہ۔ دونوں کنپٹیاں، وہ مقام جو آنکھ اور کان کے درمیان ہے اسے صدغ کہتے ہیں۔ الحناء، مہندی۔ الکتم ایک قسم کا گھاس ہے جو سیاہ رنگت پیدا کرتا ہے۔

تشریح مسئلہ خضاب کی تحقیق آنے والے باب ماجاء فی خضاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دیکھئے گا ارشاد ہے "آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں کنپٹیوں کے چند بال سفید تھے" حضور پاک سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس میں پیشانی مبارک اور کنپٹیوں پر نیز روئے اور پر بھوڑی اور نچلے ہونٹ کے درمیان چند بال مبارک سفید تھے، علماء اُمت نے فرمایا "فی مفرق راسہ" و "فی الصدغین" و "فی العنفقۃ" اور عنفقۃ کے معنی بیان فرمائے، وهي ما بين الذقن والشفة السفلى، علامہ زرقانی، مواہب شریف میں فرماتے ہیں "بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس اور داڑھی مبارک میں کل سترہ یا اٹھارہ ہی سفید بال تھے۔

حدیث ۲/۳۷ حدثنا اسحٰق بن منصور و یحیٰی بن موسی قالا حدثنا عبد الرزاق عن معمر عن ثابت عن انس قال ما عددت في رأس رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ولحيته إلا أربع عشرة شعرة بيضاء.

ترجمہ حضرت انس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نہیں گنے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس اور ریش مبارک

میں مگر چودہ سفید بال۔

حل لغات

مَاعَدَدْتُ۔ میں نے نہیں گنے، میں نے نہیں شمار کئے۔

تشریح

اس حدیث شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چودہ[۱۴] بال سفید ہونے کا ذکر ہے اور ایک دوسری حدیث شریف میں سترہ بال کے سفید ہونے کا ذکر آیا ہے، اور مسلم شریف کی ایک حدیث میں دس بال کے سفید ہونے کا ذکر آیا ہے، نیز ایک حدیث شریف میں گیارہ بال کے سفید ہونے کا بیان ہے مگر اس آخری حدیث کو علماء کرام نے شاذ اور منکر لکھا ہے۔ صاحب ملاذ المتعلمین جناب علامہ مولانا مولوی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

"وجمع درمیان احادیث آنست کہ اختلاف اخبار بحسب اختلاف اوقات است یعنی انس در اوائل دیدہ بود در اواخر ہفدہ موئے سفید دید"

یعنی ان احادیث کی تطبیق اس طرح ہو سکتی ہے کہ مختلف اوقات میں دیکھنے والے نے مختلف خبر دی ہے یعنی جناب انس نے پہلے پہل جتنے بال مبارک دیکھے تھے ان کا ذکر کر دیا اور جب آخر میں کچھ زیادہ یعنی سترہ کے قریب دیکھے تو انہیں ذکر کر دیا"

بہر حال بال مبارک اٹھارہ تک سفید تھے، واللہ اعلم۔

حدیث ۳۸ حدثنا محمد بن المثنی حدثنا ابوداؤد انبانا شعبۃ عن سماک بن حرب قال سمعت جابر بن سمرۃ یسئل عن شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال اذا دھن راسہ لم یر منہ شیب وان لم یدھن رئی منہ۔

ترجمہ

سماک بن حرب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن سمرہ سے سنا، ان (جابر) سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفید بالوں کے متعلق پوچھا گیا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالوں میں تیل لگاتے تھے تو سفید بال نظر نہیں آتے تھے اور جب تیل نہیں لگاتے تھے تو بعض بال سفید دکھائی دیتے تھے۔

تشریح

جناب جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مندرجہ ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

۱ نضر اللہ وجہ کا ظہار یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۲ حاشیہ ۲۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

اسماء الرجال حدیث ۳۸

۱ محمد بن مثنی۔ دیکھو حدیث ۵ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

۲ ابوداؤد۔ دیکھو حدیث ۴ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

۳ شعبہ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

۴ سماک بن حرب۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳

۵ جابر بن سمرۃ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

marfat.com

کے سر اقدس کے بال مبارک تیل سے تر ہوتے تو چمک اُٹھتے، پھر وہ چند بال جو سفیدی مائل ہوتے تو دکھائی نہ دیتے یا تیل لگنے کے بعد کنگھی کرنے سے بالوں کی تہوں میں وہ سفید بال چھپ جاتے اس لئے کہ وہ بہت ہی کم تھے۔

حدیث ۳۹

حدثنا محمد بن عمر بن الوليد الكندي الكوفي انبأنا يحيى بن آدم عن شريك عن عبيد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال انما كان يتنبب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم نحواً من عشرين شعرة بيضاء۔

ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سوائے اس کے نہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک تقریباً بیس بال مبارک ہی سفید تھے۔

تشریح اسی طرح کی حدیث مبارک حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے جس میں وہ فرماتے ہیں "ولیس فی راسہ ولحیتہ عشرون شعرۃ بیضاء" اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس اور داڑھی مبارک میں بیس بال، مبارک بھی سفید نہ تھے۔ حضرت علامہ قاضی محمد عاقل صاحب شارح شمائل شریف تحریر فرماتے ہیں۔

"حکمت در کم بودن سفیدی موی آنحضرت آنست کہ اکثر اوقات زنان موئی سفید را مکروہ می دارند واگر از رسول خدا کے چیزرا مکروہ دارد کافر شود "نعوذ باللہ منہا" پس از برائے محافظت از واج مطہرات آنحضرت ایزد تعالیٰ اورا از کثرت سفیدی نگاہ داشت، واللہ اعلم"

یعنی "حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفید بال کم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اکثر اوقات عورتیں سفید بالوں کو ناپسند کرتی ہیں اور اگر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی چیز کو ناپسندیدگی سے دیکھا جائے تو کفر ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ لہٰذا آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کی محافظت کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالوں کو زیادہ سفید نہیں ہونے دیا۔

اسماء الرجال پر بحث ۳۹

۱۔ محمد بن عمر بن الولید الکندی الکوفی، ابو عبداللہ، صدوق ہے، ابوحاتم نے کہا ہے کہ وہ سچا ہے، اور ابن عدی نے کہا کہ امید ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ (الجرح والتعدیل ج ۸ ص ۱۰۰)

۲۔ یحییٰ بن آدم الکوفی، ثقہ ہے، حافظ الحدیث ہے، مالک ابن انس سے روایت کرتا ہے، احمد ابن حنبل اس کی روایت کو قبول کرتے تھے، ابن ابی شیبہ، ابن معین اور ابن المدینی بھی اس کی توثیق کرتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۱۹۰)

۳۔ عبید اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب العمری، ثقہ ہے، ابن معین، ابن سعد، ابن المدینی اور ابن حبان نے اس کی توثیق کی ہے۔ (تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۴۱)

۴۔ نافع، ثقہ ہے، ابن عمر سے روایت کرتا ہے، مالک اس کی روایت کو صحیح قرار دیتے تھے، ابن معین، ابن سعد اور ابن حبان نے اس کی توثیق کی ہے۔ (تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۴۱۲)

۵۔ ابن عمر، ثقہ ہے، کثیر احادیث کا راوی ہے۔ (تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۳۸۳)

حدیث ۵۲ حدثنا ابوکریب محمد بن العلاء حدثنا معاویۃ بن ہشام عن شیبان عن ابی اسحٰق عن عکرمۃ عن ابن عباس قال قال ابوبکر یارسول اللہ قد شبت قال شیبتنی ھود والواقعۃ والمرسلات وعم یتساءلون واذا الشمس کورت۔

ترجمہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جناب ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ بوڑھے ہو گئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے ھود، واقعہ، مرسلات عم یتساءلون اور اذا الشمس کورت کی سورت کی تلاوتوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔

حل لغات شِبْتَ۔ واحد مذکر حاضر ہے، تو بوڑھا ہو گیا ہے۔

تشریح سورۂ ھود پارہ گیارہ اور بارہ میں، الواقعہ پارہ ستائیس میں، المرسلات پارہ انتیس میں اور عم یتساءلون اور اذا الشمس کورت تیسویں پارہ میں ہے۔

حدیث ۵۳ حدثنا سفین بن وکیع حدثنا محمد بن بشر عن علی بن صالح عن ابی اسحٰق عن ابی جحیفۃ قال قالوا یارسول اللہ ترٰک قد شبت قال شیبتنی ھود واخواتھا۔

ترجمہ جناب ابی جحیفہ نے فرمایا کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوڑھے نظر آرہے ہیں، جناب سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے سورۂ ھود اور اسی طرح کی سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔

تشریح دوسری احادیث میں سورہ الحاقۃ اور القارعۃ اور الغاشیہ کا ذکر بھی آیا ہے۔ ابن سعد حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

قال بینا ابوبکر وعمر جالسان نحی المنبر

کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر مسجد نبوی (مبارک) میں

شامل ہیں تشریف ہوئے۔

اسماء الرجال حدیث ۵۲

۱ ابوکریب محمد بن العلاء۔ آپ کی کنیت ہی آپ کا نام ہے آپ کا نام محمد ہے آپ کے والد کا نام العلاء ہے آپ کا تعلق ہمدان سے ہے آپ کا انتقال ۲۴۷ھ میں ہوا۔

۲ معاویہ بن ہشام کوفی ہے۔

۳ شیبان ابوالیقظان کوفی ہے۔

۴ ابواسحٰق کوفی ہے۔

۵ عکرمہ ابوعبداللہ مدنی ہے۔

۶ عبداللہ بن عباس ہے۔

۷ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے۔

۸ سفین بن وکیع بن الجراح ہے۔

۹ محمد بن بشر ہے۔

۱۰ علی بن صالح ہے۔

۱۱ ابوجحیفہ وہب بن عبداللہ ہے۔

۱۲ ابن سعد حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

اذ طلع علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من بعض بیوت نسائہ یمسح لحیتہ ویرفعہا فینظر الیہما قال انس وکان ابوبکر رجلا رقیقا وکان عمر رجلا شدیدا فقال ابوبکر بابی وامی لقد اسرع فیک الشیب فرفع لحیتہ بیدہ فنظر الیہا وذرفت عیناہ ثم بکر ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجل شیبتنی ہود واخواتہا قال ابوبکر بابی وامی ما اخواتہا قال الواقعۃ والقارعۃ ومآل سائل واذا الشمس کورت۔

منبر شریف کے قریب تشریف فرماتے، اچانک حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دولت کدے سے باہر تشریف لائے، اس حال میں کہ داڑھی مبارک پر دست پاک پھیر رہے تھے، حضرت انس فرماتے ہیں کہ جناب ابوبکر انتہائی نرم دل تھے اور جناب عمر سخت طبیعت تھے۔ جناب ابوبکر نے عرض کیا کہ میرے مال باپ آپ پر قربان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ تو بہت جلد بوڑھے ہو گئے اور جناب ابوبکر کی آنکھوں سے سیلاب کی طرح آنسو اُمڈ آئے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ہاں سورہ ھود اور اسی طرح کی سورتوں نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔ جناب ابوبکر نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان! اسی طرح کی سورتیں اور کونسی ہیں؟ حضور پاک نے ارشاد فرمایا۔ "الواقعۃ" "القارعۃ" "سأل سائل" اور "اذا الشمس کورت"

حدیث ۴۲ حدثنا علی بن حجر قال انبأنا شعیب بن صفوان عن عبد الملک بن عمیر عن ایاس بن لقیط العجلی عن ابی رمثۃ التیمی تیم الرباب قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومعی ابن لی قال فاریتہ فقلت لما رایتہ ھذا نبی اللہ وعلیہ ثوبان اخضران ولہ شعر قد علاہ الشیب وشیبہ احمر۔

ترجمہ ابی رمثہ تیمی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور

marfat.com

میرا لڑکا بھی میرے ساتھ تھا۔ ابی رمثہ نے کہا کہ مجھے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شناخت کروائی گئی۔ پس جس وقت میں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو فوراً کہہ اُٹھا، کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت دو سبز رنگ کے کپڑے زیب تن فرمائے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند موئے مبارک پر بڑھاپے کے آثار کا غلبہ تھا اور بڑھاپے کی علامت مُرخ بال مبارک تھے۔

تشریح ابی رمثہ کا ارشاد ہے "مجھے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شناخت کروائی گئی" گویا ابی رمثہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے سے نہیں پہچانتے تھے۔ جب ابی رمثہ نے حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عظمت وشان والا نورانی چہرۂ اقدس دیکھا تو فوراً پکار اُٹھے "یہی اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں"۔ جناب علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری۔ جمع الوسائل جلد اوّل ص۹۵ پر تحریر فرماتے ہیں:۔ "ومعناہ علمت یقینا انہ نبی اللہ من نور جمالہ العلی وظہور کمالہ الجلی حیث لا یحتاج الی اظہار معجزۃ واتیان برہان ومحجۃ" ارشاد ہے۔ "اس وقت دو سبز کپڑے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیب تن فرماتے" ایک تو لنگی تھی اور دوسری چادر۔ جناب حضرت علامہ الشیخ ابراہیم بن محمد البجوری المتوفی ۱۲۷۷ھ فرماتے ہیں:۔

"واللباس الاخضر ھو لباس اھل الجنۃ کما فی الخبر" — "یعنی سبز لباس جنتیوں کا لباس ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے"

اور نیز ارشاد خداوندی بھی ہے "وَيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا" "اور اہل جنت سبز کپڑے پہنے ہونگے" ارشاد ہے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند موئے مبارک پر بڑھاپے کا غلبہ تھا" شَعْرٌ پر جو تنوین ہے یہ تقلیل کے لئے ہے، اپنی وجہ سے معنی میں "چند موئے مُبارک" کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے "بڑھاپے کی علامت مُرخ بال مبارک تھے" یعنی چند بال مبارک مُرخی مائل تھے جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے کہ جو بال سفید ہونے لگیں وہ پہلے سیاہی سے نہ ہراِن اختیار کرتے ہیں، پھر سفید ہو جاتے ہیں۔ جمع الوسائل میں حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری لکھتے ہیں "لان العادۃ اوّل ما یشیب اصول الشعر وان الشعر اذا قرب شیبہ صار احمر ثم ابیض" جناب شارح شمائل شریف علامہ محمد عاقل صاحب لاہوری فرماتے ہیں:۔

"سفیدی او مائل بسرخی بود نہ از سبب خضاب" — یعنی ان بالوں کی سفیدی مائل بسرخی تھی اور یہ

marfat.com

بلکہ عادت اُنست چوں موی سفید ی نزدیک
می شود اوّل بُرنی می گردد و بعد ازاں سفید خالص
می شود' واللہ اعلم"

سُرخی خضاب کی نہیں تھی بلکہ بالوں کے رنگ
تبدیل کرنے کی عادت ہی ایسی ہے کہ جب سفید
ہونے لگتے ہیں تو پہلے سُرخی مائل ہوتے ہیں پھر سفید
ہوجاتے ہیں۔"

حدیث ۳۴ حدثنا احمدُ بن منیع حدثنا سریجُ بن النعمان حدثنا حمادُ بنُ سلمۃ عن سماکٍ بن حربٍ قال قیل لجابرِ بنِ سمرۃ اما کان فی راسِ رسولِ اللہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم شیبٌ قال لم یکن فی راسِ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم شیبٌ الا شعراتٌ فی مفرقِ راسِہ اذا ادّھن واراھن الدّھنُ۔

ترجمہ سماک بن حرب سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جابر بن سمرۃ سے دریافت کیا گیا کہ کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سرِاقدس میں سفید بال تھے؟ جابر بن سمرۃ نے فرمایا جناب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سرِمبارک میں سفید بال نہیں تھے، بجز چند بالوں کے جو کہ مانگ میں تھے۔ جب آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم سرِاقدس پر تیل لگاتے تھے تو وہ بھی نظروں سے اوجھل ہو جاتے تھے۔

تشریح چونکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سرِاقدس میں سفید بال بہت کم تھے اس لئے تیل لگانے کے بعد جب کنگھی فرماتے تو وہ چند سفید بال سیاہ بالوں کی تہوں میں چھپ جاتے اور دکھائی نہ دیتے، نیز اس حدیثِ مبارک میں سوال چونکہ صرف سرِاقدس کے بالوں کے بارے میں تھا اس لئے جناب جابر بن سمرہ نے جواب میں بھی صرف سرِمبارک کا ذکر کیا داڑھی مبارک کا ذکر نہیں فرمایا۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ سفید بالوں کو اکھیڑنا اکثر علماء نے مکروہ فرمایا ہے جیسا کہ ایک مرفوع حدیث ہے۔ لا تنتفوا الشیب فانہ نور المسلم رواہ الاربعۃ وقال احمد، یعنی سفید بالوں کو نہ اکھیڑو کیونکہ یہ نورِ مسلم ہیں۔

باب ما جاء فی شیبِ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پورا ہوگیا۔

اسماء الرجال: ۱ احمد بن منیع ۲ سریج بن النعمان ۳ حماد بن سلمۃ ۴ سماک بن حرب ۵ جابر بن سمرۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ مَا جَاءَ فِي خِضَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس باب میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خضاب فرمانے کا بیان ہے۔

(اس باب میں چار احادیث ہیں)

حلِ لغات خِضَاب کے معنی بالوں کا رنگ تبدیل کرنا ہے۔ خَضْبٌ، بالوں کا رنگنا۔

تشریح علماءِ کرام کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ حضور سرورِ عالم و عالمیان پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خضاب فرمایا تھا یا نہیں؛ حضرت علامہ شارح شمائل شریف جناب محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

"اکثر علماء بر آنند کہ مہتر عالم درود خدا بر و سلامتی خضاب ہرگز نکردہ و بعضے بر آنند کہ خضاب کردہ واللہ اعلم۔"

یعنی "اکثر علماء کا نظریہ ہے کہ حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہرگز خضاب نہیں کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ خضاب کیا ہے واللہ اعلم۔"

درحقیقت سیدِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک جو مُرمُری مائل تھے یا قدرتی تھے جیسا کہ سفیدی پڑنے سے پہلے ہوا کرتے ہیں یا حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مہندی لگانے کی وجہ سے سُرخ تھے، واللہ اعلم۔

حضرت سیدنا امیر المومنین ابوبکر صدیق۔ حضرت سیدنا امیر المومنین عمر فاروق۔ حضرت سیدنا امیر المومنین عثمان غنی۔ حضرت سیدنا امیر المومنین امام حسن اور امام ہمام مظلوم کربلا سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خضاب کیا۔ سُرخ خضاب کا استعمال کا اتفاق ہے کہ جائز ہے بلکہ مستحب ہے مگر سیاہ خضاب سوائے موقع جہاد کے مکروہ ہے۔ الخضاب بالسواد قال عامۃ المشائخ انہ مکروہ (محیط) یعنی محیط میں ہے کہ سیاہ خضاب عام مشائخ کے نزدیک مکروہ ہے۔

marfat.com

سُرخ خضاب شافعیہ کے نزدیک سنّت ہے اور سیاہ حرام ہے۔ حضرت علامہ ابراہیم بن محمد البیجوری المتوفی ۱۲۷۶ھ المواہب اللدنیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

وعندنا معاشر الشافعیہ یغیر السود سنة وبا السواد حرام یدل لنا ما فی الصحیحین لما جئ بابی قحافة یوم الفتح للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولحیته وراسه کالثغامة بیاضا فقال غیروا هذا بشئ واجتنبوا السواد۔

یعنی ہم علماء شافعیہ کے نزدیک سیاہ خضاب حرام ہے اور میزاز سیاہ سنت ہے اس پر ہمارے نزدیک وہ حدیث جو صحیحین میں دلیل ہے جس میں ارشاد ہے، فتح مکہ کے دن ابی قحافہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں لایا گیا جبکہ ان کی داڑھی اور سر مبارک بالکل سفید تھا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس سفیدی کو کسی شئی کے ساتھ بدل دو اور سیاہ کرنے سے بچو۔

حدیث ۱/۴۴

حدثنا احمد بن منیع حدثنا هشیم حدثنا عبد الملک بن عمیر عن اَیاد بن لقیط قال اخبرنی ابو رمثہ قال اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم مَعَ ابْنٍ لِیْ فَقَالَ اِبْنُکَ هٰذَا فَقُلْتُ نَعَمْ اَشْهَدُ بِهٖ قَالَ لَا یَجْنِیْ عَلَیْکَ وَلَا تَجْنِیْ عَلَیْهِ قَالَ وَرَاَیْتُ الشَّیْبَ اَحْمَرَ قَالَ اَبُوْعِیْسٰی هٰذَا اَحْسَنُ شَیْءٍ رُوِیَ فِیْ هٰذَا الْبَابِ وَاَفْسَرُ لِاَنَّ الرِّوَایَاتِ الصَّحِیْحَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم لَمْ یَبْلُغِ الشَّیْبَ وَاَبُوْرِمْثَةَ اسْمُهٗ رِفَاعَةُ ابْنُ یَثْرِبِیِّ الشَّیْبِیُّ :

ترجمہ ابورمثہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے لڑکے کے ہمراہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، تو حضور پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا' یہ تیرا بیٹا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں حضور یہ میرا بیٹا ہے۔ آنجناب صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم بھی اس کے گواہ ہیں۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تیرے بیٹے کے قصور کا تجھ سے اور تیرے قصور کا تیرے بیٹے سے مواخذہ نہ ہوگا' ابورمثہ فرماتے ہیں اس وقت میں نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے چند بالوں کو مائل بسُرخ دیکھا۔ ابوعیسیٰ کہتے ہیں کہ اس باب میں یہ سب سے صحیح روایت کی گئی ہے اور واضح ہے روایات صحیحہ میں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم بڑھاپے کو نہیں پہنچے تھے اور ابورمثہ کا نام رفاعہ بن یثربی التیمی ہے۔

حل لغات یَجْنِیْ ۔ جِنَایَةٌ سے ہے جس کے معنی قصور کرنا یا جرم کرنا ہے۔
اَفْسَرُ ، تفسیر ، واضح۔

تشریح ارشاد ہے کہ "کیا یہ تیرا بیٹا ہے اور ابورمثہ کا جواباً عرض کرنا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم آنجناب گواہ رہیں کہ یہ میرا ہی بیٹا ہے" جاہلی دور میں عربوں کا عام طریقہ تھا کہ اگر باپ کوئی قصور یا جُرم کا مُرتکب ہوتا تو اس کا بیٹا اس کے بدلے میں پکڑ لیا جاتا' اور اسی طرح اگر بیٹا قصور یا جُرم کا مرتکب ہوتا تو اس کا باپ اس کے بدلے میں پکڑ لیا جاتا' لہٰذا ابورمثہ نے یہ بات اسی نکتہ نظر سے عرض کی کہ یہ میرا اپنا صلبی بیٹا ہے' اگر مجھ سے کوئی جُرم یا قصور ہو جائے تو عربوں کے عام طریقہ کے مطابق میرے اس لڑکے سے ہی بدلہ پورا ہو' سید المرسلین' شفیقِ اُمت' صاحب عدل و انصاف نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے عربوں کے اس طریق جاہلیت کو کالعدم قرار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا' تیرے بیٹے کے قصور کا تجھ سے اور تیرے قصور کا تیرے بیٹے سے مواخذہ نہ ہوگا" یعنی دینِ اسلام جو کہ دینِ فطرت ہے اب اس میں دورِ جاہلیت کا کوئی ظُلم یا کسی قسم کی

marfat.com

زیادتی کا طریقہ جاری نہیں رکھا جا سکتا اور نہ ہی رہ سکتا ہے۔ دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ طریقہ نہیں کہ قصور یا جرم تو ایک شخص کرے اور سزا دوسرا بھگتے۔ بلکہ جو جرم یا قصور کرے گا وہی قابلِ سزا ہے، اسلام کے طریقہ میں لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى (کوئی شخص دوسرے کے بوجھ کا ذمہ دار نہیں) کا حکم ہے۔ جناب ابورمثہ فرماتے ہیں کہ" میں نے حضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند بالوں کو مائل بسُرخی دیکھا" حضرت علامہ مولینا مولوی محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب حلاوۃ المتعلمین شرح شمائل شریف میں تحریر فرماتے ہیں۔

"در ابتدا شیب اوّل موی سرخ می شود و بعد ازاں سفید خالص و ایں مبنی بر آنست کہ موی سفید مُبارک مخضوب نہ بود، واللہ اعلم"

یعنی "بڑھاپے کی ابتدا میں بال سُرخی مائل ہوتے ہیں اور اس کے بعد سفید ہو جاتے ہیں اور یہ اس پر مبنی ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مُبارک خضاب والے نہ تھے واللہ اعلم"

حدیث ۲/۴۵ حدثنا سفین[۱] بن وکیع قال اخبرنا ابی[۲] عن شریک[۳] عن عثمان[۴] بن موھب قال سُئِلَ اَبُوْهُرَيْرَةَ[۵] هَلْ خَضَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ نَعَمْ قَالَ اَبُوْعِيْسٰى وَرَوٰى اَبُوْعَوَانَةَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ فَقَالَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ۔

ترجمہ عثمان بن موہب فرماتے ہیں کہ جناب ابوہریرہ سے کسی صاحب نے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خضاب کیا تھا تو ابوہریرہ نے کہا کہ ہاں۔

تشریح حضرت مولینا مولوی محمد عاقل صاحب لاہوری اپنی کتاب حلاوۃ المتعلمین میں لکھتے ہیں۔

"بدانکہ ایں حدیث در ظاہر مخالف می نماید بحدیث قتادہ کہ بالا گذشت، چرا کہ در وے نفی خضاب صریح است و در ایں جا اثبات آں پس بعضے علماء توفیق دادہ اند بایں وجہ کہ رسول خدا در خدا

یعنی "جان لے کہ یہ حدیث ظاہر طور پر قتادہ کی حدیث کے مخالف نظر آ رہی ہے جو کہ پہلے گذر چکی ہے کیونکہ اس میں صریح طور پر خضاب کرنے کی نفی ہے اور اس حدیث میں اثبات ہے لہٰذا بعض علماءِ کرام

اسماء الرجال حدیث ۲/۴۵

۱؎ سفین بن وکیع۔ دیکھو حدیث ۹؎ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱؎

۲؎ ابی یعنی وکیع، دیکھو حدیث ۴؎ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲؎

۳؎ شریک، دیکھو حدیث ۲؎ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳؎

۴؎ عثمان بن موہب، حضرت علامہ مولانا علی قاری رحمۃ الباری جمع الوسائل میں تحریر فرماتے ہیں واما عثمان بن موہب المنسوب الی الاب من الطبقۃ الخامسۃ لم یخرج من اصحاب الصحاح حدیثہ الا النسائی وھو الراوی انتہی۔

۵؎ ابوہریرہ، دیکھو حدیث ۱؎ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵؎

marfat.com

بر سلامتی در بعضے اوقات صداع' خذا بسم مبارک خود می مالید' بنابر آں موی مبارک او طون می شد و مردم گماں می بردند کہ حضرت کردہ است ، و در حقیقت خضاب متعارف نبود' و احتمال است کہ نفی و اثبات بر اختلاف اوقات باشد' یک وقتے کردہ باشد و اکثر اوقات نکردہ پس رعایت ہر یکے بروفق معاینہ اوست واللہ اعلم"

نے دونوں میں اس طرح توفیق کی ہے کہ بعض وقت حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سر اقدس میں درد کی وجہ سے مہندی لگاتے اس سے آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بالوں مبارک کا رنگ بدل جاتا تو دیکھنے والے گمان کرتے کہ خضاب فرمایا ہے' در حقیقت خضاب متعارف نہ تھا۔ نیز یہ بھی احتمال ہے کہ اختلاف اوقات کی بنا پر نفی و اثبات ہے کسی ایک وقت کیا ہو اور اکثر اوقات نہیں کیا لہٰذا جس نے دیکھا ویسے ہی بتایا' واللہ اعلم"

حدیث ۳۴۶ حدثنا ابراهيم بن هرون قال انبأنا النضر بن زمارة عن ابی جناب عن ایاد بن لقيط عن الجهذمة امرأة بشير بن الخصاصية قالت اتانا رأيت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يخرج من بيته ينفض رأسه وقد اغتسل وبرأسه رذع او قال رذع من حناء شك في هذا الشيخ.

ترجمہ جہذمہ جو کہ بشیر بن الخصاصیہ کی بیوی ہے روایت کرتی ہے فرماتی ہے کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو گھر (مبارک) سے تشریف لاتے ہوئے دیکھا کہ سر اقدس جھاڑ رہے تھے اور غسل کیا ہوا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سر اقدس پر مہندی کا داغ تھا۔ صاحب ترمذی کے شیخ ابراہیم بن ہارون نے رذع کہا یا رذغ کہا اس میں صاحب ترمذی کو شک ہے۔

حل لغات يَنْفُضُ وہ جھاڑتے تھے ، نَفَضَ ماضی ہے يَنْفُضُ مضارع ہے اور نَفْضٌ مصدر ہے جس کے معنی جھاڑنا' ہلانا اور لرزنا کے ہیں۔ رَذْعٌ اصل میں زعفران کو کہتے ہیں جس کپڑے میں لتھڑی ہوئی ہو' اس کو رَذْعٌ کہتے ہیں۔
رَذَعٌ۔ کیچڑ۔

اسماء الرجال رحمۃ اللہ علیہ

علی ابراہیم بن ہارون' یہی ہے' علی ابراہیم بن ہارون ابو اسحاق عابد زاہد صوفی اور فقیہ ہے حضرت اسماعیل سے روایت کرتا ہے حضرت ترمذی اور ابوداؤد اس سے حدیث بیان کرتے ہیں۔

نضر بن زمارہ۔ ابو سہرہ النضر بن زمارہ الاسدی الکوفی الخراز المحدث الصدوق الثقة کان یبیع الخز فنسب الیہ۔ ابن حبان نے اس کا نام ذکر کیا ہے۔

ابو جناب۔ ابو جناب الکلبی ہے مشہور یحییٰ بن ابی حیہ الکلبی ہے۔ صدوق ہے۔ ربما دلس۔

ایاد بن لقیط۔ ایاد بن لقیط السدوسی البصری ثقہ ہے۔

باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حاشیہ

۱ الجہذمۃ۔ صحابیہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تھی۔

۲ بشیر بن الخصاصیہ کی بیوی ہے۔

۳ بشیر بن الخصاصیہ۔ اس کا اصل نام زحم تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام بشیر رکھا۔ الخصاصیہ خصاصہ بن محرود بن کعب بن الخزرج کی طرف نسبت ہے۔

marfat.com

تشریح حضرت شارح شمائل شریف مولینا مولوی محمد عاقل صاحب لاہوری رحمت اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:-

"پس باید دانست کہ علماء محققین اتفاق کردہ اند کہ رَدْغٌ بغین معجمہ غلط است و صحیح رَدْعٌ بعین مہملہ است وگفتہ اند کہ اہل لغت اتفاق دارند بر آنکہ رَدْعٌ بعین مہملہ لمعہ و قطعہ است از زعفران یا حنا و رَدْغٌ بغین معجمہ طین است، پس معنی ثانی مناسب ندارد۔ واللہ اعلم"

یعنی "خوب اچھی طرح جان لینا چاہیئے کہ علماء محققین نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ رَدْغٌ غین معجمہ کے ساتھ غلط ہے اور صحیح رَدْعٌ عین مہملہ کے ساتھ ہے، اور علماء محققین نے فرمایا ہے کہ اہل لغت نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ رَدْعٌ عین مہملہ کے ساتھ کے معنی لمعہ ہے یا قطعہ ہے جو کہ زعفران یا حنا کا ہوتا ہے اور رَدْغٌ غین معجمہ کے ساتھ کے معنی طین یعنی کیچڑ ہے لہذا یہ دوسرا معنی یعنی کیچڑ قطعاً مناسب نہیں ہے واللہ اعلم"

حدیث ۴۷ حدثنا عبدُ اللہ[۱] بن عبد الرحمٰن انبأنا عمرو[۲] بن عاصم حدثنا حماد[۳] بن سلمة انبانا حُمید[۴] عن انس[۵] قال رأیتُ شعرَ رسولِ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مخضوبًا قال حمادٌ واخبرنا عبدُ اللہ[۶] بن محمد بن عقیل قال رأیتُ شعرَ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عندَ انسِ بنِ مالکٍ مخضوبًا۔

ترجمہ جناب انس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بال مُبارک خضاب کئے ہوئے دیکھے۔ نیز حماد نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے عبد اللہ بن محمد بن عقیل نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب انس بن مالک کے پاس حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خضاب شدہ بال مبارک دیکھا۔

تشریح جناب محدث کبیر احمد عبد الجواد الدومی، الاتحاف الربانیہ بشرح الشمائل المحمدیہ میں صفحہ ۸۶ پر لکھتے ہیں:-

اسماء الرجال حدیث ۴۷

۱ عبد اللہ بن عبد الرحمٰن حافظ الحدیث، ثبت ہے عالم ہے، سمرقندی ہے صاحب المسند المشہور ہے۔ ابو حاتم نے کہا: ھو امام اھل زمانہ۔ ایک جماعت نے ان سے تخریج کی ہے۔

۲ عمرو بن عاصم۔ حافظ الحدیث ہے فرماتے ہیں کہ میں نے کچھ اوپر دس ہزار احادیث حماد بن سلمہ سے لکھی ہیں۔ ابن حجر نے کہا ہے صدوق ہے۔ ان سے کافی لوگوں نے روایت کی ہے ومنھم شعبة وعنه البخاری۔ ایک جماعت نے ان سے تخریج کی ہے۔

۳ حماد بن سلمہ۔ دیکھو حدیث ۶ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳

۴ حمید۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

۵ انس۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

۶ عبد اللہ بن محمد بن عقیل۔ کان احمد وابن راھویہ یحتجان بہ لکن ابو حاتم نے کہا لین الحدیث ہے۔ ابن خزیمہ نے کہا لا احتج بہ۔ بخاری، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے تخریج کی ہے۔

marfat.com

"فی هذا الحدیث دلیل ایضاً علی الخضاب، ولکن هذا الحدیث لایقاوم ماجاء فی الصحیحین انه لم یخضب"

اس حدیث میں خضاب کرنے کی دلیل پائی جاتی ہے اور صحیحین کی وہ حدیث جس میں خضاب نہ کرنے کا بیان ہے۔ اس حدیث کی مقاومت نہیں کرتی۔

والروایة الثانیه التی تفید ان شعر رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم رئی عند انس محضوبا، یحتمل انه من فعل انس لحفظ شعر رسول اللہ صلی علیه وآله وسلم۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ خِضَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیه وآله وسلم پورا ہوگیا۔

marfat.com

بَابُ مَاجَآءَ فِی کُحْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اس باب میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں مبارک میں سُرمہ کرنے کا بیان ہے۔

(اس باب میں پانچ احادیث ہیں)

تشریح اس باب میں سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خود بنفس نفیس اپنی مبارک آنکھوں میں سُرمہ ڈالنا، سُرمہ ڈالنے کے متعلق ارشاداتِ گرامی، سُرمہ ڈالنے کا طریقہ اور سرمہ ڈالنے کے فوائد بیان کئے گئے ہیں۔

آنکھوں میں سُرمہ ڈالنا مستحب ہے، چاہیئے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباعِ سنّت کرتے ہوئے ہم سُرمہ کا استعمال کریں تاکہ اُخروی ثواب کے مستحق ہوں اور جو فوائد ظاہری اس کے استعمال سے آنکھوں کو حاصل ہوتے ہیں ان سے بھی بہرہ مند ہوں۔ مواہب اللدنیہ شرح شمائل النبویہ میں حضرت علامہ ابراہیم بن محمد البیجوری المتوفی ۱۲۷۷ھ تحریر فرماتے ہیں:

والاکتحال عندنا معاشر الشافعیہ سنۃ للاحادیث الواردۃ فیہ۔

اور ہم شافعیہ کے نزدیک وہ احادیث جو اس بارے میں وارد ہوئی ہیں آنکھوں میں سُرمہ ڈالنا سُنّت ہے۔

علامہ البیجوری فرماتے ہیں:۔

" کان لہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ربعۃ اسکندرانیہ مراۃ ومشط ومکحلۃ ومقراض ومسواک وکانت لہ مراۃ اسمہا المدلۃ "

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اسکندرانیہ کی ڈبیہ تھی جس میں شیشہ، کنگھی، سُرمہ دانی، قینچی، اور مسواک ہوتی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جو شیشہ تھا اس کا نام المدلۃ تھا۔

marfat.com

حدیث ۱/۴۸

حدثنا محمد[1] بن حمید الرازی انبأنا ابو[2] داود الطیالسی عن عباد[3] بن منصور عن عکرمة[4] عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انّ النّبیّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اکتحلوا بالاثمد فانّہ یجلو البصر ویُنبت الشعر وزعم انّ النّبیّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کانت لہ مکحلة یکتحل منہا کل لیلة ثلثة فی ھذہ وثلثة فی ھذہ۔

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اثمد کا سُرمہ ڈالا کرو کیونکہ وہ بینائی کو جلا دیتا ہے اور پلکیں اُگاتا ہے، جناب ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سُرمہ دانی تھی، جس سے ہر رات تین سلائی ایک آنکھ مُبارک میں اور تین سلائی دوسری آنکھ میں ڈالتے۔

حل لغات اِکْتَحِلُوْا۔ تم سُرمہ ڈالو، تم سُرمہ لگاؤ، کحل، سرمہ، الکحل بالضم کل مایوضع فی العین للاستشفاء۔ الکحل ضم کے ساتھ ہر وہ شے آنکھوں میں شفا طلب کرنے کے لئے استعمال کی جائے۔ اِثْمِد۔ سنگ سیاہ سرمہ کا پتھر، بیان کیا جاتا ہے کہ یہ سُرمہ کا پتھر اصفہان میں ہوتا ہے۔ تھوڑے پانی کو بھی "ثَمَدٌ" کہتے ہیں۔ حدیث مبارک میں ہے وَاَجْبَرَ لَھُمُ الثَّمَدُ۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے ایک تھوڑے سے پانی کو رواں کر دیا، یَجْلُو البَصَر۔ بینائی کو جلا دیتا ہے، بینائی کو زیادہ کرتا ہے۔ یُنْبِتُ الشَّعْرَ، بال اُگاتا ہے۔ مصدر نَبْتٌ ہے جس کے معنی اُگنا، سرسبز ہونا ہے۔ زَعَمَ۔ یہ لغت اضداد میں سے ہے جس کے معنی گمان یا خیال کے ہیں۔ اسی طرح اس کے معنی پکی بات کہنے کے بھی ہیں۔ اسی لئے یہاں شارحین نے زَعَمَ کے معنی "القول المحقق" کے کئے ہیں۔ مُکْحُلَة" سُرمہ دانی۔

تشریح ارشاد ہے "اثمد کا سُرمہ ڈالا کرو" اس سُرمہ کے استعمال کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے کہ یہ سُرمہ حضور سیّد دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی استعمال فرمایا اور استعمال کرنے کا ارشاد فرمایا اور پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو تیر کا امر ہی فرمایا کرتے تھے، ترمذی کی روایت میں ہے "اکتحلوا بالاثمد المروح" اور سُنن ابی داؤد میں ہے "امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالاثمد المروح عند النوم" ارشاد ہے "بینائی کو جلا دیتا ہے" یعنی آنکھوں کی نورانیت زیادہ کرتا ہے اور دماغ سے جو خراب مادہ آنکھوں کے ذریعے خارج ہوتا ہے اس کو زائل کرتا ہے اور آنکھوں کو صاف ستھرا رکھتا ہے، ابن ماجہ میں روایت آئی ہے کہ "تمام سُرموں میں بہتر سُرمہ اثمد ہے کہ روشنی کرتا ہے

اسماء الرجال ۱/۴۸

[1] محمد بن حمید الرازی، حافظ
[2] ابو داؤد الطیالسی، ابو الربیع ابو داؤد الطیالسی نے فرمایا شعبہ نقص الحدیث کہا کرتے تھے، ابن معین نے فرمایا ابو داؤد سے زیادہ سچا میں نے نہیں دیکھا، ابن حجر نے تقریب میں وفات ۲۰۴ھ لکھی ہے۔
[3] عباد بن منصور، ابن معین نے کہا ناجی ہیں، الخلیلی نے کہا ضعیف ہیں، ابن قتیبہ نے کہا لیس بالقوی، خیر بن نعیم الحضرمی فی التعلیق الامجد
[4] عکرمہ، دیکھو حدیث ۵ باب ۵ باب ما جاء فی شہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵
[5] ابن عباس، دیکھو حدیث ۱ باب ۱ باب ما جاء فی اخلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

marfat.com

ہے نگاہ کو اور اُگاتا ہے پلکوں کو"

حدیث ۴۹ حدثنا عبيد الله بن الصباح الهاشمي البصري اخبرنا عبيد الله بن موسىٰ اخبرنا اسرائيل بن يونس عن عباد بن منصور ح وحدثنا علي بن حجر حدثنا يزيد بن هارون انبأنا عباد بن منصور عن عكرمة عن ابن عباس قال كان النبي صلى الله عليه وآله وسلم يكتحل قبل ان ينام بإثمد ثلثا في كل عين و قال يزيد بن هارون في حديثه ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم كانت له مكحلة يكتحل منها عند النوم ثلثا في كل عين۔

ترجمہ جناب ابن عباس فرماتے ہیں کہ سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیند فرمانے سے پہلے ہر ایک آنکھ مُبارک میں اثمد کے سُرمہ کی تین سلائی لگایا کرتے تھے اور یزید بن ہارون نے فرمایا کہ ایک حدیث کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک سرمہ دانی تھی جس سے نیند فرمانے کے وقت حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر آنکھ مبارک میں تین بار سُرمہ لگاتے تھے۔

تشریح اثمد ہے "ہر آنکھ مُبارک میں تین بار سُرمہ لگاتے تھے" یعنی داہنی آنکھ میں تین سلائی اور بائیں آنکھ میں تین سلائی سُرمہ استعمال فرماتے۔ بعض احادیث مبارکہ میں ذکر ہے کہ "جو شخص سُرمہ لگائے تو طاق لگائے" حضرات علمائے کرام فرماتے ہیں کہ سُرمہ استعمال کرنے کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ تین سلائی داہنی آنکھ میں اور دو سلائی بائیں آنکھ میں اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ تین تین سلائی ہر ایک آنکھ میں لگائے، نیز داہنی جانب سے شروع کرے کیونکہ تکریم کے جتنے بھی کام ہوتے ان کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داہنی جانب سے ہی کیا کرتے تھے۔ اس حدیث پاک کی دو سندیں ذکر کی گئی ہیں اور ان دو اسناد کے درمیان ح ذکر کی گئی ہے اس ح کے متعلق حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری مجمع الوسائل میں کافی بحث کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔

"قال شيخ مشائخنا المعظمين شيخ القراء والمحدثين محمد بن محمد بن محمد الجزري

یعنی ہمارے بزرگ ترین شیخ المشائخ شیخ القراء والمحدثین محمد بن محمد بن محمد جزری رحمۃ اللہ علیہ

اسماء الرجال حدیث ۴۹
۱ عبید اللہ بن الصباح الہاشمی البصری، ثقہ، صحیح الاوہام، المصنف اور اسناد کی تخریج کی ہے، ۲ عبید اللہ بن موسیٰ، ثقہ، صحیح الاوہام، ۳ اسرائیل بن یونس، ثقہ، ۴ عباد بن منصور، ثقہ، ۵ عکرمہ، ثقہ، ۶ ابن عباس، ثقہ، ۷ یزید بن ہارون، ثقہ، ۸ علی بن حجر، ثقہ، ۹ حدیث، ۱۰ اثمد، ۱۱ النوم، ۱۲ کل عین، ۱۳ الرجل الی العین، آنکھ، ۱۴ الجریان، بہنا ہے۔

دیکھو حدیث ۱۸ باب ۲ "تیمم" ۔ ۲ دیکھو حدیث ۱۸ باب ۲ "تیمم" ۔ ۳ دیکھو حدیث ۱۸ باب ۲ "تیمم" ۔ ۴ دیکھو حدیث ۱۸ باب ۲ "تیمم" ۔ ۵ دیکھو حدیث ۱۸ باب ۲ "تیمم" ۔ ۶ دیکھو حدیث ۱۸ باب ۲ "تیمم" ۔ ۷ دیکھو حدیث ۱۸ باب ۲ "تیمم" ۔ ۸ دیکھو حدیث ۱۸ باب ۲ "تیمم" ۔ ۹ دیکھو حدیث ۱۸ باب ۲ "تیمم" ۔ ۱۰ دیکھو حدیث ۱۸ باب ۲ "تیمم" ۔ ۱۱ دیکھو حدیث ۱۸ باب ۲ "تیمم" ۔ ۱۲ دیکھو حدیث ۱۸ باب ۲ "تیمم" ۔ ۱۳ دیکھو حدیث ۱۸ باب ۲ "تیمم" ۔ ۱۴ دیکھو حدیث ۱۸ باب ۲ "تیمم"

marfat.com

رحمہ اللہ تعالیٰ فی البدایہ، اذا کان للحدیث اسنادان او اکثر کتبوا "ح" عند الانتقال من اسنادٍ اشارۃ الی التحویل من اسنادٍ الی اسنادٍ فیتلفظ بہا بہا الحدیث عند الوصول الیہا فیقول حاویمد فی القرأۃ وعلیہ عمل اصحابنا۔

نے بدایہ میں فرمایا، جب ایک حدیث کی دو سندیں ہوں یا زیادہ، تو جس وقت ایک سند سے دوسری سند کی طرف لوٹنے کا وقت آئے تو ح لکھا جائے یہ ایک سند سے دوسری سند کی طرف لوٹنے کا اشارہ ہے اور حدیث مبارک پڑھنے والا جب اس جگہ پہنچے تو حا کا تلفظ کرے اور قرأۃ میں ح کو لمبا کرکے یعنی حا پڑھے اور ہمارے اصحاب کا اسی پر عمل ہے۔

حضرت قطب الاقطاب شیخ المحدثین سید شاہ محمد غوث صاحب پشاوری ثم لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

"ح بجائے مہملہ اشارت است بتحویل اسناد یعنی انتقال از یک اسناد باسناد دیگر می گویند چوں خوف التباس می باشد کہ مبادا ظن کردہ شود ہر دو سند را یک سند، لہٰذا درمیان کلمہ حا می آرند"

یعنی "ح (حائے مہملہ) یہ اشارہ ہے اسناد کی تبدیلی کا یعنی ایک اسناد سے دوسری اسناد کی طرف لوٹنا ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ ایک دوسرے کے مشابہ ہو جانے کا خوف پیدا ہو کہ دونوں سندوں کو ایک ہی سند سمجھا جائے اس لئے دونوں سندوں کے درمیان کلمہ حا لے آتے ہیں"

حدیث ۳/۵۰ حدثنا احمد[۱] بن منیع انبأنا محمد[۲] بن یزید عن محمد[۳] بن اسحٰق عن محمد[۴] بن المنکدر عن جابر[۵] قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیکم بالاثمد عند النوم فانہ یجلو البصر وینبت الشعر۔

ترجمہ جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ سوتے وقت اثمد کا سرمہ ضرور آنکھوں میں ڈال لیا کرو، پس بیشک یہ آنکھوں کی بینائی کو جلا دیتا ہے اور بالوں کو اگاتا ہے۔

اسماء الرجال حدیث ۵۰

۱۔ احمد بن منیع، دیکھو حدیث ۳۰ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

۲۔ محمد بن یزید، حجت ہے ثقہ ہے ثبت ہے، عابد ہے، ابدال میں شمار کیا گیا ہے۔ ابوداؤد، المصنف، النسائی نے تخریج کی ہے۔ ۱۹۰ھ میں فوت ہوا۔

۳۔ محمد بن اسحٰق علامہ ہے مغازی اور سیر کا امام ہے عطا اور اس طبقہ کے علماء سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے شعبہ اور سفیان روایت کرتے ہیں۔ وکان بحرًا من بحار العلم صدوق لکنہ یدلس لہ غرائب واختلف فی الاحتجاج بہ وحدیثہ فوق الحسن۔

۴۔ محمد بن المنکدر تابعی ہے جلیل ہے ثقہ ہے۔ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ خرجہ الجماعۃ۔ ان سے امام مالک اور سفیان روایت کرتے ہیں۔

۵۔ جابر بن عبداللہ، یہ جابر بن عبداللہ انصاری سلمی ہیں۔ ان مشاہیر صحابہ میں ہیں جو کثرت سے روایت کرتے ہیں۔ جابر بدر اور اس کے بعد ہونے والے جہادوں میں شمولیت فرمائی۔ شام اور مصر بھی گئے۔ ۱۵۴۰ احادیث ان سے مروی ہیں۔ آخری عمر میں نابینا ہوگئے تھے، ۹۴ برس کی عمر میں ۷۴ھ میں فوت ہوئے۔ یہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین میں سے آخری صحابی تھے جو کہ مدینہ طیبہ میں فوت ہوئے۔

marfat.com

تشریح اس حدیث مبارک کی تشریح گذری ہوئی احادیث میں دیکھئے۔

حدیث ۵۱ حدثنا قتیبۃ بن سعید قال اخبرنا بشر یعنی المفضل عن عبد اللہ بن عثمان بن خثیم عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان خیر اکحالکم الاثمد یجلو البصر وینبت الشعر۔

ترجمہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تمہارے سب سُرموں سے اچھا سُرمہ اثمد کا سُرمہ ہے، بینائی کو جلا دیتا ہے اور بالوں کو اُگاتا ہے۔

حل لغات اَکْحَال۔ سرمے، کحل کی جمع ہے۔

تشریح اس حدیث شریف کی تشریح بھی گذر چکی ہے، وہاں دیکھ لیجئے گا۔

حدیث ۵۲ حدثنا ابراھیم بن المستمر البصری حدثنا ابو عاصم عن عثمان بن عبد الملک عن سالم عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیکم بالاثمد فانہ یجلو البصر وینبت الشعر۔

ترجمہ ابن عمرؓ روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اثمد کا سُرمہ ڈال لیا کرو، یہ آنکھوں کی بینائی کو جلا دیتا ہے اور بال اُگاتا ہے۔

تشریح ان تمام احادیث مبارکہ میں اصفہانی سُرمہ کرنے کی ترغیب ہے اور ان کے فوائد کا ارشاد ہے حضرات علماء محققین نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُن پُر حکمت ارشادات کی روشنی میں فرمایا ہے کہ سُرمہ لگانا مستحب ہے اور ہر قسم کا سُرمہ جو آنکھوں کو فائدہ پہنچائے اور پلکیں اُگائے اس کا استعمال بلاشبہ جائز ہے اور اثمد کا سُرمہ استعمال کرنا افضل ہے۔

باب ما جاء فی کحل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورا ہوگیا۔

اسماء الرجال (حدیث ۵۱) ۱ قتیبہ بن سعید (دیکھو حدیث ۱) ۲ بشر بن المفضل ثقہ، ثبت، عابد ہے ۳ عبد اللہ بن عثمان بن خثیم صدوق ہے ۴ سعید بن جبیر (دیکھو حدیث ۱) ۵ عبد اللہ بن عباس (دیکھو حدیث ۱)

(حدیث ۵۲) ۱ ابراہیم بن المستمر البصری ثقہ ہے ۲ ابو عاصم (دیکھو حدیث ۱) ۳ عثمان بن عبد الملک ثقہ ہے ۴ سالم (دیکھو حدیث ۱) ۵ عمر بن الخطاب (دیکھو حدیث ۱)

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ مَا جَآءَ فِی لِبَاسِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس باب میں سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لباس مُبارک کا بیان ہے

(اس باب میں سولہ احادیث ہیں)

تشریح اس باب میں حضور شفیع المذنبین، صاحب شفاعتِ کبریٰ، محمدنا و مولانا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑوں کا، جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سفید لباس اور کُرتہ پسند پسند فرمانا، کُرتے کی ہیئت کا، چادر مبارک اوڑھنے کا، نیا کپڑا پہنتے وقت دعا کرنے کا اور مختلف رنگوں کے لباس پہننے کا ذکر ہے۔ علامہ ابراہیم بن محمد الجیوری المتوفی ۱۲۷۶ھ المواہب اللدنیہ کے صفحہ ۵ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"والباس تعتریه الاحکام الخمسة فیکون واجبا کاللباس الذی یستر العورة عن العیون ومندوبا کالثوب الحسن للعیدین والثوب الابیض للجمعة، ومحرما کالحریر للرجال ومکروها کلبس الخلق داسًا للغنی، ومباحا وهو ما عدا ذلك"

یعنی لباس کے پہننے میں پانچ قسم کے احکام ہیں، جس لباس سے لوگوں کی نظروں سے ستر عورت کو چھپا دیا جائے ایسا لباس پہننا واجب ہے دونوں عیدوں کے ایام میں جو اچھا کپڑا اور جمعہ کے دن جو سفید کپڑا پہنا جائے وہ مندوب ہے، اور ریشمی لباس کا پہننا مردوں کے لئے حرام ہے، مالدار آدمی کو ہمیشہ کے لئے پھٹے پرانے کپڑے پہننا مکروہ ہے اور اس کے برعکس مباح ہے۔

اسماء الرجال

۱ ابراہیم بن محمد الجیوری المتوفی ۱۲۷۶ھ

جناب علامہ احمد عبدالجواد الدومی صاحب الاتحافات الربانیہ بشرح الشمایل المحمدیہ صـ۹۳ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"کان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یلبس من لباس قومہ ولا یحب ان تمیز علی واحد منھم"

حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا قومی لباس پہنا کرتے تھے اور لباس کے پہننے میں کسی ایک پر فوقیت پسند نہیں فرماتے تھے۔

حدیث ۵۳ حدثنا محمدؒ بن حمید الرازی انبأنا الفضلؒ بن موسیٰ وابو سلمۃؒ وزیدؒ بن حباب عن عبدؒ المؤمن بن خالد عن عبدؒ اللہ بن بریدۃ عن ام سلمۃؓ قالت کان احبّ الثیاب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القمیص۔

ترجمہ ام المؤمنین ام سلمہ فرماتی ہیں کہ کپڑوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قمیص (کُرتہ) بہت پسند تھی۔

حل لغات قمیصٌ۔ کُرتہ، والقمیص اسم لما یلبس من المخیط الذی لہ کمان و جیب یلبس تحت الثیاب ولا یکون من صوف کذا فی القاموس۔

تشریح اس حدیث کی تشریح اسی باب میں تیسری حدیث کی شرح میں دیکھئے۔

حدیث ۵۴ حدثنا علیؒ بن حجر حدثنا الفضلؒ بن موسیٰ عن عبدؒ المؤمن بن خالد عن عبدؒ اللہ بن بریدۃ عن ام سلمۃؓ قالت کان احبّ الثیاب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم القمیص۔

ترجمہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کپڑوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قمیص (کُرتہ) بہت پسند تھی۔

اسماء الرجال محمدؒ بن حمید الرازی۔ یہ محمد بن حمید الرازی، ابوعبداللہ حافظ ثقہ ہیں۔ کتاب الجامع للترمذی، باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص ۱۰۱ ج ۱ میں ہے۔

الفضلؒ بن موسیٰ۔ کنیت ابوعبداللہ، السینانی، المروزی ہے۔ کتاب الجامع للترمذی، باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص ۱۰۱ ج ۱ میں ہے۔

ابوسلمہؒ۔ ان کا نام یحییٰ بن خلف الجزری البصری ہے۔ کتاب الجامع للترمذی، باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص ۱۰۱ ج ۱ میں ہے۔

زیدؒ بن حباب۔ ان کا نام ابوالحسین زید بن الحباب العکلی الخراسانی الکوفی ہے۔ کتاب الجامع للترمذی، باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص ۱۰۱ ج ۱ میں ہے۔

عبدالمؤمنؒ بن خالد۔ ان کا نام ابوخالد عبدالمؤمن بن خالد الحنفی المروزی ہے۔ کتاب الجامع للترمذی، باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص ۱۰۱ ج ۱ میں ہے۔

عبداللہؒ بن بریدۃ۔ ان کا نام ابوسہل عبداللہ بن بریدۃ بن الحصیب الاسلمی المروزی ہے۔ کتاب الجامع للترمذی، باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص ۱۰۱ ج ۱ میں ہے۔

ام سلمہؓ۔ ان کا نام ہند بنت ابی امیہ حذیفہ بن المغیرۃ القرشیۃ المخزومیۃ ہے۔ کتاب الجامع للترمذی، باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص ۱۰۱ ج ۱ میں ہے۔

marfat.com

تشریح

اس حدیث کی تشریح بھی اسی باب میں تیسری حدیث کی شرح میں ملاحظہ فرمائیے گا۔

حدیث ۵۵ حدثنا زیاد بن ایوب البغدادی حدثنا ابو تُمَیلة عن عبد المؤمن بن خالد عن عبد اللہ بن بریدة عن امہ، عن ام سلمة قالت کان احب الثیاب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یلبسہ القمیص۔ قال ابو عیسیٰ ھکذا زیاد بن ایوب فی حدیثہ عن عبد اللہ بن بریدة عن امہ عن ام سلمة وھکذا روی غیر واحد عن ابی تمیلة مثل روایة زیاد بن ایوب وابو تمیلة یزید فی ھذا الحدیث عن امہ وھو اصح۔

ترجمہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہننے کے کپڑوں میں قمیص (کرتہ) کے پہننے کو بہت زیادہ پسند فرماتے تھے۔

تشریح ان ہر سہ احادیث کا متن ایک ہی ہے سوائے اس کے کہ اس حدیث میں "یلبسہ" آیا ہے مگر چونکہ اسناد قدرے مختلف تھے اس لئے ایک ہی متن کو علیحدہ علیحدہ سند کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

کرتہ کے ساتھ تمام بدن (تقریباً) ڈھانپ لیا جاتا ہے۔ بدن پر کرتہ ہلکا بھی محسوس ہوتا ہے۔ اس کے استعمال میں تکبر اور فخر بھی نہیں پایا جاتا ہے اور اس سے بدن اچھا ستھرا اور خوبصورت نظر آتا ہے لہٰذا علماءِ کرام نے فرمایا کہ غالباً اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کرتہ پہننا مرغوب خاطر تھا جناب سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لباس کے استعمال کے متعلق بھی انتہائی زہد و درویشانہ زندگی کو محبوب رکھا۔ جناب علامہ ابراہیم بن محمد البیجوری المتوفی ۱۲۷۶ھ المواہب اللدنیہ کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں:

"لم یکن لہ سوی قمیص واحد"

یعنی جناب سرورِ عالم وعالمیان صاحب شفاعت کبریٰ، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک کے سوا دوسری قمیص بھی نہ تھی۔"

---

۱۲۸ احادیث: تیرہ ان سے روایی ہیں۔ تیرہ احادیث متفق علیہ ہیں۔ احادیث البخاری ثلاثة۔ انفرد البخاری بواحدة ومسلم بثنتا، ۵۵ میں انتقال کیا۔

اسماء الرجال حدیث ۵۵

۱ علی بن حجر۔ دیکھو حدیث ۱

باب ماجاء فی نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

۲ افضل بن موسیٰ۔ دیکھو حدیث ۱، اسی باب کے حاشیہ ۲

۳ عبد الوہاب بن خالد۔ دیکھو حدیث ۱، اسی باب کے حاشیہ ۳

۴ عبد اللہ بن بریدہ۔ دیکھو حدیث ۱

۵ عبد اللہ بن بریدہ۔ دیکھو حدیث ۱، باب ماجاء فی خاتم النبوة حاشیہ ۵

۶ اسی باب کے حاشیہ ۶

اسماء الرجال حدیث ۵۵ بقیہ

۱ زیاد بن ایوب البغدادی۔ موسیٰ ہے دوکر۔ اس کا لقب ہے شقہ۔ حافظ احادیث ہے۔ کنیت ابو تمیلہ ہے۔ حدیثہ الشیطان والترمذی والنسائی۔

۲ ابو تمیلہ۔ دیکھو حدیث ۱، اسی باب کے حاشیہ ۲

۳ عبد المؤمن بن خالد۔ دیکھو حدیث ۱، اسی باب کے حاشیہ ۳

۴ عبد اللہ بن بریدہ۔ دیکھو حدیث ۱

۵ ام سلمہ۔ دیکھو حدیث ۱، باب ماجاء فی خاتم النبوة حاشیہ ۵

۶ آخر۔ علامہ عبد الرؤف المناوی المصری المتوفی ۱۰۳۱ھ فرماتے ہیں "قال اللائق الدین

marfat.com

نیز اسی صفحہ پر فرماتے ہیں:۔

"فنی الوفاء عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت مارفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعشاء غداء ولا عشاء لغداء ولا تغدی من شیئ وجبین لا قمیصین ولا ردائین ولا ازارین ولا زوجین من النعال"

"اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کے کھانے میں سے شام کیلئے اور شام کے کھانے میں سے صبح کے لئے کچھ بھی بچا نہیں رکھتے تھے (یعنی ایک سے دوسرے وقت کے لئے کچھ بھی نہ چھوڑتے سب کچھ تقسیم فرما دیتے) اور یک وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کبھی چیز کے دو جوڑے نہیں ہوتے تھے، نہ دو قمیص، نہ دو چادریں، نہ دو لنگیاں اور نہ ہی جوتوں کے دو جوڑے"

حدیث ۵۶ حدثنا عبداللہ بن محمد بن الحجاج حدثنا معاذ بن ہشام حدثنی ابی عن بدیل العقیلی عن شہر بن حوشب عن اسماء بنت یزید قالت کان کم قمیص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی الرسغ۔

ترجمہ اسماء بنت یزید فرماتی ہیں کہ حضور سید الانس والجان پیغمبر اسلام رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قمیص کی آستین کلائی تک ہوتی تھی۔

حل لغات کم۔ آستین قمیص۔ رسغ۔ بجائے سین کے صاد کے ساتھ بھی آتا ہے جیسے رصغ وہ جوڑ جو کلائی اور بازو یا ہتھیلی اور کلائی یا پنڈلی اور ان کے درمیان واقع ہو۔ پہنچا۔ اس حدیث شریف میں سین (الرسغ) کے ساتھ ہے اور ایک دوسری حدیث شریف میں صاد (الرصغ) کے ساتھ اس طرح آیا ہے "ان کمہ کان الی رصغیہ" یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آستین پہنچے تک تھی۔ وھو مفصل ما بین الکف والساعد من الانسان۔

تشریح جناب مولینا مولوی محمد عاقل صاحب لکھتے ہیں:۔

marfat.com

"شیخ بزرگوار می فرماید کہ دریں حدیث دلالت است بر آنکہ سنّت آنست کہ آستین پیراہن از نبذ دست دراز نباشد و درسواء پیراہن سنت آنست کہ از انگشتان تجاوز نہ کند"

یعنی "شیخ بزرگوار فرماتے ہیں کہ یہ حدیث شریف دلالت کر رہی ہے کہ کُرتہ کی آستین کا کلائی تک رکھنا سنّت ہے، پہنچے سے آستین دراز نہ ہو اور بغیر کُرتہ کے یہ سنّت ہے کہ انگلیوں سے آستین تجاوز نہ کرے۔"

حدیث ۵۰۲ حدثنا ابو عمّار الحسین بن حریث حدثنا ابو نعیم حدثنا زھیر عن عروۃ بن عبد اللہ بن قشیر عن معاویۃ بن قرۃ عن ابیہ قال اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی رھط من مزینۃ لنبایعہ وان قمیصہ لمطلق او قال زرہ قمیصہ مطلق قال فادخلت یدی فی جیب قمیصہ فمسست الخاتم

ترجمہ قرۃ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں قبیلہ مُزینہ کی ایک جماعت کے ساتھ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تاکہ ہم سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کُرتہ مبارک (کا گریبان) کھلا ہوا تھا' یا (قرہ نے یہ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قمیص مبارک کا تکمہ (بٹن) کھلا ہوا تھا' (قرہ نے) فرمایا کہ میں نے اپنا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرتہ مبارک کے گریبان کے اندر داخل کر کے مہر نبوت کو چھوا۔

حل لغات رَھْطٍ۔ قوم اور قبیلہ تین اشخاص سے لے کر سات یا دس یا چالیس اشخاص تک کی جماعت کو کہتے ہیں اور یہ ایک ایسی جماعت ہوتی ہے جس میں عورتیں شامل نہیں ہوتیں، گروہ۔ رَھْط کے معنی بڑے بڑے لقمے کھانا بھی ہیں۔ مُزَیْنَۃ۔ مُضر سے قبیلہ ہے۔ واصلہ اسم امرأۃ۔ لِنُبَایِعَہٗ۔ تاکہ ہم بیعت کریں اس کی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ مُطْلَقٌ۔ کھلی ہوئی۔ طَلْقٌ سے ہے جس کے معنی رسی کھل جانا، بندہ سے چھٹ جانا کے ہیں۔ زِرُّ۔ گھنڈی، تکمہ، بٹن، اس کی جمع اَزْرَارٌ ہے۔

تشریح ارشاد ہے "میں قبیلہ مُزینہ کی ایک جماعت کے ساتھ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس

اسماء الرجال
۱ ابو عمار الحسین بن حریث مروزی
۲ ابو نعیم الفضل بن دکین
۳ زھیر
۴ عروۃ بن عبد اللہ بن قشیر
۵ معاویۃ بن قرۃ بن اِیاس المزنی
۶ ابیہ معاویۃ بن قرۃ بن ایاس المزنی

حاشیہ ۱ دیکھو حدیث ۱۵ باب ماجاء فی تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حاشیہ ۲ دیکھو حدیث ۱۵ باب ماجاء فی تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حاشیہ ۳ عروہ بن عبد اللہ بن قشیر، ابو یعلی، ابن عرجی کوفی، صدوق ربما وھم، ابن ماجہ اور ابو داؤد کے علاوہ سے روایت کرتے ہیں، امام بخاری، ترمذی، نسائی، ابن سعد، ابن حبان، عجلی، ابن شاہین اور ابن قانع نے ثقہ کہا ہے، ۱۳۰ھ میں فوت ہوئے۔ (تہذیب التہذیب ۷/۲۱۲، الجامعۃ)

حاشیہ ۴ ابیہ یعنی قرۃ بن ایاس المزنی البصری، صحابی ہیں، ۶۰ھ میں ابن حلال الوزنی میں انتقال فرمایا۔

marfat.com

میں حاضر ہوا تا کہ ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعت کریں" یہ بیعت جیسا کہ حضرت علامہ عبدالرؤف صاحب مناوی مصری المتوفی ۱۰۳۱ھ نے تحریر فرمایا "عَلَی الْاِسْلَام" اسلام لانے کی بیعت تھی۔ قبیلہ مزینہ، مُضر قوم کا ایک قبیلہ ہے، اس قبیلے سے ایک جماعت بیعت اسلام کے لئے آئی اور جناب قرۃ بن ایاس بھی ان کے ہمراہ آئے اور بیعت اسلام سے مشرف ہوئے، ارشاد ہے کہ "اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کُرتہ مُبارک (گریبان) کھلا ہوا تھا" یا قرۃ نے یہ فرمایا کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قمیص کا نکمہ کھلا ہوا تھا" یعنی جس وقت یہ جماعت بیعت اسلام کے لئے حاضر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گریبان کھلا ہوا تھا، چونکہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی یہ عادت تھی کہ جس طرح وہ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے، اسی طرح کا طریقہ اختیار کرتے، چاہے وہ لباس کی کسی ہیئت کا ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ جمع الوسائل میں جناب محدثِ کبیر حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری تحریر فرماتے ہیں:۔

"قال عروۃ فلما رأیت معاویۃ ولا ابا ہ الامطلقی الازرار فی شتاء ولا حریف ولا یزران انما رادھا"

"عروہ فرماتے ہیں کہ میں نے معاویہ اور اس کے باپ کو کبھی نہیں دیکھا مگر دیکھا تو ایسی حالت میں کہ ان کے گریبان کی کھنڈی (نکمہ) لگی ہوئی نہیں ہوتی تھی اگرچہ گرمی ہو یا سردی، ہمیشہ ان کی گھنڈیاں کھلی رہتی تھیں۔"

یہی اطاعت فرمانبرداری اور محبت کا وہ مقدس اور پاک جذبہ تھا جس کی بدولت آج امتِ محمدیہ کے پاس حضور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک ایک سنّت، ایک ایک عمل اور ایک ایک ادا موجود اور محفوظ ہے۔ ارشاد ہے "میں نے اپنا ہاتھ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گریبان کے اندر داخل کر کے مُہرِ نبوّت کو چھُوا" جَیْب کا اطلاق اس کپڑے پر ہوتا ہے جو کرتہ کے سینہ پر ٹھیرہ لگایا جاتا ہے تا کہ اس میں کچھ شے رکھی جا سکے مگر جناب محدثِ کبیر علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری فرماتے ہیں:۔

"ولکن المراد من الجیب فی ھذا الحدیث طوقہ الذی یحیط بالعنق"

"اور لیکن اس حدیث میں جیب سے مراد وہ گریبان ہے جو گردن کو گھیرے ہوئے ہو"

ایک صحابی کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اتنا والہانہ عشق تھا اور اتنی غائبت درجہ کی محبت تھی کہ انہوں نے جب

marfat.com

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گریبان کھلا دیکھا تو بے صبری اور وارفتگی کے عالم میں ہر قسم کے آداب کی پرواہ نہ کرتے ہوئے گریبان مبارک کے اندر ہاتھ داخل کر کے مُہرِ نبوت چھُونے کی سعادت حاصل کر لی اور اس کی برکت اور نورانیت سے اپنے وجُود کو بابرکت اور منور بنا لیا اور حضور سرِ پا برکت ونُور، شفیقِ اُمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ کمال شفقت عنایت اور مہربانی تھی کہ ان کو مہرِ نبوت چھُونے سے منع نہیں کیا' صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجودِ اطہر کے ساتھ انتہائی محبت وعقیدت تھی کہ حضور سرِ پا نُور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجودِ بابرکت کو ہاتھ لگانا بھی اپنے لئے ہزارہا برکات اور سعادت کا باعث اور ذریعہ سمجھتے تھے' حضرت علامہ محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ شارح شمائل شریف فرماتے ہیں :-

"پس سودم مُہرِ نبوت را بدست خود از برائے تبرک وتیمن او' وایں از سبب کمال شفقت وبرامت خود' وگرنہ کرا مجال است کہ ایں قدر جرأت نماید"

یعنی "پس میں نے اپنے ہاتھ سے مُہرِ نبوت کو چھُوا تاکہ اس کی برکت اور تیمن مجھے حاصل ہو اور یہ حضور شفیقِ اُمت پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی اُمت پر کمال شفقت ہے ورنہ کسی کی کیا مجال ہے کہ یہ جرأت کر سکے"

حضرت علامہ ابراہیم بن محمد البیجوری المتوفی ۱۲۷۷ھ المواہب اللدنیہ میں لکھتے ہیں۔

"وانما قصد التبرك" یعنی اس صحابی رضی اللہ عنہ کا ارادہ (مہرِ نبوت کے چھُونے سے) تبرک حاصل کرنا تھا۔

حدیث ۵۸ حدثنا عبدُ بن حميد حدثنا محمدُ بن الفضل اخبرنا حمادُ بن سلمة عن حبيبِ بن الشهيد عن الحسن عن انسِ بن مالك انّ النّبيّ صلى الله عليه وآله وسلم خرج وهو مُتّكئٌ على اُسامة بن زيدٍ عليه ثوبٌ قطريٌّ قد توشّح به فصلّى بهم وقال عبدُ بن حميدٍ قال محمّدُ بن الفضل سألني يحيى بن معين عن هذا الحديث اوّل ما جلس الىّ فقلت حدثنا حمادُ بن سلمة فقال لو كان من كتابك فخرجت لاخرج كتابي فقبض على ثوبي ثمّ قال املله على فانّي اخاف ان لا ألقاك قال

marfat.com

فَامْلَيْتُهُ عَلَيْهِ ثُمَّ اَخْرَجْتُ كِتَابِي فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ.

ترجمہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کاشانۂ اقدس تشریف لائے اس حالت میں کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سہارا لئے ہوئے تھے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھ یعنی چار درختی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیٹے ہوئے تھے۔ پس حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اسی حالت میں) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نماز پڑھائی اور عبدبن حمید نے کہا محمد بن الفضل فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن معین نے میرے پاس بیٹھتے ہی مجھ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا۔ میں نے اس طریق سے حدیث بیان کرنی شروع کردی کہ حدیث بیان کی مجھ سے حماد بن سلمہ نے، تو اس (یحییٰ بن معین) نے کہا کہ اگر تو اپنی کتاب سے (یہ حدیث) پڑھتا (تو بہتر تھا) میں (محمد بن فضل) کتاب لانے کے لئے اٹھا تو انہوں (یحییٰ بن معین) نے میرا دامن پکڑ لیا اور فرمایا مجھے لکھنے سے مجھے ڈر ہے کہ تم سے ملاقات نہ ہو سکے۔ (محمد بن فضل نے) کہا میں نے اس (یحییٰ بن معین) کو زبانی (یہ حدیث) لکھا دی، پھر میں وہ کتاب لے کر آیا اور اسے پڑھ کر (یہ حدیث) سنائی۔

حل لغات مُتَّكِئٌ۔ وہ بھروسہ کئے ہوئے تھے۔ وہ سہارا لئے ہوئے تھے، وہ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ قَطِرِيٌّ۔ یمنی چادر، جامہ غلیظ از قطن۔ تَوَشَّحَ بِهٖ۔ ڈالی ہوئی تھی، گرائی ہوئی تھی، مجمع البحار میں ہے کہ تَوَشُّحٌ یہ ہے کہ کپڑے کا ایک کنارا بائیں ہاتھ کے نیچے سے لے جا کر داہنے کندھے پر ڈالنا، پھر دونوں کناروں کو ملا کر سینہ پر گرہ دے دینا۔ اَمْلَيْتُهُ۔ املاء کرانے والکو، لکھانے والا کو۔

تشریح ارشاد ہے "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کاشانۂ اقدس سے باہر تشریف لائے اس حالت میں کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما پر سہارا لئے ہوئے تھے" یا تو یہ وہ بیماری کا زمانہ تھا جس کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال شریف ہوا، یا کسی دوسری بیماری کے دوران ایسا کیا گیا ہوگا مگر جناب محدث کبیر علامہ علی قاری رحمہ الباری فرماتے ہیں کہ پہلی بات صحیح نظر آتی ہے اور حضرت علامہ اہل شیخ الدرس حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہ بھی فرماتے تھے۔ جمع الوسائل میں جناب محدث کبیر علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری تحریر فرماتے ہیں:۔

فنی روایۃ الدارقطنی انہ خرج بین ۔۔۔ دارقطنی کی روایت ہے کہ جناب سید دو عالم

marfat.com

اسامة ابن زید والفضل ابن عباس الی الصلوٰة فی مرضه الذی مات فیه فصلی باصحابه۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسامہ بن زید اور فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر سہارا لئے اپنے کاشانۂ اقدس سے نماز کے لئے اس بیماری میں تشریف لائے جس میں کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال شریف ہوا' اور اپنے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نماز پڑھائی۔

ارشاد ہے" آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یمنی چادر تھی جس میں آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لپٹے ہوئے تھے" جناب محدث کبیر علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری. جمع الوسائل میں تحریر فرماتے ہیں :-

"والمراد ههنا انه صلی اللہ علیه وآلہ وسلم ادخل الثوب تحت یده الیمنی القاه علی منکبه الایسر کما یفعله المحرم"

یعنی یہاں پر یہ مُراد ہے کہ" حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر مُبارک داہنے بازو کے نیچے لے کر بائیں کندھے پر ڈال رکھی تھی جیسا کہ مُحرم احرام باندھتا ہے۔"

امام بخاری ابن عباس سے روایت فرماتے ہیں :-

"قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیه وآلہ وسلم فی مرضه الذی مات فیه وعلیه ملحفة متغطیا بها'

ابن عباس نے فرمایا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کاشانۂ اقدس سے باہر اس بیماری میں تشریف لائے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مُبارک ہوا' اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک چادر میں لپٹے ہوئے تھے۔

یعنی چادر ایک قسم کا خوبصورت موٹا رضائی جیسا کپڑا ہوتا ہے جو کہ بحرین کی طرف سے آتا ہے۔ ازھری لکھتے ہیں کہ بحرین میں ایک قریہ ہے جس کا نام قطرہ ہے۔ اس کپڑے کی نسبت اسی قریہ کی طرف ہے' اسی لئے اس کپڑے کو قطری کہا گیا ہے۔

marfat.com

حدیث ۵۹

حدثنا سُوَيد بن نصر حدثنا عبدُ اللهِ بن المبارك عن سعيد بن ايّاس الجريري عن ابي نَضرة عن ابي سَعيد الخُدري قال كان رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم اذا استَجدّ ثوبًا سَمّاهُ باسمِهِ عِمامةً او قَميصًا او رِداءً ثُمّ يقولُ اللّهُمّ لكَ الحَمدُ كما كَسَوتَنيهِ اَسألُكَ خَيرَهُ وخَيرَ ما صُنِعَ لَهُ واَعوذُ بِكَ مِن شَرِّهِ وشَرِّ ما صُنِعَ لَهُ۔

ترجمہ

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیا کپڑا زیب تن فرماتے تو اس کو اس نام سے موسوم فرماتے جیسے عمامہ یا کُرتہ یا چادر، پھر فرماتے اے اللہ تبارک وتعالیٰ ہر قسم کی تعریف ہر زمانے میں ہر طریقہ پر ہر ایک سے خاص تیرے ہی لئے ہے جیسے کہ تو نے یہ کپڑا مجھے پہنایا اس پر میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں۔ اے اللہ! تجھ ہی سے اس کپڑے کی بھلائی چاہتا ہوں اور جس کام کے لئے یہ کپڑا بنایا گیا ہے اس کے لئے بھی بھلائی چاہتا ہوں۔ اس کپڑے کے شر سے تجھ ہی پناہ مانگتا ہوں اور جس شرارت والے کام کیلئے یہ کپڑا بنایا گیا ہے اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

حل لغات

اِستَجَدَّ۔ موجود پاتے، پہنتے۔

تشریح

ارشاد ہے "نیا کپڑا زیب تن فرماتے تو اس کو اس کے نام سے موسوم فرماتے جیسے عمامہ یا کرتہ یا چادر" یعنی اس کپڑے کا نام رکھتے جیسے حدیث میں آیا "کان لہ عمامۃ تسمی السحاب" آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ مبارک تھا جس کا نام سحاب تھا۔ محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین نے یہ معنی بھی لکھے ہیں کہ جس وقت آنحضور پرانور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی نیا کپڑا پہنتے تو اظہار حمد اور تحدیث نعمت کے طور پر اس طرح ارشاد فرماتے۔ رَزَقَنِیَ اللّٰہُ ھٰذِہِ الْقِمَامَۃَ، اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ عمامہ عطا فرمایا، یا یہ قمیص یا یہ چادر مرحمت کی ہے اور پھر یہ دعا فرماتے، اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا کَسَوْتَنِیْہِ اَسْاَلُکَ خَیْرَہٗ وَخَیْرَ مَا صُنِعَ لَہٗ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّہٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَہٗ۔ صرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہی دعا منقول نہیں بلکہ ایسے مواقع پر آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور دعائیں بھی ماثور ہیں حضرت عمر کی حدیث جو کہ مرفوع ہے اور جسے ابن حبان اور الحاکم نے تخریج کیا ہے فرمایا کہ جس نے نیا کپڑا پہنا پھر کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ

اسماء الرجال

ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ۔ دیکھو حدیث ۲۹ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

عبداللہ بن المبارک ابو عبدالرحمٰن۔ دیکھو حدیث ۲۹ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

سعید بن ایاس ابن بن معن شداد ابو مسعود البکری الرازی۔ دیکھو حدیث ۲۹ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳

ابو نضرۃ۔ دیکھو حدیث ۲۱ باب ما جاء فی خاتم النبوۃ حاشیہ ۲

marfat.com

كَسَانِيْ مَا أُوَارِيْ بِهٖ عَوْرَتِيْ وَأَتَجَمَّلُ بِهٖ فِيْ حَيَاتِيْ. ثم عمد الى الثوب الذى اخلق فتصدق به كان فى حفظ الله وفى كنف الله وفى ستر الله حيا وميتا. حضرت معاذ بن انس کی حدیث ہے جو کہ مرفوع ہے اور جسے امام احمد نے تخریج کیا ہے، فرمایا جس شخص نے نیا کپڑا پہنا پھر کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ هٰذَا وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ غفر الله له ما تقدم من ذنبه، اور ابوداؤد نے اپنی ایک روایت میں وما تاخر کو زیادہ بیان کیا ہے۔

حدیث ۵۶ حدثنا هشام بن يونس الكوفي انبانا القاسم بن مالك المزني عن الجريري عن ابي نضرة عن ابي سعيد الخدري عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم نحوه حدثنا محمد بن بشار انبانا معاذ بن هشام حدثني ابي عن قتادة عن انس بن مالك قال كَانَ اَحَبُّ الثِّيَابِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم يَلْبَسُهُ الْحِبْرَةُ.

ترجمہ جناب انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب کپڑوں میں پہننے کے لئے یمن کی سبز رنگ کی چادر بہت پسند تھی۔

حل لغات اَلْحِبْرَةُ۔ یمنی سبز رنگ کی چادر، حَبْرٌ اچھا کرنا، نگین کرنا۔ بَرْدِ حَبِيْر اور بُرُوْدِ حِبَرَة نقیش بیلدار چادر، یہ یمن میں بنا کرتی ہیں۔

تشریح ارشاد ہے "حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہننے کے سب کپڑوں میں سے یمن کی سبز رنگ کی چادر بہت پسند تھی" یہ چادر یمنہ یا کتان سے بنتی ہے، یہ کپڑا عربوں کے نزدیک اشرف اور اعلیٰ کپڑوں میں شمار ہوتا ہے۔ نیز علماء کرام نے فرمایا ہے کہ چونکہ جنتیوں کا لباس سبز رنگ کا ہوگا اس لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس رنگ کا کپڑا بہت پسند تھا۔

یہاں پر اس شک کو کہ گذشتہ احادیث میں کرتہ کی پسندیدگی کا ذکر ہے اور اس حدیث شریف میں یمنی سبز رنگ کی چادر کا ذکر آیا ہے، جناب علامہ مولینا مولوی محمد عاقل صاحب شارح شمائل شریف نے نہایت احسن طور پر دفع کر دیا ہے، فرماتے ہیں:۔

"مراد احب آنکہ سارتر بود وحبرۃ احب از برائے" "احب الثیاب سے مراد یہ ہے کہ چونکہ کرتہ تقریباً

marfat.com

رنگ بود یا انکہ جاہا دوختہ احب پیرا بن بود
وانجامہ نا دوختہ احب جبرۃ بود واللہ اعلم"

وجود کو بڑی خوبصورتی سے ڈھانپ لیتا ہے اسلئے وہ پسندیدہ تھا اور چادر اندرونے رنگ کے پسند تھی اور بغیر سلے کپڑوں میں یمنی سبز رنگ کی چادر پسندیدہ تھی۔ واللہ اعلم"

حضور سرورِ عالم دعالمیان صاحب شفاعت کبریٰ احمد مجتبےٰ سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب وصال فرمایا تو سیّدی رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم بِبُرْدٍ حِبَرَۃٍ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک یمنی چادر ڈال دی گئی تھی یعنی آنجناب سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود اطہر کو اسی چھپا دیا گیا تھا۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہے " اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا الْخَمِیْرَ وَ الْبَتَّا الْخَمِیْرَ" شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جس نے ہم خمیر کھلایا اور الجبیر پہنایا۔

بعض نسخوں میں " یَلْبَسُہٗ کی جگہ " یَلْبَسُھَا " بھی آیا ہے' جیسے " کَانَ اَحَبَّ الثِّیَابِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَنْ یَّلْبَسَھَا الْحِبَرَۃَ "

حدیث ۹/۹۱ حدثنا محمود بن غیلان انبانا عبدالرزاق انبانا سفین عن عون بن جحیفۃ عن ابیہ قال رَاَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَعَلَیْہِ حُلَّۃٌ حَمْرَاءُ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی بَرِیْقِ سَاقَیْہِ قَالَ سُفْیٰنُ اَرَاھَا حِبَرَۃً۔

ترجمہ ابی جحیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سُرخ جوڑا زیب تن کئے ہوئے تھے، گویا اس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں مبارک پنڈلیوں کی نورانیت کو دیکھ رہا ہوں' سفیان فرماتے ہیں کہ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ حتماً عمر ابردیمانی تھا۔

حل لغات حُلَّۃٌ ' ایک قسم کے دو کپڑے ' ایک لنگی اور ایک چادر۔ بَرِیْقٌ۔ سفید' نورانیت' درخشندگی' چمک۔ سَاقٌ' پنڈلی۔

تشریح ارشاد ہے " میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سُرخ جوڑا زیب تن کئے ہوئے تھے " شارحین فرماتے ہیں کہ اس سُرخ جوڑے میں دھاریاں تھیں' خالص

اسماء الرجال وغیرہ ۳ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲ ۳ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۴ سفیان۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲ ۶ عون ابن ابی جحیفہ۔ ثقہ سفیان اور ورقاء کی توثیق اس سے روایت کرنے میں اور خصوصاً اس کے آخر میں ہی ثابت ہے۔ ۷ ابوہ ابی۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

marfat.com

سُرخ نہیں تھا۔ صاحب لغات الحدیث جلد اول کتاب ح صفحہ ۱۲۶ پر لکھتے ہیں "یہ خالص سرخ نہ تھا بلکہ اس میں سُرخ اور سیاہ دھاریاں تھیں" سُرخ لباس مرد پہن سکتا ہے یا نہیں ؟ اس پر کافی بحث ہے، فقہاء کرام نے مکروہ لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اگر دھاریدار ہو یا اس کا سوت رنگا ہوا ہو تو جائز ہے۔ ابن جریر طبری نے کہا کہ مطلقاً جائز ہے کیونکہ ثابت اور ممانعت کے خلاف ہے۔ جناب محدث کبیر فقیہ اعظم جناب ملا علی قاری رحمہ الباری اپنی شرح جمع الوسائل جلد اول ص۱۱۵ پر تحریر فرماتے ہیں :-

"والمراد بالحلة الحمراء بردان يمانيان منسوجان بخطوط حمر مع سود كسائر البرود اليمنية"

یعنی "حلۃ حمراء سے مراد یمنی دو منقش چادریں ہیں جو سیاہی پر سُرخ دھاریوں والی ہوتی ہیں جیسے کہ عام طور پر یمنی چادریں ہوا کرتی ہیں"۔

نیز فرمایا کہ سُرخ لباس تو منہی عنہ ہے اور مکروہ بسہ، یعنی اس کا پہننا مکروہ ہے۔ ارشاد ہے "گویا میں اس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں مُبارک پنڈلیوں کی نورانیت کو دیکھ رہا ہوں" معلوم ہوا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تہمد نصف پنڈلی مبارک تک تھی، تہمد یا پاجامہ ٹخنوں تک ہونا مستحب ہے اور ٹخنوں سے نیچے کرنا اگر ازروئے تکبر ہو تو حرام ہے ورنہ مکروہ ہے۔

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حضور شفیع المذنبین، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا صفات سے کتنا عظیم عشق تھا، کتنا گہرا پیار تھا اور کتنی والہانہ محبت تھی کہ جس وقت بھی حضور اقدس سرا پا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود مبارک کا ذکر خیر فرماتے تو اپنی محبت کا انتہائی ذوق، شوق اور جذب و کیف کے عالم میں فرماتے جیسے کہ جناب ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ کے اس جذبۂ صادقہ کا اظہار اس فقرہ سے ہو رہا ہے "کہ گویا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں پنڈلیوں مبارک کی چمک اور درخشندگی اب بھی میری نظروں کے سامنے ہے" ایسے معلوم ہو رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تصور مبارک سے اسی طرح ان کا قلب و دماغ منور و معطر ہو رہا ہے، الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیک والک یا حبیب اللہ۔

marfat.com

حدیث ۱۱/۶۲ حدثنا علی بن خشرم حدثنا عیسیٰ بن یونس عن اسرائیل عن ابی اسحٰق عن البراء بن عازب قال ما رأیت أحدًا من الناس أحسن فی حلۃ حمراء من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إن کانت جمتہ لتضرب قریبا من منکبیہ۔

ترجمہ براء بن عازب سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے انسانوں میں سے کسی ایک کو بھی سُرخ جوڑے میں ملبوس حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا' آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زلف مبارک کندھوں کے قریب تھیں (یعنی کندھوں کو چومتی تھیں۔

تشریح اس حدیث مبارک کی تشریح اور حل لغات حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دیکھیے گا۔

حدیث ۱۲/۶۳ حدثنا محمد بن بشار حدثنا عبد الرحمٰن بن مہدی انبانا عبید اللہ بن ایاد عن ابیہ عن ابی رمثۃ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلیہ بردان اخضران۔

ترجمہ ابی رمثہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو سبز چادریں اوڑھے ہوئے تھے۔

حل لغات
بُردَان۔ دو چادریں۔
اَخضَران۔ سبز رنگ کی

تشریح تشریح حدیث ۳ اسی باب میں ملاحظہ فرمایئے گا۔

اسماء الرجال مع حوالہ صفحہ

۱ محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳

۲ عبید اللہ بن ایاد۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳

۳ ابی رمثہ۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳

marfat.com

حدیث ۱۲ / ۶۴

حدثنا عبدُ بن حميد حدثنا عفانُ بن مسلم قال انبانا عبدُ اللہ بن حسان العنبری عن جدّتیہ رُحَیلۃ وعُلَیلۃ عن قُتیلۃ بنت مُخرِمۃ قالتْ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَعَلَیْہِ اِسْمَالٌ مُلَیْتَیْنِ کَانَتَا بِزَعْفَرَانٍ وَقَدْ نَفَضَتْہُ وَفِی الْحَدِیْثِ قِصَّۃٌ طَوِیْلَۃٌ۔

ترجمہ قیلہ بنت مخرمہ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو پرانی چادریں جن میں زعفران لگائی گئی تھی اور زعفران کو جھاڑ چکی تھیں زیب تن کئے ہوئے تھے اور اس حدیث میں ایک طویل قصہ ہے۔

حل لغات اِسْمَالٌ، سَمَلٌ کی جمع ہے، سَمَالٌ اور سُمُوْلٌ بھی اس کی جمع آتی ہے جس کے معنی کہنہ یا بوسیدہ کپڑا ہے کہا جاتا ہے کہ سَمَلَ الثوب۔ یا ثَوْبٌ سَمِیْلٌ "پرانا ہوگیا یا پرانا کپڑا۔ مُلَیْتَیْنِ یہ تثنیہ ہے واحد مُلَیْتَہ ہے جو کہ تصغیر ہے اس کے معنی دو چادریں ہیں، صاحب مہذب فرماتے ہیں۔ مَلَاءَۃ چادر کے معنی ہیں ہے اور اسمال مافوق الواحد ہے اور اضافۃ بیانیہ ہے یعنی آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اسمال تھیں کہ وہ دو چادریں ہوتی ہیں۔ قَدْ نَفَضَ بمعنی گیا تھا، دُور ہوگیا تھا اثر زائل ہوگیا تھا، بھاڑ چکا تھا۔

تشریح ایک حدیث شریف میں ہے کہ "نَھٰی عَنِ التَّزَعْفُرِ لِلرِّجَالِ" آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں کو زعفرانی رنگ سے منع فرمایا" یعنی ہاتھ، پاؤں یا کپڑے زعفران سے رنگنا۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تو زعفران پر قیاس کرکے مردوں کیلئے حرام قرار دیا، امام بغوی فرماتے ہیں "نھی عن التزعفر للرجال" سے مُراد یہ ہے کہ مَردوں کو بہت زیادہ زعفران استعمال کرنے سے منع کیا اس لئے کہ تھوڑے زعفران کے استعمال کی رخصت عبدالرحمٰن بن عوف کی حدیث سے ثابت ہے (لغات الحدیث کتاب ص ۱۹)

اس حدیث کی توفیق میں حضرت استاذ گرامی محدث جلیل حافظ گل فقیر احمد صاحب ضیاء اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ حدیث مندرجہ بالا اور متن کی حدیث میں علماء کرام نے یوں تطبیق کی ہے کہ اس حدیث میں زعفران کے رنگے ہوئے کپڑے کی ممانعت آئی ہے، اور متن حدیث میں اس طرف رہنمائی کردی ہے کہ زعفران کا اثر باقی نہیں رہا تھا لہٰذا دونوں احادیث میں اختلاف نہیں بلکہ توفیق ہے۔

اسماء الرجال حدیث ۱۲
ما عبدیرگاید۔ دیکھو حدیث ۲
باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
عاشرہ ۱
۱۰ رمضان ۱ھ بدر کا سال ہے
۲ھ شعبان ۲ھ میں حضرت رملہ زوجہ ثابت بن سمر انصاری انتقال کیا۔
۳۷ھ عبدالرحمٰن بن عوف انتقال کیا۔
۴ھ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن صخر ابوالربیع ابوالمکنف ابوالرمیح ابوالقاسم قرشی تیمی مدنی ہے اور ابوداؤد نے اپنی سنن میں ان سے روایت کی ہے اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابوداؤد نے اپنی سنن میں ان سے روایت کی ہے۔
۵ھ حفص العنبری ہے۔
۶ھ عبداللہ بن الثالثۃ ابوداؤد نے اپنی سنن میں اور بخاری نے اپنی صحیح میں ان سے روایت کی ہے۔

تاریخ میں ہیں۔ کتاب مراۃ المفاتیح مفتی احمد یار نعیمی مرآۃ المفاتیح ملا علی قاری
صاحب تحریر فرماتے ہیں "واگر دیدہ شود کہ ابن حبان ابن ابی حاتم ابن السکن وغیرہ ہم آنہا را از صحابہ شمردہ اند جواب آنست کہ ایشاں ہم بصحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشرف شدہ اند لیکن صحبت ایشاں بحد تواتر نرسیدہ است بلکہ بعضے از ایشاں ہم بیک بار دیدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکتفا کردہ اند و بعضے از ایشاں ہم بعد از وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسن رشد رسیدہ اند و بعضے از ایشاں ہم در حجۃ الوداع بودہ اند و بعضے از ایشاں ہم در فتح مکہ بودہ اند و بعضے از ایشاں ہم در غزوہ تبوک بودہ اند و بعضے از ایشاں ہم در غزوہ حنین بودہ اند و بعضے از ایشاں ہم در غزوہ طائف بودہ اند و بعضے از ایشاں ہم در غزوہ خیبر بودہ اند و بعضے از ایشاں ہم در غزوہ بنی المصطلق بودہ اند و بعضے از ایشاں ہم در غزوہ بنی قریظہ بودہ اند و بعضے از ایشاں ہم در غزوہ احد بودہ اند و بعضے از ایشاں ہم در غزوہ بدر بودہ اند و بعضے از ایشاں ہم در غزوہ بنی سلیم بودہ اند و بعضے از ایشاں ہم در غزوہ بنی کنانہ بودہ اند و بعضے از ایشاں ہم در غزوہ بنی ہوازن بودہ اند و بعضے از ایشاں ہم در غزوہ بنی تمیم بودہ اند و بعضے از ایشاں ہم در غزوہ بنی عامر بودہ اند و بعضے از ایشاں ہم در غزوہ بنی اسد بودہ اند و بعضے از ایشاں ہم در غزوہ بنی غطفان بودہ اند و بعضے از ایشاں ہم در غزوہ بنی ثعلبہ بودہ اند و بعضے از ایشاں ہم در غزوہ بنی جذیمہ بودہ اند و بعضے از ایشاں ہم در غزوہ بنی حارثہ بودہ اند و بعضے از ایشاں ہم در غزوہ بنی عبدالقیس بودہ اند و بعضے از ایشاں ہم در غزوہ بنی عبدالدار بودہ اند و بعضے از ایشاں ہم در غزوہ بنی عبدالاشہل بودہ اند و بعضے از ایشاں ہم در غزوہ بنی عبدالمطلب بودہ اند و بعضے از ایشاں ہم در غزوہ بنی عبدالعزیٰ بودہ اند و بعضے از ایشاں ہم در غزوہ بنی عبدالدار بودہ اند و بعضے از ایشاں ہم در غزوہ بنی عبدالاشہل بودہ اند و بعضے از ایشاں ہم در غزوہ بنی عبدالمطلب بودہ اند و بعضے از ایشاں ہم در غزوہ بنی عبدالعزیٰ بودہ اند

marfat.com

پُرانی چادریں زیبِ تن فرمانا پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال تواضع کی کیفیت پر دلالت کر رہا ہے، اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فقراء اور درویش حضور فخرِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس سنتِ مبارکہ کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔

ارشاد ہے اس حدیث میں ایک طویل قصہ ہے" شارحین فرماتے ہیں کہ تقریباً دو صفحات پر یہ قصہ پھیلا ہوا ہے مگر مختصر طور پر یوں بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا" السلام علیک ورحمۃ اللہ یا رسول اللہ " آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "علیک السلام ورحمۃ اللہ" اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو پرانی چادریں جن میں زعفران لگی ہوئی تھی اور اس کا اثر زائل ہو چکا تھا زیبِ تن فرمائے ہوئے تھے اور دستِ مبارک میں کھجور کی چھڑی تھی اور حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پاؤں پر تشریف فرما تھے یعنی دونوں راتوں کو نیند دلوں سے ملایا ہوا تھا (یہ بیٹھنے کا فقیرانہ انداز ہے) جناب قیدِ فرماتی ہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیبت میں ایسا رعب اور جلال تھا کہ مجھ پر ہیبت اور خوف طاری ہو گیا حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف نظرِ رحمت سے دیکھتے ہوئے ارشاد فرمایا" تجھ پر سکینت یعنی آرام ہو" پس سیدِ الکونین کے اس ارشاد اور توجہ کاملہ کی بدولت فوراً میری کیفیت بدل گئی اور مجھ پر سے وہ خوف جاتا رہا۔ استاذ گرامی منزلت حضرت علامہ مولانا مولوی الحافظ گل فقیر احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا چونکہ متن حدیث کے ساتھ اس واقعہ کا تعلق نہیں تھا اس لئے صاحبِ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو بیان کرنا ترک کر دیا ہوگا۔

حدیث ۱۳/۴۵ حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا بشر بن المفضل عن عبد اللہ بن عثمان بن خثیم عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیکم بالبیاض من الثیاب لیلبسھا احیاءکم وکفنوا فیھا موتاکم فانھا من خیار ثیابکم۔

ترجمہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سیدِ الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا چاہیئے کہ تم سفید لباس پہنو، تمہارے زندہ لوگ سفید کپڑے پہنیں اور اپنے مُردوں کو سفید کپڑے کا ہی کفن دو، کیونکہ یہ تمہارے کپڑوں میں سب سے بہترین (عمدہ) کپڑا ہے۔

maarfat.com

حل لغات

خِیَار ۔ عمدہ ، بہترین ، موزون ،

تشریح ارشاد ہے "چاہیئے کہ تم سفید لباس پہنو" "لِبَاسُ" اسم فعل ہے جس کے معنی "الزموا" کے ہیں، یعنی "چاہیئے" لازم کرو" "اختیار کرو" حضرت علامہ مُلّا علی قاری رحمہ الباری تحریر فرماتے ہیں "ای خذوا معشر الامۃ" اے گروہ امت خوب اس پر عمل کرو۔" ارشاد ہے "تمہارے زندہ لوگ سفید کپڑے پہنیں" حضُور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث شریف میں سفید کپڑوں کے پہننے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ نیز حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو کہ بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہے "قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلیہ ثوب ابیض" فرمایا کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفید کپڑے زیب تن فرمائے تھے" علماءِ اُمت اور علماءِ کرام کے نزدیک بالکل سفید کپڑے پہن کر جمعہ کے دن مساجد میں آنا اور ان مجالس میں حاضر ہونا جن میں ملائکہ رحمت کا نزول ہوتا ہے یعنی قرات قرآن اور ذکرِ الٰہی وغیرہ بہت بہتر ہے۔ عید کے دن اعلیٰ اور قیمتی لباس پہننا اگرچہ وہ سفید نہ بھی انسب ہے۔

حدیث ۱۴/۶۶ حدثنا محمد بن بشار انبانا عبد الرحمٰن بن مهدی حدثنا سفیان عن حبیب بن ابی ثابت عن میمون بن ابی شبیب عن سمرۃ بن جندب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم البسوا البیاض فانها اطهر واطیب وکفنوا فیها موتاکم۔

ترجمہ سمرۃ بن جندب سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ یہ زیادہ ستھرے اور پاک رہتے ہیں اور اسی سے اپنے مُردوں کو کفن پہنایا کرو۔

حل لغات

اَطْهَر ۔ بہت ستھرا۔

اَطْیَب ۔ بہت پاک، صاف، نفیس۔

تشریح ارشاد ہے "کیونکہ یہ زیادہ صاف ستھرے اور پاک رہتے ہیں" جس قدر بھی دوسرے رنگ کے کپڑے ہیں

اسماء الرجال: ۱۴/۶۶ محمد بن بشار، دیکھو حدیث ۳ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

محمد بن عبد الرحمٰن بن مہدی دیکھو حدیث ۳ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

سفیان، دیکھو حدیث ۳ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳

حبیب بن ابی ثابت: ابو یحیی الاسدی الکاہلی الکوفی الاعور ثقہ، صدوق کثیر الارسال والتدلیس، عابد، فقیہ، جلیل القدر تابعی ہے، ان سے ثوری نے روایت کرنا ہے، ان سے سفیان اور ایک جماعت نے روایت کرنا ہے، علم حدیث میں بڑا مرتبہ ہے، ۱۱۹ھ میں فوت ہوا۔

میمون بن ابی شبیب: میمون بن ابی شبیب صحابی نہیں جیسا کہ علامہ زرقانی نے لکھا ہے۔

سمرۃ بن جندب: صحابی مشہور ہیں، ۵۹ھ میں فوت ہوئے۔

صدوق الروایۃ ہے، الحاد سے روایت کرنے والے ہیں، حفظ اور کثرت سے روایت کرنے والے ہیں۔

marfat.com

ان میں سفید رنگ صاف، ستھرا اور عمدہ ہوتا ہے، نیز نسبت دوسرے رنگدار کپڑوں کے اگر سفید کپڑے پر داغ یا دھبہ لگ جائے تو وہ بہت نمایاں نظر آتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ سفید کپڑوں کے استعمال میں تکبر اور غرور وغیرہ میں پیدا نہیں ہوتا بلکہ تواضع اور کسر نفسی کا اظہار ہو جاتا ہے۔

حدیث ۱۵/۶۷ حدثنا أحمد بن منيع انبانا يحيى بن زكريا بن أبي زائدة حدثنا أبي عن مصعب بن شيبة عن صفية بنت شيبة عن عائشة قالت خرج رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ذات غداة وعليه مرط من شعر أسود.

ترجمہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ سید عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن صبح کے وقت باہر تشریف لے گئے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیاہ بالوں والی کملی اوڑھے ہوئے تھے۔

حل لغات ذات غداة۔ صبح کے وقت۔ مرط۔ کملی بالوں کی یا ریشم کی۔
شعر أسود۔ سیاہ بال۔

تشریح ارشاد ہے" اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیاہ بالوں والی کملی اوڑھے ہوئے تھے" مرط یا تو خز یا صوف یا کتان یا سیاہ بالوں سے بنائی جاتی ہے، یہ طویل اور کھلی ہوتی ہے۔ اس حدیث اور دوسری احادیث مبارکہ سے بھی حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کملی اوڑھنا ثابت ہے۔ اسی لئے اکثر فقراء اسلام سیاہ کملی اوڑھ کر اپنے پیارے حبیب لبیب رسول کریم، سید الفقراء والغرباء والمساکین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مطہرہ کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ ایک شاعر نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

شہنشاہ عالم کا بستر تو دیکھو
چٹائی کھجوروں کی کالی کملیا

حدیث ۱۶/۶۸ حدثنا يوسف بن عيسى حدثنا وكيع حدثنا يونس بن أبي إسحق عن أبيه عن الشعبي عن عروة بن المغيرة بن شعبة عن أبيه أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم لبس جبة رومية ضيقة الكمين.

اسماء الرجال پر ایک نظر

۱۵ ابو المنیع بتخ، ۲ لقب محمود ہے دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ۳ یحیی بن زکریا بن ابی زائدۃ ابو سعید الکوفی ہے۔ ۴ ابی یحیی بن زکریا فرماتے ہیں حافظ ہے۔ ۵ مصعب بن شیبۃ۔ ۶ صفیۃ بنت شیبۃ۔ ۷ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ سید عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن صبح کے وقت باہر تشریف لے گئے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیاہ بالوں والی کملی اوڑھے ہوئے تھے۔ ۸ ابی اسحاق السبیعی ابو عبد اللہ عمرو بن عبد اللہ الکوفی۔ ۹ عروۃ بن المغیرۃ بن شعبۃ الثقفی الکوفی۔ ۱۰ المغیرۃ بن شعبۃ بن ابی عامر الثقفی ابو عیسی الکوفی۔ ۱۱ ابیہ المغیرۃ بن شعبۃ۔ ۱۲ ابو عیسی ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۱۳ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

marfat.com

ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رومی جبہ پہنا ہوا تھا، جس کی آستین تنگ تھیں۔

حل لغات جُبَّة۔ چُغہ۔ ضَيِّقَة۔ تنگ۔
الكُمَّيْن۔ آستین۔ اس کا واحد کُم ہے۔

تشریح ارشاد ہے "رومی جبہ پہنا" شارحین نے لکھا ہے کہ یہ رومی جبہ پہننا سفر میں تھا اور یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ سفر غزوۂ تبوک کا تھا، اور رومی اس لئے کہا کہ یہ جُبہ ملک روم کا بنا ہوا تھا اور اکثر روایات میں جیسا کہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے "یہ (جُبہ) شامی تھا" یعنی شام کا بنا ہوا تھا۔ حضرت علامہ الشیخ ابراہیم بن محمد البیجوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

"ولا تناقض لان الشام كانت يومئذ مساكن الروم"

"اس میں کوئی تناقض نہیں ہے کیونکہ شام ان ایام میں روم کا علاقہ تھا"

علمائے کرام فرماتے ہیں:۔

وهذا يدل على ان الاصل في الثياب الطهارة وان كانت من نسج الكفار لانه صلى الله عليه وآله وسلم لم يمتنع من لبسها الخ (المواہب علامہ البیجوری ص۵۶)

یہ حدیث شریف اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ کپڑا فی الحقیقت پاک ہوتا ہے اگرچہ کفار نے ہی کیوں نہ بنایا ہو اس لئے کہ سید الکونین عالم ماکان ومایکون حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے پہننے سے منع نہیں فرمایا" الخ

حضرت علامہ فقیہہ اجل ملا علی قاری رحمہ الباری، جمع الوسائل ص۱۲۳ پر، بحوالہ میرک تحریر فرماتے ہیں:۔

"ومن فوائد الحديث الانتفاع بثياب الكفار حتى يتحقق نجاستها لانه صلى الله عليه وآله وسلم لبس لبجة الرومية"

یعنی حدیث شریف کے فوائد سے ہے کہ جب تک نجاست ثابت نہ ہو جائے کفار کے بُنے ہوئے کپڑوں کو استعمال کیا جا سکتا ہے اسی لئے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روم کا بنا ہوا جُبہ پہنا"

ارشاد ہے "جس کی آستین تنگ تھیں" چونکہ آستین مبارک تنگ تھیں لہٰذا بازوؤں کو وضو کرنے کے وقت آستین سے نکالنے میں دشواری

پیش آتی' اور یہ کیفیت سفر میں تھی۔ المواہب میں الشیخ علامہ ابراہیم بن محمد البجوری المتوفی ۱۲۷۷ھ تحریر فرماتے ہیں :۔

"ویوخذ منہ کما قالہ العلماء ان ضیق الکمین مستحب فی السفر لا فی الحضر والا فکانت اکمام المحب بطحاء ای واسعۃ"

"اس سے یہ مسئلہ اخذ کیا گیا ہے جیسا کہ علماء نے فرمایا ہے کہ سفر میں تو تنگ آستین کا استعمال مستحب ہے مگر حضر میں نہیں اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی آستین تو کشادہ ہوا کرتی تھیں۔"

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ لِبَاسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورا ہوگیا۔

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ عَیْشِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس باب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی مبارک بسر کرنے کا ذکر ہے۔

(اس باب میں دو احادیث ہیں)

حل لغات عَیْش۔ قاموس میں ہے کہ عیش عبارت ہے حیات اور طعام سے "اس کے معنی عمدہ طریق سے رہنا" زندگی بسر کرنا" ایک خاص طریقہ پر زندگی گذارنا" اس کا مصدر عَیْشٌ، مَعَاشًا اور مَعِیْشًا آتا ہے۔

تشریح صاحب شمائل شریف (یعنی اس کتاب) نے اس عنوان کے تحت دو بار یہ باب باندھا ہے۔ ایک تو اس مقام پر اور دوسری جگہ "باب اسماء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کے بعد ذکر کیا ہے" اس باب میں نو احادیث بیان فرمائی ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غذا تناول فرمانے کا بیان ہے اور اس مقام پر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی گذارنے کا مختصر سا تذکرہ ہے جو کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریاضت اور فقر اختیاری پر مشتمل ہے۔ نیز اس باب میں دو احادیث کا ذکر ہے۔

marfat.com

حدیث ۱۶ حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا حماد بن زید عن ایوب عن محمد بن سیرین قال کنا عند ابی ھریرۃ وعلیہ ثوبان ممشقان من کتان فیتمخط فی احدھما فقال بخ بخ یتمخط ابو ھریرۃ فی الکتان لقد رایتنی وانی لاخر فیما بین منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحجرۃ عائشۃ مغشیا علی فیجیئ الجائی فیضع رجلہ علی عنقی یری ان بی جنونا وما بی جنون وما ھو الا الجوع

ترجمہ محمد بن سیرین سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم ابی ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کے پاس تھے اور ان پر دو گیروے رنگ کے دھلے ہوئے کپڑے تھے، یہ دونوں کپڑے کتان یعنی سلی تھے۔ انہوں نے ان دونوں کپڑوں میں سے ایک کے ساتھ اپنے ناک کو صاف کیا۔ پس فرمایا زہے زہے ابوہریرہ آج کتان کے کپڑے سے ناک صاف کر رہا ہے۔ البتہ قسم ہے کہ مجھ پر ایسی حالت گذری ہے کہ میں منبر رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور (ام المؤمنین) عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کے حجرہ (مبارک) کے درمیان بے ہوش پڑا رہتا تھا پس جب گذرنے والا مجھ پر گذرتا تو یہ سمجھ کر کہ میں مجنون ہوں میری گردن پاؤں سے دبا تا حالانکہ مجھے کسی قسم کا جنون نہ تھا۔ بلکہ میری یہ کیفیت تو انتہائی بھوک کی وجہ سے ہوگئی تھی۔

حل لغات ثوبان۔ کپڑے، تثنیہ ہے اس کی جمع ثیاب اور واحد ثوب ہے، ممشقان۔ مُرخ پھول والے، مادہ مشق ہے جس کے معنی گل مُرخ کے ہیں۔ باب تفعیل سے مفعول ہے۔ منقش بھی اس کے معنی آتے ہیں۔ کتان۔ سلی کپڑا، السی کا پودا۔ الکتان، سبزی کا۔ تمخط۔ ناک جھاڑنا، ناک صاف کرنا۔ بخ بخ۔ زہے زہے، یہ جملہ فرحیہ ہے۔ لقد۔ لام تسمیہ ہے یعنی اللہ جل جلالہ کی قسم ہے۔ اخر۔ صیغہ واحد متکلم ہے، میں گر پڑا تھا۔ اس کا مصدر خرّ آتا ہے خرور بھی آتا ہے۔ جنون پاگل پن۔ اذدوقی تکلیف، اس کے معنی مرگی کے بھی آتے ہیں۔

تشریح مندرجہ بالا حدیث میں جناب ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے اپنی اس مسرت اور تنگی رزق کے زمانہ کا تذکرہ کیا ہے اور پھر اپنے اس فراخی رزق اور آسودگی کا ذکر کیا کہ مجھ پر بھوک کی شدت کی وجہ سے بے ہوشی اور بے حسی کی کیفیت طاری ہو جاتی اور مجھ پر گذرنے والے یوں سمجھتے کہ گویا مجھے مرگی کا مرض لاحق ہو گیا ہے اور اب آسودگی اور فراخی کا یہ حال ہے کہ کتان کے قیمتی کپڑوں سے میں ناک صاف کرتا ہوں۔ جناب ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کے اس ارشاد کہ "میں منبر رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور (ام المؤمنین) عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کے حجرہ (مبارک) کے درمیان بے ہوش پڑا رہتا تھا" شارحین نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ

marfat.com

علیہ وآلہ وسلم کی آمد و رفت اسی مقام پر تھی اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کمال درجے کی رحمت اور شفقت فرماتے تھے لہٰذا یہ کیسے ممکن تھا کہ حضور مومنوں پر رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرہ مبارک اور منبر شریف کے درمیان ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اس حال میں بھوکا پڑا ہوا دیکھتے، مگر واقعہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خود بنفس نفیس زندگی مبارک اسی طرح عسرت کی تھی۔ اگر جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فراغی ہوتی تو کبھی بھی جناب ابوہریرہ کو اس حالت میں نہ رہنے دیتے۔ حضرت علامہ ابراہیم بن محمد البجوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"وانما ذکر ھذا الحدیث فی باب عیشہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لانہ دل علی ضیق عیشہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بواسطۃ ان کمال کرمہ ورافتہ یوجب انہ لو کان عندہ شیئ لما ترک ابا ھریرۃ جائعا حتی وصل بہ الحال الی سقوطہ من شدۃ الجوع" (المواہب اللدنیہ ۵۸)

جناب شارح شمائل قاضی محمد عاقل بن شیخ محمد خاکی صاحب شرح علامۃ المتعلمین میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"تعلق ایں حدیث بعنوان باب آنست کہ افتادن ابوہریرہ از سبب گرسنگی پیش در خانہ حضرت و پیش منبر و اتما آمدو رفت حضرت در انجا بود، دلالت دارد بر ضیق و تنگی معاش حضرت، زیرا کہ مقتضی کمال کرم و شفقت او بر صحابہ آں بود کہ اگر آں سرور را وسعت معاش بودے ابوہریرہ را بایں حال نگذاشتے البتہ بروئے انفاق ایثار می کردے"

حضرت الامام المحدث الشیخ عبدالرؤف المناوی المصری المتوفی ۱۰۳۱ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:۔

"وقد جمع اللہ لحبیبہ بین مقام الفقیر الصابر والغنی الشاکر علی اتم الوجوہ فکان سید الفقراء الصابرین والاغنیاء الشاکرین۔"

اور یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ مقام رفیع انتہائی کمال وجوہ کے ساتھ عطا فرمایا تھا جو کہ ایک صبر کرنے والے فقیر اور شکر ادا کرنے والے غنی کو نصیب ہوتا ہے اسی لئے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید الفقراء الصابرین اور سید الاغنیاء الشاکرین تھے۔

نیز فرمایا:۔

marfat.com

تحصل له من الصبر علی الفقر مالم یحصل لاحد سواه ومن الشکر علی الغنی مالم یقتدر علیه غیره " الخ

"اسی لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ مقام حاصل ہوگیا جو حالت فقر میں صبر کرتے ہوئے دوسرا کوئی بھی حاصل نہ کرسکا اور حالت غنا میں شکر ادا کرنے والے کی حیثیت سے سوائے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی دوسرا قدرت نہ پاسکا"

ارشاد ہے۔ بَخٍ بَخٍ یعنی زَہے زَہے۔ یہ جملہ فرح اور خوشحالی کے وقت کہا جاتا ہے اور تکرار "نشاط یعنی خوشی کے لئے ہے۔ اس میں مبالغہ بھی پایا جاتا ہے۔ یعنی واہ واہ، سبحان اللہ!

ارشاد ہے "میری گردن پاؤں سے دبانا" عرب میں یہ بات کہی جاتی کہ جب کسی مرگی والے کو مرگی کا دورہ پڑتا تو اس کی گردن کے اعصاب کو زور زور سے دباتے تو اسے آرام آجاتا۔ چنانچہ جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسی کیفیت کو بیان کیا ہے۔

حدیث ۲ حدثنا قتیبة حدثنا جعفر بن سلیمان الضبعی عن مالك بن دینار قال ماشبع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم من خبز قط ولا لحم الا علی صفف قال مالك سألت رجلا من اهل البادیة ما الصفف فقال ان یتناول مع الناس۔

ترجمہ مالک بن دینار سے روایت ہے کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ہرگز) روٹی اور نہ ہی گوشت شکم سیر ہو کر اکیلے (نہیں) کھایا مگر لوگوں کے ساتھ۔ مالک نے کہا کہ میں نے ایک دیہاتی سے صَفَف کے معنی پوچھے تو اس نے کہا کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ لوگوں کے ساتھ مل کر تناول کرنا۔

حل لغات شَبِعَ۔ سیر ہونا، پیٹ بھر کر کھانا۔ قَطّ۔ ہرگز۔ خُبز۔ روٹی۔ صَفَف۔ لوگوں کے ساتھ مل کر کھانا۔ بعض نے کہا صَفَفٌ یہ ہے کھانا کھانے والوں کے برابر ہو۔

تشریح اس حدیث میں صحابی کا ذکر نہیں ہے اور مالک بن دینار تابعی ہے جو کہ روایت کر رہا ہے لہذا یہ حدیث "مرسل" ہے۔ شارحین فرماتے ہیں کہ جہاں پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیٹ بھر کر کھانے کا ذکر ہے اس سے مراد اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو تہائی پیٹ بھر کر کھانا تناول فرماتے۔ حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری

اسماء الرجال

قتیبہ۔ رجیم عبرت حاصل کرنے والا۔ یہ بخاری و مسلم کے استاد ہیں۔ جعفر بن سلیمان الضبعی۔ ضبعی قبیلہ کی طرف نسبت ہے۔ یہ بھی بخاری و مسلم کے استاد ہیں۔ مالک بن دینار۔ تابعی ہیں۔ بادیہ۔ دیہات۔ رجلا۔ ایک شخص۔

marfat.com

تحریر فرماتے ہیں :۔

"المراد بالاشبع لہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکلہ ملئ شلثی بطنہ فانہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لم یاکل ملئ البطن قط "

حضرت محمد عاقل صاحب فرماتے ہیں :۔

"حاصل آنست کہ طعام تنہا نمی خورد' بلکہ با مردم می خورد "

یعنی اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکیلے کھانا تناول نہیں فرماتے تھے بلکہ تمام حضرات کے ساتھ کھانا نوش فرماتے۔"

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ عَیْشِ رَسُوْلِ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورا ہوگیا۔

marfat.com

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ خُفِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

یہ باب حضور سید الکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موزہ کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں دو احادیث ہیں)

حل لغات خُفّ کے معروف معنی ہیں وھو مایستر الرجل الی الکعبین یعنی ٹخنوں سمیت پاؤں کو ڈھانپنا ہیں اور اس کی جمع خفاف آتی ہے۔

تشریح اس باب میں حضور سراپا نور، شفیع الامم، رحمۃ اللعالمین، احمد مجتبیٰ حضرت سیدنا ومولینا ومعلینا ومأوینا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موزے پہننا، موزہ پہننے کے بعد ان پر مسح کرنا اور پہننے سے پہلے ان کو جھاڑنے کا بیان ہے۔

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کے ذکر میں طبرانی نے اوسط میں ذکر کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن حاجت کیلئے جنگل تشریف لے گئے اور وضو کیا۔

ولبس خفہ فجاء طائر اخضر فاخذ الخف الآخر فارتفع بہ ثم القاہ فخرج منہ اسود سالخ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھذہ کرامۃ اکرمنی اللہ بھا اللھم انی اعوذ بک من شر من یمشی علی بطنہ ومن شر علی

اور وضو کرنے کے بعد ایک موزہ پہنا، اسی اثنا میں ایک سبز پرندہ آیا اور دوسرے موزے کو اٹھا کر بلند کیا اور الٹ دیا تو اس سے ایک سیاہ سانپ نکلا، پس سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ معجزہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے اس سے نوازا ہے، اے اللہ میں جلالہ،

marfat.com

رجلیہ ومن شر من یمشی علی اربع۔

میں اس کاٹنے والے کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو پیٹ کے بل چلتا ہے اور اس کے شر سے جو دو پاؤں پر چلتا ہے اور اس کے شر سے بھی جو چار پاؤں پر چلتا ہے۔

ایک دوسری روایت ہے جس میں ابی امامہ فرماتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موزے منگوائے، ان میں سے ایک پہنا، اسی اثنا میں ایک کوا آیا دوسرا موزہ اُٹھا کر لے گیا اور پھر اسے اُلٹ دیا تو اس میں سے سانپ نکلا۔ سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، بحوالہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے تو اسے چاہیئے کہ جب تک دونوں موزوں کو جھاڑ نہ لے نہ پہنے۔

حدیث ۱۰۷ حدثنا هناد بن السری حدثنا وکیع عن دلهم بن صالح عن حجیر بن عبد الله عن ابن بریدة عن ابیه ان النجاشی اهدی للنبی صلی الله علیه وآله وسلم خفین اسودین ساذجین فلبسهما ثم توضأ ومسح علیهما۔

ترجمہ بریدۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نجاشی نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں تحفۃً دو موزے سیاہ رنگ کے بھیجے تھے جو کہ صرف سیاہ رنگ کے ہی تھے۔ پھر ان دونوں کو پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہن کر وضو فرمایا اور ان پر مسح کیا۔

حل لغات "ساذجین" بالکل سادہ سیاہ رنگ کے، یہ تثنیہ ہے اس کا واحد ساذج آتا ہے جس کے معنی "بغیر نقش ونگار" "سادہ" "ایک ہی رنگ والا" کے ہیں۔ علامہ ابجوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں "ولم اجدها فی کتب اللغة ولا فی روایت المصنفین فی غریب الحدیث ذکروها"

تشریح "نجاشی" ان دنوں حبشہ کے بادشاہ کو نجاشی، فارس کے بادشاہ کو کسریٰ، روم کے بادشاہ کو قیصر، مصر کے بادشاہ کو عزیز، ترک کے بادشاہ کو خاقان، یمن کے بادشاہ کو تبع کہتے تھے، نجاشی کا نام اصحمۃ تھا۔ جن بادشاہوں کو حضور سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بذریعہ خطوط اسلام کی دعوت دی تھی یہ بھی ان میں سے ایک تھے، ان کی طرف عمرو بن امیۃ الضمری مکتوب مبارک لے کر گئے تھے۔ حضرت علامہ احمد عبدالجواد الدومی مصری اپنی تالیف الاتحافات الربانیہ بشرح الشمائل المحمدیہ کے ص۱۱۹

marfat.com

پر تحریر فرماتے ہیں :۔

فاسلم سنة ست على قول الاكثر ومات سنة تسع من الهجرة على ما صرح به العسقلاني "

یعنی "اکثر علماء کے ارشادات کے مطابق نجاشی ۶ھ میں مسلمان ہوا اور ۹ھ میں فوت ہوا جیسا کہ علامہ عسقلانی نے تصریح کی ہے۔"

حضرت علامہ الشیخ ابراہیم بن محمد الیجوری المتوفی ۱۲۷۶ھ المواہب اللدنیہ ص۹۹ پر رقمطراز ہیں :۔

" ولما مات اخبر هم النبي صلى الله عليه وآله وسلم بموته يوم موته وخرج بهم وصلى عليه وصلوا معه "

یعنی "اور جس دن نجاشی فوت ہوئے تو حضور سراپا نور مخبر صادق عالم ما کان وما یکون حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی دن اس کی موت کی صحابہ کرام کو خبر دی اور مدینہ مبارک سے باہر تشریف لے جا کر صحابہ کرام کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی "

یہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحب علم غیب ہونے کا عظیم معجزہ ہے۔ ذلك فضل الله يوتيه من يشاء۔

علماء احناف کے نزدیک غائبانہ نماز جنازہ پڑھنی اور پڑھانا حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاصہ ہے اور کسی کے لئے بھی جائز نہیں، جیسا کہ کتب فقہ حنفی میں مذکور ہے۔ نجاشی نے یہ موزے ہدیۃً بھیجے تھے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے از روئے تالیف قلب وتلطف فی المعاملہ کے قبول فرمالئے۔

ارشاد ہے" پھر ان دونوں کو پہن کر وضو فرمایا اور ان پر مسح کیا" موزوں پر مسح کے متعلق تقریباً تیس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی احادیث وارد ہیں، ائمہ اربعہ کے نزدیک موزوں پر مسح جائز ہے، امام ہمام امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک توسع تخیین علامت اہل سنت میں داخل ہے، فرماتے ہیں" ومسح على الخفين في السفر والحضر" اور ہم تو موزوں پر سفر وحضر میں مسح کرتے ہیں، مقیم کے لئے مسح کی مدت حدث کے وقت سے ایک دن اور ایک رات ہے اور مسافر کو تین دن اور تین رات، یعنی اگر ایک شخص نے ظہر کو وضو کر کے موزے پہنے، اس کے بعد اس کو عصر کے وقت حدث ہوا تو اب مدت مسح عصر کے وقت سے لی جائے گی۔ ہر چیز وضو کو توڑنے کا باعث ہے وہی مسح کو بھی توڑتی ہے، نیز موزے سے ایک پیر کا نکال لینا بھی مسح کو توڑ دیتا ہے۔ ہاتھ کی تین انگلی کے برابر موزے پر مسح کرنا فرض ہے اس سے زیادہ فرض نہیں، مسح میں نیت وغیرہ نہیں ہے۔

marfat.com

اگر موزہ چھوٹی تین انگلی کے برابر پھٹ جائے اور چلتے وقت یہ تین انگلیاں موزہ سے باہر نکل آئیں تو مسح جائز نہیں، سوت وغیرہ کی جراب پر مسح جائز نہیں۔

حدیث ۲/۶۲ حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا یحیٰی بن زکریا بن ابی زائدہ عن الحسن بن عیاش عن ابی اسحٰق عن الشعبی قال قال المغیرۃ بن شعبۃ اھدیٰ دحیۃ النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم خفین فلبسھما وقال اسرائیل عن جابر عن عامر وجبۃ فلبسھما حتی تخرقا لا یدری النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اذکی ھما ام لا قال ابوعیسیٰ ھذا ھو ابو اسحٰق الشیبانی واسمہ سلیمان۔

ترجمہ مغیرہ بن شعبہ فرماتے ہیں کہ دحیہ (کلبی)، نے سید دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں دو موزے تحفتہً پیش کئے۔ آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان دونوں کو پہنا، نیز اسرائیل جابر سے اور جابر عامر سے روایت کرتے ہیں کہ موزوں کے علاوہ جُبّہ بھی تھا۔ حضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کو پہنا، یہاں تک کہ وہ دونوں پھٹ گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ تحقیق نہیں فرمائی کہ یہ دونوں موزے مذبوح جانور کی کھال کے تھے یا غیر مذبوح کے، ابوعیسیٰ نے کہا کہ یہ ابواسحٰق شیبانی ہے اور اس کا نام سلیمان ہے۔

حل لغات تَخَرَّقَا۔ وہ دونوں موزے پھٹ گئے۔ خَرَقٌ مصدر ہے جس کے معنی پھٹ جانا کے ہیں۔

تشریح جناب دحیہ کلبی حضور سرِ پا نور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مشہور و معروف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ایک معروف بزرگ صحابی ہیں، آپ بنی کلب سے تعلق رکھتے ہیں۔ تاریخ اور سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ جناب وحیہ کلبی کو اللہ تعالیٰ نے بہت ہی حسن و جمال عطا فرمایا تھا۔ روایات میں آتا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بسا اوقات انہی کی شکل میں حضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے، سوائے غزوۂ بدر کے تمام غزوات میں شریک ہوئے، ارشاد ہے "حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ تحقیق نہیں فرمائی کہ یہ دونوں موزے مذبوح جانور کی کھال کے تھے یا غیر مذبوح کے" علماء احناف کے نزدیک دباغت کے بعد مذبوح یا غیر مذبوح جانور کی کھال کا استعمال جائز ہو جاتا

اسماء الرجال
عبداللہ بن سعید، دیکھو ص ۱۰۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
حاشیہ ۱ ۔۔۔ دیکھو ص ۱۰۱ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
حاشیہ ۲ ۔۔۔ الحسن بن عیاش الاسدی ہے، امام نسائی نے ان کو ثقہ کہا ہے، امام احمد نے ان سے تحریر کیا ہے، امام ابن حبان نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے، الحافظ الزین العراقی نے الحسن بن عیاش کو ثقہ کہا ہے، امام ترمذی کے نزدیک حسن بن عیاش کی موت اس ایک موت کے علاوہ ہے جس کو امام بخاری نے ذکر کیا ہے، اور کوئی محدث نہیں ہے جو اس کی عدالت کا قائل نہ ہو، (تہذیب التہذیب، الجزء الثانی، صفحہ ۲۷۵)
حاشیہ ۳ ۔۔۔ دیکھو ص ۱۰۱ باب ما جاء فی صفۃ النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم
حاشیہ ۴ ۔۔۔ ابواسحٰق الشیبانی، دیکھو ص ۱۰۱ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
حاشیہ ۵ ۔۔۔ الشعبی، دیکھو ص ۱۰۱ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

marfat.com

ہے' یہ مسئلہ کافی احادیث سے ثابت ہے۔ ان میں سے ایک یہ روایت ہے۔ ابوداؤد نے سند صحیح کے ساتھ ابن عباس سے اور انہوں نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ ہماری ایک آزاد کردہ لونڈی کو کسی نے بکری صدقہ میں دی' وہ بکری مرگئی' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر گذرے تو ارشاد فرمایا کہ تم نے اس کی کھال کو کیوں دباغت نہیں کیا۔ انہوں نے عرض کیا یارسول علیک الصلوٰۃ والسلام وہ مُردہ ہے' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کا تو کھانا حرام کیا گیا ہے نہ کہ کھال کا دباغت کرنا (نورالہدایہ شرح وقایہ ص۴۸)

صاحب ترمذی ابوعیسےٰ فرماتے ہیں کہ یہ "ابواسحاق الشیبانی ہے اور اس کا نام سلیمان ہے" یعنی یہ صاحب ابواسحاق السبیعی نہیں ہیں۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ خُفَّیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورا ہوگیا۔

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب ما جاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ باب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاپوش مبارک کے ذکر میں ہے ۔

(اس باب میں گیارہ احادیث ہیں)

حل لغات نعل۔ جوتا، کفش، پاپوش۔ ما وقیت بہ القدم عن الارض، وہ چیز جس سے قدم کو زمین پر لگنے سے بچایا جائے ۔

تشریح اس باب میں حضور رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین، صاحب قاب قوسین او ادنیٰ، احمد مجتبیٰ جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاپوش مبارک کا ذکر ہے کہ وہ بیچ سے باریک اور پتلی، ایڑی دار، اور زبان کی شکل کی طرح تھی۔ داہنی جانب سے جوتا مبارک پہنتے، دونوں جوتے پہنتے، اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس آنحضور سرور عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوتے مبارک محفوظ تھے جن کی زیارت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین اور دیگر اصحاب کرتے ۔

علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں " آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خاص قسم کا جوتا بھی پہنا جسے تاسومہ کہا جاتا تھا "

marfat.com

حدیث ۱۰ حدثنا محمد بن بشار حدثنا ابوداؤد حدثنا همام عن قتادة قلت لانس بن مالك كيف كان نعل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال لهما قبالان.

ترجمہ قتادہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک سے پوچھا کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاپوش مبارک کیسے تھا' تو انہوں نے فرمایا کہ ہر ایک کفش مبارک میں دو تسمے تھے۔

حل لغات نَعْلٌ۔ جوتا دینا۔ جانور کے پاؤں کو نعل لگانا۔ نَعْلٌ۔ جوتا۔ اِقبَال۔ تسمہ، جیب نعل کے ساتھ آنے والے تسمے کا نام مراد ہے۔ عرب لوگ کہتے ہیں۔ اَقْبَلَ نَعْلَهُ یا قَابَلَ نَعْلَهُ 'اپنی جوتی میں تسمہ لگایا۔

تشریح اس نقرہ سے کہ "حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاپوش مبارک کیسے تھے" صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ علیہم اجمعین کا نبی کریم' رسولِ عظیم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت فرمان برداری' محبت اور عشق کا کتنا پیارا والہانہ جذبہ کارفرما نظر آرہا ہے کہ وہ اپنی زندگی کے کسی بھی پہلو میں اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتے' دنیا اور آخرت کی کامیابی اور سرخروئی کا راز اسی میں مضمر سمجھتے تھے اور اسی ایک بات پر یقین کامل رکھتے تھے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدوم میمنت لزوم کے نیچے اور انہی مقدس جوتوں کے صدقہ ہی میں نجات اور بخشش ہے۔ "اللھم ارزقنا اتباعہ آمین بحرمت وبجاہ نبی روف رحیم"

"ہر ایک کفش مبارک" کا ترجمہ شیخ المحدثین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق کیا گیا ہے' وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں "ان نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان لھا قبالان بالا فراد" یعنی یہ کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر ایک پاپوش مبارک کے دو تسمے تھے (مجمع الوسائل ص۱۲۵)

ارشاد ہے "ہر کفش مبارک میں دو تسمے تھے" یعنی ایک تسمہ انگوٹھہ اور اس کے ساتھ والی انگلی میں تھا اور دوسرا تسمہ درمیان کی انگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی میں ہوتا تھا۔ حضرت علامہ ابجوری المواہب اللدنیہ میں تحریر فرماتے ہیں "وکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یضع احد القبالین بین الابہام والتی تلیھا والاخر بین الوسطی والتی تلیھا"

marfat.com

حدیث ۲ حدثنا ابوکریب محمد[1] بن العلاء حدثنا وکیع[2] عن سفیان[3] عن خالد[4] الحذاء عن عبد[5] اللہ بن الحارث عن ابن[6] عباس قال کان لنعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبالان مشنی شراکھما۔

ترجمہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلِ مبارک کے دو تسمے جو پشت قدم پر پڑتے تھے دوہرے تھے۔

حل لغات مشنی۔ دوہرے۔
شراک۔ بالکسر جوتے کا تسمہ جو پشت قدم پر پڑتا ہے۔

تشریح ارشاد ہے "دو تسمے جو پشت قدم پر پڑتے تھے دوہرے تھے" یعنی یہ تسمے مضبوط اور تنگ تھے تاکہ پاپوش مبارک پاؤں میں مضبوط جما رہے اور پاؤں جوتے سے باہر نہ نکل سکے۔ یہاں پر مثنیٰ مفعول واقع ہے یعنی ہر ہر تسمہ میں دو دو تسمے تھے۔ گویا ہر تسمہ دوہرا تھا۔

حدیث ۳ حدثنا احمد[1] بن منیع و یعقوب[2] بن ابراھیم حدثنا ابو احمد[3] الزبیری حدثنا عیسیٰ[4] بن طھمان قال اخرج الینا انس[5] بن مالک نعلین جردا ویبن لھما قبالان قال فحدثنی ثابت بعد عن انس انھما کانتا نعلی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ترجمہ عیسیٰ بن طہمان فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو پاپوش مبارک جن پر بال نہ تھے ہمارے لئے نکالیں۔ ہر ایک پر دو دو تسمے تھے، فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ثابت نے مجھے بتایا کہ یہ دونوں نعلین پاک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے۔

حل لغات جردین۔ وہ جوتے جن پر بال نہ رہے ہوں۔
الجرد۔ بغیر نباتات والی جگہ

تشریح اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اسماء الرجال حدیث ۲
۱ ابوکریب محمد بن العلاء کے لئے دیکھو ص ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۲ وکیع دیکھو صفحہ ۱۰ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۳ سفیان دیکھو صفحہ ۱۰ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
۴ خالد الحذاء۔ امام ثقہ اور حافظ الحدیث ہے۔ جلیل القدر تابعی ہے۔ کثیر الحدیث اور واسع العلم ہے۔ خرج لہ الجماعۃ۔ الحذاء کے معنی پاپوش کے دوز یعنی موچی کے ہیں کیونکہ موچی جوتیوں کے ساتھ ان کی مرمت بھی کرتے ہیں۔ بکثرت بازار میں جوتیوں کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے اور بغرض تجارت بھی بیٹھ جایا کرتے تھے اسی وجہ سے مشہور ہو گئے۔ آپ بصری تابعی ہیں۔ ان کا سال وفات ۱۴۱ھ ہے۔
۵ عبداللہ بن الحارث۔ ان کے لئے دیکھو ص ۱۰ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۶ ابن عباس دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

marfat.com

کے لباس اور دیگر پہناوے کو محفوظ رکھتے' ان کی زیارت کرواتے' اور ان سے تیمن و تبرک اور شفاء حاصل کرتے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چند ملبوسات تھے۔ بخاری و مسلم میں حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اَخْرَجَتْ اِلَيْنَا عَائِشَةُ كِسَاءً مُلَبَّدًا وَاِزَارًا فَلَيظًا فَقَالَتْ قُبِضَ رُوحُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فِي هٰذَيْنِ۔ جناب عائشہ صدیقہ نے ایک کملی جس پر بہت زیادہ پیوند لگے ہوئے تھے اور ایک موٹا تہبند نکال کر ہمیں بتایا اور فرمایا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان دونوں میں وصال فرمایا تھا۔ بخاری شریف میں ہے کہ ایک عورت حضور سید الکائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک چادر لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میں نے اسے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے، آپ خود بنفس نفیس اسے پہنیں۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسے لے لیا اور پھر اس کی تہبند باندھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے پاس تشریف لائے۔ صحابہ کرام میں سے ایک صاحب نے دیکھ کر عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے پہنا دیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بہت اچھا' آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کچھ دیر مجلس میں تشریف فرما ہونے کے بعد چلے گئے اور پھر اس چادر کو لپیٹ کر واپس آئے اور اس صحابی کو بھیج دی جس نے وہ مانگی تھی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس صحابی کو کہا کہ تو نے یہ چادر مانگ کر کچھ اچھا کام نہیں کیا حالانکہ تجھے علم ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کسی ایک کا بھی سوال رد نہیں فرماتے، اس صحابی نے ان کو جواب دیا۔ وَاللّٰهِ مَا سَئَلْتُهَا اِلَّا لِتَكُوْنَ كَفَنِيْ يَوْمَ اَمُوْتُ مجھے اللہ جل جلالہٗ کی قسم! کہ یہ سوال تو میں نے صرف اس لئے کیا ہے کہ میرے مرنے پر یہ چادر جو کہ حضور رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جسم انور' اطہر اور مقدس کے ساتھ لگ چکی ہے میرا کفن بنے۔ جناب سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہی بردہ پاک اس کا کفن بنا۔ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور سید عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تین بال مبارک ملے تھے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو وصیت فرمائی کہ ایک موئے مبارک میری داہنی آنکھ پر' دوسرا موئے مبارک میری بائیں آنکھ پر اور تیسرا موئے مبارک میرے منہ پر میرے مرنے کے بعد رکھ دینا' جناب ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو کہا کہ آپ اپنے بدن مبارک کی وہ جگہ مجھے بتائیں جس جگہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے چوما تھا' حضرت امام حسن علیہ السلام نے اپنی ناف مبارک ان کو بتائی تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے تبرکاً وہاں بوسہ دیا۔ جناب ثابت البنانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ کو اس وقت تک نہ چھوڑتے جب تک کہ اس کو بوسہ نہ دے لیتے اور فرماتے :۔

marfat.com

"یدہ مست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"

"یہ وہ ہاتھ ہے جس کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھوا ہے۔"

حضرت ابو عبداللہ فرماتے ہیں کہ میرے دادا کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لحاف تھا۔ جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ بنے تو انہوں نے میرے والد کو کہلا بھیجا کہ مجھے اس لحاف کی زیارت کروائیں چنانچہ میرے دادا اس لحاف کو چمڑے میں لپیٹ کر لائے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس لحاف کو اپنے چہرے پر خوب ملا۔ (تاریخ صغیر امام بخاری)

جناب اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جُبّہ مُبارک تھا۔ مُسلم شریف میں ہے:

"قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَلْبَسُهَا فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضٰى يُسْتَشْفٰى بِهَا"

فرماتی ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس جُبہ مبارک کو پہنا کرتے تھے ہم اس کو دھو کر بغرض شفا بیماروں کو پلاتے ہیں اور شفا ہو جاتی ہے۔

شفا شریف میں ہے کہ امام ابن مامون فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیالوں میں سے ایک پیالہ ہمارے پاس تھا۔

"فَكُنَّا نَجْعَلُ فِيْهَا الْمَآءَ لِلْمَرْضٰى فَيَسْتَشْفُوْنَ بِهَا"

ہم اس پیالے میں پانی ڈال کر بیماروں کو پلاتے تو اس پانی سے بیمار صحت یاب ہو جاتے۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

حدیث ۴۶ حدثنا اسحٰق بن موسی الانصاری قال حدثنا معن قال حدثنا مالك حدثنا سعید بن ابی سعید المقبری عن عبید بن جریج انه قال لابن عمر رایتك تلبس النعال السبتیة قال انی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یلبس النعال التی لیس فیها شعر ویتوضأ فیها فانا احب ان البسها.

ترجمہ عبید بن جریج سے روایت ہے یہ کہ انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ آپ گائے کے چمڑہ کا وہ جُوتہ پہنتے ہیں جو کہ دباغت شدہ بغیر بالوں کے ہوتا ہے۔ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ یقیناً میں نے حضور اکرم

اسماء الرجال شرح پر

۱ یحییٰ بن یحییٰ بن بکیر الانصاری۔ کبھی حرف یا باب فی تنزیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱۲

۲ معن۔ کبھی حرف یا باب ما جاء فی تنزیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱۲

۳ مالک۔ کبھی حرف یا باب ما جاء فی تنزیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱۲

۴ سعید بن عبید القبری ان کا نام کیسان ہے تقریبی کی زینت اس لئے کی جاتی ہے کہ آپ زیارت ہی زیادہ تر مقابر کی زیارت کرتا تھا۔ اور لقب ثقہ ہے کثیر الروایۃ ہے۔ امام احمد نے فرمایا: ہے لا بأس به لکنه اختلط قبل موته بثلاث سنین ۱۲۳ھ

خرجه الجماعة۔ میراث ترمذی۔

۵ عبید بن جریج۔ اخرج حدیثه الشیخان وغیرهما۔ مدنی تابعی ہے۔

marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے جوتے پہنے دیکھا ہے جس پر بال نہ تھے اور ان میں وضو فرماتے، لہٰذا میں اس بات کو بہت پسند کرتا ہوں کہ اس طرح کے جوتے پہنوں۔

حل لغات اَلسِّبْتِیَّۃ۔ اَلسِّبت سے ہے جس کے معنی پکائی ہوئی کھال، ننگی یا دباغت دی ہوئی کھال کے ہیں صاحب لغات الحدیث لکھتے ہیں "بہ کسرہ سین" گائے کی کھال جو دباغت کی گئی ہو جس سے جوتے بناتے ہیں، اس کو سبت اس وجہ سے کہا کہ اس کے بال دور کئے جاتے ہیں، بعض نے کہا کہ اس وجہ سے کہ وہ دباغت کی وجہ سے نرم ہو جاتی ہے۔

تشریح ارشاد ہے "کہ میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ آپ گائے کے چمڑہ کا وہ جوتا پہنتے ہیں جو دباغت شدہ بغیر بالوں کے ہوتا ہے" حضرت علامہ مولینا مولوی محمد عاقل صاحب بن محمد فدا کی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شرح حلاوۃ المتعلمین میں تحریر فرماتے ہیں۔

"شیخ ابن حجر گفتہ است بکسر سین، عبارت است از پوست گاؤ کہ دباغت کردہ شود اور اَمطلقا خواہ قرط و خواہ بغیر قرط، و قرط عبارت است از برگ خاردار، پس حاصل آنست کہ می پرسش تو نعلہائے موئے وایں عادت تو اگر ان است، تو موافقت ایشاں چرا می کنی حکمت آں چیست"

یعنی شیخ ابن حجر نے کہا کہ (سبت) بکسر سین، گائے کے اس پوست کو کہتے ہیں جو کہ دباغت کیا گیا ہو خواہ قرط کے ساتھ یا بغیر قرط کے، اور قرط اس پتے کو کہتے ہیں جس پر کانٹے ہوں پس اس فقرہ کا یہ مطلب ہوا کہ اے ابن عمر رضی اللہ عنہ آپ بغیر بالوں کے جوتا پہنتے ہیں، حالانکہ یہ مالدار لوگوں کی عادت ہے آپ ان کی موافقت کیوں کرتے ہیں، اس میں کیا حکمت ہے؟"

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جواباً ارشاد فرمایا میں اس لئے اس قسم کا جوتہ پہنتا ہوں کہ یقیناً میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے جوتے پہنتے دیکھا ہے جن پر بال نہ تھے، لہٰذا میں اس بات کو بہت پسند کرتا ہوں کہ اسی طرح کے جوتے پہنوں" سبحان اللہ! حضرات گرامی منزلت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اطاعت، اتباع اور محبت نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا عالم ہے جس صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس لباس میں دیکھا وہی پہننا شروع کر دیا

marfat.com

چونکہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بغیر بالوں کے جوتا پہنتے دیکھا تو ویسے ہی جوتا حضور نبی کریم رسول امین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں نہ خواہش نفس کی اتباع میں پہنا اگر کسی دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ نے بالوں والا جوتا پہنتے دیکھا تو انہوں نے وہ جوتا پہنا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم کمترین پرداران حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت، اتباع اور محبت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ اور ان میں وضو فرما لیتے" کا یہ مطلب بیان فرمایا ہے کہ سرور عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں مبارک وضو کے پانی سے تر بتر ہوتے اور جوتا مبارک پہن لیتے۔ جناب مولینا مولوی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"یعنی پائے تر دراں نعلہای انداخت" "یعنی گیلے پاؤں ہی ان جوتیوں میں ڈال لیتے"

علامہ النووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"معناہ انہ یتوضاء ویلبسہا بعد ورجلان رطبان" "اس کا یہ معنی ہے کہ وضو فرما لیتے پھر جوتے پہنتے اس حال میں کہ پاؤں تر ہوتے"

محدث کبیر حضرت استاذ محترم صاحبزادہ الحافظ علی احمد جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ جوتا ضرور پہننا چاہیئے سوائے مقبرہ اور مسجد کے، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "مقبرہ میں جوتا پہن کر پھرنا مکروہ ہے" "وقال احمد یکرہ لبسہا فی المقابر" (رجع الوسائل) حضرت علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:۔ "ومن صریح الایمان محبۃ ماکان المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یحبہ واتباع ماکان یفعلہ حتی المأکول والمشروب والملبوس"

حدیث ۳۵ حدثنا اسحٰق بن منصور حدثنا عبدالرزاق عن معمر عن ابی ذئب عن صالح مولی التوأمۃ عن ابی ہریرۃ قال کان لنعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبالان۔

ترجمہ ابی ہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر ایک کفش مبارک میں دو تسمے تھے۔

دیکھئے حدیث شریف ۴۳ باب ہذا کی تشریح وحل لغات

marfat.com

حدیث ۲۸ حدثنا احمد بن منیع حدثنا ابو احمد حدثنا سفیان عن السدی حدثنی من سمع عمرو بن حریث یقول رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصلی فی نعلین مخصوفتین.

ترجمہ عمرو بن حریث فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی جوتوں میں نماز پڑھ رہے تھے جن کو پیوند لگے ہوئے تھے۔

حل لغات مخصوفتین: خصف سے ہے جس کے معنی ہوتے پر اور چمڑا چپکانا سینا' ٹانکنا اور جمانا ہے۔ صاحب الاتحافات الربانیہ الشیخ احمد عبدالجواد الدمی مصری فرماتے ہیں کہ المخصوفتان کے معنی المخروزتان ہے یعنی "سئال (آر) سے سیئے ہوئے" نیز فرماتے ہیں کہ المخصوفتان کے معنی المرقعتان بھی ہیں جس کے معنی "پیوند لگے ہوئے" کے ہیں۔

تشریح اگرچہ یہ سند حدیث مجہول ہے مگر دوسری اسی قسم کی روایات موجود ہیں جو اس کی تصحیح کا باعث ہیں، جناب عروۃ روایت کرتے ہیں کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یخیط ثوبہ ویخصف نعلہ' اپنے کپڑے خود سی لیتے اور اپنے جوتے کو خود پیوند لگا لیتے اور شرح میں ہے کہ خصف سے مراد پیوند لگانا ہے و فی شرح ان المراد بہ المرقعتہ، اخرجہ ابن حبان والحاکم۔ ارشاد ہے "جوتیوں میں نماز پڑھ رہے تھے" شارحین فرماتے ہیں یا تو اس نماز سے نماز جنازہ مراد ہے یا پختگی نماز ہے۔ مگر وہ بھی ایسی صورت میں کہ جوتیاں نجاست سے پاک ہوں ورنہ نہیں۔ علامہ البجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"ویؤخذ من الحدیث جواز الصلوۃ فی النعلین لکن ان کانا طاھرتین" — "اس حدیث شریف سے جوتیوں میں نماز پڑھنے کا جواز ملتا ہے بشرطیکہ جوتیاں طاہر ہوں یعنی نجاست سے پاک ہوں"

---

marfat.com

حدیث ۷۹ حدثنا اسحٰق بن موسی الانصاری حدثنا معن حدثنا مالک عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لا یمشین احدکم فی نعل واحدۃ لینعلھما جمیعا او یحفھما جمیعا.

حدثنا قتیبۃ عن مالک عن ابی الزناد نحوہ

ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں یہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی شخص ایک جوتا پہن کر نہ پھرے۔ چاہیئے کہ دونوں جوتے پہنے یا دونوں اُتار دے۔

حل لغات یحفھما۔ چاہیئے کہ ننگے پاؤں ہو۔
حفیٌ سے ہے جس کا معنی ننگے پاؤں چلنا کے ہیں۔

تشریح اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضور صاحب اخلاق عظیم حضرت رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جوتی پہننے کے بھی طریقے اپنی اُمت کو بتائے۔ ارشاد فرمایا کہ ایک پاؤں ننگا اور ایک میں جُوتا ایسے نہ چلا پھرا کرو۔

استاد گرامی منزلت صاحبزادہ الحافظ علی احمد جہان نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا کہ

"ایسا پھرنا وقار کے منافی ہے استہزا کا باعث ہے' پاؤں میں موچ پڑ جانے کا اندیشہ ہے، پھسلنے کا خطرہ اور سب سے بڑی اہم بات یہ ہے کہ یہ ایک قسم کی بدتمیزی ہے۔ ہاں اگر کسی عذر کی وجہ سے وقتی طور پر ایسا کرنا پڑے تو کوئی مضائقہ نہیں"

حضرت علامہ محمد عاقل صاحب لاہوری فرماتے ہیں:۔

"نہی برائے کراہیت است' و آں وقتی است کہ ضرورت نباشد واما اگر ضرورت باشد پس کراہیت نیست"

یعنی "یہ نہی کراہیت کے لئے ہے جبکہ بغیر کسی وجہ اور ضرورت کے ایسا کرے اور اگر کسی عذر اور ضرورت کے وقت کرتا ہے تو پھر کراہیت نہیں ہے۔"

اسماء الرجال برائے حدیث ۷۹

۱ اسحٰق بن موسی الانصاری
دیکھو حدیث ۱ باب ۱ حاشیہ ۱

۲ معن
دیکھو حدیث ۱ باب ۱ حاشیہ ۲

۳ مالک
دیکھو حدیث ۱ باب ۱ حاشیہ ۳

۴ ابی الزناد
دیکھو حدیث ۱ باب ۱ حاشیہ ۴

۵ الاعرج
دیکھو حدیث ۱ باب ۱ حاشیہ ۵

۶ ابوداؤد والنسائی کے لفظ ہیں اخرجہ الستۃ۔

۷ ابوہریرۃ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ۱ حاشیہ ۶

marfat.com

حدیث ۸۰ حدثنا اسحٰق ابن موسیٰ حدثنا معنؒ حدثنا مالکؒ عن ابی الزبیرؒ عن جابرؓ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نَھٰی اَنْ یَّا کُلَ یَعْنِی الرَّجُلَ بِشِمَالِہٖ اَوْ یَمْشِیَ فِیْ نَعْلٍ وَّاحِدَۃٍ۔

ترجمہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سید الکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص بائیں ہاتھ سے کھائے یا صرف ایک جوتا پہن کر چلے۔

حل لغات یَشَمَال۔ بائیں۔ طرفِ چپ، بایاں۔

تشریح امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ کراہت تنزیہی ہے اور حنابلہ و مالکیہ کے نزدیک تحریمی ہے۔ جناب علامہ محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:-

"مراد از کراہت تنزیہی است" "یعنی اس کراہت سے مُراد کراہت تنزیہی ہے"

بہرحال شارح علیہ السلام نے بائیں ہاتھ سے کھانا اور ایک پاؤں میں جوتی پہننے سے منع کیا ہے۔ مسلم شریف میں ذکر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ بائیں ہاتھ سے کھا رہا ہے، یہ غیر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا داہنے ہاتھ سے کھا، اس نے یونہی کہہ دیا کہ میں طاقت نہیں رکھتا ہوں" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا" تو طاقت نہ رکھے" بس پھر کیا تھا اُس شخص کا داہنا ہاتھ اس کے بعد مُنہ تک نہ پہنچ سکا۔ اس حدیث میں الرجل یعنی مرد کا ذکر آیا ہے، یہ شرافت کی وجہ سے ہے نہ عورتوں کے احترازی کی وجہ سے، اسی لئے ترجمہ میں کوئی شخص" استعمال کیا ہے خواہ مرد ہو یا عورت' نیز اس حدیث شریف میں لفظ" او" تقسیم کے لئے ہے' شک کے لئے نہیں ہے۔

حدیث ۸۱ حدثنا قتیبۃ عن مالکؒ ح وحدثنا اسحٰق ابن موسیٰ حدثنا معنؒ حدثنا مالکؒ عن ابی الزنادؒ عن الاعرجؒ عن ابی ھریرۃؓ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ اِذَا انْتَعَلَ اَحَدُکُمْ فَلْیَبْدَاْ بِالْیَمِیْنِ وَاِذَا نَزَعَ فَلْیَبْدَاْ بِالشِّمَالِ فَلْتُنْعَلْ الْیُمْنٰی اَوَّلُھُمَا وَاٰخِرُھُمَا تُنْزَعُ۔

اسماء الرجال عربی پیج
ما جاء فی الرجل یمشی فی نعل واحدۃ
باب ما جاء فی الرجل یمشی فی نعل واحدۃ
ما جاء فی الرجل یمشی فی نعل واحدۃ
باب ما جاء فی الرجل یمشی فی نعل واحدۃ
باب ما جاء فی الرجل یمشی فی نعل واحدۃ
باب ما جاء فی الرجل یمشی فی نعل واحدۃ
باب ما جاء فی الرجل یمشی فی نعل واحدۃ

marfat.com

ترجمہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ایک جوتا پہننے تو چاہیئے کہ داہنے جانب سے پہلے جوتا پہنے، اور جب کوئی جوتا اتارے تو بائیں جانب سے اُتارنا چاہیئے، دایاں پاؤں جوتا پہننے میں مقدم ہو اور اُتارنے میں موخر۔

حل لغات فَلْيَبْدَأْ۔ پس چاہیئے کہ پہل کرے، ابتدا کرے، شروع کرے۔
نَزْعٌ۔ نکالنا۔ اُتارنا۔

تشریح جتنے کام بھی ہم کریم کے متعلق ہیں ان کے شرف کی وجہ سے آداب طریقہ محمدیہ یہ ہے کہ انہیں داہنی جانب سے شروع کرے اسی لئے ارشاد فرمایا کہ "جب تم میں سے کوئی ایک جوتا پہننے تو چاہیئے کہ داہنے جانب سے پہلے جوتا پہنے" کیونکہ یہ زینت کا کام ہے اور اس کی شرافت کا تقاضا ہے کہ اس کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ تمام تکریم کے امور میں حضور کے اس ارشاد گرامی کی تعمیل کی جائے۔

حدیث ۸۲ حدثنا ابو موسیٰ محمد بن المثنی حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبۃ حدثنا اشعث وھو ابن ابی الشعثاء عن ابیہ عن مسروق عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یحب التیمن ما استطاع فی ترجلہ وتنعلہ وطھورہ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ سید عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ والہ وسلم حتی المقدور کنگھی فرمانے میں، جوتا پہننے میں اور وضو کرنے میں داہنی طرف سے شروع کرنے کو بہت پسند رکھتے تھے۔

حل لغات استطاع۔ حتی المقدور، حتی الوسع، ضرورت۔

تشریح ارشاد ہے "حتی المقدور" یعنی اس وقت تک کوئی ضرورت مانع نہ ہو، بغیر کسی وجہ یا عذر کے ترک نہ فرماتے۔ استاد محترم حضرت مولینا مولوی الحافظ صاحبزادہ علی احوجان صاحب قدس سرہ فرماتے تھے کہ اس میں "حتی المقدور" سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر کسی عذر کی وجہ سے یا کسی عذر کی وجہ سے یا کسی خاص ضرورت کے تحت تکریم کے امور میں سے کسی کام کو بائیں

حدیث ۸۳ باب ماجاء فی خصر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
حاشیہ ۱
ف ۲ الاعرج۔ دیکھو حدیث ۲۷
باب ۲ حاشیہ ۲
عہ ابی ہریرہ۔ دیکھو حدیث ۱۱
باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
حاشیہ ۲
اسماء الرجال حدیث ۸۲
عہ ابو موسیٰ محمد بن المثنی۔ دیکھو حدیث ۳۲ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱
عہ محمد بن جعفر۔ دیکھو حدیث ۳۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
حاشیہ ۲
عہ شعبہ۔ دیکھو حدیث ۳۲ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱
عہ اشعث بن ابی الشعثاء۔ دیکھو حدیث ۳۲ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱
عہ ابیہ۔ دیکھو حدیث ۳۲ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱
عہ مسروق۔ دیکھو حدیث ۳۲ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱
عہ عائشہ۔ دیکھو حدیث ۳۲ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱

marfat.com

جانب سے کرنے کی حاجت ہو جائے تو مضائقہ نہیں ہے" اور جیسا کہ علامہ المیبوری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:۔

"ولیس المراد التخصیص بھذہ الثلاثۃ ان تین امور کی تخصیص نہیں ہے بلکہ ہر ایک امر مکرم
بدلیل روایۃ وفی شانہ کلہ کما تقدم" کا یہی حکم ہے، جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔

حدیث ۱۱/۸۳ حدثنا محمد بن مرزوق ابو عبداللہ حدثنا عبدالرحمٰن بن قیس ابو معاویۃ انبانا ہشام عن محمد عن ابی ہریرۃ قال کان ینعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبالان وابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما واول من عقد عقدا واحدا عثمان رضی اللہ عنہ۔

ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر ایک کفش مبارک کے دو تسمے تھے اور جناب ابوبکر و جناب عمر رضی اللہ عنہما کے (کفش) بھی، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سب سے پہلے صاحب ہیں جنہوں نے ایک تسمے والی جوتی پہنی۔

حل لغات عقد عقدا۔ بنالیا۔

تشریح اس حدیث شریف میں ایک تسمے کا جوتا پہننے کا جواز ہے، جیسا کہ حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے جمع الوسائل میں تحریر فرمایا، لکھتے ہیں:۔" اشارۃ الی بیان الجواز " صاحب التحافات الربانیہ حضرت علامہ عبدالجواد الدوی لکھتے ہیں:۔" نعل الخلیفۃ الثالث افادنا بالتماسا اقبال الواحد جوازہ ذلک "

باب ماجاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورا ہو گیا۔

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ ذِکْرِ خَاتَمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

یہ باب سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگشتری (انگوٹھی) کے بیان میں ہے

(اس باب میں آٹھ احادیث ہیں)

حل لغات الْخَاتَمُ وَالْخَاتِمُ۔ انگوٹھی، مہر، انجام، گدی کا گڑھا، ٹانگوں کی تھوڑی سی سفیدی۔
اَلْخَتْمُ۔ انگوٹھی۔

تشریح اس باب میں حضور سرورِ عالم و عالمیان احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگوٹھی پہنی، کس قسم کی انگوٹھی پہنی، اس انگوٹھی پر نقش تھا، جو کہ بطور مہر کے استعمال فرمایا جاتا، بیت الخلاء میں جانے کے وقت اس انگشتری کو نکال لیتے۔ یہ نقش مبارک والی انگشتری سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت خلیفۂ اوّل سیدنا امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پہنچی۔ ان سے حضرت خلیفۂ ثانی سیدنا امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پہنچی۔ ان سے حضرت خلیفۂ ثالث سیدنا امیر المومنین عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کو پہنچی اور اریس کے کنویں میں گر گئی وغیرہ کا ذکر ہے۔

marfat.com

حدیث ۸۴ حدثنا قتیبۃ بن سعید وغیر واحد عن عبداللہ بن وھب عن یونس عن ابن شھاب عن انس بن مالک قال کان خاتم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ورق وکان فصہ حبشیا۔

ترجمہ جناب انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ حبش کا تھا۔

حل لغات الخاتم والخاتم۔ انگشتری، انگوٹھی، مہر۔ الفص نگینہ، الفصاص نگینہ لگانے والا۔ قاموس میں ہے الفص للخاتم مثلثۃ۔

تشریح نبی کریم، مومنوں پر رؤف ورحیم، رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی۔ مرد کے لئے سونا، چاندی، لوہا، پیتل وغیرہ کے زیورات کی قسم کی چیزیں استعمال کرنا قطعاً منع اور ناجائز ہیں۔ ہاں مُہر کے لئے چاندی کی انگوٹھی ساڑھے چار ماشے سے کم ہو اس شخص کے لئے جسے مہر کی ضرورت ہو جائز ہے اور بغیر ضرورت مُہر اسی وزن کی انگشتری پہننا اس سے زیادہ مکروہ تنزیہی ہے یعنی اس کے پہننے سے نیچے۔ اور علماء احناف فرماتے ہیں کہ اس انگوٹھی کی ہیئت بھی عورتوں کی انگشتری کی طرح نہ ہو جیسے ایک نگ سے زیادہ نگ کا انگشتری میں ہونا کہ یہ عورتوں کی زینت کا باعث ہے۔ ارشاد ہے "اس کا نگینہ حبشی کا تھا" یعنی حبشی رنگ کا تھا یا جیسا کہ بعض شارحین نے فرمایا کہ ملک حبش کی طرف سے آیا تھا اور یہ معنی بھی بیان کیا ہے کہ اس نگینہ کا بنانے والا حبشی ہو۔ حضرت علامہ المہجوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔ "والمراد بالفص ھنا ماینقش علیہ اسم صاحبہ"

حدیث ۸۵ حدثنا قتیبۃ حدثنا ابوعوانۃ عن ابی بشر عن نافع عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتخذ خاتما من فضۃ فکان یختم بہ ولا یلبسہ قال ابوعیسیٰ اسمہ جعفر بن ابی وحشیہ۔

ترجمہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک انگشتری چاندی کی بنوائی تھی جس کے ساتھ مُہر لگاتے اور اسے پہنتے نہیں تھے۔

marfat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم یعنی ۲ ابن عمر دیکھو صرف خاتم بنایا جائے فی تنسیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتمہ

حل لغات یَخْتِمُ بِہٖ۔ اس سے خطوط فرمائین وغیرہ پر مہر فرماتے۔

تشریح اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی مہر وغیرہ لگانے کی خاطر بنوائی اور اکثر اسے پہنا بھی نہیں کرتے تھے۔ یہ انگوٹھی ہجرت کے ساتویں برس بنوائی۔ اسی سے کہ انہیں سنین میں بادشاہوں کے نام اپنے مُہر شدہ مکتوبات بھیجے۔ علامہ ابیوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"قال ابن العربی وکان قبل ذلک اذا کتب کتاباً ختمہ بنظرہ"

اس سے پیشتر جب کوئی خط لکھتے تو ناخن مبارک سے مہر فرمادیتے۔

جمع الوسائل میں حضرت محدثِ کبیر مولانا مولوی علی قاری رحمہ الباری فرماتے ہیں۔

"والمراد انہ لا یلبسہ علی سبیل الاستمرار والدوام بل فی بعض الاوقات ضرورت الاحتیاج الیہ للختم بہ کما ھو مصرح بہ فی بعض الاحادیث"

اس سے مراد یہ ہے کہ انگوٹھی ہمیشہ اور مداومت کے طور پر نہیں پہنتے تھے مگر بعض اوقات مُہر کرنے کی ضرورت کی وجہ سے پہنتے، جیسا کہ بعض احادیث شریف میں تصریح ہوئی ہے۔

حضور سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی اُمت مرحومہ کیلئے ایک مکمل نمونہ ہے۔ مردوں کے لئے انگشتریاں یا اس قسم کی کوئی اور چیز سونے یا چاندی کی پہننا تکبر، ریا، رعونت اور فخر کا سبب ہیں۔ لہٰذا ان افعال ذمیمہ سے بچنے کے لئے ان اشیاء کے استعمال کرنے سے منع فرمایا: شرح وقایہ میں ہے" مرد کو زیور چاندی اور سونے کا پہننا حرام ہے" (کتب المکروہ) ابوداؤد میں ہے کہ حضرت مولائے کائنات اسد اللہ الغالب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ" حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داہنے ہاتھ میں سونا لیا اور بائیں ہاتھ میں حریر" اور فرمایا کہ" میری اُمت کے مردوں پر یہ دونوں چیزیں حرام ہیں" علامہ یوسف نبہانی المتوفی ۱۳۵۰ھ وسائل الوصول الی شمائل الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نقل فرماتے ہیں" نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک شخص آیا اس نے پیتل کی انگوٹھی پہن رکھی تھی، اس زمانے میں اس پیتل سے بت بنائے جاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے مجھے تیرے اندر سے بتوں کی بو آرہی ہے۔ اس شخص نے وہ انگوٹھی اتار کر پھینک دی، کچھ روز بعد پھر آیا اس وقت اس نے لوہے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، یہ تو

marfat.com

اہل دوزخ کا زیور ہے اس نے اس انگوٹھی کو بھی اتار کر پھینک دیا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کس چیز کی انگوٹھی بنوں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا چاندی کی مگر ایک مثقال سے زیادہ وزنی نہ ہو۔"

حدیث ۳/۸۶ حدثنا محمود بن غیلان حدثنا حفص بن عمر بن عبید ھوا الطنافسی حدثنا زھیر عن حمید عن انس قال کان خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم من فضۃ فصہ منہ۔

ترجمہ جناب انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی انگشتری چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا۔

حل لغات منہ للتبعیض۔ والضمیر للخاتم۔

تشریح ارشاد ہے "اس کا نگینہ بھی اسی کا تھا" یعنی اس انگوٹھی میں پتھر کا نگینہ نہ تھا بلکہ اسی چاندی سے اس کا نگینہ بنایا گیا تھا۔ علامہ عبدالرؤف مناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں:۔ "ای فصد من بعضہ لا انہ حجر منفصل عنہ مجاور لہ" ایک دوسری روایت میں بھی بطریق زھیر ابوداؤد میں ہے کہ "من فضۃ کلہ" یعنی پوری کی پوری انگوٹھی چاندی کی تھی علماء کرام فرماتے ہیں کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس دو انگوٹھیاں تھیں ایک عبشی نگینہ والی جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام نامی واسم گرامی نقش تھا اس سے مُہر کا کام لیا جاتا تھا اور یہ معیقیب رضی اللہ عنہ کے پاس ہوتی تھی۔ دوسری انگشتری یہ تھی جو کہ صرف چاندی کی تھی، آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم اسے بھی کبھی کبھار استعمال فرماتے ہمیشہ نہ پہنتے حضرت علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شرح میں ایک حدیث شریف نقل فرماتے ہیں۔ "ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جعل خاتمہ فی یمینہ ثم انہ نظر الیہ وھو یصلی ویدہ علی فخذہ فنزعہ ولم یلبسہ" یہ کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے داہنے ہاتھ میں انگشتری پہن رکھی تھی، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نگاہ مبارک نماز کے دوران اس پر پڑی جبکہ آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم قعدہ میں تشریف فرما تھے، نماز کے بعد اسے اتار دیا اور پھر نہیں پہنی۔

marfat.com

جمع الوسائل میں حضرت علامہ مولینا ملا علی قاری رحمہ الباری تحریر فرماتے ہیں۔

"واما ما روی بالتختم بالعقیق من انه ینفی الفقر وانه مبارك وان من تختم به لم یزل فی خیر، فکلها غیر ثابتة علی ما ذکر الحفاظ"

"اور جو کہ روایت کیا گیا ہے عقیق کی انگوٹھی پہننے سے غریبی جاتی رہتی ہے اور اس کی انگوٹھی مبارک ہے اور جو یہ انگوٹھی پہنتا ہے وہ ہمیشہ بھلائی پاتا ہے' (وغیرہ وغیرہ) پس اس طرح کی تمام روایات ثابت نہیں ہیں جیسا کہ حفاظ حدیث نے ذکر کیا ہے۔"

اور فرماتے ہیں :-

"وفی خبر ضعیف ان التختم بالیاقوت الاصفر یمنع الطاعون"

"اور ایک ضعیف روایت میں ہے کہ زرد یاقوت کی انگوٹھی طاعون کو روکتی ہے۔"

حدیث ۴۸۲ حدثنا اسحٰقؒ بن منصورٍ حدثنا معاذؒ بن هشامٍ حدثنی ابیؒ عن قتادة عن انسؓ بن مالكٍ قال لما اراد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ان یکتب الی العجم قیل له انهم لا یقبلون الا کتابا علیه خاتم فاصطنع خاتما وکاني انظر الی بیاضه فی کفه۔

ترجمہ جناب انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب سیّد دوعالم رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُمراء عجم کو خطوط لکھنے کا ارادہ فرمایا تو عرض کیا گیا کہ امرا عجم ان خطوط کو قبول نہیں کرتے جن پر مُہر لگی ہوئی نہ ہو، تو سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگوٹھی بنوائی، گویا کہ اس کی سفیدی کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلی مبارک میں اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں۔

حل لغات اِصْطَنَعَ۔ بنوائی، بنوایا۔ جیسے کہ اِکْتَتَبَ ہے یعنی لکھوایا۔

تشریح ارشاد ہے "جب سیّد دوعالم رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُمراءِ عجم کو خطوط لکھنے کا ارادہ فرمایا" یعنی جب

اسماء الرجال حدیث ۴۸۲
ملا اسحٰق بن منصور۔ دیکھو حدیث ۱۴۳
باب ما جاء فی نقش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حاشیہ ۱
معاذ بن ہشام۔ دیکھو حدیث ۱۴۳
باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حاشیہ ۱
ہشام ابی قتادہ۔ دیکھو حدیث ۱۴۳
باب ما جاء فی نقش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حاشیہ ۱
قتادہ بن دعامہ۔ دیکھو حدیث ۱۴۳
باب ما جاء فی خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حاشیہ ۱

marfat.com

سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ سے واپس تشریف لائے تو رؤساء اور امراء عجم کے نام دعوت اسلام کے خطوط تحریر فرمائے ملک فارس کے حکمران المقلب پرکسریٰ کے نام جناب عبداللہ بن حذافہ سہمی خط لے کر گئے۔ روم کے حکمران ہرقل المقلب بقیصر کے نام حضرت دحیہ کلبی خط لے کر گئے۔ حبشہ کے حکمران اصحمہ المقلب بنجاشی کے نام عمرو بن امیہ ضمیری خط لے کر گئے۔

ارشاد ہے "ان خطوط کو قبول نہیں کرتے" یعنی ان خطوط پر جو کہ بغیر مُہر کے ہوں اعتبار اور اعتماد نہیں کرتے ان کو قابل اعتنا نہیں سمجھتے لہٰذا ان پر عمل دخل نہیں کرتے، نیز جس کی طرف خط لکھا جاتا ہے جب اس پر مُہر ہو تو اس کا یہ مطلب لیا جاتا ہے کہ وہ قابل احترام ہے۔ ارشاد ہے "تو سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگوٹھی بنوائی" یعنی سید الکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کا مشورہ قبول فرماتے ہوئے اپنے نام نامی واسم گرامی کی انگوٹھی بنوائی۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ انگوٹھی بنات یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ نے بنائی۔ واقطنی میں ہے کہ یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

"انا صنعت للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتما لم یشرکنی فیہ احد نقشت فیہ محمد رسول اللہ"

کہ "میں نے بغیر کسی کے اشتراک کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے انگوٹھی بنائی اس میں میں نے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا نقش بنایا"

ارشاد ہے "گویا کہ اس سفیدی کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلی مبارک میں اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں" یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ کو اپنے دل و دماغ پر اتنا ایقان و استحضار حاصل تھا کہ گویا اس وقت بھی وہ سفیدی ان کی آنکھوں میں جلوہ آرا ہے حضرت علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"وفی ھذا اشارۃ الی کمال اتقانہ واستحضارہ لھذا الخبر حال الحکایۃ کانہ یخبر من مشاھدۃ"

حلاوۃ المتعلمین میں علامہ محمد عاقل صاحب فرماتے ہیں:۔

"دریں اشارت است بآنکہ فص نیز از سم بود"

یعنی "اس میں اشارہ ہے کہ انگوٹھی کا نگینہ بھی چاندی ہی کا تھا"

marfat.com

حدیث ۵۸ حدثنا محمد بن یحیی حدثنا محمد بن عبد اللہ الانصاری حدثنی ابی عن ثمامۃ عن انس بن مالک قال کان نقش خاتم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محمد سطر ورسول سطر واللہ سطر۔

ترجمہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی کا نقش تین سطریں تھا۔ ایک سطر میں محمد دوسری سطر میں رسول اور تیسری سطر میں اللہ تھا۔

حل لغات نقش۔ کندہ۔

تشریح ارشاد ہے کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی (مبارک) کا نقش تین سطریں تھا" اتحاف الربانیہ میں مصر کے مشہور محدث احمد عبدالجواد الدمی لکھتے ہیں:۔

"ظاھر روایۃ البخاری ان محمدا فی السطر الاول ورسول فی سطر الثانی، ولفظ الجلالۃ فی السطر الثالث"

یعنی یہ کہ پہلی سطر میں محمد دوسری سطر میں رسول اور تیسری سطر میں اللہ تھا"

بایں طور
محمد
رسول
اللہ

ہندوستان و پاکستان کے مشہور و معروف محدث جناب محمد زکریا صاحب اپنی کتاب خصائل نبوی ص۹۹ پر لکھتے ہیں:۔

"علماء نے لکھا ہے کہ اس صورت (محمد رسول اللہ) تھی کہ اللہ پاک کا نام سب سے اوپر تھا، پھر نہر گول تھی اور نیچے سے پڑھی جاتی تھی۔ مگر محققین کی رائے یہ ہے کہ کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا بلکہ ظاہر الفاظ سے (اللہ رسول محمد) معلوم ہوتا ہے"

المواہب اللدنیہ کے صفحہ ۹۵ پر حضرت العلامہ الشیخ ابراہیم بن محمد البیجوری المتوفی ۱۲۷۶ھ لکھتے ہیں "حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی پر "کفی بالموت واعظا" حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی انگوٹھی پر "اللہ الملک" جناب حذیفہ وابن الجراح رضی اللہ عنہما کی انگوٹھی پر "الحمد للہ" حضرت ابی جعفر الباقر علیہ السلام کی انگوٹھی پر "العزۃ للہ" ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کی

marfat.com

انگوٹھی پر "التقة بالله" اور جناب مسروق رحمہ اللہ علیہ کی انگوٹھی پر "بسم الله" کندہ تھا" نیز لکھتے ہیں۔

"وقد قال صلى الله عليه وآله وسلم اتخذ آدم خاتما ونقش فيه لا اله الا الله محمد رسول الله"

کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام کی انگوٹھی پر "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا نقش تھا"

نوادر الاصول سے نقل کرتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کی انگوٹھی پر "لکل اجل کتاب" کا نقش تھا، معجم طبرانی میں مرفوعاً آیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کا نگینہ آسمان سے ان کی طرف گرا، اور انہوں نے اسے اپنی انگوٹھی میں لگوایا اس پر "انا اللہ لا الہ الا انا، محمد عبدی ورسولی" کندہ تھا۔"

حدیث ۶۸ حدثنا نصر بن علي الجهضمي ابو عمرو وابناء نا نوح بن قيس عن خالد بن قيس عن قتادة عن انس ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم كتب الى كسرى وقيصر والنجاشي فقيل له انهم لا يقبلون كتابا الا بخاتم فصاغ رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم خاتما خلقته فضة ونقش فيه محمد رسول الله۔

ترجمہ جناب انس سے روایت ہے یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسریٰ، قیصر اور نجاشی کی طرف خطوط تحریر فرمائے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ بلا ریب وہ لوگ بغیر مہر شدہ خطوط قبول نہیں کرتے۔ نتیجۃً رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگوٹھی بنوائی جس کا حلقہ چاندی کا تھا اور اس میں محمد رسول اللہ کندہ تھا۔

حل لغات صَاغَ۔ صُوْغ۔ مصدر ہے جس کے معنی ڈھالنا، تیار کرنا، ہضم ہو جانا، زمین میں جذب ہو جانا کے ہیں۔ اِنْصَاغَ۔ ڈھلنا۔ تیار ہونا، فَصَاغَ۔ تیار کروائی۔ بنوائی۔ ڈھلوائی۔

تشریح "یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسریٰ، قیصر اور نجاشی کی طرف خطوط تحریر فرمائے" ان خطوط میں دین اسلام کو قبول کرنے کی دعوت دی گئی تھی، جب کسریٰ کو یہ خط مبارک ملا تو اس بدبخت نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ قیصر کو خط مبارک ملا مگر وہ ایمان نہ لایا، نجاشی کو خط ملا تو اس نے قبول کر لیا۔

اسماء الرجال مرتبہ شیخ
والفرس فی الجهضمی ابوعلی
ملکہ الناس فی ابراهیم وہی ابوعلی
بابا ابی محمد، علامہ وقت
حافظ الحدیث ابو الحسن
الله علیہ
علامہ فرمتی، اولیاء ہے
ابو کامل جحدری، ابو عمرو
صدوق ہیں، بعض محدثین
تشیع ہے، اخرج حدیثہ
مسلم والترمذی، امام بخاری نے
یہ حدیث
وقد اخرجہ البخاری
ماجہ بھی ہے، اخرج حدیثہ
مسلم والاربعۃ، الترمذی
بیہ الصدقات، ابوداؤد فی
خ فی اللباس بعضہ حدیث
ح تارہ (دیکھو حدیث نمبر ۲۶
باب ما جاء فی نقش رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
خاتمہ ح
ہ (دیکھو حدیث نمبر
باب ما جاء فی نقش رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتمہ ح

marfat.com

حدیث ۹۰ حدثنا اسحٰق بن منصور انباء نا سعید بن عامر والحجاج بن منہال عن همام عن ابن جریج عن الزهری عن انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان اذا دخل الخلاء نزع خاتمہ۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو اپنی انگوٹھی اُتار لیتے۔

حل لغات الخلاء۔ قضائے حاجت کی جگہ۔
نزع۔ نکال لیتے۔

تشریح اس حدیث مبارک سے واضح ہوتا ہے کہ چونکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگشتری میں اللہ جل جلالہ کا اسم گرامی آتا تھا اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نام معظم کی حرمت عظمت احترام اور ادب کی وجہ سے اس انگشتری کو بیت الخلاء میں جانے سے پہلے اُتار لیتے۔ اس سے علماء کرام فرماتے ہیں کہ ایسی انگوٹھی پہن کر جس پر کوئی متبرک نام لکھا ہو بیت الخلاء میں جانا مکروہ لکھا ہے۔ بعض تو فرماتے ہیں کہ یہ مکروہ تحریمہ ہے۔

حدیث ۹۱ حدثنا اسحٰق بن منصور حدثنا عبد اللہ بن نمیر حدثنا عبید اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال اتخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتماً من ورق فکان فی یدہ ثم کان فی ید ابی بکر وعمر ثم کان فی ید عثمان رضی اللہ عنہم حتی وقع فی بئر اریس نقشہ محمد رسول اللہ۔

ترجمہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی یہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں رہتی پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پھر عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پھر عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہوتی رہتی یہاں تک کہ اریس کے کنویں میں گر گئی۔ اس کا نگینہ محمد رسول اللہ کے نقش کا تھا۔

حل لغات بئر۔ کنواں۔ اریس۔ کنویں کا نام ہے۔

اسماء الرجال حدیث نمبر ۹۰
۱ اسحٰق بن منصور۔ دیکھو حدیث ۱۰ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۲ سعید بن عامر الضبعی ہے
۳ الحجاج بن منہال ہے بصری ہے۔ اخرج حدیثہ النسائی۔
۴ ہمام بن یحیی بن دینار ہے بصری ہے۔ اخرج حدیثہ البخاری
۵ ابن جریج۔ دیکھو حدیث ۱۰ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۶ زہری۔ دیکھو حدیث ۱۰ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۷ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

marfat.com

تشریح ارشاد ہے "یہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں تھی" یعنی یہ انگوٹھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبضہ اور تصرف میں تھی۔ پھر حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں یعنی تقریباً دو سال چند ماہ اور حضرت امیر المومنین عمر فاروق کے زمانہ خلافت میں یعنی دس سال اور چند ماہ قبضہ و تصرف میں رہی، پھر زمانہ امیر المومنین عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ جو کہ تقریباً بارہ سال رہا ہیں سے چھ سال تک آپ کے قبضہ اور تصرف میں رہی۔ جمع الوسائل میں حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری فرماتے ہیں کہ یہ تینوں بزرگ "ای للختم به او للتبرک" اس سے مُہر فرماتے یا تبرک لیکے اپنے پاس رکھتے"

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"فی الحدیث التبرک بآثار الصالحین ولبس ملا لبسهم و التیمن بها"

ارشاد ہے "یہاں تک کہ اریس کے کنویں میں گر گئی" مسجد قباء (جو کہ مدینہ اول ہے) کے قریب اریس کا کنواں ہے۔ سیدنا امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کی حکومت کو چھ برس گذرے تھے کہ یہ انگوٹھی آپ کے ہاتھ سے اس کنویں میں گر گئی۔ مہیقیب جو کہ سعید بن العاص کا آزاد کردہ تھا، یہ انگوٹھی اس کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے چلی آ رہی تھی۔ وہ اس کا امین تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس سے لی اور اتفاقاً اس کنویں میں گر گئی۔ امیر المومنین عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نے تین دن تک اس کنویں سے پانی نکلوایا، اور بالکل تہہ تک صاف کروایا مگر انگوٹھی نہ ملی۔ حضرت علامہ یوسف سنبھانی رحمۃ اللہ علیہ وسائل الوصول میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"باجوری کہتے ہیں اس انگوٹھی کے کنویں میں گرنے سے اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ خلافت راشدہ کا سلسلہ اب ختم ہو گیا اور فتنوں کا دروازہ کھلا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس انگوٹھی کے کنویں میں گرنے کے بعد مسلمانوں میں باہمی اختلاف سر زد ہو گیا، ہر طرف فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اٹھی، یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں میں جو اتحاد اور یکجہتی قائم کی تھی وہ پارہ پارہ ہو گئی۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ نبی علیہ السلام کی انگوٹھی بھی حضرت سلیمان کی انگوٹھی کی طرح پُر اسرار تھی۔ جیسے ان کی انگوٹھی گم ہوتے ہی ان کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا تھا ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی کے گم ہونے سے نا اتفاقی اور فساد کا دروازہ کھل گیا۔"

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ بزرگوں کی چیز تبرکاً رکھنا اور اس کی حفاظت کرنا خلفائے راشدین کی سنت ہے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات دافع البلیات و مصائب ہوتے ہیں۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ ذِکْرِ خَاتَمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پورا ہو گیا۔

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ یَتَخَتَّمُ فِیْ یَمِیْنِہٖ

یہ باب نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے داہنے ہاتھ مُبارک میں انگشتری پہننے کے بیان میں ہے

(اس باب میں نو احادیث ہیں)

حل لغات یَتَخَتَّمُ۔ وہ پہنتے۔ تَخَتُّمٌ سے ہے جس کے معنی ہیں الخاتم بہ یعنی انگوٹھی پہننا۔ کہا جاتا ہے تختم بالعقیق۔ اس نے عقیق کی انگوٹھی پہنی۔

تشریح گذشتہ باب میں سید دوعالم، صاحب شفاعت کبریٰ، احمد مجتبیٰ، حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے انگوٹھی پہنی، یہ انگوٹھی کیسی تھی، اس پر کیسا نقش تھا اور وہ بطور مُہر کے استعمال کی جاتی تھی وغیرہ وغیرہ کا ذکر تھا اور اس باب میں صاحب شمائل النبویہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم انگوٹھی کو کس طرح استعمال فرماتے تھے کہ ایک نسخہ میں صرف "ماجاء فی تختم رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم" آیا ہے یعنی "رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انگوٹھی پہننے کے بیان میں" اس دوسرے عنوان میں "داہنے ہاتھ مبارک" کا ذکر نہیں ہے۔ علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے لکھا ہے کہ دونوں ہاتھوں میں کسی ایک ہاتھ کی خنصر (چھوٹی) انگلی میں انگوٹھی پہنی جاسکتی ہے مگر داہنے ہاتھ میں پہننا افضل ہے۔

marfat.com

حدیث ۱/۹۲ حدثنا محمد بن سهل عن عسكر البغدادي وعبد الله بن عبد الرحمن قالا اخبرنا يحيى بن حسان حدثنا سليمان بن بلال عن شريك بن عبد الله بن ابي نمر عن ابراهيم بن عبد الله بن حنين عن ابيه عن علي بن ابي طالب رضي الله تعالى عنه اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه واله وسلم كَانَ يَلْبَسُ خَاتَمَهُ فِي يَمِيْنِهٖ - حدثنا محمد بن يحيى حدثنا احمد بن صالح حدثنا عبد الله بن وهب عن سليمان بن بلال عن شريك بن عبد الله بن ابي نمرة نحوه۔

ترجمہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اپنی انگوٹھی داہنے ہاتھ مبارک میں پہنا کرتے تھے۔

حل لغات یَمِیْن۔ داہنا۔
یَسَار۔ بایاں۔

تشریح ارشاد ہے "نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اپنی انگوٹھی داہنے ہاتھ مبارک میں پہنا کرتے تھے" جناب علماء محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کی شرح اس طرح بیان فرماتے ہیں:۔

"می پوشید انگشتری خود را در اکثر اوقات در دست راست خود زیرا کہ تختم نوع از تشریف است پس دست راست بآں اولی و احق است و تختم انسرور در دست چپ در بعضے احوال برائے بیان جواز است"

یعنی "حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اپنے داہنے ہاتھ مبارک میں بسا اوقات اپنی انگشتری پہنا کرتے تھے۔ اس لئے کہ انگوٹھی پہننا تحریم کے نوع سے ہے لہٰذا داہنا ہاتھ اس کے پہننے کے لئے بہت بہتر ہے اور زیادہ مستحق ہے۔ نیز یہ جو حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے بعض اوقات انگوٹھی کا بائیں ہاتھ میں پہننا آتا ہے تو وہ جواز کی صورت میں ہے"

امام محی الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ داہنے اور بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے جواز پر اجماع ہے۔ اختلاف صرف اس میں ہے کہ آیا داہنے ہاتھ میں یا بائیں ہاتھ میں کونسے ہاتھ میں انگوٹھی پہننا افضلیت رکھتا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہننا

اسماء الرجال مشکوٰۃ

۱ محمد بن سہل عسکر البغدادی ابو عبد اللہ حدیث مسند الترمذی والنسائی۔

۲ عبد الرحمٰن بن عبد الرحمٰن ابو محمد حدیث شمائل ترمذی۔

۳ یحییٰ بن حسان تنیسی ابو زکریا ثقہ۔

۴ سلیمان بن بلال تیمی مولاہم ابو محمد ثقہ۔

۵ شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر ابو عبد اللہ مدنی قاضی واسط ثقہ۔

۶ ابراہیم بن عبد اللہ بن حنین ابو اسحاق مدنی ثقہ۔

۷ عبد اللہ بن وہب بن مسلم ابو محمد مصری ثقہ۔

۸ احمد بن صالح ابو جعفر مصری ثقہ۔

۹ محمد بن یحییٰ بن عبد اللہ بن خالد بن فارس ابو عبد اللہ نیشاپوری ثقہ۔

۱۰ عسکر بن عبد الواحد ابو محمد بغدادی۔

۱۱ عبد اللہ بن عبد الرحمٰن ابو محمد دارمی۔

۱۲ علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔

۱۳ محمد بن عبد اللہ بن نمیر ابو عبد الرحمٰن ہمدانی ثقہ۔

۱۴ ابو عیسیٰ ترمذی۔

۱۵ احمد بن شعیب ابو عبد الرحمٰن نسائی۔

۱۶ محمد بن اسماعیل ابو عبد اللہ بخاری۔

۱۷ مسلم بن حجاج ابو الحسین قشیری۔

۱۸ ابو داؤد سلیمان بن اشعث ازدی سجستانی۔

۱۹ ابن ماجہ محمد بن یزید ربعی قزوینی۔

۲۰ مالک بن انس ابو عبد اللہ اصبحی۔

۲۱ احمد بن حنبل ابو عبد اللہ شیبانی۔

۲۲ دارمی ابو محمد سمرقندی۔

۲۳ شافعی ابو عبد اللہ محمد بن ادریس۔

۲۴ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت۔

۲۵ عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب۔

۲۶ عبد اللہ بن عمر بن الخطاب۔

۲۷ انس بن مالک۔

۲۸ ابو ہریرہ عبد الرحمٰن بن صخر۔

۲۹ عبد اللہ بن عمرو بن العاص۔

۳۰ ابو سعید سعد بن مالک بن سنان۔

۳۱ ابو امامہ صدی بن عجلان۔

۳۲ عبد اللہ بن عباس۔

۳۳ عبد اللہ بن عمر۔

۳۴ عبد اللہ بن زبیر۔

۳۵ عبد اللہ بن عمرو۔

۳۶ ابو ہریرہ۔

۳۷ انس بن مالک۔

۳۸ ابو سعید۔

۳۹ ابو امامہ۔

۴۰ عبد اللہ بن عباس۔

۴۱ عبد اللہ بن عمر۔

۴۲ عبد اللہ بن زبیر۔

۴۳ عبد اللہ بن عمرو۔

۴۴ ابو ہریرہ۔

۴۵ انس بن مالک۔

۴۶ ابو سعید۔

۴۷ ابو امامہ۔

۴۸ عبد اللہ بن عباس۔

۴۹ عبد اللہ بن عمر۔

۵۰ عبد اللہ بن زبیر۔

۵۱ عبد اللہ بن عمرو۔

۵۲ ابو ہریرہ۔

۵۳ انس بن مالک۔

۵۴ ابو سعید۔

۵۵ ابو امامہ۔

۵۶ عبد اللہ بن عباس۔

۵۷ عبد اللہ بن عمر۔

۵۸ عبد اللہ بن زبیر۔

۵۹ عبد اللہ بن عمرو۔

۶۰ ابو ہریرہ۔

۶۱ انس بن مالک۔

۶۲ ابو سعید۔

۶۳ ابو امامہ۔

۶۴ عبد اللہ بن عباس۔

۶۵ عبد اللہ بن عمر۔

۶۶ عبد اللہ بن زبیر۔

۶۷ عبد اللہ بن عمرو۔

۶۸ ابو ہریرہ۔

۶۹ انس بن مالک۔

۷۰ ابو سعید۔

۷۱ ابو امامہ۔

۷۲ عبد اللہ بن عباس۔

۷۳ عبد اللہ بن عمر۔

۷۴ عبد اللہ بن زبیر۔

۷۵ عبد اللہ بن عمرو۔

۷۶ ابو ہریرہ۔

۷۷ انس بن مالک۔

۷۸ ابو سعید۔

۷۹ ابو امامہ۔

۸۰ عبد اللہ بن عباس۔

۸۱ عبد اللہ بن عمر۔

۸۲ عبد اللہ بن زبیر۔

۸۳ عبد اللہ بن عمرو۔

۸۴ ابو ہریرہ۔

۸۵ انس بن مالک۔

۸۶ ابو سعید۔

۸۷ ابو امامہ۔

۸۸ عبد اللہ بن عباس۔

۸۹ عبد اللہ بن عمر۔

۹۰ عبد اللہ بن زبیر۔

۹۱ عبد اللہ بن عمرو۔

۹۲ ابو ہریرہ۔

۹۳ انس بن مالک۔

۹۴ ابو سعید۔

۹۵ ابو امامہ۔

۹۶ عبد اللہ بن عباس۔

۹۷ عبد اللہ بن عمر۔

۹۸ عبد اللہ بن زبیر۔

۹۹ عبد اللہ بن عمرو۔

۱۰۰ ابو ہریرہ۔

۱۰۱ انس بن مالک۔

۱۰۲ ابو سعید۔

۱۰۳ ابو امامہ۔

۱۰۴ عبد اللہ بن عباس۔

۱۰۵ عبد اللہ بن عمر۔

۱۰۶ عبد اللہ بن زبیر۔

۱۰۷ عبد اللہ بن عمرو۔

۱۰۸ ابو ہریرہ۔

۱۰۹ انس بن مالک۔

۱۱۰ ابو سعید۔

۱۱۱ ابو امامہ۔

۱۱۲ عبد اللہ بن عباس۔

۱۱۳ عبد اللہ بن عمر۔

۱۱۴ عبد اللہ بن زبیر۔

۱۱۵ عبد اللہ بن عمرو۔

۱۱۶ ابو ہریرہ۔

۱۱۷ انس بن مالک۔

۱۱۸ ابو سعید۔

۱۱۹ ابو امامہ۔

۱۲۰ عبد اللہ بن عباس۔

۱۲۱ عبد اللہ بن عمر۔

۱۲۲ عبد اللہ بن زبیر۔

۱۲۳ عبد اللہ بن عمرو۔

۱۲۴ ابو ہریرہ۔

۱۲۵ انس بن مالک۔

۱۲۶ ابو سعید۔

۱۲۷ ابو امامہ۔

۱۲۸ عبد اللہ بن عباس۔

۱۲۹ عبد اللہ بن عمر۔

۱۳۰ عبد اللہ بن زبیر۔

۱۳۱ عبد اللہ بن عمرو۔

۱۳۲ ابو ہریرہ۔

۱۳۳ انس بن مالک۔

۱۳۴ ابو سعید۔

۱۳۵ ابو امامہ۔

۱۳۶ عبد اللہ بن عباس۔

۱۳۷ عبد اللہ بن عمر۔

۱۳۸ عبد اللہ بن زبیر۔

۱۳۹ عبد اللہ بن عمرو۔

۱۴۰ ابو ہریرہ۔

۱۴۱ انس بن مالک۔

۱۴۲ ابو سعید۔

۱۴۳ ابو امامہ۔

۱۴۴ عبد اللہ بن عباس۔

۱۴۵ عبد اللہ بن عمر۔

۱۴۶ عبد اللہ بن زبیر۔

۱۴۷ عبد اللہ بن عمرو۔

۱۴۸ ابو ہریرہ۔

۱۴۹ انس بن مالک۔

۱۵۰ ابو سعید۔

۱۵۱ ابو امامہ۔

۱۵۲ عبد اللہ بن عباس۔

۱۵۳ عبد اللہ بن عمر۔

۱۵۴ عبد اللہ بن زبیر۔

۱۵۵ عبد اللہ بن عمرو۔

۱۵۶ ابو ہریرہ۔

۱۵۷ انس بن مالک۔

۱۵۸ ابو سعید۔

۱۵۹ ابو امامہ۔

۱۶۰ عبد اللہ بن عباس۔

۱۶۱ عبد اللہ بن عمر۔

۱۶۲ عبد اللہ بن زبیر۔

۱۶۳ عبد اللہ بن عمرو۔

۱۶۴ ابو ہریرہ۔

۱۶۵ انس بن مالک۔

۱۶۶ ابو سعید۔

۱۶۷ ابو امامہ۔

۱۶۸ عبد اللہ بن عباس۔

۱۶۹ عبد اللہ بن عمر۔

۱۷۰ عبد اللہ بن زبیر۔

۱۷۱ عبد اللہ بن عمرو۔

۱۷۲ ابو ہریرہ۔

۱۷۳ انس بن مالک۔

۱۷۴ ابو سعید۔

۱۷۵ ابو امامہ۔

۱۷۶ عبد اللہ بن عباس۔

۱۷۷ عبد اللہ بن عمر۔

۱۷۸ عبد اللہ بن زبیر۔

۱۷۹ عبد اللہ بن عمرو۔

۱۸۰ ابو ہریرہ۔

۱۸۱ انس بن مالک۔

۱۸۲ ابو سعید۔

۱۸۳ ابو امامہ۔

۱۸۴ عبد اللہ بن عباس۔

۱۸۵ عبد اللہ بن عمر۔

۱۸۶ عبد اللہ بن زبیر۔

۱۸۷ عبد اللہ بن عمرو۔

۱۸۸ ابو ہریرہ۔

۱۸۹ انس بن مالک۔

۱۹۰ ابو سعید۔

۱۹۱ ابو امامہ۔

۱۹۲ عبد اللہ بن عباس۔

۱۹۳ عبد اللہ بن عمر۔

۱۹۴ عبد اللہ بن زبیر۔

۱۹۵ عبد اللہ بن عمرو۔

۱۹۶ ابو ہریرہ۔

۱۹۷ انس بن مالک۔

۱۹۸ ابو سعید۔

۱۹۹ ابو امامہ۔

۲۰۰ عبد اللہ بن عباس۔

۲۰۱ عبد اللہ بن عمر۔

۲۰۲ عبد اللہ بن زبیر۔

۲۰۳ عبد اللہ بن عمرو۔

۲۰۴ ابو ہریرہ۔

۲۰۵ انس بن مالک۔

۲۰۶ ابو سعید۔

۲۰۷ ابو امامہ۔

۲۰۸ عبد اللہ بن عباس۔

۲۰۹ عبد اللہ بن عمر۔

۲۱۰ عبد اللہ بن زبیر۔

۲۱۱ عبد اللہ بن عمرو۔

۲۱۲ ابو ہریرہ۔

۲۱۳ انس بن مالک۔

۲۱۴ ابو سعید۔

۲۱۵ ابو امامہ۔

۲۱۶ عبد اللہ بن عباس۔

۲۱۷ عبد اللہ بن عمر۔

۲۱۸ عبد اللہ بن زبیر۔

۲۱۹ عبد اللہ بن عمرو۔

۲۲۰ ابو ہریرہ۔

۲۲۱ انس بن مالک۔

۲۲۲ ابو سعید۔

۲۲۳ ابو امامہ۔

۲۲۴ عبد اللہ بن عباس۔

۲۲۵ عبد اللہ بن عمر۔

۲۲۶ عبد اللہ بن زبیر۔

۲۲۷ عبد اللہ بن عمرو۔

۲۲۸ ابو ہریرہ۔

۲۲۹ انس بن مالک۔

۲۳۰ ابو سعید۔

۲۳۱ ابو امامہ۔

۲۳۲ عبد اللہ بن عباس۔

۲۳۳ عبد اللہ بن عمر۔

۲۳۴ عبد اللہ بن زبیر۔

۲۳۵ عبد اللہ بن عمرو۔

۲۳۶ ابو ہریرہ۔

۲۳۷ انس بن مالک۔

۲۳۸ ابو سعید۔

۲۳۹ ابو امامہ۔

۲۴۰ عبد اللہ بن عباس۔

۲۴۱ عبد اللہ بن عمر۔

۲۴۲ عبد اللہ بن زبیر۔

۲۴۳ عبد اللہ بن عمرو۔

۲۴۴ ابو ہریرہ۔

۲۴۵ انس بن مالک۔

۲۴۶ ابو سعید۔

۲۴۷ ابو امامہ۔

۲۴۸ عبد اللہ بن عباس۔

۲۴۹ عبد اللہ بن عمر۔

۲۵۰ عبد اللہ بن زبیر۔

۲۵۱ عبد اللہ بن عمرو۔

۲۵۲ ابو ہریرہ۔

۲۵۳ انس بن مالک۔

۲۵۴ ابو سعید۔

۲۵۵ ابو امامہ۔

۲۵۶ عبد اللہ بن عباس۔

۲۵۷ عبد اللہ بن عمر۔

۲۵۸ عبد اللہ بن زبیر۔

۲۵۹ عبد اللہ بن عمرو۔

۲۶۰ ابو ہریرہ۔

۲۶۱ انس بن مالک۔

۲۶۲ ابو سعید۔

۲۶۳ ابو امامہ۔

۲۶۴ عبد اللہ بن عباس۔

۲۶۵ عبد اللہ بن عمر۔

۲۶۶ عبد اللہ بن زبیر۔

۲۶۷ عبد اللہ بن عمرو۔

۲۶۸ ابو ہریرہ۔

۲۶۹ انس بن مالک۔

۲۷۰ ابو سعید۔

۲۷۱ ابو امامہ۔

۲۷۲ عبد اللہ بن عباس۔

۲۷۳ عبد اللہ بن عمر۔

۲۷۴ عبد اللہ بن زبیر۔

۲۷۵ عبد اللہ بن عمرو۔

۲۷۶ ابو ہریرہ۔

۲۷۷ انس بن مالک۔

۲۷۸ ابو سعید۔

۲۷۹ ابو امامہ۔

۲۸۰ عبد اللہ بن عباس۔

۲۸۱ عبد اللہ بن عمر۔

۲۸۲ عبد اللہ بن زبیر۔

۲۸۳ عبد اللہ بن عمرو۔

۲۸۴ ابو ہریرہ۔

۲۸۵ انس بن مالک۔

۲۸۶ ابو سعید۔

۲۸۷ ابو امامہ۔

۲۸۸ عبد اللہ بن عباس۔

۲۸۹ عبد اللہ بن عمر۔

۲۹۰ عبد اللہ بن زبیر۔

۲۹۱ عبد اللہ بن عمرو۔

۲۹۲ ابو ہریرہ۔

۲۹۳ انس بن مالک۔

۲۹۴ ابو سعید۔

۲۹۵ ابو امامہ۔

۲۹۶ عبد اللہ بن عباس۔

۲۹۷ عبد اللہ بن عمر۔

۲۹۸ عبد اللہ بن زبیر۔

۲۹۹ عبد اللہ بن عمرو۔

۳۰۰ ابو ہریرہ۔

۳۰۱ انس بن مالک۔

۳۰۲ ابو سعید۔

۳۰۳ ابو امامہ۔

۳۰۴ عبد اللہ بن عباس۔

۳۰۵ عبد اللہ بن عمر۔

۳۰۶ عبد اللہ بن زبیر۔

۳۰۷ عبد اللہ بن عمرو۔

۳۰۸ ابو ہریرہ۔

۳۰۹ انس بن مالک۔

۳۱۰ ابو سعید۔

۳۱۱ ابو امامہ۔

۳۱۲ عبد اللہ بن عباس۔

۳۱۳ عبد اللہ بن عمر۔

۳۱۴ عبد اللہ بن زبیر۔

۳۱۵ عبد اللہ بن عمرو۔

۳۱۶ ابو ہریرہ۔

۳۱۷ انس بن مالک۔

۳۱۸ ابو سعید۔

۳۱۹ ابو امامہ۔

۳۲۰ عبد اللہ بن عباس۔

۳۲۱ عبد اللہ بن عمر۔

۳۲۲ عبد اللہ بن زبیر۔

۳۲۳ عبد اللہ بن عمرو۔

۳۲۴ ابو ہریرہ۔

۳۲۵ انس بن مالک۔

۳۲۶ ابو سعید۔

۳۲۷ ابو امامہ۔

۳۲۸ عبد اللہ بن عباس۔

۳۲۹ عبد اللہ بن عمر۔

۳۳۰ عبد اللہ بن زبیر۔

۳۳۱ عبد اللہ بن عمرو۔

۳۳۲ ابو ہریرہ۔

۳۳۳ انس بن مالک۔

۳۳۴ ابو سعید۔

۳۳۵ ابو امامہ۔

۳۳۶ عبد اللہ بن عباس۔

۳۳۷ عبد اللہ بن عمر۔

۳۳۸ عبد اللہ بن زبیر۔

۳۳۹ عبد اللہ بن عمرو۔

۳۴۰ ابو ہریرہ۔

۳۴۱ انس بن مالک۔

۳۴۲ ابو سعید۔

۳۴۳ ابو امامہ۔

۳۴۴ عبد اللہ بن عباس۔

۳۴۵ عبد اللہ بن عمر۔

۳۴۶ عبد اللہ بن زبیر۔

۳۴۷ عبد اللہ بن عمرو۔

۳۴۸ ابو ہریرہ۔

۳۴۹ انس بن مالک۔

۳۵۰ ابو سعید۔

۳۵۱ ابو امامہ۔

۳۵۲ عبد اللہ بن عباس۔

۳۵۳ عبد اللہ بن عمر۔

۳۵۴ عبد اللہ بن زبیر۔

۳۵۵ عبد اللہ بن عمرو۔

۳۵۶ ابو ہریرہ۔

۳۵۷ انس بن مالک۔

۳۵۸ ابو سعید۔

۳۵۹ ابو امامہ۔

۳۶۰ عبد اللہ بن عباس۔

۳۶۱ عبد اللہ بن عمر۔

۳۶۲ عبد اللہ بن زبیر۔

۳۶۳ عبد اللہ بن عمرو۔

۳۶۴ ابو ہریرہ۔

۳۶۵ انس بن مالک۔

۳۶۶ ابو سعید۔

۳۶۷ ابو امامہ۔

۳۶۸ عبد اللہ بن عباس۔

۳۶۹ عبد اللہ بن عمر۔

۳۷۰ عبد اللہ بن زبیر۔

۳۷۱ عبد اللہ بن عمرو۔

۳۷۲ ابو ہریرہ۔

۳۷۳ انس بن مالک۔

۳۷۴ ابو سعید۔

۳۷۵ ابو امامہ۔

۳۷۶ عبد اللہ بن عباس۔

۳۷۷ عبد اللہ بن عمر۔

۳۷۸ عبد اللہ بن زبیر۔

۳۷۹ عبد اللہ بن عمرو۔

۳۸۰ ابو ہریرہ۔

۳۸۱ انس بن مالک۔

۳۸۲ ابو سعید۔

۳۸۳ ابو امامہ۔

۳۸۴ عبد اللہ بن عباس۔

۳۸۵ عبد اللہ بن عمر۔

۳۸۶ عبد اللہ بن زبیر۔

۳۸۷ عبد اللہ بن عمرو۔

۳۸۸ ابو ہریرہ۔

۳۸۹ انس بن مالک۔

۳۹۰ ابو سعید۔

۳۹۱ ابو امامہ۔

۳۹۲ عبد اللہ بن عباس۔

۳۹۳ عبد اللہ بن عمر۔

۳۹۴ عبد اللہ بن زبیر۔

۳۹۵ عبد اللہ بن عمرو۔

۳۹۶ ابو ہریرہ۔

۳۹۷ انس بن مالک۔

۳۹۸ ابو سعید۔

۳۹۹ ابو امامہ۔

۴۰۰ عبد اللہ بن عباس۔

۴۰۱ عبد اللہ بن عمر۔

۴۰۲ عبد اللہ بن زبیر۔

۴۰۳ عبد اللہ بن عمرو۔

۴۰۴ ابو ہریرہ۔

۴۰۵ انس بن مالک۔

۴۰۶ ابو سعید۔

۴۰۷ ابو امامہ۔

۴۰۸ عبد اللہ بن عباس۔

۴۰۹ عبد اللہ بن عمر۔

۴۱۰ عبد اللہ بن زبیر۔

۴۱۱ عبد اللہ بن عمرو۔

۴۱۲ ابو ہریرہ۔

۴۱۳ انس بن مالک۔

۴۱۴ ابو سعید۔

۴۱۵ ابو امامہ۔

۴۱۶ عبد اللہ بن عباس۔

۴۱۷ عبد اللہ بن عمر۔

۴۱۸ عبد اللہ بن زبیر۔

۴۱۹ عبد اللہ بن عمرو۔

۴۲۰ ابو ہریرہ۔

۴۲۱ انس بن مالک۔

۴۲۲ ابو سعید۔

۴۲۳ ابو امامہ۔

۴۲۴ عبد اللہ بن عباس۔

۴۲۵ عبد اللہ بن عمر۔

۴۲۶ عبد اللہ بن زبیر۔

۴۲۷ عبد اللہ بن عمرو۔

۴۲۸ ابو ہریرہ۔

۴۲۹ انس بن مالک۔

۴۳۰ ابو سعید۔

۴۳۱ ابو امامہ۔

۴۳۲ عبد اللہ بن عباس۔

۴۳۳ عبد اللہ بن عمر۔

۴۳۴ عبد اللہ بن زبیر۔

۴۳۵ عبد اللہ بن عمرو۔

۴۳۶ ابو ہریرہ۔

۴۳۷ انس بن مالک۔

۴۳۸ ابو سعید۔

۴۳۹ ابو امامہ۔

۴۴۰ عبد اللہ بن عباس۔

۴۴۱ عبد اللہ بن عمر۔

۴۴۲ عبد اللہ بن زبیر۔

۴۴۳ عبد اللہ بن عمرو۔

۴۴۴ ابو ہریرہ۔

۴۴۵ انس بن مالک۔

۴۴۶ ابو سعید۔

۴۴۷ ابو امامہ۔

۴۴۸ عبد اللہ بن عباس۔

۴۴۹ عبد اللہ بن عمر۔

۴۵۰ عبد اللہ بن زبیر۔

۴۵۱ عبد اللہ بن عمرو۔

۴۵۲ ابو ہریرہ۔

۴۵۳ انس بن مالک۔

۴۵۴ ابو سعید۔

۴۵۵ ابو امامہ۔

۴۵۶ عبد اللہ بن عباس۔

۴۵۷ عبد اللہ بن عمر۔

۴۵۸ عبد اللہ بن زبیر۔

۴۵۹ عبد اللہ بن عمرو۔

۴۶۰ ابو ہریرہ۔

۴۶۱ انس بن مالک۔

۴۶۲ ابو سعید۔

۴۶۳ ابو امامہ۔

۴۶۴ عبد اللہ بن عباس۔

۴۶۵ عبد اللہ بن عمر۔

۴۶۶ عبد اللہ بن زبیر۔

۴۶۷ عبد اللہ بن عمرو۔

۴۶۸ ابو ہریرہ۔

۴۶۹ انس بن مالک۔

۴۷۰ ابو سعید۔

۴۷۱ ابو امامہ۔

۴۷۲ عبد اللہ بن عباس۔

۴۷۳ عبد اللہ بن عمر۔

۴۷۴ عبد اللہ بن زبیر۔

۴۷۵ عبد اللہ بن عمرو۔

۴۷۶ ابو ہریرہ۔

۴۷۷ انس بن مالک۔

۴۷۸ ابو سعید۔

۴۷۹ ابو امامہ۔

۴۸۰ عبد اللہ بن عباس۔

۴۸۱ عبد اللہ بن عمر۔

۴۸۲ عبد اللہ بن زبیر۔

۴۸۳ عبد اللہ بن عمرو۔

۴۸۴ ابو ہریرہ۔

۴۸۵ انس بن مالک۔

۴۸۶ ابو سعید۔

۴۸۷ ابو امامہ۔

۴۸۸ عبد اللہ بن عباس۔

۴۸۹ عبد اللہ بن عمر۔

۴۹۰ عبد اللہ بن زبیر۔

۴۹۱ عبد اللہ بن عمرو۔

۴۹۲ ابو ہریرہ۔

۴۹۳ انس بن مالک۔

۴۹۴ ابو سعید۔

۴۹۵ ابو امامہ۔

۴۹۶ عبد اللہ بن عباس۔

۴۹۷ عبد اللہ بن عمر۔

۴۹۸ عبد اللہ بن زبیر۔

۴۹۹ عبد اللہ بن عمرو۔

۵۰۰ ابو ہریرہ۔

۵۰۱ انس بن مالک۔

۵۰۲ ابو سعید۔

۵۰۳ ابو امامہ۔

۵۰۴ عبد اللہ بن عباس۔

۵۰۵ عبد اللہ بن عمر۔

۵۰۶ عبد اللہ بن زبیر۔

۵۰۷ عبد اللہ بن عمرو۔

۵۰۸ ابو ہریرہ۔

۵۰۹ انس بن مالک۔

۵۱۰ ابو سعید۔

۵۱۱ ابو امامہ۔

۵۱۲ عبد اللہ بن عباس۔

۵۱۳ عبد اللہ بن عمر۔

۵۱۴ عبد اللہ بن زبیر۔

۵۱۵ عبد اللہ بن عمرو۔

۵۱۶ ابو ہریرہ۔

۵۱۷ انس بن مالک۔

۵۱۸ ابو سعید۔

۵۱۹ ابو امامہ۔

۵۲۰ عبد اللہ بن عباس۔

۵۲۱ عبد اللہ بن عمر۔

۵۲۲ عبد اللہ بن زبیر۔

۵۲۳ عبد اللہ بن عمرو۔

۵۲۴ ابو ہریرہ۔

۵۲۵ انس بن مالک۔

۵۲۶ ابو سعید۔

۵۲۷ ابو امامہ۔

۵۲۸ عبد اللہ بن عباس۔

۵۲۹ عبد اللہ بن عمر۔

۵۳۰ عبد اللہ بن زبیر۔

۵۳۱ عبد اللہ بن عمرو۔

۵۳۲ ابو ہریرہ۔

۵۳۳ انس بن مالک۔

۵۳۴ ابو سعید۔

۵۳۵ ابو امامہ۔

۵۳۶ عبد اللہ بن عباس۔

۵۳۷ عبد اللہ بن عمر۔

۵۳۸ عبد اللہ بن زبیر۔

۵۳۹ عبد اللہ بن عمرو۔

۵۴۰ ابو ہریرہ۔

۵۴۱ انس بن مالک۔

۵۴۲ ابو سعید۔

۵۴۳ ابو امامہ۔

۵۴۴ عبد اللہ بن عباس۔

۵۴۵ عبد اللہ بن عمر۔

۵۴۶ عبد اللہ بن زبیر۔

۵۴۷ عبد اللہ بن عمرو۔

۵۴۸ ابو ہریرہ۔

۵۴۹ انس بن مالک۔

۵۵۰ ابو سعید۔

۵۵۱ ابو امامہ۔

۵۵۲ عبد اللہ بن عباس۔

۵۵۳ عبد اللہ بن عمر۔

۵۵۴ عبد اللہ بن زبیر۔

۵۵۵ عبد اللہ بن عمرو۔

۵۵۶ ابو ہریرہ۔

۵۵۷ انس بن مالک۔

۵۵۸ ابو سعید۔

۵۵۹ ابو امامہ۔

۵۶۰ عبد اللہ بن عباس۔

۵۶۱ عبد اللہ بن عمر۔

۵۶۲ عبد اللہ بن زبیر۔

۵۶۳ عبد اللہ بن عمرو۔

۵۶۴ ابو ہریرہ۔

۵۶۵ انس بن مالک۔

۵۶۶ ابو سعید۔

۵۶۷ ابو امامہ۔

۵۶۸ عبد اللہ بن عباس۔

۵۶۹ عبد اللہ بن عمر۔

۵۷۰ عبد اللہ بن زبیر۔

۵۷۱ عبد اللہ بن عمرو۔

۵۷۲ ابو ہریرہ۔

۵۷۳ انس بن مالک۔

۵۷۴ ابو سعید۔

۵۷۵ ابو امامہ۔

۵۷۶ عبد اللہ بن عباس۔

۵۷۷ عبد اللہ بن عمر۔

۵۷۸ عبد اللہ بن زبیر۔

۵۷۹ عبد اللہ بن عمرو۔

۵۸۰ ابو ہریرہ۔

۵۸۱ انس بن مالک۔

۵۸۲ ابو سعید۔

۵۸۳ ابو امامہ۔

۵۸۴ عبد اللہ بن عباس۔

۵۸۵ عبد اللہ بن عمر۔

۵۸۶ عبد اللہ بن زبیر۔

۵۸۷ عبد اللہ بن عمرو۔

۵۸۸ ابو ہریرہ۔

۵۸۹ انس بن مالک۔

۵۹۰ ابو سعید۔

۵۹۱ ابو امامہ۔

۵۹۲ عبد اللہ بن عباس۔

۵۹۳ عبد اللہ بن عمر۔

۵۹۴ عبد اللہ بن زبیر۔

۵۹۵ عبد اللہ بن عمرو۔

۵۹۶ ابو ہریرہ۔

۵۹۷ انس بن مالک۔

۵۹۸ ابو سعید۔

۵۹۹ ابو امامہ۔

۶۰۰ عبد اللہ بن عباس۔

۶۰۱ عبد اللہ بن عمر۔

۶۰۲ عبد اللہ بن زبیر۔

۶۰۳ عبد اللہ بن عمرو۔

۶۰۴ ابو ہریرہ۔

۶۰۵ انس بن مالک۔

۶۰۶ ابو سعید۔

۶۰۷ ابو امامہ۔

۶۰۸ عبد اللہ بن عباس۔

۶۰۹ عبد اللہ بن عمر۔

۶۱۰ عبد اللہ بن زبیر۔

۶۱۱ عبد اللہ بن عمرو۔

۶۱۲ ابو ہریرہ۔

۶۱۳ انس بن مالک۔

۶۱۴ ابو سعید۔

۶۱۵ ابو امامہ۔

۶۱۶ عبد اللہ بن عباس۔

۶۱۷ عبد اللہ بن عمر۔

۶۱۸ عبد اللہ بن زبیر۔

۶۱۹ عبد اللہ بن عمرو۔

۶۲۰ ابو ہریرہ۔

۶۲۱ انس بن مالک۔

۶۲۲ ابو سعید۔

۶۲۳ ابو امامہ۔

۶۲۴ عبد اللہ بن عباس۔

۶۲۵ عبد اللہ بن عمر۔

۶۲۶ عبد اللہ بن زبیر۔

۶۲۷ عبد اللہ بن عمرو۔

۶۲۸ ابو ہریرہ۔

۶۲۹ انس بن مالک۔

۶۳۰ ابو سعید۔

۶۳۱ ابو امامہ۔

۶۳۲ عبد اللہ بن عباس۔

۶۳۳ عبد اللہ بن عمر۔

۶۳۴ عبد اللہ بن زبیر۔

۶۳۵ عبد اللہ بن عمرو۔

۶۳۶ ابو ہریرہ۔

۶۳۷ انس بن مالک۔

۶۳۸ ابو سعید۔

۶۳۹ ابو امامہ۔

۶۴۰ عبد اللہ بن عباس۔

۶۴۱ عبد اللہ بن عمر۔

۶۴۲ عبد اللہ بن زبیر۔

۶۴۳ عبد اللہ بن عمرو۔

۶۴۴ ابو ہریرہ۔

۶۴۵ انس بن مالک۔

۶۴۶ ابو سعید۔

۶۴۷ ابو امامہ۔

۶۴۸ عبد اللہ بن عباس۔

۶۴۹ عبد اللہ بن عمر۔

۶۵۰ عبد اللہ بن زبیر۔

۶۵۱ عبد اللہ بن عمرو۔

۶۵۲ ابو ہریرہ۔

۶۵۳ انس بن مالک۔

۶۵۴ ابو سعید۔

۶۵۵ ابو امامہ۔

۶۵۶ عبد اللہ بن عباس۔

۶۵۷ عبد اللہ بن عمر۔

۶۵۸ عبد اللہ بن زبیر۔

۶۵۹ عبد اللہ بن عمرو۔

۶۶۰ ابو ہریرہ۔

۶۶۱ انس بن مالک۔

۶۶۲ ابو سعید۔

۶۶۳ ابو امامہ۔

۶۶۴ عبد اللہ بن عباس۔

۶۶۵ عبد اللہ بن عمر۔

۶۶۶ عبد اللہ بن زبیر۔

۶۶۷ عبد اللہ بن عمرو۔

۶۶۸ ابو ہریرہ۔

۶۶۹ انس بن مالک۔

۶۷۰ ابو سعید۔

۶۷۱ ابو امامہ۔

۶۷۲ عبد اللہ بن عباس۔

۶۷۳ عبد اللہ بن عمر۔

۶۷۴ عبد اللہ بن زبیر۔

۶۷۵ عبد اللہ بن عمرو۔

۶۷۶ ابو ہریرہ۔

۶۷۷ انس بن مالک۔

۶۷۸ ابو سعید۔

۶۷۹ ابو امامہ۔

۶۸۰ عبد اللہ بن عباس۔

۶۸۱ عبد اللہ بن عمر۔

۶۸۲ عبد اللہ بن زبیر۔

۶۸۳ عبد اللہ بن عمرو۔

۶۸۴ ابو ہریرہ۔

۶۸۵ انس بن مالک۔

۶۸۶ ابو سعید۔

۶۸۷ ابو امامہ۔

۶۸۸ عبد اللہ بن عباس۔

۶۸۹ عبد اللہ بن عمر۔

۶۹۰ عبد اللہ بن زبیر۔

۶۹۱ عبد اللہ بن عمرو۔

۶۹۲ ابو ہریرہ۔

۶۹۳ انس بن مالک۔

۶۹۴ ابو سعید۔

۶۹۵ ابو امامہ۔

۶۹۶ عبد اللہ بن عباس۔

۶۹۷ عبد اللہ بن عمر۔

۶۹۸ عبد اللہ بن زبیر۔

۶۹۹ عبد اللہ بن عمرو۔

۷۰۰ ابو ہریرہ۔

۷۰۱ انس بن مالک۔

۷۰۲ ابو سعید۔

۷۰۳ ابو امامہ۔

۷۰۴ عبد اللہ بن عباس۔

۷۰۵ عبد اللہ بن عمر۔

۷۰۶ عبد اللہ بن زبیر۔

۷۰۷ عبد اللہ بن عمرو۔

۷۰۸ ابو ہریرہ۔

۷۰۹ انس بن مالک۔

۷۱۰ ابو سعید۔

۷۱۱ ابو امامہ۔

۷۱۲ عبد اللہ بن عباس۔

۷۱۳ عبد اللہ بن عمر۔

۷۱۴ عبد اللہ بن زبیر۔

۷۱۵ عبد اللہ بن عمرو۔

۷۱۶ ابو ہریرہ۔

۷۱۷ انس بن مالک۔

۷۱۸ ابو سعید۔

۷۱۹ ابو امامہ۔

۷۲۰ عبد اللہ بن عباس۔

۷۲۱ عبد اللہ بن عمر۔

۷۲۲ عبد اللہ بن زبیر۔

۷۲۳ عبد اللہ بن عمرو۔

۷۲۴ ابو ہریرہ۔

۷۲۵ انس بن مالک۔

۷۲۶ ابو سعید۔

۷۲۷ اب

افضلیت رکھتا ہے" امام بخاری کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے داہنے ہاتھ مبارک کی خنصر (چھوٹی انگلی) میں انگشتری تھی" حضرت محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں :-

"پس باید دانست کہ مکروہ است پوشیدن انگشتری در انگشت میانہ و سبابہ مردان را و سنت است پوشیدن در خنصر و امازنان را در ہمہ انگشت جائز است بلا کراہت"

یعنی "پس جاننا چاہیئے کہ درمیانی انگلی اور سبابہ انگلی میں مردوں کو انگشتری پہننا مکروہ ہے اور خنصر انگلی میں پہننا سنت ہے نیز عورتوں کو بلا کراہت تمام انگلیوں میں پہننا جائز ہے"

حدیث ۴ حدثنا احمد بن منیع حدثنا یزید بن ھارون عن حماد بن سلمۃ قال رأیت بن ابی رافع یتختم فی یمینہ فسألتہ عن ذلک فقال رأیت عبد اللہ بن جعفر یتختم فی یمینہ وقال عبد اللہ بن جعفر کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یتختم فی یمینہ۔

ترجمہ حماد بن سلمہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابی رافع کو داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنے دیکھا تو اس سے اس کے متعلق پوچھا انہوں نے جواب دیا کہ میں نے عبداللہ بن جعفر کو داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنے دیکھا تھا اور عبداللہ بن جعفر نے فرمایا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

تشریح اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ داہنے ہاتھ میں تو انگوٹھی تھی مگر یہ معلوم نہیں ہوا کہ کونسی انگلی مبارک میں پہن رکھی تھی حضرت علامہ البیجوری اسی سوال کے پیش نظر تحریر فرماتے ہیں :-

"لم یبین فی ھذہ الاحادیث الی الاصابع وضعہ فیھا لکن الذی فی الصحیحین تعیین الخنصر فالسنۃ جعلہ فی الخنصر فقط"

یعنی "ان احادیث سے واضح نہیں ہوتا کہ کونسی انگلی مبارک میں پہن رکھی تھی مگر صحیحین سے خنصر کی تعیین ہوتی ہے لہذا صرف خنصر (چھوٹی انگلی) ہی میں پہننی سنت ہے" (المواہب اللدنیہ ص۶۵)

---

marfat.com

حدیث ۳/۹۴ حدثنا محمد بن موسیٰ انبانا عبداللہ بن نمیر انبانا ابراھیم بن الفضل عن عبداللہ بن محمد ابن عقیل عن عبداللہ بن جعفر انہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان یتختم فی یمینہ۔

ترجمہ عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے داہنے ہاتھ مبارک میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

حدیث ۴/۹۵ حدثنا ابو الخطاب زیاد بن یحیی حدثنا عبداللہ بن میمون عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جابر بن عبداللہ ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان یتختم فی یمینہ۔

ترجمہ جابر ابن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے داہنے ہاتھ مبارک میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

تشریح جمع الوسائل میں حضرت محدث جلیل مولانا علی القاری رحمہ الباری تحریر فرماتے ہیں کہ "سید اصل الدین نے کہا کہ ہمارے شیخ ابن حجر یعنی عسقلانی نے فرمایا کہ اس حدیث کے اسناد میں لین ہے" میں کہتا ہوں اس کی تو وجہ ہے اور وہ یہ کہ عبداللہ بن میمون میں تکلم ہے۔ امام بخاری نے فرمایا کہ ذاہب الحدیث ہے، ابوزرعہ نے کہا کہ واہی الحدیث ہے ابوحاتم نے کہا کہ متروک ہے" باوجود اس کے اس حدیث کو دوسری روایتوں سے تقویت حاصل ہے۔ اس لئے حدنکارت سے یہ حدیث نکل گئی ہے۔ (ص ۱۵۲)

حدیث ۵/۹۶ حدثنا محمد بن حمید الرازی حدثنا جریر عن محمد بن اسحٰق عن الصلت بن عبداللہ قال کان ابن عباس یتختم فی یمینہ وکان خاتمہ الا قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یتختم فی یمینہ۔

ترجمہ صلت بن عبداللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ انگوٹھی اپنے داہنی ہاتھ میں پہنا

اسماء الرجال حدیث ۳/۹۴

۱ محمد بن موسیٰ۔ اور ایک نسخہ میں یحییٰ بن موسیٰ بھی لکھا ہے۔
۲ عبداللہ بن نمیر دیکھو صفحہ ۳۰ باب ما جاء فی ذکر خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲
۳ ابراہیم بن الفضل حضرت علامہ القاری رحمۃ الباری فرماتے ہیں لم اطلع علی ترجمتہ (جمع الوسائل ۱۵۱)
۴ عبداللہ بن محمد بن عقیل۔

اسماء الرجال حدیث ۴/۹۵

۱ ابوالخطاب زیاد بن یحییٰ۔
۲ عبداللہ بن میمون۔ امام بخاری نے کہا ہے ذاہب الحدیث ہے ابوحاتم نے کہا کہ متروک ہے ابوزرعہ نے کہا کہ واہی الحدیث ہے۔ الاتفاق ضعیف ہے۔
۳ محمد بن علی بن حسین آپ کی والدہ کمال صدق کی وجہ سے الصادق کے لقب سے مشہور تھے آپ کی ولادت ۵۷ھ اور وفات ۱۴۸ھ میں ہوئی۔
۴ جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے آپ کا شمار مشہور صحابہ میں ہوتا ہے آپ نے ۹۴ سال کی عمر پائی اور ۷۴ھ میں وفات پائی۔

---

marfat.com

کرتے تھے اور جہاں تک میرا خیال ہے وہ فرماتے کہ حضور رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی انگوٹھی اپنے داہنے ہاتھ میں پہنا کرتے تھے۔

حل لغات اَیْمَنُ و اَیْمَنُ۔ ہمزہ کی کسرہ کے ساتھ اور فتحہ کے ساتھ بھی آتا ہے۔ کسرِ ہمزہ کے ساتھ اکثر استعمال ہوا ہے اَلْفِعْلُ بھی ہے۔ میں گمان کرتا ہوں، میں خیال کرتا ہوں، مجھے یاد پڑتا ہے۔

تشریح ارشاد ہے "اور جہاں تک میرا خیال ہے" یہ جملہ صلت بن عبداللہ کا معلوم ہوتا ہے۔ جناب حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: "ولم توجد ھذہ الجملۃ فی بعض الاصول"

ابوداؤد نے اس حدیث پر بھی تخریج کی ہے کہ عن محمد بن اسحٰق قال حدثنی یعلی بن عبداللہ بن صلت ان عبداللہ بن عباس ذکرہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (جمع الوسائل ص۵۱)

حدیث ۲ حدثنا محمدُ بن ابی عمر حدثنا سفیانُ حدثنا ایوبُ بن موسیٰ عن نافعٍ عن ابن عمرؓ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّۃٍ وَجَعَلَ فَصَّہٗ مِمَّا یَلِیْ کَفَّہٗ وَنَقَشَ فِیْہِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَنَھٰی اَنْ یَّنْقُشَ اَحَدٌ عَلَیْہِ وَھُوَالَّذِیْ سَقَطَ مِنْ مُّعَیْقِیْبٍ فِیْ بِئْرِ اَرِیْسَ۔

ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت ہے یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگوٹھی چاندی کی بنوائی اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھا ہوا تھا اور اس میں کندہ تھا محمد رسول اللہ، اور اس نام پاک کو انگوٹھی پر کندہ کرنے سے ہر ایک شخص کو منع فرمادیا تھا" یہ انگوٹھی معیقیب سے اریس کے کنویں میں گر گئی تھی۔

حل لغات سَقَطَ۔ گر گئی۔ سَقَطٌ سے ہے گرنا۔

تشریح ارشاد ہے" اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھا ہوا تھا" یعنی پہننے کے بعد اس کا نگینہ ہاتھ کے اندر کی طرف کرتے مسلم شریف کی روایت میں ہے "مما یلی بطن کفہ" یعنی ہتھیلی کے پیٹ کی طرف رکھا ہوا تھا" ابوداؤد کی ایک روایت سے ہاتھ کی پشت کی طرف نگینہ کا ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ ان دونوں روایات میں محدثین کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین

اسماء الرجال حدیث ۲
۱ محمد بن ابی عمر الرازی، دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی نقش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصفۃ خاتمہ
۲ سفیان، دیکھو حدیث ۲
۳ ایوب بن موسیٰ، دیکھو حدیث ۲
۴ نافع، دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی نقش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۵ عبداللہ بن عمر بن الخطاب، دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی نقش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۶ الحسن بن علی الخلال، دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی نقش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۷ عبدالرزاق بن ہمام، دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی نقش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۸ ابن ابی عمر، دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی نقش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

marfat.com

نے اس طرح توفیق وتطبیق کی ہے۔ علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں "امام زین الدین عراقی فرماتے ہیں کبھی تو بھتیلی کی طرف اور کبھی ہاتھ کی پشت کی طرف انگوٹھی کا نگینہ ہوتا" اور بھتیلی کی طرف اس کے ہونے کی روایت کو اصح بتایا ہے اور اس کو افضل کہا ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں "یہ (نگینہ کا بھتیلی کی طرف ہونا) فخر، عجب اور تکبر سے بچاتا ہے" علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "انگشتری چھوٹی انگلی میں پہننی چاہیئے نیز مردوں کو یہ بھی چاہیئے کہ انگوٹھی کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھیں اور عورتوں کو تمام انگلیوں میں انگوٹھیاں پہننا جائز ہے۔ نیز ان کے نگینے ہاتھ کی پشت کی طرف کرنا بھی انہیں جائز ہے کیونکہ یہ ان کی زینت ہے"۔

ارشاد ہے "اس (نام پاک) کو انگوٹھی پر کندہ کرنے سے ہر ایک شخص کو منع فرما دیا تھا" یعنی ایسا نہ ہو کہ ہر ایک شخص آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرتے ہوئے ایسی ہی انگوٹھی بنالے اور جناب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مُہر مُبارک میں شک فساد اور تردد پیدا ہو جائے۔ نیز مہر مُبارک دوسروں کے ساتھ خلط ملط ہو جائے۔

حدیث ۹۸ حدثنا قتیبۃ بن سعید قال حدثنا حاتم بن اسمٰعیل عن جعفر بن محمد عن ابیہ قال کان الحسنؓ والحسینؓ رضی اللہ عنہما یتختمان فی یسارھما۔

ترجمہ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین علیہما السلام انگوٹھیاں اپنے بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔

حل لغات یسار۔ بائیں۔

تشریح حضرت محدث جلیل استاذ گرامی صاحبزادہ الحافظ علی احمد جان صاحب قدس سرہٗ نے فرمایا کہ "اس حدیث شریف کے یہاں پر لانے سے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقصد ہو سکتا ہے کہ وہ احادیث جو بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے متعلق ہیں تو بیان کر دیں (جیسے کہ یہ حدیث ہے کہ محمد الباقر علیہ السلام نے حسین کو یہ بائیں علیہما السلام کو نہیں دیکھا تھا) یا ضعیف نیز دائیں ہاتھ میں انگشتری پہننے کی افضلیت قائم رہے اور بائیں ہاتھ میں انگوٹھی کا استعمال جواز کیئے قائم رہے"۔

حدیث پہلی باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

اسماء الرجال حدیث ۹۸ راتقریب التہذیب دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

۱ حاتم بن اسمٰعیل۔

۲ جعفر بن محمد دیکھو حدیث ۹۵

۳ باب ہذا۔ دیکھو حدیث ۵۸

۴ ابیہ۔

۵ باب ہذا۔

۶ امام حسن دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱۵

۷ امام حسین

marfat.com

حدیث ۹۹ حدثنا عبد اللہ بن عبد الرحمن حدثنا محمد بن عیسیٰ وھو ابن الطباع حدثنا عباد بن العوام عن سعید بن عروبۃ عن قتادۃ عن انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تختم فی یمینہ قال ابو عیسیٰ ھذا حدیث غریب لا نعرفہ من حدیث سعید بن عروبۃ عن قتادۃ عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نحو ھذا الا من ھذا الوجہ وروی بعض اصحاب قتادۃ عن قتادۃ عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تختم فی یسارہ وھو حدیث لا یصح ایضاً۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انگوٹھی داہنے ہاتھ مبارک میں پہنتے تھے۔

حدیث ۱۰۰ حدثنا محمد بن عبید المحاربی حدثنا عبد العزیز بن ابی حازم عن موسیٰ بن عقبۃ عن نافع عن ابن عمر قال اتخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتماً من ذھب وکان یلبسہ فی یمینہ فاتخذ الناس خواتیم من ذھب فطرحہ وقال لا البسہ ابداً فطرح الناس خواتیمھم۔

ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی، اُسے اپنے داہنے ہاتھ میں پہنتے تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ انگوٹھی اتار دی اور فرمایا کہ میں اسے کبھی نہ پہنوں گا، پس صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بھی اپنی انگوٹھیاں اُتار دیں۔

حل لغات خواتیم: انگوٹھیاں، خاتم کی جمع ہے۔ طرح: اُتار دی، پھینک دی، طرح سے ہے جس کے معنی ہیں پھینک دینا، نکال ڈالنا، رکھ دینا، حمل ساقط ہونا۔ خواتیم میں تی اشباع کی ہے۔

تشریح ارشاد ہے "اسے اپنے ہاتھ مبارک میں پہنتے تھے" یہ ترجمۃ الباب ہے کہ اگرچہ اس حرمت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بھی پہنی۔ ارشاد ہے "آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ انگوٹھی اتار دی اور فرمایا کہ میں اسے

marfat.com

کبھی نہ پہنوں گا" ایک دوسری صحیح حدیث میں آیا ہے کہ ایک ہاتھ میں سونا لیا اور ایک ہاتھ میں ریشم اور ارشاد فرمایا ہے "ھذا ان حرامان علیٰ ذکور امتی حل لاناثھا" یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں اور میری اُمت کی عورتوں پر حلال" اتحافات الربانیہ میں احمد المجود الدومی لکھتے ہیں :-

"حکی النووی الاجماع علی تحریمہ" "سونے کے حرام ہونے پر (یعنی مرد کے استعمال کرنے پر) اجماع ہے"

یہ امام نووی فرماتے ہیں۔ جناب مولانا مولوی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں :-

"پس حرمت آں بایں ہر دو قول ثابت شد چنانکہ شیخ ابن حجر گفتہ" "جیسا کہ شیخ ابن حجر نے فرمایا ہے ان ہر دو اقوال سے مردوں کے لئے سونے کے استعمال کی حرمت ثابت ہو گئی ہے"

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَانَ یَتَخَتَّمُ فِیْ یَمِیْنِہٖ

پورا ہو گیا۔

○

سلسلہ ابن ماجہ اردو ترجمہ جلد اول ہے۔ آخر ترجمہ جلد ششم ہے۔ مسند موسیٰ بن عقبہ ہے۔ مسند نافع۔ دیکھو حدیث نمبر ۳۶۴۳ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳۔ ۵ ابن عمر۔ دیکھو حدیث نمبر ۳۶۴۳ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ سَیْفِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اِس باب میں حضور رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تلوار کا بیان ہے۔

(اِس باب میں چار احادیث ہیں)

حل لغات صِفَةٌ۔ بیان کرنا، تعریف کرنا، وَصَفَ، یَصِفُ، وَصْفًا وصِفَةً۔

تشریح اس باب میں حضور سرورِ عالم وعالمیان، پیغمبرِ اسلام، صاحبِ شفاعتِ کبریٰ، مالک ومختارِ نبی الانبیاء جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تلوار کا ذکر ہے کہ وہ کیسی تھی۔ محدثینِ کرام بیان کرتے ہیں کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دس تلواریں تھیں، ان کے نام یہ ہیں:۔ السماثنی، القضیب۔ القلعی۔ تبار۔ الخنف۔ المخذم۔ الرسوب۔ الصمصامہ۔ اللحیف۔ ذوالفقار اور دو تلواریں جن کا نام العون اور العجون تھا۔ یہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معجزانہ قوت کا مظہر تھیں۔ جنگِ بدر میں حضرت عکاشہ بن محصن کی تلوار ٹوٹ گئی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ تلوار عطا کر دیجئے۔ حضور پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جنبل رطب یعنی کھجور کی ایک خشک لکڑی ان کو عطا فرمائی اور حکم فرمایا کہ جاؤ اور لڑو۔

"فعاد فی یدہ سیف صارما طویل القامۃ ابیض شدید المتن فقاتل بہ ثم لم یزل یشھد بہ المشاھد الی ان استشھد فی قتال اھل الردۃ وکان ھذا السیف	"پس جب وہ لکڑی ان کے ہاتھ میں گئی تو وہ ایک نہایت شاندار لمبی چمکدار مضبوط تلوار بن گئی تو انہوں نے اس کے ساتھ جہاد کیا، پھر وہ ان کے پاس رہی اور وہ ہمیشہ اس کے ساتھ جہاد

marfat.com

يسمى العون"
(بیہقی۔ ابن عساکر۔ شفا شریف۔ خصائص کبریٰ)

کرتے رہے یہاں تک کہ قتال اہل الردہ میں شہید ہوگئے اور وہ تلوار عون یعنی مددگار کے نام سے موسوم ہوئی"

اور دوسری بار جنگِ اُحد میں اسی طرح لڑتے لڑتے حضرت عبداللہ بن جحش کی تلوار ٹوٹ گئی تو:

"فاعطاه النبی صلی اللہ والہ وسلم عیبا من نخل فرجع فی یدہ سیفاً."
(شفا شریف، استیعاب، اصابہ، خصائص کبریٰ)

تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کو کھجور کی ایک شاخ عطا فرمائی جب وہ ان کے ہاتھ میں گئی تو نہایت عمدہ تلوار تھی"

اس کا نام عرجون تھا اور پھر آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس کے ساتھ جہاد کرتے رہے۔

المأثور نامی تلوار آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اپنے والد گرامی کی ملکیت سے ملی تھی۔

ذُوالفقار۔ اس تلوار میں چھوٹے چھوٹے خوبصورت گڑھے تھے یا پشت کی ہڈیوں کی طرح جوڑ تھے حضور اکرم صلی اللہ والہ وسلم نے یہ تلوار امیر المومنین اسد اللہ الغالب مطلوب کل طالب ابوتراب حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو مرحمت فرمائی تھی۔ اسی لئے تو آپ رضی اللہ عنہ لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار کے لقب سے ملقب تھے، جس وقت مکہ مکرمہ فتح ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں یہی تلوار یعنی ذوالفقار تھی۔

حدیث ۱۰۱ حدثنا محمد بن بشار حدثنا وهب بن جرير انبأنا ابی قتادة عن انس قال كان قبيعة سيف رسول الله صلى الله عليه والہ وسلم من فضة۔

ترجمہ جناب انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کے قبضہ پر چاندی کی گرہ تھی۔

حل لغات قبیعۃ۔ تلوار کے قبضہ پر چاندی یا لوہے کی گرہ، بند شمشیر طیبی نے فرمایا کہ قبیعۃ وہ ہے جو قبضہ کے اس جانب کی طرف ہو جو دھار کی طرف ہوتا ہے چاندی کا ہو یا لوہے کا۔

اسماء الرجال مرتب ۱۲ حاشیہ ۱ محمد بن بشار دیکھو مرتب ۱۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

حاشیہ ۲ وہب بن جریر دیکھو مرتب ۱۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

حاشیہ ۳ ابی قتادہ دیکھو مرتب ۱۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

حاشیہ ۴ عن انس مالک دیکھو مرتب ۱۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۵

marfat.com

تشریح ارشاد ہے کہ "تلوار (مبارک) کے قبضہ پر چاندی کی گرہ تھی" علماء نے تلوار پر چاندی لگانا اور قبضہ کی ٹوپی پر چاندی لگانے کو جائز بتایا ہے۔ جناب علامہ محمد عاقل صاحب اپنی شرح میں تحریر فرماتے ہیں۔

"بدانکہ شیخ ابن حجرؒ گفتہ اند کہ ایں حدیث دلالت دارد بر جواز تحلیہ سیف بقلیل از فضۃ کہ از جملہ آلات حرب است و تحلیۂ آلات حرب بفضہ حلال است مر مردان را و تحلیہ لجام و زین بسیم اختلاف است"

یعنی "جان لے کہ شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ حدیث تلوار کو قلیل چاندی کے ساتھ آراستہ کرنے کے جواز پر دلالت کرتی ہے اور مردوں کے لئے آلات حرب کو چاندی کے ساتھ آراستہ کرنا حلال ہے اور گھوڑے کی لگام اور زین چاندی کی ہو تو اس میں (علماء کا) اختلاف ہے۔"

سعد بن عامر کی روایت میں ہے، وہ فرماتے ہیں کہ علی بن الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ہمیں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار (مبارک) کی زیارت کرائی تو اس کے قبضہ کی گرہ اور اس کا حلقہ چاندی کا تھا۔ فاذا قبیعتہ من فضۃ وحلقۃ من فضۃ۔

حدیث ۲/۱۰۴ حدثنا محمد بن بشار حدثنا معاذ بن هشام حدثني ابي قتادة عن سعيد بن ابي الحسن قال كانت قبيعة سيف رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من فضة۔

ترجمہ سعید بن ابی الحسن سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کی گرہ چاندی کی تھی۔

حل لغات قَبِیْعَۃ۔ ما رأس مقبض السیف۔ الجوہری۔ تلوار کے قبضہ کے سر کی والی گرہ۔

تشریح یہ حدیث اقسام حدیث میں مرسل کہلاتی ہے اس لئے کہ سعید بن ابی الحسن اوسطاً تابعین سے ہے مگر جناب محدث جلیل ابراہیم بن محمد البیجوری تحریر فرماتے ہیں کہ گذری ہوئی حدیث اس کی تصدیق کرتی ہے" والحدیث

اسماء الرجال ص ۱۰۲
عن قتادۃ ... رقمہ حدیث ۲
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱
عن معاذ بن ہشام ... رقمہ حدیث ۲
باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱
عن ابی قتادہ ... رقمہ حدیث ۲۴
باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲
عن سعید بن ابی الحسن ... رقمہ حدیث ۲
باب ما جاء فی صفۃ سیف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یہ حدیث اقسام حدیث میں مرسل کہلاتی ہے اس لئے کہ سعید بن ابی الحسن اوسطاً تابعین سے ہے مگر جناب محدث جلیل ابراہیم بن محمد البیجوری تحریر فرماتے ہیں کہ گذری ہوئی حدیث اس کی تصدیق کرتی ہے" والحدیث

marfat.com

مرسل لانه من اوساط التابعین لکن یشهد له الحدیث المتقدم"

حدیث ۳ ع ۱۰۳ حدثنا ابوجعفر محمد بن صدران البصری حدثنا طالب بن حجیر عن هوذ وهو ابن عبدالله ابن سعید عن جدّه قال دخل رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم مکة یوم الفتح وعلی سیفه ذهب وفضة قال طالب فسألته عن الفضة کانت قبیعة السیف فضة۔

ترجمہ ہوذ کے نانا مزیدۃ بن مالک العصری کہتے ہیں کہ جس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو (آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس) جو تلوار تھی اس پر سونا اور چاندی جڑی ہوئی تھی، طالب بن حجیر کہتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا، چاندی کے بارے میں تو انہوں نے کہا کہ تلوار کی گرہ چاندی کی تھی۔

حل لغات ذَهَبٌ۔ سونا۔

تشریح ارشاد ہے "جس وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے" یعنی مکہ مکرمہ فتح کیا اور بحیثیت ایک فاتح کے مکہ مکرمہ میں وردِ مسعود فرمایا۔ یہ واقعہ رمضان شریف ۸ھ میں ہوا۔ اس وقت کعبۃ اللہ کے اندر ۳۶۰ بُت نصب تھے، سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک میں چھڑی تھی اور ہر ایک بُت پر یہ آیہ کریمہ پڑھ کر جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا چھڑی سے اشارہ فرماتے تو وہ بُت گر جاتا۔ علماء احناف اور جمہور علماء کے نزدیک تلوار وغیرہ پر سونا لگانا جائز نہیں ہے۔ اکثر محدثین کرام نے اس حدیث کو ضعیف لکھا ہے۔ علامہ تورپشتی نے فرمایا "هذا الحدیث لاتقوم به حجة اذلیس له سند یعتمد به (جمع الوسائل) ابن عبدالبر نے استیعاب میں ذکر کیا "انه لیس بقوی" چونکہ یہ ضعیف ہے اور اس کے اسناد قوی نہیں لہٰذا اس حدیث سے سونے کے استعمال کا استدلال صحیح نہیں ہے۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں :-

"ایں حدیث ضعیف است پس معارض نشود باآنچہ مقرر شد از تحریم تحلیہ مسیت بزر واللہ اعلم" ۔

یعنی "یہ حدیث ضعیف ہے لہٰذا اس مسئلہ کے ساتھ یہ کہ سونے سے تلوار کو آراستہ کرنا حرام ہے

علامہ ابن حجر

marfat.com

کوئی تعارض نہیں ہے۔"

اسی لئے تو راوی نے سونے کے بارے میں سوال نہیں کیا بلکہ چاندی کے متعلق پوچھا۔ حضرت علامہ احمد عبدالجواد الدومی فرماتے ہیں۔ ولعل السؤال حين كان عن الفضة دفك الذهب فيه اشارة لذالك (الاتحافات الربانیہ)

حدیث ۴/۱۰ حدثنا محمدُ بن شُجاع البغدادي حدثنا ابو عُبيدة الحداد عن عثمانَ ابن سعد عن ابن سِيرِين قَالَ صَنَعْتُ سَيْفِيْ عَلٰى سَيْفِ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ وَزَعَمَ سَمُرَةُ اَنَّهُ صَنَعَ سَيْفَهُ عَلٰى سَيْفِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم وَكَانَ حَنَفِيًّا۔ حدثنا عقبة بن المكرم البصري حدثنا محمد بن بكر عن عثمان بن سعد بهذا الاسناد نحوه۔

ترجمہ ابن سیرین سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں سمرہ بن جندب کی تلوار کی طرح میں نے اپنی تلوار بنوائی۔ اور جناب سمرہ کہتے تھے کہ ان کی تلوار رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کی طرح بنائی گئی تھی اور (یہ تلوار) بنی حنیفہ کے قبیلہ کی تلوار کی طرح تھی۔

حل لغات حَنَفِيًّا۔ بنی حنیفہ کی طرف نسبت ہے۔

تشریح بنو حنیفہ مسیلمۃ الکذاب کے قبیلہ کا نام ہے۔ یہ قبیلہ خوبصورت تلواریں بنانے کے سلسلے میں بہت معروف ہے۔ یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کی مانند تلواریں بناتے تھے۔ جمع اوصاف میں ہے۔

"قال المؤلف في جامعه هذا احديث غريب لا نعرفه الا من هذا الوجهه"

مؤلف اپنی جامع میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے سوائے اس وجہ کے ہم اس کو نہیں جانتے۔

بَابُ مَاجَآءَ فِيْ صِفَةِ سَيْفِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم

پورا ہوگیا۔

اسماء الرجال

ف ابن سیرین کا پورا نام محمد بن سیرین ہے۔ انصاری ثم بصری ابوبکر ان کی والدہ کا نام صفیہ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ ان سے ان کے بھائی انس انصاری اور اکثر تابعین نے روایت کی ہے۔ آخر حدیث ۱۲۸۰ ترمذی و نسائی میں مذکور ہے۔

ع ابو عبیدۃ الحداد۔ عبدالواحد بن واقد ابو عبیدۃ الحداد البصری ہے۔ ترمذی، نسائی اور ابوداؤد نے ان سے روایت لی ہے۔

ع عثمان بن سعد الکاتب۔ عثمان بن سعد الکاتب البصری ہے۔ ان سے عقبۃ بن مکرم اور محمد بن بکر نے روایت لی ہے۔ ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے ان سے روایت لی ہے۔

ع ابن سیرین۔ ابن سیرین ثم بصری ابوبکر انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ ان سے ان کے بھائی انس انصاری اور اکثر تابعین نے روایت لی ہے۔ آخر حدیث ۱۲۸۰ ترمذی و نسائی میں مذکور ہے۔

marfat.com

ابواب اللباس

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ صِفَةِ دِرْعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

اس باب میں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی زرہ کا بیان ہے

(اس باب میں دو احادیث ہیں۔)

حل لغات دِرْعٌ۔ زرہ، مونث ہے کبھی مذکر بھی استعمال ہوتا ہے، اس کی جمع دروع آتی ہے۔ ثوب الحرب من الحدید۔ لوہے کا جنگی لباس۔

تشریح اس باب میں حضور سرورِ عالم وعالمیان رسول مقبول احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی زرہ پہننے کا بیان ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی سات زرہیں تھیں۔ ذات الفضول، ذات الوشاح، ذات الحواشی، فضة، سعدیہ، البتراء، الخرنق۔

"کان درع النبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حلقتان من فضة عند موضع الثدی، اوقال عند موضع الصدر وحلقتان خلف ظهره"

marfat.com

حدیث ۱۰۵ حدثنا ابوسعید عبداللہ بن سعید الاشج حدثنا یونس بن بکیر عن محمد بن اسحق عن یحییٰ ابن عباد بن عبداللہ بن الزبیر عن ابیہ عن جدہ عبداللہ بن الزبیر عن الزبیر بن العوام قال کان علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم احد درعان فنھض الی الصخرۃ فلم یستطع فاقعد طلحۃ تحتہ فصعد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی استوی علی الصخرۃ قال فسمعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول اوجب طلحۃ۔

حل لغات درع۔ زرہ۔ درعان، دو زرہیں، عورت کا وہ کرتہ جس کا گریبان سینہ پر ہو، اور وہ قمیض جس کا گریبان مونڈھے پر ہو، اور اگر بالفتح ہو یعنی درع۔ تو اس کے معنی گردن کی طرف سے بکری کا پوست کھینچنا وغیرہ وغیرہ۔ نھض۔ کھڑا ہوا، سیدھا ہوا۔ الصخرۃ۔ چٹان، بڑا پتھر۔ اقعد۔ بیٹھا۔ صعد۔ چڑھا۔

ترجمہ زبیر بن عوام سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں جنگ اُحد کے دن حضور پاک صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے دو زرہیں زیب تن فرمائی تھیں۔ پس حضور رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک چٹان پر کھڑا ہونے کا قصد فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس چٹان پر نہ چڑھ سکے۔ پس جناب طلحہ کو نیچے بٹھایا اور (ان پر کھڑے ہو کر) اس چٹان پر اچھی طرح چڑھ گئے یہاں تک کہ ٹھہر گئے۔ زبیر فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ طلحہ نے واجب کر لی۔

تشریح ارشاد ہے کہ "حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم دو زرہیں زیب تن فرماتے" یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دن اس سے ظاہر ہے کافی بڑی تھی! اور یہ زرہ بدر کی لڑائی کے دن سعد بن عبادہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں تحفتہً پیش کی تھی۔

ارشاد ہے "پس حضُور رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک چٹان پر کھڑا ہونے کا قصد فرمایا" گر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس چٹان پر نہ چڑھ سکے" واقعہ اُحد میں حضُور محبُوب کبریا حضرت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو چہرۂ اقدس پر بھیر لگنے سے زخم آیا اور نچلا ہونٹ مبارک خُون آلود ہو گیا اور گال مُبارک میں زرہ کی کڑی دھنس گئی اور ان قسمتوں سے آواز دے دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہو گئے ہیں! اس لئے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ چاہتے تھے کہ کسی اونچی جگہ کھڑے ہو جائیں

تاکہ مسلمان آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھ کر مطمئن ہو جائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم زندہ ہیں۔ چنانچہ آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک اُونچی سی چٹان پر چڑھنے کا قصد فرمایا مگر دونوں زرہوں کے وزن کی وجہ سے حضورِ صلی اللہ علیہ وسلم اس پتھر پر نہ چڑھ سکے۔ ارشاد ہے " پس (جناب طلحہ کو نیچے بٹھا کر (اس پر کھڑے ہو کر) اس چٹان پر چڑھ گئے یہاں تک کہ ٹھہر گئے " یعنی جناب طلحہ رضی اللہ عنہ کی پیٹھ پر سوار ہو کر چٹان کے اُوپر چڑھ گئے اور چٹان پر خوب استقامت سے کھڑے ہو گئے۔ جب مسلمانوں نے آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو زندہ و سلامت دیکھ لیا تو وہ مطمئن ہو گئے۔ جناب طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس دن انتہائی دلیری، جوانمردی، شجاعت اور بہادری کا بے مثال مظاہرہ کیا اور اپنے پیارے محبوب پر جان نثار کرنے کی سعادت حاصل کرنے کے لئے بیباک وار لڑتے رہے۔ جناب طلحہ ان دس بزرگ ترین صحابہ میں سے ایک ہیں جن کو پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی میں جنت کی بشارت سے نوازا ہے اور سب سے پہلے جو آٹھ حضرات گرامی منزلت ایمان لائے تھے آپ رضی اللہ عنہ ان میں سے ایک ہیں اور جن چھ اصحاب کی شوریٰ کی مجلس تھی آپ ان میں سے ایک ہیں، سولئے غزوہ بدر کے تمام جہادوں میں شریک ہوئے، اور بدر کی جنگ میں آپ مسلمانوں کے مسائل کو سلجھانے کیلئے شام گئے ہوئے تھے۔ سترہ ہزار پر زمین خرید کر ایک رات میں فقراء مدینہ پر تقسیم کی۔ ارشاد ہے "فرشتے تمہارا کہ طلحہ نے واجب کر لی" یعنی آج کے دن جس تیر اندازی کا مظاہرہ، ہمت، جوانمردی اور ایثار و قربانی کے جوہر انہوں نے دکھائے ہیں اس کی وجہ سے اس کی شفاعت میرے ذمہ ہو گئی اور یا جنت اس کیلئے واجب ہو گئی۔ اس دن جناب طلحہ پر کچھ اوپر اسی زخم صرف اس لئے آئے تھے کہ وہ ڈھال بن کر حضورِ پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر برسنے والے تیر اپنے اُوپر روکتے تھے اور ساتھ ساتھ حضورِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مدافعت میں تیر اندازی بھی کرتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ کا ایک ہاتھ بھی اس دن شل ہو گیا۔ حضورِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آپ کے بارے میں ارشاد فرمایا:۔

"خیر شہید یمشی علی وجہ الارض" "بہترین شہید وہ ہے جو زمین پر پھر رہا ہے۔"

اور جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی اس دن کی ہمت و استقامت اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر جان نثاری کو دیکھ کر فرمایا:۔

"ذالك يوم كله لطلحه" "آج کا دن تو تمام کا تمام طلحہ کیلئے ہی ہے"

جمل کی لڑائی میں آپ رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے اور بصرہ میں دفن ہوئے۔

marfat.com

حدیث ۱۰۶ حدثنا احمد بن ابی عمر حدثنا سفیان بن عیینۃ عن یزید بن خصیفۃ عن السائب بن یزید انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان علیہ یوم احد درعان فذھر بینھما۔

ترجمہ سائب بن یزید سے روایت ہے یہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اُحد کے دن دو زرہیں پہنی تھیں ہوکہ اُوپر نیچے تھیں۔

حل لغات ظاھر۔ اُوپر نیچے۔ دو ہونا۔ ظاھر بین الثوبین۔ اوپر نیچے کپڑا پہننا۔ اس کا مصدر مُظاھرۃ آتا ہے جس کے معنی مدد کرنا۔ تہ بر تہ کرنا۔ ظہار کرنا ہیں۔

تشریح ارشاد ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اُحد کے دن دو زرہیں پہنی تھیں یعنی بواسطہ اہتمام بشان حرب اور تعلیم اُمت کے لئے، نیز بقول صاحب حلاوۃ المتعلمین جناب مولانا مولوی قاضی محمد عاقل صاحب :-

"اشارت است بسوئے آنکہ عزم و توکل از اعداء و موذیات منافی توکل و رضا و تسلیم نسبت"

اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ ہوشیاری و دُوراندیشی سے کام لینا، دشمن سے اپنے آپ کو بچانا اور موذی چیزوں سے بچنا، توکل، رضا اور تسلیم کے منافی نہیں ہے۔

بلکہ یہ تو حکم خداوندی کی تعمیل ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا :-

"یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَکُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِیْعًا"

"اے ایمان والو ہوشیاری سے کام لو، پھر دشمن کی طرف تھوڑے تھوڑے ہوکر نکلو یا کٹھے چلو"

(سورۃ نساء رکوع ۱۰)

یعنی دشمن کی گھات سے بچو اور اسے اپنے اُوپر موقع نہ دو اور ایک قول یہ بھی ہے کہ ہتھیار ساتھ رکھو۔ مسند اس سے معلوم ہوا کہ دشمن کے مقابلہ میں اپنی حفاظت کی تدبیریں جائز ہیں۔" (کنز الایمان)

یہ حدیث مراسیل صحابہ سے ہے کہ سائب رضی اللہ عنہ اُحد کی جنگ میں موجود نہیں تھے اس لئے کہ وہ اپنے باپ کے ہمراہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تھے اور اس وقت ان کی

اسماء الرجال
۱ احمد بن ابی عمر ۲ سفیان بن عیینہ ۳ یزید بن خصیفہ ۴ سائب بن یزید ۵ یزید بن خصیفہ ۶ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ۷ حدیث ۱۰۶

marfat.com

عمر صرف سات برس کی تھی۔ ابی داؤد کی حدیث میں آیا ہے کہ :

" عن السائب عن رجل قد سماہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاھر یوم احد بین درعین "

یعنی سائب ایک شخص سے روایت کرتے ہیں"

تو پھر یہ مراسیل سے نکل جاتی ہے اور غالب خیال یہی ہے کہ یہ شخص جس سے سائب روایت کرتا ہے زبیر بن عوام ہے، اسلئے کہ اس سے پہلی حدیث ۱۰۵ اس معنی میں ان سے روایت ہوئی ہے۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ دِرْعِ رَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پورا ہو گیا۔

marfat.com

بَابُ مَاجَاءَ فِی صِفَةِ مِغْفَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

اس باب میں رسُول کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی خود (مُبارک) کا بیان ہے۔

(اس باب میں ۲ احادیث ہیں)

حل لغات مِغْفَر۔ خود۔ اس کا مصدر غَفْر ہے جس کے معنی چھپا لینا، ڈھانپ لینا، برتن کے اندر پوشیدہ کر لینے کے ہیں۔ چونکہ سامانِ جنگ میں سے ایک یہ لوہے کی ٹوپی بھی ہے جس کو کلاہ کے نیچے سر کو دشمن کی تواروں سے محفوظ رکھنے کے لئے استعمال کرتے ہیں اور اس سے سر ڈھانپ لیا جاتا ہے تو اس کو مِغْفَر کہا گیا۔

تشریح اس باب میں حضُور سیّد الانبیاء، امام المرسلین، صاحبِ لواءِ حمد جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا فتح مکّہ کے دن خود کا پہن کر مکّہ مکرمہ میں ورود مسعُود فرمانے کا ذکر ہے۔

صاحب الشمائل النبویہ الامام الہمام الثقہ الحافظ المتقن ابی عیسٰی محمد بن سورہ الترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضُور پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے دیگر آلاتِ جنگ کا ذکر نہیں فرمایا۔ صاحب الاتحافات الربانیہ نے ص۱۵۳ و ص۱۵۴ پر مندرجہ ذیل آلاتِ حرب لکھے ہیں۔ آنحضُور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے چھ قوس و کمان تھے، النَّوْرَاء، الروحاء، الصفراء، سوحط، الکتوم، السداد، تَرکش کا نام الکافور تھا، ایک ڈھال کا نام الذلوق تھا، دُوسری کا الفَتق۔ ایک ڈھال آنجناب صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی خدمت میں تحفتہً پیش کی گئی۔ اس پر عقاب یا کبش (مینڈھا) کی تصویر تھی۔ صاحبِ معجزاتِ باہرہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس تصویر پر ہاتھ رکھا تو وہ تصویر اللہ تعالیٰ نے محو کر دی۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سات گھوڑے تھے، المرتجز، السکب، الظرب، اللحیف، اللزاز، الورد، البحمۃ۔ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے تیر کا نام المتوی تھا۔ ایک لمبا سانیزہ تھا جس کا نام البیضاء تھا، خیمہ کا نام الکن تھا۔ ایک ٹیڑھے مُنہ والی لکڑی تھی جو کہ یک گز یا کچھ لمبی

marfat.com

تھی اس کا نام محجن تھا' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک لاٹھی تھی جس کا نام مخصر تھا۔

حضرت علامہ یوسف بنھانی رحمۃ اللہ علیہ شمائل رسول میں تحریر فرماتے ہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کا نام عقاب تھا اس کا رنگ سیاہ تھا' ایک پرچم زرد رنگ کا تھا ایک جھنڈا سفید رنگ کا تھا۔ جس میں سیاہ دھاریاں تھیں' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشکیزہ کا نام صادر تھا' زین کا نام داجر تھا' اونٹنی کا نام قصوی اور عقباء تھا' خچر کا نام دلدل تھا' گدھے کا نام یعفور تھا جس بکری کا دودھ نوش فرماتے اس کا نام عنبیہ تھا۔

حدیث ۱۰۲۷ حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا مالک بن انس عن ابن شہاب عن انس بن مالک انّ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دخل مکۃ وعلیہ مغفر فقیل لہ ھذا ابن خطل متعلق باستار الکعبۃ فقال اقتلوہ۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس پر خود تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں عرض کیا گیا یہ ابن خطل ہے جو کہ کعبہ کے غلاف پکڑے ہوئے ہے۔ ارشاد فرمایا کہ اس کو قتل کر دو۔

حل لغات استار۔ چھپا ہوا۔ پگڑے ہوئے۔ پردہ کئے ہوئے۔

تشریح ارشاد ہے "یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس پر خود تھی" یعنی جس وقت سشہ میں بحیثیت ایک فاتح کے مکہ مکرمہ میں آپ نے ورود مسعود فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس پر کلاہ کے نیچے خود وغیرہ آثار کراطمینان ہو گیا تو صحابہ نے عرض کیا کہ ابن خطل کعبہ کے پردہ کی اوٹ میں ہے، ارشاد فرمایا اس کو قتل کر دو۔ "یہ شخص اپنے ظلم و ستم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دشمنی کی بناء پر خوف دوہشت کے عالم میں خانہ کعبہ کے پردے کو پکڑے کھڑا تھا۔ یہ شخص اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بہت ہی دشمن تھا حالانکہ مسلمان ہوا تھا مگر پھر مرتد ہو گیا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس کا ایک مسلمان خادم تھا جس کو اس نے قتل کر دیا تھا اب اس ڈر کی

اسماء الرجال حدیث ۱۰۲۷
۱ قتیبۃ بن سعید دیکھو حدیث ۱۰۲۱
۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۳ حاشیہ ۱
۴ مالک بن انس دیکھو حدیث ۱۰۲۱
۵ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۶ حاشیہ ۲
۷ ابن شہاب دیکھو حدیث ۱۰۲۱
۸ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۹ حاشیہ ۳
۱۰ انس بن مالک دیکھو حدیث ۱۰۲۱
۱۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۱۲ حاشیہ ۴

marfat.com

وجہ سے کہ اس پر حد جاری ہوگی اور قصاص کے طور پر اسے قتل کیا جائے گا دوبارہ کافر ہو گیا' چنانچہ اس بدبخت نے دو رنڈیاں بھی ہوئی تھیں اور جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مخالفت اور ہجو میں اشعار کہتے' یہ ان رنڈیوں سے سنتا۔ تو اس پر حکم دیا گیا کہ یہ شخص جہاں بھی ملے اس کو قتل کر دو۔ اس قسم کے تین اشخاص اور بھی تھے، الحویرث بن نقیذ۔ ھلال بن خطل (جس کا ذکر ہے) مقیس بن صبابہ اور عبداللہ بن ابی سرح' یہ چار افراد تھے جن کے متعلق حکم دیا گیا تھا" ان بعثة لا او منهم لا فی حس ولا فی حرم " ان میں سے ابی سرح نے تو یہ کر لی اور قتل ہونے سے بچ گیا۔ چنانچہ ابو برزہ اسلمی نے ابن خطل کو قتل کر دیا۔

حدیث ۱۰۸ حدثنا عیسیٰ بن احمد حدثنا عبداللہ بن وھب حدثنی مالك بن انس عن ابن شھاب عن انس بن مالك ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم دخل مکة عام الفتح وعلی راسه المغفر قال فلما نزعه جاءه رجل فقال ابن خطل متعلق باستار الکعبة فقال اقتلوه قال ابن شھاب وبلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لم یکن یومئذ محرما۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے یہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سر اقدس پر خود تھی۔ راوی کا بیان ہے کہ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خود کو سر اقدس سے اتارا تو ایک صحابی حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ابن خطل کعبہ کے پردے کے ساتھ لپٹا ہوا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کو قتل کر دو۔ ابن شہاب کہتے ہیں اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس دن محرم نہیں تھے۔

حل لغات مُحْرِم۔ احرام باندھنے والا۔

تشریح ارشاد ہے، ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس دن محرم نہیں تھے" یعنی آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس دن احرام نہیں باندھا تھا بلکہ خود اتار کر سیاہ عمامہ مبارک زیب سر فرمایا ہوا تھا" خطب الناس وعلیه عمامة سوداء " آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مکہ مکرمہ کے لوگوں کو خطبہ

رجال ۲۲ باب ۲۲ حدیث ۲۲
باب ۲۲ حدیث ۲۲
باب ۲۲ حدیث ۲۲
باب ۲۲ حدیث ۲۲

marfat.com

ارشاد فرمایا جبکہ آپ سیاہ عمامہ زیب سر اقدس کئے ہوئے تھے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پر ہی بغیر احرام کے کرکزہ میں داخل ہونے پر جواز کا فتویٰ دیا ہے مگر احناف کے نزدیک مکہ مکرمہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا جائز نہیں ہے محمد زکریا صاحب دیوبندی سہارنپوری لکھتے ہیں :۔

"حنفیہ کے نزدیک یہ حدیث اس لئے حجت نہیں بن سکتی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیلئے فتح مکہ کی غرض سے اس دن کی حُرمت اُٹھا دی گئی تھی، چنانچہ بخاری وغیرہ کی روایات میں اس کی تصریح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے لئے آج کے دن یہ حلال تھا کبھی اور کے لئے نہیں"

(خصائل نبوی صلا۹)

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ مِغْفَرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم

پورا ہو گیا۔

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ عِمَامَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اس باب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دستار (پگڑی) مبارک کا ذکر ہے۔

(اس باب میں پانچ احادیث ہیں)

حل لغات اَلْعِمَامَة ۔ دستار، پگڑی بالکسرہ، اس کی جمع عمائم اور عمام آتی ہے عربی میں کہتے ہیں۔ مایعتم بہ فوق القلنسوۃ۔

تشریح اس باب میں "عمامہ مبارک کے رنگ اور شملہ کہاں رکھا جائے" کا بیان ہے۔ شمائل شریف کے حاشیہ پر ہے۔

"اعلم ان لبس العمامة سنة وردفی فضلها اخبار کثیرة حتی ورد ان الرکعتین مع العمامة افضل من سبعین رکعة بدونها"

خوب جان لے کہ پگڑی کا پہننا سنت ہے اور اس کی فضیلت میں کافی احادیث وارد ہوئی ہیں یہانتک کہ احادیث میں وارد ہے کہ پگڑی کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کرنا بغیر پگڑی کے ستر رکعت نماز ادا کرنے سے بہتر ہے"

حضرت علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"العمامة سنة لا سیما للصلوٰة ویقصد التجمل لاخبار کثیرة فیها"

پگڑی کا باندھنا سنت ہے خصوصاً نماز کیلئے اور خوبصورتی کے ارادے سے، اس بارے میں بہت احادیث آئی ہیں۔

فتح الباری میں ہے: "ارشاد ہے عمامہ باندھا کرو اس سے علم میں بڑھ جاؤ گے" یعنی میں ہے" کسی نے جناب

marfat.com

عبداللہ بن عمر سے پوچھا کیا پگڑی باندھنا سُنّت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں سُنّت ہے" مزید فرمایا۔ "عمامہ باندھا کرو کہ اسلام کا نشان ہے اور مسلمان اور کافر میں فرق کرنے والا ہے" علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"فنفی الخبر فرق مابیننا وبین المشرکین العمائم علی القلانس وامالبس القلنسوۃ وحدھا فھو زی المشرکین"

حدیث میں ہے کہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان ٹوپی اور پگڑی باندھنا فرق واضح کرتا ہے اور یہ کہ صرف ٹوپی پہننا مشرکین کی پوشش ہے یعنی لباس ہے"

حضرت فقیہہ بے بدل علامہ اجل مُلا علی القاری رحمہ الباری مشکوٰۃ شریف کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

"لم یرد انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لبس القلنسوۃ بغیر العمامۃ فینبغی ان یکون ھذا زی المشرکین"

یعنی اصلاً مروی نہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بغیر عمامہ کے ٹوپی پہنی، مناسب ہوا کہ یہ کافروں کی وضع ہے"

پھر پگڑی باندھنے کی فضیلت کی احادیث لکھ کر فرماتے ہیں:۔

"ھذا کلہ یدل علی فضیلۃ العمامۃ مطلقا نعم مع القلنسوۃ افضل ولبسھا وحدھا مخالف للسنۃ کیف وھی زی الکفرۃ وکذا المبتدعۃ فی بعض بلدان"

"ان سب سے عمامہ کی فضیلت مطلقاً ثابت ہوئی اگرچہ ٹوپی ہو ہاں ٹوپی کے ساتھ افضل ہے اور خالی ٹوپی خلافِ سُنّت ہے اور کیوں کر نہ ہو کہ وہ کافروں اور بعض بلاد کے بدمذہبوں کی وضع ہے"

اعلیحضرت امام اہلسنّت فقیہہ اعظم الشاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاوٰی رضویہ جلد ۳ صفحہ ۴۶ سے لے کر صفحہ ۱۹۰ تک احادیث اور کئی فقہاء کی کتابوں سے عبارات نقل کی ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں "عمامہ حضور پُرنور سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّتِ متواترہ ہے جس کا تواتر یقیناً سرحد ضروریاتِ دین تک پہنچتا ہے" پھر تین سطر آگے جل کر فرماتے ہیں "تو عمامہ کہ سنّتِ لازمہ دائمہ ہے، یہاں تک کہ علماء نے خالی ٹوپی پہننے کو

marfat.com

مشرکین کی وضع قرار دیا۔"

نہایت افسوس ہے کہ آج کل بعض ائمہ مساجد اس سنتِ مبارکہ کو ترک کرکے صرف ٹوپی سے نماز پڑھاتے ہیں اور افضلیت کے اجر سے محروم ہو کر ترکِ سنت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ حضرت علامہ یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں" نبی علیہ السلام کسی شخص کو اس وقت تک کسی شہر کا حاکم مقرر نہیں فرماتے تھے جب تک اس کے عمامہ نہیں بندھوا دیتے تھے، جمع الوسائل میں ہے۔

"واعلم انه صلى الله عليه وآله وسلم كانت له عمامة تسمى السحاب وكان يلبس تحتى القلانس"

اور جان لے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے جو پگڑی تھی اس کو سحاب کے نام سے موسوم کیا گیا تھا اور ٹوپی کے اوپر اس کو باندھا کرتے تھے۔

حدیث ۱/۱۰۹ حدثنا محمد بن بشار حدثنا عبد الرحمن بن مهدي عن حماد بن سلمة ح وحدثنا محمود ابن غيلان حدثنا وكيع عن حماد بن سلمة عن ابي الزبير عن جابر قال دخل النبي صلى الله عليه وآله وسلم مكة يوم الفتح وعليه عمامة سوداء

ترجمہ جناب جابر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس پر سیاہ پگڑی تھی۔

حل لغات سوداء۔ سیاہ۔

تشریح ارشاد ہے" نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس پر سیاہ پگڑی تھی" باب ماجاء فی صفة مغفر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم میں ہے۔ کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ نے مغفر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس پر خود تھی" محدثین کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ ان دونوں احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اسماء الرجال صریث ۱۰۹
فی خلق رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم صریث ۲
باب ماجاء فی صفة مغفر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم صریث ۳
فی خلق رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم صریث ۴
باب ماجاء فی شیب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم صریث ۵
فی خضاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم صریث ۶
باب ماجاء فی خلق رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم صریث ۷
باب ماجاء فی شیب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم صریث ۸
فی خلق رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم صریث ۹

marfat.com

نے خود کے نیچے سیاہ عمامہ باندھ رکھا تھا جو کہ مُبارک کے لئے وقایہ کا کام دیتا تھا اور جب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں ورود مسعود فرمایا تو خود اُتار دی تھی اور سیاہ عمامہ سر اقدس پر موجود رہا جس کا ذکر جناب جابر رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں۔ لہٰذا احادیث مُبارک کے دونوں فقرات اپنے اپنے محل پر صحیح اور دُرست ہیں اور ان میں کوئی تعارض نہیں۔ ان احادیث میں حضرت استاذ مکرم المحافظ صاحبزادہ علی احمد جان صاحب قدس سرہ العزیز نے یہی توفیق و تطبیق فرمائی ہے۔ شارح شمائل شریف جناب قاضی محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"دریں شیوہ نماند کہ ایں حدیث بحسب ظاہر معارض ہی شود بحدیث سابق و وجہ جمع آنست کہ تواند بود کہ در وقت اوّل دخول مکہ معظمہ بر سر مبارک حضرت مغفر بود بعد ازاں دستار پوشیدہ و بعضے علماء گفتہ اند کہ تواند بود کہ بالائے مغفر دستار سیاہ بستہ باشد۔ یا در مغفر مرائے وقایہ سر مبارک"

یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ ظاہر طور پر گذری ہوئی حدیث کے ساتھ یہ حدیث معارض ہے اور وجہ جمع یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ دخول مکہ مکرمہ کے اوّل وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس پر خود تھی اسے اُتار کر پگڑی پہن لی اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ خود کے اُوپر سیاہ پگڑی ہو یا خود کے نیچے جس سے سر اقدس کے لئے وقایہ کا کام لیا گیا ہو۔

حدیث ۲/۱۱۰ حدثنا ابن[1] ابی عمر حدثنا سفیان[2] عن مسعر[3] الوراق عن جعفر[4] بن عمرو بن حریث عن ابیہ[5] قال رأیت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمامۃ سوداء۔

ترجمہ عمرو بن حریث سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس پر سیاہ رنگ کا عمامہ (پگڑی) دیکھا ہے۔

تشریح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمامہ مُبارک کی لمبائی و چوڑائی کا اندازہ ثابت نہیں ہے۔ علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ شہاب الدین بن حجر الہیتمی سے نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

واعلم انہ یتحرر کما قالہ بعض الحفاظ — جان لے! کہ جیسا کہ بعض حفاظ (حدیث) نے

اسماء الرجال حدیث ۱۱۰
۱ ابن ابی عمر: دیکھو حدیث ۱۰۷ باب ما جاء فی دعوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
حاشیہ ۱
۲ سفیان: دیکھو حدیث ۱۰۷ باب ما جاء فی دعوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
حاشیہ ۱
۳ مسعر الوراق: اخرج لہ اصحاب الستۃ۔ حدیثہ مسلسل الوراقۃ۔ اور ان نسبت سے وراق نام پڑا کرتا تھا۔
۴ جعفر بن عمرو بن حریث: ثقہ۔ یہ اکلوتے ہیں۔ روی عنہ مسعر الوراق۔
۵ ابیہ یعنی عمرو بن حریث۔

marfat.com

فی طول عمامۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعرضھا شیئ "

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمامہ مبارک کے طول وعرض کے متعلق بیان کیا ہے ثابت نہیں ہے"

البتہ امام نووی نے لکھا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو عمامے تھے ایک چھوٹا ایک بڑا، چھوٹا سات گز اور بڑا بارہ گز" واللہ اعلم بالصواب۔

جمع الوسائل میں ہے :۔

"وفی شرح الزبلعی من علماء منا الحنفیہ انہ یسن لبس السواد لحدیث فیہ "

اور شرح زبلعی میں ہے کہ ہمارے علماء حنفیہ سیاہ رنگ کے کپڑے کو پہننا سنت بتاتے ہیں جیسا کہ اس حدیث میں ہے"

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے بھی سیاہ رنگ کا عمامہ استعمال کرتے تھے چنانچہ محدثین فرماتے ہیں کہ حضرت امام اولیاء سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے سیدنا ذی النورین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دن سیاہ پگڑی باندھی تھی اور امام عالیمقام امیر المؤمنین سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ہر وقت سیاہ پگڑی اور سیاہ لباس میں خطبہ ارشاد فرماتے، حضرت ابن الزبیر، حضرت انس حضرت عمار وغیرھم رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی سیاہ عمامہ پہنتے اور خطبہ ارشاد فرماتے، اور سعید بن المسیب جیدین کے موقع پر سیاہ عمامہ پہنتے۔ اس کے باوجود علماء نے جمعہ یا عیدین وغیرہ میں سیاہ پگڑی کا پہننا ضروری نہیں سمجھا بلکہ بقول علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ :۔

"ان دخول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھذہ العمامۃ امر غیر مقصود "

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس عمامہ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں ورود مسعود فرمانا ایک ایسا کام ہے جس کا دخول مکہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے"

اسی لئے تو امام اوزاعی سے پوچھا گیا کہ آپ سیاہ رنگ کو کیوں استعمال نہیں کرتے تو انہوں نے فرمایا :

"لانہ لا یحلی فیہ عروس ولا یلبی فیہ محرم ولا یکفف فیہ میت "

اسلئے کہ اس میں دلہن کو آراستہ نہیں کیا جاتا اور محرم اس میں تلبیہ نہیں کہتا اور نہ ہی اس میت کو کفن دیا جاتا ہے۔

نیز اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صرف مکہ مکرمہ نہیں بلکہ سوائے مکہ مکرمہ کے بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

marfat.com

سیاہ رنگ کا عمامہ استعمال فرمایا تھا۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں" ولبس البیاض افضل" اور سفید لباس پہننا افضل ہے چنانچہ ہمارے علماء و مشائخ سفید لباس ہی پہنتے ہیں اور پسند فرماتے ہیں۔ ۱

حدیث ۳/۱۱۱ حدثنا محمودٌ بن غیلان و یوسفُ بن عیسیٰ قالا حدثنا وکیعٌ عن مساورٍ الوراق عن جعفرِ بن عمرو بن حریث عن ابیہ انّ النّبیّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبَ النّاسَ وعلیہ عمامۃٌ سودآءُ۔

ترجمہ عمرو بن حریث سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا جبکہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس پر سیاہ عمامہ تھا۔

حل لغات خطبَ۔ خُطبۃً وخُطبًا وخَطابۃً۔ وعظ کہنا، تقریر کرنا، حاضرین کے سامنے خطبہ پڑھنا۔

تشریح ارشاد ہے "یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا" بعض محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نزدیک یہ خطبہ مبارک فتح مکہ کے دن کا خطبہ ہے جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعبۃ اللہ کے دروازے کی چوکھٹ پر ارشاد فرمایا تھا۔ مگر بعض محدثین کرام نے یہ خطبہ مراد نہیں لیا کیونکہ انہی سے دوسری روایت میں جو مسلم میں ہے کہ:

"کانی انظر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی المنبر وعلیہ عمامۃ سوداء قد ارخی طرفیہ بین کتفیہ"

یعنی "گویا کہ میں اس وقت بھی اپنی آنکھوں کے سامنے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانی شکل مبارک کو منبر پر سیاہ عمامہ پہنے جس کے دونوں شملے دونوں کندھوں پر پڑے ہیں دیکھ رہا ہوں۔"

منبر کا لفظ موجود ہے چونکہ فتح مکہ کا خطبہ منبر پر نہیں تھا لہٰذا یہ خطبہ مدینہ منورہ میں کسی ایک مجمع کا ہوگا۔ صاحب المصابیح نے اس حدیث کو باب خطبۃ الجمعہ میں بیان کیا ہے۔ ارشاد ہے کہ "سر اقدس پر سیاہ عمامہ تھا" سیاہ پگڑی پہننی بھی سنت ہے مگر سفید پگڑی پہننی افضل ہے۔ صاحب التحافات الربانیہ ابن قیم سے نقل کرتے ہیں:

لم تکن عمامۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم — "حضور کا سر مبارک نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پگڑی مبارک

---

۱ امام الرجال حدیث ۱۱۱
۲ محمود بن غیلان کو دیکھو حدیث ۱۰
۳ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
حاشیہ ۱ یوسف بن عیسیٰ۔ دیکھو حدیث ۱۰۷ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۲ وکیع۔ دیکھو حدیث ۳۰ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۳ مساور الوراق۔ دیکھو حدیث ۱۰۷ اسی باب میں حاشیہ ۱
۴ جعفر بن عمرو بن حریث۔ دیکھو حدیث ۱۰۷ اسی باب میں حاشیہ ۳
۵ عمرو بن حریث۔ دیکھو حدیث ۱۰۷ اسی باب میں حاشیہ ۲

marfat.com

كبيرة يؤذي الرأس حملها، ولا صغيرة لا تقي الرأس من حر ولا برد بل كانت وسطا بين ذلك وخير الامور الوسط"

نہ تو اتنی بڑی تھی کہ اس کے پہننے سے سر کو تکلیف ہو اور نہ ہی اتنی چھوٹی تھی کہ گرمی اور سردی سے محفوظ نہ رکھ سکے، بلکہ ان دونوں کے مابین تھی اور بہترین امور میانہ روی کے ہیں۔

حدیث ۱۱۲

حدثنا هارون بن اسحٰق الهمدانی حدثنا یحیی بن محمد المدینی عن عبد العزیز ابن محمد عن عبد اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اعتم سدل عمامتہ بین کتفیہ قال نافع وکان ابن عمر یفعل ذالک قال عبید اللہ ورأیت القاسم بن محمد وسالما یفعلان ذالک۔

ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جس وقت سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پگڑی مبارک باندھتے تھے تو اس کے شملہ کو اپنے دونوں مونڈھوں کے درمیان لٹکا دیتے تھے۔ جناب نافع فرماتے ہیں کہ ابن عمر بھی اس طرح کرتے تھے اور عبید اللہ فرماتے ہیں کہ قاسم بن محمد و سالم کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ بھی اس طرح کرتے تھے۔

حل لغات اعتم - پگڑی باندھنا۔
سدل - لٹکانا، چھوڑ دینا۔

تشریح ارشاد ہے "جس وقت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پگڑی مبارک باندھتے تو اس کے شملے کو اپنے دونوں مونڈھوں کے درمیان لٹکا دیتے تھے" شملہ مبارک کے لٹکانے کے متعلق سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریفہ مختلف رہی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر شملہ لٹکائے رکھتے تھے۔ سینہ کے دائیں طرف بائیں طرف اور تقریباً تقریباً ہمیشہ دونوں مونڈھوں کے درمیان شملہ رکھتے اور کبھی پگڑی مبارک دونوں پہلو شملے کی طرح رکھتے۔ حضرت علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تقریباً سب صورتیں ثابت ہیں مگر افضل صورت دونوں شانوں کے درمیان کمر پر شملہ کا لٹکانا ہے"۔ حضرت علامہ یوسف نبہانی وصائل الوصول الی شمائل الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تحریر فرماتے ہیں:-

"حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی علیہ السلام نے میرے عمامہ باندھا، اس کا ایک کونہ میرے مونڈھے پر ڈالا اور فرمایا کہ

marfat.com

اللہ تعالیٰ نے بدر اور حنین کے دن اپنے فرشتوں کے ذریعہ میری مدد فرمائی جو اس طرح عمامے باندھے ہوئے تھے" اور فرمایا "عمامہ مسلمان اور کافر کے درمیان ایک امتیازی فرق ہے" " نبی علیہ السلام کسی شخص کو اس وقت تک کسی شہر کا حاکم مقرر نہیں فرماتے تھے جب تک اس کے عمامہ نہیں بندھواتے تھے، عمامہ کا طرزیہ ہوتا کہ اس کا ایک پلہ دائیں مونڈھے پر کان کی طرف ڈالا جائے۔

حدیث ۵/۱۱۴

حدثنا یوسف بن عیسیٰ حدثنا وکیع حدثنا ابو سلیمان وھو عبد الرحمن بن نفیس عن عکرمۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ دُسْمَآءُ۔

ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا، اور آنحضور کے سرِ اقدس پر کالا عمامہ تھا۔

حل لغات دُسْمَآء۔ سیاہ، کالا، چکناہٹ والا۔

تشریح محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ یہ خطبہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرض الوصال کے وقت ارشاد فرمایا تھا چونکہ بعض روایت میں بجائے عمامہ کے عصابۃ دسماء بھی آیا ہے اس لئے اس کے یہ معنیٰ بھی کئے گئے ہیں کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرِ اقدس پر چکناہٹ سے بھرا ہوا رومال، پٹی بندھی ہوئی تھی" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بعد منبر پر تشریف فرما نہیں ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن حازم کے پاس ایک سیاہ عمامہ تھا جسے وہ جمعہ اور عیدین اور جب لڑائی میں فتح پاتے تو بطور تبرک پہنتے اور فرماتے کہ یہ عمامہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہنایا تھا۔ (اصابہ)

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَۃِ عِمَامَۃِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورا ہوگیا۔

○

اسماء الرجال حدیث ۵
۱ یوسف بن عیسیٰ، دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء
۲ وکیع حدیث ۲ باب ماجاء
۳ ابوسلیمان عبدالرحمن بن نفیس صدوق ہے۔ بخاری
۴ عکرمہ خارجہ ابوعبداللہ الانصاری۔ آپ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ہیں ثقہ ہیں
۵ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حالت میں بچے تھے جب آپ کا انتقال ہوا اور اصحی کی جنگ میں اعلان ہوگیا اور اصحی جنگ میں شریک ہوگئے تھے جس وقت آپ شہید ہوئے آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے ذوالقرنی تھے آپ نے ذوالقرنی شہر خلافت میں رہنے سہنے لگے ہیں۔
۶ عوف دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۷ ابن عباس دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

marfat.com

بَابُ مَاجَاءَ فِي صِفَةِ إِزَارِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

اس باب میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تہبند (لنگی) کا بیان ہے۔

(اس باب میں چار احادیث ہیں)

حل لغات اَلْاِزَار۔ صاحب مصباح اللغات لکھتے ہیں ہر وہ چیز جو تم کو چھپالے۔ چادر، پاکدامنی، تہبند، پشتہ دیوار۔ اس کی جمع آزرہ و اُزُر آتی ہے۔ صاحب الحافات الربانیہ لکھتے ہیں، مایستر اسفل البدن، وہ چیز جو بدن کے نچلے حصے کو ڈھانپ دے۔ یہ چادر کے مقابلہ میں ہے چادر جو ہے وہ مایستر اعلی البدن، جو بدن کے اوپر کے حصے کو ڈھانپ دے۔

تشریح اس باب میں حضور رحمۃ العالمین، شفیع المذنبین، سرکار دو عالم، فخر موجودات احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تہبند یعنی لنگی باندھنا جو کہ ٹخنوں سے اوپر ہوتی تھی اور اپنی اتباع کی طرف متوجہ کرنا اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اتباع کرنا بیان کیا گیا ہے۔

علامہ المبیوری اور دیگر محدثین کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین کے راجح قول کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پائجامہ پہننا ثابت نہیں ہے مگر یہ ثابت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس پائجامہ تھا، اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو پہننے کا ارشاد فرمایا تھا، ابوامامہ فرماتے ہیں کہ میں سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اہل کتاب تہبند یعنی لنگی نہیں باندھتے یا جامہ پہنتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تم لوگ ان کے خلاف کرو پاجامہ بھی پہنو اور لنگی تہبند بھی باندھو، علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ "آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی لنگی چار ہاتھ لمبی اور دو ہاتھ ایک بالشت چوڑی ہوتی تھی" اور چادر کے متعلق لکھتے ہیں کہ "چھ ہاتھ لمبی اور تین ہاتھ چوڑی ہوتی تھی" تہبند خود یا تکبر کی وجہ سے ٹخنوں سے نیچے لٹکانا

marfat.com

حرام ہے، اور اگر کوئی معقول عذر ہو تو مکروہ تنزیہی ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ جناب امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ میرا تہمد لٹک جاتا ہے جب تک کہ میں اس کا خاص خیال نہ کروں حضور پاک صلی اللہ علیہ الہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ انت لست ممن یصنعه خیلاء، تم ان میں سے نہیں ہو جو از راہِ تکبر ایسا کریں۔ فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے۔

"اسبال الرجل ازارہ اسفل من الکعبین ان لم یکن للخیلاء ففیه کراهة تنزیه کذا فی الغراب."

آدمی کا تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکانا اگر از روئے تکبر نہ ہو تو وہ مکروہ تنزیہ ہے ورنہ مکروہ تحریمی۔

حدیث ۱/۱۱۴ حدثنا احمد بن منیع حدثنا اسمٰعیل بن ابراهیم حدثنا ایوب عن حمید ابن هلال عن ابی بردة قال اخرجت الینا عائشة رضی الله عنها کساءً ملبدًا وازارًا غلیظًا فقالت قبض روح رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فی هذین۔

ترجمہ ابی بردہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہمیں ایک چادر پیوند لگی اور تہبند موٹی (درشت، دکھائی) پھر فرمایا یہ دو کپڑے تھے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال پایا۔

حل لغات مُلَبَّدًا۔ پیوند لگے ہوئے۔ عرب لوگ کہتے ہیں لَبَّدْتُ الْقَمِیْصَ اُلَبِّدُهٗ یا لَبَّدْتُهٗ میں نے قمیص میں پیوند لگائے۔ جس چیتھڑے سے قمیص کا سامنا حصہ پیوند کرتے ہیں اس کو لِبْدَهٗ کہتے ہیں اور پشت پر جو پیوند لگاتے ہیں اس کو قَبِیْلَه کہتے ہیں۔ غَلِیْظًا۔ غِلْظَةٌ سے ہے جس کے معنی سخت ہونا، موٹا ہونا اور درشت ہونے کے ہیں۔

تشریح ارشاد ہے کہ "عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں ایک چادر پیوند لگی اور تہبند موٹی (درشت، دکھائی)" یہ دونوں کپڑے مبارک حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوڑھا کرتے تھے اور تہبند باندھا کرتے تھے۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ملبوسات محفوظ کر رکھے تھے اور صحابہ کرام و تابعین کو ان کی زیارت سے مشرف فرماتیں، ان سے برکات و فیوض حاصل کرتے بلکہ بیماران کی برکت سے شفا حاصل کرتے۔ حضرت محدث کبیر علامہ عبدالرؤف حداد مناوی المصری متوفی ۱۰۳۱ھ اسی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:-

marfat.com

"وفی الحدیث ندب حفظ آثار الصالحین والتبرک بها من ثیابهم ومتاعهم فقد کانت عائشة حفظت هذا الکساء والازار اللذین قبض فیهما التبرک بها قال وقد کان عندها ایضا جبة طیالسیة مکنوتة الفرج بالدیباج کان صلی الله علیه وآله وسلم فکانت عندها یستشفی المریض بها کما اخبرت بذلک اسماء فی حدیثها مسلم"

"اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ آثار الصالحین اوران کے ملبوسات وسامان سے تبرک کرنا مندوب ہے پس تحقیق سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس چادر اور تہمد کو جس میں آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تھا تبرک کے طور پر محفوظ رکھا۔ فرمایا کہ ان کے پاس ایک طیالسی جُبّہ بھی تھا جسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیب تن فرمایا تھا" اس کے گریبان پر ریشم کا کام ہوا تھا جیسا کہ بنا بر اسماء رضی اللہ عنہا نے مسلم کی حدیث میں خبر دی ہے اس سے وہ (رضی اللہ عنہا) بیماروں کیلئے شفا چاہتی تھی۔"

بلکہ یہ تبرکات تو ایک سے دُوسرے کے پاس منتقل ہوتے رہے اور وہ بھی خود اور دوسرے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُمتی ان سے برکات وفیوض اور شفایابی حاصل کرتے رہے۔ صاحب التحفات الربانیہ تحریر فرماتے ہیں :۔

"فلما توفیت السیدة عائشة نفذ تها اسماء (رضی الله عنها) فکانت عندها تستشفی بها المرضی کما جاء فی مسلم"

جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوگیا تو یہ جبّہ طیالسی جناب اسماء رضی اللہ عنہا نے حاصل کیا پھر یہ ان کے پاس تھا اور اس جبّہ کے ذریعے بیماروں کو شفا ہوتی جیسا کہ مسلم شریف میں ہے۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں :۔

"کان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یلبسها فنحن نغسلها للمرضی یستشفی بها"

اس جبّہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے زیب تن فرمایا کرتے تھے ہم اسے دھو کر بغرض شفا مریضوں کو پلاتے ہیں اور شفا ہو جاتی ہے۔

صحیح ابوداؤد، مسلم، ابن ماجہ

marfat.com

حدیث ۲/۱۱۵ حدثنا محمود بن غیلان حدثنا ابوداؤد عن شعبۃ عن الاشعث بن سلیم قال سمعت عمتی تحدث عن عمها قال بینما انا امشی بالمدینۃ اذا انسان خلفی یقول ارفع ازارک فانه اتقی وابقی فالتفتُّ فاذا هو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقلت یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) انما هی بردۃ ملحاء قال اما لک فی اسوۃ فنظرت فاذا ازارہ الی انصف ساقیہ۔

ترجمہ عبید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں ایک دن میں مدینہ منورہ میں جا رہا تھا کہ ایک شخص مجھے پیچھے سے کہہ رہا تھا کہ اپنے تہمد کو اونچا کرو یہ بچاؤ ہے اور باقی رہنے والا ہے، جب میں نے اس آواز دینے والے پر توجہ کی تو وہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے، تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سوائے اس کے نہیں کہ یہ تو ایک چادر ہے سفید و سیاہ دھاریدار، حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا میرے طرز عمل میں تیرے لئے نمونہ نہیں ہے؟ جب میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دیکھا تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تہمد نصف پنڈلی تک تھی۔

حل لغات مُلحاء۔ سفید و سیاہ دھاریدار۔

تشریح ارشاد ہے "یہ بچاؤ ہے اور باقی رہنے والا ہے" یعنی زمین کی نجاست اور گندگی سے کپڑے کا بچاؤ ہوتا ہے۔ نیز عجب، کبر اور عزور جیسے افعال ذمیمہ سے بھی بچ جاتا ہے اور کافی عرصہ یہ کپڑا استعمال ہوتا رہتا ہے اور اس میں ثواب بھی ہے، اس حدیث شریف کے اس ٹکڑے میں اشارہ ہے کہ اسلامی زندگی دینی اور دنیاوی امور پر مشتمل ہے۔ ارشاد ہے "تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوائے اس کے نہیں کہ یہ تو ایک معمولی چادر ہے اس کے نیچے لٹک جانے سے غرور یا کبر پیدا نہیں ہوتا اور اگر غرور بھی ہو جائے تو کچھ قیمتی تو نہیں۔ علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"والمراد بها بردۃ سوداء فیها خطوط بیض یلبسها الاعراب لیست من الثیاب الفاخرۃ"

"بردہ ملحاء سے مراد سیاہ رنگ کی چادر ہے، جس میں سفید دھاریاں ہوتی ہیں، یہ کوئی قیمتی کپڑا نہیں ہوتا"

اسماء الرجال رجال الحدیث ۱۱۵

۱ محمود بن غیلان ر۔ کبھی صرف محمود بھی ملتا ہے

باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حاشیہ ۱ ابوداؤد۔ کبھی صرف دا ملتا ہے

باب ما جاء فی فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حاشیہ ۲ ش۔ کبھی صرف شا ملتا ہے

باب ما جاء فی فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حاشیہ ۳ الاشعث بن سلیم۔ کبھی صرف اشعث ملتا ہے

۴ ابوالاشعث۔ کبھی صرف ابوالاشعث ملتا ہے

باب ما جاء فی فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حاشیہ ۴ عمتی۔ حضرت الاسود بن خالد یا خلفاء

۵ عمر۔ عبید بن خالد الکوفی

۶ کوفہ میں سکونت پذیر تھے

marfat.com

نیز عرب کے لوگ ایسی چادر کو اپنی خاص مجالس اور محافل کے مواقع پر استعمال بھی نہیں کرتے ہیں کیونکہ یہ زینت کا کپڑا نہیں ہے بلکہ محنت اور مشقت کے بعد پہنا جاتا ہے۔ ارشاد گرامی ہے "کیا میرے طرزِ عمل میں تیرے لئے نمونہ نہیں ہے؟" اللہ اکبر! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد گرامی میں اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کتنی حکمت و موعظت ہے، کتنا اہم سبق ہے اور کتنی ہدایت ہے۔ اے اللہ جل جلالہ ہمیں حضور پاک رحمۃ اللعالمین سراپا ہدایت، مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال اتباع کی دینی اور دنیوی امور میں توفیق مرحمت فرما۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشارۂ خداوندی ہے۔

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ"

"یقیناً اے مسلمانو! تمہارے لئے رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی بہترین نمونہ عمل ہے"

اور نجات فلاح اور رضائے خداوندی بھی اسی اتباع میں ہے۔

"مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا"

"جس شخص نے اللہ جل جلالہ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے یقیناً بہت بڑی کامیابی و کامرانی کو حاصل کر لیا"

"مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ"

"جس نے رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری کی گویا اس نے اللہ تعالیٰ کے احکام کی فرمانبرداری کر لی۔"

حدیث ۳/۱۱۶ حدثنا سويد بن نصر حدثنا عبد الله بن المبارك عن موسىٰ بن عبيدة عن ايـاس بن سلمة بن الاكوع عن ابيه قال كان عثمان يأتزر الى انصاف ساقيه وقال هكذا كانت ازرة صاحبي يعني النبي صلى الله عليه وآله وسلم.

ترجمہ سلمہ بن الاکوع سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تہمد نصف پنڈلی تک ہوتی تھی اور فرمایا کہ میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تہمد بھی اسی طرح ہوتی، صاحب کے معنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

marfat.com

حل لغات

اِنصاف۔ نصف، آدھی۔

ساق۔ پنڈلی۔ مابین الرکبۃ والقدام، پاؤں اور گھٹنے کے درمیان۔

تشریح

ارشاد ہے "جناب عثمان (ذی النورین) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تہمد نصف پنڈلی تک ہوتی تھی" اور "فرمایا کہ میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تہمد بھی اسی طرح ہوتی تھی" گویا حضرات صحابہ کرام عموماً اور خلفائے راشدین خصوصاً حضور پاک نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر کام، ہر فعل اور ہر ہیئت پر خود عمل کرتے اور دوسروں کو وہ عمل دکھاتے کہ دیکھو ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ طرز عمل تھا اسی لئے تو آج تک یہ عمل مبارک اولیاء کرام اور علمائے راشدین کے ذریعہ جو کہ خود عمل کرتے ہیں اور عمل کر کے دکھاتے ہیں، تابندہ و قائم ہے اور انشاء اللہ تاقیام قیامت اسی طرح تابندہ و پائندہ رہے گا۔ علامہ یوسف بنہانی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ "ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ چادر اور تہمد سے جو ٹخنوں سے نیچے لٹکے وہ آگ میں ہے" یہ وعید ان لوگوں کے بارے میں ہے جو فخر و مباہات کے لئے اتنے لمبے لمبے کپڑے پہنتے ہیں جو زمین پر گھسٹتے ہوئے چلیں، جناب عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے تہمد کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے فرمایا کہ تم نے تو بڑے واقف کار سے سوال کیا ہے۔ میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کی تہمد نصف پنڈلی تک ہونی چاہیئے اور اس کے نیچے ٹخنوں تک ہو تو مضائقہ نہیں لیکن ٹخنوں سے نیچے جتنے حصہ پر تہمد لٹکے گی وہ آگ میں جلے گا اور جو شخص متکبرانہ کپڑے کو لٹکائے گا قیامت کے دن اللہ جل جلالہ وثم فالہ اس کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھیں گے۔" (ابوداؤد)

امام نووی فرماتے ہیں:۔

"القدر المستحب فیما ینزل الیہ طرف الازار نصف الساقین والجائز بلا کراھۃ ماتحتہ الی الکعبین وما نزل عنھما ان کان للخیلاء حرم والا کرہ"۔

"نصف پنڈلی تک تہمد کا رکھنا مستحب، ٹخنوں تک رکھنا بلا کراہت جائز" اور اگر غرور کی وجہ سے ٹخنوں کے نیچے لٹکائے تو حرام اور مکروہ تحریمی ہے"۔

اور یہ جو قول ہے کہ یعنی "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" تو یہ جناب سلمہ بن الاکوع کا ہے یعنی سیدنا امیر المومنین عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو صاحبی فرمایا ہے، اس سے مراد حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

---

marfat.com

حدیث ۱۱۷ حدثنا قتیبۃ حدثنا ابو الاحوص عن ابی اسحٰق عن مسلم بن نذیر عن حذیفۃ ابن الیمان قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعضلۃ ساقی او ساقیہ فقال ھذا موضع الازار فان ابیت فاسفل فان ابیت فلا حق للازار فی الکعبین۔

ترجمہ حذیفہ بن الیمان روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری یا اپنی پنڈلی کا گوشت پکڑا اور فرمایا یہ تہمد کی جگہ ہے اگر اس پر تجھے صبر نہیں تو اس سے کچھ نیچے کرلے اور اگر تو اس پر بھی صبر نہیں کرتا تو تہمد کا ٹخنوں پر کوئی حق نہیں۔

حل لغات عضلۃ: پنڈلی کا گوشت۔ کل عصب لہ لحم یکثرۃ، ہر وہ پٹھا جو خوب پُر گوشت ہو۔
ابیت: تو نے انکار کیا، تو نے نہ مانا فی مصر: نہ کیا، تو نے قناعت نہ کی۔

تشریح ارشاد ہے کہ "تہمد کا ٹخنوں پر کوئی حق نہیں" یعنی ٹخنوں تک تہمد نہیں پہننا چاہیئے، پاجامہ بھی اس حکم میں داخل ہے ہاں اگر کوئی معقول شرعی عذر ہو تو پھر ناروا نہیں، جیسا کہ زخم ہو یا کوئی اور تکلیف ہو تو پھر اس کو محفوظ رکھنے کیلئے یا اس زخم کو گندگی وغیرہ سے بچانے کے لئے تہمد یا پاجامہ سے اسے ڈھانپ سکتا ہے۔ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جبکہ مجھے دیکھا میری چادر نیچے تک لٹک رہی تھی "اے ابن عمر کپڑوں میں سے جو چیز زمین کو چھوئے وہ آگ میں ہے" حضور سرور عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسی نظافت، نفاست، پاکیزگی اور ستھرا رہنے کا یہ اثر تھا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کپڑا میلا نہ ہوتا بلکہ بقول حضرت علامہ عبدالرؤف صاحب مناوی مصری المتوفی ۱۰۳۱ھ:

"ان ثوبہ لا یقمل"

یعنی آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے مبارک میں جوئیں نہیں پڑیں۔

اور امام فخر الدین رازی سے نقل کرتے ہیں:-

"ان الذباب لم یقع علی ثوبہ قط ولا یمص رمہ البعوض"

یقیناً کبھی بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے پر مکھی نہیں بیٹھی اور نہ ہی مچھر نے کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کاٹا۔"

marfat.com

اور حضرت محدث و فقیہہ کبیر علامہ علی القاری رحمہ الباری جمع الوسائل کے اسی صفحہ پر لکھتے ہیں کہ :

"ومن خواصہ ان ثوبہ لم یقمل" "یہ صرف حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا خاصہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کپڑے مبارک میں جوئیں نہیں پڑیں۔"

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ اِزَارِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پورا ہوگیا۔

marfat.com

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ مَشْیَةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اس باب میں جناب رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفتار کا تذکرہ ہے۔
(اس باب میں تین احادیث ہیں)

حل لغات مَشْیَة۔ مَشٰی مصدر ہے جس کا معنی چلنا، گذرنا ہے۔

تشریح اس باب میں حضور سرورِ عالم وعالمیان احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفتار مُبارک اور اس کی حسن وخوبی کا تذکرہ ہے۔

عالم ہمہ بنمائے تو خلق جہاں شیدائے تو
آں نرگس شہلائے تو آوردہ رسم دلبری

حدیث ۱/۱۱۸ حدثنا قتیبة بن سعید حدثنا ابن لهیعة عن ابی یونس عن ابی هریرة قال ما رأیت شیئاً احسن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان الشمس تجری فی وجهه وما رأیت احداً اسرع فی مشیة من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کأنما الأرض تطوی له إنا لنجهد أنفسنا وإنه لغیر مکترث۔

ترجمہ ابی ہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ خوبصورت اور بہتر کسی کو نہیں دیکھا، گویا کہ سُورج کی شعاعیں آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُوئے انور سے پھوٹ رہی ہیں اور میں نے جناب رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ تیز رفتار کبھی نہیں دیکھا گویا کہ زمین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے

اسماء الرجال صفحہ ۱۱۸
ولا تغتر بن سعید رفیع محدث باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
ابن لھیعہ۔ ابن لھیعہ الحضرمی ہے۔ پورا نام ہے عبداللہ بن لھیعہ بن عقبہ الحضرمی ابو عبدالرحمٰن المصری ہے۔ پورے نام کو دیکھ کر آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ ان کے والد کا نام لھیعہ تھا اور دادا کا نام عقبہ تھا۔ ۳ ابی یونس۔ ابو یونس القشیری۔ ۴ عن ابی ہریرۃ۔ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔ ۵ قال۔ قالت۔ ۶ ابو ہریرۃ۔ دیکھو صفحہ ۱۱۸ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

marfat.com

پیٹی جارہی تھی، ہم اپنی طرف سے پوری طاقت صَرف کرتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رفتار میں کوئی تکلف نہیں فرماتے تھے۔

حل لغات تطوّیٰ ۔ پیٹی جارہی تھی ۔ لَنُجْهِدُ ، البتہ ہم پوری محنت و مشقت کرتے تھے ۔ ہم پوری طاقت صَرف کرتے تھے۔
مُکَلِّفٌ ۔ تکلف کرنا، محنت کرنا ۔

تشریح ارشاد ہے کہ میں نے جناب رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ خوبصورت اور بہتر کسی کو نہیں دیکھا گویا کہ سُورج کی شعاعیں آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُوئے انور سے پھُوٹ رہی ہیں" علامہ یُوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، نبی علیہ السلام نُور تھے، چاند یا سُورج کی روشنی میں جب چلتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہیں پڑتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ چاند سورج کی طرح تاباں تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رُوئے مبارک گولائی کی طرف مائل تھا۔
(وسائل الوصول صـ۱۲۹ اُردو ترجمہ)

جناب ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "میں نے نبی علیہ السلام سے زیادہ خوبصورت کوئی چیز نہیں دیکھی، ایسا محسوس ہوتا گویا چاند سُورج آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے میں خوشاں ہیں، جب مُسکراتے تو ایسا لگتا جیسے خوبصورت نبات اور پودوں پر سفید موتی چمک رہے ہیں" الربیع بنت معوذ کی حدیث میں ہے جس کا اخراج دارمی نے کیا ہے فرماتی ہیں :-

"لو رایتہ لرایت الشمس طالعۃ"

"اگر میں حضُور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتی تو مجھے محسوس ہوتا کہ سُورج چمک رہا ہے"

حضرت علامہ محدثِ کبیر عبدالرؤف صاحب المصری المناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

وفی حدیث ابن عباس قال لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظل ولم یقم مع الشمس قط الا غلب ضوءہا ولم یقم مع سراج قط الا غلب ضوءہ ضوء السراج ذکرہ فی الوفاء باسنیدہ۔
(رجح الوسائل ج ۱ صـ۱۲۶ حاشیہ)

ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضُور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہیں تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سُورج کی ضیاء بار کرنوں میں کھڑے نہ ہوتے مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جمال و جلال آفتاب سے کہیں زیادہ تجلیاں بکھیرتا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سراپا آفتاب پر غالب رہتا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی دیئے کی روشنی میں کھڑے ہوتے مگر آپ صلی اللہ

علیہ آلہ وسلم کے نُور کی چاندنی اتنی بکھرتی کہ چراغ کی روشنی ماند پڑ جاتی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نُور کا ضوپاش ماہتاب چراغ پر غالب رہتا۔

حضرت فقیہ اعظم استاد المحدثین مولیٰنا علی القاری رحمہ الباری ابن حوزی سے نقل فرماتے ہیں۔

وفی حدیث ابن عباس لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظل ولم یقم مع شمس قط الا غلب ضوؤہ ضوء الشمس ولم یقم مع سراج قط الا غلب ضوؤہ ضوء السراج۔ (رفع الوسائل ج ۱ ص ۱۸۱)

میرے محترم محمد عبدالقیوم صاحب ضیاؔ سلیمی نے ان نقروں کا کیا خوب ترجمہ کیا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزا۔

کھڑے ہوئے نہ کبھی آفتاب رخشاں ہیں — مگر جمال جبیں آفتاب پر رہا غالب
دیئے کے پاس کھڑا آپ ﷺ کو نہیں دیکھا — چراغ رُخ مقا مگر ماہتاب پر غالب

سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

اے چہرۂ زیبائی تو رشک جنان آذری — ہر چند وصفت می کنم لیکن ازاں بالاتری
آفاق ہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام — بسیار خوباں دیدہ ام اما تو چیزے دیگری
ہرگز نہ یابد در نظر صورت ز رویت خوبتر — شمسی ندانم یا قمر یا زہرۂ یا مشتری

حدیث ۲/۱۱۹ حدثنا علی بن حجر وغیرہ واحد قالوا حدثنا عیسیٰ بن یونس عن عمر ابن عبد اللہ مولا غفرۃ حدثنی ابراھیم بن محمد من ولد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال کان علی اذا وصف النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اذا مشیٰ تقلع کانما ینحط فی صبب۔

ترجمہ ابراہیم بن محمد فرماتے ہیں کہ جس وقت جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک بیان فرماتے تو فرماتے کہ جب چلتے تو زمین پر سے پاؤں زور کے ساتھ اُٹھاتے گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُوپر سے نیچے کی طرف اُتر رہے ہیں۔

marfat.com

حل لغات وَصْف۔ تعریف کرنا، صفت بیان کرنا، حلیہ بیان کرنا۔ تَقَلَّعَ۔ مضبوط قدم لیتے۔ یَخْطُّ۔ قدم اٹھاتے تھے، چلتے تھے۔ حَطّ کے معنی اُوپر سے نیچے اُترنا۔ انحطاط، النزول واصلہ الانحدار من علو الی اسفل۔ صَبَبٌ، نشیب۔ صَبٌّ۔ نیچے اُترنا۔ الصبب ما انحدر من الارض۔

تشریح اس حدیث شریف کی تشریح آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حُلیہ مبارک کے باب میں گذر چکی ہے۔

حدیث ۳ ع ۱۲۰ حدثنا سفیانُ بن وکیع قال حدثنا ابی عن المسعودی عن عثمانَ بن مسلم بن ھرمز عن نافع بن جبیر بن مطعم عن علی ابن طالب رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا مشیٰ تکفأ تکفؤاً کانما یَخطُّ من صَبَبٍ۔

ترجمہ امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب چلتے تھے تو بلا رکاوٹ آگے کو جُھکے ہوئے چلتے تھے، گویا نشیب کی طرف قدم اٹھا رہے ہیں۔

حل لغات تکفأ۔ بغیر رکاوٹ کے، آگے کو جُھکا ہوا، قدم بقدم چلنا۔

تشریح اس حدیث کی شرح باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ۲ میں دیکھئے۔

باب ماجاء فی مشیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورا ہوگیا۔

امام الکمال حدیث ۳ ع ۱۲۰ سفیان بن وکیع دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱ ابی دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱ المسعودی دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲ عثمان بن مسلم بن ہرمز دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲ نافع بن جبیر بن مطعم دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲ علی دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

marfat.com

اسماء الرجال ص ۱۳۱
۱۔ ابو عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ صاحب الجامع
۲۔ ابو کریب رحمۃ اللہ علیہ صاحب المجاہد
۳۔ ابو بکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ صاحب المجاہد
۴۔ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ صاحب المجاہد
۵۔ ابان رحمۃ اللہ علیہ صاحب المجاہد

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ تَقَنُّعِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

یہ باب حضور رسُول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے اس کپڑے کے بیان میں ہے، جس سے کہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے سر اقدس پر تیل لگانے کے بعد باندھتے تھے۔

(اس باب میں ایک حدیث ہے)

حل لغات | تَقَنَّعَ۔ کپڑے میں لپٹنا۔ بتکلف قناعت کرنا، ہتھیار بند ہونا۔ تقنعت المرأۃ بالقناع۔ عورت کا دوپٹہ اوڑھنا۔

تشریح | اس باب میں صاحب شمائل رحمۃ اللہ علیہ نے اُس رومال یا کپڑے کا ذکر کیا ہے جس کو حضور پاک امام الانبیاء سید الکل حضرت احمد مجتبیٰ سیدنا و شفیعنا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اپنے سر اقدس پر تیل ملنے کے بعد باندھتے تھے اور اس رومال یا کپڑے کے اُوپر عمامہ مبارک باندھتے تاکہ تیل کی چکنائی سے عمامہ اور دوسرے کپڑے محفوظ رہیں۔

حدیث ۱۲۱ | حدثنا یوسفؑ بن عیسیٰ حدثنا وکیعؒ حدثنا الربیعؒ بن صبیح عن یزیدؒ بن ابان عن انسؓ بن مالک قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم یُکْثِرُ اِلْقِنَاعَ کَاَنَّ ثَوْبَہٗ ثَوْبُ زَیَّاتٍ۔

حل لغات | اَلْقِنَاع۔ دوپٹہ، رومال، سربند۔
زَیَّات۔ تیلی۔ تیل بیچنے والا۔

ترجمہ | انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ القناع کو اکثر استعمال فرماتے تھے، یہ کپڑا گویا تیل میں بھیگا ہوا ہوتا۔

marfat.com

تشریح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہائی نفاست پسند اور نظافت پسند طبیعت شریف کے مالک تھے، اسی لئے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سر اقدس پر تیل وغیرہ لگتے تو اس کے لئے ایک الگ کپڑا رکھا ہوا تھا جس سے سر اقدس کو لپیٹ لیتے، تاکہ عمامہ مبارک یا کلاہ مبارک یا دوسرے کپڑے چکنا ہٹ سے محفوظ رہیں، اور یہ کپڑا کثرت استعمال سے تیل کے ساتھ تھوڑا گیا تھا۔ باوجود اتنی چکناہٹ ہونے کے بقول محدث سہارنپوری جناب زکریا صاحب "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات میں یہ شمار کیا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ کپڑا میلا نہ ہوتا تھا، نہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑوں میں جوں پڑتی تھی، نہ کھٹمل خون چوس سکتا تھا" (قاری)

علامہ رازی سے مناوی نے نقل کیا ہے کہ مکھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے پر کبھی نہیں بیٹھی "(خصائص نبوی)"

باب ماجاء فی نزجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ۱۷ میں بھی یہ حدیث گذر چکی ہے۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ تَقَنُّعِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پورا ہو گیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ جِلْسَتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

یہ باب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹھنے کی ہیئت کے بیان میں ہے۔
(اس باب میں تین احادیث ہیں)

حل لغات جِلْسَۃ۔ بکسر جیم۔ بیٹھنے کی ہیئت۔

تشریح اس باب میں حضور سید الکائنات سرور عالم و عالمیان احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بیٹھنے یعنی تشریف فرمانے کی مختلف ہیئتوں کا ذکر ہے۔
ہر ایسے طریقہ یا ہیئت پر بیٹھنا جس سے غرور، تکبر اور نخوت ظاہر نہ ہو بلکہ عاجزی انکساری اور درماندگی نمایاں ہو، علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین نے جائز لکھا ہے۔
چونکہ عرب لوگ اکثر تہمد (لنگی) باندھتے تھے اس لئے ایسے طریقہ یا ہیئت پر بیٹھنا جس سے کشف ستر ہو۔ علماء نے منع لکھا ہے اور اگر کشف ستر نہ ہوتا ہو تو جائز ہے۔

marfat.com

حدیث ۱/۱۲۲ حدثنا عبدؒ بن حمید انبانا عفانؒ بن مسلم حدثنا عبدؒ اللہ بن حسان عن جدّتہؒ عن قبیلۃؓ بنت مخرمۃ انّھا رأت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی المسجد وھو قاعد القرفصاء قالت فلما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم المتخشع فی الجلسۃ ارعدت من الفرق۔

ترجمہ قیلہ بنت مخرمہ سے روایت ہے یہ کہ اس نے حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد قرفصاء بیٹھے ہوئے دیکھا، وہ فرماتی ہیں سو جس وقت میں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا تو وہ بڑے خشوع کے ساتھ تشریف فرما تھے میں ڈر کے مارے کانپنے لگی۔

حل لغات القرفصاء۔ دونوں رانیں کھڑی کرکے دونوں ہاتھوں سے ان کا احاطہ کرے اور دونوں سرین پر بیٹھے۔ اکڑوں بیٹھنا اور ہاتھوں کو ٹانگوں کے گرد باندھنا، کہتے ہیں "قعد القرفصی والقرفصاء" وہ اکڑوں بیٹھا۔ ارعدت۔ میں لرز گئی۔ کانپنے لگی۔ الفرق۔ ڈر۔ خوف۔

تشریح ارشاد ہے "حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مسجد میں قرفصاء بیٹھے ہوئے دیکھا" قرفصی بیٹھنے کا طریقہ علماء نے یہ لکھا ہے۔ صاحب اتحافات الربانیہ تحریر فرماتے ہیں۔

"والقرفصاء قعدہ مخصوصۃ علی الالیتین متکئا ویلصق بطنہ بفخذیہ ویتابط کفیہ"

قرفصاء کے معنی ہیں دونوں سرین پر ٹیک لگا کر بیٹھنا، دونوں رانوں کو پیٹ کے ساتھ لگا لینا اور دونوں ہتھیلیوں سے ان کو مضبوط پکڑنا کرنا۔

جناب مولینا محمد عاقل صاحب فرماتے ہیں:۔

"عبارت است نشستن بر دو سرین و چسپانیدن ہر دو ران بشکم و جمع کردن ہر دو دست بوجہی کہ ہر دو ساق را قائم بگیرد و"

یعنی دونوں سرین پر بیٹھنا اور دونوں رانوں کو پیٹ کے ساتھ ملا دینا اور دونوں ہاتھوں سے دونوں پنڈلیوں کو مضبوط رکھنا کہ وہ کھڑی رہیں۔

اس طرح کے بیٹھنے کو اردو میں اکڑوں بیٹھنا یا گوٹ مار کر بیٹھنا کہتے ہیں۔ عرب کے دیہاتی لوگ اسی طرح بیٹھتے تھے اور وہ اپنا کپڑا بجائے ہاتھوں کے ٹانگوں کے گرد لپیٹتے تھے۔ مولینا محمد عاقل صاحب یہ معنی بھی تحریر فرماتے ہیں:۔

اسماء الرجال حدیث ۱/۱۲۲

۱ عبد بن حمید۔ دیکھو حدیث ۱/۱۲۱

۲ عفان بن مسلم۔ دیکھو حدیث ۱/۱۲۱

۳ عبد اللہ بن حسان۔ دیکھو حدیث ۱/۱۲۱

۴ قیلہ بنت مخرمہ۔ دیکھو حدیث ۱/۱۲۱

باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

حاشیہ ۱

باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

حاشیہ ۲

باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

حاشیہ ۳

باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

حاشیہ ۴

marfat.com

"وابن مہدی گفتہ کہ قرفصاء عبارت است نشستن بر دو زانو کہ در حالتے کہ سرِ زانو بر دو متصل ساختن شکم بدوران و نہادن ہر کدام از کف دست زیر بغل"

"اور ابن مہدی نے کہا کہ قرفصاء عبارت ہے اس سے کہ دونوں زانوں پر بیٹھنا اس ہیئت کے ساتھ کہ دونوں زانوں پر سر نیچے جھکا ہوا ہو یہاں تک کہ پیٹ کے ساتھ متصل ہو گیا ہو اور دائیں ہاتھ کی ہتھیلی دائیں بغل کے اندر ہو۔"

ارشاد ہے "جس وقت میں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو وہ بڑے خشوع کے ساتھ تشریف فرما تھے تو میں ڈر کے مارے کانپنے لگی" یعنی حضور سید دو عالم کے اس وقت بیٹھنے کی ہیئت اور قلب مبارک پر توجہ کاملہ 'ماسوا اللہ سے قطع نظر کی وجہ سے اس وقت آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود اقدس مہبط انوار الٰہی اور مرکز تجلیات ربانی بنا ہوا تھا' یہی وجہ تھی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس وقت کیفیات کا یہ اثر تھا کہ قیلہ بنت مخرمہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلالت اور ہیبت کی بدولت لرزہ براندام ہو گئیں۔ حضرت علامہ محمد عاقل صاحب اسی مقام پر تشریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :-

بہ نہایت خشوع و سر بر اقبہ فرو بردہ و چشم از ماسوی اللہ پوشیدہ لرزانیدہ شدم از خوف و فزع کہ ناشی بود از آنچہ از عزت و جلال ہنگام مستولی شدہ بود او عظمت و ہیبت و جلالت"

یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت ہی خشوع سے تشریف فرما تھے اور سر اقدس سر اقبہ میں ڈالے ہوئے اور ماسوی اللہ سے آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔ خوف اور گھبراہٹ سے مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا' یہ اس وجہ سے کہ اس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عظمت ہیبت اور جلالت کا انتہائی غلبہ تھا۔"

جناب الیعبوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :-

"والتفعل لیس للتکلف بل لزیادۃ المبالغۃ فی الخشوع"

اور تفعل تکلف کے لئے نہیں بلکہ زیادتی مبالغہ کے لئے خشوع میں"

یہ بات خوب یاد رکھنی چاہیئے کہ صیغہ تَفَعُّل جو کہ تَخَشُّع میں ہے تکلیف کیلئے نہیں ہے بلکہ زیادتی مبالغہ کے لئے اور کمال تخشع کے لئے ہے جیسا کہ تَمَوَّجَ، تَمَقَّدَس اور تَمَتَّکَبَّر ہے۔

marfat.com

حدیث ۱۲۲ حدثنا سعید بن عبد الرحمن المخزومی وغیر واحد قالوا حدثنا سفین عن الزہری عن عباد ابن تمیم عن عمہ انہ رأی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مستلقیا فی المسجد واضعا احدی رجلیہ علی الاخری۔

ترجمہ عباد بن تمیم اپنے چچا یعنی عبد اللہ بن زید بن عاصم سے روایت کرتے ہیں یہ کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹا ہوا دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک پاؤں پر دوسرا پاؤں رکھے ہوئے تھے۔

حل لغات مُسْتَلْقِیًا۔ چت لیٹے ہوئے تھے۔ اِسْتَلْقٰی۔ چت لیٹنا۔ چت سونا۔

تشریح ارشاد ہے "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹا ہوا دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک پاؤں پر دوسرا پاؤں رکھے ہوئے تھے" یعنی آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیٹے ہوئے پاؤں پر پاؤں رکھے ہوئے تھے اس طرح لیٹنا اور پاؤں پر پاؤں رکھنا منع نہیں ہے اس لئے کہ اس طرح لیٹنے سے یا پاؤں پر پاؤں رکھنے سے کشف ستر نہیں ہوتا اور وہ جو مسلم شریف کی حدیث میں آیا ہے کہ "عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لا یستلقین احد کم یضع احدی رجلیہ علی الاخری"۔ علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چت لیٹ کر ایک پاؤں کھڑا کر کے دوسرا پاؤں کھڑے گھٹنے پر نہ رکھے اس حالت میں لیٹنا منع ہے کیونکہ اس ہیئت میں کشف ستر کا خطرہ ہے، ہاں اگر تہہ بند باندھا ہو اور یا پاجامہ پہنا ہو تو پھر چونکہ کشف ستر کا اندیشہ نہیں تو اس طرح بھی لیٹنے سے علماء نے منع نہیں فرمایا۔ جناب حضرت محدث کبیر مولینا محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"شیخ ابن حجر فرمود کہ مناسب ایں حدیث بباب مذکور تا مناسبت نزیدا کہ دروی دلیل است بر جواز جلوس برہمہ کیفیات بطریق اولیٰ از جہت آنکہ استلقاء فروتر از جلوس است۔ پس ہرگاہ استلقا جائز باشد نشستن بہر کیف اولیٰ واللہ اعلم" (صلاۃ المتقین)

"شیخ ابن حجر نے فرمایا کہ اس باب کے ساتھ یہ حدیث پوری مناسبت رکھتی ہے اس لئے اس میں تمام کیفیات پر بیٹھنے کے جواز کی دلیل پائی جاتی ہے اس وجہ سے کہ چت لیٹنا بیٹھنے سے فروتر ہے لہذا جبکہ چت لیٹنا جائز ہوا تو تمام کیفیات پر بیٹھنا اولیٰ ہے واللہ اعلم"۔

اسماء الرجال رشتہ ۱۲۲

۱ سعید بن عبد الرحمن المخزومی ابو عبد اللہ البصری۔ ثقہ۔ احد حدیثہ ۱۰ ترمذی و النسائی۔

۲ سفیان۔ ابن عیینہ ثقہ فقیہ امام حجت ہے۔ ۱۰ ترمذی و النسائی۔

۳ الزہری۔ دیکھو حدیث ۱۰۴

۴ عباد بن تمیم بن زید بن عاصم المازنی۔ ثقہ عند النسائی۔

۵ عمہ۔ ان کا نام عبد اللہ بن زید بن عاصم ہے۔ ایک صحابیہ نے اس کے تین چچا کہا ہے۔ یہ وہی شخص ہے جس نے مسئلہ وضو میں پوچھا تھا۔

marfat.com

حدیث ۳/۱۲۴ حدثنا سلمۃ بن شبیب انبا نا عبدالله بن ابراهیم المدنی حدثنا اسحٰق بن محمد الانصاری عن ربیح بن عبدالرحمٰن بن ابی سعید بن ابیه عن جده ابی سعید الخدری قال کان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اذا جلس فی المسجد احتبی بیده.

ترجمہ ابی سعید خدری سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں بیٹھتے، تو گوٹ مار کر تشریف فرما ہوتے۔

حل لغات احتبی بیدیہ۔ اپنے دونوں ہاتھوں سے پاؤں اور پیٹ کو ملا کر بیٹھ سے پکڑ لیتے۔ احتباء سے ہے اس کے معنی ایک کپڑے سے یا ہاتھوں سے اپنے پاؤں اور پیٹ کو ملا کر پیٹھ سے پکڑ لینا ہے۔

تشریح یعنی جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرغن کے بل بیٹھتے تو اپنے شکم سے دونوں پنڈلیوں کو اٹھا کر لیتے اور پھر ان کو دونوں ہاتھوں سے یا کمر بند سے یا عمامہ سے یا چادر وغیرہ سے باندھ لیتے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان اذا صلی الفجر تربع فی مجلسہ حتی تطلع الشمس"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز فجر ادا فرما لیتے تو چار زانو تشریف فرما رہتے یہاں تک کہ سورج نکل آتا۔

باب ما جاء فی جلسۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پورا ہوگیا۔

○

اسماء الرجال

۱ سلمۃ بن شبیب۔ ابو عبداللہ نیشاپوری ثقہ ہیں۔ ۲۷۳ھ میں انتقال فرمایا۔ خرج لہ مسلم والاربعۃ۔

۲ عبداللہ بن ابراہیم المدنی صاحب صحیح ابن خزیمہ لکھتے ہیں۔ ترکوہ لکھتے ہیں۔ ابن حبان نے ضعفاء میں ذکر کیا ہے۔ خرج لہ ابن ماجہ۔

۳ ربیح بن عبدالرحمٰن بن ابی سعید۔ مقبول ہے۔ اخرج لہ حدیثہ ابوداؤد وابن ماجہ ان کا نام سعید ہے اور لقب ربیح ہے۔

۴ ابی سعید المدنی والد ربیح

۵ ابی سعید الخدری۔ رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشہور ہیں۔

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ تُکَاءَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اس باب میں حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تکیہ کا ذکر ہے۔

(اس باب میں پانچ احادیث ہیں)

حل لغات تُکَاءَۃٌ۔ بروزن ھُمَزَۃٌ ہے جس کے معنی تکیہ، بہت تکیہ لگانے والا، اور فرش پر بچھونا بچھا کر آرام سے بیٹھنا وغیرہ کے آتے ہیں۔ اس کا اصل وُکَاءَۃٌ ہے واؤ ت سے بدل دیا گیا ہے۔

تشریح اس باب میں حضور سید الکائنات، سرور عالم و عالمیان، شفیع المذنبین، صاحب خلق عظیم، محبوب رب العالمین، احمد مجتبیٰ، جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھانا تناول فرمانے کے وقت بیٹھنے کی ہیئت بیان کی گئی ہے۔

حدیث ۱/۱۲۵ حدثنا عباسؑ بن محمدؒ الدوری البغدادی حدثنا اسحٰقؒ بن منصور عن اسرائیلؒ عن سماکؒ بن حربؒ عن جابرؓ بن سمرۃؓ قال رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مُتَّکِئًا عَلٰی وِسَادَۃٍ عَلٰی یَسَارِہٖ۔

ترجمہ جناب جابر بن سمرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بائیں جانب تکیہ پر ٹیک لگائے دیکھا۔

حل لغات وِسَادَۃٌ۔ تکیہ۔

اسماء الرجال حضرت علامہ عباس بن محمد الدوری البغدادی ثم البصری ثقہ حافظ مولیٰ بنی اشجع ثقہ ثبت حافظ حجہ۔ خرج لہ الاربعۃ۔ ارکان نے کہا عباس صادقاً وصدیناً۔ اور رحیم نے کہا امام فی الحدیث اسحٰق بن منصور بن بہرام ابو یعقوب التمیمی المروزی نزیل نیشاپور ثقہ ثبت حجہ۔ اسرائیل بن یونس بن ابی اسحٰق السبیعی ابو یوسف ثقہ تابعی کبیر۔ سماک بن حرب بن اوس الذہلی ابو المغیرہ صدوق۔ جابر بن سمرہ بن جنادہ السوائی ابو عبداللہ صحابی۔

حدیث ۱/۱۲۵ کے تحت ۱ عباس بن محمد الدوری البغدادی ثم البصری کے لئے دیکھو صفحہ ۱۲۵ ۲ اسحٰق بن منصور کے لئے دیکھو صفحہ ۱۲۵ ۳ اسرائیل کے لئے دیکھو صفحہ ۱۲۵ ۴ سماک بن حرب کے لئے دیکھو صفحہ ۱۲۵ ۵ جابر بن سمرہ کے لئے دیکھو صفحہ ۱۲۵ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

marfat.com

تشریح حضرت جابر بن سمرہ کا یہ ارشاد کہ "میں نے حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بائیں جانب تکیہ پر ٹیک لگائے دیکھا" امر اتفاقی ہے کوئی تخصیص نہیں ہے۔ بائیں جانب ہو یا دائیں دونوں طرف تکیہ پر ٹیک لگانا جائز ہے۔ حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری، جمع الوسائل میں تحریر فرماتے ہیں۔

وھو لبیان الواقع لا لتقیید فیجوز الاتکاء علی الوسادۃ یمینا ویسارا۔

حدیث ۲/۱۲۶ حدثنا احمد بن سعد[۲] حدثنا بشر بن المفضل حدثنا الجریری[۳] عن عبد الرحمن بن ابی بکرۃ[۴] عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم الا احدثکم باکبر الکبائر قالوا بلی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم، قال الاشراک باللہ وعقوق الوالدین قال وجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وکان متکئا قال وشھادۃ الزور قول الزور قال فما زال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقولھا حتی قلنا لیتہ سکت۔

ترجمہ ابی بکرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آیا تمہیں گناہ کبیرہ میں سے کچھ کبیرہ گناہوں کا بیان نہ کروں، صحابہ نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ ابی بکرہ فرماتے ہیں (اسوقت) حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے تھے، فرمایا اور جھوٹی گواہی دینا یا جھوٹی بات کہنا راوی کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس جملہ کا بار بار تکرار فرمایا یہانتک کہ ہم نے کہا کاش حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اب خاموش ہو جائیں۔

حل لغات عقوق۔ نافرمانی کرنا۔ سرکشی کرنا۔
زور۔ جھوٹی گواہی۔ جھوٹی بات۔

تشریح ارشاد ہے "الا احدثکم" آیا تمہیں بیان نہ کروں، ایک روایت صحیحین میں "الا اخبرکم" آیا ہے اور ایک دوسری روایت میں "الا انبئکم" آیا ہے، ان سب کے ایک ہی معنی ہیں، جناب علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں "ومعنی الکل واحد"

کبیرہ گناہ بہت ہیں اور علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنی تصانیف میں ان کو تفصیل سے لکھا ہے اور بعض نے

اسماء الرجال ۲ راجع ترجمہ ۱۲۹
۳ سلیمان بن طرخان ابو سعید البصری الجریری ثقہ ثبت
۴ عبد الرحمن بن ابی بکرۃ ثقہ
۵ نفیع بن الحارث ابو بکرۃ الثقفی رضی اللہ عنہ صحابی
مرویات ۱۲۶ باب ما جاء فی عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتہ ۲/۱۲۶
۱۲۷ ۲/۱۲۷ و ۱۲۸ ۲/۱۲۸ و ۱۲۹ ۲/۱۲۹ و ۱۳۰ ۲/۱۳۰ و ۱۳۱ ۲/۱۳۱ و ۱۳۲ ۲/۱۳۲ و ۱۳۳ ۲/۱۳۳ و ۱۳۴ ۲/۱۳۴ و ۱۳۵ ۲/۱۳۵ و ۱۳۶ ۲/۱۳۶ و ۱۳۷ ۲/۱۳۷ و ۱۳۸ ۲/۱۳۸ و ۱۳۹ ۲/۱۳۹ و ۱۴۰ ۲/۱۴۰ و ۱۴۱ ۲/۱۴۱ و ۱۴۲ ۲/۱۴۲ و ۱۴۳ ۲/۱۴۳ و ۱۴۴ ۲/۱۴۴ و ۱۴۵ ۲/۱۴۵ و ۱۴۶ ۲/۱۴۶ و ۱۴۷ ۲/۱۴۷ و ۱۴۸ ۲/۱۴۸ و ۱۴۹ ۲/۱۴۹ و ۱۵۰ ۲/۱۵۰ و ۱۵۱ ۲/۱۵۱ و ۱۵۲ ۲/۱۵۲ و ۱۵۳ ۲/۱۵۳ و ۱۵۴ ۲/۱۵۴ و ۱۵۵ ۲/۱۵۵ و ۱۵۶ ۲/۱۵۶ و ۱۵۷ ۲/۱۵۷ و ۱۵۸ ۲/۱۵۸ و ۱۵۹ ۲/۱۵۹ و ۱۶۰ ۲/۱۶۰ و ۱۶۱ ۲/۱۶۱ و ۱۶۲ ۲/۱۶۲ و ۱۶۳ ۲/۱۶۳ و ۱۶۴ ۲/۱۶۴ و ۱۶۵ ۲/۱۶۵ و ۱۶۶ ۲/۱۶۶ و ۱۶۷ ۲/۱۶۷ و ۱۶۸ ۲/۱۶۸ و ۱۶۹ ۲/۱۶۹ و ۱۷۰ ۲/۱۷۰ و ۱۷۱ ۲/۱۷۱ و ۱۷۲ ۲/۱۷۲ و ۱۷۳ ۲/۱۷۳ و ۱۷۴ ۲/۱۷۴ و ۱۷۵ ۲/۱۷۵ و ۱۷۶ ۲/۱۷۶ و ۱۷۷ ۲/۱۷۷ و ۱۷۸ ۲/۱۷۸ و ۱۷۹ ۲/۱۷۹ و ۱۸۰ ۲/۱۸۰ و ۱۸۱ ۲/۱۸۱ و ۱۸۲ ۲/۱۸۲ و ۱۸۳ ۲/۱۸۳ و ۱۸۴ ۲/۱۸۴ و ۱۸۵ ۲/۱۸۵ و ۱۸۶ ۲/۱۸۶ و ۱۸۷ ۲/۱۸۷ و ۱۸۸ ۲/۱۸۸ و ۱۸۹ ۲/۱۸۹ و ۱۹۰ ۲/۱۹۰ و ۱۹۱ ۲/۱۹۱ و ۱۹۲ ۲/۱۹۲ و ۱۹۳ ۲/۱۹۳ و ۱۹۴ ۲/۱۹۴ و ۱۹۵ ۲/۱۹۵ و ۱۹۶ ۲/۱۹۶ و ۱۹۷ ۲/۱۹۷ و ۱۹۸ ۲/۱۹۸ و ۱۹۹ ۲/۱۹۹ و ۲۰۰ ۲/۲۰۰ و ۲۰۱ ۲/۲۰۱ و ۲۰۲ ۲/۲۰۲ و ۲۰۳ ۲/۲۰۳ و ۲۰۴ ۲/۲۰۴ و ۲۰۵ ۲/۲۰۵ و ۲۰۶ ۲/۲۰۶ و ۲۰۷ ۲/۲۰۷ و ۲۰۸ ۲/۲۰۸ و ۲۰۹ ۲/۲۰۹ و ۲۱۰ ۲/۲۱۰ و ۲۱۱ ۲/۲۱۱ و ۲۱۲ ۲/۲۱۲ و ۲۱۳ ۲/۲۱۳ و ۲۱۴ ۲/۲۱۴ و ۲۱۵ ۲/۲۱۵ و ۲۱۶ ۲/۲۱۶ و ۲۱۷ ۲/۲۱۷ و ۲۱۸ ۲/۲۱۸ و ۲۱۹ ۲/۲۱۹ و ۲۲۰ ۲/۲۲۰ و ۲۲۱ ۲/۲۲۱ و ۲۲۲ ۲/۲۲۲ و ۲۲۳ ۲/۲۲۳ و ۲۲۴ ۲/۲۲۴ و ۲۲۵ ۲/۲۲۵ و ۲۲۶ ۲/۲۲۶ و ۲۲۷ ۲/۲۲۷ و ۲۲۸ ۲/۲۲۸ و ۲۲۹ ۲/۲۲۹ و ۲۳۰ ۲/۲۳۰ و ۲۳۱ ۲/۲۳۱ و ۲۳۲ ۲/۲۳۲ و ۲۳۳ ۲/۲۳۳ و ۲۳۴ ۲/۲۳۴ و ۲۳۵ ۲/۲۳۵ و ۲۳۶ ۲/۲۳۶ و ۲۳۷ ۲/۲۳۷ و ۲۳۸ ۲/۲۳۸ و ۲۳۹ ۲/۲۳۹ و ۲۴۰ ۲/۲۴۰ و ۲۴۱ ۲/۲۴۱ و ۲۴۲ ۲/۲۴۲ و ۲۴۳ ۲/۲۴۳ و ۲۴۴ ۲/۲۴۴ و ۲۴۵ ۲/۲۴۵ و ۲۴۶ ۲/۲۴۶ و ۲۴۷ ۲/۲۴۷ و ۲۴۸ ۲/۲۴۸ و ۲۴۹ ۲/۲۴۹ و ۲۵۰ ۲/۲۵۰ و ۲۵۱ ۲/۲۵۱ و ۲۵۲ ۲/۲۵۲ و ۲۵۳ ۲/۲۵۳ و ۲۵۴ ۲/۲۵۴ و ۲۵۵ ۲/۲۵۵ و ۲۵۶ ۲/۲۵۶ و ۲۵۷ ۲/۲۵۷ و ۲۵۸ ۲/۲۵۸ و ۲۵۹ ۲/۲۵۹ و ۲۶۰ ۲/۲۶۰ و ۲۶۱ ۲/۲۶۱ و ۲۶۲ ۲/۲۶۲ و ۲۶۳ ۲/۲۶۳ و ۲۶۴ ۲/۲۶۴ و ۲۶۵ ۲/۲۶۵ و ۲۶۶ ۲/۲۶۶ و ۲۶۷ ۲/۲۶۷ و ۲۶۸ ۲/۲۶۸ و ۲۶۹ ۲/۲۶۹ و ۲۷۰ ۲/۲۷۰ و ۲۷۱ ۲/۲۷۱ و ۲۷۲ ۲/۲۷۲ و ۲۷۳ ۲/۲۷۳ و ۲۷۴ ۲/۲۷۴ و ۲۷۵ ۲/۲۷۵ و ۲۷۶ ۲/۲۷۶ و ۲۷۷ ۲/۲۷۷ و ۲۷۸ ۲/۲۷۸ و ۲۷۹ ۲/۲۷۹ و ۲۸۰ ۲/۲۸۰ و ۲۸۱ ۲/۲۸۱ و ۲۸۲ ۲/۲۸۲ و ۲۸۳ ۲/۲۸۳ و ۲۸۴ ۲/۲۸۴ و ۲۸۵ ۲/۲۸۵ و ۲۸۶ ۲/۲۸۶ و ۲۸۷ ۲/۲۸۷ و ۲۸۸ ۲/۲۸۸ و ۲۸۹ ۲/۲۸۹ و ۲۹۰ ۲/۲۹۰ و ۲۹۱ ۲/۲۹۱ و ۲۹۲ ۲/۲۹۲ و ۲۹۳ ۲/۲۹۳ و ۲۹۴ ۲/۲۹۴ و ۲۹۵ ۲/۲۹۵ و ۲۹۶ ۲/۲۹۶ و ۲۹۷ ۲/۲۹۷ و ۲۹۸ ۲/۲۹۸ و ۲۹۹ ۲/۲۹۹ و ۳۰۰ ۲/۳۰۰ و ۳۰۱ ۲/۳۰۱ و ۳۰۲ ۲/۳۰۲ و ۳۰۳ ۲/۳۰۳ و ۳۰۴ ۲/۳۰۴ و ۳۰۵ ۲/۳۰۵ و ۳۰۶ ۲/۳۰۶ و ۳۰۷ ۲/۳۰۷ و ۳۰۸ ۲/۳۰۸ و ۳۰۹ ۲/۳۰۹ و ۳۱۰ ۲/۳۱۰ و ۳۱۱ ۲/۳۱۱ و ۳۱۲ ۲/۳۱۲ و ۳۱۳ ۲/۳۱۳ و ۳۱۴ ۲/۳۱۴ و ۳۱۵ ۲/۳۱۵ و ۳۱۶ ۲/۳۱۶ و ۳۱۷ ۲/۳۱۷ و ۳۱۸ ۲/۳۱۸ و ۳۱۹ ۲/۳۱۹ و ۳۲۰ ۲/۳۲۰ و ۳۲۱ ۲/۳۲۱ و ۳۲۲ ۲/۳۲۲ و ۳۲۳ ۲/۳۲۳ و ۳۲۴ ۲/۳۲۴ و ۳۲۵ ۲/۳۲۵ و ۳۲۶ ۲/۳۲۶ و ۳۲۷ ۲/۳۲۷ و ۳۲۸ ۲/۳۲۸ و ۳۲۹ ۲/۳۲۹ و ۳۳۰ ۲/۳۳۰ و ۳۳۱ ۲/۳۳۱ و ۳۳۲ ۲/۳۳۲ و ۳۳۳ ۲/۳۳۳ و ۳۳۴ ۲/۳۳۴ و ۳۳۵ ۲/۳۳۵ و ۳۳۶ ۲/۳۳۶ و ۳۳۷ ۲/۳۳۷ و ۳۳۸ ۲/۳۳۸ و ۳۳۹ ۲/۳۳۹ و ۳۴۰ ۲/۳۴۰ و ۳۴۱ ۲/۳۴۱ و ۳۴۲ ۲/۳۴۲ و ۳۴۳ ۲/۳۴۳ و ۳۴۴ ۲/۳۴۴ و ۳۴۵ ۲/۳۴۵ و ۳۴۶ ۲/۳۴۶ و ۳۴۷ ۲/۳۴۷ و ۳۴۸ ۲/۳۴۸ و ۳۴۹ ۲/۳۴۹ و ۳۵۰ ۲/۳۵۰ و ۳۵۱ ۲/۳۵۱ و ۳۵۲ ۲/۳۵۲ و ۳۵۳ ۲/۳۵۳ و ۳۵۴ ۲/۳۵۴ و ۳۵۵ ۲/۳۵۵ و ۳۵۶ ۲/۳۵۶ و ۳۵۷ ۲/۳۵۷ و ۳۵۸ ۲/۳۵۸ و ۳۵۹ ۲/۳۵۹ و ۳۶۰ ۲/۳۶۰ و ۳۶۱ ۲/۳۶۱ و ۳۶۲ ۲/۳۶۲ و ۳۶۳ ۲/۳۶۳ و ۳۶۴ ۲/۳۶۴ و ۳۶۵ ۲/۳۶۵ و ۳۶۶ ۲/۳۶۶ و ۳۶۷ ۲/۳۶۷ و ۳۶۸ ۲/۳۶۸ و ۳۶۹ ۲/۳۶۹ و ۳۷۰ ۲/۳۷۰ و ۳۷۱ ۲/۳۷۱ و ۳۷۲ ۲/۳۷۲ و ۳۷۳ ۲/۳۷۳ و ۳۷۴ ۲/۳۷۴ و ۳۷۵ ۲/۳۷۵ و ۳۷۶ ۲/۳۷۶ و ۳۷۷ ۲/۳۷۷ و ۳۷۸ ۲/۳۷۸ و ۳۷۹ ۲/۳۷۹ و ۳۸۰ ۲/۳۸۰ و ۳۸۱ ۲/۳۸۱ و ۳۸۲ ۲/۳۸۲ و ۳۸۳ ۲/۳۸۳ و ۳۸۴ ۲/۳۸۴ و ۳۸۵ ۲/۳۸۵ و ۳۸۶ ۲/۳۸۶ و ۳۸۷ ۲/۳۸۷ و ۳۸۸ ۲/۳۸۸ و ۳۸۹ ۲/۳۸۹ و ۳۹۰ ۲/۳۹۰ و ۳۹۱ ۲/۳۹۱ و ۳۹۲ ۲/۳۹۲ و ۳۹۳ ۲/۳۹۳ و ۳۹۴ ۲/۳۹۴ و ۳۹۵ ۲/۳۹۵ و ۳۹۶ ۲/۳۹۶ و ۳۹۷ ۲/۳۹۷ و ۳۹۸ ۲/۳۹۸ و ۳۹۹ ۲/۳۹۹ و ۴۰۰ ۲/۴۰۰ و ۴۰۱ ۲/۴۰۱ و ۴۰۲ ۲/۴۰۲ و ۴۰۳ ۲/۴۰۳ و ۴۰۴ ۲/۴۰۴ و ۴۰۵ ۲/۴۰۵ و ۴۰۶ ۲/۴۰۶ و ۴۰۷ ۲/۴۰۷ و ۴۰۸ ۲/۴۰۸ و ۴۰۹ ۲/۴۰۹ و ۴۱۰ ۲/۴۱۰ و ۴۱۱ ۲/۴۱۱ و ۴۱۲ ۲/۴۱۲ و ۴۱۳ ۲/۴۱۳ و ۴۱۴ ۲/۴۱۴ و ۴۱۵ ۲/۴۱۵ و ۴۱۶ ۲/۴۱۶ و ۴۱۷ ۲/۴۱۷ و ۴۱۸ ۲/۴۱۸ و ۴۱۹ ۲/۴۱۹ و ۴۲۰ ۲/۴۲۰ و ۴۲۱ ۲/۴۲۱ و ۴۲۲ ۲/۴۲۲ و ۴۲۳ ۲/۴۲۳ و ۴۲۴ ۲/۴۲۴ و ۴۲۵ ۲/۴۲۵ و ۴۲۶ ۲/۴۲۶ و ۴۲۷ ۲/۴۲۷ و ۴۲۸ ۲/۴۲۸ و ۴۲۹ ۲/۴۲۹ و ۴۳۰ ۲/۴۳۰ و ۴۳۱ ۲/۴۳۱ و ۴۳۲ ۲/۴۳۲ و ۴۳۳ ۲/۴۳۳ و ۴۳۴ ۲/۴۳۴ و ۴۳۵ ۲/۴۳۵ و ۴۳۶ ۲/۴۳۶ و ۴۳۷ ۲/۴۳۷ و ۴۳۸ ۲/۴۳۸ و ۴۳۹ ۲/۴۳۹ و ۴۴۰ ۲/۴۴۰ و ۴۴۱ ۲/۴۴۱ و ۴۴۲ ۲/۴۴۲ و ۴۴۳ ۲/۴۴۳ و ۴۴۴ ۲/۴۴۴ و ۴۴۵ ۲/۴۴۵ و ۴۴۶ ۲/۴۴۶ و ۴۴۷ ۲/۴۴۷ و ۴۴۸ ۲/۴۴۸ و ۴۴۹ ۲/۴۴۹ و ۴۵۰ ۲/۴۵۰ و ۴۵۱ ۲/۴۵۱ و ۴۵۲ ۲/۴۵۲ و ۴۵۳ ۲/۴۵۳ و ۴۵۴ ۲/۴۵۴ و ۴۵۵ ۲/۴۵۵ و ۴۵۶ ۲/۴۵۶ و ۴۵۷ ۲/۴۵۷ و ۴۵۸ ۲/۴۵۸ و ۴۵۹ ۲/۴۵۹ و ۴۶۰ ۲/۴۶۰ و ۴۶۱ ۲/۴۶۱ و ۴۶۲ ۲/۴۶۲ و ۴۶۳ ۲/۴۶۳ و ۴۶۴ ۲/۴۶۴ و ۴۶۵ ۲/۴۶۵ و ۴۶۶ ۲/۴۶۶ و ۴۶۷ ۲/۴۶۷ و ۴۶۸ ۲/۴۶۸ و ۴۶۹ ۲/۴۶۹ و ۴۷۰ ۲/۴۷۰ و ۴۷۱ ۲/۴۷۱ و ۴۷۲ ۲/۴۷۲ و ۴۷۳ ۲/۴۷۳ و ۴۷۴ ۲/۴۷۴ و ۴۷۵ ۲/۴۷۵ و ۴۷۶ ۲/۴۷۶ و ۴۷۷ ۲/۴۷۷ و ۴۷۸ ۲/۴۷۸ و ۴۷۹ ۲/۴۷۹ و ۴۸۰ ۲/۴۸۰ و ۴۸۱ ۲/۴۸۱ و ۴۸۲ ۲/۴۸۲ و ۴۸۳ ۲/۴۸۳ و ۴۸۴ ۲/۴۸۴ و ۴۸۵ ۲/۴۸۵ و ۴۸۶ ۲/۴۸۶ و ۴۸۷ ۲/۴۸۷ و ۴۸۸ ۲/۴۸۸ و ۴۸۹ ۲/۴۸۹ و ۴۹۰ ۲/۴۹۰ و ۴۹۱ ۲/۴۹۱ و ۴۹۲ ۲/۴۹۲ و ۴۹۳ ۲/۴۹۳ و ۴۹۴ ۲/۴۹۴ و ۴۹۵ ۲/۴۹۵ و ۴۹۶ ۲/۴۹۶ و ۴۹۷ ۲/۴۹۷ و ۴۹۸ ۲/۴۹۸ و ۴۹۹ ۲/۴۹۹ و ۵۰۰ ۲/۵۰۰ و ۵۰۱ ۲/۵۰۱ و ۵۰۲ ۲/۵۰۲ و ۵۰۳ ۲/۵۰۳ و ۵۰۴ ۲/۵۰۴ و ۵۰۵ ۲/۵۰۵ و ۵۰۶ ۲/۵۰۶ و ۵۰۷ ۲/۵۰۷ و ۵۰۸ ۲/۵۰۸ و ۵۰۹ ۲/۵۰۹ و ۵۱۰ ۲/۵۱۰ و ۵۱۱ ۲/۵۱۱ و ۵۱۲ ۲/۵۱۲ و ۵۱۳ ۲/۵۱۳ و ۵۱۴ ۲/۵۱۴ و ۵۱۵ ۲/۵۱۵ و ۵۱۶ ۲/۵۱۶ و ۵۱۷ ۲/۵۱۷ و ۵۱۸ ۲/۵۱۸ و ۵۱۹ ۲/۵۱۹ و ۵۲۰ ۲/۵۲۰ و ۵۲۱ ۲/۵۲۱ و ۵۲۲ ۲/۵۲۲ و ۵۲۳ ۲/۵۲۳ و ۵۲۴ ۲/۵۲۴ و ۵۲۵ ۲/۵۲۵ و ۵۲۶ ۲/۵۲۶ و ۵۲۷ ۲/۵۲۷ و ۵۲۸ ۲/۵۲۸ و ۵۲۹ ۲/۵۲۹ و ۵۳۰ ۲/۵۳۰ و ۵۳۱ ۲/۵۳۱ و ۵۳۲ ۲/۵۳۲ و ۵۳۳ ۲/۵۳۳ و ۵۳۴ ۲/۵۳۴ و ۵۳۵ ۲/۵۳۵ و ۵۳۶ ۲/۵۳۶ و ۵۳۷ ۲/۵۳۷ و ۵۳۸ ۲/۵۳۸ و ۵۳۹ ۲/۵۳۹ و ۵۴۰ ۲/۵۴۰ و ۵۴۱ ۲/۵۴۱ و ۵۴۲ ۲/۵۴۲ و ۵۴۳ ۲/۵۴۳ و ۵۴۴ ۲/۵۴۴ و ۵۴۵ ۲/۵۴۵ و ۵۴۶ ۲/۵۴۶ و ۵۴۷ ۲/۵۴۷ و ۵۴۸ ۲/۵۴۸ و ۵۴۹ ۲/۵۴۹ و ۵۵۰ ۲/۵۵۰ و ۵۵۱ ۲/۵۵۱ و ۵۵۲ ۲/۵۵۲ و ۵۵۳ ۲/۵۵۳ و ۵۵۴ ۲/۵۵۴ و ۵۵۵ ۲/۵۵۵ و ۵۵۶ ۲/۵۵۶ و ۵۵۷ ۲/۵۵۷ و ۵۵۸ ۲/۵۵۸ و ۵۵۹ ۲/۵۵۹ و ۵۶۰ ۲/۵۶۰ و ۵۶۱ ۲/۵۶۱ و ۵۶۲ ۲/۵۶۲ و ۵۶۳ ۲/۵۶۳ و ۵۶۴ ۲/۵۶۴ و ۵۶۵ ۲/۵۶۵ و ۵۶۶ ۲/۵۶۶ و ۵۶۷ ۲/۵۶۷ و ۵۶۸ ۲/۵۶۸ و ۵۶۹ ۲/۵۶۹ و ۵۷۰ ۲/۵۷۰ و ۵۷۱ ۲/۵۷۱ و ۵۷۲ ۲/۵۷۲ و ۵۷۳ ۲/۵۷۳ و ۵۷۴ ۲/۵۷۴ و ۵۷۵ ۲/۵۷۵ و ۵۷۶ ۲/۵۷۶ و ۵۷۷ ۲/۵۷۷ و ۵۷۸ ۲/۵۷۸ و ۵۷۹ ۲/۵۷۹ و ۵۸۰ ۲/۵۸۰ و ۵۸۱ ۲/۵۸۱ و ۵۸۲ ۲/۵۸۲ و ۵۸۳ ۲/۵۸۳ و ۵۸۴ ۲/۵۸۴ و ۵۸۵ ۲/۵۸۵ و ۵۸۶ ۲/۵۸۶ و ۵۸۷ ۲/۵۸۷ و ۵۸۸ ۲/۵۸۸ و ۵۸۹ ۲/۵۸۹ و ۵۹۰ ۲/۵۹۰ و ۵۹۱ ۲/۵۹۱ و ۵۹۲ ۲/۵۹۲ و ۵۹۳ ۲/۵۹۳ و ۵۹۴ ۲/۵۹۴ و ۵۹۵ ۲/۵۹۵ و ۵۹۶ ۲/۵۹۶ و ۵۹۷ ۲/۵۹۷ و ۵۹۸ ۲/۵۹۸ و ۵۹۹ ۲/۵۹۹ و ۶۰۰ ۲/۶۰۰ و ۶۰۱ ۲/۶۰۱ و ۶۰۲ ۲/۶۰۲ و ۶۰۳ ۲/۶۰۳ و ۶۰۴ ۲/۶۰۴ و ۶۰۵ ۲/۶۰۵ و ۶۰۶ ۲/۶۰۶ و ۶۰۷ ۲/۶۰۷ و ۶۰۸ ۲/۶۰۸ و ۶۰۹ ۲/۶۰۹ و ۶۱۰ ۲/۶۱۰ و ۶۱۱ ۲/۶۱۱ و ۶۱۲ ۲/۶۱۲ و ۶۱۳ ۲/۶۱۳ و ۶۱۴ ۲/۶۱۴ و ۶۱۵ ۲/۶۱۵ و ۶۱۶ ۲/۶۱۶ و ۶۱۷ ۲/۶۱۷ و ۶۱۸ ۲/۶۱۸ و ۶۱۹ ۲/۶۱۹ و ۶۲۰ ۲/۶۲۰ و ۶۲۱ ۲/۶۲۱ و ۶۲۲ ۲/۶۲۲ و ۶۲۳ ۲/۶۲۳ و ۶۲۴ ۲/۶۲۴ و ۶۲۵ ۲/۶۲۵ و ۶۲۶ ۲/۶۲۶ و ۶۲۷ ۲/۶۲۷ و ۶۲۸ ۲/۶۲۸ و ۶۲۹ ۲/۶۲۹ و ۶۳۰ ۲/۶۳۰ و ۶۳۱ ۲/۶۳۱ و ۶۳۲ ۲/۶۳۲ و ۶۳۳ ۲/۶۳۳ و ۶۳۴ ۲/۶۳۴ و ۶۳۵ ۲/۶۳۵ و ۶۳۶ ۲/۶۳۶ و ۶۳۷ ۲/۶۳۷ و ۶۳۸ ۲/۶۳۸ و ۶۳۹ ۲/۶۳۹ و ۶۴۰ ۲/۶۴۰ و ۶۴۱ ۲/۶۴۱ و ۶۴۲ ۲/۶۴۲ و ۶۴۳ ۲/۶۴۳ و ۶۴۴ ۲/۶۴۴ و ۶۴۵ ۲/۶۴۵ و ۶۴۶ ۲/۶۴۶ و ۶۴۷ ۲/۶۴۷ و ۶۴۸ ۲/۶۴۸ و ۶۴۹ ۲/۶۴۹ و ۶۵۰ ۲/۶۵۰ و ۶۵۱ ۲/۶۵۱ و ۶۵۲ ۲/۶۵۲ و ۶۵۳ ۲/۶۵۳ و ۶۵۴ ۲/۶۵۴ و ۶۵۵ ۲/۶۵۵ و ۶۵۶ ۲/۶۵۶ و ۶۵۷ ۲/۶۵۷ و ۶۵۸ ۲/۶۵۸ و ۶۵۹ ۲/۶۵۹ و ۶۶۰ ۲/۶۶۰ و ۶۶۱ ۲/۶۶۱ و ۶۶۲ ۲/۶۶۲ و ۶۶۳ ۲/۶۶۳ و ۶۶۴ ۲/۶۶۴ و ۶۶۵ ۲/۶۶۵ و ۶۶۶ ۲/۶۶۶ و ۶۶۷ ۲/۶۶۷ و ۶۶۸ ۲/۶۶۸ و ۶۶۹ ۲/۶۶۹ و ۶۷۰ ۲/۶۷۰ و ۶۷۱ ۲/۶۷۱ و ۶۷۲ ۲/۶۷۲ و ۶۷۳ ۲/۶۷۳ و ۶۷۴ ۲/۶۷۴ و ۶۷۵ ۲/۶۷۵ و ۶۷۶ ۲/۶۷۶ و ۶۷۷ ۲/۶۷۷ و ۶۷۸ ۲/۶۷۸ و ۶۷۹ ۲/۶۷۹ و ۶۸۰ ۲/۶۸۰ و ۶۸۱ ۲/۶۸۱ و ۶۸۲ ۲/۶۸۲ و ۶۸۳ ۲/۶۸۳ و ۶۸۴ ۲/۶۸۴ و ۶۸۵ ۲/۶۸۵ و ۶۸۶ ۲/۶۸۶ و ۶۸۷ ۲/۶۸۷ و ۶۸۸ ۲/۶۸۸ و ۶۸۹ ۲/۶۸۹ و ۶۹۰ ۲/۶۹۰ و ۶۹۱ ۲/۶۹۱ و ۶۹۲ ۲/۶۹۲ و ۶۹۳ ۲/۶۹۳ و ۶۹۴ ۲/۶۹۴ و ۶۹۵ ۲/۶۹۵ و ۶۹۶ ۲/۶۹۶ و ۶۹۷ ۲/۶۹۷ و ۶۹۸ ۲/۶۹۸ و ۶۹۹ ۲/۶۹۹ و ۷۰۰ ۲/۷۰۰ و ۷۰۱ ۲/۷۰۱ و ۷۰۲ ۲/۷۰۲ و ۷۰۳ ۲/۷۰۳ و ۷۰۴ ۲/۷۰۴ و ۷۰۵ ۲/۷۰۵ و ۷۰۶ ۲/۷۰۶ و ۷۰۷ ۲/۷۰۷ و ۷۰۸ ۲/۷۰۸ و ۷۰۹ ۲/۷۰۹ و ۷۱۰ ۲/۷۱۰ و ۷۱۱ ۲/۷۱۱ و ۷۱۲ ۲/۷۱۲ و ۷۱۳ ۲/۷۱۳ و ۷۱۴ ۲/۷۱۴ و ۷۱۵ ۲/۷۱۵ و ۷۱۶ ۲/۷۱۶ و ۷۱۷ ۲/۷۱۷ و ۷۱۸ ۲/۷۱۸ و ۷۱۹ ۲/۷۱۹ و ۷۲۰ ۲/۷۲۰ و ۷۲۱ ۲/۷۲۱ و ۷۲۲ ۲/۷۲۲ و ۷۲۳ ۲/۷۲۳ و ۷۲۴ ۲/۷۲۴ و ۷۲۵ ۲/۷۲۵ و ۷۲۶ ۲/۷۲۶ و ۷۲۷ ۲/۷۲۷ و ۷۲۸ ۲/۷۲۸ و ۷۲۹ ۲/۷۲۹ و ۷۳۰ ۲/۷۳۰ و ۷۳۱ ۲/۷۳۱ و ۷۳۲ ۲/۷۳۲ و ۷۳۳ ۲/۷۳۳ و ۷۳۴ ۲/۷۳۴ و ۷۳۵ ۲/۷۳۵ و ۷۳۶ ۲/۷۳۶ و ۷۳۷ ۲/۷۳۷ و ۷۳۸ ۲/۷۳۸ و ۷۳۹ ۲/۷۳۹ و ۷۴۰ ۲/۷۴۰ و ۷۴۱ ۲/۷۴۱ و ۷۴۲ ۲/۷۴۲ و ۷۴۳ ۲/۷۴۳ و ۷۴۴ ۲/۷۴۴ و ۷۴۵ ۲/۷۴۵ و ۷۴۶ ۲/۷۴۶ و ۷۴۷ ۲/۷۴۷ و ۷۴۸ ۲/۷۴۸ و ۷۴۹ ۲/۷۴۹ و ۷۵۰ ۲/۷۵۰ و ۷۵۱ ۲/۷۵۱ و ۷۵۲ ۲/۷۵۲ و ۷۵۳ ۲/۷۵۳ و ۷۵۴ ۲/۷۵۴ و ۷۵۵ ۲/۷۵۵ و ۷۵۶ ۲/۷۵۶ و ۷۵۷ ۲/۷۵۷ و ۷۵۸ ۲/۷۵۸ و ۷۵۹ ۲/۷۵۹ و ۷۶۰ ۲/۷۶۰ و ۷۶۱ ۲/۷۶۱ و ۷۶۲ ۲/۷۶۲ و ۷۶۳ ۲/۷۶۳ و ۷۶۴ ۲/۷۶۴ و ۷۶۵ ۲/۷۶۵ و ۷۶۶ ۲/۷۶۶ و ۷۶۷ ۲/۷۶۷ و ۷۶۸ ۲/۷۶۸ و ۷۶۹ ۲/۷۶۹ و ۷۷۰ ۲/۷۷۰ و ۷۷۱ ۲/۷۷۱ و ۷۷۲ ۲/۷۷۲ و ۷۷۳ ۲/۷۷۳ و ۷۷۴ ۲/۷۷۴ و ۷۷۵ ۲/۷۷۵ و ۷۷۶ ۲/۷۷۶ و ۷۷۷ ۲/۷۷۷ و ۷۷۸ ۲/۷۷۸ و ۷۷۹ ۲/۷۷۹ و ۷۸۰ ۲/۷۸۰ و ۷۸۱ ۲/۷۸۱ و ۷۸۲ ۲/۷۸۲ و ۷۸۳ ۲/۷۸۳ و ۷۸۴ ۲/۷۸۴ و ۷۸۵ ۲/۷۸۵ و ۷۸۶ ۲/۷۸۶ و ۷۸۷ ۲/۷۸۷ و ۷۸۸ ۲/۷۸۸ و ۷۸۹ ۲/۷۸۹ و ۷۹۰ ۲/۷۹۰ و ۷۹۱ ۲/۷۹۱ و ۷۹۲ ۲/۷۹۲ و ۷۹۳ ۲/۷۹۳ و ۷۹۴ ۲/۷۹۴ و ۷۹۵ ۲/۷۹۵ و ۷۹۶ ۲/۷۹۶ و ۷۹۷ ۲/۷۹۷ و ۷۹۸ ۲/۷۹۸ و ۷۹۹ ۲/۷۹۹ و ۸۰۰ ۲/۸۰۰ و ۸۰۱ ۲/۸۰۱ و ۸۰۲ ۲/۸۰۲ و ۸۰۳ ۲/۸۰۳ و ۸۰۴ ۲/۸۰۴ و ۸۰۵ ۲/۸۰۵ و ۸۰۶ ۲/۸۰۶ و ۸۰۷ ۲/۸۰۷ و ۸۰۸ ۲/۸۰۸ و ۸۰۹ ۲/۸۰۹ و ۸۱۰ ۲/۸۱۰ و ۸۱۱ ۲/۸۱۱ و ۸۱۲ ۲/۸۱۲ و ۸۱۳ ۲/۸۱۳ و ۸۱۴ ۲/۸۱۴ و ۸۱۵ ۲/۸۱۵ و ۸۱۶ ۲/۸۱۶ و ۸۱۷ ۲/۸۱۷ و ۸۱۸ ۲/۸۱۸ و ۸۱۹ ۲/۸۱۹ و ۸۲۰ ۲/۸۲۰ و ۸۲۱ ۲/۸۲۱ و ۸۲۲ ۲/۸۲۲ و ۸۲۳ ۲/۸۲۳ و ۸۲۴ ۲/۸۲۴ و ۸۲۵ ۲/۸۲۵ و ۸۲۶ ۲/۸۲۶ و ۸۲۷ ۲/۸۲۷ و ۸۲۸ ۲/۸۲۸ و ۸۲۹ ۲/۸۲۹ و ۸۳۰ ۲/۸۳۰ و ۸۳۱ ۲/۸۳۱ و ۸۳۲ ۲/۸۳۲ و ۸۳۳ ۲/۸۳۳ و ۸۳۴ ۲/۸۳۴ و ۸۳۵ ۲/۸۳۵ و ۸۳۶ ۲/۸۳۶ و ۸۳۷ ۲/۸۳۷ و ۸۳۸ ۲/۸۳۸ و ۸۳۹ ۲/۸۳۹ و ۸۴۰ ۲/۸۴۰ و ۸۴۱ ۲/۸۴۱ و ۸۴۲ ۲/۸۴۲ و ۸۴۳ ۲/۸۴۳

حدیث شریف میں ملاحظہ فرمالیں۔

حدیث ۱۲۹ حدثنا یوسف[1] بن عیسیٰ حدثنا وکیع[2] حدثنا اسرائیل[3] عن سماک[4] بن حرب عن جابر[5] بن سمرۃ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متکئا علی وسادۃ قال ابوعیسیٰ لم یذکر وکیع علی یسارہ ھکذا روی غیر واحد عن اسرائیل۔ نحوہ روایۃ وکیع ولا نعلم احدا روی فیہ علی یسارہ الا ماروی اسحق بن منصور عن اسرائیل۔

ترجمہ جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔

تشریح اس باب کی پہلی حدیث جو کہ جابر بن سمرہ ہی سے روایت ہے گذر چکی ہے۔ اس حدیث شریف میں "متکئا علی وسادۃ علی یسارہ" آیا ہے اور اس حدیث شریف میں "علی یسارہ" نہیں ہے۔ حضرت ابو عیسیٰ (صاحب شمائل شریف) فرماتے ہیں کہ وکیع نے "علی یسارہ" ذکر نہیں کیا ہے اور اسی طرح یعنی وکیع کی روایت کی طرح اور بھی بہت سے اصحاب نے اسرائیل سے بھی روایت کیا ہے اور ہم کسی ایک کو نہیں جانتے کہ اس نے اس بارے میں "علی یسارہ" کے ساتھ ذکر کیا ہو مگر وہ روایت جو کہ اسحٰق بن منصور نے اسرائیل سے روایت کی ہے۔

باب ماجاء فی تکاءۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پورا ہوگیا۔

○

اسماء الرجال حدیث ۱۲۹

۱ علی یوسف بن عیسیٰ۔ دیکھیے حدیث ۱۲۱ باب ماجاء فی نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۲ وکیع۔ دیکھیے حدیث ۱۲۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۳ اسرائیل۔ دیکھیے حدیث ۱۲۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۴ سماک بن حرب۔ دیکھیے حدیث ۱۲۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۵ جابر بن سمرہ۔ دیکھیے حدیث ۱۲۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ مَا جَاءَ فِي اتِّكَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

یہ باب حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے صحابہ پر ٹیک لگانے کے بیان میں ہے

(اس باب میں دو احادیث ہیں)

حل لغات اِتِّکَاءَ ۔ سہارا لے کر بیٹھنا، پہلو کا کسی چیز سے سہارا لگانا۔ اہلِ عروض کی اصطلاح میں تشو اور نفول چیز کو الاتکاء کہتے ہیں۔

تشریح اس باب میں حضور رحمۃ العالمین، صاحبِ شفاعتِ کبریٰ، عالم علوم اولین و آخرین، احمد مجتبیٰ حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے صحابی پر سہارا لے کر بیماری کے عالم میں باہر تشریف فرما ہونے کا ذکر ہے۔ اسی لئے صاحبِ شمائل شریف رحمۃ اللہ علیہ نے اسے الگ عنوان کے تحت لکھا ہے۔

حدیث ۱۳۱ حدثنا عبدُ اللّٰہ بن عبد الرحمٰن حدثنا عمرُو بن عاصم حدثنا حمادُ بن سلمۃ عن حُمَيد عن انسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ شَاكِيًا فَخَرَجَ يَتَوَكَّاءُ عَلٰى اُسَامَةَ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ قِطْرِيٌّ قَدْ تَوَشَّحَ بِهٖ فَصَلّٰى بِهِمْ۔

ترجمہ جناب انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار تھے، پس باہر تشریف لائے اس حال میں کہ جناب اسامہ رضی اللہ عنہ پر سہارا لئے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یمنی چادر تھی جس میں آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لپٹے ہوئے تھے، سو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو اسی حالت میں نماز پڑھائی۔

حل لغات شَاكِيًا ۔ علیل۔ بیمار۔ الشكوى كانت من المرض۔

marfat.com

تشریح اس حدیث کی تشریح باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حدیث ۵۸/۶ میں دیکھ لیجئے۔

حدیث ۲/۱۳۱ حدثنا عبد اللہ بن عبد الرحمن حدثنا محمد بن المبارک حدثنا عطاء بن مسلم الخفاف الحلبی حدثنا جعفر بن برقان عن عطاء بن ابی رباح عن الفضل بن عباس قال دَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ مَرَضِہِ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِیْہِ وَعَلٰی رَأْسِہٖ عِصَابَۃٌ صُفْرَاءُ فَسَلَّمْتُ فَتَالَ یَا فَضْلُ قُلْتُ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اشْدُدْ بِھٰذِہِ الْعِصَابَۃَ رَأْسِیْ قَالَ فَفَعَلْتُ ثُمَّ قَعَدَ فَوَضَعَ کَفَّہٗ عَلٰی مَنْکِبِیْ ثُمَّ قَامَ وَدَخَلَ فِی الْمَسْجِدِ وَفِی الْحَدِیْثِ قِصَّۃٌ۔

ترجمہ فضل بن عباس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، جبکہ آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم بیمار تھے اور اسی بیماری کے عالم میں ہی وصال فرمایا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سر اقدس پر زرد پٹی بندھی ہوئی تھی، میں نے سلام عرض کیا۔ پس ارشاد فرمایا اے فضل۔ میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) حاضر ہوں"۔ ارشاد فرمایا "اس پٹی سے میرا سر مضبوط باندھو"۔ راوی کہتا ہے پس میں نے اسی طرح کیا۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بیٹھ گئے اور میرے مونڈھے پر اپنا ہاتھ رکھا، پھر اُٹھے اور مسجد میں تشریف لائے۔ اور حدیث میں مفصل قصہ ہے۔

حل لغات عِصَابَۃٌ۔ پٹی، رومال، مندیل، عمامہ۔
صُفْرَاءُ۔ زرد۔

تشریح ارشاد ہے "سر اقدس پر زرد پٹی بندھی ہوئی تھی" اگرچہ عصابۃ کا ترجمہ عمامہ بھی ہے مگر یہاں پردہ خرقہ مراد ہے جس سے سر کو باندھا جاتا ہے۔ اسی لئے جناب فضل کو اس کے سخت باندھنے کا ارشاد فرمایا تاکہ شدت درد کا اساس کم ہوجائے، علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ جمیعا جمعین نے بیان فرمایا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اس طرح سر اقدس کا باندھنا کمال اور توکل کے منافی نہیں ہے۔ علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:-

---

اسماء الرجال صفحہ ۱۳۴/۲
عبد اللہ بن عبد الرحمن ابو محمد السمرقندی الدارمی صاحب المسند الصحیح، حدیث ۱۳۱ باب ماجاء فی اخلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وشیعہ۔
محمد بن المبارک الصوری ابو عبد اللہ القرشی ہے۔ ثقہ، اتقانی، عابد، ثبت ہے۔
عطاء بن مسلم الخفاف الحلبی ابو مسلم ہے۔ ثقہ من العاشرۃ۔ ایک قلیل من حدیث ان سے تحریر کی جو صحیح ہے۔
جعفر بن برقان الکلابی الجزری ابو عبد اللہ الحرانی ہے۔ ابن معین نے ثقہ کہا، خرج لہ الجماعۃ۔
عطاء بن ابی رباح۔ ثقہ فقیہ فاضل ہے۔ تابعی جلیل ہے۔ علماء اور اولیاء میں سے ہے۔ امام ابو حنیفہ نے سماع کیا ہے۔
صدقہ سے مراد ہر وہ شے ہے جو اللہ کے رسول اور ایک بڑے گروہ مساکین کے لئے دی جائے۔
فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کا شمار بنی ہاشم کے بہادروں میں ہوتا ہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ سواری پر تھے۔ آپ ہی کے بھائی قثم رضی اللہ عنہ ہیں۔

" ویوخذ من ذالك ان شد العصابة على الرأس لابینافی الکمال والتوکل لان فیه اظهار الافتقار والمسکنة "

شارحین فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غالباً کبھی کسی کا سہارا نہیں لیا' سوائے اس بیماری کے عرصہ میں جو کہ ایک خاصی ضرورت تھی. صاحب اتحافات الربانیہ حضرت علامہ احمد عبدالجواد الدومی مصری رقمطراز ہیں :-

" وهنه نعلم ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كان لايتكئ غالبا الا لضرورة "

صاحب شمائل فرماتے ہیں کہ " اور حدیث میں مفصل قعدہ ہے " یہ تمام واقعہ جس کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں وہ باب وفات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجود ہے' انشاء اللہ وہاں بیان کیا جائے گا۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ اِتِّکَاءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پورا ہوگیا.

marfat.com

بَابُ مَاجَاءَ فِي صِفَةِ اَكْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

یہ باب حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھانا تناول فرمانے کے طریقہ کے بیان میں ہے

(اس باب میں پانچ احادیث ہیں)

حل لغات صِفَة۔ تعریف کرنا۔ صفت بیان کرنا۔ اَکَل۔ کھانا۔ اکل عبارت است از ادخال خیر مائع از فم بسوئے معدہ۔

تشریح اس باب میں حضور سرور کون ومکان، امام الانبیاء، سید عالم وعالمیان احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانا تناول فرمانے کا ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح بیٹھ کر اور دائیں ہاتھ کی کن انگلیوں سے کھانا نوش فرماتے۔ نیز پھر کھانا کھا کر انگلیوں کو صاف فرماتے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ پونچھنے سے پہلے انگلیاں چاٹ لیا کرتے تھے اور پھر کسی کپڑے کے ساتھ ہاتھ صاف کر لیا کرتے تھے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

"فَلَا يَمْسَحُ يَدَهٗ حَتّٰى يَلْعَقَهَا اَوْ يُلْعِقَهَا"

"اپنا ہاتھ کھانا کھا چکنے کے بعد نہ پونچھے جب تک اس کو چاٹ نہ لے یا کسی اور کو نہ چٹا دے"

جناب وحید الزمان صاحب لغات الحدیث ج ۵ باب ل ص ۱۶۱ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"اس حدیث سے یہ نتیجہ بھی اخذ کیا جا سکتا ہے کہ کھانے کے بعد تولیہ سے ہاتھ پونچھنا درست ہے۔"

marfat.com

حدیث ۱۳۲

حدثنا محمد بن بشار حدثنا عبد الرحمٰن بن مهدی عن سفیان عن سعد بن ابراهیم عن ابن کعب بن مالك عن ابیه ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم کان یلعق اصابعه ثلثا قال ابو عیسیٰ وروی غیر محمد بن بشار هذا الحدیث قال کان یلعق اصابعه الثلث۔

ترجمہ کعب بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین انگلیاں چاٹ لیا کرتے تھے۔ ابو عیسیٰ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو سوائے محمد بن بشار کے کعب نے اس طریق پر روایت کیا ہے، فرمایا کہ "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی تین انگلیاں چاٹ لیا کرتے تھے"

حل لغات یَلْعَقُ۔ چاٹ لیتے تھے۔ لَعْقٌ۔ چاٹنا انگلی سے یا زبان سے۔

تشریح ارشاد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین انگلیاں چاٹ لیا کرتے تھے "یعنی کھانا تناول فرمانے کے بعد اس طریقہ پر کہ پہلے درمیانی انگلی پھر شہادت کی انگلی پھر انگوٹھا کو چاٹ لیا کرتے تھے۔ جناب شارح تمام مولینا موزی محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

"پس ثلثا فی اصابع است واین معنی مناسب است بروایت بلکہ بحدیث آینده"

یعنی "ثلثا" کی قید انگلیوں کیلئے ہے اور یہ معنی روایت کے لحاظ سے بھی اور آنے والی حدیث شریف کے لحاظ سے بھی مناسب ہے"

بعض علماء نے "ثلثا" کی قید چاٹنے کے لئے بیان کی ہے یعنی "تین مرتبہ انگلیوں کو چاٹا" صاحب جمع الوسائل حضرت علامہ علی قاری رحمہ الباری نے کافی بحث کے بعد تحریر فرمایا ہے کہ "تین مرتبہ مراد نہیں بلکہ تین انگلیاں چاٹنا مراد ہے۔ صاحب اتحافات الربانیہ علامہ عبد الجواد الدہلوی تحریر فرماتے ہیں۔

"ولکن الذی نذهب الیه انه قید للاصابع ای کان یلعق اصابعه الثلث لماجاء فی الروایات الاخری"

اور ہم یہی کہتے ہیں کہ یہ قید انگلیوں کے لئے ہے یعنی تین انگلیاں چاٹے جبکہ دوسری روایات میں آیا ہے"

marfat.com

حضرت محدث جلیل استاذ مکرم حضرت صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب قدس سرہٗ نے بھی یہی معنی ارشاد فرمائے۔

حدیث ۲/۱۳۶ حدثنا الحسن بن علی الخلال حدثنا عفان حدثنا حماد بن سلمۃ عن ثابت عن انس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اکل طعاما لعق اصابعہ الثلث۔

ترجمہ حضرت انس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانا نوش فرمالیتے تو اپنی تین انگلیوں کو چاٹ لیا کرتے تھے۔

تشریح کھانا کھالینے کے بعد ہاتھ پونچھنے یا دھونے سے پہلے درمیانی، شہادت والی انگلی اور انگوٹھہ کو چاٹ کر صاف کر لینا سنت ہے۔ حضور اکرم سرور عالم وعالمیان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہی طریقہ تھا اس لئے کہ سید الکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے تھے حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری فرماتے ہیں کہ پانچ انگلیوں سے کھانا سرلیں قسم کے لوگوں کا کام ہے۔ علامہ البیہوری فرماتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے :-

"الاکل باصبع اکل الشیطان وباصبعین اکل البہائم وبالثلث اکل الانبیاء"

ایک انگلی سے کھانا شیطان کا کھانا ہے، اور دو انگلیوں سے سرکش لوگوں کا اور تین انگلیوں سے کھانا انبیاء کرام کا کھانا ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

"الاکل باصبع واحد مقت وباثنتین تکبر وبالثلثۃ سنۃ وبازید شرہ"

ایک انگلی سے کھانا انتہائی ناپسندیدگی کی بات ہے دو انگلیوں سے کھانا تکبر کرنے والوں کا شیوہ ہے، تین انگلیوں سے کھانا سنت ہے اور ان سے زیادہ کے ساتھ کھانا بہت ہی برا ہے۔"

بعض سلف چمچے کے ساتھ بھی کھانے سے پرہیز کرتے تھے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تین انگلیوں کے ساتھ ہی کھانا ثابت

اسماء الرجال حضرت ۱۳۶/۲
۱۔ الحسن بن علی الخلال الہذیب
صاحب الیتیم خود جرحہ
الجامۃ الاتفاق:
۲۔ عفان۔ دیکھو حدیث ۱۳۶/۱
۳۔ حماد بن سلمۃ
باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حاشیہ ۱
۴۔ ثابت۔ دیکھو حدیث ۱۳۶/۱
باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حاشیہ ۲
۵۔ انس۔ دیکھو حدیث ۱۳۶/۱
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حاشیہ ۳

marfat.com

ہے۔ ایک بار مامون الرشید (خلیفہ عباسی) کے سامنے مجوسیوں کے ساتھ کھانا پیش کیا گیا تو اس وقت کے قاضی القضاۃ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "تمہارے دادا جان حضرت عبداللہ بن عباس کی تفسیر میں اس آیہ کریمہ "ولقد کرمنا بنی آدم" کے تحت میں فرمایا ہے کہ:-

"جعلنا لهم اصابع يأكلون بها" یعنی "ہم نے ان کے لئے انگلیاں بنائیں جن سے وہ کھانا کھاتے ہیں"

تو اس نے ان مجوسیوں کو قبول نہ کیا اور انگلیوں سے کھایا۔ فردها واكل باصابعه (المواہب اللدنیہ از علامہ المیموری)

حدیث ۱۳۴ حدثنا الحسين بن علي بن يزيد الصدائي البغدادي حدثنا يعقوب بن اسحق يعني الحضرمي حدثنا شعبة عن سفين الشوري عن علي بن الاقمر عن ابي جحيفة قال قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم اما انا فلا اكل متكئا حدثنا محمد بن بشار حدثنا عبدالرحمن بن مهدي حدثنا سفين عن علي بن الاقمر نحوه۔

ترجمہ ابی جحیفہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا یقیناً میں جو ہوں سو ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا" نیز علی بن الاقمر سے بھی اسی طرح کی روایت موجود ہے"۔

تشریح اس حدیث شریف کی تشریح حدیث ۱۲۷ باب ماجاء فی اتکاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دیکھئے۔

حدیث ۱۳۵ حدثنا هرون بن اسحق الهمداني حدثنا عبدة بن سليمان عن هشام بن عروة عن ابن الكعب بن مالك عن ابيه قال كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يأكل باصابعه الثلث ويلعقهن۔

ترجمہ کعب بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی تین انگلیوں سے کھانا نوش فرماتے تھے اور ان کو چاٹ لیتے تھے۔

اسماء الرجال عروۃ ص ۳۴۲
وابن الكعب ان فی باب ترجمۃ الراوی
الصدائی بالجیم ہے
صدقہ ہے ۔ خرجہ ابوداؤد
والنسائی ۔ والموطا ص ۲۷۲
ص ۲۷۲ ہے۔
وما یعقوب بن ابی یحیی الکوفی
محترم ہے اور کبھی نہیں سنا
کہ کسی نے اس کو کچھ کہا ہے
کسی کی بسم اللہ کہنے پر
وما شرح ۔ دیکھو حدیث ۱۲۷
ماجاء فی نعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص ۲۷۲
وما سفین الثوری ۔ دیکھو حدیث ۳۲
باب ماجاء فی ختم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص ۲۷۲
وما کان الاکثر ۔ دیکھو حدیث ۳۲
باب ماجاء فی نعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص ۲۷۲
وما ابن عیینہ ۔ دیکھو حدیث ۳۲
باب ماجاء فی نعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص ۲۷۲
وما قولہ ان الکثر ۔ دیکھو حدیث ۳۲ باب ماجاء
فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ص ۲۷۲
وما عبدالرحمن ابن مہدی ۔ دیکھو حدیث ۳۲
باب ماجاء فی عصامۃ النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ص ۲۷۲
وما سفین ۔ دیکھو حدیث ۳۲ باب
ماجاء فی ختم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ص ۲۷۲
وما کان الاکثر ۔ دیکھو حدیث ۳۲
باب ماجاء فی خاتم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ص ۲۷۲

marfat.com

تشریح بعض لوگ انگلیوں کے چاٹنے سے گریز کرتے ہیں حالانکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی اور فعل مبارک واضح ہے، اگر اس فعل کو کوئی شخص اپنے لحاظ سے ناپسند سمجھے تو علماء کو اس میں کلام ہے مگر کوئی شخص اگر حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی ایک فعل کو بھی ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھے تو اندیشۂ کفر لاحق ہو جاتا ہے۔ حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ الباری، جمع الوسائل صفحہ ۱۹۰ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"واعلم ان الکلام فیمن استقذر ذالک من حیث ھو لا مع نسبتہٗ للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والا خشی علیہ الکفر اذ من استقذر شیئی من احوالہ مع علم بنسبتہ الیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفر"

"ابن حجر فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اس فعل کو مکروہ سمجھے اور پھر اس کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ (الہ) وسلم کی طرف کرکے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق دل میں کوئی برا خیال پیدا کرے تو اس کے کفر کا اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی حال کو عمداً برا سمجھے تو یہ کفر ہے"

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کھانا نوش فرمانے کے بعد سرور عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انگلیوں کو چاٹ لیا کرتے تھے۔ مشکوٰۃ شریف کتاب الاطعمہ میں کعب بن مالک سے روایت ہے۔

"قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَاْکُلُ بِثَلٰثَۃِ اَصَابِعَ وَیَلْعَقُ یَدَہٗ قَبْلَ اَنْ یَّمْسَحَھَا"

وہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین انگلیوں کے ساتھ کھاتے تھے اور اپنا ہاتھ پونچھنے سے پہلے چاٹتے تھے"

معلوم ہوا کہ درمیانی شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کو چاٹ کر ہاتھ کسی رومال یا کاسی اور تسمے سے پونچھ لیتے، صاحب "مظاہر حق" تحریر فرماتے ہیں" اور بعض روایات میں بعد لفظ "یمسحھا" کے لفظ "بشیٔ" کا بھی آیا ہے اور یہی زیادہ کیا ہے "شد یعسلحا" یعنی ہاتھ چاٹتے پھر دھوتے اس کو" مشکوٰۃ شریف میں حدیث شریف ہے۔

"عن ابن عباس اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمْ فَلَا یَمْسَحْ یَدَہٗ حَتّٰی یَلْعَقَھَا اَوْ یُلْعِقَھَا" (متفق علیہ)

عبداللہ بن عباس سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس وقت تم میں سے کوئی ایک کھانا کھالے تو اس وقت تک اپنے ہاتھ نہ

اسماء الرجال حاشیہ صفحہ ۱۳۵
۱۔ ہارون بن اسحٰق الہمدانی، ۲۔ کیھو حدیث ۱۴۱۷ باب ماجاء فی عمامۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرح
۱۔ علوۃ بن ایمان ۲۔ کیھو حدیث ۱۴۱۷ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۱۔ عمرو ابن الحکم بن مالک ۲۔ کیھو حدیث ۱۴۱۷ باب ماجاء فی اکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵
۱۔ ابو امیہ ۲۔ کیھو حدیث ۱۴۱۷ باب ماجاء فی اکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرح

marfat.com

پونچھے جب تک انگلیوں کو چاٹ نہ لے یا چٹوا نہ دے۔ (بخاری و مسلم دونوں نے اس حدیث کو روایت کیا ہے)

اس حدیث میں یُلْعِقُهَا کی شرح کرتے ہوئے صاحب "مظاہر حق" تحریر فرماتے ہیں :-

"چٹواوے یعنی کسی اور سے ان لوگوں میں سے کہ گھر نہ آوے۔ ان کو مانند بیوی اور لونڈی اور خادم اور لڑکوں کے، اس لئے کہ ان کو لذت حاصل ہوتی ہے اس سے، اور انہیں کے حکم میں شاگرد ہیں اور وہ لوگ کہ تبرک جانیں اس کو" (ج ۳ ص ۴۴۴)

حدیث ۱۳۶ حدثنا احمد بن منیع حدثنا الفضل بن رکین حدثنا مصعب بن سلیم قال سمعت انس بن مالك یقول اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِتَمْرٍ فَرَأَیْتُہٗ یَاکُلُ وَھُوَ مُفْعٍ مِنَ الْجُوْعِ۔

ترجمہ انس بن مالک فرماتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں کھجوریں پیش کی گئیں تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ وہ تناول فرما رہے ہیں، درانحالیکہ آپ بسبب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوجہ بھوک کے سہارا لئے ہوئے تھے۔

حل لغات مُفْعٍ۔ سہارا لئے ہوئے۔ اقعاء سے ہے جس کے معنی علامہ عبدالجواد الدمی لکھتے ہیں۔ ھوان یستند الانسان الی ما وراءہ من الضعف۔ اکڑوں بیٹھنا، دونوں سرین پر بیٹھنا اور دونوں پنڈلیوں کو کھڑا کرکے کسی چیز کا پیٹھ پیچھے سہارا لینا۔

تشریح گذشتہ احادیث میں ٹیک لگا کر کھانے سے منع کیا گیا تھا، یہاں پر جو ٹیک لگا کر کھانے کا ذکر ہے یہ بھوک کی وجہ سے ضعف کی حالت میں ہے، علامہ البیجوری تحریر فرماتے ہیں :-

"ولیس فی ھذا مایدل علی ان الاستناد من اٰداب الاکل لانہ انما فعلہ لضرورۃ الضعف"

اسماء الرجال

۱ عبدالرحمٰن بن مہدی۔ دیکھو حدیث ۳۴ باب ما جاء فی تخلل بعد الطعام حدیث ۱

۲ الفضل بن رکین۔ بروزن عنبہ، ابونعیم کوفی، ابوزنیم شیبان کے غلام، ۲۱۹ھ میں وفات پائی۔

۳ مصعب بن سلیم الزبیری۔ ابوبکر المدنی من الخامسۃ، خرج لہ المسلم۔

۴ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ہیئتہ

marfat.com

حضرت علامہ مناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ اس حدیث شریف کی شرح فرماتے ہوئے تحریر کرتے ہیں :-

"ففیہ غایۃ التواضع تم ان ماذکرھنا قد یشکل بقولہ علیہ السلام فی المخبر النھی عن الوصال انی لست کاحدکم انی اطعم واسقی وفی روایۃ انی ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی وقد یقال انہ صرف النفس عن تلک التعزیۃ الشریفۃ للتشریح وتسلیۃ للفقراء بما ابتلوا بہ من تعاور الجوع علیھم"

"اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال تواضع اور کسر نفسی ہے۔ پھر اس جگہ جو ذکر شروع ہوا ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کے ساتھ ملتا ہے جو آپ نے وصال مبارک کے روزوں سے اپنے اصحاب کو منع فرمانے کے وقت فرمایا تھا' اور یہ حدیث ہے کہ میں تم میں سے کسی ایک کی طرح بھی نہیں ہوں کیونکہ میں تو کھاتا بھی ہوں اور پیتا بھی ہوں اور اس کی تکمیل دوسری ایک روایت میں ہے کہ میں اپنے خالق کے ہاں راتیں گذارتا ہوں' وہی مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ ایسا اس واسطے کہا گیا ہے کہ اس وقت ایسے فقراء و مساکین جو کہ بھوک میں مبتلا تھے ان کی تسلی اور ان کی غذا کیلئے ایسی پاکیزہ غذاؤں اور خوراک کو اپنے لئے استعمال نہیں کرنا چاہتے تھے' کیونکہ بعض اوقات ان کو کھانے کے لئے کچھ نہیں ملتا تھا اور بھوک کے حملے سے بیتاب ہو جاتے تھے۔"

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَۃِ اَکْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پورا ہو گیا۔

marfat.com

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ خُبْزِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس باب میں رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلے کی روٹی کا بیان ہے

(اس باب میں آٹھ احادیث ہیں)

حل لغات خُبْزٌ۔ روٹی ۔ ھو ما یخبز من بُرٍّ او شَعِیْرٍ وغیرھا ۔

تشریح اس باب میں حضورِ عالم علوم اولین و آخرین، خاتم النبیین احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روٹی کا ذکر ہے، یعنی آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل خانہ کا گذر اوقات انتہائی قناعت اور صبر کے ساتھ تھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میز پر روٹی نہیں تناول فرمائی، اور نہ ہی میدہ کی روٹی نوش فرمائی، کا بیان ہے۔

marfat.com

حدیث ۱۳۷ حدثنا محمد بن المثنی ومحمد بن بشار قالا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبۃ عن ابی اسحٰق قال سمعت عبد الرحمٰن بن یزید یحدث عن الاسود بن یزید عن عائشۃ رضی اللہ عنہا انہا قالت ما شبع آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من خبز الشعیر یومین متتابعین حتی قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل خانہ نے مسلسل (پے در پے) دو دن تک جَو کی روٹی پیٹ بھر کر نہ کھائی یہاں تک کہ سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال فرمایا۔

حل لغات مَا شَبِعَ - وہ (ہم) سیر نہ ہوئے۔ شَبْعٌ - شکم سیر ہونا، پیٹ بھرا ہونا، مجمع البحار میں ہے کہ شِبْعٌ بر کون با وہ کھانا جس سے سیر ہو اور شِبَعٌ "بر فتحتا" مصدر ہے یعنی سیر ہونا۔ مُتَتَابِعَیْن۔ پے در پے، مسلسل یکے بعد دیگرے۔

تشریح اس حدیث شریف میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہل بیت کے دو دن تک جَو کی روٹی نہ کھانے کا ذکر ہے۔ ایک حدیث مبارک میں آتا ہے۔

"مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ طَعَامٍ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ" — جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل (پاک) نے تین دن تک برابر شکم سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا"

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے:۔

مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ خُبْزٍ مَأْدُوْمٍ" — یعنی "جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل (پاک) نے تین دن تک سالن کے ساتھ روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی"

نیز ایک اور حدیث شریف میں ہے:۔

مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ یَوْمَیْنِ اِلَّا وَاَحَدُھُمَا تَمْرٌ" — "جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد (پاک) نے جب بھی دو دن سیر ہو کر کھانا کھایا تو ان

marfat.com

میں سے ایک دن کھجور کھائی۔"

گویا ایک دن کھانا کھایا تو ایک دن فاقہ ہوا۔ جو ذکر سخاوت و بخشش، فقیروں، عاجزوں، مسکینوں اور غریبوں کی پرورش کرنا، ان کو کھانا کھلانا، ان کی حمایت برآری کرنا، سید عالم دعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھرانہ کا خاص وصف تھا اور ہے، لہٰذا ایک دن اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روٹی اور سالن وغیرہ فروخت فرماتے اور دوسرے دن کھجور پر گذارہ کرکے بیوں اور فقیروں کو روٹی کھلا دیتے، نیز اہل بیت بتوت علیہم السلام انتہائی صبر اور قناعت کی زندگی بسر فرماتے جس طرح اللہ جل جلالہ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر قسم کی دنیاوی آلائشوں اور کثافتوں سے پاک وصاف رکھا تھا اسی طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کو بھی ان کثافتوں اور آلائشوں سے پاک وصاف رکھنا مقصود تھا۔ دنیاوی میل و عشرت اور فارغ البالی کو ان مقدس وجودوں نے پسند ہی نہیں فرمایا بلکہ فقر و فاقہ کی زندگی کو ان تمام لذتوں پر ترجیح دے کر پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کو باعث فخر سمجھتے۔

حدیث ۲ ع ۱۳۸ حدثنا عباس بن محمد الدوری حدثنا یحیی بن ابی بکیر حدثنا حریز بن عثمان عن سلیم بن عامر قال سمعت ابا امامۃ الباھلی یقول ما کان یفضل عن اھل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خبز الشعیر۔

ترجمہ ابی امامہ باہلی کہتے ہیں کہ اہل بیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو کی روٹی بھی اتنی کم میسر ہوتی کہ کھانے کے بعد کچھ بھی باقی نہ بچتی تھی۔

حل لغات فضل۔ باقی رہنا، بچنا، زیادہ ہونا۔

تشریح جناب علامہ المہیموری بجوالہ مرقات تحریر فرماتے ہیں:۔

ای کان لا یبقی فی سفرتھم فضلاً عن ما کولھم" یعنی" ان کے دسترخوان پر کھانے سے کچھ بھی نہ بچتا تھا۔"

گویا جب جو کی روٹی میسر ہوتی تو وہ بھی اتنی مقدار میں ہوتی کہ بمشکل اس سے شکم سیری ہوتی، ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

marfat.com

سے روایت ہے " قالت ما رفع عن مائدته کسرة خبز حتی قبض " وہ ارشاد فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان کے اٹھائے جانے سے پہلے ایک ٹکڑا روٹی کا بھی نہ ہوتا یہاں تک کہ آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا وصال ہوگیا۔ ایک حدیث انہی ام المومنین سے مروی ہے :

" انها قالت توفی صلی الله علیه واله وسلم ولیس عندی شیئ یاکله ذوکبد الاشطر شعیر فی رف ای نصف وسق فاکلت حتی طال علی فکلة ففنی "

حدیث ۳۱۳۹ حدثنا عبدُ اللهِ بن معاوية الجمحي حدثنا ثابتُ بن يزيد عن هلالٍ ابن خباب عن عكرمةَ عن ابنِ عباس رضی الله عنه قال كان رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه واله وسلم يَبِيتُ اللَّيَالِيَ الْمُتَتَابِعَةَ طَاوِيًا هُوَ وَاَهْلُهُ لَا يَجِدُوْنَ عَشَاءً وَكَانَ اَكْثَرُ خُبْزِهِمْ خُبْزَ الشَّعِيْرِ ۔

ترجمہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سید دوعالم رسُول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم راتیں پے درپے بھوکے گذارتے، اور آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اہلِ خانہ بھی عشاء کا کھانا نہ پاتے، اور ان کا کھانا اکثر جَو کی روٹی ہوتی۔

حل لغات طَاوِيًا ۔ ای خال البطن جائعًا۔ بھوکا پیٹ رہنا۔ طَوِیَ سے ہے جس کا معنی اہل لغت نے قصداً بھوکا رہنا، برابر دو دو تین تین دن (روز) کچھ نہ کھانا لکھا ہے۔ کہا جاتا ہے طوی فلان: اذا جوع نفسه ۔ عَشَاء ۔ عین کی زبر کے ساتھ ہے وہ کھانا جو کہ شفق کے وقت کھایا جاتا ہے اور کسرہ کے ساتھ بھی ہے جس کے معنی یہ ہیں " مایتعشون به فی اللیل "

تشریح حضرت علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :

وکان صلی الله علیه واله وسلم لشرف نفسه وفخامة منصبه یبالغ فی ستر ذالك عن اصحابه و الاتکلیف یظن انه یبلغهم انه یبیت طاویا هو واهل بیته اللیالی المتتابعة

اسلام کے اقوال ثلاثہ میں سے پہلا قول ہے۔ اس کی نسبت امام مالک بن انس، عبداللہ بن مبارک، عبداللہ بن وہب، ابوجعفر البصری کی طرف ہے۔ یہ قائل ہیں کہ ایمان ہر نیکی کا نام ہے۔ خصلہ ہو یا خصلتیں۔ (عمدۃ القاری ج ۱ ص ۱۲۳) ابوداؤد والنسائی، ابن ماجہ نے اس کی روایت کی ہے۔ ابن حبان نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ الاوّل کے ساتھ مشہور ہے۔ ثقہ اور ثبت ہے۔ ثقہ عثمان بن خباب۔ ثقہ ہلال بن خباب۔ ثقہ کان تصیر الرأس من الطبقة الخامسة حرجله الاربعة ۔ ۴ عکرمہ۔ دیکھو حدیث ۵ ۔ ۵ باب ما جاء فی شبع رسول الله صلی الله علیه وسلم و اهله ۔ ۶ ابن عباس۔ دیکھو حدیث ۵ ۔ ۷ باب ما جاء فی شبع رسول الله صلی الله علیه وسلم و اهله

marfat.com

مع ما علیہ طائفۃ من الغنی بل لو علم فقرأوھم فضلاً علی اغنیاء ھم ذالک لبذ لوا الجھد فی تقدیمہ ھو اھل بیتہ علی انفسھم واستبقوا علی ایثارہ ' وھذا یدل علی فضل الفقر والتجنب عن السؤال مع الجوع" (ص۴۳)

یعنی اللہ اکبر! حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرافت نفس اور عظمت منصب کی وجہ سے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر بھی اس کیفیت کا اظہار ہونے نہیں دیتے تھے اور اسی طرح آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت اطہار علیہم السلام بھی دو دو تین تین دن فاقہ سے گذار دیتے مگر کسی ایک شخص پر بھی اس کا اظہار نہ کرتے' ورنہ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، جو کہ آنحضور پر انوار صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت اطہار علیہم السلام پر تمام مال و دولت نچھاور کرنے والے تھے اس فقر کی کیفیت کو برداشت کر سکتے تھے لیکن اس سے اس بات کی تعلیم دینا مقصود تھا کہ فقراء اغنیاء پر فضیلت رکھتے ہیں' اسی لئے حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اور آنجناب کے اہل بیت اطہار علیہم السلام نے خود نفس پر عمل کر کے فقر کی فضیلت کو ثابت فرمادیا' نیز بھوکے رہنے کے باوجود دست سوال پھیلانے سے منع فرمادیا' یہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صبر واستقامت سے بھرپور اسوۂ حسنہ ہے

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

حدیث ۴/۱۴ حدثنا عبداللہ ابن عبدالرحمن حدثنا عبیداللہ بن عبدالمجید الحنفی حدثنا عبدالرحمن وھو عبداللہ بن دینار حدثنا ابوحازم عن سھل بن سعد

اَنَّہٗ قِیْلَ لَہٗ اَکَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم النَّقِیَّ یَعْنِی الْحُوَّارِیَّ فَقَالَ سَھْلٌ مَا رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم النقی حَتّٰی لَقِیَ اللّٰہَ تَعَالٰی فَقِیْلَ لَہٗ ھَلْ کَانَتْ لَکُمْ مَنَاخِلُ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ مَا کَانَتْ لَنَا مَنَاخِلُ قِیْلَ کَیْفَ کُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ بِالشَّعِیْرِ قَالَ کُنَّا نَنْفُخُہٗ فَیَطِیْرُ مِنْہُ مَا طَارَ ثُمَّ نَعْجِنُہٗ۔

ترجمہ سہل بن سعد سے روایت ہے کہ ان سے کسی نے دریافت کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھنے ہوئے آٹے کی روٹی تناول فرمائی ہے تو سہل نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھنے ہوئے آٹے کو اس وقت تک نہیں

اسماء الرجال وغیرہ ۴ ۔ ۱۲ قولہ النقی بفتح النون وتشدید القاف ھو الدقیق الابیض الذی نخل مرارا وقولہ الحواری بتشدید الیاء الفوقیۃ ھو الدقیق الذی دون النقی ۱۲ منہ

۱ عبداللہ بن عبدالرحمن ابوطاہر الدارمی السمرقندی ثقہ حافظ صاحب سنن ۱۲ تقریب

۲ عبیداللہ بن عبدالمجید ابوبکر الحنفی البصری ثقہ ۱۲ خلاصہ

۳ عبدالرحمن ھو عبداللہ بن دینار العدوی مولاھم ابوعبدالرحمن المدنی ثقہ ۱۲ تقریب

۴ ابوحازم الاشجعی سلمۃ بن دینار المدنی الاعرج ثقہ عابد ۱۲ تقریب

۵ سھل بن سعد بن مالک الانصاری الساعدی ۹۸ھ میں فوت ہوئے ۱۲ تقریب

۶ ابوبردہ بن ابوموسیٰ الاشعری قاضی الکوفہ ۱۰۳ھ میں فوت ہوئے ۱۲ تقریب

۷ ابوبکر بن ابوموسیٰ الاشعری ثقہ ۱۲ تقریب

۸ ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس الاشعری صحابی ۵۰ھ میں فوت ہوئے ۱۲ تقریب

marfat.com

دیکھا جس وقت تک کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرلی تو پھر ان سے پوچھا گیا کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عہد مبارک میں تمہارے پاس چھلنیاں تھیں؟ تو سہل نے کہا کہ ہمارے پاس چھلنیاں نہیں تھیں تو پوچھا گیا کہ تم تو کے آٹے کو کس طرح صاف کرتے تھے تو سہل نے کہا کہ ہم اس کو پھونک مارتے جو تنکے وغیرہ اُڑ جاتے پھر ہم اس آٹے کو گوندھ لیتے

حل لغات اَلنَّثِیْتَی۔ چھنا ہوا آٹا، میدہ، اس کو بخاری بھی کہتے ہیں۔ مَنَاخِلُ۔ چھلنیاں۔ اس کا واحد مُنْخُلٌ ہے۔ نَعْجِنُ۔ ہم گوندھتے تھے۔ عَجِیْنٌ۔ آٹا پانی میں گوندھا ہوا۔ عَجْنٌ۔ گوندھنا (یعنی مٹھی سے زور کر کے دبانا۔

تشریح سہل بن سعد کے اس ارشاد سے کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چھنے ہوئے آٹے کو اس وقت تک نہیں دیکھا جس وقت تک کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرلی" معلوم ہوا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے چھنے ہوئے آٹے کی روٹی تناول نہیں فرمائی بلکہ موٹے آٹے کو ہی پھونکوں سے صاف کر کے روٹی بنا کر نوش فرماتے، ایک دوسری حدیث مبارک میں آیا ہے۔

"مَا رَأَی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اَلنَّقِیَّ مِنْ حِیْنَ اِبْتَعَثَہُ اللہُ حَتّٰی قَبَضَہُ۔"

"حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو جب سے اللہ تعالیٰ نے پیغمبر بنا کر بھیجا وفات تک کبھی میدہ دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا"

وحید الزمان لکھتے ہیں "آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بے چھنے آٹے کی گیہوں یا جَو کی روٹی کھاتے رہے" طبی نقطۂ نگاہ سے بھی ان چھنے آٹے کی روٹی زود ہضم ہوتی ہے اور میدہ کی روٹی معدہ پر ثقل اور گرانی پیدا کرتی ہے۔

حدیث ۵/۱۴۱ حدثنا محمد بن بشار حدثنا معاذ بن ہشام قال حدثنی ابی عن یونس عن قتادۃ عن انس بن مالک قال ما اکل نبی اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم علی خوان ولا فی سکرجۃ ولا خبز لہ مرقق قال فقلت لقتادۃ فعلی ما کانوا یاکلون قال علی ھذہ السفر قال محمد بن بشار یونس ھذا الذی روی عن قتادۃ ھو یونس الاسکاف۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ والہ وسلم نے میز پر کھانا نہیں کھایا اور نہ ہی

اسماء الرجال حدیث ۱۴۱
۱ محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ۱۳۱
۲ باب ما جاء فی اخلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۱۳۱
۳ معاذ بن ہشام۔ دیکھو حدیث ۱۳۱
۴ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۱۳۱
۵ ابی۔ دیکھو حدیث ۱۳۱
۶ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۱۳۱
۷ یونس۔ دیکھو حدیث ۱۳۱
۸ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۱۳۱
۹ قتادہ۔ دیکھو حدیث ۱۳۱
۱۰ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۱۳۱
۱۱ عن انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱۳۱
۱۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۱۳۱

marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے چپاتی پکائی گئی، جناب یونس کہتے ہیں کہ میں نے حضرت قتادہ سے دریافت کیا کہ کس چیز پر کھانا رکھ کر تناول فرماتے تو انہوں نے کہا کہ اسی دسترخوان پر۔

حل لغات خِوَان۔ ھوالشئ المرتفع الذی یاکل علیہ اھل الامصار۔ اہل شہر میز یا چوکی پر جو کہ زمین سے اُونچی ہو کھانا کھاتے ہیں اسے خُوان یا خِوَان کہتے ہیں۔ مُسَکَّبَجَہ۔ انہ صغیر یوضع فیہ الشی القلیل من المشہیات کالسلاطۃ والمخلل وماشابھما (قال ابن العربی) اس چھوٹے برتن کو کہتے ہیں جس میں تیل سرکہ اور اسی قسم کی چیزیں رکھی ہوں، چھوٹی تشتری، چھوٹی پیالی جس میں چٹنی، اچار، مربہ وغیرہ رکھتے ہیں۔ مُرَقَّق ملائی اور پتلی روٹی جس کو مائدہ بھی کہتے ہیں۔ اَسْفَرْ۔ دسترخوان چمڑے کا ہو یا کپڑے کا۔ درحقیقت سُفرۃ مسافر کے کھانے کو کہتے ہیں جسے وہ ایک گول جیسے چمڑے میں لپیٹ رکھتا ہے۔ اب عرف میں سُفرہ مطلق دسترخوان کو کہنے لگے ہیں۔

تشریح انس بن مالک کا ارشاد ہے کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میز پر کھانا نہیں کھایا" شارحین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے لکھا ہے کہ متکبر اور سرکش لوگوں کی یہ عادت ہے کہ میز یا چوکی پر کھانا رکھ کر کھاتے ہیں اس لئے ایسی عادت یا طریقہ سے جس میں تکبر یا سرکشی کی بُو بھی پائی جائے سید المرسلین نے منع فرمایا، صاحب اتحافات الربانیہ علامہ احمد عبدالجواد الدمیاطی اس مقام کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"وجاء النھی عنہ اذا قصد الاکلون تکبرا فان لم یقصد واذالك فلاجناح"

"جس وقت کھانے والے تکبر کا ارادہ کریں تو بالکل اس طرح کھانا منع ہے اور اگر تکبر کا ارادہ نہ ہو تو پھر حرج نہیں"

جمع الوسائل ص۱۹۷ جلد اوّل میں حضرت علامہ مُلّا علی قاری رحمہ الباری نے بھی لکھا ہے کہ "میز پر کھانا کھانا ہمیشہ سے متکبر لوگوں کی عادت رہی ہے" انس بن مالک کا ارشاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی چھوٹی رکابیوں میں کھانا تناول فرمایا تھا۔ علماء فرماتے ہیں کہ کھانے کے گرد جو حاشیہ بچھتی، اچار وغیرہ رکھے جاتے ہیں تاکہ اشتہا بہت ہو اور کھانا زیادہ کھایا جائے اور خواہشات نفسانی کا ذریعہ بنے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو اتنا کھانا تناول فرمایا کہ کچھ بھوک ابھی رہ جاتی اور وجود کو اتنی قوت رہتی کہ عبادت اور تبلیغ میں کمی نہ ہو۔ حضرت علامہ مولانا مولوی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ بعض شارحین فرماتے ہیں:-

"مُسَکَّبَجَہ عبارت است از کاسہ خورد کہ نہادہ شود" "کہ مُسَکَّبَجَہ چھوٹے پیالے سے عبارت ہے"

marfat.com

پر از طعام پیش ہر یکے و دیگرے در و شریک نشود پس آنحضرت (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تنہا در روے طعام نخورده بلکہ با خود دیگرے را شریک میساخت "

جس میں ہر ایک آدمی کے آگے کھانا ڈال کر رکھ دیا جاتا ہے اور دوسرا اس پیالے میں شریک نہیں ہوتا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اکیلا اس میں کھانا نوش نہیں فرمایا بلکہ دوسرے کو اس میں شریک فرماتے"

حضرت محدث کبیر استاذ محترم صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب پشاوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ" ہندو مشرک الگ الگ کولیاں یعنی چھوٹے چھوٹے برتن لے کر بیٹھ جاتے ہیں اور کھاتے ہیں لہذا اس طرح الگ الگ ایک ایک چھوٹے برتن میں کھانے کر کھانا ان کافروں کے ساتھ تشبہ کا باعث ہے لہذا یہ مکروہ تحریمہ ہے اس طریقے سے بچنا چاہیئے" انس بن مالک کا! شاد ہے کہ" ذی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے چپاتی پکائی گئی" آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم بغیر چھنے آٹے کی روٹی تناول فرماتے ، میدہ جس کو مانڈا بھی کہتے ہیں کی بنی روٹی نہیں کھائی بلکہ آٹے کو چھلنی سے یا پتھر پر پیسا جاتا پھونک مار کر صاف کر لیتے جو بڑے بڑے تنکے وغیرہ ہوتے وہ صاف ہو جاتے اور پھر اسے گوندھ کر پکا کر کھاتے۔ وحید الزمان صاحب نے لکھا ہے کہ میدہ قابض ، ثقیل ، دیر ہضم اور مسدد ہے۔ میدہ کھانے والے اکثر قولنج ، بدہضمی اور نفخ کے امراض میں مبتلا ہوتے ہیں ، بواسیر اور قبض کی شکایت اکثر رہتی ہے۔" جناب یونس کہتے ہیں کہ میں نے حضرت قتادہ سے پوچھا کہ کس چیز پر کھانا رکھ کر تناول فرماتے تو انہوں نے کہا کہ اپنے دسترخوان پر" یعنی یہ جو چوڑہ یا پڑا ہے اسے بچھا کر اس پر کھانا رکھتے اور پھر تناول فرماتے اور یہی صحیح طریقہ ہے۔ حضرت رئیس الاولیاء امام حسن بصری کا ارشاد ہے :-

" والاکل علی الخوان فعل الملوك ، وعلی المنديل فعل العجم ، وعلی السفرة فعل العرب وهو سنة "

"میز یا چوکی پر کھانا بادشاہوں کا عمل ہے ، اور رومال پر کھانا عجم کا عمل ہے ' اور دسترخوان پر کھانا عرب کا عمل ہے اور وہی سنت ہے"

marfat.com

حدیث ۱۴۲ حدثنا احمد بن منیع حدثنا عبد بن عباد المهلبی عن مجالد عن الشعبی عن مسروق قال دخلت علی عائشة فدعت لی بطعام وقالت ما اشبع من طعام فاشتاء ان ابکی الا بکیت قال قلت لم قالت اذکر الحال التی فارق علیها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الدنیا واللہ ما شبع من خبز ولا لحم مرتین فی یوم واحد۔

ترجمہ مسروق سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گیا انہوں نے میرے لئے کھانا منگوایا اور فرمایا کہ میں سیر ہو کر کبھی کھانا نہیں کھاتی مگر میرا جی رونے کو چاہتا ہے اور میں روتی ہوں مسروق نے کہا کہ میں نے دریافت کیا کیوں؟ انہوں نے فرمایا میں اس حالت کو یاد کرتی ہوں جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا سے مفارقت اختیار فرمائی مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی دن میں دو مرتبہ بھی روٹی یا گوشت سے شکم سیر نہیں ہوئے۔

حل لغات

بکاء۔ رونا۔ لحم۔ گوشت۔

تشریح حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خادمہ کو فرمایا کہ جناب مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھانا کھلائے۔ اس وقت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی آنکھوں کے سامنے آگئی اور شدت حزن سے آپ کے آنسو جاری ہو گئے اور اس کیفیت کا اظہار بھی جناب مسروق کے آگے بیان کیا۔

حدیث ۱۴۳ حدثنا محمود بن غیلان حدثنا ابوداؤد قال حدثنا شعبة عن ابی اسحاق قال سمعت عبد الرحمن بن یزید یحدث عن الاسود بن یزید عن عائشة قالت ما شبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من خبز الشعیر یومین متتابعین حتی قبض۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جَو کے آٹے کی روٹی سے پے در پے دو دن بھی شکم سیری نہیں فرمائی یہاں تک کہ وصال ہو گیا۔

marfat.com

تشریح اسی باب کی پہلی حدیث مبارک میں حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اہل خانہ علیہم السلام کے اسی طرح زندگی بسر فرمانے کا ذکر تھا۔ اب اس حدیث مبارک میں حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نفس نفیس اپنا ذکر خیر ہے۔ اپنی ذات مبارکہ پر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فقر کو اختیار فرمایا تھا اسی لئے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ یعنی "فقر میرا فخر ہے"

حدیث ۱۴۲ حدثنا عبد اللہ بن عبد الرحمن حدثنا عبد اللہ بن عمرو ابو معمر حدثنا عبد الوارث عن سعید ابن ابی عروبۃ عن قتادۃ عن انس قال ما اکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم علی خوان ولا اکل خبزا مرققا حتی مات۔

ترجمہ جناب انس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول کریم نے کبھی بھی میز پر کھانا تناول نہیں فرمایا اور وصال مبارک تک نرم ہی کبھی چپاتی کی روٹی کھائی۔

تشریح اس حدیث شریف میں یا التصریح فرمایا کہ "حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کبھی بھی میز پر کھانا تناول نہیں فرمایا اور نرم ہی وصال مبارک تک چپاتی کی روٹی کھائی"۔ حدیث ۱۴۲ میں یہ تصریح نہیں تھی۔ حضرت علامہ الامام المحدث الشیخ عبد الرؤف المناوی المصری المتوفی ۱۰۳۱ھ اس حدیث شریف کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:-

"لما دخل العولی ابن الکمال القاھرۃ سئل فی مدۃ اقامتہ بھا عن الفقر مع کونہ سواد الوجہ فی الدارین کیف کان فخر مفخرا للناس فاجاب بان کون الفقر سواد الوجہ جھۃ مدح لاجھۃ ذم فلا ینافی افتخار المصطفٰی بہ ولا کونہ کان شعارہ بل یساعدہ لان المراد من الوجہ ذات الممکن فان اطلاق وجہ

"جس وقت حضرت ابن کمال قاہرہ میں داخل ہوئے تو لوگوں نے اس جگہ اقامت کی۔ مدت کے اندر آپ سے یہ سوال کیا کہ جب فقر کے متعلق یہ حدیث دارد ہے کہ یہ دونوں جہان کی روسیاہی ہے تو مفخر عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم فقر کرنے کی جگہ نے یہ کیوں فرمایا کہ فقر مجھے ہے اور میں اس پر فخر کرتا ہوں۔ تو آپ نے یہ جواب دیا کہ سواد الوجہ کے لفظ حسن کو ظاہر کرتے ہیں نہ کہ قبح کو۔ یعنی قابل تعریف

marfat.com

على الذات تتابع فى كلام العرب يقال كرم الله وجهه اى ذاته ومن الفقر احتياجه فى وجوده وسائر كمالاته المتفرعة عليه الى الغير وكون ذالك الاحتياج سوادوجهه عبارة عن لزومه لذاته فى دارى الدنيا والآخرة بحيث لاينفك عنه كما لاينفك السواد عن محله اصلا فانه من بين الالوان ممتاز بتلك الخصوصية وكذالك شبه الاحتياج به فلولا ذالك الفقر فى ذات الممكن لما كان محتاجا الى ذالك الغير اذحينئذ يلزم كونه ممتنعاً بالذات لا بغلبة الحاجة الى الغير ولولم يكن الممكن محتاجا الى الغير لما قابلا للاستفاضة من الغير يقول الفيض اثر ذالك الفقر ودوام ذالك القبول دوامه فاستبان ان كونه سواد الوجه فى الدارين جهة مدح لازم تمام الفيض انما يزداد بحسب شدة ذالك الفقر وانما زيادة وتمكنه وهو فى سيد الانبياء وسيد الاولياء فى نهاية الكمال بدلالة

ہیں نہ کہ قابلِ بُرائی۔ پس یہ عبارت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فقر پر فخر کرنے کے منافی نہیں ہے۔ اور اس بات کے منافی ہے کہ فقر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شعار تھا (طریق) بلکہ عین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے مطابق ہے کیونکہ اوّلاً وجہ سے مراد ذات ہے کیونکہ وجہ کا معنی ذات لینا کلام عرب کے عین تابع ہے جیسا کہ کرم اللہ وجہہ کہا جاتا ہے اور یہاں وجہہ سے مراد ذات ہے۔ (دوم) فقر کا معنی یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محتاجی اپنے وجود کے لئے اور اپنی اس ذاتِ اقدس کے لئے ہے جس کے تمام کمالات اور اس کی تمہیں مخلوقِ خدا کے لئے فیض رساں ہیں (سوم) اس احتیاج کا منزہ کے لئے (سیاہی) ہونے کا مقصد یہ ہے کہ دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں ان صفاتِ کمالیہ ظاہریہ و باطنیہ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے ساتھ لازم ہونا ثابت ہے اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کا ایک ایسا ضروری تجزو بن گیا ہے کہ اُن کو آپ سے علیحدہ کرنا یا مٹانا ایسا محال ہے جس طرح کہ سیاہی کو اس کے مقام سے مٹانا ہے۔ چہ جائیکہ وہ دُوسرے تمام رنگوں میں اس خصوصیت سے ممتاز ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احتیاج کو اس سے تشبیہ دی اور

marfat.com

انه اكمل الموجودات الممكنة فلهذا كان الفقر شعاره و به افتخاره.

اگر یہ فقر جس کی اور تشریح کر دی گئی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں نہ ہوتا تو ماسوا حضور کے تمام مخلوق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محتاج نہ ہوتی اور پھر معاذ اللہ یہ کہنا پڑتا کہ طبعاً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو کچھ فیض ذاتی نہیں پہنچا سکتے اور بلحاظ ذات ان کی فیض رسانی غیر کو محال ہے۔ اس وجہ سے محال نہیں ہے کہ ماسوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باقی تمام مخلوق کثرت سے اور شدت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محتاج ہیں بلکہ اس وجہ سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم معاذ اللہ ذاتی طور پر کسی فیض رسانی کے مجاز نہیں ہیں۔ اور اگر ایک شخص کسی چیز کے لئے کسی غیر کا محتاج نہ ہو تو کسی سے فیض حاصل کرنے کے ہرگز قابل نہ ہوگا۔ اور نہ قبول کرے گا (جہاں ہم) فیض کیا ہے۔ یہ اسی فقر (احتیاج) جس کی تعریف گذر چکی ہے اور جب تک یہ فیض جاری رہے گا تب تک لوگ اس سے مستفیض ہوتے رہیں گے۔ اور اس کا عکس بھی درست ہے۔ یعنی جب تک اس فیض کی قبولیت کو دوام ہے تب تک اس فیض کو ہمیشگی نصیب ہے۔ پس یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ دونوں جہان کے لئے سوا واجب کے کمالات کا استعمال ایک ایسی صفت ہے جو کہ لازمی ہے۔ پھر ایک بات اور بھی ثابت ہوتی ہے کہ جس قدر یہ فقر (احتیاج) زیادہ اور مستقل ہوگا اسی قدر بحر بیان فیض بھی شدت سے ہوگا اور چونکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام موجودات اور کائنات سے بلحاظ کمالات اہم ہیں اس لئے یہ وصف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس میں نہایت درجہ موجود تھا' پس ایسا فقر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شعار تھا اور اس پر اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فخر تھا۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ خُبْزِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پورا ہو گیا۔

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ صِفَةِ اِدَامِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

یہ باب حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سالن کے بیان میں ہے۔
(اس باب میں تینتیس ۳۳ احادیث ہیں)

حل لغات اِدَام - مایؤتدم بہ ای یوکل بہ الخبز من خل وتمر وزیت ونحوہٗ سالن جس کے روٹی لگا کر کھائیں جیسے سرکہ، تمر، تیل وغیرہ۔ اس کی جمع اُدُمٌ ہے۔

تشریح اس باب میں سید الکائنات فخر رسل صاحب معجزات باہرہ حضرت احمد مجتبیٰ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مختلف چیزوں کے ساتھ روٹی کھانے کا ذکر ہے، نیز حضور پاک، خاتم النبیین، رحمۃ اللعالمین، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کا بیان ہی ہے۔
حضور سرور عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی ایک غذا کا تعین اپنی ذات مبارکہ پر نہیں فرمایا تھا بلکہ جو سالن بھی مثلاً شوربا، گوشت، سرکہ، تیل زیتون، نمک، کھجور وغیرہ موجود پایا نوش فرمایا۔ علامہ ابیجوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

"ولم تکن عادتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حبس نفسہ علیٰ نوع من الاغذیہ فانہ خلاف الطبیعۃ بل کان یاکل ماتیسر من لحم وفاکھۃ وتمر وغیرھا"

marfat.com

حدیث ۱/۱۴۵ حدثنا محمد[1] بن سهل بن عسكر و عبد[2] الله بن عبد الرحمن قالا حدثنا يحيى[3] ابن حسان حدثنا سليمان[4] بن بلال عن هشام[5] بن عروة عن ابيه[6] عن عائشة[7] رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ نِعْمَ الْاِدَامُ اَوِ الْاُدُمُ الْخَلُّ قَالَ عبد الله ابن عبد الرحمن فی حدیثه نِعْمَ الْاُدُمُ اَوِ الْاِدَامُ الْخَلُّ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے یہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "سرکہ ایک عمدہ سالن ہے" عبداللہ بن عبدالرحمٰن اپنی حدیث میں کہتے ہیں کہ ارشاد فرمایا "سرکہ ایک عمدہ سالن ہے"۔

حل لغات اَلْاِدَامُ۔ سالن۔ اس کی جمع اُدُمٌ ہے، اُدُمٌ بھی آتا ہے۔
اَلْخَلُّ۔ سرکہ۔

تشریح سرکہ کے کھانے میں بہت سے فوائد ہیں، اسی لئے توشیقِ اُمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے استعمال کا ارشاد فرمایا۔ ایک حدیث مبارک میں ہے کہ "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں برکت کی دُعا فرمائی" اور یہ فرمایا کہ "پہلے انبیاء علیہم السلام کا بھی یہ سالن رہا ہے۔ ایک دُوسری حدیث شریف میں آیا ہے کہ "جس گھر میں سرکہ ہو وہ محتاج نہیں ہیں" ابن حجر کا قول ہے قامع للصفراء ونافع اللاقلان، قاطع صفراء ہے اور بدن کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ طبی نقطہ نظر سے اس میں بہت فائدے ہیں، غذا کو ہضم کرتا ہے، پیٹ کے کیڑے مارتا ہے، نیز اس کے ساتھ بے تکلف روٹی کھائی جاتی ہے۔

حدیث ۲/۱۴۶ حدثنا قتيبة[1] حدثنا ابو الاحوص[2] عن سماك[3] بن حرب قال سمعت النعمان[4] ابن بشير يَقُوْلُ اَنْتُمْ فِیْ طَعَامٍ وَشَرَابٍ مَا شِئْتُمْ لَقَدْ رَاَيْتُ نَبِيَّكُمْ وَمَا يَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَا يَمْلَاُ بَطْنَهٗ۔

ترجمہ سماک بن حرب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نعمان ابن بشیر کو یہ کہتے سُنا کہ کیا تم تم قسم کے کھانے اور پینے کی چیزوں میں جو تمہیں پسند آتی ہیں مگن ہو گئے ہو حالانکہ میں نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس عالم میں دیکھا ہے کہ وہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خشک خُرما سے بھی شکم سیری نہ فرما سکتے تھے۔

حل لغات اَلدَّقَل۔ کھجور، خرما۔ نہایہ میں ہے۔ الردی من التمرۃ والیابسۃ۔ وہ کھجور جو خشکی اور سختی کی وجہ سے

---

[1] اسماء الرجال حدیث ۱/۱۴۵
[2] علی محمد بن سہل۔ دیکھو حدیث ۱/۱۴۵
[3] باب ماجاء فی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یتقنع فی بیتہ حاشیہ ۱
[4] عبداللہ بن عبدالرحمٰن۔ دیکھو حدیث ۱/۱۴۵
[5] باب ماجاء فی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یتختم فی یمینہ حاشیہ ۳
[6] سلیمان بن بلال۔ دیکھو حدیث ۱/۱۴۵
[7] باب ماجاء فی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یتختم فی یمینہ حاشیہ ۱
[8] یحییٰ بن حسان۔ دیکھو حدیث ۱/۱۴۵
[9] ہشام بن عروہ۔ دیکھو حدیث ۱/۱۴۵
[10] باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
[11] ابیہ۔ دیکھو حدیث ۱/۱۴۵
[12] عائشہ۔ دیکھو حدیث ۱/۱۴۵
[13] باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵
[14] ابو الاحوص۔ دیکھو حدیث ۱/۱۴۵
[15] سماک بن حرب۔ دیکھو حدیث ۱/۱۴۵
[16] نعمان بن بشیر۔ دیکھو حدیث ۱/۱۴۵
[17] باب ماجاء فی الاکل متکئا حاشیہ ۱
[18] قتیبہ۔ دیکھو حدیث ۱/۱۴۵
[19] باب ماجاء فی نفخ الاکل حاشیہ ۱
[20] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ دیکھو حدیث ۱/۱۴۵
[21] باب ماجاء فی نزول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

marfat.com

جدا جدا رہتی ہے چھٹی نہیں رہتی۔

تشریح نعمان بن بشیر نے سماک بن حرب سے جو تابعین سے ہے تخاطب کر کے کہا کہ میں نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ وہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خشک ٹکڑا پر گذر اوقات فرماتے اور وہ شکم سیری کے لئے ناکافی ہوتا یعنی حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر قناعت، زہد، ریاضت اور مجاہدہ کی زندگی اختیار کئے ہوئے تھے اور تمہارا یہ حال ہے کہ تم شہا تم کے لذائذ اور شہوات کھانوں میں مگن ہو گئے ہو، گویا حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو کہ تمام لوگوں کے مقتدا اعظم ہیں کی اقتداء اور پیروی کو چھوڑ کر عیش و تنعم میں پھنس گئے ہو، نہیں چاہیئے کہ اس عیش و تنعم میں اور لذائذ دنیا میں مشغول نہ ہو جاؤ بلکہ حضور پر نور پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ اور ستھری زہد و قناعت، ریاضت، مجاہدہ، صبر و عبادت والی زندگی اختیار کرو، اور وہ اعلیٰ اسوۂ حسنہ کہ باوجود تنگی ہونے کے ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس جلالۃ کی حمد اور شکر میں رطب اللسان رہتے تھے، ہمارے لئے موجود ہے۔ کیا یہ کافی نہیں اب جبکہ ہر قسم کی مسارّی نصیب ہو گئی تو پھر ہم کو اللہ تعالیٰ کا ہر وقت شکر یہ ادا کرنا چاہیئے اور ہر آن و ہر لحظہ اس کی یاد اور اسکی حمد کرنی چاہیئے۔ لذائذ دنیا اور خواہشات نفسانی میں مگن ہو کر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی اور خفگی مول نہیں لینی چاہیئے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی مبارک پر چلنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ نبی رؤف و رحیم۔

حدیث ۱۲۷ حدثنا عُبْدَة بن عبد الله الخزاعي حدثنا معاوية بن هشام عن سفيان عن محارب بن دثار عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم نِعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ۔

ترجمہ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سرکہ ایک عمدہ سالن ہے۔

تشریح اس حدیث شریف کی تشریح اسی باب کی پہلی حدیث شریف کے ضمن میں ملاحظہ فرمائیے۔ علامہ علی القاری رحمۃ اللہ علیہ جمع الوسائل جلد اوّل صفحہ ۲۰۲ پر تحریر فرماتے ہیں:

"رواہ احمد ومسلم والثلاثة ایضاً" یعنی "یہ حدیث شریف احمد، مسلم اور تینوں اماموں

marfat.com

وھو حدیث مشھور کاد ان یکون متواتراً "

نے بیان کی ہے یہ حدیث "مشہور" ہے ہو سکتا ہے کہ متواتر ہو۔"

حدیث ۴ / ۱۴۸ حدثنا ھنّاد۱ وحدثنا وکیع۲ عن سفیان۳ عن ایوب۴ عن ابی قلابۃ عن زھدم الجرمی قال کنّا عند ابی موسیٰ فاتی بلحم دجاج فتنحّی رجل من القوم فقال مالک قال انی رایتھا تاکل شیئاً تقذّرتہ فحلفت ان لا اٰکلھا قال ادن فانی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاکل لحم دجاج۔

ترجمہ زھدم الجرمی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم ابوموسیٰ کے پاس تھے کہ مرغی کا گوشت لایا گیا' ان موجود افراد میں سے ایک شخص کھسک گیا' تو جناب ابوموسیٰ نے فرمایا تجھے کیا ہوا' اس نے کہا کہ میں نے مرغی کو نجاست کھاتے ہوئے دیکھا تھا تو میں نے قسم کھالی کہ اسے نہ کھاؤں گا۔ ابوموسیٰ نے فرمایا قریب آجا۔ میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مرغی کا گوشت نوش فرماتے دیکھا ہے۔

حل لغات لَحْم۔ گوشت' اس کی جمع لحام، لُحُوْم، لُحْمَان، لُحْمَان اور اَلْحُم بھی آتی ہے۔ دَجَاج۔ (دال کی زیر سے بھی ہے مگر زبر سے فصیح ہے' مرغا یا مرغی۔ تَنَحّیٰ۔ پس کھسک گیا' سرک گیا' ہٹ گیا' علیحدہ ہوگیا' ایک طرف ہوگیا۔ تَنْبُذُ۔ نجاسات' قذورات' پلیدی' غلاظت۔ فَحَلَفْتُ۔ پس میں نے قسم کھالی' اس کا مصدر حَلْفٌ۔ حِلْفٌ اور حَلِفٌ آتا ہے۔ اُدْنُ۔ قریب ہوجا۔ نزدیک ہوجا۔ دُنُوّ یا دَنَاوَۃٌ یا دُنَاتٌ مصدر ہیں جس کے معنی نزدیک ہونا ہیں۔

تشریح علامہ المیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس لوگوں کا جمع ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ بزرگوں کے پاس بیٹھنا اور ان کی صحبت اختیار کرنا جائز ہے فرماتے ہیں" وھذا یدل علی مشروعیۃ اجتماع القوم عند صدیقھم" زھدم الجرمی فرماتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری نے اس سے کہا کہ تجھے کیا ہوا یعنی تو کھانا کھانے سے کیوں ہٹ گیا وہ کونسی بات ہے جو کہ تجھے مرغی کا گوشت کھانے سے روکتی ہے' معلوم ہوا کہ صاحب خانہ کو دریافت کرنا چاہیئے کہ حاضرین میں سے کوئی ایک کھانا کیوں نہیں کھاتا۔ علامہ المیجوری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

marfat.com

"وھذا یدل علی انہ ینبغی لصاحب الطعام ان یسئل عن سبب امتناع من حضرہ من الاکل"

اس شخص نے کہا" میں نے مُرغی کو نجاست کھاتے دیکھا تھا تو میں نے قسم کھائی کہ اسے نہ کھاؤں گا۔

کسی شخص کا اس وجہ سے مرغی نہ کھانا کہ وہ حرام ہے غلط ہے، اس لئے کہ حرام کیلئے دلیل قطعی چاہیئے اور اس پر نہیں۔ اور اگر اس نیت سے نہیں کھاتا کہ وہ کوئی غلیظ شئے کھاتی ہے اور یہ اس کے کھانے سے پرہیز کرتا ہے تو الگ بات ہے۔ اسی لئے جناب ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اس کو فرمایا کہ "قریب ہو جایئں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مُرغی کا گوشت کھاتے دیکھا ہے" یعنی اپنی قسم کو توڑ دے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مباح شرعی کی تحریم نہیں کرنی چاہیئے اور مومن کی شان ہے کہ وہ ہر اس چیز کی تابعداری کرتا ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پاتا ہے، حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کے آگے اپنی خواہشات کو ختم کر دے۔ ارشاد گرامی نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

" لا یؤمن احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ "

اور دوسری حدیث شریف ہے کہ :

"اذا حلفت علی یمین فرایت غیرھا خیرا منھا فائت الذی ھو خیر وکفر عن یمینک"

رواہ الشیخان"

حدیث ۱۴۹ حدثنا الفضل بن سہل الاعرج البغدادی حدثنا ابراھیم بن عبد الرحمن ابن مھدی عن ابراھیم بن عمر بن سفینۃ عن ابیہ عن جدہ قال اکلت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لحم حبارٰی۔

ترجمہ سفینہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مُرغاب (حبارٰی) کا گوشت کھایا۔

حل لغات حبارٰی۔ مُرغاب۔ صاحب لغات الحدیث لکھتے ہیں" حبارٰی کو اُردو میں مُرغاب کہتے ہیں" اس کا واحد اور جمع برابر ہے۔ یہ ایک مشہور پرندہ ہے، اس کی گردن لمبی اور رنگ خاکی ہوتا ہے، یہ بہت ہی تیز اُڑتا ہے، اس کا

اسماء الرجال صفحہ ۱۴۹
۱ الفضل بن سہل الاعرج البغدادی ثقہ ہیں۔ ۲ ابراھیم بن عبد الرحمن ابن مھدی ثقہ ہیں۔ ۳ ابراھیم بن عمر بن سفینۃ، کان ثقۃ۔ ۴ عمر بن سفینۃ، خرج لہ البخاری فی الادب والترمذی وابن ماجہ۔ ۵ سفینہ مولیٰ ام سلمہ رضی اللہ عنہا۔

عل ۱ ابراھیم بن عبد الرحمن ابن برزۃ ثقہ کبیر من الطبقۃ الخامسۃ۔ ۲ خرج لہ ابوداؤد۔ قال میمونی وقد تکلم فیہ۔ الاکل مما رمی لہ حدیثا واحدا۔ ۳ ابراھیم غامدی مولیٰ اسامہ مجہول الوقتی کما قال یعقوب الاذنی ۴ ابن ابی لیلیٰ ۵ ابن ابی لیلیٰ ۶ ابوالولید۔ صدوق۔ خرج لہ ابوداؤد۔

۷ ابیہ عمر بن سفینۃ۔ ۸ ابوہ سفینۃ مولیٰ ام سلمہ۔ صحابی رضی اللہ عنہ۔ صحبہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وحدث عنہ۔ ۹ ابوہ سفینۃ مولیٰ ام سلمہ۔ صحابی رضی اللہ عنہ۔ صحبہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وحدث عنہ۔ ۱۰ ابوہ سفینۃ مولیٰ ام سلمہ۔ صحابی رضی اللہ عنہ۔ صحبہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وحدث عنہ۔

گوشت مُرغی اور بطخ کے درمیان ہوتا ہے۔ ہندی میں بگور کہتے ہیں۔

تشریح سفینہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولیٰ کا لقب ہے۔ علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کو اس لئے سفینہ کہتے تھے کہ :۔

"لانه حمل شيئا كثيرا في السفر فاشبه السفينه"

یہ بہت سا سامان اپنے اُوپر لاد لیتے تھے جس طرح کشتی پر سامان لاد دیا جاتا ہے۔

بعض عُلماء فرماتے ہیں کہ جاری ایک چڑیا ہے، حدیث شریف میں ہے :۔

"ان الحبارى لتموت هزلا بذنب بنى آدم"

"حباری دُبلی ہو کر آدمیوں کے گُناہوں کی وجہ سے مرجاتی ہے"

شارحین فرماتے ہیں جاری ایک چڑیا ہے جو بچنے کے لئے بڑی بڑی دُور نکل جاتی ہے۔ انسانوں کے گناہوں کی وجہ سے پانی نہیں برستا تو بیچارے جانور بھی تباہ ہو جاتے ہیں۔

حدیث ۶/۱۵۰ حدثنا علی[1] بن حجر حدثنا اسماعیل[2] بن ابراهیم عن ایوب[3] عن القاسم[4] التمیمی عن زهدم[5] الجرمی قال كنا عند ابی موسیٰ قال فقدم طعامه وقدم فی طعامه لحم دجاج وفی القوم رجل من بنی تیم الله احمر كانه مولیً قال فلم یدن فقال له ابو موسیٰ ادن فانی قد رایت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یاكل منه قال انی رایته یاكل شیئا فقذرته فحلفت ان لا اطعمه ابدا۔

ترجمہ زھدم الجرمی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم ابی موسیٰ اشعری کے پاس تھے، فرماتے ہیں کہ ابوموسیٰ کے سامنے کھانا لایا گیا اور اس کھانے میں مُرغی کا گوشت لایا گیا۔ حاضرین میں بنو تیم اللہ کا سُرخ رنگ کا ایک شخص بھی موجود تھا جو کہ آزاد شدہ غلام معلوم ہوتا تھا، فرماتے ہیں کہ وہ بھی کھسک گیا تو حضرت ابوموسیٰ نے اسے فرمایا قریب ہو جاؤ، یقیناً میں نے رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسے کھاتے دیکھا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ میں نے اسے کچھ کھاتے دیکھا ہے پس میں اس سے کراہت کرتا ہوں، لہٰذا میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ میں اسے کبھی نہ کھاؤں گا۔"

اسماء الرجال ص ۶۵۰

1. علی بن حجر۔ دیکھو حدیث ۱۰ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲
2. اسمٰعیل بن ابراہیم۔ دیکھو حدیث ۱۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲
3. ایوب۔ دیکھو حدیث ۱۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲
4. قاسم التمیمی۔ یہ قاسم کوفی ہیں۔ مشتبہ من کے بیٹے ہیں۔
5. زھدم الجرمی۔ دیکھو حدیث ۱۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

marfat.com

حل لغات فَقَدَّمَ۔ پس لایا گیا۔ فَقَدِّمْتُهُ۔ پس میں اس کو لایا کرتا ہوں۔ قَدِیْمٌ کی جمع قَادُوْمَاتٌ ہے۔ قَدَامَۃٌ یا قَدْمَۃٌ مصدر ہے جس کے معنی پلید ہونا، پلید کرنا، مکروہ جاننا، میلے پن کی وجہ سے گھن کرنا۔

تشریح حدیث ۱۵۰ باب ہذا میں تشریح گذر چکی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔ یہ معلوم ہوا کہ وہ شخص جس نے مرغی کھانے سے یکسوئی اختیار کی تھی وہ بنی تیم اللہ سے تھا۔ وھو من بکر، اور تیم اللہ کا معنی عبداللہ ہے۔

حدیث ۱۵۱ حدثنا محمود بن غیلان حدثنا ابو احمد الزبیری وابو نعیم قالا حدثنا سفیان عن عبداللہ بن عیسیٰ عن رجل من اھل الشام یقال لہ عطاء عن ابی اسید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلوا الزیت وادھنوا بہ فانہ من شجرۃ مبارکۃ۔

ترجمہ ابی اسید سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زیتون کا تیل کھاؤ اور اس سے مالش بھی کرو کیونکہ یہ مبارک درخت کا تیل ہے۔

حل لغات الزَّیْتُ۔ تیل، زیتون کا تیل۔ وَادَّھِنُوْا بِہٖ۔ اور اس کی مالش کرو۔ دَھْنٌ مصدر ہے یعنی تیل ملنا، تر کرنا، چکنا کرنا۔ اگر پیش کے ساتھ ہو جیسے دُھْنٌ تو پھر مطلق تیل کے معنی میں ہوتا ہے۔

تشریح ارشاد فرمایا" زیتون کا تیل کھاؤ" یعنی سالن کے طور پر استعمال کرو" سالن میں استعمال کرو" روٹی کے ساتھ کھاؤ" حضرت عبداللہ بن عمر" کان عبداللہ یاکل بالزیت" روٹی زیتون کے تیل سے کھاتے۔ ارشاد ہے" اس سے مالش بھی کرو" یعنی سر کے بالوں پر لگاؤ اور جس جگہ بدن میں درد ہو تو اس کی مالش کرو۔ صاحب انخافات الربانیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"لان الدھن بہ فی البلاد الحارۃ من اسباب حفظہ الصحۃ واما البلاد الباردۃ فضار"

"گرم ممالک میں اس کی مالش صحت کی محافظت کرتی ہے اور سرد ممالک میں صحت کے لئے نقصان کا باعث ہے"

سردی میں تو سر پر مسلسل تیل لگانا نقصان پہنچاتا ہے۔ یہ امر امر استحبابی ہے۔ ارشاد ہے" کیونکہ یہ مبارک درخت کا تیل ہے" اسلئے کہ یہ مبارک درخت سے نکلتا ہے جس کا نام زیتون ہے۔ شارحین رحمہم اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ اس سے بہت سے فوائد

marfat.com

اور منافع ہیں' اسی لئے تو اسے مُبارک فرمایا۔ علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

"ودعاء لها سبعون نبيا بالبركة منهم ابراهيم ومنهم سيدنا محمد صلى الله عليه واله وسلم فانه قال اللهم بارك في الزيت والزيتون مرتين كذا في التفسير القرطبي"

"اس کیلئے ستر انبیاء کرام نے برکت کی دُعا کی ہے جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضُور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم بھی ہیں اور آنحضُور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے دُعائیہ الفاظ مُبارک یہ ہیں کہ اے میرے اللہ! زیتون کے تیل میں برکت ڈال دے"

ابونعیم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت کرتے ہیں کہ :-

"فانه فيه شفاء من سبعين داء منها الجذام"

"پس بیشک اس زیتون کے تیل میں ستر بیماریوں کیلئے شفا ہے جن میں جذام کی بیماری بھی ہے۔"

علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہٗ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ "زیتون میں بہت منافع ہے' اس کا تیل جلانے کے کام آتا ہے' کھایا جاتا ہے' ملا جاتا ہے' دباغت میں استعمال ہوتا ہے' اینڈھن جلانے کے کام آتا ہے" حتی الرمادفيغسل به الابريسم "یہاں تک کہ اس کی راکھ ریشم دھونے کے کام آتی ہے" حضرت علامہ عبدالرؤف صاحب مناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں :-

"اولانها تنبت بالارض المقدسة التي بورك فيها"

"یا اس لئے اس میں برکت ہے کہ یہ ارضِ مقدسہ میں اُگا ہے"

یعنی شام شریف میں جہاں کم و بیش ستر انبیاء کرام مبعوث ہُوئے۔ ان حضرات کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے وہ زمین ارضِ مقدسہ کہلائی اور اس جگہ کا درخت بھی بابرکت اور مُبارک قرار دیا گیا۔

marfat.com

حدیث ۱۵۲ حدثنا یحیی بن موسی حدثنا عبد الرزاق حدثنا معمر عن زید بن اسلم عن ابیہ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلوا الزیت وادھنوا بہ فانہ من شجرۃ مبارکۃ قال ابو عیسی وکان عبد الرزاق یضطرب فی ھذا الحدیث فربما اسندہ وربما ارسلہ وحدثنا السنجی وھو ابو داود سلیمان بن معبد المروزی السنجی حدثنا عبد الرزاق عن معمر عن زید بن اسلم عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نحوہ ولم یذکر فیہ عن عمر۔

ترجمہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زیتون کھاؤ اور اس کے تیل کی مالش کرو کیونکہ یہ مبارک درخت کا تیل ہے۔

تشریح حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری جمع الوسائل ص۲۰۸ جلد اول میں نقل فرماتے ہیں کہ :-

"رواہ الترمذی عن عمر ورواہ احمد والترمذی والحاکم عن ابی اسید ورواہ ابن الملجہ والحاکم عن ابی ہریرۃ ولفظہ کلوا الزیت وادھنوا بہ فانہ طیب مبارک"

اس حدیث شریف کی تشریح حدیث ۱۵۱ پر اسی باب میں ملاحظہ فرمایئے۔

حدیث ۱۵۳ حدثنا محمد بن بشار حدثنا محمد بن جعفر وعبد الرحمن بن مھدی قالا حدثنا شعبۃ عن قتادۃ عن انس بن مالک قال کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یحب الدباء فانی بطعام اوذعی لہ فجعلت اتتبع الدباء فوضعہ بین یدیہ لما علمت انہ یحبہ۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کدو کو بہت پسند فرماتے تھے، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھانا پیش کیا گیا یا آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدعو کیا گیا، چونکہ میں جانتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کدو کو بہت پسند فرماتے ہیں اس لئے میں نے اس کھانے کے برتن میں سے کدو کے ٹکڑے دیکھ دیکھ کر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے رکھنے شروع کر دیئے۔

حل لغات یحب۔ پسند فرماتے تھے، مرغوب خاطر تھے۔ ایجاب" سے ہے جس کے معنی خوش ہونا، بھلی لگنا، پسند ہونا وغیرہ

marfat.com

ہیں۔ الدُّبَّاء۔ واں کی پیش اور زبر دونوں سے ہے۔ کدو، گھیا، تر۔ یہاں کدو مراد ہے۔ فَجَعَلْتُ اَتَتَبَّعُهٗ۔ سو میں نے اس (برتن) سے کدو کے ٹکڑے خوب ڈھونڈ کر کھائے۔ بَيْنَ يَدَيْهِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے، آگے۔

تشریح انس بن مالک فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کدو بہت پسند فرماتے تھے "حضور سید المرسلین رحمۃ العالمین شافع روز جزا، حامل لواء احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیالے کے کونوں میں سے کدو کے ٹکڑے تلاش فرما کر نوش فرمایا کرتے تھے۔ حدیث شریف میں ہے۔ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَيِ الْقَصْعَةِ۔ چونکہ آنحضور سرور یا نور صلی اللہ علیہ وسلم کو کدو پسند تھا لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر ایک نام یا کوم مرغوب خاطر ہونا ضروری ہے، خاطر عزیز عزیز ہوا کرتی ہے، علماء فرماتے کہ ایک دفعہ حضرت قاضی القضاۃ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ (کو کہ امام ہمام امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید تھے) کے سامنے ایک شخص نے کہا کہ "کدو" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو پسند تھا مگر مجھ کو پسند نہیں"، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "قتل کرنے کا سامان لاؤ تاکہ اسے قتل کر دوں، کیونکہ یہ سُرتہ ہو گیا ہے"

طبی نقطۂ نگاہ سے کدو میں زیادتی عقل اور اعتدالی دماغ کے جوہر ہیں، پیاس بجھاتا ہے، مرگی کے مرض کا علاج ہے، بہت زیادہ بخار ہو جانے تو کدو کے بڑے بڑے ٹکڑے کر کے ہاتھوں اور پاؤں کی تلیوں پر ملنے سے فوراً بخار اُتر جاتا ہے۔ بقول حضرت مولینا مولوی محمد عاقل صاحب شارح شمائل شریف "اس میں ایک ایسی چیز بھی ہے جس کا راز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی جانتے تھے" علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف میں اس بات کی طرف بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ کھانے میں کسی بزرگ کے لئے ایثار کرنا جائز ہے جبکہ کھانے میں معلوم ہو جائے کہ وہ صاحب اس کھانے کی طرف مائل ہیں۔

حدیث ۱۵۲ حدثنا قتيبة بن سعيد حدثنا حفص بن غياث عن اسمٰعيل بن ابي خالد عن حكيم بن جابر عن ابيه قال دخلت على النبي صلى الله عليه وآله وسلم فرأيت عنده دباء يقطع فقلت ما هذا قال نكثر به طعامنا. قال ابو عيسىٰ وجابر هذا هو جابر بن طارق وهو رجل من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا يعرف له الا هذا الحديث الواحد وابو خالد اسمه سعد۔

ترجمہ جابر بن طارق سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں

marfat.com

حاضر ہوا تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کدو دیکھے ہو کر تاش قاش (ٹکڑے ٹکڑے) کئے جا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ اتنے چھوٹے چھوٹے کیوں؟ ارشاد فرمایا ان سے ہم اپنا سالن زیادہ کرتے ہیں۔

حل لغات یُقَطِّعُ۔ قاش قاش کرتے تھے۔ ٹکڑے ٹکڑے کرتے تھے۔ اس کا مصدر تَقْطِیْعٌ ہے جس کا معنی ٹکڑے ٹکڑے کرنا ہے۔ مُکَثِّرٌ۔ ہم زیادہ کرتے ہیں، ہم اضافہ کرتے ہیں۔

تشریح حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں گھر مبارک پر جابر بن طارق حاضر ہوئے۔ شوربا زیادہ رکھنے کا معمول تھا تاکہ ہر وارد و صادر شکم سیر ہو کر جائے اگرچہ خود بنفس نفیس صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل خانہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھوکے شکم ہی رہتے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس کی ترغیب دلائی کہ شوربا زیادہ رکھا کرو تاکہ تمہارا ہمسایہ بھی اس سے منتفع ہو سکے۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

وعلیٰ آلک واصحابک یا نبی اللہ

حدیث ۱۵۱ حدثنا قتیبۃ بن سعید عن مالک بن انس عن اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحۃ انہ سمع انس بن مالک یَقُوْلُ اِنَّ خَیَّاطًا دَعَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِطَعَامٍ صَنَعَہٗ قَالَ اَنَسٌ فَذَھَبْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِلٰی ذٰلِکَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خُبْزًا مِنْ شَعِیْرٍ وَمَرَقًا فِیْہِ دُبَّاءٌ وَقَدِیْدٌ قَالَ اَنَسٌ فَرَاَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ حَوَالَیِ الْقَصْعَۃِ فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ یَوْمَئِذٍ۔

ترجمہ اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے روایت ہے کہ انہوں نے انس بن مالک سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ ایک درزی نے حضور سرور عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی جو کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے تیار کیا گیا تھا۔ جناب انس فرماتے ہیں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں میں بھی اس کھانے میں شریک ہوا، پس اس درزی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جو کی روٹی، شوربا جس میں کدو تھے اور خشک گوشت پیش کیا جناب

اسماء الرجال حدیث ۱۵۱
۱ قتیبہ بن سعید (م ۲۴۰ھ) صاحب ابی داؤد، ترمذی، نسائی رحمۃ اللہ علیہ
۲ مالک بن انس (م ۱۷۹ھ) صاحب مؤطا رحمۃ اللہ علیہ
۳ اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ (م ۱۳۲ھ) صاحب مؤطا رحمۃ اللہ علیہ
۴ انس بن مالک (م ۹۳ھ) صاحب ابی داؤد، ترمذی، نسائی رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

انس فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ کاسہ کے کناروں سے کدو کے ٹکڑے تلاش فرما کر نوش فرما رہے ہیں، اس دن سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مجھے کدو محبوب ہو گیا۔

حل لغات خیاطاً۔ درزی۔ مَرَقاً۔ شوربا۔ قَدِیْدًا۔ خشک گوشت، قاق۔ القَصْعَہ۔ اتنا بڑا پیالہ یا کونڈا جس میں سے دس آدمی پیٹ بھر کر کھانا کھالیں۔ الصفحہ یا الصحفہ، وہ پیالہ یا کونڈا جس میں سے پانچ آدمی پیٹ بھر کر کھانا کھالیں۔ مِکْیَلہ، وہ پیالہ یا کاسہ جس میں سے دو آدمی پیٹ بھر کر کھانا کھالیں۔ صحیفہ، وہ پیالہ یا کاسہ جس میں سے ایک آدمی پیٹ بھر کر کھانا کھالے۔ ان میں سب سے بڑے کو جُفْنہ کہتے ہیں۔

تشریح یہ درزی حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک آزاد کردہ غلام تھا، لقول حضرت مولینا احمد باری المدعو بمصلح الدین انصاری اپنی شرح محمد، اس درزی کا نام شعیب بتاتے ہیں (صفحہ ۲۰) علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ علامہ عسقلانی سے نقل کرتے ہیں کہ:-

"لم اقف علی اسمہ لکن فی روایۃ انہ مولی المصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"	"میں اس کے نام سے واقف نہیں لیکن ایک روایت میں ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔"

جناب انس رضی اللہ عنہ چونکہ خادم تھے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جلو میں گئے۔ اس دعوت میں اس درزی صاحب نے جَو کی روٹی، شوربا جس میں کدو تھے اور خشک گوشت سے تواضع کی۔ چونکہ کدو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرغوب غذا تھی اس لئے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پیالہ یا کونڈے کے تمام جوانب سے کدو کے قتلے تلاش فرما کر نوش فرماتے رہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کتنا پیارا ارشاد ہے کہ "اس دن سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مجھے کدو محبوب ہو گیا"۔ جو چیز حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند ہوتی تھی، صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کو محبت شرعی سمجھ کر پسند کرتے۔ ان کی محبت کی یہی دافع علامت تھی۔ درحقیقت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی کدو سے محبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنّت سے محبت تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت تھی۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "آدمی کے لئے بہت ہی بہتر ہے کہ وہ کدو کو پسند کرے اور اسے شوق سے کھائے اور اسی طرح ہر اس چیز کو پسند کرے جسے حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پسند فرماتے تھے۔"

marfat.com

اس حدیث شریف سے یہ بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ اگر دو سرا آدمی جو کہ اس کھانے میں شریک ہو اور ایک ہی برتن سے کھا رہے ہوں، نیز اس برتن میں دو یا تین چیزوں کے اجزاء کا شوربا ہو مثلاً آلو گوشت، کھیا گوشت وغیرہ وغیرہ، وہ اپنے سامنے کے علاوہ دوسرے کے سامنے سے بھی اپنی پسندیدہ چیز کھا سکتا ہے، بشرطیکہ دوسرے ساتھی کو کوئی اعتراض نہ ہو یا کراہت نہ کرے اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق تو یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، بلکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس طرح فرمانا تو باعث برکت، باعث خیر اور اس سائل کو متبرک کرنے کا ذریعہ ہے۔ حضرت علامہ فاضل اکمل فقیہہ اعظم ملا علی قاری رحمہ الباری، مجمع الوسائل جلد اوّل ص۲۰۰ پر تحریر فرماتے ہیں۔

" ولا یعارضہ نھیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن ذالک لانہ نقذر والا بداء وھو منتف فیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لانھم کانوا یودون ذالک منہ لتبرکھم بآثارہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی نحوہ بصاقہ ومخاطہ بید لکون بھا وجوھھم وقد شرب بعضھم بولا وبعضھم دمہ "۔

حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری تحریر فرماتے ہیں:۔

" وفی الحدیث جواز اکل الشریف طعام من دونہ من محترف وغیرہ واجابۃ دعوتہ ومواکلہ الخادم وبیان ماکان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من التواضع واللطف باصحابہ وتفاھدھم بالمجی الی منازلھم وفیہ الاجابۃ الی الطعام ولوکان قلیلاً ذکرہ العسقلانی " (مجمع الوسائل ص۲۰۰)

حدیث ۱۲ / ۱۵۵ حدثنا احمدُ بن ابراھیم الدورقی وسلمۃ بن شبیب ومحمودُ بن غیلان قالوا حدثنا ابواسامۃ عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ قالتْ کانَ النَّبیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یُحِبُّ الحَلْوَاءَ وَالعَسَلَ۔

ترجمہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حلوا اور شہد بہت پسند فرماتے تھے۔

اسماء الرجال صفحہ نمبر ۱۲
قولوا آمین ۱۵۴
باب حکم الوضوء ۱۵۵
الکل وشرب الرجل فی آنیۃ الزجاج ۱۵۶
باب التسمیۃ عند الوضوء ۱۵۷
باب الوضوء مرۃ مرۃ ۱۵۸
باب الوضوء مرتین مرتین ۱۵۹
باب الوضوء ثلاثا ثلاثا ۱۶۰
باب ما جاء فی الاستنثار ۱۶۱
باب ما جاء فی المضمضۃ والاستنشاق ۱۶۲
باب ما جاء فی تخلیل اللحیۃ ۱۶۳
باب ما جاء فی تخلیل الاصابع ۱۶۴
باب ما جاء فی مسح الاذنین ۱۶۵
باب ما جاء فی مسح الرقبۃ ۱۶۶
باب ما جاء فی تحریم الوضوء ۱۶۷
باب ما جاء فی الوضوء من القبلۃ ۱۶۸
باب ما جاء فی الوضوء من مس الذکر ۱۶۹
باب ما جاء فی الوضوء من الدم ۱۷۰
باب ما جاء فی الوضوء من القیء ۱۷۱
باب ما جاء فی الوضوء من الغیبۃ والکذب ۱۷۲
باب ما جاء فی الوضوء من النوم ۱۷۳
باب ما جاء فی الوضوء من لحوم الابل ۱۷۴
باب ما جاء فی الوضوء من الضحک ۱۷۵
باب ما جاء فی الوضوء من الرعاف ۱۷۶
باب ما جاء فی الوضوء من الحجامۃ ۱۷۷
باب ما جاء فی الوضوء من الحجامۃ ۱۷۸
باب ما جاء فی الوضوء من الحجامۃ ۱۷۹
باب ما جاء فی الوضوء من الحجامۃ ۱۸۰
باب ما جاء فی الوضوء من الحجامۃ ۱۸۱
باب ما جاء فی الوضوء من الحجامۃ ۱۸۲
باب ما جاء فی الوضوء من الحجامۃ ۱۸۳
باب ما جاء فی الوضوء من الحجامۃ ۱۸۴
باب ما جاء فی الوضوء من الحجامۃ ۱۸۵
باب ما جاء فی الوضوء من الحجامۃ ۱۸۶
باب ما جاء فی الوضوء من الحجامۃ ۱۸۷
باب ما جاء فی الوضوء من الحجامۃ ۱۸۸
باب ما جاء فی الوضوء من الحجامۃ ۱۸۹
باب ما جاء فی الوضوء من الحجامۃ ۱۹۰
باب ما جاء فی الوضوء من الحجامۃ ۱۹۱
باب ما جاء فی الوضوء من الحجامۃ ۱۹۲
باب ما جاء فی الوضوء من الحجامۃ ۱۹۳
باب ما جاء فی الوضوء من الحجامۃ ۱۹۴
باب ما جاء فی الوضوء من الحجامۃ ۱۹۵
باب ما جاء فی الوضوء من الحجامۃ ۱۹۶
باب ما جاء فی الوضوء من الحجامۃ ۱۹۷
باب ما جاء فی الوضوء من الحجامۃ ۱۹۸
باب ما جاء فی الوضوء من الحجامۃ ۱۹۹
باب ما جاء فی الوضوء من الحجامۃ ۲۰۰

marfat.com

حل لغات حَلْوَاء ۔ شیریں ، میٹھا ۔ ہر وہ چیز جس میں شیرینی ہو ۔ کل مافیہ حلاوۃ ۔
العَسَل ۔ شہد ۔

تشریح حضور صاحب معراج خاتم النبیین سید المرسلین صاحب شفاعت کبریٰ احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حلوا اور شہد پسند فرماتے تھے یعنی ہر اس چیز کو جس میں شیرینی ہوتی پسند فرماتے ' یہی معنی معتمد علیہ ہیں لہذا شہد کا ذکر تخصیص بعد تعمیم ہے ' جناب مولینا محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

" شیخ رحمۃ اللہ علیہ گفت کہ بصحت نرسیدہ کہ پیغمبر خدا علیہ الصلوۃ والسلام شکر را دیدہ باشد "

یعنی شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ بات پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شکر کو دیکھا ہو "

علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ طبرانی سے نقل فرماتے ہیں :۔

" واول من خبص فی الاسلام عثمان رضی اللہ عنہ خلط بین دقیق وعسل وعصدہ علی النار حتی نضج وبعث بہ الی المصطفٰی فاستطابہ "

" سب سے پہلے ایام اسلام میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حلوا بنوا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا تھا ' یہ حلوا باریک آٹا اور شہد سے تیار کیا گیا تھا ' جسے آگ پر پکایا گیا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پسند فرمایا "

علماء فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں شکر استعمال کرنے کا رواج نہیں تھا اور لوگ میٹھی چیز عموماً شہد یا کھجور سے بناتے تھے ۔ جناب علامہ البیجوری رحمۃ اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔

" ویؤخذ من ھذا الحدیث ان محبۃ الاطعمۃ النفسیۃ لا تنافی الزھد لکن بغیر قصد "

marfat.com

حدیث ۱۳۶ / ۱۵۶ حدثنا الحسن بن محمد الزعفرانی حدثنا حجاج قال قال ابن جریج اخبرنی محمد بن یوسف ان عطاء بن یسار اخبرہ ان سلمۃ اخبرتہ انہا قربت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنبا مشویا فاکل منہ ثم قام الی الصلوۃ وتوضا۔

ترجمہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہلو کا بھنا ہوا گوشت پیش کیا، آپ نے تناول فرمایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں فرمایا۔

حل لغات جنبا۔ پہلو، پہلو کا گوشت۔

مشویا۔ بھنا ہوا، بھونا ہوا، بریان شدہ۔

تشریح ارشاد ہے "پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں فرمایا" علامہ ابیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس میں دلیل ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا" وھو قول الخلفاء الاربعۃ والائمۃ الاربعۃ "اور یہی خلفاء اربعہ اور ائمہ اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ارشاد ہے اور وہ جو ہے کہ آگ کی پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے منسوخ ہے۔"

حدیث ۱۳۷ / ۱۵۷ حدثنا قتیبۃ حدثنا ابن لہیعۃ عن سلیمان بن زیاد عن عبداللہ بن الحارث قال اکلنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شواء فی المسجد۔

ترجمہ عبداللہ بن الحارث سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بھنا ہوا گوشت کھایا۔

حل لغات شواء۔ بھنا ہوا گوشت۔

تشریح اس حدیث شریف سے مسجد میں باہم بیٹھ کر کھانا کھانے کا جواز نکلتا ہے بشرطیکہ اس کھانے سے مسجد ملوث نہ ہو یعنی مسجد کے فرش پر اس کھانے سے کوئی خرابی نہ ہو، حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری تحریر فرماتے ہیں:

"فیہ دلیل الجواز اکل الطعام فی المسجد" مسجد میں اکٹھے یا اکیلے کھانا کھانے کا اس حدیث

اسماء الرجال ۱۳۶ / ۱۵۶

الحسن بن محمد الزعفرانی ہے بکثرت ہے۔ صاحب اتحاف السادۃ المتقین والد الزبیدہ شارح احیاء العلوم۔

حجاج بن محمد المصیصی ہے ثقہ ہے حافظ ہے ابوداؤد نے کہا یتقی الناس عنہ یعنی لکثرۃ خطئہ من تحسین الحدیث حرم الله النار علی من یقول لا الہ الا اللہ ابن جریج فقیہ فریہ ملکی ہے ابن عیینہ نے کہا یہ ہمارے زمانے کی اوری کا رئیس ہے الطبقہ الحادیۃ الاصلام۔

محمد بن یوسف بن عبداللہ بن زبیر قرشی مکی ثقہ ہے۔ الطبقہ الحادیۃ عشرۃ۔

سلمۃ ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ ہیں ان کا نام رملہ تھا ان کا نکاح ابوسلمہ سے ہوا جو ان کے پہلے شوہر تھے ان کے انتقال کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا۔ ۶۲ھ میں انتقال ہوا۔ الطبقہ الاولیٰ۔

عبداللہ بن الحارث ہے ثقہ ہے۔ الطبقہ الثالثۃ۔

marfat.com

جماعة وفرادى ومحله ان لم يحصل مايلقذ المسجد والا فيكره او يحرم"

میں جواز ہے' بشرطیکہ ریزہ وغیرہ سے مسجد خراب نہ ہو اگر ہو تو مکروہ ہے یا حرام"

حدیث ۱۵۷ / ۱۵۸ حدثنا محمود بن غيلان انبانا وكيع حدثنا معمر عن ابي صخرة جامع بن شداد عن المغيرة بن عبد الله عن المغيرة بن شعبة قال ضفت مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ذات ليلة فاتى بجنب مشوي ثم اخذ الشفرة فجعل يحتز لي بها منه فجاء بلال يؤذنه بالصلوٰة فالقى الشفرة فقال مالك ترتبت يداه قال وكان شاربه وفر فقال له اقصصه لك على سواك او قصه على سواك.

ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک رات حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ میری دعوت کی گئی' کھانے میں پہلو کا بھنا ہوا گوشت لایا گیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بڑی چھری لی' اس چھری سے مجھے بھنے ہوئے گوشت کے ٹکڑے کاٹ کاٹ کر مجھے مرحمت فرما رہے تھے۔ راوی کہتا ہے کہ بلال آگیا اور اس نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز کے تیار ہونے سے مطلع کیا' تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھری کو پھینک دیا تھا سے رکھ دی اور فرمایا کیا ہوا اسے! دونوں ہاتھ اس کے خاک آلود ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ اس کی دونوں مونچھیں بڑھ گئی تھیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لاؤ ان کو مسواک پر رکھ کر کتر دوں' یا کتر دوں کو مسواک پر رکھ کر۔

حل لغات ضفت۔ میں مہمان ہوا۔ الشفرة۔ بڑی چھری۔ يحتز۔ وہ کاٹتے تھے، حز سے ہے جس کا معنی کاٹنا یا گوشت کاٹنا ہے۔ شارب۔ مونچھیں۔ قص۔ کترنا۔ وفی۔ بڑھ گئی تھیں۔

تشریح بقول علامہ المیجوری رحمۃ اللہ علیہ یہ ضیافت ضباعہ بنت الزبیر کے گھر پر تھی۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع مہمانوں کے ان کے گھر تشریف لے گئے جن میں مغیرہ بن شعبہ بھی تھے' دعوت میں پہلو کا بھنا ہوا گوشت جو کہ سرور عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت پسند ہوا کرتا تھا پیش کیا گیا۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تالیف قلب اور مروت کے طور پر چھری سے کاٹ کاٹ کر مہمانوں کے سامنے رکھتے جن میں مغیرہ بن شعبہ بھی تھے۔ دریں اثنا جناب بلال رضی اللہ عنہ نے آکر نماز کی تیاری کی اطلاع دی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا چھوڑ دیا اور فرمایا کہ اسے بلال کہ اسے بلال "تو فقیر ہو جائے" تجھے دیکھنا چاہیئے

اسماء الرجال صفحہ ۱۵۲
راموں بن غیلان وکیع شیخ
باب فی حق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم شیخ
وکیع دیکھو صفحہ ۱۵۱ باب
ماجاء فی حق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم شیخ
معمر بن کدام الراوی کتب
الجلیلاں الکوفی ہے۔ لہ الف
حدیث۔ الرقطان نے کہا۔
ماأبت شلہ ۱۲ منہ۔
فوت ہوا۔
تابعی متوفی جامع بن شداد۔
ثقة حجة له السنة۔
له المغيرة بن عبد الله بن ابی
عقیل یکنی ابا الکوفی ہے۔
عقیل یکسر العین الطبقة الرابعة
ثقة له مسلم والجوادود
خرج له مسلم والجوادود
والنسائی۔
له مغيرة بن شعبة۔ دیکھو صفحہ ۱۵۱
باب ماجاء فی باس رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم شیخ

marfat.com

مقاکہ ہم لوگ کھانا کھا رہے ہیں' اس فقرے سے تنبیہ مُراد ہے۔ صاحب لغات الحدیث جلد اوّل کتاب ت ص۹ پر تحریر کرتے ہیں یہ عرب کا ایک محاورہ ہے اس سے بددُعا مقصود نہیں ہے" صاحب انخافات الربانیہ ص۲۱۹ پر لکھتے ہیں :

"وجری علی السنۃ العرب لمجرد اللوم لا للدعوۃ علیہ"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تو جناب بلال رضی اللہ عنہ کی مونچھیں بڑی ہوئی تھیں فرمایا" لاؤ ان کو مسواک پر رکھ کر کترو دوں یا خود مسواک پر رکھ کر کترو دوں" اس حدیث شریف کے اس ٹکڑے سے ثابت ہوا کہ مونچھیں کتروانا سنت ہے۔ علماء کا ایک گروہ یہ فرماتا ہے کہ مونچھوں کا منڈوانا سنت ہے مگر اکثر علماء کی یہ تحقیق ہے کہ کتروانا سنت ہے۔

حدیث ۱۶۱ / ۱۵۹ حدثنا واصل بن عبد الاعلی حدثنا محمد بن فضیل عن ابی حیان التیمی عن ابی زرعۃ عن ابی ھریرۃ قال اُتی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلحمٍ فرُفع الیہ الذراع وکانت تعجبہ فنھش منھا۔

ترجمہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں سیّدِ دوعالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں کہیں سے گوشت آیا' تو اس گوشت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے دست پیش کیا گیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دست کا گوشت پسند تھا' آپ نے اس دست کے گوشت میں سے اپنے دندانِ مُبارک سے کاٹ کر تناول فرمایا۔

حل لغات نَھَسَ۔ اگلے مُبارک دانتوں سے پکڑ کر نوش فرمایا۔ نَھْسٌ۔ اگلے دانتوں سے پکڑنا' نوچنا' مُنہ سے گوشت پکڑ کر کھینچنا' ڈنک مارنا۔

تشریح یعنی حضور پاک' صاحبِ قاب قوسین او ادنیٰ' صاحبِ لواءِ حمد' اور صاحبِ شفاعتِ کبریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اگلے مبارک دانتوں میں دست کا گوشت پکڑا' اور دانتوں سے کاٹ کاٹ کر نوش فرمایا۔ گویا چھری کو استعمال نہیں کیا۔ عُلماء نے لکھا ہے کہ اَولیٰ یہ ہے کہ گوشت دانتوں سے ہی کاٹ کر کھایا جائے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ گوشت کو دانتوں سے کاٹ کر کھایا کرو کہ اس سے ہضم بھی خوب ہوتا ہے اور بدن کو زیادہ موافق پڑتا ہے" گویا دانتوں سے کاٹ کر کھانے کی ترغیب بھی دلائی ہے۔

marfat.com

حدیث ۱۶۷۰ حدثنا محمد بن بشار حدثنا ابو داؤد عن زهير يعني ابن محمد عن ابي اسحٰق عن سعيد بن عياض عن ابن مسعود قال كان النبي صلى الله عليه وآله وسلم يُعْجِبُهُ الذِّرَاعُ قَالَ وَسُمَّ فِي الذِّرَاعِ وَكَانَ يُرَى أَنَّ الْيَهُودَ سَمَّتْهُ.

ترجمہ ابن مسعود سے روایت ہے وہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دست کا گوشت بہت پسند تھا۔ راوی کہتا ہے کہ دست کے گوشت ہی میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زہر دیا گیا تھا اور خیال کیا جاتا ہے کہ یہودیوں نے زہر دیا تھا۔

حل لغات سُمَّ۔ زہر دی گئی۔
سَمّ۔ زہر۔

تشریح علماء فرماتے ہیں کہ فتح خیبر کے موقعہ پر ایک یہودیہ عورت نے دست کے گوشت میں زہر ملا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ ابھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لقمہ تناول فرمایا تھا کہ جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور منع کر دیا کہ نہ کھائیں اس میں زہر ملا ہوا ہے، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دُور سے لقمہ اٹھایا اور نہ ہی پہلے زہر آلود لقمہ کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی اثر ہوا، جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس غیب کی خبر سے مطلع ہوئے تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس یہودیہ عورت کو طلب کر کے دریافت فرمایا، تو اس نے یہ کہتے ہوئے اقرار کیا کہ اگر آپ پیغمبر خدا ہیں تو زہر آپ پر اثر نہیں کرے گا اور اگر نہیں ہیں تو ہلاک ہو جائیں گے اور ہم آرام و چین سے رہیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے حلم و کرم کے صدقہ میں اس یہودیہ کو معاف کر دیا۔ بشر بن براء صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی زہر آلود گوشت کے کھانے سے شہید ہو گئے تھے جس کے بدلہ میں اس یہودیہ عورت کو قتل کیا گیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت علامہ عبدالرؤف صاحب مناوی مصری المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں:۔

وفي الحديث فوائد كثيرة منتهاها اظهره انه من كرامة نبيه حيث كلمه الجماد، ولم يؤثر فيه السم وعلم ما غيبه عنه من الشر وان السم لا يؤثر بذاته وان كان يؤثر بذاته

"اور اس حدیث میں بہت سے فوائد ہیں ان میں سے ایک وہ ہے جو کہ اس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ یہ حضور کا ایک معجزہ تھا کیونکہ جان چیز نے حضور سے کلام کیا اور حضور کو وہ چیز معلوم ہو گئی جو کہ شر سے تعلق رکھتی تھی اور حضور سے غائب بھی تھی اور یہ بھی حضور کو معلوم تھا

لا تضرفيها حالا وان القتل بالسم كالقتل بالسلاح الذي يوجب القود بشرطه المعروف".

کہ زہر میرے اوپر کوئی اثر نہیں کرے گا اور اگر وہ ذاتی طور پر اثر کرجاتا تو اس کا اثر فوراً معلوم ہوجاتا اور زہر پینے سے جو قتل واردہوتا ہے وہ ایک ایسا قتل ہے جو کہ کسی آلہ جارحہ سے ہو اور وہ ایسا قتل ہے جس سے لازمی طور پر قصاص شرعی شرائط کے ساتھ لازمی ہوجاتا ہے۔"

حدیث ۱۶۱ حدثنا محمدؒ بن بشارؒ حدثنا مسلمؒ بن ابراهيم حدثنا ابانؒ بن يزيد عن قتادةؒ عن شهرؒ بن حوشب عن ابی عبيدؓ قال طبخت للنبی صلی الله عليه واله وسلم قدماً وكان يعجبه الذراع فناولته الذراع ثم قال ناولنی الذراع فناولته ثم قال ناولنی الذراع فقلت يا رسول الله وكم للشاة من ذراع فقال والذی نفسی بيده لو سكت لناولتنی الذراع ما دعوت۔

ترجمہ ابی عبید سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے ہانڈی پکائی چونکہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کو دست کا گوشت پسند تھا تو میں نے ان کی خدمت میں ایک دست پیش کردی جو کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تناول فرمائی پھر فرمایا مجھے دست دو، میں نے خدمت مبارک میں پیش کردی اس کو بھی نوش فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا مجھے دست دو، تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ! بکرے کے کتنے دست ہوتے ہیں؟ تو ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے تصرف قدرت میں میری جان ہے۔ اگر تو خاموش رہتا تو جب تک میں مانگتا رہتا تو مجھے دست پر دست ہی دیتا ہی چلا جاتا۔

حل لغات طَبَخْتُ۔ میں نے پکائی۔ طَبْخٌ۔ پکانا، ہونا۔ قِدْرٌ۔ ہانڈی، جمع قُدُوْرٌ ہے۔ فَنَاوَلْتُ۔ پس میں نے پیش کی۔ تُنَاوِلُ۔ لے لینا۔ المُنَاوَلَةُ۔ چیزے فراکے دادن، کسی کو چیز دینا۔ یہ دو مفعولوں کی طرح متعدی ہوتا ہے۔

تشریح ارشاد ہے۔ "اگر تو خاموش رہتا تو جب تک میں مانگتا رہتا تو تجھے دست پر دست دیتا ہی چلا جاتا" اس لئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس ہانڈی سے دست پر دست مہیا فرماتا رہتا، حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری، جمع الوسائل جلد اول ص۲۱۸ پر لکھتے ہیں:۔

"لان الله سبحانه وتعالى كان يخلق فيها" "کیونکہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اس میں سے پیدا کرتا رہتا ہے ایک بعد دیگرے

اسماء الرجال میں ص۱۲۸ ج۱ ابن بشار۔ دیکھو حدیث ۱۴۷ باب صلاۃ فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۲ ص۱۴۷ ج۱ ابان بن یزید العطار۔ دیکھو حدیث ۱۴۷ باب صلاۃ فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۳ ص۱۴۷ ج۱ قتادہ۔ دیکھو حدیث ۱۴۷ باب صلاۃ فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۴ ص۱۴۷ ج۱ شہر بن حوشب۔ دیکھو حدیث ۱۴۷ باب صلاۃ فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۵ ص۱۴۷ ج۱ ابی عبید مصنف ابن ابی زید مولی عبد اللہ بن ازہر۔ ابو عبید کنیت ہے ان کا اسم گرامی معلوم نہیں۔ صحابی رسول ہے۔

Imamat.com

ذراعا بعد ذراع معجزة وكرامة له صلى الله عليه وآله وسلم وتشريف وكرم قيل وانما منع كلامة تلك المعجزة لانه شغل النبي صلى الله عليه وآله وسلم عن التوجه الى ربه بالتوجه اليه اوالى جواب سؤاله فان الغالب ان خارق العادة يكون في حالة الفناء للانبياء والاولياء وعدم الشعور عن السواء حتى في تلك الحالة لا يعرفون انفسهم فكيف في حال غيرهم وهذا معنى الحديث القدسي اوليائي تحت قبائي لا يعرفهم غيري واليه الاشارة فيما ورد من الحديث النبوي لي مع الله وقت لا يسعني فيه ملك مقرب ولا نبي مرسل"

کئی ایک (ذراع کہ یکے بعد دیگرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے کرامت تشریف اور عظمت کو ظاہر کرنا تھا اور یہی کہا گیا ہے کہ اس گفتگو نے اس معجزے کے وقوع کو روک دیا۔ کیونکہ حضور کی توجہ جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف تھی اس گفتگو کی وجہ سے وہاں سے ہٹ گئی اور صحابہ کی طرف منزول ہو گئی یا اس کے سوال کا جواب دینے کی طرف۔ کیونکہ یہ اوقات معجزہ یا کرامت انبیاء اور اولیاء کے حالت فنا میں وارد ہوتے ہیں اور ان کو اس وقت ماسوا اللہ کا شعور نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ وہ ایسی کیفیت میں اپنے آپ کو بھی نہیں پہچانتے۔ تو جب اپنے نفس کے متعلق یہ فراموشی ہو تو دوسروں کے حال کو کس طرح پہچانیں گے اور حدیث قدسی جو کہ ذیل میں وارد ہے اس کا بھی یہی مطلب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اولیاء میری قبا کے نیچے ہیں۔ میرے سوا کوئی ان کو نہیں جان سکتا اور اسی میں اس حدیث نبوی کی طرف بھی اشارہ ہے جس کو حضور نے اس طرح بیان کیا کہ میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک وقت ایسا ہے کہ اس میں وہ قرب ہے کہ اس وقت نہ تو کوئی مقرب فرشتہ پہنچ سکتا ہے اور نبی و پیغمبر"

حضور سرور عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی مبارک کا ایک ایک لمحہ معجزہ تھا" اس قسم کے سیکڑوں معجزات سے سیرت طیبہ مملو ہے۔

حدیث ۱۹/۱۶۲ حدثنا الحسن[1] بن محمد الزعفراني حدثنا يحيى[2] بن عباد عن فليح[3] بن سليمان قال حدثني رجل[4] من بني عباد يقال له عبد الوهاب بن يحيى بن عباد عن عبد[5] الله بن الزبير عن عائشة[6] قالت ما كان الذراع احب اللحم الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ولكنه كان لا يجد اللحم الا غبا وكان يعجل اليها لانها اعجلها نضجا۔

۱۹/۱۶۲ احکام الرجال مرتب کیجیے
۱ حسن بن محمد بن صباح الزعفرانی دیکھیے حدیث ۱۳۵ باب ماجاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۲ یحیی بن عباد فی دفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲ باب ماجاء فی دفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۳ فلیح بن سلیمان بن ابی المغیرہ اسمی المدنی کیا کہتے ہیں کہ نام عبدالملک اور لقب فلیح تھا۔ ابن معین اور ابوحاتم نے کہا کہ لیس بالقوی ۱۲ منہ میں
قرت ہوا۔ خیر آلہ الستۃ۔
۴ عبدالوہاب بن یحیی بن عباد بن عبداللہ بن الزبیر۔ قال الدارقطنی یعتابعہ وابن معین لم یکن بذاک وابن المدینی لیس من طبقۃ ان نی نضعیف کیا ہے ترمذی نے کہ ذکر کیا اس کے ساتھ امام بخاری
حدیث ۲۔
۵ عبداللہ بن الزبیر دیکھیے حدیث ۱۳۵ باب ماجاء فی دفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۶ عائشہ رضی اللہ عنہا دیکھیے حدیث ۱۳۵ باب ماجاء فی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

marfat.com

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دست کا گوشت کچھ لذت کی وجہ سے زیادہ پسند نہ تھا بلکہ گوشت تو اسے گاہے پکتا تھا اور یہ جلدی گل جاتا ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو پسند فرماتے تھے۔

حل لغات نُضْجًا۔ اردو سے پختہ، پکنے کے لحاظ سے۔
نضج۔ پک جانا، ایک برس گذر کر بچہ پیدا ہونا۔

تشریح یعنی کبھی کبھی گوشت ملنے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبع اشرف اس کی طرف مائل ہوتی تھی نیز چونکہ دست کا گوشت، گوشت کے دیگر حصوں سے جلدی گل جاتا ہے، اس لئے آپ اسے پسند فرما کر تناول فرماتے تاکہ کھانے سے جلد از جلد فارغ ہو کر دوسرے اہم امور اور کام سرانجام دیں۔

حدیث ۲۰۶۴ حدثنا محمود بن غیلان حدثنا ابو احمد حدثنا مسعر قال سمعت شیخا من فہم قال سمعت عبد اللہ ابن جعفر یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان اطیب اللحم لحم الظہر۔

ترجمہ عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ ارشاد فرمایا سب سے اچھا گوشت پشت (کمر، پیٹھ) کا گوشت ہوتا ہے۔

حل لغات لحم۔ گوشت۔ الظہر۔ پشت۔ کمر۔ پیٹھ۔

تشریح پشت کا گوشت زود ہضم ہوتا ہے، مضرت رساں نہیں ہوتا نیز اس سے پیٹ میں گرانی پیدا نہیں ہوتی چونکہ ہڈی والا ہوتا ہے اسی لئے لذیذ بھی ہوتا ہے۔ گوشت میں سات چیزیں مکروہ تحریمہ ہیں۔ حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری جمع الوسائل جلد اول ص۱۱۵ پر حدیث شریف نقل کرتے ہیں۔

"وورد انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یکرہ الشاۃ سبعاً المرارۃ والمثانۃ والحیاء ای الفرج

حدیث شریف میں ہے کہ بکری میں سات اجزاء مکروہ تحریمی ہیں (پوڑہ) (مرد مغز) خون۔ پتہ۔ نر و مادہ

marfat.com

والذکر والانثیین والغدۃ والدم" کی شرمگاہ۔ غدود۔ مثانہ۔

حدیث ۲۱ / ۱۶۴ حدثنا سفیان بن وکیع حدثنا زید بن الحباب عن عبد اللہ بن المؤمل عن ابن ابی ملیکۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا انّ النّبیّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ۔

ترجمہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا سرکہ اچھا سالن ہے۔

حل لغات نِعْمَ۔ اچھا، بہت خوب۔ اَلْخَلُّ۔ سرکہ

تشریح اس حدیث شریف کی تشریح اسی باب کی پہلی حدیث کے ضمن میں ملاحظہ فرمایئے۔

حدیث ۲۲ / ۱۶۵ حدثنا ابوکریب حدثنا ابوبکر بن عیاش عن ثابت ابی حمزۃ الثمالی عن الشعبی عن ام ہانی قالت دَخَلَ عَلَیَّ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فَقَالَ اَعِنْدَکِ شَیْءٌ؟ قُلْتُ لَا اِلَّا خُبْزٌ یَابِسٌ وَخَلٌّ فَقَالَ هَاتِیْ مَا اَقْفَرَ بَیْتٌ مِنْ اُدْمٍ فِیْهِ خَلٌّ۔

ترجمہ ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرے گھر تشریف لائے تو فرمایا کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ تو میں نے عرض کیا کہ سوائے خشک روٹی اور سرکہ کے اور کچھ نہیں۔ تو ارشاد فرمایا لے آؤ۔ جس گھر میں سرکہ ہو وہ سالن سے خالی نہیں ہوتا۔

حل لغات یَابِسٌ۔ خشک سوکھی ہوئی۔ اَقْفَرَ۔ قَ پر فتحہ مقدم ہے اس کے معنی ہیں خلاء یعنی خالی جگہ۔ جس وقت کوئی شخص اکیلا روٹی کھائے تو کہا جاتا ہے اَقْفَرَ الرَّجُلُ اور جس وقت گھر خالی ہو تو کہا جاتا ہے اَقْفَرَ الْبَیْتُ۔ (نہایہ)

marfat.com

تشریح اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ جہاں بے تکلفی ہو وہاں سوال کرنے میں کوئی عیب نہیں۔ نیز حضور سرورِ کائنات فخرِ رسل ہادیٔ کُل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے زندگی کا کیا ہی سادہ نمونہ اپنی امت کو عطا فرمایا کہ کھانے پینے میں جو میسر آجائے اسی پر بسر اوقات کر لینی چاہیئے۔ درحقیقت ایک مومن کی زندگی تبلیغ اسلام، جہاد، اعلائے کلمۃ اللہ اور یادِ الٰہی کے لئے ہے نہ کہ خورد و نوش کے لئے۔

خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است ــــ تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

حدیث نمبر ۲۳۱ ع ۱۶۶ حدثنا محمد بن المثنی قالا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ الجملی انی عن ابی موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال فضل عائشۃ علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام۔

ترجمہ ابی موسیٰ اشعری حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عائشہ کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے۔

حل لغات الثرید۔ شوربے میں روٹی توڑ کر جو کھانا تیار کیا جائے اسے ثرید کہتے ہیں، ثرد کا مصدر ہے۔

تشریح ثرید کے متعلق علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے لکھا ہے کہ وہ شوربا جس میں روٹی کو توڑ کر کھانا تیار کیا جاتا ہے اور گاہے گاہے اس میں گوشت بھی پکایا جاتا ہے اور عرب لوگ اس کھانے کو پسند کرتے ہیں۔ صاحبِ اتحافاتِ الربانیہ فرماتے ہیں:۔

"والمراد بالنساء ھنا ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کذا ذھب بعض العلماء"

• یعنی بعض علماء کے ارشاد کے مطابق عورتوں سے مُراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ طہرات ہیں:

نیز فرماتے ہیں کہ اور علماء نے یہ بھی فرمایا ہے کہ :۔

"ان المراد بالنساء ھن المعاصرات لعائشہ لان خدیجۃ افضل من عائشہ"

"عورتوں سے مُراد سیدہ عائشہ صدیقہ کی معاصر عورتیں ہیں اس لئے کہ جنابہ خدیجہ الکبریٰ سیدہ عائشہ سے افضل ہیں"

marfat.com

حضرت مولینا مولوی محمد عاقل صاحب لاہوری فرماتے ہیں کہ شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا :۔

"حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا افضل است از خدیجہ و عائشہ زیرا کہ آنحضرت در حق فاطمہ زہرا فرمود کہ فاطمۃ بضعۃ منی یعنی فاطمہ گوشت پارہ ایست از من پس ربیع احمد برابر نشود بعضہ آنسرور را"

"حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جناب خدیجہ اور سیدہ عائشہ سے افضل ہیں اس لئے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے لہٰذا حضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود اطہر و مقدس کے ساتھ کوئی بھی برابر نہیں ہو سکتا۔"

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ

حدیث ۲۴ / ۱۶۷ حدثنا علی بن حجر حدثنا اسماعیل بن جعفر حدثنا عبد اللہ بن عبد الرحمن بن معمر الانصاری ابو طوالۃ انہ سمع انس بن مالک یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فضل عائشۃ علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام۔

ترجمہ انس بن مالک فرماتے ہیں کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (ام المومنین) عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے۔

تشریح اس حدیث شریف کی شرح حدیث ۲۳۴۶ اسی باب میں ملاحظہ فرمائیے۔

حدیث ۲۵ / ۱۶۸ حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا عبد العزیز بن محمد عن سہیل بن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ہریرۃ انہ رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم توضأ من ثور فطر ثم راعہ اکل وما کتف شاۃ ثم صلی ولم یتوضأ

ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے پنیر کا ٹکڑا نوش فرمایا وضو کیا پھر دیکھا کہ کرے کے ران گوشت تناول فرمایا نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

---

marfat.com

حل لغات سَوِیْقٌ: ستّو، اس کی جمع اَسْوِقَۃٌ، سَوَیْقٌ اور سُوْیَقَانٌ آتی ہے۔ اَقِطٌ: پنیر، جما ہوا دُودھ، جو پک کر سوکھ کر پتہ کی طرح ہو جائے یعنی قروت یا پنیر۔ دھو بن جامد ابیض۔

تشریح یعنی حضور رسولِ مقبول، سرورِ دو عالم، فخرِ رسل، احمدِ مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پنیر یا قروت کا ایک ٹکڑا کھانے کے بعد وضو فرمایا" بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس وضو سے مُراد کلی کرنا اور دونوں ہاتھ دھونا ہے اور اسی طرح روٹی کھانے سے پہلے دونوں ہاتھ دھونا مندوب ہے۔ اگر ہاتھ صاف ہوں تو ان کے نہ دھونے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر مسلمانوں کی ایک جماعت اکٹھی روٹی کھائے تو پھر باوجود ہاتھ صاف و پاک ہونے کے دھونے سُنّت ہیں تاکہ دُوسرے لوگوں کی طبیعت پر گراں نہ گذرے۔ ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ" پھر میں نے دیکھا کہ بکرے کے دست کا گوشت تناول فرمایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا" اس (حدیث شریف کے) فقرہ سے معلوم ہوا کہ دُوسری بار وضو نہیں فرمایا" دونوں فقروں میں محدثین کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے یوں توفیق فرمائی کہ جمہور صحابہ اور جمہور مجتہدین کا مذہب عدم وجوب وضو پر ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جس سے انہوں نے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچائی ہے کہ حضور کا آخری عمل مبارک اسی پر تھا کہ آگ پر پکائی ہوئی یا گرم کی ہوئی، چیز نوش فرمائی اور وضو نہیں کیا" اس لئے علماء کرام نے وضو کرنے والی حدیث کو منسوخ قرار دیا ہے۔ یہ بات خاص غور پر ذہن نشین رکھنی چاہیئے کہ یہ توفیق اسی صورت میں ہوگی جبکہ وضو کے معنی شرعی وضو کے ہوں اور اگر لغوی معنی ہوں یعنی ہاتھ اور دہن کو دھونا تو پھر توفیق کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔ استاذ گرامی حضرت صدر الافاضل صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی تقریر کا خلاصہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حدیث ۲۶/۱۶۹ حدثنا ابن ابی عمر حدثنا سفیان بن عیینہ عن وائل بن داؤد عن ابنہ وھو بکر بن وائل عن الزھری عن انس بن مالک قال اولم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی صفیۃ بتمر وسویق۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے" وہ فرماتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (حضرت) صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ولیمہ تازہ کھجور اور ستو سے کیا۔

حل لغات اَوْلَمَ۔ ولیمہ کی دعوت کی۔ اِیْلَامٌ" مصدر ہے یعنی ولیمہ کرنا۔ تَمْرٌ" تازہ کھجور۔ سَوِیْقٌ۔ ستو۔

marfat.com

تشریح نکاح کے وقت یا نکاح کرنے کے بعد کھانا پکا کر کھلانا بشرطیکہ وہ ولیمہ کی طرف منسوب ہو سنتِ مؤکدہ ہے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے خلوتِ صحیحہ کے بعد ولیمہ کرنا افضل ہے۔ اور ولیمہ کی دعوت کو شرائط مقررہ کے ساتھ قبول کرنا بھی سنت ہے۔ مولینا مولوی محمد عاقل صاحب تحریر کرتے ہیں:۔

"شیخ ابن حجر گفتہ کہ احتمال است کہ بعد از طول زمان نیز ادا کردہ شود، بنا بر ہمیں در حقیقت گفتہ اند کہ تا بلوغ مطالبہ از پدر او جائز است بلکہ بعد بلوغ خود او را کند، اگر پدر ش مُردہ باشد"

یعنی "شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ مدت گذر جانے کے بعد بھی ولیمہ ادا کیا جا سکتا ہے جیسا کہ عقیقہ کے متعلق ہے کہ بالغ ہونے تک تو والد کرے اور بلوغ کے بعد خود کرے اگرچہ والد فوت ہو چکا ہو۔"

حضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ولیمہ کیا حدیث شریف میں ہے:۔

"ما اولم علیٰ احد من نسائہ ما اولم علیٰ زینب"

یعنی "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ جیسا (جتنا بڑا) کیا اتنا کسی بیوی کا نہیں کیا۔"

ولیمہ اپنی حیثیت پر منحصر ہے۔ اگر گوشت نہ ہو کے تو عام کھانے پر بھی ہو سکتا ہے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھجور اور ستو پر کیا ایک بیوی کا حیس پر کیا۔ ایک اور بیوی کا دو مُد جَو پر وغیرہ وغیرہ۔ نیز یہ بات خوب سمجھ لینی چاہیئے کہ ولیمہ کی دعوت میں غریب اور امیر پر طبقہ کے افراد کو دعوت دینی ضروری ہے ایسا نہ ہو سرمایہ داروں، حکمرانوں، مالداروں اور ذی وجاہت افراد کو تو دعوت دی جائے اور غریب مفلس، مفلوک الحال اور نادار متعلقین افراد کو بھلا دیا جائے۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"شر الطعام طعام الولیمۃ یدعیٰ لہ الاغنیاء ویترک لھا الفقراء"

یعنی "سب کھانوں میں برا ولیمہ کا وہ کھانا ہے جس میں مالدار لوگ بلائے جائیں اور غریب لوگ چھوڑ دیئے جائیں۔"

بعض لوگوں نے کہا کہ ولیمہ ہی نہیں کرنا چاہیئے حالانکہ ولیمہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں:۔

"وھی سنۃ مؤکدۃ والافضل فعلھا بعد الدخول اقتداء بہ صلی اللہ علیہ وسلم"

"یہ سنت مؤکدہ ہے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کرتے ہوئے خلوت صحیحہ کے بعد کرنا افضل ہے۔"

۱ کہ ایک قسم کا کھانا ہے جو گوشت کبھی اور ستو سے تیار کیا جاتا ہے۔

۲ یہ ایک پیمانہ ہے جس کی مقدار اہل عراق کے نزدیک اور ہے اور اہل حجاز کے نزدیک اور ہے۔

marfat.com

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے تھیں۔ یہ ۷ھ محرم میں جنگ خیبر کے موقعہ پر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبضہ میں آئیں۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں آزاد کیا اور پھر نکاح کیا' اور ولیمہ کیا۔ ایک موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا۔

"جدك نبی وعمك نبی وزوجك نبی" تیرا دادا نبی تھا' تیرا چچا نبی تھا اور تیرا خاوند بھی نبی ہے۔

حدیث ۲۷ / ۱۷۰ حدثنا الحسین بن محمد البصری حدثنا الفضیل بن سلیمان حدثنی فائد مولی عبید اللہ بن علی عن جدتہ سلمی ان رافع مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال حدثتنی عبیدۃ اللہ بن علی عن جدتہ سلمی ان الحسن بن علی وابن عباس وابن جعفر انوھا فقالوا لھا اصنعی لنا طعاما مما کان یحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ویحسن اکلہ فقالت یا بنی تشتھیہ الیوم قال بلی اصنعیہ لنا قال فقامت فاخذت شیئا من الشعیر فطحنتہ ثم جعلتہ فی قدر وصبت علیہ شیئا من زیت ودقت الفلفل والتوابل فقربتہ الیھم فقالت ھذا مما کان یحب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ویحسن اکلہ۔

ترجمہ ہمنا بہ سلمیٰ سے روایت ہے یہ کہ حسن بن علی' عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن جعفر رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کے ہاں تشریف لائے اور اسے کہا کہ ہمارے لئے وہ کھانا تیار کر جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ہی پسند تھا اور جسے بڑی خوشی سے تناول فرماتے تھے تو اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹو! آج کل تم اس کھانے کی طرف توجہ نہ دو گے۔ امام حسن علیہ السلام نے فرمایا ایسا نہیں ہے تم اسے ضرور تیار کرو۔ راوی نے کہا وہ اٹھیں اور تھوڑا سا جَو کا اٹھا لیا اسے گوندھا پھر اسے ہانڈی میں ڈالا، اس میں تھوڑا سا روغن زیتون ڈالا' اور اس میں سیاہ مرچ اور زیرہ کوٹ کر ڈالا' تیار کر کے ان کے سامنے رکھ دیا اور فرمایا یہ کھانا ہے جس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پسند فرماتے اور شوق سے کھاتے۔

حل لغات اِصنعی۔ تیار کر، پکا۔ طحنت۔ گوندھا۔ صبت۔ ڈالا۔ دقت۔ کوٹا۔ فلفل۔ سیاہ مرچ۔ التوابل۔ زیرہ۔

تشریح حضرت امام حسن' عبداللہ بن عباس' اور عبداللہ بن جعفر رضوان اللہ علیہم اجمعین جناب سلمیٰ رضی اللہ عنہا کی زیارت

marfat.com

اور ملاقات کے لئے آئے، کیونکہ یہ وہ بزرگ شخصیت تھیں جنہیں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خادمہ اور باوجن ہونے کا اعزاز حاصل تھا، اسی مناسبت کی وجہ سے ان حضرات نے کتنا پیارا سوال کیا جس کے ایک ایک لفظ سے عشق و محبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نمایاں نظر آرہا ہے، فرماتے کہ وہ کھانا تیار کردیں جو شفیع المذنبین صاحب لواء الحمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے تیار کیا کرتی تھیں۔

سبحان اللہ! مائی صاحبہ نے کیا جواب دیا، فرمایا اے میرے پیارے بچو! وہ کھانا تو تنگی اور عسرت کے وقت کا کھانا تھا اب تو آپ کو تنعم اترم کے لذیذ کھانے میسر ہیں ایسا نہ ہو تمہیں اس کھانے کی طرف توجہ نہ ہو۔ انہوں نے فرمایا اے مائی صاحبہ ہرگز ایسی بات نہیں آپ ضرور ہمارے لئے وہ کھانا تیار کردیں۔ چنانچہ انہوں نے تھوڑا سا جو کا آٹا لیا، گوندھ کر ہنڈیا میں ڈالا، اور زیتون کا تیل، سیاہ مرچ، زیرہ وغیرہ مصالحہ بنا کر ہنڈیا میں ڈال کر کھانا تیار کرلیا اور ان ہر سہ برخوردار وں کے سامنے رکھ کر فرمایا کہ یہ وہ کھانا ہے جو حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم بہت پسند فرماتے تھے اور بڑے شوق سے نوش فرماتے تھے۔

حدیث ۲۸/۱۷۱ حدثنا محمود بن غیلان حدثنا ابو احمد حدثنا سفیان عن الاسود بن قیس عن نبیح العنزی عن جابر بن عبد اللہ قال اتانا النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی منزلنا فذبحنا لہ شاۃ فقال کانھم علموا انا نحب اللحم فذبحنا بہیمۃ۔

ترجمہ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہماری جگہ پر رونق افروز ہوئے، ہم نے آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے ایک دُنبہ ذبح کیا تو ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ گویا یہ جانتے تھے کہ ہم گوشت کو بہت پسند کرتے ہیں۔ صاحب شمائل الترمذی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں ایک پورا واقعہ ہے یعنی ایک معجزہ کا پورا بیان ہے۔

حل لغات مَنْزِلَنَا۔ ہماری جگہ، ہمارا گھر۔

تشریح صاحب ترمذی فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف میں ایک نرالا اور عجیب واقعہ ہے اور وہ اس طرح ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق میں جب میں نے حضور پاک پر بھوک کا غلبہ دیکھا تو اپنی بیوی کے پاس آیا اور اس کو کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بہت ہی بھوک کی شدت درپیش ہے کیا گھر میں کچھ کھانے کے لئے ہے، اس نے ایک ترطیہ نکالا

marfat.com

جس میں ایک صاع جَو تھے اور ایک فربہ دنبہ میرے پاس تھا' اس کو میں نے ذبح کیا اور میری بیوی نے جَو کا آٹا گوندھ دیا۔ ہانڈی پڑھا کر میں سیدالکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چند اصحاب کو لے کر میرے ساتھ تشریف لے چلیں تاکہ کچھ تناول فرمائیں۔ یہ بات میں نے بہت آہستگی سے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوش گزار کی تھی۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام لشکر کو مخاطب کر کے آواز دی اے اہل خندق جابر نے کھانے کی دعوت دی ہے اور تم سب کو بُلا رہا ہے لہٰذا آؤ کہ چلیں اور جابر سے فرمایا کہ ہانڈی کو چولہے سے نہ اتارو جب تک میں نہ آجاؤں روٹی نہ پکاؤ۔ کچھ دیر بعد حضور سراپا برکت تشریف لائے، خمیر شدہ آٹا آپ کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا گیا آنحضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خمیر شدہ آٹے میں اپنا مبارک تھوک ڈالا اور دعا کی، اسی طرح اس ہانڈی پر تشریف لائے اور یہی عمل کیا' پھر جابر کی بیوی سے فرمایا کہ روٹی پکانے والی عورت کو بلاؤ تاکہ روٹیاں پکائے اور ہانڈی سے سالن چمچہ بھر بھر کر نکالو مگر اسے چولہے سے نیچے نہ اتارنا' وہ لشکر جو اس وقت آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پا بہ رکاب تھا ایک ہزار سے زائد تھا۔ جناب جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ تمام لشکر نے کھانا کھایا اور خوب سیر ہو کر کھایا اور سالن کی ہانڈی اسی طرح اُبل رہی تھی اور آٹے کا خمیر بھی ختم نہیں ہوا تھا۔

حدیث ۲۹ / ۱۶۲ حدثنا ابن ابی عمر حدثنا سفیان حدثنا عبد اللہ بن محمد بن عقیل سمع جابرا قال سفیان وحدثنا محمد بن المنکدر عن جابر قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانا معہ فدخل علی امرأۃ من الانصار فذبحت لہ شاۃ فاکل منہا واتتہ بقناع من رطب فاکل منہ ثم توضأ للظہر وصلی ثم انصرف فاتتہ بعلالۃ من علالۃ الشاۃ واکل ثم صلی العصر ولم یتوضأ۔

ترجمہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لے گئے اور میں بھی ساتھ تھا' آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک انصاری عورت کے گھر تشریف لے گئے' اس عورت نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے دُنبہ ذبح کیا' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے تناول فرمایا۔ اس کے بعد اس عورت نے ایک طباق میں تازہ پکی کھجوریں پیش کیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں سے کچھ نوش فرمائیں پھر وضو کیا اور ظہر کی نماز پڑھی، نماز سے فارغ ہوئے تو اس

manat.com

عورت نے آپ کی واپسی تشریف آوری پر اس دُنبے کے بچے ہوئے گوشت میں سے کچھ گوشت پیش کیا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا' پھر عصر کی نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

حل لغات قِتَاع - طباق. الطبق الذی یوکل علیه ویقال له القنع - بالکسر و بالضم .
عَلَائِقَه - بچا ہوا گوشت یا بچا ہوا دودھ جو تھن میں رہ جائے۔

تشریح اس حدیث شریف سے بھی معلوم ہوا کہ آگ کی پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کسی نیک آدمی کے تشریف لانے پر دُنبہ وغیرہ ذبح کرنا جائز ہے۔

حدیث ۳۱۷۴ حدثنا العباسُ بن محمد الدوری حدثنا یونسُ بن محمد حدثنا فلیحُ بن سلیمان عن عثمانَ بن عبد الرحمن عن یعقوبَ بن ابی یعقوب عن ام المُنذر قالت دخل علیَّ رسولُ اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم ومعه علیٌّ ولنا دَوالٍ مُعلَّقةٌ قالت فجعل رسولُ اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم یأکلُ وعلیٌّ معه یأکلُ فقال رسولُ اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم لعلیٍّ مَهْ یا علیُّ فإنک ناقهٌ قالت فجلس علیٌّ والنبیُّ صلی اللہ علیه وآله وسلم یأکلُ قالت فجعلتُ لهم سِلقًا وشعیرًا فقال رسولُ اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم لعلیٍّ یا علیُّ من هذا فأصِبْ فإنه أوفقُ لک.

ترجمہ ام المنذر سے روایت ہے وہ کہتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر تشریف لائے ان کے ہمراہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی تھے۔ ہمارے گھر میں کھجور کے خوشے لٹکے ہوئے تھے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ان سے کھجوریں کھانے لگے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب علی المرتضیٰ کو فرمایا "یا علی! مت کھا کیونکہ تو ابھی ابھی بیماری سے صحت یاب ہوا ہے" جناب علی المرتضیٰ بیٹھ گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نوش فرماتے رہے۔ ام المنذر کہتی ہے کہ میں نے ان حضرات کے لئے تھوڑے سے جَو اور چقندر تیار کئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب علی المرتضیٰ سے فرمایا "یا علی اس کھانے سے کھاؤ' یہ تمہاری مزاج کے موافق ہے"۔

حل لغات دَوَال - خرما کا خوشہ' اس کی واحد دالیہ ہے اس کو عَذَق بھی کہتے ہیں۔ مُعَلَّقَة - لٹکا ہوا. تعلیق مصدر مصدر ہے لٹکانا. کسی امر پر ایک امر کو معلق کرنا' ایک کام کو بغیر کئے رہنے دینا۔ مَهْ - باز رہ۔ نَاقِهٌ - ابھی ناقاہت

marfat.com

ہو۔ نَقَہٌ۔ بیماری سے تندرست ہونا لیکن کمزوری میں مبتلا ہونا، سمجھنا۔ سِلْقًا۔ چقندر۔ اَصِبْ۔ کھا۔

تشریح یہ تو کہ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم بیماری سے اٹھے تھے اور نقاہت موجود تھی لہٰذا سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو کھجور کھانے سے منع فرمادیا کہ ایسا نہ ہو کہ پھر بیمار ہو جائیں "حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم بیٹھ گئے" یعنی کھانے سے رک گئے۔ علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

"فیہ جواز الاکل قائما بلا کراھۃ لکن ترکہ افضل کما فی الانوار"

"کھڑے ہو کر کھانے کا بلا کراہت اس حدیث سے جواز معلوم ہوتا ہے لیکن اس کو ترک کرنا افضل ہے جیسا کہ انوار میں ہے"

حدیث ۱۳۱/۱۶۴ حدثنا محمود بن غیلان حدثنا بشر بن السری عن سفیان عن طلحۃ بن یحیی عن عائشۃ بنت طلحہ عن عائشۃ ام المومنین رضی اللہ عنہا قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یأتینی فیقول عندک غداء فاقول لا فقالت فیقول انی صائم قالت فاتانا یوما فقلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ اھتدیت لنا ھدیۃ قال وما ھی قلت حیس قال اما انی اصبحت صائما قالت ثم اکل۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے تو فرماتے کہ کیا تمہارے پاس صبح کے کھانے کے لئے کچھ ہے، میں کہتی کہ نہیں۔ وہ فرماتی ہیں تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے کہ میں نے روزہ کا ارادہ کرلیا ہے۔ ام المومنین فرماتی ہیں کہ ایک روز آپ تشریف لائے تو میں نے کہا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے لئے تحفہ آیا ہوا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ کیا ہے! میں نے کہا حیس ہے۔ فرمایا کہ میں نے روزے کا ارادہ کر رکھا ہے، پھر اس میں سے کچھ کھالیا۔

حل لغات غَدَاءٌ۔ صبح کا کھانا۔ ھو اطعام الذی یوکل اول النھار۔ اس کے مقابل میں عشاء ہے خفتن کا کھانا۔ حَیْسٌ۔ وہ کھانا جو کھجور گھی اور پنیر وغیرہ سے بنایا جائے، الطعام یتخذ من اقط وتمر وسمن۔

تشریح یعنی نفل روزہ کی نیت زوال سے پہلے بھی ہو سکتی ہے حنفیوں کا یہی مذہب ہے۔ اگر کوئی نفل روزہ رکھے

maktabah.org

تو اس کے توڑ دینے کا اختیار امام شافعی کے نزدیک اسے حاصل ہے مگر احناف کے نزدیک روزہ نماز کوئی عمل توڑنا جائز نہیں۔ اگر کسی ضرورت کی وجہ سے نفلی روزہ توڑتا ہے تو پھر کسی دوسرے وقت قضا کرنا واجب ہے۔

حدیث ۳۲ / ۱۷۵ حدثنا عبداللہ بن عبدالرحمن حدثنا عمر بن حفص بن غیاث حدثنا ابی عن محمد بن ابی یحیی الاسلمی عن یزید بن امیۃ الاعور عن یوسف بن عبداللہ بن سلام قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخذ کسرۃ من خبز الشعیر فوضع علیھا تمرۃ ثم قال ھذا ادام ھذہ فاکل۔

ترجمہ یوسف بن عبداللہ بن سلام سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا لیا ہوا تھا اور اس پر ایک کھجور رکھی پھر ارشاد فرمایا یہ کھجور اس جو کی روٹی کے ٹکڑے کا سالن ہے پھر نوش فرمالیا۔

حل لغات کسرۃ ٹکڑا۔

تشریح شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو کی روٹی اور کھجور کو اکٹھا کر کے کھانے سے شاید اعتدال کرنا مراد ہو کیونکہ جو کی تاثیر سرد و خشک ہے اور کھجور کی تاثیر گرم و تر ہے اور یہ بھی ممکن ہو سکتا ہے کہ یہ قیمتی وقت تھا تم لذیذ کھانوں میں نہ گنواؤ، تبلیغ دین اسلام، جہاد فی سبیل اللہ، اعلاء کلمۃ اللہ، ذکر الٰہی اور عبادت میں منہمک رہو۔ زہد، ریاضت اور مجاہدہ کی زندگی اختیار کرو۔ اس فانی دنیا پر فریفتہ نہ ہو جاؤ بلکہ جو کی روٹی اور کھجور پر گذارہ کر کے آخرت کو سامنے رکھ کر نیک عمل کی زندگی اختیار کرو، حقیقی زندگی تو وہ آنے والی زندگی ہے۔

حدیث ۳۳ / ۱۷۶ حدثنا عبداللہ بن عبدالرحمن حدثنا سعید بن سلیمان عن عباد ابن العوام عن حمید عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یعجبہ الشفل قال عبداللہ یعنی ما بقی من الطعام۔

اسماء الرجال: ۱ عمر بن حفص بن غیاث ۲ عبداللہ بن عبدالرحمن دیکھو ۳ عباد بن عبدالرحمن
حدیث ۳۲: باب ما جاء فی صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱ عمر بن حفص بن غیاث کوفی ثقہ ۲ ابیہ ثقہ ۳ محمد بن ابی یحیی الاسلمی صدوق ۴ یزید بن امیۃ الاعور ۵ یوسف بن عبداللہ بن سلام صحابی
حدیث ۳۳: ۱ سعید بن سلیمان ۲ عباد بن العوام ۳ حمید ۴ انس بن مالک

marfat.com

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے یہ کہ رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تہ دیگی تو پسند فرماتے تھے عبداللہ بن عبدالرحمٰن (راوی) فرماتے ہیں کہ تہ دیگ سے مراد بچا ہوا کھانا ہے

حل لغات اَلثُّفْل۔ تچھٹ، تہ دیگی، فائق میں ہے ثفل اصل میں تچھٹ کو کہتے ہیں، یہ تچھٹ تیل کا ہو یا شیرے کا یا شوربے کا، یا شربت کا، یا شراب کا، یا کسی پتلی چیز کا۔ جیسی نے کہا کہ ثفل سے حدیث میں تہ دیگی مُراد ہے

تشریح حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ، جمع الوسائل ص۲۲۸ جلد اوّل میں تحریر فرماتے ہیں :-

"وفیہ اشارۃ الی التواضع والصبر والقناعۃ بالقلیل"

"اس میں اشارہ ہے کہ حضور سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی سی چیز پر انتہائی تواضع صبر اور قناعت فرماتے"

نیز فرماتے ہیں کہ یہ ایسا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کی طرف کہ :-

"ساقی القوم اخرھم شربا" (رواہ الترمذی فی شمائلہ)

"لوگوں کو کھلانے پلانے والا خود سب سے آخر میں کھانا پیتا ہے"

یہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال تواضع ہے کہ اہل وعیال کو، مہمانوں اور موجود حضرات کو سب سے پہلے اُوپر اُوپر سے کھلاتے اور خود بچا ہوا طعام نوش فرماتے۔ اکثر شارحِ کرام اور بزرگانِ عظام کو دیکھا گیا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس سُنّت کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ خوش نصیب ہے وہ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال، اقوال اور اعمال سے کما حقہٗ فائدہ اُٹھایا

اللھم الرزقنا اتباعہ آمین بجاہ نبی رؤف رحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَۃِ اِدَامِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

پورا ہوگیا۔

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ وُضُوْءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عِنْدَ الطَّعَامِ

اس باب میں رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھانا تناول فرمانے کے وقت وضو کرنے کا بیان ہے

(اس باب میں تین احادیث ہیں)

حل لغات وُضُوْء - پاکیزہ اور خوبصورت ہونا - وُضُوءٌ - مُنہ ہاتھ اور پاؤں دھونا، سر پر مسح کرنا یا صرف ہاتھ دھونا اور کُلی کرنا۔

تشریح اس باب میں کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونے کا بیان ہے۔ عنوان باب میں "وُضُوْء" کا لفظ استعمال ہوا ہے" وضوء" کے ایک تو اصطلاحی معنی ہیں یعنی نماز کے لئے پورا وضو کرنا جس میں فرائض واجبات اور سنن شامل ہیں، دوسرا لغوی معنی ہے جس کے معنی صرف ہاتھ دھونا اور کُلی کرنا ہے۔ اس باب میں یہی دوسرے معنی مُراد ہیں۔

حدیث ۱/۱۷۷ حدثنا احمد بن منیع حدثنا اسماعیل بن ابراھیم عن ایوب عن ابی ملیکة عن ابن عباس رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ فَقُرِّبَ اِلَیْهِ الطَّعَامُ فَقَالُوْا اَلَا نَاْتِیْكَ بِوَضُوْءٍ قَالَ اِنَّمَا اُمِرْتُ بِالْوُضُوْءِ اِذَا قُمْتُ اِلَی الصَّلٰوةِ۔

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے یہ کہ رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت خلاء سے باہر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں کھانا پیش کیا گیا۔ حاضرین نے عرض کیا کہ کیا وضو کے لئے پانی نہ لائیں؟ ارشاد

امام الرحل حدیث ۱/۱۷۶
علما المرین یتبع دیکھو حدیث ۱/۱۷۶
باب ما جاء فی تخلل اللحیۃ
حدیث ۱/۱۷۶ اسماعیل بن ابراہیم دیکھو
علما اسماعیل بن ابراہیم دیکھو
حدیث ۱/۱۷۶ باب ما جاء فی اخلاق
رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم حدیث ۱/۱۷۶
علما ایوب دیکھو حدیث ۱/۱۷۶
باب ما جاء فی میش رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۱/۱۷۶
علما ابی ملیکہ دیکھو حدیث ۱/۱۷۶
باب ما جاء فی ادام رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۱/۱۷۶
ابن عباس دیکھو حدیث ۱/۱۷۶
باب ما جاء فی شیب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۱/۱۷۶

فرمایا سوائے اس کے نہیں کہ مجھے وضو کرنے کا اسی وقت حکم ہے جبکہ میں نماز پڑھنے کا ارادہ کروں۔

حل لغات الخَلَاء۔ دراصل خالی جگہ کو الخلاء کہا جاتا ہے اور اس جگہ سے بیت الخلاء، صحت خانہ مراد ہے۔

تشریح ابن عباس کا ارشاد ہے کہ "حاضرین نے عرض کیا، کیا وضو کے لئے پانی نہ لائیں" جناب مولانا مولوی محمد عاقل صاحب لاہوری تحریر فرماتے ہیں:۔

"یوں عادت آنسرور بود کہ در اکثر اوقات طعام را بے وضو نخورد ے، بنا بریں ایں سخن از یشاں بوجود آمد" "چونکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ عادت مبارک تھی کہ اکثر اوقات بغیر وضو کے کھانا نوش فرماتے اسی لئے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یہ بات عرض کی۔"

حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا" سوائے اس کے نہیں کہ مجھے وضو کرنے کا اسی وقت حکم ہے جبکہ میں نماز پڑھنے کا ارادہ کروں یعنی وضو تو نماز کے لئے واجب ہے نہ کھانے کے لئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ وضاحت فرمادی تاکہ ایسا نہ ہو کہ مسلمان کھانا کھانے سے پہلے وضو کو واجب سمجھ کر اپنے لئے لازمی قرار نہ دے دیں۔ فقہا فرماتے ہیں کہ وضو شرعی، نماز جنازہ، نماز پنجگانہ، سجدہ تلاوت، مس مصحف اور ارادۃ الطواف کے لئے واجب ہے اور کھانا کھاتے وقت یا بعد میں وضو لغوی یعنی ہاتھ اور دہن دھونا مستحب ہے۔

حدیث ۲۶۸ حدثنا سعید بن عبد الرحمٰن المخزومی حدثنا سفین بن عیینۃ عن عمرو بن دینار عن سعید بن الحویرث عن ابن عباس قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من الغائط فأتی بطعام فقیل لہ الا تتوضأ فقال اصلی فأتوضأ۔

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحت خانہ سے تشریف لائے آنحضور کی خدمت اقدس میں کھانا پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں عرض کیا گیا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو نہیں کریں گے تو سید الکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں نماز پڑھتا ہوں کہ وضو کروں۔

حل لغات الغائط۔ صحت خانہ۔ غُوط سے ہے جس کے معنی کھودنا، داخل ہونا اور دھنس جانا کے ہیں۔ غائط نرم

کشادہ ہموار زمین کو کہتے ہیں۔ صاحب لغات الحدیث نے لکھا "اب پاخانہ کے مقام کو کہنے لگے بلکہ خود پاخانہ پھرنے کو، کیونکہ عرب لوگ پاخانہ پھرنے کو ایسی ہی جگہ تلاش کرتے ہیں۔

تشریح اسی باب کی حدیث ۱۶۷ میں اس کی تشریح گذر چکی ہے۔ وضو کا سبب نماز کی ادائیگی ہے نہ کہ کھانا کھانا، لہٰذا یہاں فَاَ جو ہے تو وہ سببیہ ہے اور بعض نسخوں "اُصَلِّی" بھی آیا ہے یعنی ہمزہ استفہامیہ کے ساتھ۔

حدیث ۱۶۹ حدثنا یحیی بن موسیٰ حدثنا عبد اللہ بن نمیر حدثنا قبیس بن الربیع ح وحدثنا قتیبۃ حدثنا عبد الکریم الجرجانی عن قبیس بن الربیع عن ابی ھاشم عن زاذان عن سلمان قال قرأت فی التوراۃ ان برکۃ الطعام الوضوء بعدہ فذکرت ذالک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم واخبرتہ بما قرأت فی التوراۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برکۃ الطعام الوضوء قبلہ والوضوء بعدہ۔

ترجمہ یہ بات جو میں نے پڑھی تھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیان کردی، تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد وضو کرنا برکت کا باعث ہے۔

حل لغات وُضُوْء۔ لغوی معنی میں ہے یعنی ہاتھ دھونا اور کلی کرنا۔
بَرَکَۃ۔ کسی چیز میں زیادتی ہونا۔

تشریح ارشاد ہے کہ "کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد وضو کرنا برکت کا باعث ہے" یعنی کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا اور کلی کرنا اور اسی طرح کھانے سے بعد برکت کا سبب ہے۔ حضرت مولینا مولوی محمد عاقل صاحب فرماتے ہیں۔

"علماء گفتہ اند کہ برکت طعام بوضو کہ پیش از طعام است مراد از اولے زیادہ شدن نفس طعام است بدزدی شیطان از طعام ضیافت و مراد از برکت آں بود بعد طعام باقی ماندن قوت آں در شکم کہ سبب

یعنی "علماء نے فرمایا ہے، کہ کھانے سے پہلے طعام میں برکت کے یہ معنی ہیں شیطان کی چوری نہ کرنے سے نفس طعام میں زیادتی ہوتی ہے اور کھانے سے بعد برکت کے یہ معنی ہیں کہ تکم سیری کے باعث قوت

قوت بڑھ و زیادہ شدن فوائد و آثار آں طعام کہ نشاط بدنی و سکون نفس و قرار آں و ترتب اخلاق کریمہ و عزائم جمیلہ است"

پیدا ہوتی ہے جن فوائد اور مقاصد کے لئے کھانا کھایا جاتا ہے وہ پورے ہوتے ہیں' بدن کا مجزو بنتا ہے۔ نشاط بدن اور سکون نفس پیدا ہوتا ہے۔ عبادات اور عمدہ اخلاق اور عزائم جمیلہ پر تقویت کا سبب بنتا ہے۔"

اولیاء کرام فرماتے ہیں کہ ہر وقت باوضو رہنے کے بہت فائدے ہیں خصوصاً رزق کی تنگی جاتی رہتی ہے' اولاد میں برکت ہوتی ہے اور قرض کی ادائیگی کا ذریعہ اور سبب بنتا ہے چنانچہ ایک دفعہ ایک شخص حضرت زبدۃ العارفین' قدوۃ السالکین قبلہ و کعبہ آقا بابا سید سبحان صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں آیا اور دُکھے دل سے عرض کرنے لگا کہ کوئی ایسا وظیفہ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رزق کی تنگی کو دُور فرمائے' تمام دن کاروبار کرتا ہوں مگر برکت نہیں ہے اور بہت ہی عاجز ہو چکا ہوں' آپ نے فرمایا کہ :-

"جا اور ہر وقت باوضو رہ اور پھر چھ ماہ کے بعد آنا نیز یہ بھی فرمایا کہ گھر میں بیوی کو بھی کہہ کہ وہ بھی تازہ اور روٹی باوضو پکایا کرے۔"

جب وہ چھ ماہ کے بعد گیارہویں شریف کے عُرس پر حاضر ہوا تو قسم کھا کر کہا کہ قرض بھی ختم ہو چکا ہے' رزق کی فراخی ہے اور کاروبار میں برکت ہی برکت ہے۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ وُضُوْءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عِنْدَ الطَّعَامِ

پورا ہو گیا۔

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَبْلَ الطَّعَامِ وَبَعْدَ مَا یَفْرُغُ مِنْہُ

یہ باب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کے بیان میں ہے جو کہ کھانا کھانے سے قبل یا بعد میں پڑھا کرتے تھے۔

(اس باب میں سات احادیث ہیں)

تشریح اس باب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان دعاؤں کا ذکر ہے جو جناب سید المرسلین امام الاولین والآخرین علام علوم ماکان ویکون پیغمبر خدا احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طعام نوش فرمانے سے قبل اور پھر کھانا کھانے سے فارغ ہو کر پڑھا کرتے تھے۔

کھانا شروع کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے کر (یعنی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ) شروع کرتے اور فراغت کے وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ان الفاظ کے ساتھ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ادا فرماتے۔

حدیث ۱/۱۸۰ حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا ابن لہیعۃ عن یزید بن ابی حبیب عن راشد بن جندل الیافعی عن حبیب بن اوس عن ابوب الانصاری قال کنا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوما فقرب الیہ طعام فلما ارفع طعامہ کان اعظم برکۃ منہ اول ما اکلنا ولا اقل برکۃ فی اخرہ قلنا یا رسول اللہ کیف ھذا قال اذا ذکرنا اسم اللہ حین اکلنا ثم قعد من اکل ولم یسم اللہ تعالیٰ فاکل معہ الشیطٰن۔

امام الاحکام ترمذی ج ۱ ص ۱۸۰
۱ قتیبہ ابن سعید دیکھو حدیث ۱
باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۱
۲ ابن لہیعہ دیکھو حدیث ۱۲۱
باب ماجاء فی مشیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۱
۳ یزید بن ابی حبیب الازدی
ہے ثقۃ من رؤس الطبقۃ السابعۃ۔
خرج لہ الستۃ۔
۴ راشد بن جندل الیافعی المصری
ہے ثقۃ من السادسۃ،
خرج لہ الاصحاب۔
۵ حبیب بن اوس الثقفی
من اتباعہ۔
۶ ابو ایوب انصاری الخزرجی النجاری
اکابر صحابہ سے ہیں۔ مدینہ میں آپ ہی کے مکان پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تھا۔ ان کا نام خالد بن زید تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے وقت آپ ہی کے گھر میں تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے آپ کو ۱۰۰ سال کی عمر ملی۔ آپ نے ۵۲ھ میں جب قسطنطنیہ پر مسلمان جہاد کر رہے تھے وہیں وفات پائی۔ آپ کا مزار شریف قسطنطنیہ کی فصیل کے نیچے ہے۔ جب بھی اس اسلامی لشکر نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا آپ کا مزار شریف ظاہر ہو گیا۔ اور لشکر اسلام نے اسی جگہ سے قسطنطنیہ کی دیوار کے نیچے سے سرنگ کھود کر اندر داخل ہو کر قسطنطنیہ کو فتح کیا۔ آپ کا مزار شریف زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ ہر سال ہزاروں مسلمان آپ کی زیارت کے لئے جاتے ہیں۔ اور آج تک وہاں پر ہر سال ۱۰ دن میلہ ہوتا ہے۔

marfat.com

ترجمہ ایوب انصاری سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دن ہم رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ آپ کے حضور کھانا پیش کیا گیا۔ کھانے سے پہلے از روئے برکت کے ایسا کھانا میں نے نہیں دیکھا تھا اور اسی کھانے کے آخر میں جو بے برکتی تھی وہ بھی میں نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ ہم نے عرض کیا یا رسُول اللہ! یہ کیا کیفیت ہے ارشاد فرمایا جس وقت ہم نے کھانا شروع کیا تھا تو ہم نے اللہ تبارک وتعالیٰ کا اسم مبارک لیا تھا' پھر ایک شخص کھانے کے لئے بیٹھا اور اس نے اللہ تعالیٰ کا اسم پاک نہیں لیا پس اس شخص کے ساتھ شیطان نے بھی کھانا کھایا۔

حل لغات تَعَدَّ۔ بیٹھا، شریک ہوا۔
اَقَلّ۔ قلیل۔ تھوڑی۔ کم۔

تشریح حضرت ابوایوب انصاری کے ارشاد کا یہ مطلب ہے کہ کھانا شروع کرنے کے وقت جو برکت تھی وہ کھانے کے اختتام کے وقت نہیں تھی بلکہ کمال بے برکتی دیکھنے میں آرہی تھی۔ اسی لئے انتہائی حیرت واستعجاب کے ساتھ حضور سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کیفیت اور حالت کی وجہ پُوچھی اور سبب دریافت کیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "ہم لوگوں نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھانا شروع کیا تھا برکت ہی برکت تھی' جب فلاں شخص آکر شریک ہوا اور اس نے بِسْمِ اللّٰہ شریف نہیں پڑھی تو شیطان اس کے ساتھ کھانے میں شریک ہوگیا تو برکت جاتی رہی"۔ جمہور علماء سلف وخلف محدثین فقہاء اور متکلمین نے شیطان کے کھانے کے یہ معنی کئے ہیں کہ طعام سے برکت زائل ہوجاتی ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ شیطان کا یہ کھانا حقیقت پر مبنی ہے کیونکہ عقل اس کو محال نہیں جانتی' نیز شرع شریف میں بھی اس کا کوئی مانع موجود نہیں ہے بلکہ اثبات موجود ہے۔ موجودہ دور کے مشہور مصری عالم احمد عبدالجواد الدمی شرح شمائل شریف اتحافات الربانیہ میں لکھتے ہیں:-

"قال العلماء اکل الشیطان محمول علی حقیقتہ وھذا ھو الذی ذھب الیہ الجمھور من العلماء سلفاً وخلفاً"

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بِسْمِ اللّٰہ شریف پڑھنا سنتِ کفایہ ہے یعنی بہت لوگوں کی موجودگی میں کھانا شروع کرتے وقت اگر ایک آدمی بِسْمِ اللّٰہ شریف پڑھ لے تو سب کی طرف سے یہ سُنّت ادا ہوجاتی ہے' مگر ہاں جو شخص طعام کے دوران شریک ہو اس کا بِسْمِ اللّٰہ شریف پڑھنا سُنّت ہے۔ چاہئے کہ اُونچی آواز سے بِسْمِ اللّٰہ شریف پڑھی جائے تاکہ دوسروں کو بھی اس کا پڑھنا یاد آجائے۔ چونکہ اس حدیث مبارک میں صرف بِسْمِ اللّٰہ کا فقرہ آیا ہے اس لئے بعض علماء نے فرمایا ہے کہ صرف "بِسْمِ اللّٰہ" ہی کہنا سُنّت

۱۲ ترجمہ کی لکھ لیں ان الفاظ کو یعنی ھو منہ ویستفضون بہ فیستفضون "وہی عنہ بحجۃ حضرت علی ۱۲ الگی لائن سے کام تمام کو بھی ترجمہ کریں۔

marfat.com

ہے اور الرحمٰن الرحیم کہنا اکمل وافضل ہے مگر یہ بات نہیں بھولنی چاہیئے کہ "تسمیہ" تو پوری "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کی ادائیگی پر ہی بولا جاتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم بمرادہ۔

حدیث ۲ / ۱۸۱ حدثنا یحییٰ[1] بن موسی حدثنا ابوداؤد[2] وحدثنا هشام[3] الدستوائی عن بدیل العقیلی عن عبداللہ[4] ابن عبید بن عمیر عن امّ کلثوم[5] عن عائشة[6] رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اکل احدکم فنسی ان یذکر اسم اللہ تبارک وتعالیٰ علی طعامہ فلیقل بسم اللہ اوّلہ واٰخرہ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم لوگوں میں سے کوئی کھانا کھائے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام لینا بھول جائے تو کھانے کے دوران میں جس وقت یاد آئے تو پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ۔

تشریح یعنی کھانا شروع کرنے کے وقت تسمیہ پڑھنا بھول جائے تو پھر کھانے کے درمیان میں جس وقت بھی یہ بات یاد آجائے کہ میں نے تسمیہ نہیں پڑھا ہے اگرچہ آخری لقمہ ہی لے رہا ہو تو پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ یہ اسے برکت کے لئے کفایت کرے گا' ابوداؤد نے امیہ بن مخشی سے روایت کی ہے۔

"قال کان رجل یاکل فلم یسم حتی لم یبق من طعامہ الا لقمة فلما رفعها الی فیہ قال بسم اللہ اوّلہ واٰخرہ فضحک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثم قال مازال الشیطٰن یاکل معہ فلما ذکر اسم اللہ استقاء مافی بطنہ"

یعنی ایک شخص نے کھانا کھاتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام مبارک نہیں لیا یہاں تک کہ وہ آخری لقمہ اٹھا رہا تھا تو اس وقت اس نے کہا بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ۔ تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے پھر ارشاد فرمایا تمام وقت شیطان اس کے ساتھ کھاتا رہا جب وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا برکت والا نام لیتا ہے تو شیطان نے جتنا اپنے پیٹ میں ڈالا تھا وہ سب اُگل دیتا ہے۔

اسماء الرجال حدیث ۱۸۱

[1] یحییٰ بن موسیٰ کو دیکھو حدیث ۱۳۲ باب ماجاء فی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یقسم فی بعض حاشیہ۔

[2] ابوداؤد۔ دیکھو حدیث ۱۳۲ باب ماجاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واسواطہ حاشیہ۔

[3] ہشام الدستوائی۔ ہشام کے بارے میں ایک موضع میں ابوداؤد الطیالسی اپنے والے تھے "ابوداؤد الطیالسی کے بارے میں کان هشام امیر المومنین فی الحدیث" نقل کیا۔

[4] عبداللہ بن عبید بن عمیر۔ دیکھو حدیث ۱۳۲ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ۔

[5] ام کلثوم بنت عبداللہ بن عبید بن عمیر۔ یہ عبداللہ بن عبید بن عمیر کی لڑکی ہے وفاتہ ابوجعفر الطحاوی فی شرح معانی الآثار۔ خرج لہ الجماعۃ الا البخاری۔

[6] ۱۳۱ھ میں وفات پائی۔ ام کلثوم بنت عقبۃ بن ابی معیط الاموی۔ ام کلثوم۔ دیکھو حدیث ۱۳۲ باب ماجاء وھو ابن عثمان لامہ۔

[7] عائشہ۔ دیکھو حدیث ۱۳۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ۔

marfat.com

حدیث ۳/۱۸۶ حدثنا عبدُ اللہ بن الصباح الھاشمی البصری حدثنا عبدُ الاعلیٰ عن معمرٍ عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عمر بن ابی سلمۃ انہ دخل علیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعندہٗ طعامٌ فقال ادنُ یا بنیَّ فسمِّ اللہ تعالیٰ وکُلْ بیمینک ممّا یلیک۔

ترجمہ عمر بن ابی سلمہ سے روایت ہے یہ کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھانا رکھا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا" اے میرے بچے قریب آجا بسم اللہ پڑھ، اپنے سامنے سے داہنے ہاتھ سے کھاؤ"۔

حل لغات یَلِیْکَ۔ اپنے سامنے سے۔

تشریح ارشاد فرمایا" اے میرے بچے" شارحین فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اسے تصغیر سے مخاطب کیا تو اس میں کمال درجے کی شفقت اور عطوفت پائی جاتی ہے جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوٹے بچوں کے ساتھ تھی۔ صاحب اتحافات الربانیہ فرماتے ہیں۔

"نداء فیہ اللتلطف والحنو" "یہ انتہائی تلطف اور مہربانی کے ساتھ بلانا ہے"

سبحان اللہ! اس معلم اخلاق حسنہ نے کس طرح کھانے کے آداب سکھائے۔ اپنے ماں باپ بھی ایسی شفقت اور ایسے پیار و محبت سے آداب واخلاق نہیں سکھاتے جس طرح اس شفیق امت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھائے۔ فرمایا" پیارے قریب آ، اللہ پاک کا نام لے، داہنے ہاتھ سے کھا اور اپنے آگے سے کھایا کر" علماء فرماتے ہیں کہ یہ تینوں امر استحباب کے لئے ہیں گویا سنت ہیں، بعض علماء نے کہا ہے کہ داہنے ہاتھ کے ساتھ کھانا تو امر وجوبی کا درجہ رکھتا ہے۔ حضرت مولینا مولوی محمد عاقل صاحب لاہوری تحریر فرماتے ہیں:۔

"بعضے گفتہ اند کہ امر بر سبیل وجوب است بدلیل آنکہ در صحیح مسلم واقعت کہ بدست دیدہ شخصے را کہ بدست چپ میخورد پس منع فرمود و ایں گفت آں شخص کہ بر خوردن بدست راست استطاعت

یعنی "بعض علماء نے فرمایا ہے کہ یہ امر بسبیل وجوب ہے اور اس پر دلیل ہے جو کہ صحیح مسلم میں واقع ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ بائیں ہاتھ سے کھا رہا ہے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

نذارم پس دست راست اونش شد بحدیکہ بدہن نتوانست آورد تا آنکہ مرد"

نے منع فرمایا تو اس نے جواب دیا کہ داہنے ہاتھ سے کھانے کی مجھ میں استطاعت نہیں ہے چنانچہ اس کا داہنا ہاتھ شل ہوگیا، یہاں تک کہ اس کا داہنا ہاتھ منہ تک نہیں پہنچ سکتا تھا اور وہ اسی حالت میں مرگیا۔"

پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہر اچھے کام کو داہنے ہاتھ ہی سے فرماتے اور ناشائستہ امور بائیں ہاتھ سے کرتے۔ چنانچہ کنگھی کرنا، دھونا کرنا، غسل کرنا، سرمہ لگانا، ناخن کتروانا، موزہ پہننا، مسجد میں داخل ہونا، کھانا پینا وغیرہ وغیرہ تمام امور داہنے طرف سے شروع کرتے اور ناک جھاڑنا، پیشاب خشک کرنا وغیرہ وغیرہ بائیں ہاتھ سے کرتے۔

حدیث ۴/۱۸۳ حدثنا محمود بن غیلان حدثنا ابواحمد الزبیری حدثنا سفیان الثوری عن ابی ہاشم عن اسماعیل بن رجاء عن ابیہ عن ابی سعید الخدری قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا فرغ من طعامہ قال الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا مسلمین۔

ترجمہ ابوسعید خدری سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ جس وقت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کھانا تناول فرمانے سے فارغ ہوتے تھے تو فرماتے :۔

الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا مسلمین۔

تمام تعریف اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے ہے جس نے ہمیں کھانا کھلایا اور پانی پلایا اور مسلمان بنایا۔

تشریح کھانے کی ابتدا میں بسم اللہ الرحمن الرحیم اور کھانے کے اختتام پر الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا مسلمین پڑھنا چاہیئے۔ شمائل شریف مطبوعہ قرآن محل مولوی مسافر خانہ کراچی میں وجعلنا مسلمین کی بجائے وجعلنا من المسلمین ہے۔

احمد الرجال ثقات ۱۲ منہ

۱ محمود بن غیلان وکیعیت ۱۲

۲ باب ماجاء فی اکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمینہ ۱۲

۳ الزبیری وکیعیت ۱۲

۴ باب ماجاء فی فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمینہ ۱۲

۵ سفیان الثوری وکیعیت ۱۲

۶ باب ماجاء فی دعوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمینہ ۱۲

۷ ابی ہاشم کیعیت ۱۲ منہ

۸ باب ماجاء فی صفۃ وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمینہ ۱۲

۹ اسماعیل بن رجاء بن عبیدۃ کیعیت ۱۲ منہ

۱۰ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے ابوالوہاب الرمانی روایت کرتا ہے ابوالوہاب الرمانی اور وہ اس سے روایت کرتے ہیں من الطبقۃ الثالثۃ

تحفۃ الاحوذی۔

۱۱ سفیان بن عیینۃ۔ ابن عیینۃ ابن سعید وغیرہما سے روایت کرتا ہے عن عطاء بن ابی رباح اور اس سے ایک جماعت روایت کرتا ہے

بعض شراح نے کہا ہے فیہ خط ونقط فاحذر۔

۱۲ ابی سعید الخدری وکیعیت ۱۲ منہ

۱۳ باب ماجاء فی خاتم النبوۃ حاشیہ

marfat.com

حدیث ۱۸۴ حدثنا محمد بن بشار حدثنا یحیی بن سعید حدثنا ثور بن یزید حدثنا خالد بن معدان عن ابی امامہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا رفعت المائدۃ من بین یدیہ یقول الحمد للہ کثیرا طیبا مبارکا فیہ غیر مودع ولا مستغنی عنہ ربنا۔

ترجمہ ابی امامہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے سے دسترخوان اٹھایا جاتا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا فرماتے "الحمد للہ کثیرا طیبا مبارکا فیہ غیر مودع ولا مستغنی عنہ ربنا"۔ ہر قسم کی تعریف اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات مبارک کو زیب ہے ایسی تعریف کہ جس کی کوئی انتہا نہیں ایسی تعریف جو دیرپا اور سمعہ سے پاک ہے ایسی تعریف جو ختم ہونے والی نہ ہو اور جس سے کنارہ کشی نہ ہو سکے اے ہمارے پروردش کرنے والے۔

حل لغات المائدۃ۔ دسترخوان۔ غیر مودع۔ ای غیر متروک، جو چھوڑی جانے والی نہ ہو، جو ختم ہونے والی نہ ہو۔ مستغنی عنہ۔ نہ استغنا شود ازوے، نہ اس سے استغنا کیا جا سکتا ہے۔

تشریح جس وقت دسترخوان اٹھاتے تو ابی امامہ فرماتے ہیں کہ سرور عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا فرماتے۔ "الحمد للہ کثیرا طیبا مبارکا فیہ غیر مودع ولا مستغنی عنہ ربنا"۔ ہر قسم کی تعریف اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات مبارک کو زیبا ہے ایسی تعریف کہ جس کی کوئی انتہا نہیں ایسی تعریف جو دیرپا و سمعہ سے پاک ہے ایسی تعریف جو ختم ہونے والی نہ ہو اور جس سے کنارہ کشی نہ ہو سکے، اے ہمارے رب تعالیٰ" یعنی اے ہمارے رب تعالیٰ ہماری اس حمد کو سنئے اور ہماری اس دعا کو قبول فرمائیے۔ حضور شفیع اُمت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ طریقہ مبارک تھا کہ جہاں پر کھانا تناول فرماتے تو کھانا تناول فرمانے کے بعد اہل خانہ کے لئے دعاء برکت فرماتے۔ حضرت علامہ ثناء علی قاری رحمہ الباری، جمع الوسائل جلد اول ص۲۳۵ پر مسلم شریف سے نقل کرتے ہیں:-

وکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اکل عند قوم لم یخرج حتی یدعو لھم فدعا فی منزل عبد اللہ بن بسرہ بقولہ اللھم

اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے گھر میں کھانا نوش فرماتے تو نہ اٹھتے جب تک ان کے لئے دعا نہ فرما لیتے، جناب عبد اللہ بن بسرہ کے گھر

اسماء الرجال ۱ عثمان بن بشار، دیکھو حدیث ۱۸۲ ۲ یحیی بن سعید، دیکھو حدیث ۱۸۲ ۳ ثور بن یزید، دیکھو حدیث ۱۸۲ ۴ خالد بن معدان، دیکھو حدیث ۱۸۲ ۵ ابو امامہ، دیکھو حدیث ۱۸۲

marfat.com

بارك لهم فيما رزقتهم واغفر لهم وارحمهم"

میں یہ دُعا فرمائی "اللھم بارك لھم فیما رزقتھم واغفر لھم وارحمھم"

اور حضرت سعد کے گھر میں یہ دعا فرمائی۔

افطر عندکم الصائمون واکل طعامکم الابرار وصلت علیکم الملائکة (رواہ ابوداؤد)

اور شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ حضور انور سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا بھی ثابت ہے۔

"اللھم اطعمت وسقیت واغنیت واقنیت وھدیت واحییت فلك الحمد علی ما اعطیت"

حدیث ۶/۱۸۵ حدثنا ابوبکر محمد بن ابان حدثنا وکیع عن ھشام الدستوائی عن بدیل بن میسرة العقیلی عن عبداللہ بن عبید بن عمیر عن ام کلثوم عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاکل الطعام فی ستة من اصحابہ فجاء اعرابی وکلہ بلقمتین فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لو سمی لکفاکم۔

ترجمہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چھ صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے ساتھ کھانا نوش فرما رہے تھے ایک اعرابی آیا اور جو کھانا موجود تھا اسے دو لقموں میں کھا لیا تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اگر یہ اعرابی کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ شریف پڑھ لیتا تو یہ کھانا تم سب کو کافی ہو جاتا۔

تشریح اس حدیث شریف میں کمال درجے کی تنبیہ ہے کہ کھانا بغیر بسم اللہ کے نہ شروع کیا جائے، کیونکہ بغیر تسمیہ کے انتہائی بے برکتی ہو جاتی ہے اور کھانے کا جو حظ ہوتا ہے وہ جاتا رہتا ہے۔ اسی وجہ سے وہ کھانا پھر کافی بھی نہیں ہوتا۔

حدیث ۷/۱۸۶ حدثنا ھناد و محمود بن غیلان قالا حدثنا ابو اسامة عن زکریا بن ابی زائدة عن سعید بن ابی بردة عن انس بن مالك قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ لیرضی عن العبد ان یاکل الاکلة او یشرب الشربة یحمدہ علیھا۔

اسماء الرجال حدیث ۶/۱۸۵

ابوبکر محمد بن ابان بن وزیر البلخی حنفی کے لقب سے مشہور ہیں، حافظ ہے مشہور ہیں وفاتہ فی حدود الثلاثین والمائتین ۲۳۰ھ میں فوت ہوئے۔

۲ دیکھو حدیث ۱۸۴

۳ دیکھو حدیث ۱۸۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

۴ ہشام الدستوائی۔ دیکھو حدیث ۱۸۴ باب ۱۰۔

۵ بدیل بن میسرة العقیلی حدیث ۱۸۴ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

۶ عبداللہ بن عبید بن عمیر۔ دیکھو حدیث ۱۸۴ باب ۱۰۔

۷ ام کلثوم۔ دیکھو حدیث ۱۸۴ باب ۱۰۔

۸ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ۱۸۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

marfat.com

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، یقیناً اللہ جل جلالہٗ اپنے بندے سے اس بات پر خوش ہوتا ہے کہ وہ ایک لقمہ کھانا کھائے یا ایک گھونٹ پانی پیئے تو اللہ جل شانہٗ کا اس پر شکر ادا کرے۔

تشریح یعنی ایک مسلمان کو چاہیئے کہ جب وہ کھانا کھائے، چاہے وہ ایک لقمہ ہی کیوں نہ ہو یا ایک گھونٹ ہی کیوں نہ پیئے۔ اس پر اللہ جل جلالہ کی حمد بیان کرے اور اس کی ذاتِ بابرکات کا شکر ادا کرے۔ صاحب اتحافات الربانیہ نے لکھا ہے کہ ابو نعیم نے روایت کی ہے۔

"ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان ینھی عن النوم عقب الاکل"

"یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانے کے بعد فوراً نیند سے منع فرمایا ہے۔"

طبی نقطۂ نگاہ سے بھی یہ بات ہے کہ عشاء کا کھانا کھانے کے بعد چہل قدمی کی جائے۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَبْلَ الطَّعَامِ وَبَعْدَمَا یَفْرُغُ مِنْہُ

پورا ہو گیا۔

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ قَدَحِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اس باب میں رسُول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیالہ کا بیان ہے

(اس میں دو احادیث ہیں)

حل لغات قَدَحٌ۔ القدح۔ بحرکت کے ساتھ ہے یعنی دال پر زبر ہے، اس کو کہا جاتا ہے جس میں کوئی چیز پی جائے۔ ھو مایشرب فیہ۔ یہ ایک برتن ہے جو کہ نہ بالکل چھوٹا ہوتا ہے اور نہ ہی بہت بڑا، درمیانہ۔ وھو اناء وسط بین الصغیر والکبیر، اس کی جمع اَقْدَاحٌ ہے۔

تشریح اس باب میں حضور سرور کون ومکان، نور من نور اللہ، احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس پیالے مُبارک کا ذکر ہے جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم پانی یا شربت نوش فرمایا کرتے تھے۔ شارحین فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے ایک پیالہ تھا جس کا نام الریان تھا، دُوسرا پیالہ تھا جس کا نام مغیثا تھا اور تیسرا پیالہ تھا جو درشت قسم کا تھا اور اس پر لوہے کے پترے لگے ہوئے تھے، اور چوتھا پیالہ شیشہ کا تھا، پانچواں پیالہ جو عیدان کا تھا۔

حدیث ۱/۱۸۷ حدثنا الحسین بن الاسود البغدادی حدثنا عمرو بن محمد حدثنا عیسیٰ بن طھمان عن ثابتؓ قال اخرج الینا انس بن مالکؓ قدح خشب غلیظ مضبب بحدید فقال یا ثابت ھذا قدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

ترجمہ ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ انس بن مالک ایک لکڑی کا مضبوط و درشت پیالہ جو کہ لوہے کے

اسماء الرجال امیر ۱۲
۱۔ الحسین بن الاسود البغدادی صدوق ہے یحفظ کثیرا، من العاشرۃ مات ۲۵۰ھ
المصحف فقط۔
۲۔ عمرو بن محمد ابو سعید کنیت ہے عمرو بن محمد بن ابی صفیہ عیسیٰ بن طہمان اور عنہ سے روایت کرتا ہے اور اس سے ابن ابی زائدہ اور دوسرے بہت سے روایت کرتے ہیں ثقہ ہے۔ خ م د ت ق۔
۳۔ عیسیٰ بن طہمان ابو روح الحنفی الواسطی نزل الادب ۱۴۱ھ میں فوت ہوا۔
۴۔ ثابت۔ ثابت البنانی ابو محمد البصری ثقہ عابد۔
۵۔ انس۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشر سنین۔

marfat.com

پتر سے گر کیا ہوا تھا ہمیں بتانے کے لئے لائے اور فرمایا کہ اے ثابت یہ حضور رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیالہ ہے۔

حل لغات قَدَحٌ۔ پیالہ۔ خَشَبٌ۔ لکڑی۔ غَلِيظًا۔ سخت، درشت۔ مُضَبَّبًا۔ گرہ لگی ہوئی، بند لگا ہوا۔ حَدِيْد۔ لوہا۔

تشریح جناب انس بن مالک کے اس ارشاد سے کہ "اے ثابت یہ حضور رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ ہے۔" ثابت ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور شفیع المذنبین رحمۃ العالمین پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لباس اور دیگر پہناوے، برتن، لحاف وغیرہ کو محفوظ کئے ہوئے تھے اور ان کی لوگوں کو زیارت کرواتے اور ان سے تیمن، برکت اور شفا حاصل کرتے۔ شفا شریف میں ہے کہ امام ابن ماموں فرماتے ہیں کہ رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیالوں میں ایک پیالہ ہمارے پاس تھا۔

"نَكُنَّا نَجْعَلُ فِيْهَا الْمَاءَ لِلْمَرْضٰى فَيَسْتَشْفُوْنَ بِهَا"۔ "ہم اس پیالہ میں پانی ڈال کر بیماروں کو پلاتے تو اس پانی سے بیمار صحت یاب ہو جاتے"

جناب انس رضی اللہ عنہ کے پاس اس پیالہ کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے مبارک بھی تھے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بہت پیوند لگے کپڑے اور تہبند بھی تھا۔ امام مالک کے پاس تین بال مبارک تھے، اسی طرح خالد بن ولید کے پاس بھی بال مبارک تھے۔ ابو عبداللہ صاحب کے پاس لحاف مبارک تھا۔ اسماء بنت ابوبکر صدیق کے پاس جبہ مبارک تھا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس پیالہ کی زیارت بصرہ میں کی تھی اور پھر اس میں پانی پیا۔

وعن البخاری انه رآه بالبصرة وشرب منه (جمع الوسائل جلد اول ص۲۳۸)

حدیث ۲۸/۲ حدثنا عبد الله بن عبد الرحمٰن حدثنا عمرو بن عاصم حدثنا حماد بن سلمة حدثنا حميد وثابت عن انس قال لقد سقيت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بهذا القدح الشراب كله الماء والنبيذ والعسل واللبن۔

ترجمہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ یقیناً میں نے رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس پیالہ میں سب

marfat.com

قسم کی پینے کی اشیاء، پانی، خرما کا پانی، شہد اور دُودھ سب چیزیں پلائی ہیں۔

حل لغات سَقَیْتُ۔ میں نے پلایا۔ اَلشَّرَابُ کُلُّہٗ۔ ہر قسم کے شربت، یعنی سب قسم کی پینے والی اشیاء۔ اَلنَّبِیْذُ، خرما کا پانی۔ اَلْعَسَلُ، شہد۔ اَللَّبَنُ۔ دودھ۔

تشریح جناب انس رضی اللہ عنہ کے اس فقرہ سے "اس پیالہ میں" کتنا پیار اور عشق ظاہر ہو رہا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کو اس بات پر کتنا ناز ہے کہ یہ وہ پیالہ ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر پینے والی چیز پلایا کرتے تھے۔ کتنے خوش نصیب تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ جن کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کا نادر سے نادر موقع نصیب ہوا۔ نبیذ کھجور، کشمش، خرمانی وغیرہ کو پانی میں بھگو دیا جائے اور جب اس کا اثر اچھی طرح آجائے تو وہ پانی نبیذ کہلاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے رات کو کھجوریں وغیرہ بھگو دی جاتی تھیں اور صبح کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نوش فرما لیتے تھے۔ حضرت علی القاری رحمہ الباری جمع الوسائل جلد اوّل صـ ۲۴۱ پر مسلم شریف سے نقل کرتے ہیں۔

"وکان ینبذ لہ اول اللیل ویشربہ اذا اصبح یومہ ذالک واللیلۃ التی تجیئ والغد الی العصر فان بقی شیئ منہ سقاہ الخادم او امر بہ فصب" [1]

نیز حضرت محدث کبیر نے لکھا اگر تین دن تک بھی اس میں نشہ پیدا نہ ہوتا تو استعمال کرتے ورنہ نہیں۔ یہ نبیذ بہت مقوی اور مفرح ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِی قَدَحِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پورا ہوگیا۔

[1] رات کے پہلے حصہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے نبیذ بنائی جاتی یعنی بھگو دی جاتی تھیں جنہیں حضور آپ اسی رات کو نوش فرماتے اور صبح کو آپ اسی رات کو نوش فرماتے اور دوسرے دن عصر تک ان کو پھر پی لیا جاتا اور اگر استعمال کی جاتی کس بچ کر باقی ماندہ کو خادم کو استعمال میں لانے یا ضائع کر دیا جاتا تھا۔

بَابُ مَاجَآءَ فِيْ صِفَةِ فَاكِهَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

یہ باب حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے پھل (تناول فرمانے) کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں سات احادیث ہیں)

حل لغات فَاكِهَةٌ۔ میوہ، پھل، اس کی جمع فَوَاكِه ہے، تر ہو یا خشک، ہر قسم کا پھل جس کو کھا کر لذت حاصل کی جائے۔

تشریح اس باب میں حضور پاک سید الانس والجان، عالم علوم اوّلین و آخرین، سرورِ عالم و عالمیان جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قسم کے پھل کھانے کا بیان ہے۔ نیز حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جب سب سے پہلا پھل آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پیش فرماتے تو حضور شفیقِ اُمت صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ان کے لئے دُعائے برکت فرماتے۔

حدیث ۱/۱۸۹ حدثنا اسمٰعیل بن موسیٰ الفزازی حدثنا ابراھیم بن سعد عن ابیہ عن عبداللہ بن جعفر قال کان النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم یاکل القثاء بالرطب۔

ترجمہ عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ککڑی کو تازہ کھجور کے ساتھ نوش فرماتے تھے۔

اسماء الرجال: اسمٰعیل بن موسیٰ الفزازی، قیس ظفری کے مولیٰ، صدوق رمی بشرب الخمر، ثقہ ہے۔ ابراھیم بن سعد، ثقہ ہے۔ ابیہ، ثقہ ہے۔ عبداللہ بن جعفر، فاضل ہے۔

حل لغات القِثَّاءَ۔ ککڑی، کھیرا۔
اَلرُّطَب۔ تازہ کھجور۔

تشریح شارحین کرام نے اس حدیث شریف کی شرح میں مختلف نقطۂ نظر سے خوب تبصرے کئے ہیں جو اپنی جگہ پر درست اور صحیح ہیں۔ اس حدیث شریف سے حضور پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا ککڑی اور کھجور کا نوش فرمانا ثابت ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتدال کے لئے ککڑی (ٹھنڈی سبزی) کو کھجور (گرم پھل) سے ملا کر نوش فرمایا۔

حدیث ۲/۱۹۰ حدثنا عبدۃ بن عبداللہ الخزاعی البصری حدثنا معاویۃ بن ہشام عن سفین عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا انّ النبیّ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کان یأکل البطیخ بالرطب۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تربوز کو تازہ کھجور کے ساتھ نوش فرماتے تھے۔

حل لغات بِطِّیخ۔ تربوز۔ ب کی زیر کے ساتھ صحیح ہے اور ب کی زبر کے ساتھ غلط ہے۔

تشریح بِطِّیخ کے ترجمہ میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ خربوزہ ہے اور بعض نے کہا کہ تربوز ہے۔ صاحب مجمع الوسائل فرماتے ہیں کہ صحیح تربوز ہے کہ یہ سرد ہے اور کھجور کی گرمی کو معتدل کر دیتا ہے۔ ابوداؤد اور ترمذی روایت کرتے ہیں:-

"عن النبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم انہ کان یأکل البطیخ بالرطب ویقول یرفع حرھذا وبرد ھذا وبرد ھذا حرھذا"

یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تربوز کے ساتھ تازہ کھجور نوش فرماتے اور فرماتے تھے کہ اس کی ٹھنڈک اُس کی گرمی کو اور اس کی گرمی اُس کی ٹھنڈک کو زائل کر دے گی۔

اسماء الرجال ص ۲۰۲
۱ عبدہ بن عبداللہ الخزاعی البصری، دیکھو حدیث ۳۵
۲ باب ماجاء فی صفۃ اواٰنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ص ۲۰۱
۳ معاویہ بن ہشام، دیکھو حدیث ۱۲
باب ماجاء فی نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ص ۲۰۱
۴ سفیان، دیکھو حدیث ۳۵
باب ماجاء فی دفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم ص ۲۰۱
۵ ہشام بن عروہ، دیکھو حدیث ۱۲
۶ عائشہ بنت ابوبکر، دیکھو حدیث ۱۲
باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ص ۲۰۱
۷ ابیہ، دیکھو حدیث ۳۵
باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ص ۲۰۱
۸ عائشہ صدیقہ، دیکھو حدیث ۱۲
باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ص ۲۰۱

حدیث ۱۹۲ حدثنا ابراهیم بن یعقوب حدثنا وهب بن جریر حدثنا ابی قال سمعت حمیدا یقول اوقال حدثنی حمید قال وهب وکان صدیقا له عن انس بن مالك قال رَاَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَجْمَعُ بَیْنَ الْخِرْبِزِ وَالرُّطَبِ.

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خربوزہ اور تازہ کھجور کھانے نوش فرماتے دیکھا ہے۔

حل لغات

اَلْخِرْبِزُ۔ خربوزہ۔

تشریح سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خربوزہ کھانا بھی ثابت ہوا ہے۔ نیز خربوزہ اور تازہ کھجور کو ملا کر نوش فرمانے کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ خربوزہ پھیکا ہو اور کھجور سے اس کے مزے کو بدل دیا جاتا ہو جیسا کہ ہمارے ہاں پھیکے خربوزہ پر شکر ڈال کر کھایا جاتا ہے۔

حدیث ۱۹۳ حدثنا محمد بن یحیی حدثنا محمد بن عبد العزیز الرملی حدثنا عبد اللہ بن یزید ابن الصلت عن محمد بن اسحٰق عن یزید بن رومان عن عروۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَکَلَ الْبِطِّیخَ بِالرُّطَبِ.

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تربوز تازہ کھجور کے ساتھ نوش فرمایا۔

تشریح اس حدیث شریف سے بھی ثابت ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تربوز اور کھجور نوش فرمائی تھی۔

حدیث ۱۹۳ حدثنا قتیبۃ بن سعید عن مالک ح وحدثنا اسحٰق بن موسیٰ حدثنا معن حدثنا مالک عن سہیل بن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ہریرۃ قال کان الناس اذا رأوا اول الثمر جاؤا بہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اللھم بارک لنا فی مدینتنا وبارک لنا فی مدینتنا وبارک لنا فی صاعنا وفی مدنا اللھم ان ابراھیم عبدک وخلیلک ونبیک وانی عبدک ونبیک وانہ دعاک لمکۃ وانی ادعوک للمدینۃ بمثل ما دعاک لہ لمکۃ ومثلہ معہ قال ثم یدعو اصغر ولید یراہ فیعطیہ ذلک الثمر۔

ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ صحابہ جب کسی نئے پھل کو دیکھتے تو اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں پیش کرتے تھے، تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا فرماتے کہ اے اللہ ہمارے پھلوں میں برکت عطا فرما، اور ہمارے شہر (مدینہ منورہ) پر برکت نازل فرما، اور ہمارے صاع اور مُد میں برکت دے۔ اے مولا کریم! بیشک حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ کے عبد اور خلیل اور نبی ہیں اور میں یقیناً آپ کا عبد اور آپ کا نبی ہوں، اور انہوں نے مکہ مکرمہ کیلئے آپ کے حضور میں دُعا کی تھی اور میں مدینہ منورہ کے لئے آپ کے حضور میں دُعا کرتا ہوں، اسی طرح کی دُعا جس طرح کی دُعا انہوں نے مکہ مکرمہ کے لئے کی تھی اور اس سے دوچند، راوی کہتا ہے کہ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے کم عمر بچے جو وہاں موجود ہوتے طلب فرماتے اور انہیں اس پھل سے عطا فرماتے۔

حل لغات صَاع۔ عرب میں وزن ناپنے کا ایک پیمانہ ہے۔ صدر الشریعہ فرماتے ہیں "صاع کیلے است کہ پنجہ در وے ہشت رطل" اس پیمانہ سے کھجور وغیرہ ناپتے ہیں۔ مُدّ۔ یہ بھی عرب میں وزن ناپنے کا ایک پیمانہ ہے۔ مہذب میں ہے کہ "مُدیک رطل وسوئم حصہ رطل است"۔ ح۔ تحویل اسناد کی علامت ہے۔

تشریح ابوہریرہ کا ارشاد ہے "صحابہ جب کسی نئے پھل کو دیکھتے تو اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں پیش کرتے" یعنی جب پہلا پھل اپنے باغ میں سے اُتارتے تو اسے اپنے گھر میں لے جانے سے پہلے اور بازار میں لانے سے پہلے دعائے برکت لینے کے لئے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں پیش کرتے۔ حضرت علامہ مولینا مولوی محمد عاقل صاحب لکھتے ہیں کہ صحابہ اس لئے یہ پہلا پھل یا میوہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے کہ:۔

عہ عروہ۔ دیکھو حدیث ۱۹۲ باب ما جاء فی شرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عہ عائشہ۔ دیکھو حدیث ۱۹۲ باب ما جاء فی شرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

اسماء الرجال حدیث ۱۹۳

۱ قتیبہ بن سعید۔ دیکھو حدیث ۱ باب ۱ فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱

۲ مالک بن انس۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱

۳ اسحٰق بن موسیٰ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱

۴ معن۔ دیکھو حدیث ۱ باب ۱ ما جاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱

۵ مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

۶ سہیل بن ابی صالح۔ دیکھو حدیث ۲۵ باب ما جاء فی ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

۷ ابیہ۔ دیکھو حدیث ۲۵ باب ما جاء فی ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

۸ ابوہریرۃ۔ دیکھو حدیث ۲۵ باب ما جاء فی ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

maarifat.com

"بزرگ تر می دانستند و محبوب تر و اعلیٰ و طلب برکت می کردند کہ بمین دست مبارک او قبولیت دعائے او خیر و برکت دران پیدا شود"

حضور سرورِ عالم و عالمیان نبی رؤف و رحیم، صاحب شفاعت کبریٰ، جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ہر ایک سے بزرگ تر سمجھتے تھے اور ہر ایک سے زیادہ محبوب جانتے تھے اور ہر ایک سے مرتبہ و مقام و منصب میں بلند و بالا جانتے تھے اور حضور پاک سراپا برکت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک سے زیادتی کی طلب کرتے تھے کہ جب اس پھل کو حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا دست مبارک لگ جائے گا تو وہ پھل ان سے بھر جائے گا اور چونکہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دعا مقبول ہے اسلئے اس پھل میں انتہائی خیر و برکت پیدا ہو جائے گی"

کتنا پاکیزہ جذبہ تھا حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اور کتنا ہی پختہ اور سچا عقیدہ تھا ان اُمتِ محمدیہ کے بزرگ ترین افراد کا، کتنی ہی پیاری اور اعلیٰ ترین محبت تھی ان جانثارانِ نبوت کی۔ اہلِ مدینہ کی اس محبت ان کے اس اخلاص اور ان کے اس پختہ عقیدہ کو دیکھ کر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مدینہ پاک کے رہنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور میں انتہائی برکت کی دعائیں فرمائیں، یہاں تک حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو دعا کی تھی۔

"رَبَّنَا اِنِّیْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ"

(سورۃ ابراہیم آیت ۳۷)

اے میرے رب میں نے اپنی کچھ اولاد ایک نالے میں بسائی جس میں کھیتی نہیں ہوتی تیری خدمت والے گھر کے پاس، اے میرے رب اس لئے کہ وہ نماز قائم رکھیں تو تو لوگوں کے کچھ دل ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں کچھ پھل کھانے کو دے شاید وہ احسان مانیں۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس سے بھی دو چند برکتوں کی دعائیں فرمائیں اور اہل مدینہ منورہ کے حق میں وہ سب قبول ہوئیں حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت مبارک میں پھلوں کے پیش کرنے کی صحابہ کرام کی یہ سنت آج تک صحیح العقیدہ اہلسنت وجماعت حنفی اولیاء اللہ کو ماننے والے افراد میں جاری ہے۔ چنانچہ اب بھی سادات کرام کے پاس اسی طرح یہ لوگ اپنے باغات کا پہلا پھل اُتار کر حاضر کرتے ہیں اور سادات کرام اولادِ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے دُعا برکت طلب کرتے ہیں، حضور سید الکائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم دعائیں فرمانے کے بعد اہل بیت کے کم عمر بچوں کو بُلا کر اس پھل سے ان کو عنایت فرماتے اور صحابہ کرام کے کم عمر بچوں پر تقسیم کرتے۔ صاحب انحافات الربانیہ جامع الصغیر سے نقل فرماتے ہیں۔

"کان اذا اتی النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم بباکورۃ الثمر وضعھا علی عینیہ ثم علی شفتیہ وقال اللھم کما اریتنا اولہ فارنا اٰخرہ"

یعنی جب فصل کا پہلا میوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر کیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس کو آنکھوں پر رکھتے پھر ہونٹوں پر رکھتے اور یہ دُعا فرماتے اللھم کما اریتنا اولہ فارنا اٰخرہ"

پھر جو بچے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس ہوتے ان میں تقسیم فرما دیتے۔

حدیث ۶/۱۹۴ حدثنا محمد بن حمید الرازی حدثنا ابراھیم بن المختار عن محمد بن اسحٰق عن ابی عبیدۃ بن محمد بن عمار بن یاسر عن الربیع بنت معوذ بن عفراء قالت بعثنی معاذ بن عفراء بقناع من رطب وعلیہ اجر من قثاء فرغب وکان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یحب القثاء فاتیتہ بہ وعندہ حلیۃ قد قدمت علیہ من البحرین فملاء یدہ منھا فاعطانیہ۔

ترجمہ الربیع بنت معوذ بن عفراء سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ مجھے معاذ بن عفراء (جو ربیع کے چچا ہیں) نے ایک طباق دیا جس میں تازہ کھجوریں اور روئیں دار ککڑیاں تھیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر کروں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ککڑی بہت پسند فرماتے تھے تو میں وہ لے کر خدمت میں حاضر ہوئی اسوقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱۹۴) اسماء الرجال صفحہ ۲۰۰ ۱ محمد بن عبید الرازی ۔ یکنی ابا علی ۲ ابراہیم بن المختار ۔ یکنی ابا اسحٰق ۳ محمد بن اسحٰق ۔ یکنی ابا بکر ۴ محمد بن عبید بن محمد بن عمار بن یاسر ۵ الربیع بنت معوذ بن عفراء ۔ صحابیہ ہیں۔ ان کا باپ معاذ بن الحارث ہے۔ ان کا بھائی عبد اللہ بن معوذ بن عفراء ہے۔ ان کا چچا معاذ بن عفراء ہے۔ ان کا بیٹا عبید اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم ہے۔ ان کی بیٹی عمرہ بنت عبد الرحمٰن ہے۔ ان کا بیٹا ابو بکر بن عبد الرحمٰن ہے۔ ان کا بیٹا ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم ہے۔ ان کا بیٹا عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم ہے۔ ان کا بیٹا محمد بن عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم ہے۔ ان کا بیٹا عبد اللہ بن محمد بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم ہے۔ ان کا بیٹا محمد بن عبد اللہ بن محمد بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم ہے۔ ان کا بیٹا عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم ہے۔ ان کا بیٹا محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم ہے۔ ان کا بیٹا عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم ہے۔ ان کا بیٹا محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم ہے۔ ان کا بیٹا عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم ہے۔ ان کا بیٹا محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم ہے۔ ان کا بیٹا عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم ہے۔ ان کا بیٹا محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم ہے۔ ان کا بیٹا عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم ہے۔

کے پاس کچھ زیورات تھے جو کہ تحفۃً بحرین سے آئے تھے پس آنسرور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک ہاتھ بھر کران زیورات سے مجھے عطا فرمائے۔

حل لغات قِنَاع۔ طباق۔ اَجْر۔ جَرَدٌ۔ کی جمع ہے۔ چھوٹا پھل انار ہو یا ثربوزہ یا ککڑی۔ مُخَضَّب۔ نرم روئیں رواں دراصل تو سُرخ اس روئیں کو کہتے ہیں جو بچہ کے بدن پر شروع میں نکلتا ہے۔ حِلْیَۃ۔ زیور۔

تشریح اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو جو پھل پسند ہوتے تو حضرات صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں تحفۃً بھیجتے تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی جواباً جو کچھ موجود ہوتا مرحمت فرماتے، اور لوگ اس کو تبرک جانتے، وہ برتن جس میں تحفۃً آتا خالی نہ بھیجتے، چنانچہ آج تک یہ طریقہ سادات کرام کے گھروں میں رائج ہے حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری تحریر فرماتے ہیں:۔

"وفیہ دلیل علی کمال ومروتہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم"

یعنی "اس میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال کرم اور کمال مروت کی دلیل ہے"

حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی التوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں:۔

"فیہ عظیم سخائہ وجودہ"

"اس میں حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے انتہائی سخاوت اور بخشش کا اظہار ہو رہا ہے"

صاحب التحفات الربانیہ حضرت احمد عبدالجواد الدومی تحریر فرماتے ہیں:۔

"وھذا یدل علی عظیم سخائہ وکرم وجودہ۔"

یعنی تحفہ کے جواب میں مرحمت فرمانا آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عظیم سخاوت اور عظیم بخشش وعطا کی دلیل ہے۔

حدیث ۱۹۵ حدثنا علی بن حجر انبأنا شریک عن عبداللہ بن محمد بن عقیل عن الربیع بنت معوذ بن عفراء قالت اتیت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم بقناع من رطب واجر رغب فاعطانی ملاء کفہ حلیا او ذہبا۔

marfat.com

ترجمہ ربیع بنت معوذ بن عفراء سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ایک طباق لے کر حاضر ہوئی جس میں تازہ کھجوریں اور باریک روئیں والی لکڑیاں تھیں تو حضور سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مٹھی بھر کر سونا یا زیور عطا فرمایا۔

حل لغات
کَفَّ۔ ہتھیلی۔
ذَھَبًا۔ سونا۔

تشریح اس حدیث شریف کی تشریح حدیث ۱۴۹۴ اسی باب میں گذر چکی ہے۔ حُلِیًا اَوْ قَالَتْ ذَھَبًا یعنی زیور یا سونا۔ یہ شک راوی کا ہے یعنی زیور تھا یا سونا۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ فَاکِهَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
پورا ہوگیا۔

marfat.com

اسماء الرجال حدیث نمبر
۱ ابن ابی عمر دیکھو حدیث نمبر
باب ماجاء فی ذبح رسول اللہ
۲ صلی اللہ علیہ وسلم وہیئتہ
باب ماجاء فی ذبح رسول اللہ دیکھو حدیث نمبر ۲
صلی اللہ علیہ وسلم وہیئتہ
۳ عمر دیکھو حدیث نمبر ۲
باب ماجاء فی شراب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم حدیث نمبر ۳
۴ الزہری دیکھو حدیث نمبر ۳
باب ماجاء فی شراب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم حدیث نمبر ۴
۵ عروہ دیکھو حدیث نمبر ۴
باب ماجاء فی شراب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم حدیث نمبر ۵
۶ عائشہ دیکھو حدیث نمبر ۵
باب ماجاء فی شراب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم حدیث نمبر ۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ شَرَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

یہ باب حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پینے کی اشیاء کے متعلق ہے

(اس باب میں دو احادیث ہیں)

حل لغات شَرَاب، مایشرب، وہ چیز جو پی جائے۔ مہذب میں ہے "شراب نامیست مر جمیع چیزہا را کہ یاشامند"۔

تشریح اس باب میں حضور رحمۃ للعالمین امام الانبیاء فخر المرسلین صاحب لواء حمد محمد محبتی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پینے کی چیزوں میں میٹھی اور ٹھنڈی چیزوں کا ذکر ہے، نیز جو بھی تقسیم کرنا ہو داہنی جانب والے کا حق لینے کا پہلے ہے۔ اگر داہنی جانب والا کم عمر ہے اور بائیں طرف والا بڑی عمر کا ہے تو ادباً داہنی جانب والا پہلے بائیں جانب والے کو دے دے ورنہ حق داہنی طرف والے کا ہی ہے، اس باب میں یہ ادب سکھایا گیا ہے کہ چھوٹی عمر والے بڑی عمر والے کا احترام اور ادب ملحوظ خاطر رکھیں۔

حدیث ۱۹۶ حدثنا ابن ابی عُمر حدثنا سُفیٰن عن معمر عن الزہری عن عروۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قَالَتْ کَانَ اَحَبُّ الشَّرَابِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الْحُلْوَ الْبَارِدَ۔

ترجمہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پینے کی چیزوں میں جو سب سے زیادہ پسند تھی وہ ٹھنڈا اور میٹھا شربت تھا۔

حل لغات الحلو۔ میٹھا۔ البارد۔ ٹھنڈا۔

marfat.com

تشریح حضور پاک سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پانی میں کُھرما یا کھجور بھگو کر شربت نوش فرماتے تھے یا شہد کا شربت حضور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے پانی لایا جاتا اس لئے اس کا پانی نہایت ہی ٹھنڈا ہوتا، سرگروہ صوفیاء حضرت ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

"اذا شربت الماء الحلو البارد احمد ربی من وسط قلبی"

"جب میں میٹھا پانی پیتا ہوں تو دل کی عمیق گہرائیوں سے اپنے رب تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں"

حدیث ۱۹۷ حدثنا احمد بن منیع حدثنا اسماعیل بن ابراهیم انبأنا علی بن زید عن عمر هو ابن ابی حرملة عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قال دخلت مع رسول اللہ صلی اللہ علیه والہ وسلم انا وخالد بن الولید علی میمونة فجاءتنا باناء من لبن فشرب رسول اللہ صلی اللہ علیه والہ وسلم وانا علی یمینه وخالد علی شماله فقال لی الشربة لک فان شئت اثرت بها خالدا فقلت ما کنت لاوثر علی سؤرک احدا ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیه والہ وسلم من اطعمه اللہ طعاما فلیقل اللهم بارک لنا فیه واطعمنا خیرا منه ومن سقاه اللہ لبنا فلیقل اللهم بارک لنا فیه وزدنا منه ثم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه والہ وسلم لیس شئ یجزئ مکان الطعام والشراب غیر اللبن.

قال ابوعیسیٰ هکذا روی سفیان ابن عیینة هذا الحدیث عن معمر عن الزهری عن عروة عن عائشه ورواه عبد اللہ بن المبارک وعبد الرزاق وغیر واحد عن معمر عن الزهری عن النبی صلی اللہ علیه والہ وسلم مرسلا قال ابوعیسیٰ واسناده ابن عیینة من بین الناس قال ابوعیسیٰ ومیمونة بنت الحارث زوج النبی صلی اللہ علیه والہ وسلم هی خالت خالد بن الولید وخالة ابن عباس رضی اللہ عنهم وخالة یزید بن الاصم واختلف الناس فی روایة هذا الحدیث عن علی ابن زید بن جدعان فروی بعضهم عن علی بن زید عن عمر ابن حرملة وروی شعبة عن علی بن زید

اسماء الرجال حدیث ۱۹۷
۱ احمد بن منیع بن عبد الرحمٰن ابو جعفر البغوی ثقہ حافظ صاحب مسند ہے ۲۴۴ھ میں وفات پائی۔ ۲ اسماعیل بن ابراہیم بن مقسم الاسدی ابو بشر البصری ثقہ حافظ ہے ۱۹۳ھ میں وفات پائی۔ ۳ علی بن زید بن عبد اللہ بن زہیر التیمی ابو الحسن البصری ثقہ ہے ۱۳۱ھ میں وفات پائی۔ ۴ عمر بن ابی حرملہ المدنی صدوق ہے۔ ۵ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حبر الامۃ ترجمان القرآن ہے ۶۸ھ میں وفات پائی۔

۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۱۹۶ کو بخاری نے الادب المفرد میں اور مسلم نے الاشربہ میں روایت کیا ہے۔ ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۱۹۷ کو ابوداؤد نے الاطعمہ میں اور نسائی نے الوضوء میں روایت کیا ہے۔

marfat.com

فقال عن عمرو بن حرملة والصحيح عمر بن ابی حرملة.

ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں اور خالد بن ولید حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ میمونہ کے گھر گئے وہ ہمارے لئے ایک برتن میں دودھ لائیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دودھ نوش فرمایا میں اس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں جانب اور خالد بن ولید بائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے۔ جناب سرور عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ لے ابن عباس، دودھ پینے کا تیرا حق ہے اگر تو چاہے تو اپنی باری خالد کو دے دے۔ تو میں نے عرض کیا کہ (یا رسول اللہ) میں ہرگز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس خوردہ پر کسی ایک کو ترجیح نہیں دیتا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ کھانا کھلائیں تو اس شخص کو چاہیئے کہ یوں کہے "اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَطْعِمْنَا خَيْرًا مِّنْهُ" اے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کھانے میں ہمارے لئے برکت عطا فرما اور ہمیں اس سے بہتر کھانا عطا فرما۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ دودھ نصیب فرمائے اسے چاہیئے کہ یوں کہے "اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا" اے اللہ تبارک وتعالیٰ اس دودھ میں ہمارے لئے برکت عطا فرما اور اس سے زیادہ مرحمت فرما" پھر راوی فرماتے ہیں کہ نہ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی چیز ایسی نہیں ہے سوائے دودھ کے جو کھانے اور پینے کی کفایت کر سکے۔

حل لغات اَمْرَيْتَ۔ تو باری دے دے، ایثار کر دے۔
سُؤْر۔ پس خوردہ، جھوٹا۔ يُحْزِی۔ بدلہ ہو سکے۔

تشریح جناب ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیوی ہیں اور تمام مومن مسلمانوں کی ماں ہیں یہ حارث کی لڑکی ہیں، عبداللہ بن عباس اور خالد بن ولید کی خالہ ہیں۔ ارشاد فرمایا (اے ابن عباس) دودھ پینے کا تیرا حق ہے" اس لئے تو دائیں جانب ہے اور دائیں طرف ہر ایک مناسب کام کے شروع کرنے میں اولیٰ "انسب اور اقدم ہے، ارشاد فرمایا "اگر تو چاہے تو اپنی باری خالد کو دے دے" اس لئے وہ تم میں تجھ سے بڑے ہیں، اور ابن عباس کو سکھایا کہ اگرچہ حق تو تمہارا ہے مگر بڑے کا ادب اور احترام اس بات کا متقاضی ہوا کرتا ہے کہ اپنے پر ان کو ترجیح دی جائے مگر حضرت ابن عباسؓ فرمایا۔ "(یا رسول اللہ) میں ہرگز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس خوردہ پر کسی ایک کو ترجیح نہیں دیتا" یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پس خوردہ جو مجھے اس وقت نصیب ہو رہا ہے یہ نعمت غیر مترقبہ ہے۔ میں اسے کسی ایک کو بھی نہیں دیتا یہ میری نوش بختی ہے جو مجھے آج نصیب ہو رہی ہے حضور کے ساتھ حضرت ابن عباس کا اس فقرے سے کمال عشق اور غایت درجے کی محبت ظاہر ہو رہی ہے "درحقیقت حضور سرِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عشق اور محبت کا نام ہی ایمان ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ صِفَةِ شَرَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پورا ہو گیا۔

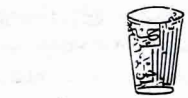

بَابُ مَاجَآءَ فِيْ صِفَةِ شُرْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

یہ باب حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے پانی نوش فرمانے کے طریقہ کے بیان میں ہے

(اس باب میں دس احادیث ہیں)

حل لغات شُرْبٌ۔ پینا، یہ تینوں حرکات سے آتا ہے۔ گھونٹ لینا، سیراب ہونا۔

تشریح اس باب میں سرورِ کونین، سیدالانس والجان صاحب التاج والمعراج وانیراق والعلم احمد مجتبیٰ، جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پانی نوش فرمانے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ بیٹھ کر پانی نوش فرمایا بعض خاص مواقع پر کھڑے ہو کر بھی نوش فرمایا۔ دو سانس میں بھی پانی پیا اور تین سانس میں بھی۔ نیز اس باب میں بتایا کہ کبشہ اور ام سلیم رضی اللہ عنہما نے تبرکاً وادباً جس مقام پر (مشکیزہ) منہ مبارک لگا کر پانی نوش فرمایا وہ کتر کر رکھ لیا تاکہ کسی اور کا منہ اس جگہ نہ لگے۔

حدیث ۱۹۸ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا عَاصِمٌ الْاَحْوَلُ وَمُغِيْرَةُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شَرِبَ مِنْ زَمْزَمَ وَهُوَ قَائِمٌ

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمزم کا پانی پیا، درانحالیکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے تھے۔

تشریح زمزم اس کنویں کا نام ہے جو کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑیاں رگڑنے کے مقام پر معجزانہ طور پر ظہور پذیر ہوا

اسماء الرجال حدیث نمبر ۱۹۸

۱ احمد بن منیع۔ دیکھو حدیث نمبر ۲

۲ باب ماجاء فی شرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قائما حدیث ۱

۳ ہشیم۔ دیکھو حدیث نمبر ۱۷

۴ عاصم الاحول۔ دیکھو حدیث نمبر ۱۰

۵ باب ماجاء فی خاتم الفضۃ

حاشیہ ۳ دیکھو حدیث نمبر ۱۷

۶ مغیرہ۔ دیکھو حدیث نمبر ۱۷

۷ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱

۸ شعبی۔ دیکھو حدیث نمبر ۱۷

۹ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

۱۰ ابن عباس۔ دیکھو حدیث نمبر ۱۷

۱۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

marfat.com

تھا' یہ کنواں مکہ مکرمہ میں احاطۂ حرم شریف کے اندر ہے' اس حدیث شریف اور دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کھڑے ہو کر بھی پانی پینا ثابت ہے بلکہ علماء نے لکھا ہے کہ زمزم کا پانی کھڑے ہو کر پینا افضل ہے اور آبِ زمزم پینے کے وقت یہ دُعا پڑھے۔ "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَشِفَآءً مِّنْ کُلِّ دَآءٍ" اور بہت سی احادیث سے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع بھی ثابت ہے۔ چنانچہ مسلم شریف میں ابوہریرہ سے روایت ہے یہ کہ رسُول کریم نے ارشاد فرمایا:۔

"لایشربن احدکم قائما فمن نسی فلیستقئ" "کوئی شخص تم میں سے کھڑے ہو کر پانی نہ پیئے' جو بھول کر پی لے تو اُلٹا دے"۔

شارحین رحمھم اللہ علیھم اجمعین فرماتے ہیں کہ دونوں احادیث میں یوں توفیق ہو گی کہ کھڑے ہو کر پانی نہ پینے کی نہی تنزیہی ہے نہ کہ نہی تحریمی' اور امر جو کہ ہے وہ وجوبی نہیں بلکہ استحبابی ہے اور کھڑے ہو کر پینا بطریق جواز کے ہے۔ حضرت علامہ علی قاری رحمہ الباری تقریر فرماتے ہیں:۔

"والتوفیق بینھما ان النھی محمول علی التنزیہ والشرب قائما لبیان الجواز"

اور بعض علمائے کرام فرماتے ہیں کہ دو مقام پر کھڑے ہو کر پانی پینا اس نہی سے مستثنیٰ ہے' پہلا مقام جس وقت زمزم کا پانی پیئے' اور دوسرا مقام جب وضوء سے فارغ ہو تو چلو دو چلو کھڑے ہو کر پانی پی لے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حدیث ۲/۱۹۶ حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا محمد بن جعفر عن الحسین المعلم عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یشرب قائما وقاعدا۔

ترجمہ عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھڑے بھی اور بیٹھے بھی پانی نوش فرماتے دیکھا ہے۔

تشریح یعنی کبھی تو میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے کھڑے پانی نوش فرما رہے ہیں اور کبھی بیٹھے ہوئے نوش فرما رہے ہیں' صاحب التحفۃ الربانیہ حضرت علامہ احمد عبدالجواد الدومی مصری فرماتے ہیں:۔

وفی الحدیث دلیل علی جواز الشرب من اور اس حدیث شریف میں کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پانی

قیام وقعود "

اور فرماتے ہیں :۔

"ولکن الغالب انہ کان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یشرب قاعدا"

وغیرہ پینے کا ہو تا ہے ۔

"لیکن اکثر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی وغیرہ بیٹھ کر ہی نوش فرماتے تھے "

حدیث ۲۰۰ حدثنا علیؒ بن حجر حدثنا ابنؒ المبارک عن عاصمؒ الاحول عن الشعبیؒ عن ابن عباسؓ قال سقیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من زمزم فشرب وھو قائم ۔

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آب زمزم پلایا ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پانی نوش فرمایا اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے تھے ۔

تشریح علماء نے لکھا ہے کہ زمزم شریف کا پانی کھڑے ہو کر پینا افضل ہے اور خوب سیر ہو کر پینا چاہیئے ۔ نیز کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے اور بسم اللہ شریف پڑھ کر پیئے ۔ حضرت البیجوری تحریر فرماتے ہیں :۔

"وبین لمن شرب قائما ان یقول اللھم صل علی سیدنا محمد الذی شرب الماء قائما وقاعدا"

یعنی سنت طریقہ ہے اس شخص کے لئے جو کھڑے ہو کر زمزم کا پانی پیئے یہ کہے اللھم صل علی سیدنا محمد الذی شرب الماء قائما وقاعدا"

حدیث ۲۰۱ حدثنا ابو کریبؒ محمد بن العلاء ومحمدؒ بن طریف الکوفی قالا انباءنا ابن الفضیلؒ عن الاعمشؒ عن عبد الملکؒ بن میسرۃ عن النزال بن سبرۃ قال اتی بوضوء من ماء وھو فی الرحبۃ فاخذ منہ کفا فغسل یدیہ ومضمض واستنشق ومسح وجھہ وذراعیہ ورأسہ ثم شرب منہ وھو قائم ثم قال ھذا وضوء من لم یحدث ھکذا رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فعل ۔

امر الرجال علی الجاری بعد عملہ اللہ فیکون متصلا و لاحتمال الارسال فی ذالک السند ذھب مع ما تقدم راجع الخبر الزاجی یقع الاجتماع الی ضعف عمر وبن خالد عن ابیہ عن جدہ لکن فی تھذیب النووی الاصح الاحتجاج بہ لقرائن اثبت عند اکثر المتقدمین والمتاخرین سماعہ من جدہ ابیہ عبد اللہ ولکفی احتجاج البخاری بہ فانہ خرج لہ فی القدر المراد البیجوری ۱۲

اسماء الرجال حدیث ۲۰۰

ابن عباس رضی اللہ عنہ دیکھو حدیث ۲۰

ابن مبارک دیکھو حدیث ۲۰

باب ما جاء فی صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۲۰

باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۲۰

عاصم الاحول دیکھو حدیث ۲۰

باب ما جاء فی خاتم النبوۃ حدیث ۲۰

علی بن حجر دیکھو حدیث ۲۰

محمد بن العلاء دیکھو حدیث ۲۰

محمد بن طریف دیکھو حدیث ۲۰

ابن الفضیل دیکھو حدیث ۲۰

اعمش دیکھو حدیث ۲۰

عبد الملک بن میسرۃ دیکھو حدیث ۲۰

نزال بن سبرۃ دیکھو حدیث ۲۰

باب ما جاء فی صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲۰

باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۲۰

marfat.com

ترجمہ نزال بن سبرۃ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں (امام الاولیاء امیر المومنین) حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں پانی کا ایک کوزہ لایا گیا جبکہ آپ رضی اللہ عنہ مسجد کوفہ کے صحن میں تشریف فرما تھے۔ اس کوزہ سے ایک چلو پانی لیکر دونوں ہاتھ دھوئے، کلی کی، ناک میں پانی ڈالا، چہرہ تر کیا، دونوں کہنیوں سمیت بازو تر کئے اور سر کو تر کیا اور پھر کچھ پانی پیا، اس حال میں کہ کھڑے تھے پھر فرمایا یہ وضو اس شخص کا ہے جس کے وضو میں حَدَث واقع نہ ہوا ہو، اسی طرح میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا ہے۔

حل لغات کُوز۔ کوزہ۔ الرَّحبَۃ۔ صحن مسجد، مغرب میں ہے وسط مسجد، قاموس میں ہے "رَحبَۃ" کوفہ میں ایک محلہ کا نام ہے" مگر اس جگہ یہ مُراد نہیں ہے بلکہ جامع کوفہ کے وسط میں ایک چبوترہ سا تھا جس پر امیر المومنین وعظ فرماتے تھے (نہایہ) لَمْ یُحْدِثْ۔ بے وضو نہ ہوا ہو۔

تشریح حضرت امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا یہ وضو فرمانا تجدید اور تنظیف کے لئے تھا اس حدیث شریف کے یہاں بیان کرنے سے یہ مُراد ہے کہ وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پیا" اور پھر بیار شاد فرمایا میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے ہی کرتے دیکھا ہے" علامہ عبد الرؤف مناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ لکھتے ہیں:-

" وفیہ دلیل علیٰ ان افعالہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاقوالہ "

یعنی اس میں دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کا حکم رکھتے ہیں"

علامہ البیجوری لکھتے ہیں:-

"ویؤخذ من الحدیث ان الشرب من فضل وضوئہ مستحب"

"اس حدیث شریف سے یہ اخذ کیا جاتا ہے کہ وضو کا بچا ہوا پانی پینا مستحب ہے۔"

اور نیز تحریر کرتے ہیں:-

"ان کان الشرب قائما لبیان الجواز"

"اگر کھڑے ہو کر پانی پینا مُراد ہے تو یہ صرف جواز ہے"

marfat.com

حدیث ۲۰۲ حدثنا قتیبۃ بن سعید ویوسف بن حماد قالا حدثنا عبد الوارث بن سعید عن ابی عصام عن انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان یتنفس فی الاناء ثلاثا اذا شرب ویقول ھو امرء واروی۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پانی پینے کے دوران تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے اور فرماتے تھے' یہ طریقہ زیادہ خوشگوار اور خوب سیراب کرنے والا ہے۔

حل لغات امرء۔ گوارندہ، بھر لینے والا
اروی۔ خوب سیر کرتا ہے، پیاس کو بجھاتا ہے۔

تشریح ارشاد ہے کہ "تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے" یعنی پہلے چند گھونٹ پانی پیا پھر برتن سے مُنہ ہٹا کر سانس لیا' پھر چند گھونٹ پانی پیا اور پھر برتن سے مُنہ ہٹا کر سانس لیا' اسی طرح تیسری مرتبہ بھی کیا۔ ایسا کرنے سے پانی آسانی سے پیا جاتا ہے' اس طرح پینے سے معدہ پر کسی قسم کا بوجھ نہیں پڑتا بلکہ ایسا کرنے سے فرحت حاصل ہوتی ہے اور پیاس رفع ہو جاتی ہے' طبیعت پر خوشگوار اثر پڑتا ہے اور انسان خوب سیراب ہو جاتا ہے۔ حضور سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار کی بن سانس لے پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔ علامہ علی القاری رحمہ الباری فرماتے ہیں:۔

"وقد ورد انہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نھی عن العب نفسًا واحدًا وقال ذالک شبہ بالشیطان رواہ البیھقی عن ابن شھاب مرسلا"

یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بن سانس لے ایک ہی سانس میں پینے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ یہ شیطان کا پینا ہے

حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب پینے کے لئے برتن کے قریب مُنہ مبارک لے جاتے تو بسم اللہ پڑھتے اور جب پینے سے فارغ ہوتے تو الحمد للہ پڑھتے، یہ تین بار کرتے" (شرح المجموری ص۱۰)

اور مُسلم شریف میں ہے:۔

"کان یتنفس فی الشراب ثلاثا" "پینے کے دوران تین سانس لیتے تھے"

اسعاد القاری مرقات ج ۱ ص ۳۴۳
ذکر تنفس سعید بغیر مرۃ یا تنفس فی الاناء ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطاء اللہ علیہ وسلم
باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عن ابی عصام عن انس بن مالک
سنن ابوداؤد ص ۳۵۳ ج ۲ کتاب الاشربۃ باب فی الشرب ثلاثا
سنن ترمذی ص ۱۳۵ ج ۲ ابواب الاشربۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باب ماجاء فی التنفس فی الاناء
سنن ابن ماجہ ص ۲۴۵ ابواب الاطعمۃ باب التنفس فی الاناء
سنن دارمی ص ۱۰۰ ج ۲ کتاب الاشربۃ باب فی التنفس فی الاناء
مسند احمد بن حنبل ص ۱۷۵ ج ۳ مسند انس بن مالک۔ وکذا ص ۱۹۲ ج ۳ مسند انس بن مالک

maarfat.com

حدیث ۲۰۳ حدثنا علی بن خشرم حدثنا عیسی بن یونس عن رشید بن کریب عن ابیہ عن ابن عباس اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کَانَ اِذَا شَرِبَ تَنَفَّسَ مَرَّتَیْنِ.

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم جس وقت پیتے تھے تو دو سانس لیتے تھے۔

حل لغات مَرَّتَیْنِ۔ دو بار، دو دفعہ۔

تشریح یعنی بعض اوقات آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم دو سانس میں بھی پانی نوش فرماتے۔ علامہ البیجوری حدیث شریف نقل فرماتے ہیں:۔

"قال صلی اللہ علیہ والہ وسلم لا تشربوا واحدا کشرب البعیر ولکن اشربوا مثنی وثلاث"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک بار ہی نہ پیو جیسے اُونٹ پیتا ہے لیکن دو بار میں یا تین بار میں پانی پیو"

علماءِ کرام نے ایک سانس میں پانی پینے میں بہت نقصان بتائے ہیں۔ اعصاب میں کمزوری ہو جاتی ہے، معدہ کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں اور جگر کے خراب ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

حدیث ۲۰۴ حدثنا ابن ابی عمر حدثنا سفین عن یزید بن یزید بن جابر عن عبد الرحمن ابن ابی عمرہ عن جدۃ بکبشۃ قالت دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فشرب من فی قربۃ معلقۃ قائما فقمت الی فیھا فقطعتہ.

ترجمہ کبشہ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرے گھر پر تشریف فرما ہوئے، آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کھڑے ہو کر لٹکے ہوئے مشکیزہ پر منہ مبارک لگا کر پانی نوش فرمایا، میں اٹھی اور مشکیزہ کا منہ کاٹ لیا۔

اسماء الرجال

علی بن خشرم۔ دیکھو حدیث ۲۰۲

عیسی بن یونس بن ابی اسحاق السبیعی ابو عمرو الکوفی۔ ثقہ ہیں۔ ۱۹۱ھ میں وفات پائی۔

رشید بن کریب الکوفی۔ ثقہ ہیں۔

کریب بن ابی مسلم ابو رشید الکوفی۔ ثقہ ہیں۔

ابن عباس۔ دیکھو حدیث ۱۸۳

ابن ابی عمر۔ دیکھو حدیث ۱۸۳

سفین۔ دیکھو حدیث ۱۸۳

یزید بن یزید بن جابر الازدی الرقی۔ ثقہ ہیں۔ ۱۵۳ھ میں وفات پائی۔

عبد الرحمن بن ابی عمرہ الانصاری۔ ثقہ ہیں۔

جدۃ۔ نام معلوم نہ ہو سکا۔

کبشہ۔ انصاریہ ہیں۔ ثابت بن قیس والد کی بھتیجی ہیں۔

marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم
رسول اللہ

صحبۃ خرج لہ الجماعۃ۔
عن ابی بکرۃ الانصاری
وزوجہ عبداللہ بن قتادۃ
احسن لھا صحبۃ۔

حل لغات قِرْبَۃ۔ مشک، مشکیزہ، اس کی جمع قِرَبٌ اور قِرْبَاتٌ ہے۔

تشریح ارشاد ہے "پس میں اٹھی اور مشکیزہ کا منہ کاٹ لیا" یعنی مشکیزہ کی اس جگہ کو جہاں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مُنہ مُبارک لگا تھا کتر کر یا کاٹ کر اپنے پاس رکھ لیا۔ حضرت علامہ علی القاری رحمۃ الباری تحریر فرماتے ہیں کہ مسلم شریف کی شرح میں امام نووی فرماتے ہیں جو کہ ترمذی سے نقل کرتے ہیں۔

"وقطعها فم القربة لوجهين احدهما ان تصون موضعا اصابه فم رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان يتبذل ويمسه كل احد والثاني ان تحفظه للتبرك به والاستشفاء"

"مشکیزہ کے منہ کو کاٹ لینے یا کتر لینے کی دو وجہیں تھیں، پہلی وجہ یہ تھی کہ کسی دوسرے کے چھونے یا استعمال کرنے سے اس جگہ کو محفوظ رکھا جائے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مُنہ مُبارک لگا تھا، دوسری وجہ یہ تھی کہ اس ٹکڑے کو اپنے پاس تبرک اور شفا طلب کرنے کے لئے محفوظ کر لیا۔"

گویا جس جگہ رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مُنہ مبارک لگا ہے وہاں دوسرے کسی ایک کا منہ نہ لگ سکے تاکہ بے ادبی اور گستاخی نہ ہو اور اس لئے بھی کہ ہر ایک مرض کے لئے شفا کا باعث ہو اور بطور تبرک کام آئے۔ حضرت علامہ محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

"پس بریدم سر مشک را کہ نگاہ دارم موضعے کہ دہن مُبارک آنسرور بوے رسیدہ برائے تبرک وطلب شفا مرضے بوے واحتیاط از آنکہ دست آلودہ بوے نرسد ومتبدل گردد"

یعنی "مشک کے مُنہ کو میں نے اس لئے کاٹ لیا کہ جس جگہ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کا دہن مُبارک لگا ہے اس کو بطور تبرک اور بیماروں کی شفا کیلئے محفوظ رکھوں، نیز اس مبارک جگہ پر کوئی آلودہ ہاتھ نہ پہنچ سکے اور متبدل نہ ہو جائے۔"

marfat.com

حدیث ۲۰۵ حدثنا محمد بن بشار حدثنا عبد الرحمن بن مهدی حدثنا عمرو بن ثابت الانصاری عن ثمامة ابن عبد الله قال کان انس بن مالک یتنفس فی الاناء ثلاثا وزعم ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم کان یتنفس فی الاناء ثلثا۔

ترجمہ ثمامہ بن عبداللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ انس بن مالک پانی پینے کے دوران تین سانس لیتے تھے اور جناب انس فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی پانی پینے کے دوران تین سانس لیتے تھے۔

حل لغات زعم۔ جس طرح جھوٹی بات کہنے کو کہتے ہیں اسی طرح سچی بات کہنے کو بھی، یہ تو لفت اضداد سے ہے۔ بہرحال صاحب اتحاف الربانیہ نے محقق کے معنی کئے ہیں۔

تشریح حدیث ۲۰۵ کے ضمن میں تشریح ملاحظہ فرمایئے۔

حدیث ۲۰۶ حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن حدثنا ابو عاصم عن ابن جریج عن عبد الکریم عن البراء بن زید ابن ابنة انس بن مالک عن انس بن مالک ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم دخل علی ام سلیم وقربة معلقة فشرب من فم القربة وهو قائم فقامت ام سلیم الی راس القربة فقطعتها۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُم سلیم کے گھر تشریف فرما ہوئے اور (وہاں) مشکیزہ لٹک رہا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیام کی حالت میں اس مشکیزہ کے مُنہ سے پانی نوش فرمایا، پھر اُم سلیم اُٹھیں اور مشکیزہ پر جا کر اس کے سر کو کاٹ لیا۔

حل لغات معلقة۔ لٹکا ہوا۔

تشریح اس حدیث شریف کی تشریح حدیث ۱۹۳ میں گذر چکی ہے جناب علامہ علی القاری رحمہ الباری جمع الوسائل جلد اوّل کے صـ۲۵۵ پر نقل فرماتے ہیں کہ ابو یعقوب ابن سبحان اپنی کتاب اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ حدیث شریف اس طرح لکھتے ہیں:۔

"بطریق عثمان بن ابی شیبہ عن ثمریك ن عبد اللہ عن حمید عن انس قال دخل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم علی ام سلیم فرای قربۃ معلقۃ فیہا ماء فشرب منہا وھو قائم فقامت ام سلیم الیہا فقطعتہا بعد شرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم منہا وقالت لا یشرب منہا احد بعد شرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم"

یعنی حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ام سلیم (جو کہ ان کی والدہ ہیں) کے گھر تشریف فرما ہوئے وہاں پانی والی مشک لٹکی ہوئی تھی حضور پانی سے بھری تھی، لٹکی ہوئی تھی کھڑے ہو کر اس میں سے پانی نوش فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پانی نوش فرمانے کے بعد ام سلیم اٹھیں اور مشکیزہ کے منہ کو کاٹ لیا اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پانی نوش فرمانے کے بعد اب اس سے کوئی پانی نہ پیئے۔

یعنی ادباً و احتراماً اب کوئی دوسرا اس سے منہ لگا کر نہ پیئے، اور علامہ المیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"ومن التبرك والاستشفاء بہ" "تبرک اور شفا حاصل کرنے کے لئے"

اللہ اکبر! صحابیات کے دلوں میں حضور پاک سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام، ادب اور محبت کا کیسا پاکیزہ جذبہ موجزن تھا کہ یہ بھی گوارا نہیں فرماتیں کہ جس مشکیزے پر پیارے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا دہن مبارک لگا ہے کوئی دوسرا اس سے منہ لگائے۔

حدیث ۱۰۲۰ حدثنا احمد بن نصر النیسابوری حدثنا اسحٰق بن محمد الفروی حدثتنا عبیدۃ بنت نائل عن عائشۃ بنت سعد بن ابی وقاص عن ابیہا ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان یشرب قائما۔ وقال ابو عیسیٰ وقال بعضھم عبیدۃ بنت نابل۔

ترجمہ سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کھڑے کھڑے بھی پانی نوش فرمایا کرتے تھے۔

امام الترمذی رحمۃ اللہ علیہ
۱۔ احمد بن نصر النیسابوری، احمد القرشی البغدادی ہے۔ احمد الاوسط الزہاد، تفقہ بہ جماعۃ۔ ۲۴۵ھ میں فوت ہوا۔
۲۔ اسحٰق بن محمد الفروی الجماعی ہے کہا صدوق ہے۔ ربما نفس الذہاب بصیرہ وذال مرۃ مضطرب ودھاہ ابوداؤد۔ ۲۴۶ھ میں فوت ہوا۔
۳۔ عبیدۃ بنت نائل۔ مقبولۃ الصحبۃ السابعۃ تصرح بوفاتہا فی ثمان عشرۃ من الہجرۃ۔ ابوعیسیٰ ترمذی کہتے ہیں کہ بعض نے کہا کہ عبیدہ بنت نابل ہے۔
۴۔ عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص الزہریہ المدنیہ ثقۃ۔ من الرابعۃ خولف فی اسمہا۔ ابوداؤد و ابن ماجہ و النسائی۔ ۱۱۷ھ میں فوت ہوئی۔
۵۔ سعد بن ابی وقاص۔ عشرہ مبشرہ کے ان صحابہ میں سے ہیں جو پہلے انیس لوگوں کے ساتھ اسلام لائے۔ اصحاب شوریٰ میں سے ایک تھے۔ ۵۵ھ میں فوت ہوئے۔
یقال لہ ذاہب الاسلام۔ اصحاب الموطات میں سے ہیں۔ دو سو تراسی احادیث ان سے ہیں۔

marfat.com

تشریح شارحین فرماتے ہیں کہ بعض اوقات عند الضرورت حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کھڑے ہو کر پانی نوش فرمالیتے تھے ورنہ ہمیشہ بیٹھ کر ہی نوش فرماتے۔ لہٰذا یہ جو کھڑے ہو کر پینے کی نہی آئی ہے وہ تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی۔ حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری فرماتے ہیں:۔

"ای احیانا او بعد فراغ الوضوء او ماء زمزم" یعنی کبھی کبھی یا وضو کے بعد یا زمزم کا پانی پیتے وقت کھڑے ہوتے"

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ شُرْبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم
پورا ہوگیا۔

بَابُ مَاجَآءَ فِيْ تَعَطُّرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

یہ باب ہے جس میں رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے عطر لگانے کا بیان ہے۔

(اس باب میں چھ احادیث ہیں)

حل لغات تَعَطُّر۔ خُوشبو لگانا۔

تشریح اس باب میں حضور سراپا نور، سرورِ عالم و عالمیان، صاحبِ شفاعتِ کبریٰ، احمد مجتبےٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے عطر یعنی خوشبو استعمال کرنے، عطر کا تحفہ قبول کرنے اور مرد کو کس قسم کی خوشبو اور عورت کو کس قسم کی خوشبو استعمال کرنے کا ذکر ہے۔

مسلمان مرد کو جمعہ کے دن، عیدین کے دن، باجماعت نماز کے اوقات میں، قرآن مجید کی تلاوت کے وقت، علوم اسلامیہ کے درس کے وقت اور ذکرِ الٰہی کرنے کے وقت عطر لگانا چاہیئے۔

حدیث ۱۰۰۸ حدثنا محمد بن رافع وغير واحد قالوا انبانا ابو احمد الزبيري حدثنا شيبان عن عبد الله بن المختار عن موسىٰ بن انس بن مالك عن ابيه قال كان لرسول الله صلى الله عليه واله وسلم سُكَّةٌ يَتَطَيَّبُ مِنْهَا۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے پاس خُوشبو مقی، جس

marfat.com

سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوشبو لگاتے تھے۔

حل لغات سُکَّۃ۔ ایک قسم کی خوشبو، یا وہ ڈبیہ جس میں خوشبو رکھتے ہیں

تشریح جناب سید الانس والجان، مرایا حسن وجمال، ہادیٔ کُل، امام الانبیاء والرسل، عالم علوم اولین والآخرین، احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ کا وجود اطہر ہر وقت خوشبو سے معطر اور مہکتا رہتا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کہیں تشریف لے جاتے تو صحابہ فرماتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی خوشبو اس راستہ میں پھیل جاتی اور ہم سمجھ لیتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی راہ سے گذرے ہیں لہٰذا ہم اسی خوشبو پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچ جاتے۔ حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری جمع الوسائل جلد دوم صلے پر ابو یعلی اور البزار سے بسند صحیح لکھتے ہیں۔

"انہ کان اذا مر من طریق وجد و منہ رائحۃ الطیب وقالوا مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ھذا الطریق"

اور دارمی، بیہقی و ابو نعیم سے نقل کرتے ہیں:-

"انہ لم یکن یمر بطریق فیتبعہ احد الا عرف انہ سلکہ من طیب عرقہ و عرفہ ولم یکن یمر بحجر الا یسجد لہ"

"جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پسینہ مبارک کی خوشبو کی وجہ سے صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاتے تھے اور کسی ایک پتھر پر سے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گذر نہ ہوتا مگر وہ پتھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کرتا۔"

صحیح مسلم میں ہے کہ:-

"انہ نام عندام انس فعرق فسلتت عرقہ فی قارورۃ لھا فاستیقظ فقال ما ھذا الذی تصنعین یا ام سلیم فقالت

"یہ کہ سرور عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت انس کی والدہ کے گھر نیند فرما رہے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسینہ آ رہا تھا، انہوں

اسماء الرجال اردو ترجمہ ۲۰۰۰ء
ط تحریر، رافع، واصر، عبیری
ہے، ناقابل، کان
صحیحہ، کبیر، اعتمد، کر شید
الحدیث، سمی بن عبیدہ
ومعی بن عیسی، والنفیری
شمیل وغیرھم روی لہ
الجماعۃ، ری مسلم، ۲۱۰ھ میں
انتقال فرمائے۔ دیکھئے اس الکمال
صوی محمد بن اسماعیل، رافع
ابن اسحاق البزار، دیکھو مرقاۃ
باب ما جاء فی نعل رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم، مرقاۃ شرح
مشکوٰۃ، البزار، فرع، ھو ابو یعلی
کان عندہ الحسن الف
حدیث، البزار، فرمایا، ثقہ
خرج لہ ابو داؤد و ابن ماجۃ
حسنہ مسلم، ۲۱۷ھ میں وفات
پائے

مرقاۃ، فرمائیں، الاثر، ابو یعلی
شیخہ، ہیں کہا، ابن حجر، ثقہ
ابن ماجۃ، ثقہ، خوب

لسان الحاسۃ۔

مرقاۃ، قوی، ابن الزبیر، ابن مالک، وفی نسخۃ وفاتی

مرقاۃ، لہ عن ابیہ وابن عباس و

حسنہ، ابن عوف، رضیہ، الانصاری

مرقاۃ، ابن مالک، دیکھو مرقاۃ

باب ما جاء فی خلق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم، مرقاۃ شرح

marfat.com

هذا عرقك نجعله طيبا وهو اطيب الطيب"

نے اس پسینہ کو ایک شیشی میں نچوڑ کر رکھ لیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو فرمایا یا ام سلیم! تم یہ کیا کر رہی ہو تو انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کہ گلاب کا پسینہ ہے ہم اسے بطور خوشبو کے اکٹھا کرتے ہیں، اور ہر قسم کی خوشبو سے نفیس تر خوشبو ہے"

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ ام سلیم نے عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسینہ برکت کے لئے اپنے بچوں کو لگاتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تو اچھا کرتی ہے۔ علامہ علی القاری رحمۃ اللہ علیہ ابو یعلی سے نقل کر کے لکھتے ہیں:-

"انه صلى الله عليه وآله وسلم سلت اى مسح باصبعه لمن استعان به على تجهيز بنته من عرقه فى قارورة وقال مرحبا فلتطيب به فكانت اذا تطيبت به شم اهل المدينة ذالك الطيب فسموا بيت المتطيبين"

"ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنی لڑکی کے جہیز کے لئے کچھ کپڑے تیار کئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک طلب کرنے کے لئے آیا، آپ نے اپنے دست مبارک کی ایک انگلی کو اپنے اس مبارک پسینہ سے تر کیا جو کہ ایک شیشی میں بند کیا ہوا تھا، اور پھر چند قطرے اس صحابی کو عطا کئے اور فرمایا کہ اپنی لڑکی کو کہہ دو کہ جب وہ جہیز کے کپڑے پہنے تو پسینہ کے ان قطروں کو بطور خوشبو استعمال کرے۔ اس کے بعد جب کبھی وہ نیک بخت خاتون یہ خوشبو لگاتی تو اہل مدینہ اس کو سونگھتے اور اس گھر میں خواتین جمع ہو جاتیں اس کے بعد اس گھر کا نام ہی (بیت المتطیبین) خوشبو

marfat.com

سُونگھنے والوں کا گھر مشہور ہوگیا۔

جب آنحضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے کوئی شخص ہاتھ ملاتا تو اس کا ہاتھ تمام دن خوشبو سے مہکتا رہتا، یعنی حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے ہاتھ مُبارک کا اپنا اثر تھا۔ جب حضور پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کسی بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتے تو اس کے سر میں سے اتنی خوشبو آتی کہ وہ بہت سے بچوں میں بھی خوشبو کی وجہ سے پہچانا جاتا۔

"جابر بن سمرہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ایک بار اپنا دستِ مُبارک میرے چہرے پر پھیرا، میں نے اسے ٹھنڈا اور ریح معطر ہونے کی طرح پایا، جو کسی عطر فروش کی شیشی یا صندوقچی سے نکلتی ہے"

"ام عاصم کہتی ہیں کہ ہم عتبہ کی زوجیت میں چار عورتیں تھیں، ہم میں سے ہر ایک اس کوشش میں رہتی کہ وہ خوشبو میں اپنے شوہر عتبہ سے بڑھ جائے اور عتبہ ان تمام کا ایک عام تیل لگاتے۔ اس کے سوا اور کوئی خوشبو نہ استعمال کرتے۔ لیکن اس کے باوجود ہم سب سے زیادہ معطر اور پاکیزہ مہکتے جب گھر سے نکلتے تو لوگ کہتے کہ ہم نے اس خوشبو سے زیادہ نفیس خوشبو نہیں سُونگھی جو عتبہ لگاتے ہیں۔ ام عاصم کہتی ہے کہ میں نے ایک روز عتبہ سے کہا ہم بہتر سے بہتر خوشبو لگانے کی کوشش کرتی ہیں مگر آپ کی خوشبو سے نہیں بڑھ پاتیں، آخر اس کی کیا وجہ ہے۔ کہنے لگے مجھے نبی علیہ السلام کے عہد مبارک میں ایک بیماری لگ گئی تھی۔ میں حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، بیماری کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کپڑے (یعنی قمیض وغیرہ) اُتارنے کا حکم دیا۔ میں نے کپڑے اُتار دیئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے بیٹھ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک پر تھوک ماری، پھر اپنا ہاتھ میری چھاتی پر پھیرا، اس روز سے میرے پورے جسم میں یہ خوشبو بھی ہوئی ہے"

حضرت الشیخ علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی المتوفی ۱۳۵۰ھ وسائل الوصول میں تحریر فرماتے ہیں کہ "اسحاق بن ابوہبیرہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مُبارک سے جو خوشبو آتی تھی وہ دوسری تمام خوشبوؤں سے مختلف ہوتی تھی"، نیز فرماتے ہیں "مسلم میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کو کثرت سے پسینہ آتا تھا، چہرۂ انور پر پسینہ آتا تو موتیوں کی طرح محسوس ہوتا اور اس کی خوشبو مشک اور اذفر سے بھی زیادہ ہوتی"

marfat.com

حدیث ۲/۲۰۹ حدثنا محمدؒ بن بشار حدثنا عبد الرحمٰن بن مهدی حدثنا عزرہؒ بن ثابت عن ثمامۃؒ عن عبد اللہ قال کان انسؓ بن مالک لا یرد الطیب وقال انس ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان لا یرد الطیب۔

ترجمہ ثمامہ بن عبداللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ انس بن مالک خوشبو کے ہدیہ کو واپس نہیں کرتے تھے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم خوشبو کا ہدیہ واپس نہیں فرمایا کرتے تھے۔

تشریح یعنی جو خوشبو ہدیۃً و تحفتہً دی جائے اس کو قبول کرنا چاہئے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس قسم کے تحفہ کو قبول فرماتے تھے اور رد نہیں فرماتے تھے۔ خوشبو کے ہدیہ کو قبول کرنے میں یہ حکمت ہے کہ یہ ہدیہ اتنا قیمتی نہیں ہوتا کہ پیش کرنے والے کو گراں گذرے، دوسرا یہ کہ تھوڑی مقدار میں ہوتا ہے کہ لینے والے کی طبیعت کو محسوس نہیں ہوتا چنانچہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے:۔

"من عرض له ریحان فلا یرده فانه خفیف المحمل وطیب الریح"

درحقیقت حضور سرور دوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کسی کی دل شکنی پسند ہی نہیں فرماتے تھے اور اس قسم کے تحفہ قبول نہ کرنا دل شکنی کا سبب بن سکتا ہے لہذا حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ ہدیہ رد نہیں فرماتے تھے، اور چونکہ خوشبو تو بہت پسند تھی اس لئے اس ہدیۂ جمیلہ کو قبول کرنا بہت ہی اجمل اور احسن بات تھی۔

حدیث ۳/۲۱۰ حدثنا قتیبہؒ بن سعید حدثنا ابنؒ ابی فدیک عن عبد اللہؒ بن مسلم ابن جندب عن ابیہؒ عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ثلاث لا ترد الوسائد والدهن والطیب واللبن۔

ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین چیزیں واپس نہیں کرنی چاہئیں، تکیہ، تیل خوشبو اور دودھ۔

حل لغات الوسائد: تکیہ، وسادۃ کی جمع ہے۔
الدھن: تیل۔ الطیب: خوشبودار۔ اللبن: دودھ

اسماء الرجال حدیث ۲/۲۰۹
۱ محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ۲۔
۲ عبد الرحمٰن بن مہدی۔ دیکھو حدیث ۲۔
۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۱۔
۴ عزرہ بن ثابت۔ دیکھو حدیث ۲۔
۵ باب ماجاء فی حدیث ۵۔
۶ ثمامۃ بن عبداللہ۔ دیکھو حدیث ۲۔
۷ باب ماجاء فی حدیث ۵۔
۸ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۲۔
۹ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۱۔

اسماء الرجال حدیث ۳/۲۱۰
۱ قتیبہ بن سعید۔ دیکھو حدیث ۲۔
۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۱۔
۳ ابن ابی فدیک۔ عبد بن اسماعیل بن ابی فدیک ہے، ذہبی نے کہا صدوق ہے۔
۴ عبد اللہ بن مسلم بن ابی جندب الہذلی۔ ذہبی نے کہا صدوق ہے۔
۵ ابیہ۔ یعنی مسلم بن ابی جندب الہذلی ابوالعلاء المدنی القرشی ہے، ثقہ ہے۔
۶ ابن عمر۔ عبد اللہ بن عمر بن الخطاب العدوی ہے، ثقہ ہے۔

marfat.com

تشریح بعض شمائل شریف کے نسخوں میں صرف الوسائد، الدھن اور اطیب ہے، یعنی اللبن نہیں ہے، بعض میں الوسائد، الدھن اور اللبن ہے الطیب نہیں ہے، بعض شارحین نے فرمایا ہے الدھن کا بدل الطیب یعنی ان تین چیزوں کو واپس نہیں لوٹانا چاہئے بلکہ لے لینا چاہئے، یعنی، خوشبو، تیل اور دودھ۔ صاحب اتحافات الرمانیہ کہتے ہیں کہ امام سیوطی نے سات اشیاء تک اسے پہنچایا ہے۔ ونظمها بعضهم فقال۔

عن المصطفیٰ سبع لیس قبولها — اذا اهدیها قدما نحن الهرء خلان
فحلو والبان ودهن وسادة — ورزق المحتاج وطیب وریحان

حدیث ۲۱۲ حدثنا محمود بن غیلان حدثنا ابوداود الحضری عن سفیان عن الجریری عن ابی نضرة عن رجل عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم طیب الرجال ما ظهر ریحه وخفی لونه وطیب النساء ما ظهر لونه وخفی ریحه حدثنا علی بن حجر حدثنا اسماعیل بن ابراهیم عن الجریری عن ابی نضرة عن الطفاوی عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم مثله بمعناه۔

ترجمہ ابی ہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مرد اس خوشبو ہے کہ اس کی خوشبو ظاہر ہو اور اس کا رنگ ظاہر نہ ہو، اور زنانہ خوشبو وہ ہے کہ اس کی خوشبو ظاہر نہ ہو اور رنگ ظاہر ہو۔

حل لغات ریح۔ خوشبو، بُو۔ لون۔ رنگ۔ خفی۔ پوشیدہ۔

تشریح حضور پاک سرور عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کی روشنی میں مردوں کو چاہئے کہ ایسی خوشبو استعمال کریں جس کی خوشبو دوسروں کو محسوس ہو مگر اس خوشبو کا رنگ نہ ہو جیسے گلاب، مشک، عنبر اور کافور یا ہر چوتھم کی خوشبودار چیزیں ہو سکتی ہیں، مگر عورتوں کے لئے ایسی خوشبو ہو جس کا رنگ نمایاں ہو مگر خوشبو نہایت پوشیدہ ہو جیسے زعفران کستوری، حنا اور ہر چوتھم خوشبودار چیزیں۔ علماء کرام نے فرمایا ہے عورتوں پر یہ اس وقت تو انتہائی ضروری ہے کہ جب کوئی عورت باہر نکلے قطعاً خوشبو استعمال نہیں کرنی چاہئے۔ النسائی نے ابوموسیٰ اشعری سے روایت کی ہے۔

marfat.com

"ایما امراۃ استعطرت فمرت علی قوم لیجدوا ریحھا فھی زانیۃ"

یعنی "جب کوئی عورت خوشبو لگا کر لوگوں میں نکلتی ہے تاکہ اس کی خوشبو پائی جائے تو یہ عورت زانیہ ہے"

احمد، صحیح مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے ابی ہریرہ سے روایت نقل کی ہے۔

"ایما امراۃ اصابت بخورا فلا تشھد معنا العشاء الآخرۃ"

یعنی "جو عورت بخور لے وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز میں نہ آئے"

اور جب اپنے گھر میں ہوں تو جس طریقے سے مناسب سمجھیں اپنے آپ کو معطر کر سکتی ہیں۔ آج کے ماحول میں کتنے ہی افسوس کا مقام ہے کہ مسلمانوں کی عورتیں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ اخلاق والی تعلیم سے یکسر غافل ہو گئیں ہیں اور مغربی تہذیب کی تقلید میں اندھا دھند چلی آرہی ہیں، نہ حیا ہے نہ پردہ، نہ شرم ہے نہ غیرت، بلکہ فیشن کے خوشبودار سینٹ لگا کر فخریہ بازاروں میں چلتی پھرتی ہیں، حالانکہ سید دو عالم پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واضح ارشادات اس سلسلہ میں موجود ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مسلمان عورتوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عفت وعصمت والے احکام پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور فرنگیوں کی تہذیب اور تقلید سے بچائے۔

حدیث ۵/۲۱۲ حدثنا محمد بن خلیفۃ وعمرو بن علی قالا حدثنا یزید بن زریع حدثنا حجاج الصواف عن حنان عن ابی عثمان النھدی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اتی احدکم الریحان فلا یردہ فانہ خرج من الجنۃ۔

قال ابوعیسیٰ لا یعرف لحنان غیر ھذا الحدیث وقال عبدالرحمن بن ابی حاتم فی کتاب الجرح والتعدیل حنان الاسدی من بنی اسد بن ثم بک وھو صاحب الرقیق عم والد سدد یروی عن ابی عثمان النھدی وروی عنہ الحجاج بن ابی عثمان الصواف سمعت ابی یقول ذالک۔

ترجمہ ابی عثمان النہدی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کسی ایک کو ریحان دی جائے تو اس کو واپس نہ کیا کرو کیونکہ وہ جنت سے نکلی ہے۔

اسماء الرجال حضرت ۲۱۲
۱ عمرو بن علی البصری سے یہ اصبغی
۲ عمرو بن علی
۳ یزید بن زریع
۴ حجاج الصواف۔ ابن ابی سلیم
۵ حنان الاسدی
۶ ابو عثمان النہدی
۷ ابو عیسیٰ ترمذی
۸ عبدالرحمن بن ابی حاتم
۹ ابو محمد الحنظلی الرازی

marfat.com

حل لغات

الرَّیحان۔ خوشبو، رحمت، آرام، چین، آسائش، صاحب، دوست۔

تشریح

ابوعثمان النہدی تابعین سے ہے، اس نے اس حدیث کو عمر و بن مسعود اور ابوموسیٰ سے سماع کیا ہے۔ لہٰذا اس شرط پر یہ حدیث مرسل ہے۔ معلوم ہوا کہ جس چیز کی اصل جنت سے آئی ہو وہ رحمت ہوا کرتی ہے لہٰذا جو شخص تحفۃً یا ہدیۃً دے اسے رد نہیں کرنا چاہیئے۔ دوسری یہ بات بھی ہے کہ اس کے رکھنے یا لے جانے میں کوئی محنت یا شاقہ نہیں اٹھانا پڑتا، یہ ایک ہلکی پھلکی چیز ہوتی ہے۔ تیسری یہ بات ہے اسے قبول نہ کرکے دینے والے کا دل دکھانا مناسب نہیں۔ نیز فرمایا کہ یہ جنت سے نکلی ہے اس لئے بھی اس کے تحفۃً کو زد نہ کرو" یعنی شوق اور رغبت دلانا مقصود ہے کہ اعمال صالحہ میں بہت کوشش کرو تاکہ جنت کی نعمتوں سے، مالا مال ہو جاؤ۔ اہل مغرب ریحان کو ایک خاص درخت سے مخصوص کرتے ہیں جسے "آس" کہتے ہیں۔ اہل عراق و شام "حبق" کو ریحان کہتے ہیں "رَیحق" پودینہ کو کہتے ہیں۔

حدیث ۲۱۴

حدثنا عمرُ بن اسماعیل بن مجالد بن سعید الهمدانی حدثنا ابی عن بیانٍ عن قیسٍ بن ابی حازم عن جریرِ بن عبد الله قال عُرِضتُ بَیْنَ یَدَیْ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ فَأَلْقَیٰ جَرِیْرٌ رِدَاءَهٗ وَمَشَیٰ فِیْ إِزَارٍ فَقَالَ لَهٗ خُذْ رِدَائَكَ فَقَالَ عُمَرُ لِلْقَوْمِ مَا رَأَیْتُ رَجُلاً أَحْسَنَ صُوْرَةً مِنْ جَرِیْرٍ إِلَّا مَا بَلَغَنَا مِنْ صُوْرَةِ یُوْسُفَ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔

ترجمہ

جریر بن عبداللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں امیرالمومنین عمر بن الخطاب کے سامنے پیش کیا گیا تو جریر چادر اتار کر تہہ بند میں چلا، بعد میں اسے فرمایا کہ اپنی چادر لے لے۔ لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے جریر سے زیادہ خوبصورت کوئی جوان نہیں دیکھا سوائے حضرت یوسف علیہ السلام کے جن کی خوبصورتی کے متعلق ہمیں اطلاع پہنچی ہے۔

حل لغات

عُرِضتُ۔ میں پیش کیا گیا۔

رِدَاء۔ چادر۔ اِزَار۔ تہہ بند، لنگی:

تشریح

شمائل شریف کے بعض نسخوں میں یہ حدیث نہیں ہے اس لئے کہ باب ہذا کے ساتھ اس حدیث شریف کی ظاہری

marfat.com

مناسبت نہیں۔ مگر بعض شارحین نے وجہ مناسبت یہ لکھی ہے کہ خوبصورت آدمی کو خوشبو والا ہونا ضروری ہے، اگرچہ وہ خوشبو کسی پر ظاہر نہ ہو۔ استاذ محترم محدث کبیر علامہ صاحبزادہ حافظ سید محمد جان صاحب نور اللہ مرقدہ نے فرمایا "یہاں استثناء حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کا کیا" اور سید الکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن مبارک کا نہیں کیا" فرمایا کہ حضرت یوسف کا حسن تو سرور عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و جمال کا سوال حصہ بھی نہیں تھا" حضرت علامہ قاضی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"دریں جا مراد غیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم است زیرا کہ مقرر است کہ ہیچ کس از بنی آدم در حسن و ملاحت برابر حضرت نبود یا آنکہ مبالغہ باشد بایں وجہ کہ در حسن صورت از بشر ممتاز است۔ گو از جنس بشر نیست چنانکہ گفتہ اند بیت

ایں حسن چہ حسن است نہ حد بشر است
از جنس بشر نیست جمال دگر است

یعنی اس جگہ غیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہے کیونکہ یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ بنی آدم و آدم میں سے کوئی فرد بھی حسن و ملاحت میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر نہیں ہو سکتا" یا یہ کہ مبالغہ ہو اس وجہ سے حسن صورت میں بشریت سے ممتاز ہے" گویا جنس بشر سے نہیں جیسا کہ کہا گیا ہے" یہ حسن کیا ہی حسن ہے جو کہ بشریت سے بالا ہے" یہ جنس بشر سے نہیں بلکہ کسی اور کا ہی جمال ہے۔

حضرت علامہ محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نفیس توجیہ اور بھی فرمائی ہے، فرماتے ہیں :-

بعضے علماء گفت کہ وجہ مناسبت آنست کہ حسن صورت را بوی خوش لازم است، اگرچہ بر ہر کس ظاہر نمی شود مگر کساں کہ حواس خود را از کدورات صاف کردہ اند، چنانچہ یعقوب علیہ السلام از مسافت بعید بوئے یوسف علیہ السلام بشنید و گفت اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ۔ پس ایں حدیث متلزم بیان فقر رسول است بنا بر آنکہ در حسن و طلاقت آنرا فرمودہ

بعض علماء نے فرمایا کہ اس میں وجہ مناسبت یہ ہے کہ حسن کو خوشبو ضروری ہے اگرچہ کسی ایک پر ظاہر نہ ہو، مگر ہاں وہ لوگ جو کہ اپنے حواس کو کدورات سے پاک و صاف کر چکے ہیں۔ وہ اس خوشبو کا ادراک کر لیتے ہیں جیسا کہ یعقوب علیہ السلام نے جناب یوسف علیہ السلام کے وجود کی خوشبو کو انتہائی دور مسافت سے سونگھ لیا۔ اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ

marfat.com

علیہ وآلہ وسلم ہیچ کس برابر نبود، پس بوئے خوش ترنیز داشت وایں تعطر ذاتی است. فافہم

یقیناً میں یُوسف علیہ السلام کی خوشبو کو محسوس کر رہا ہوں پس یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تعطر کو بیان کر رہی ہے کہ حُسن و ملاحت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کوئی نہ تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی تیز خوشبو کے مالک تھے اور یہ ذاتی خوشبو ہے. فافہم

خصائص کبریٰ ص۲۷۲ میں بیہقی کی روایت ہے. وہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں:-

"قَالَتْ وَضَعْتُ يَدِيْ عَلٰى صَدْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم يَوْمَ مَاتَ فَمَرَّتْ فِيْ جُمْعَةٍ اُكَلُ وَاَتَوَضَّاُ مَا يَزُوْلُ عَبِيْرُ الْمِسْكِ مِنْ يَدِيْ"

"وہ ارشاد فرماتی ہیں کہ جس دن حضور رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مُبارک ہوا تھا اُس دن میں نے اپنا ہاتھ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ اقدس پر رکھا تھا اب بہت جُمعے گذر چکے ہیں کہ میں اسی ہاتھ سے کھانا بھی ہوں اور اسے وضو بھی ہوں مگر وہ خوشبو ابھی تک میرے ہاتھ سے نہیں جاتی."

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَعَطُّرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم

پُورا ہوگیا.

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ كَيْفَ كَانَ كَلَامُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

یہ باب اس بیان میں ہے کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیسی گفتگو فرمایا کرتے تھے۔

(اس باب میں تین احادیث ہیں)

حل لغات كَلَامٌ۔ گفتگو۔ یہ اسم مصدر ہے بمعنی التکلم یا بمعنی ما یتکلم بہ اور یہاں یہی مراد ہے۔

تشریح اس باب میں افصح العرب والعجم، جناب سید الانبیاء، سردار کل رسل، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے گفتگو فرمانے کا ذکر ہے یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرزِ گفتگو کیسی تھی، سمجھانے کا طریقہ کتنا مناسب اور موزوں تھا اور فصاحت و بلاغت کو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ارشادات پر ناز تھا اور کیوں نہ ہوتا جبکہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى کا مقام اعلیٰ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو نصیب تھا۔

حدیث ۱/۲۱۴ حدثنا حُمَيْدُ بن مسعدة البصري حدثنا حُمَيْدُ بن الاسود عن اُسَامَةَ بن زيد عن الزهري عن عُرْوَةَ عن عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قالت مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم يَسْرُدُ سَرْدَكُمْ هٰذَا وَلٰكِنَّهٗ كَانَ يَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ بَيِّنٍ فَصْلٍ يَحْفَظُهُ مَنْ جَلَسَ اِلَيْهِ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی گفتگو لوگوں کی طرح لگاتار جلدی جلدی نہیں ہوتی تھی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب گفتگو فرماتے صاف صاف

امام الرجال صفحہ ۲۱۴
۱ حمید بن مسعدۃ البصری۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حاشیہ
۲ حمید بن الاسود الاشجری البصری ہے۔ الاسود بالجر قلیلا من السابعۃ خرج لہ البخاری فی الادب وابن ماجہ والنسائی۔ تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۱۳۔ صدوق ہے، مولد ۱۵۴ھ
۳ اسامہ بن زید۔ البلخی ہے۔ الجوزجانی المدنی ۱۵۳ھ میں فوت ہوا۔ قال النسائی وغیرہ لیس بالقوی۔ خرج لہ البخاری فی تاریخہ والبقیہ۔
۴ الزہری۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی ذکر صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۵ عروہ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
۶ عائشہ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

marfat.com

اور ٹھہر ٹھہر کر، جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں بیٹھا ہوتا اس گفتگو کو یاد کر لیتا۔

ستر ۃ ۔ ٹاکنا ۔ فر فر یعنی جلدی جلدی پڑھنا ، بلا توقف ۔

حل لغات **فصل** ۔ ٹھہر ٹھہر کر ، الگ الگ ، علیحدہ علیحدہ ۔

تشریح حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت سکون ، اطمینان ، انتہائی تسلی اور تشفی کے ساتھ گفتگو فرماتے اور انتہائی طور پر سمجھاتے ، ٹھہر ٹھہر کر کلام فرماتے ، اور جیسا کہ بہت ہی قابل اور سنجیدہ افراد کا طریقہ ہے اسی طرح سنجیدگی سے گفتگو فرماتے تاکہ مجلس میں بیٹھے بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تشریف فرما ہوتے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حکیمانہ اور غور و فکر سے بھرپور گفتگو کو بآسانی از بر کر لیتے تھے ، آپ کی گفتگو ہرگز ہرگز ایسی نہ ہوتی کہ لوگوں کی طرح جلد جلد ، لگاتار ، فر فر باتیں کرتے اور سننے والا سمجھ بھی نہیں سکتا کہ یہ کیا کہہ رہا ہے ۔

حدیث ۲ ع ۲۱۵

حدثنا محمد بن یحییٰ حدثنا ابو قتیبۃ سلم بن قتیبۃ عن عبد اللہ بن المثنیٰ عن ثمامۃ عن انس بن مالک قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعید الکلمۃ ثلثا لتعقل عنہ ۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کلام کو تین مرتبہ دہراتے تاکہ سننے والے اس کو اچھی طرح سمجھ لیں ۔

حل لغات **یعید** ۔ دہراتے تھے ، اعادہ کرتے تھے ، تکرار کرتے تھے ۔

تشریح حضور سید الانس والجان شفیع اُمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت ہی دلجمعی اور اطمینان قلب اور توجہ تام کے ساتھ ارشاد فرماتے تاکہ اعلیٰ ، اوسط اور ادنیٰ یعنی ہر قسم کی عقل و فکر اور فہم والا جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مواعظ حسنہ سے خوب اچھی طرح مستفید و مستفیض ہو سکے اور احکام و اوامر کو ذہن نشین کر کے خوب محفوظ اور از بر کر لے اس طرح حضور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تین تین بار ایک ایک جملہ کو دہرانا اپنی اُمت پر کمال درجے کی شفقت سے تھا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد عالیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے حفظ فرما کر اُمت مرحومہ کے لئے

اصحاب الرجال علیہ ۲۰۱/۱
۱ عمران بن ابی ۔ وکلہم مدینی ۔
باب ما جاء فی نعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عن ابی
ہریرۃ ۔ ۲ ابو قتیبۃ سلم بن قتیبۃ
العوامل بن حوشب الشیبانی
صدوق ربما وہم ۔ من السادسۃ
خ د ت ق ۔ ۳ عبد اللہ بن المثنیٰ
بن عبد اللہ بن انس بن مالک
ع ۔ ۴ ثمامۃ بن انس بن مالک ۔ وکلہم مدنی ۔
باب ما جاء فی ذکر صفۃ کلام رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وطریقۃ
کلامہ ۔ ۵ انس بن مالک ۔ وکلہم مدنی ۔
باب ما جاء فی تحسین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ایاہ ۔

marfat.com

ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مشعلِ ہدایت بنا دیئے۔ شارحین رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ایسے طریقہ پر گفتگو فرمانا اس وقت پر محمول ہے جبکہ انتخاب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مجلس شریف میں بہت کثرت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین موجود ہوتے، تاکہ سب کے سب خوب سُن لیں اور سمجھ لیں یا ایسے وقت بھی ایسی گفتگو کو محمول کیا جا سکتا ہے جبکہ کچھ التباس یا اشتباہ ہو تو ایسی تکرار سے حل کیا جائے۔

حدیث ۳/۲۱۶ حدثنا اسفیٰن بن وکیع انبانا جمیع بن عمرو بن عبد الرحمٰن العجلی حدثنی رجل من بنی تمیم من ولد ابی ھالۃ زوج خدیجۃ یکنی اباعبد اللہ عن ابن لابی ھالۃ عن الحسن بن علی قال سألت خالی ھند بن ابی ھالۃ وکان وصافا قلت صف لی منطق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم متواصل الاحزان دائم الفکرۃ لیست لہ راحۃ طویل السکت لا یتکلم فی غیر حاجۃ یفتتح الکلام ویختمہ باشداقہ ویتکلم بجوامع الکلم کلامہ فصل لا فضول ولا تقصیر لیس بالجافی ولا المھین یعظم النعمۃ وان دقت لا یذم منھا شیئا غیر انہ لم یکن یذم ذواقا ولا یمدحہ ولا تغضبہ الدنیا ولا ما کان لھا فاذا تعدی الحق لم یقم لغضبہ شیئ حتی ینتصر لہ لا یغضب لنفسہ ولا ینتصر لھا اذا اشار اشار بکفہ کلھا واذا تعجب قلبھا واذا تحدث اتصل بھا وضرب براحتہ الیمنیٰ بطن ابھامہ الیسریٰ واذا غضب اعرض واشاح واذا فرح غض طرفہ جل ضحکہ التبسم یفتر عن مثل حب الغمام۔

ترجمہ امام حسن بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ھالہ سے جو کہ اکثر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اوصاف کریمانہ بیان فرماتے تھے، عرض کیا کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی گفتگو کی کیفیت مجھ سے بیان کریں، انہوں نے فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم محزون و غمگین رہتے، ہمیشہ متفکر رہتے، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو آرام نہیں ملا، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم زیادہ تر خاموش رہتے، بلا ضرورت گفتگو نہ فرماتے، ابتدائے کلام سے انتہائے کلام تک پورے منہ مبارک کو استعمال کرتے تھے، گفتگو فرماتے وقت جامع کلمات

اسماء الرجال ص ۳۶۴
علی سفیان بن وکیع کو دیکھو ج ۲ ص ۱۰۲
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱
عبد الرحمٰن بن عبد الرحمٰن العجلی کو دیکھو ج ۲ ص ۱۰۲
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲
رجل من بنی تمیم کو دیکھو ج ۲ ص ۱۰۲
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۳
ابن ابی الا کو دیکھو ج ۲ ص ۱۰۲
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۴
علی بن ابی طالب کو دیکھو ج ۲ ص ۱۰۲
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۵

marfat.com

استعمال فرماتے تھے۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گفتگو انتہائی صاف اور واضح ہوتی' ضرورت سے زیادہ نہیں ہوتی تھی۔ اور نہ ہی ادائیگی مقصود میں کوئی کمی ہوتی تھی' نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لفظ کرنے والے تھے اور نہ ہی آنجناب حقیر و ضعیف تھے۔ آپ نعمت کو بڑی عظمت بخشتے تھے اگرچہ وہ تھوڑی ہی کیوں نہ ہو۔ اس نعمت میں سے کسی چیز کی مذمت نہیں فرماتے تھے۔ البتہ کھانے کی چیزوں کی نہ مذمت کرتے اور نہ ہی زیادہ تعریف کرتے، نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کسی دُنیاوی امر کی وجہ سے غصّہ آتا تھا اور نہ ہی کوئی ایسی چیز تھی جس کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ان دنیاوی امور میں غصّہ آتا۔ ہاں جب کوئی شخص حق سے تجاوز کر جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غصّہ کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں ٹھہر سکتی تھی' یہاں تک (اس کو زور اور بے بس کی) کی اعانت میں حمایت فرماتے۔ انہوں نے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی ذات مبارک کے لئے کبھی غصہ نہیں فرمایا اور نہ کبھی اس کا انتقام لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی چیز کی طرف اشارہ فرماتے تو پورے دست مبارک سے اشارہ فرماتے، جب کسی بات پر تعجب فرماتے تو پورے دست مبارک سے اشارہ فرماتے۔ جب کسی بات پر تعجب فرماتے تو ہتھیلی کو پلٹ دیتے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرماتے، پوستہ ہتھیلی کو حرکت دیتے، اور دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کو مارتے۔ جب غصّہ فرماتے تو انتہائی طور پر اعراض فرمالیتے اور جس وقت خوش ہوتے تو آنکھیں بند کر لیتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کمال درجے کا ہنسنا صرف تبسم تھا' اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دندان مبارک سفید اور چمک دار اولے کی مانند دکھائی دیتے تھے۔

حل لغات فَصَافًا۔ وصف بیان کرنے والا، تعریف کرنے والا۔ مَنْطِقٌ۔ گفتگو، بات چیت۔ مُتَوَاصِلُ الْاَحْزَان ہمیشہ غمگین رہتے۔ رَاهَةٌ۔ چپن۔ اِسْتِرْسَالٌ۔ واحد شُدُقٌ ہے۔ باچھ، جبڑا، مُنْ۔ فَضْلٌ۔ جُدَاجُدًا، واضح واضح۔ فُضُوْلٌ۔ ضرورت سے زیادہ۔ تَقْصِیْرٌ۔ کمی کرنا۔ اَلْهِیْن۔ حقیر کمزور۔ دَقَّتْ۔ تھوڑی۔ باریک۔ ذَوَاتًا۔ مزہ چکھنا۔ تَعْدِیَہ۔ زیادتی کرنا، تجاوز کرنا۔ اِنْتَاشَ۔ خشک ہوتے۔ غَضّ۔ بند کر لیتے۔ جُلُّ۔ شئی معظم، بزرگ چیز، کمال۔ یَفْتَرُّ۔ برہنہ ہوتے، ظاہر ہوتے، کھل جاتے۔ حَبّ۔ دانا۔ الغَمام۔ بادل۔

تشریح ارشاد ہے کہ "حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اکثر غمگین رہتے" استاذ گرامی قدر حضرت صدر الافاضل مولینا مولوی فقیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث فرماتے تھے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کسی قسم کا کوئی فکر دائم نہیں تھا مگر ہر وقت ایک ہی غم تھا کہ میری اُمت کسی وقت بھی نعمتِ ایمان سے محروم نہ ہو جائے اور اس اُمتِ مرحومہ پر احوالِ

marfat.com

عاقبت اور قیامت کے دن اپنی اُمت کے حساب وکتاب پر ہمیشہ غم فرماتے اور سجدہ میں گر کر اپنی اس اُمت کی بخشش کے
دُعائیں فرماتے رہتے اور یہ ایک حقیقت بھی ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم گنہگاروں اور روسیاہوں کی غمخواری نہ کرا
گے تو اور کون کرے گا۔ یہ غمخواری بسبب کمال رحمت کے ہے جو کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی اُمت پر تھا، آپ صلی اللہ
علیہ آلہ وسلم کو تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے شانِ رحمۃ اللعالمینی اور مؤمنوں پر رأفت ورحیمیت کے صاف متصف فرمایا تھا۔

ارشاد ہے کہ "ہمیشہ متفکر رہتے" حضرت مولینا مولوی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ "حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم
کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی کبریائی عظمت اور جلال میں جو شہود مقام اس کی وجہ سے ہر وقت فکر میں رہتے" شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں :-

"ہمیشہ فکر کنندہ در صنائع الٰہی" یعنی "اللہ جل جلالہٗ کے صنائع میں ہمیشہ فکر کرتے رہتے تھے"

صاحب اتحافات الربانیہ علامہ عبدالجواد الدومی المصری لکھتے ہیں :-

"فی خلق السماء والارض وادارۃ الملکوت العظیم"

حدیث شریف میں ہے کہ :-

"تفکر ساعۃ خیر من عبادۃ سبعین سنۃ" "ایک ساعت اللہ جل جلالہٗ کی عظیم قدرتوں میں تفکر کرنا ستر برس کی عبادت سے بہتر ہے"

ارشاد ہے "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آرام نہیں ملا" یعنی حضور سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی زندگی انتہائی محنت
مشقت میں گذاری اور پھر بدنی زندگی کفار کے ساتھ جہاد میں گذار دی، عبادات میں مصروف رہے۔ مجاہدات اور ریاضت
میں منہمک رہے اور امور تبلیغ میں تو انتہائی طور پر مشغول رہے تو آرام کہاں میسر ہوا۔ حضرت علامہ عبدالجواد الدومی نے کیا
خوب تشریح فرمائی لکھتے ہیں :-

"ای لا یمضی وقت من غیر طاعۃ، لاشتغالہ بوظائف العبادات وما اکثرھا واھتمامہ
بما یصلح الامۃ ویرفع رأیۃ الحق ویرسی قواعد العز والمجد للدین اللہ، فظاھرہ مشغول
بذالک وباطنہ موصول بذی الجلال والاکرام"

ارشاد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ تر خاموش رہتے "چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر اللہ تعالیٰ کی قدرتوں، اس

marfat.com

عجائب مخلوقات اور عظیم دلائل براہین توحید پر غور و فکر فرماتے رہتے لہذا یقیناً اکثر خاموشی اختیار فرماتے اور احمد اور ترمذی نے ابن عمر سے روایت کیا ہے۔ "من صمت نجا" جو خاموش رہا نجات پاگیا۔ ایک دوسری حدیث میں ہے۔

"من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلیقل خیرا او لیسکت"

"جو اللہ جل جلالہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے پس اُسے چاہیئے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے"

ایک تیسری روایت ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"لیتنی کنت اخرس الا عن ذکر اللہ"

"کاش کہ سوائے ذکر الٰہی کے مُجھ سے اور کوئی بات نہ ہوتی"

ارشاد ہے کہ بلا ضرورت گفتگو نہ فرمائے "اس لئے کہ زیادہ باتیں کرنے والا لوماً لغو باتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ بے معنی اور لایعنی قصّوں میں مصروف ہو جاتا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اپنی خواہش سے گفتگو فرماتے ہی نہ تھے بلکہ وحی الٰہی کا اظہار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نطق مبارک سے ہوتا تھا۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔ اسی وقت مسند فرماتے جب گفتگو کی ضرورت ہوتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ان من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ "ایک حدیث شریف میں ہے کہ فرمایا جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان لاتا ہے اُسے چاہیئے کہ اچھی بات کہے یا چاہیئے کہ خاموش رہے" ارشاد ہے کہ ابتدائے کلام سے لے کر انتہائے کلام تک پورے منہ مبارک کو استعمال کرتے تھے "یعنی گفتگو فرماتے وقت بھرے ہوئے منہ مبارک سے ارشاد فرماتے مکمل اور پورے الفاظ اور فقرے ادا ہوتے ٹوک زبان سے کوئی لفظ کٹتے ہوئے بیان نہ فرماتے اور گفتگو فرماتے وقت اندر ونِ شریف (دونوں ہاتھیاں یا جبڑے) بھروف ہوتے۔ بزرگان کرام متواضع اور مقلمنہ صاحبان کی گفتگو کا یہی مناسب طریقہ ہوا کرتا ہے۔ ارشاد ہے "گفتگو فرماتے وقت جامع کلمات استعمال فرماتے تھے" یعنی لفظوں میں اختصار ہوتا اور معانی کثیرہ کے حامل ہوتے۔ علامہ عبدالرؤف المناوی فرماتے ہیں:۔

"ای بکلمات قلیلۃ الحروف جامعۃ لمعان کثیرہ"

جوامع الکلم وہ کلمات ہیں جن کے حروف تھوڑے ہوتے ہیں اور معانی زکثیرہ کے جامع ہوتے ہیں۔

حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری نے شرح جمع الوسائل کی دوسری جلد پر ایسے جوامع الکلم کی چالیس احادیث جمع فرمائی ہیں۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ جوامع الکلم سے مُراد قرآن مجید ہے جیسے کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ "اُوتیت جوامع الکلم" یعنی قرآن مجید۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن مجید کے تقصفا کے مطابق ہی گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ ارشاد ہے آنجناب صلی اللہ

marfat.com

علیہ والہ وسلم کی گفتگو انتہائی صاف اور واضح ہوتی" یعنی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی گفتگو میں کوئی گنجلک، تذبذب یا کسی قسم کا شک و شبہ نہ ہوتا بلکہ سوائے سچائی، حقائق اور دلائل براہین کے اور کچھ نہ ہوتا "حق" کو حق اور باطل کو باطل واضح کر دیتے، ایسی گفتگو فرماتے کہ سننے والے کی تسلی ہو جاتی، وہ تردد میں نہ پڑتا، بلکہ مطمئن ہو جاتا، ارشاد ہے " ضرورت سے زیادہ گفتگو نہیں ہوتی تھی اور نہ ادائیگی مقصود میں کوئی کمی ہوتی تھی" یعنی نہ ہی مقصود اور مُراد سے ہٹ کر دُور از کار گفتگو فرماتے اور نہ ہی بالکل دُھوئی سے موضوع سے ہٹ کر گفتگو کرتے بلکہ بالکل اپنے مقصود اور مُراد کو نہایت ہی مختصر اور بامقصد الفاظ میں بیان فرماتے تاکہ سننے والے اپنے مدعا اور مقصد کو پالیں۔

ارشاد ہے " نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جفا کرنے والے تھے" یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم از روئے صلہ رحمی، نیکی اور احسان اپنے اقارب اور احباب کے ساتھ انتہائی بھلائی، حلیمی، نرمی اور رواداری سے پیش آتے، شیخ ابن حجر نے فرمایا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم غلیظ المخلقۃ والطبع نہیں تھے یعنی جس کو بدخلق کہا جائے وہ آپ نہیں تھے، قرآن مجید میں تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی توصیف میں ارشاد ہے:

" فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ " (آل عمران)

یعنی "اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا نرم دلوں ہونا اللہ کی خاص رحمت ہے، اگر آپ تند خو اور سخت دل ہوتے تو آپ سے دُور بھاگ جاتے، سو آپ ان کی خطا معاف فرمادیں اور ان کے لئے بخشش طلب کریں"

حضُور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم عالمین کے لئے رحمت تھے اور قیامت تک بلکہ قیامت میں بھی رحمت ہی رہیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بے شمار اوصاف حسنہ میں ایک یہ وصف بھی نمایاں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم انتہائی نرم دل اور ملائم طبیعت تھے، سخت مزاج اور تند خو نہ تھے جو کہ جفا کی صفتیں ہیں۔ ارشاد ہے کہ " نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم حقیر و ضعیف تھے" یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وقار، آپ کی شان عزت اور جلال اس حد کمال تک تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہابت و عظمت سے بادشاہ اور بڑے بڑے جابر اکابر ذلیل اور حقیر ہوتے تھے، ان کے دلوں میں حضُور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے رُعب اور ہیبت کی وجہ سے لرزہ طاری ہو جاتا تھا۔

بَابُ كَيْفَ كَانَ كَلَامُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پُورا ہوگیا۔

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ ضَحِكِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

یہ باب حضور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ہنسنے کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں نو احادیث ہیں)

حل لغات ضَحِكٌ ۔ ہنسنا ۔

تشریح اس باب میں حضور رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین، سردار انبیاء، ہادیٔ کل احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے مختلف مواقع پر ہنسنے اور تبسم فرمانے کا ذکر ہے ۔

حدیث ۱/۲۱۷ حدثنا احمد[ع۱] بن منیع حدثنا عباد[ع۲] بن العوام اخبرنا الحجاج[ع۳] وھو ابن ارطاۃ عن سماک[ع۴] بن حرب عن جابر[ع۵] بن سمرۃ قَالَ كَانَ فِیْ سَاقَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حُمُوْشَۃٌ وَكَانَ لَا یَضْحَكُ اِلَّا تَبَسُّمًا فَكُنْتُ اِذَا نَظَرْتُ اِلَیْہِ قُلْتُ اَكْحَلَ الْعَیْنَیْنِ وَلَیْسَ بِاَكْحَلَ ۔

ترجمہ جابر بن سمرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی پنڈلیاں (مبارک) ذرا پتلی تھیں۔ آنجناب کبھی قہقہہ مار کر نہیں ہنستے مگر مسکراتے تھے۔ جب میں آنحضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتا تو میں یہی سمجھتا کہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے دونوں آنکھوں میں سرمہ لگایا ہوا ہے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے سرمہ نہیں لگایا ہوتا تھا۔

اسماء الرجال حدیث ۱/۲۱۷

ع۱ احمد بن منیع۔ دیکھو حدیث ع۳ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ع۱

ع۲ عباد بن العوام۔ دیکھو حدیث ع۸ باب ماجاء فی ان النبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کان یتختم فی یمینہ حاشیہ ع۳

ع۳ الحجاج وھو ابن ارطاۃ۔ حماد نے کہا کان اقہرھم عندنا لحدیثہ من سفیان۔ احمد نے کہا کان من الحفاظ۔ ابوحاتم نے کہا صدوق ومدلس۔ النسائی نے کہا لیس بقوی وقال غیرہ ھو احد الائمۃ فی الحدیث والفقہ اتفقوا علی تدلیسہ وضعفہ الجمھور۔

ع۴ سماک بن حرب۔ دیکھو حدیث ع۸ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ع۷

ع۵ جابر بن سمرہ۔ دیکھو حدیث ع۸ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ع۵

marfat.com

حل لغات سَاقَیْ: تثنیہ ہے' دو پنڈلیاں۔ سَاقٌ واحد ہے۔ خَمُوْشَۃٌ، ذرا پتلی، درمیانی باریک، خَمُوْشَۃٌ حائے مہملہ کے ساتھ بھی بعض لغتوں میں آیا ہے اور علی القاری رحمۃ اللہ علیہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ نے حائے مہملہ کے ساتھ یعنی حموشۃ بصحیح لکھا ہے اور وہ لکھتے ہیں کہ خائے معجمہ کے ساتھ یعنی خموشۃ کے معنی "ھوخدش الوجہ ولطمہ وقطع عضومنہ" کے ہیں اور قاموس نے بھی یہی معنی لکھے ہیں۔

تشریح یعنی حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غالب اوقات تبسم ہی فرماتے یا مسکراتے' اور قہقہہ سے ہنسنے کی نوبت تو بہت ہی کم اوقات میں آئی' اور جب کبھی ہنستے تو دانت مبارک نظر آجاتے۔ حضرت علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"ھوانہ کان یضحک فی امور الآخرۃ ویتبسم فی امور الدنیا" یعنی "امورِ آخرت میں تو ہنستے اور امورِ دنیا میں تبسم فرماتے"

حضور سرِ اقدس و جمال سید الکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں پنڈلیوں کی سیاہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلقت اصلیہ سے تھی۔ صاحب اتحافات الربانیہ فرماتے ہیں:۔

"انما ھوالجمال الخلقی الذی لا مثیل لہ" "سوائے اس کے نہیں کہ وہ جمال خلقت اصلیہ ہے جس کی کوئی مثال ہی نہیں"۔

اسی لئے دیکھنے والا یہ سمجھتا کہ گویا پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سُرمہ لگایا ہوا ہے۔ حالانکہ یہ قدرتی اور ذاتی سیاہی سُرمہ کی سیاہی سے بدرجہا خوبصورت' بہتر' اچھی اور دیدہ زیب ہے اس لئے کہ یہ حیاہی اپنے اندر ہیبتگی اور نزاکل ہونے والی خاصیت رکھتی ہے۔ نیز نہایت ہی مناسب ہے اور انتہائی درجے کی پاکیزہ ہے' اس کے برعکس سُرمہ کی سیاہی میں یہ خوبیاں نہیں۔ جناب مولینا مولوی محمد عاقل صاحب لکھتے ہیں:۔

"بایدد انست کہ ازیں لازم نمی آید کہ گاہے سرمہ نکشیدہ باشد تامانی شود بحدیث اکتحال' زیرا کہ شاید برائے اغراض دیگر استعمال سُرمہ گاہ گاہ میکردے پس دفع شد توہم آنچہ بعضی شارحان کردہ اند"

"جان لینا چاہئے کہ اس سے یہ لازم نہیں ہوتا کہ کبھی سُرمہ نہ کیا ہو' تاکہ منافی ہو اکتحال کی حدیث کے ساتھ' اسلئے کہ شاید دوسرے اغراض کے لئے سُرمہ لگاہے کا استعمال فرمایا ہو' لہٰذا یہ توہم جو بعض شارحین کو پیدا ہوا ہے دفع ہو گیا"۔

marfat.com

حدیث ۲/۲۱۸ حدثنا قتیبۃ بن سعید اخبرنا ابن لھیعۃ عن عبید اللہ عن المغیرۃ عن عبد اللہ بن الحارث بن جزء قال مَا رَأَیْتُ اَحَدًا اَکْثَرَ تَبَسُّمًا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ۔

ترجمہ عبداللہ بن الحارث فرماتے ہیں کہ میں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے زیادہ مُسکرانے والا کوئی نہیں دیکھا ۔

حل لغات تَبَسُّم ۔ مُسکرانا ، ہلکی ہنسی جس میں فقط سامنے کے دانت نمودار ہوتے ہیں ، آواز نہیں آتی ۔

تشریح اس حدیث شریف سے ظاہر ہو رہا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لوگوں کے ساتھ بشاشت سے پیش آتے تھے ، اس لئے کہ پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرۂ انور کی تازگی ، شگفتگی اور بشاشت سے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین انشراح اور انبساط حاصل کرتے تھے ۔ نیز یہ حدیث شریف حدیث ۳۰ باب گذشتہ وتواصل الاحزان ، کے منافی نہیں ہے ۔ شارحین فرماتے ہیں کہ "حزن" جناب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کیفیت نفس ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بشاشت صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے انشراح وانبساط کا سبب ہے ۔

حدیث ۳/۲۱۹ حدثنا احمد بن الخالد الخلال حدثنا یحییٰ بن اسحٰق السیلحانی حدثنا لیث بن سعد عن یزید بن ابی حبیب عن عبد اللہ بن الحارث قَالَ مَا کَانَ ضَحِکُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اِلَّا تَبَسُّمًا قال ابوعیسیٰ ھذا حدیث غریب من حدیث لیث بن سعد ۔

ترجمہ عبداللہ بن الحارث سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہنسنا نہیں ہوتا مگر تبسم سے ۔

تشریح یعنی بسا اوقات حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تبسم ہی فرماتے تھے اور آواز مبارک کے ساتھ بے قید کہتے ہیں ہنسنے کا موقع بہت کم واقع ہوا ہے ۔ صاحب ترمذی جناب ابوعیسیٰ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث لیث بن سعید

marfat.com

کی حدیث کی وجہ سے غریب ہے۔ اصطلاح میں غریب حدیث وہ ہوتی ہے جس کا صرف ایک ہی راوی ہو۔ صاحب ترمذی کا یہ فرمانا کہ یہ حدیث یہاں پر لیث بن سعید کی وجہ سے جو کہ یگانہ راوی ہیں غریب ہے، یہ غرابت "اسناد" میں ہے نہ کہ "متن" میں، لہٰذا اسند کی غرابت حدیث مبارک کی صحت کے منافی نہیں۔ اسلئے وہ شخص جو اس روایت میں منفرد ہے یعنی لیث بن سعد، اس کی جلالت اور امامت پر اتفاق اور اجماع ہے۔ حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری فرماتے ہیں :-

"ان غرابته ناشئة من تفرد الليث وهو مجمع على امامته وجلالته فهي غرابة في السند لا تنافي صحته"

حدیث ۲۴۳۰ حدثنا ابو عمار الحسين بن حريث انبانا وكيع حدثنا الاعمش عن المعرور بن سويد عن ابي ذر رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اني لاعلم اول رجل يدخل الجنة واخر رجل يخرج من النار يؤتى بالرجل يوم القيامة فيقال اعرضوا عليه صغار ذنوبه وتخبأ عنه كبارها فيقال له عملت يوم كذا كذا وكذا وهو مقر لا ينكر وهو مشفق من كبارها فيقال اعطوه مكان كل سيئة عملها حسنة فيقول ان لي ذنوبا ما اراها ههنا قال ابو ذر فلقد رأيت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ضحك حتى بدت نواجذه۔

ترجمہ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میں اس شخص کو بخوبی جانتا ہوں جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا اور اس شخص کو بھی جانتا ہوں جو سب سے آخر میں جہنم سے نکالا جائے گا۔ قیامت کے دن ایک شخص دربارِ الٰہی میں پیش کیا جائے گا تو کہا جائے گا کہ اس کے چھوٹے گناہ اس کے سامنے رکھ دو، اور اس کے بڑے گناہ اس سے مخفی رکھو۔ پھر کہا جائے گا اسے فلاں دن تو نے یہ کیا تھا، فلاں دن تو نے یہ کیا تھا، وہ اقرار کرے گا، انکار نہ کر سکے گا، اور ان اپنے بڑے گناہوں سے خوفزدہ ہوگا، پس کہا جائے گا کہ اسے ہر گناہ کے بدلے میں ایک نیکی دی جائے، تو وہ بول اُٹھے گا میرے تو اور بھی بہت گناہ ہیں جو میں نے یہاں نہیں دیکھے۔ جناب ابوذر نے فرمایا کہ پس قسم ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ ہنسے، یہاں تک کہ اگلے دانت نظر آئے۔

اسماء الرجال حدیث ۲۴۳۰

۱ ابو عمار الحسین بن حریث۔ باب اسماء فی کنیتہ۔

۲ وکیع۔ دیکھو حدیث ۲۴۰

۳ الاعمش۔ دیکھو حدیث ۲۴۰

۴ المعرور بن سوید الاسدی الکوفی۔ ثقہ تابعی۔ ۱۰۰ھ میں فوت ہوئے۔

۵ ابوذر۔ الغفاری رضی اللہ عنہ۔ جندب نام ہے۔ مقبول صحابی ہیں۔ زہد و تقویٰ میں یگانہ تھے۔ ۳۲ھ میں ربذہ میں فوت ہوئے۔ ان سے ۲۸۱ احادیث مروی ہیں۔

marfat.com

حل لغات مُخْتَبِءٌ۔ چھپائے جائیں گے، مخفی رکھے جائیں گے۔ اِخْتِبَاءٌ مصدر ہے چھپانا، پنہاں رکھنا، پوشیدہ رکھنا۔ مُقِرٌّ۔ اقرار کرنے والا۔ مُشْفِقٌ مِنْهُ۔ وہ اس سے ڈرے گا، خوفزدہ ہوگا۔ لَقَدْ تُمْتَ ہے۔ نَوَاجِذُ اگلے درمیانی دانت۔ بَدَتْ۔ ظاہر ہوئے۔

تشریح ارشاد ہے "میں اس شخص کو خوب اچھی طرح جانتا ہوں جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا اور اس شخص کو بھی بخوبی جانتا ہوں جو سب سے آخر میں جہنم سے نکالا جائے گا" یعنی وحی یا الہام یا علم عطائی کے ذریعہ جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر فضل وکرم فرمایا ہے۔ جو شخص جنت میں سب سے پہلے داخل ہوگا اور جو شخص جہنم سے سب سے آخر میں نکلے گا آپ اس کو جانتے ہیں پہچانتے ہیں اور اس کا علم رکھتے ہیں۔ اللہ جل جلالہٗ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس علم سے نوازا تھا کہ جس کے ذرہ تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔

حضرت محدث کبیر، فقیہہ عظیم علامہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر المشہور بہ تفسیر عزیزی میں آیۂ کریمہ "وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا" کی تفسیر میں رقمطراز ہیں :-

"یعنی وباشد رسول شاہد برشما گواہ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متقین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ وحقیقت ایمان او چیست وتجلیے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس او ی شناسد گناہان شمارا و درجات ایمان شمارا واعمال نیک وبد شمارا واخلاص ونفاق شمارا ولہذا شہادت او در دنیا ہر حکم شرع در حق اُمت مقبول وواجب العمل است"

"یعنی حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور نبوت سے اپنے دین میں ہر متقین کے رُتبے سے اطلاع رکھتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ میرے دین میں وہ کہاں تک پہنچا ہے اور اس کے ایمان کی کیا حقیقت ہے اور وہ کونسا حجاب ہے جس کی بدولت وہ ترقی سے محروم رہا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے گناہوں اخلاق اور نفاق کو پہچانتے ہیں۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت دنیا اور عقبیٰ میں اُمت کے حق میں شرعاً مقبول اور واجب العمل ہے"

صاحب اتحافات الربانیہ علامہ عبدالجواد الدومی مصری فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی پہلے شخص مبارک ہیں

marfat.com

جو جنت میں داخل ہوں گے اور بروایت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں :۔

" وھوان جھینة یخرج من النار زحفاً اوحبوا " — "آخری جنت میں داخل ہونے والے جہینہ ہیں"

حضرت علامہ قاضی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں :۔

"یعنی ہمہ را می دانم و واقعات کہ خواہد شد نیز می دانم چنانکہ ایں واقعہ کہ پیشتر بیان فرمودیم از آنہا است پس کلام آئندہ استیناف است ، فافہم"

"یعنی سب کچھ جانتا ہوں چنانچہ یہ واقعہ جو بیان فرمایا ان میں سے ایک ہے ' لہذا آنے والا بیان اسی کا ایک جزو ہے ، فافہم"

ابوذر کا ارشاد ہے "پس قسم ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ ہنسے یہاں تک کہ اگلے دانت نظر آئے" یعنی اس شخص کی اس حیرت پر کہ اللہ جل جلالہ نے اس کے گناہ معاف فرما کر اس کو نیکیاں مرحمت فرمادیں ' حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہنسنا تعجب کی وجہ سے تھا کہ جب اس شخص نے صغائر کو حسنات میں تبدیل ہوتے دیکھا تو اس کے اندر حرص و طمع پیدا ہوئی ' تو بول اٹھا میرے کبائر کی وجہ سے مجھے نیکیاں دے دی جائیں۔

حدیث ۵/۲۲۱ حدثنا احمد بن منیع حدثنا معاویة بن عمرو حدثنا ابن ادریس عن بیان عن قیس بن ابی حازم عن جریر بن عبداللہ قال ما حجبنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منذ اسلمت ولا رانی الا ضحک۔

ترجمہ جریر بن عبداللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے منع نہیں فرمایا جس وقت سے کہ میں مسلمان ہوا اور مجھے نہیں دیکھتے مگر ہنستے ہوئے۔

حل لغات ما حجبنی۔ مجھے نہیں منع کیا۔ حجب یا حجاب۔ محروم کرنا ، روکنا ، منع کرنا ، ڈھانپنا ، آڑ کرنا۔

تشریح ارشاد ہے "مجھے منع نہیں فرمایا جس وقت سے کہ مسلمان ہوا" یعنی جس دن سے میں اسلام لایا مجھے اپنے دربار پاک میں حاضر ہونے سے نہیں روکا ' جس وقت بھی میں حاضر ہوا ' مجھے اپنے قدموں میں حاضر ہونے سے منع نہیں فرمایا اور

marfat.com

ارشاد ہے "مجھے نہیں دیکھتے مگر ہنستے ہوئے" یعنی جس وقت بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظرِ عنایت اور نظرِ رحمت میری طرف اُٹھی تو انتہائی سُرور و انبساط کے ساتھ ہنستے ہوئے اُٹھتی تھی، حضرت علامہ محدث جلیل الشیخ یوسف بن اسماعیل النبہانی رحمۃ اللہ علیہ وسائل الوصول میں لکھتے ہیں "جب نبی علیہ السلام ہنستے تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دندانِ مُبارک یُوں چمکتے جیسے بادلوں کی اوٹ سے بجلی کوندی ہو" آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عام لوگوں کی طرح کھل کھلا کر نہیں ہنستے تھے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ہنسی تبسم تھا تھی۔

حدیث ۲۲۲ حدثنا احمد بن منیع حدثنا زائدۃ عن اسماعیل بن ابی خالد عن قیس عن جریر قال مَا حَجَبَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مُنْذُ اَسْلَمْتُ وَلَا رَاٰنِیْ اِلَّا تَبَسَّمَ۔

ترجمہ جریر بن عبداللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع نہیں فرمایا جس وقت سے کہ میں مسلمان ہُوا اور مجھے نہیں دیکھتے مگر تبسم فرماتے ہوئے۔

تشریح اس سے گذشتہ حدیث ۲۲۱ میں ہنسنے کا ذکر فرمایا اور اس حدیث شریف میں "تبسم" کا ذکر ہے۔ شارحین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہنسنا درحقیقت تبسم ہی ہوتا تھا۔ حضرت محدث جلیل علامہ الشیخ یوسف بن اسماعیل النبہانی رحمۃ اللہ علیہ وسائل الوصول میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"عبداللہ بن حارث ہی بیان کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہنسنا مسکرانا ہوتا تھا، آواز کے ساتھ نہیں ہنستے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب گفتگو فرماتے تو مسکرا کر، اور بڑی خندہ روئی کے ساتھ فرماتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام ساتھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی طرح زور زور سے نہیں ہنستے تھے صرف مسکراتے تھے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں بیٹھتے تو اس سنجیدگی اور متانت سے بیٹھتے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں اور انہیں خوف ہے کہ زور سے ہنسیں گے یا بات کریں گے تو اڑ جائیں گے گویا پوری مجلس میں پاس ادب سے سناٹا ہوتا تھا" اتفاقاً کسی کو کسی بات پر بے اختیار ہنسی بھی آجاتی تو وہ مُنہ پر اپنا ہاتھ یا رُومال رکھ لیتا، کہیں بیچ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسنے کی آواز نہ نکل جائے اور گستاخی ہو جائے

اسماء الرجال مرقات ج ۱ ص ۳۲۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲۱ ۔ دیکھو حدیث ۲۲۱ اسماء الرجال مرقات ج ۱ ص ۳۲۲ باب ما جاء فی کثرۃ ذکرہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲۲۲ ۔ دیکھو حدیث ۲۲۱ اسماء الرجال مرقات ج ۱ ص ۳۲۲ باب ما جاء فی صفۃ ضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲۲۳ ۔ دیکھو حدیث ۲۲۱ وسائل الوصول الی شمائل الرسول ج ۱ ص ۳۲۲ باب ما جاء فی تبسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲۲۴ ۔ دیکھو حدیث ۲۲۱

marfat.com

صحابہ کا یہ حال ادب اور احترام کی بنا پر تھا۔"

حدیث ۲۲۳ حدثنا هناد بن السري حدثنا ابو معاوية عن الاعمش عن ابراهيم عن عبيدة السلماني عن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم إني لأعرف آخر أهل النار خروجا رجل يخرج من النار حبوا فيقال له انطلق فادخل الجنة قال فيذهب ليدخل الجنة فيجد الناس قد أخذوا المنازل فيرجع فيقول يا رب قد أخذ الناس المنازل فيقول له أتذكر الزمان الذي كنت فيه فيقول نعم قال فيقال له تمن قال فيتمنى فيقال له فإن لك الذي تمنيت وعشرة أضعاف الدنيا قال فيقول أتسخر بي وأنت الملك قال فلقد رأيت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ضحك حتى بدت نواجذه۔

ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا یقیناً میں بخوبی جانتا ہوں کہ سب سے آخر میں کون شخص جہنم سے نکالا جائے گا۔ جہنم سے ایک شخص کو گھسٹوں کے بل نکالا جائے گا اور کہا جائے گا چل جا جنت میں داخل ہو جا، پھر اسے جنت میں داخل کرنے کے لئے لے جایا جائے گا۔ پس وہ دیکھے گا کہ بہشت کی تمام منزلوں پر لوگوں نے رہائش اختیار کی ہوئی ہے اور وہاں آرام کر رہے ہیں۔ پھر وہ واپس لوٹے گا اور عرض کرے گا، اے میرے رب تعالیٰ! لوگوں نے تو بہشت کی تمام جگہوں پر سکونت اختیار کر لی ہے تو اسے کہا جائے گا کیا تجھے وہ وقت یاد ہے جبکہ تو دُنیا میں تھا؟ وہ عرض کرے گا کہ ہاں، پھر اس سے کہا جائے گا تو اپنی تمنا یعنی خواہش بیان کر پس وہ اپنی خواہش بیان کرے گا تو اسے کہا جائے گا تیرے لئے وہ ہے جس کی تو نے تمنا کی اور دنیا سے دس گنا۔ وہ کہے گا اے بادشاہوں کے بادشاہ! کیا آپ میرے ساتھ دل لگی کرتے ہیں۔ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ جب اس شخص کی یہ بات بیان فرما رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے یہاں تک دندان مبارک دکھائی دینے لگے۔

حل لغات زَحْفًا۔ سرین کے بل، گھٹنوں کے بل۔ المنازل۔ مقام، جگہیں، محل۔
تَمَنَّ۔ تو خواہش کر، آرزو کر تمنا کر۔

اعمال کا اختتام صحت پر ہے ۲۲۳
علامہ بصری دیکھو حدیث ۲۲۳
باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تائید
علامہ ابوالعلاء عبدالرحمٰن بن قیس ہے۔ (شارح)
علامہ الانش۔ دیکھو حدیث ۲۲۳
علامہ ماجاء فی صفۃ شراب اہل الجنۃ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت انس رضی اللہ عنہ
ربیع ابراہیم حضرت انس رضی اللہ عنہ
میں شمائل شریف میں بھی یہ حدیث ہے۔
میں۔ لاجعلہ اسجعہ هنا۔
مسلم انہیں کہہ کر پکارتے ہیں۔
علامہ عبیدہ السلمانی۔ انکو بھی یہ حضرت ابن عبدالرحمٰن آخر میں کہا جائے گا
میں جان لائے۔ ابن عیینہ کہتے ہیں
کان یعتری شیخا فی العلم
والقضاء۔ سنگدل۔ حضرت عبداللہ بن مسعود۔ دیکھو
علامہ عبدالرحمٰن بن مبارک
حدیث علامہ ماجاء فی صفۃ
امام رسول اللہ صلی اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تبسم فرمانا تعجب کی وجہ سے تھا' اور یہ تعجب حق سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت کاملہ پر اور اس شخص کے کلام پر آیا۔

حدیث ۲۴۴ حدثنا قتيبة بن سعيد بنا ابو الأحوص عن ابي اسحٰق عن علي بن ربيعة قال شهدت عليا رضي الله عنه اتي بدابة ليركبها فلما وضع رجله في الركاب قال بسم الله فلما استوى على ظهرها قال الحمد لله ثم قال سبحان الذي سخر لنا هذا وما كنا له مقرنين وانا الى ربنا لمنقلبون ثم قال الحمد لله ثلثا والله اكبر ثلثا سبحانك اني ظلمت نفسي فاغفر لي فانه لا يغفر الذنوب الا انت ثم ضحك فقلت له من اي شيء ضحكت يا امير المومنين قال رايت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم صنع كما صنعت ثم ضحك فقلت من اي شيء ضحكت يا رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قال ان ربك يعجب من عبده اذا قال رب اغفر لي ذنوبي يعلم انه لا يغفر الذنوب احد غيري۔

ترجمہ علی بن ربیعہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت علی ہم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک سواری کا جانور آپ کے لئے لایا گیا تاکہ آپ اس پر سوار ہوں جب پاؤں رکاب میں رکھا تو پڑھا بسم اللہ۔ پھر جب پیٹھ پر آرام سے بیٹھ گئے تو فرمایا الحمد للہ۔ اس کے بعد پڑھا سبحان الذی سخر لنا ھذا وما کنا لہ مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون۔ پھر تین بار الحمد للہ اور تین بار اللہ اکبر فرمایا اور یہ دعا پڑھی سبحانک انی ظلمت نفسی فاغفر لی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ یہ دعا پڑھنے کے بعد امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ہنسے، میں نے عرض کیا یا امیر المومنین! کس وجہ سے آپ ہنسے؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے ہی کرتے دیکھا تھا جیسا کہ میں نے کیا' پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے، میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کس وجہ سے آپ ہنسے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک تیرا پروردگار اپنے بندے سے مغفرت اس وقت تک خوش ہوتا ہے جب کہ وہ کہتا ہے رب اغفر لی ذنوبی یعلم انہ لا یغفر الذنوب احد غیری۔

حل لغات دابۃ۔ جانور، گھوڑا وغیرہ۔ ضحکت۔ میں نے کیا۔

الصحاح الرجکانی جلد ۲ صفحہ ۲۴۴ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱ الی آخر الباب۔ دیکھو حدیث ۲۴۳ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲ الی آخر الباب۔ دیکھو حدیث ۲۴۳ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۳ الی آخر الباب۔ دیکھو حدیث ۲۴۳ باب کیف کان یجیبہ۔ من کتاب الشمائل۔ اخرجہ الترمذی

marfat.com

تشریح حضرات خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سنتِ نبوی علیہ التحیۃ والسلام ادا کرنے کا ایسا شوق و ذوق تھا کہ معمولی معمولی حرکات بھی اسی طرح کرتے تھے جس طرح کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کرتے دیکھتے تھے۔

حدیث ۲۲۵ حدثنا محمد بن بشار انبانا محمد بن عبد الله الانصاری حدثنا ابن عون عن محمد بن محمد بن الاسود عن عامر بن سعد قال قال سعد لقد رأیت النبی صلی الله علیه وآله وسلم ضحك یوم خندق حتی بدت نواجذه قال قلت کیف کان ضحکه قال کان رجل معه ترس وکان سعد رامیا وکان یقول کذا وکذا بالترس یعطی جبهته فنزع له سهم فلما رفع رأسه رماه فلم یخطئ هدفه منه یعنی جبهته وانقلب وسال برجله فضحك رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم حتی بدت نواجذه قال قلت من ای شیء ضحك قال من فعله بالرجل۔

ترجمہ عامر بن سعد سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خندق (کی لڑائی) کے دن دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے، یہاں تک کہ سامنے کے دانت مبارک نظر آگئے۔ عامر بن سعد نے کہا کہ میں نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس بات پر ہنسے تھے، انہوں نے فرمایا کہ ایک کافر کے پاس ڈھال تھی اور سعد اگرچہ بڑے تیر انداز تھے مگر وہ کافر اپنی ڈھال کو ادھر اُدھر کر کے اپنے چہرے کو بچا رہا تھا۔ پس سعد بن وقاص نے اپنی ترکش سے تیر نکالا، پس جونہی اس کافر نے اپنا سر اٹھایا تو حضرت سعد نے تیر مارا، پس وہ تیر خطا نہ گیا یعنی اس کی پیشانی صحیح نشانہ پر لگی اور وہ کافر پلٹ کر گرا اور اس کی ٹانگ اُوپر اُٹھ گئی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے حتیٰ کہ دانت مبارک نظر آگئے۔ عامر کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کس وجہ سے ہنسے۔ سعد نے فرمایا اس کے اس کام سے جو انہوں نے اس کافر سے کیا۔

حل لغات ترس۔ سپر، ڈھال۔ رامیا۔ تیر انداز۔ یُعطی۔ چھپائے ہوئے تھا۔ ڈھانپے ہوئے تھا۔ نزع۔ نکالا۔ سہم۔ تیر۔ سال۔ اُوپر کیا۔ بلند کیا۔

تشریح جناب مولینا مولوی قاضی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"کہ سبب ضحک ظہور قدرت قادر مطلق و عجز" "یعنی حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبسم فرمانے

اسماء الرجال حدیث ۲۲۵
علامہ ابن بشار۔ کنیت ابو بکر
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضحیا
حدیث ۲۲ باب ما جاء فی ذکر
محمد بن عبد اللہ الانصاری۔ آپ
حضرت انس رضی اللہ عنہ کے
خاندان سے ہیں۔ یہ
والد ہیں محمد بن عبد اللہ بن
عون۔ یعنی عبد اللہ بن
عون ابن ارطبان البصری ہے۔
مولیٰ بنی مزینہ۔ یہ شام کے ان
اصل الاصل ہے۔ شام کی مشابہ
کے لیے لفظ جرثومۃ بھی استعمال
کرتے ہیں۔ اور اس کی جمع
جراثیم آتی ہے۔ شارحین
محمد بن عون بن الاسود الزہری
المصری فقط من الثالثۃ
عامر بن سعد بن ابی وقاص
خرج لہ الستۃ تکرر بعضھم
فی التابعین۔

marfat.com

عبدِ مغرور بہ قوت و اسلحہ خود کہ ہیچ نفع نہ بوے
نہ کرد۔"

کی یہ وجہ تھی کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ جو کہ قادرِ مطلق
ہے قدرت کاملہ پر، اور بندۂ مغرور جو کہ ہر قسم کی قوت
اور ہر قسم کے اسلحہ کے ساتھ اس قادرِ مطلق کے حضور میں
عاجز و درماندہ ہے اور اس کی قوت اور اسلحہ کی بڑائی
نے اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کے مقابلہ میں اسے کچھ
فائدہ نہ دیا"

اللہ تعالیٰ کی اس امداد پر جو اس وقت سعد بن وقاص کو نصیب ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ ضَحِكِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پورا ہو گیا۔

marfat.com

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ مِزَاحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

یہ باب حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل لگی کرنے کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں چھ احادیث ہیں)

حل لغات مِزَاحٌ: بکسر المیم ہو تو اس کے معنی ہنسی اور انبساط کے ہیں، اور جب بفتح میم ہو، دل لگی کرنا، مذاق کرنا ہے۔

تشریح اس باب میں حضور فخرِ دو عالم، عالمِ علوم اوّلین و آخرین، ہادیٔ کُل سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوش مزاجی، بذلہ سنجی، ہنسی اور دل لگی کا بیان ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مزاح میں کبھی بھی وقار سے گری ہوئی یا دوسرے کو دُکھ دینے والی یا غلط بات نہیں فرمایا کرتے تھے بلکہ دل لگی کے لہجے میں صحیح بات ہی ارشاد فرماتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اِنِّیْ لَاَمْزَحُ وَلَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا میں مزاح کرتا ہوں مگر سچ کہتا ہوں۔ حضرت محدّثِ کبیر الشیخ یوسف بن اسماعیل النبہانی رحمۃ اللہ علیہ وسائل الوصول میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"آپ کے مزاح کی کیفیت یہ تھی کہ آپ اپنی ازواج کے ساتھ، بچوں کے ساتھ اور دوسرے لوگوں کے ساتھ مزاح کے طور پر کوئی بات کرتے تو اس میں جھوٹ کی آمیزش بالکل نہ فرماتے، آپ کا مزاح سچ بات پر مشتمل ہوتا، بچوں کے ساتھ اکثر دل لگی فرماتے، مزاح کرتے وقت بھی آپ کی نظریں نیچی رہتیں، آپ بڑے شائستہ انداز میں مزاح فرماتے۔"

صاحب انحافات الربانیہ علامہ عبد الجواد الدمی مصری امام النووی رحمۃ اللہ علیہ کی مندرجہ ذیل عبارت نقل کرتے ہیں:۔

marfat.com

"اعلم ان المزاح المنهی عنه هو الذی فیه افراط ویداوم علیه فانه یورث کثرة الضحك وقسوة القلب ویشغل عن ذکر الله والفکر فی مهمات الدین ویوجب الاحقاد ویسقط المهابة والوقار"

"خوب جان لے! کہ وہ مزاح جس کی نہی وارد ہوئی ہے وہ ہے جس میں افراط ہو اور ہمیشہ کیا جائے وہ جو کہ زیادہ ہنسی کا باعث ہو اور قساوت قلب کا سبب ہو، اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کرے اور مہماتِ دینی سے توجہ ہٹادے اور کینہ پیدا کرے وقار اور ہیبت کو گرادے۔"

یہی صاحب صفحہ ۲۸۶ پر لکھتے ہیں :-

"قیل لسفیان بن عیینة 'المزاح هجنة فقال بل هو سنة، لکن لمن یحسنه، و یضعه مواضعه"

یعنی" سفیان بن عیینہ سے کسی نے کہا کہ مزاح بھی ایک آفت ہے' انہوں نے جواب میں فرمایا بلکہ سنت ہے مگر اس شخص کے لئے جو اچھا مذاق کرسکتا ہو' اور اس کی ادائیگی کے مواقع جانتا ہو۔"

حدیث ۲۲۹/۱ حدثنا محمود بن غیلان انبانا ابو اسامة عن شریك عن عاصم الاحول عن انس بن مالك قال ان النبی صلی الله علیه واله وسلم قال لذی اذنین یا ذا الاذنین قال محمود قال ابو اسامة یعنی بها مزحة.

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں فرمایا "اے دو کانوں والا" جناب ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں کہ محمود نے کہا کہ ابواسامہ نے فرمایا یعنی یہ مزاحاً اسے فرمایا۔

حل لغات ذا الاذنین۔ دو کان والا' اذن کا تثنیہ ہے اذنین۔

تشریح حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ازراہِ انبساط و مزاح جناب انس رضی اللہ عنہ کو "دو کانوں والا" فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اس قسم کا اشارہ کرنے سے شاید یہ مقصود ہو کہ جو کچھ جناب انس رضی اللہ عنہ کے سامنے ہونا

اسماء الرجال ص ۳۱۲ ج ۲
۱ محمود بن غیلان ۲ ابو اسامة ۳ شریك ۴ عاصم الاحول ۵ انس بن مالك رضی الله عنه

باب ما جاء فی خلق رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ۱ باب الوارد ۲ ترجمہ

ماجاء فی خطاب رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ۱ باب ۲ ترجمہ

باب ما جاء فی الرجل ۱ باب ۲ ترجمہ

باب ۱ ترجمہ

marfat.com

ہے وہ اس پر کڑی نظر رکھتے ہیں اور اس کے مقتضا کے مطابق اس پر عمل کرتے ہیں اور یہ ایک خادم کے لئے بہت ہی اچھا وصف ہے اور یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ جناب بہت ہی اچھے طریقہ پر سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی باتوں کو سننے پر تحریص کرتے ہوں یا شاید ان کے کان ضرورت سے زیادہ لمبے ہوں۔

حدیث ۲/۲۲۷ حدثنا هناد بن السری حدثنا وکیع عن شعبة عن ابی التیاح عن انس بن مالك قال ان کان النبی صلی الله علیه والہ وسلم لیخالطنا حتی یقول لاخ لی صغیر یا ابا عمیر ما فعل النغیر، قال ابو عیسیٰ وفقه هذا الحدیث ان النبی صلی الله علیه والہ وسلم کان یمازح وفیه انه کنّٰی غلاما صغیرا فقال له یا ابا عمیر وفیه ان لا باس ان یعطی الصبی الطیر لیلعب به وانما قال له النبی صلی الله علیه والہ وسلم یا ابا عمیر ما فعل النغیر لانه کان له نغیر فیلعب به فمات فحزن الغلام علیه فمازحه النبی صلی الله علیه والہ وسلم فقال یا ابا عمیر ما فعل النغیر۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہم سے اتنے مل جُل گئے تھے کہ میرے چھوٹے بھائی (جو کہ ابھی بچہ ہی تھے) کو فرماتے اے عمیر کے باپ! تمہارا نغیر کیسا ہے۔

حل لغات یُخَالِطُنَا۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہم سے اتنے مل جل گئے۔ اس کا ثلاثی خَلَطَ یَخْلِطُ خَلْطًا ہے جس کے معنی ملا دینے کے ہیں۔ نُغَیْر۔ یہ نُغَر کی تصغیر ہے اس کی جمع نُغْران ہے ایک سُرخ چونچ والی چڑیا' اُردو میں اسے لال کہتے ہیں' بلبل۔

تشریح حضرت ابوعیسیٰ (صاحب ترمذی) نے فرمایا کہ اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم جن سے میل جول رکھتے تھے ان سے مزاح بھی فرماتے تھے (یعنی ایسی مزاح جس میں کوئی غیر شرعی بات نہ ہو) اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک چھوٹے لڑکے کی کُنیت ابا عمیر رکھی اور اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس میں کوئی امر مانع نہیں کہ بچے کو پرندہ دیا جائے کہ وہ اس سے کھیلے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسے فرمایا "یا ابا عمیر ما فعل النغیر" اس سے مُراد یہ ہے کہ اس بچے کے پاس ایک نُغیر تھی جس سے وہ کھیلتا تھا وہ نُغیر

marfat.com

مرگئی جس کی وجہ سے اس بچے کو افسوس تھا اس بچے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزاحاً فرمایا کہ یا اباعمیر ما فعل النغیر" شارحین رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے لکھا ہے کہ اس حدیث شریف سے بہت ہی مسائل کا استنباط ہوتا ہے۔

حدیث ۳/۲۲۸ حدثنا عباسؒ بن محمد الدوری قال حدثنا علیؒ بن الحسن بن شقیق حدثنا عبداللہ بن المبارک عن اسامۃؒ بن زید عن سعید المقبری عن ابی ہریرۃؓ قال قالوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انک تداعبنا قال انی لا اقول الا حقا۔

ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے مذاق فرماتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا یقیناً میں نہیں کہتا مگر سچی بات۔

حل لغات تداعبنا۔ آپ ہم سے مذاق کرتے ہیں۔ دعابۃ یمازحہ مزاحۃ۔ مزاح کرنا، مذاق کرنا، ٹھیلنا۔

تشریح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس لئے سوال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو مذاق کرنے سے منع فرمایا ہے تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرا مزاح کرنا شریعت حقہ کے خلاف نہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزاح میں کسی کو ڈکھ دینے والی بات نہیں، کسی کی تحقیر نہیں ہوتی، کوئی بیہودہ اور ناشائستہ بات نہیں ہوتی بلکہ ہنسی اور دل لگی کے لہجہ میں صحیح صحیح بات کرتے تھے۔

حدیث ۴/۲۲۹ حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا خالدؒ بن عبداللہ عن حمیدؒ عن انسؓ بن مالک ان رجلا استحمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال انی حاملک علی ولد ناقۃ فقال یا رسول اللہ ما اصنع بولد الناقۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہل تلد الابل الا النوق۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے یہ کہ ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں سواری

اسماء الرجال مرجع ۳/۲۲۸ داؤد ابن ابی الفرات ابوسلیمان البصری۔ روی عنہ ابن المبارک وابن مہدی۔ وثقہ ابن معین وابن سعد وابن عدی۔ مات سنۃ ۱۶۰ھ۔ تہذیب التہذیب ۳/۲۰۶ عباس بن محمد بن حاتم بن واقد ابوالفضل الدوری۔ روی عنہ ابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ وابوحاتم وابوزرعۃ۔ وثقہ ابن معین وابن سعد وابن عدی۔ مات سنۃ ۲۷۱ھ۔ تہذیب التہذیب ۵/۱۲۲ علی بن الحسن بن شقیق ابوعبداللہ المروزی۔ روی عنہ البخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ۔ وثقہ ابن معین وابن سعد وابن عدی۔ مات سنۃ ۲۱۵ھ۔ تہذیب التہذیب ۷/۳۴۹ اسامۃ بن زید بن اسلم العدوی مولاہم ابوزید المدنی۔ روی عنہ ابن المبارک وابن مہدی۔ وثقہ ابن معین وابن سعد وابن عدی۔ مات سنۃ ۱۵۳ھ۔ تہذیب التہذیب ۱/۳۵۰ سعید بن ابی سعید کیسان المقبری ابوسعد المدنی۔ روی عنہ مالک والثوری وابن عیینۃ۔ وثقہ ابن معین وابن سعد وابن عدی۔ مات سنۃ ۱۲۵ھ۔ تہذیب التہذیب ۴/۷۵ خالد بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی نوف الواسطی۔ روی عنہ ابن المبارک وابن مہدی۔ وثقہ ابن معین وابن سعد وابن عدی۔ مات سنۃ ۱۱۹ھ۔ تہذیب التہذیب ۳/۱۲۵ حمید بن ابی حمید الطویل ابوعبیدۃ البصری۔ روی عنہ مالک والثوری وابن عیینۃ۔ وثقہ ابن معین وابن سعد وابن عدی۔ مات سنۃ ۱۴۲ھ۔ تہذیب التہذیب ۳/۳۴ قتیبۃ بن سعید بن جمیل بن طریف ابورجاء الثقفی۔ روی عنہ البخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ۔ وثقہ ابن معین وابن سعد وابن عدی۔ مات سنۃ ۲۴۰ھ۔ تہذیب التہذیب ۸/۳۵۶

maarfat.com

کے لئے عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تحقیق میں تجھ کو اونٹنی کے بچہ پر سوار کروں گا، سائل نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اونٹنی کے بچہ کو کیا کروں گا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی اونٹ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اونٹنی سے ہی پیدا ہوتا ہے۔

حل لغات اَسْتَحْمِلُ۔ یہ باب اِسْتِفْعَال سے ہے اس باب میں طلب کے معنی پائے جاتے ہیں۔
نُوْقٌ۔ اونٹنی۔

تشریح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان یہ ہے کہ ہم تمہیں اُونٹ دیتے ہیں، اس میں اشارہ ہے کہ غور و فکر کرنے کے بعد سوال کرنا چاہیئے اور جواب پر بھی غور و فکر کرنا چاہیئے، اس کے علاوہ ایک لطیف قسم کا مزاح بھی ہے۔

حدیث ۵/۲۳۰ حدثنا اسحٰق بن منصور حدثنا عبد الرزاق حدثنا معمر عن ثابت عن انس بن مالک انّ رجلاً من اھل البادیۃ کان اسمہ زاھراً وکان یُھدی الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھدیۃ من البادیۃ فیجھزہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اراد ان یخرج فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انّ زاھراً بادیتنا ونحن حاضروہ وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبّہ وکان رجلاً دمیماً فاتاہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوماً وھو یبیع متاعہ واحتضنہ من خلفہ ولا یبصرہ فقال من ھذا ارسلنی فالتفت فعرف النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجعل لا یألو ما ألصق ظھرہ بصدر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حین عرفہ فجعل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من یشتری ھذا العبد فقال الرجل یا رسول اللہ اذاً واللہ تجدنی کاسداً فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکن عند اللہ لست بکاسد او قال انت عند اللہ غالٍ۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے یہ کہ ایک شخص جنگل کا رہنے والا تھا جس کا نام زاہر تھا جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا تو جنگل کا کوئی ہدیہ وغیرہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتا اور جب وہ مدینہ منوّرہ سے رخصت ہونے کا ارادہ کرتا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہری تحفے تیار کر کے اسے عطا فرماتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زاہر ہمارا جنگل ہے اور ہم اس کے شہر ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے بہت محبت

marfat.com

تھی، اور زاہر زشت رو اور بدشکل رہتے، ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پاس آئے جبکہ وہ سامان فروخت کر رہا تھا، آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے پیچھے سے آکر اُسے اپنے بازوؤں میں لے لیا۔ اس طریقہ سے کہ وہ مُڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں دیکھ سکتا تھا، پس زاہر نے کہا کون ہے، مجھے چھوڑ دے، لیکن جب کن انکھیوں سے دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچان لیا تو اپنی کمر کو بہت اہتمام سے پیچھے کر کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مُبارک سے ملنے لگے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمانا شروع کیا اس غلام کو کون خریدتا ہے تو زاہر نے کہا، یارسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خدا کی قسم آپ مجھے کھوٹا پائیں گے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مگر تم خدا کے نزدیک کھوٹے نہیں ہو، یا فرمایا تم اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک بیش قیمت ہو۔

حل لغات بَاوِيَةٌ۔ بدشکل۔ يُجَهِّزُهُ۔ وہ تیار کرتا تھا۔ دَمِيمًا۔ زشت رو، بدشکل۔ اخْتَضَنَهُ۔ اس کو پکڑ لیا، اِحْتِضَان، مصدر ہے گود میں لے لینا۔ لَا يَأْبَهُ لَهُ، تقصیر نہ کی، کمی نہیں کی۔ اَلْصَقَ، رگڑنا، ملنا۔ كَاسِدًا، کم قیمت، کھوٹا۔ غَالٍ۔ بیش قیمت۔

تشریح حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتہائی اخلاق کریمانہ کا ظہور ہے کہ جب زاہر اپنے ہاں کے دیہاتی تحفے تحائف وغیرہ لا کر پیش خدمت کرتے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے بہتر شہری تحفے اسے عطا فرماتے، ارشاد فرمایا کہ "زاہر ہمارا جنگل ہے" یعنی جنگل کی ترکاری اور دیگر اشیاء اس کے ذریعے ہمیں گھر بیٹھے پہنچ جاتی ہیں ہمیں جنگل میں جانے کی ضرورت ہی نہیں رہتی اور ارشاد ہے کہ "ہم زاہر کے شہر ہیں" یعنی تمام شہری اشیاء خورد ونوش ہمارے ذریعے اس کو مل جاتی ہیں اور اس کی ضروریات پوری ہو جاتی ہیں، اس کو اپنے بازوؤں میں لینا بہت ہی پیارا اور محبت بھرا مزاح تھا اور پھر اس شخص کی محبت اور عشق کا کیا عالم ہے۔ سبحان اللہ! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینۂ اقدس کے ساتھ وقت ضائع کرنے کے بغیر نہایت ہی اہتمام محبت اور شوق کے ساتھ اپنی کمر کو رگڑ رہا ہے تاکہ برکات نبوت حاصل کرے، انوار رسالت سے بھرپور ہو جائے اور اس بے مثال متبرک سے سرفراز ہو جائے، اور پھر اللہ اکبر! کتنا نفیس مزاح ہے فرمایا اس غلام کو کون خریدتا ہے، اس کی عاجزی ملاحظہ ہو کہ وہ کہتا ہے کہ یہ زشت رو تو ہے کہ قیمت ہے مگر نگاہِ نبوت میں اس زشت رو کی کتنی قیمت ہے، اس کا اندازہ لگانا ناممکن ہے جس کے متعلق ارشادِ نبوت ہے کہ تو اللہ جل جلالہ کے ہاں بہت ہی بیش قیمت ہے۔

ذالك فضل الله يوتيه من يشاء

marfat.com

حدیث ۲۳۲ حدثنا عبد بن حميد حدثنا مصعب بن المقدام حدثنا المبارك بن فضالة عن الحسن قال اتت عجوز النبي صلى الله عليه وآله وسلم فقالت يا رسول الله ادع الله ان يدخلني الجنة فقال يا ام فلان ان الجنة لا يدخلها عجوز قال فولت تبكي فقال اخبروها انها لا تدخلها وهي عجوز ان الله تعالى يقول انا انشاناهن انشاء فجعلناهن ابكارا عربا اترابا۔

ترجمہ حسن بصری سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک بوڑھی عورت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ میرے لئے دُعا فرمائیں کہ میں جنت میں داخل ہو جاؤں آپ نے فرمایا اے فلاں شخص کی والدہ اللہ تعالیٰ کسی بڑھیا کو بہشت میں داخل نہیں فرمائے گا، خواجہ حسن بصری فرماتے ہیں کہ وہ بڑھیا روتی ہوئی واپس چلی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ اور اس بڑھیا کو خبر دے دو کہ بڑھیا بہشت میں بڑھاپے کی حالت میں نہیں جائے گی بلکہ نوجوان دوشیزہ بن کر جائے گی، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے یعنی ہم نے ان عورتوں کو خاص طور پر بنایا ہے اس طور پر کہ وہ کنواری ہیں۔

حل لغات انت۔ آئی۔ عجوز۔ بڑھیا۔
ولت۔ وہ لوٹی۔ تبکی۔ روتے ہوئے۔

تشریح یہ بوڑھی عورت صفیہ بنت عبدالمطلب ہے، زبیر بن عوام کی والدہ ہے "ان الجنة لا يدخلها عجوز" کا جملہ مزاحاً فرمایا۔ یہ حدیث مرسل ہے اس لئے کہ خواجہ حسن بصری تابعی ہیں اور کسی صحابی رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے۔

باب ما جاء في صفة مزاح رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
پورا ہو گیا۔

marfat.com

بَابُ مَاجَاءَ فِي صِفَةِ كَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِي الشِّعْرِ

یہ باب جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان ارشادات کے متعلق ہیں جو اشعار کے بارے میں ہے۔

(اس باب میں نو احادیث ہیں)

حل لغات شِعْر۔ بالکسر لُغوی معنی ادراک کے ہیں اور اصطلاحی معنی وہ کلام موزوں جس میں ردیف، قافیہ اور وزن ہو۔ بعض ادیبوں نے قصد کو بھی اس میں داخل کیا ہے، (یعنی ارادہ سے شعر کی طرز پر بنایا گیا ہو۔

تشریح اس باب میں حضور افصح العرب والعجم، سید الانبیاء والمرسلین، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیگر شعراء کے اشعار پڑھنا اور سُننا اور حمدیہ و نعتیہ اشعار سنوانے کا بیان ہے۔

حدیث ۱/۲۳۲ حدثنا علی بن حجر حدثنا شریک عن المقدام بن شریح عن ابیہ عن عائشۃ قالت قیل لھا ھل کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یتمثل بشیء من الشعر قالت کان یتمثل بشعر ابن رواحۃ ویقول ویأتیک بالاخبار من لم تزود۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ ان سے پوچھا گیا کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی شعر کو پڑھتے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ کبھی عبداللہ بن رواحہ کے شعر پڑھتے اور کبھی یہ

marfat.com

مصرع ویأتیک بالاخبار من لم تزود اور تیرے پاس وہ شخص قسما قسم خبریں پہنچاتا ہے جو تجھ سے کوئی اجرت نہیں مانگتا پڑھتے۔

حل لغات یَمْتَنِلُ۔ پڑھتا ہے۔ اَخْبَار۔ خبر کی جمع ہے۔
تَزَوَّدَ۔ توشہ، اُجرت، معاوضہ، مزدوری۔

تشریح حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شعر موزوں نہیں فرمائے بلکہ ارشاد فرمایا کہ ما انا بشاعر کہ میں شاعر نہیں ہوں۔ کبھی کبھار کسی مناسب موقع پر ایک آدھ شعر پڑھ دیتے، البتہ اشعار رکھتے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی یہی بات ارشاد فرمائی ہے اور جو مصرعہ بیان کیا ہے وہ طرفہ کا ہے پورا شعر یہ ہے۔

سَتُبْدِیْ لَکَ الْاَیَّامُ مَا کُنْتَ جَاهِلاً — وَیَأْتِیْکَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَّمْ تُزَوِّدْ

عنقریب زمانہ تجھے ان چیزوں کو ظاہر کر دے گا جس سے تو ناواقف ہے — اور تیرے پاس وہ خبریں لائے گا جس کی اُجرت تو نے نہیں دی

یہ شعر عرب کے ایک نامور شاعر طرفہ کا ہے اس نے اسلام کا زمانہ نہیں پایا۔ سبعہ معلقہ میں دوسرا معلقہ اسی کا ہے۔ بعض شارحین نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس شعر کے پڑھنے کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی اُجرت اور معاوضہ کے بغیر جنت، دوزخ، قیامت، گذشتہ انبیاء کے حالات اور آئندہ آنے والے واقعات اچھے اور بُرے اُمور کے نتائج سے آگاہ فرماتے ہیں، پھر بھی یہ کافر فقرہ نہیں کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طرفہ کے اس شعر کو تاخیر و تقدیم سے پڑھا یعنی دوسرا مصرعہ پہلے اور پہلا مصرعہ آخر میں پڑھا تو جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ لیس ھکذا یا رسول اللہ "یا رسول اللہ یہ اس طرح نہیں ہے" فرمایا "ما انا بشاعر" "میں شاعر نہیں ہوں"۔

حدیث ۲/۲۳۴ حدثنا محمد بن بشار حدثنا عبد الرحمٰن بن مهدی قال حدثنا سفیان عن عبد الملک بن عمیر حدثنا ابو سلمة عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اصدق کلمة قالها الشاعر کلمة لبید،

اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلُ — وَکَادَ اُمَیَّةُ بْنُ اَبِی الصَّلْتِ اَنْ یُّسْلِمَ

marfat.com

ترجمہ ابی ہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یقیناً سب سے سچا شعر جو کسی شاعر نے کہا وہ لبید بن ربیعہ کا شعر ہے اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلُ ۔ آگاہ رہو! سوائے اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہر چیز فانی ہے اور قریب تھا کہ امیہ بن ابی الصلت مسلمان ہو جاتا۔

حل لغات اَصْدَقُ ۔ بہت ہی سچا۔
کَلِمَۃٌ ۔ شعر۔

تشریح لبید بن ربیعہ جس کی کنیت ابوعقیل ہے صحابی رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہیں۔ یہ فصحائے عرب میں سے تھے۔ بل اصحھم جب اسلام قبول کر لیا تو پھر شاعری کو ترک کر دیا اور فرماتے یَکْفِیْنِی الْقُرْاٰنُ اب مجھے قرآن ہی کافی ہے۔ شارحین فرماتے ہیں کہ لبید بن ربیعہ کے شعر کو جو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بہت سچ فرمایا یہ اسلئے کہ کلام الٰہی کی صحیح طور پر تصدیق میں ہے۔ ارشاد خداوندی ہے کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ اور کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۔ لبید بن ربیعہ کا پورا شعر یہ ہے۔

الا کل شئی ما خلا اللہ باطل — یعنی خبردار! سوائے اللہ تعالیٰ کے ہر چیز فانی
وکل نعیم لا محالۃ زائل — ہے اور ضرور بالضرور تمام نعمتیں ختم ہو جائیں گی۔

اور ارشاد ہے "قریب تھا کہ امیہ بن ابی الصلت مسلمان ہو جاتا"

حدیث ۵ میں اس کی تشریح ملاحظہ کیجئے۔

حدیث ۳۲۴ حدثنا محمد بن المثنی قال انبانا محمد بن جعفر حدثنا شعبۃ عن الاسود بن قیس عن جندب بن سفیان البجلی قال اصاب حجر اصبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فدمیت فقال

هَلْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِيْتِ
وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ

ترجمہ جندب بن سفیان سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی انگلی مبارک کو ایک پتھر

اسماء الرجال حدیث ۳۲۴
۱ محمد بن المثنی ۔ دیکھو حدیث ۲۳۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
۲ محمد بن جعفر ۔ دیکھو حدیث ۲۳۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
۳ شعبۃ ۔ دیکھو حدیث ۲۳۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
۴ الاسود بن قیس ۔ دیکھو حدیث ۲۳۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
۵ جندب بن سفیان ۔ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

marfat.com

لگا وہ خون آلود ہو گئی تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ شعر پڑھا کیا تو صرف لہولہان ہوئی ہے اور یہ بھی ضائع نہیں بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں یہ تکلیف پہنچی جس کا ثواب ہو گا۔

حل لغات اَصَابَ۔ پہنچا۔ لگا۔ اِصْبَعٌ۔ انگلی۔ دَمِیْتَ۔ پس اس میں سے خون نکلا، پس وہ خون آلود ہو گیا۔

تشریح بقول صاحب حلاوۃ المتعلمین مولینا قاضی محمد عاقل صاحب لاہوری "آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی انگلی مبارک کے زخمی ہونے کا واقعہ غزوۂ اُحد میں ہوا" جب آنجناب کی انگلی مبارک پر پتھر لگا اور وہ لہولہان ہو گئی تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بقول ابی الدنیا ابن رواحہ کا یہ شعر پڑھا۔

هَلْ اَنْتَ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِيْتِ
وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ

یعنی کیا تو صرف ایک انگلی ہی نہیں ہے جو کہ صرف خون آلود ہو گئی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہوئی ہے یعنی اے انگلی تجھے جو درد اور تکلیف پہنچی ہے۔ یہ سرفرازی اور سربلندی کا سبب ہے اور بہت بڑا بدلہ ہے پس غمگین نہ ہونا چاہیئے بلکہ خوش ہونا چاہیئے۔

حدیث ۲۳۵ حدثنا محمد بن بشار حدثنا یحییٰ بن سعید حدثنا سفیان الثوری حدثنا ابو اسحٰق عن البراء بن عازب قال قال لہ رجل افررتم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یا ابا عمارۃ فقال لا واللہ ما ولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ولکن ولی سرعان الناس تلقتھم ھوازن بالنبل ورسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم علی بغلتہ وابو سفیان بن الحارث بن عبد المطلب اخذ بلجامھا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول۔

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ
اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

marfat.com

ترجمہ براء بن عازب سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ اسے ایک شخص نے کہا اے ابا عمارہ کیا جنگ (حنین) میں تم لوگ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے تو انہوں نے جواب میں فرمایا ہرگز نہیں، قسم ہے اللہ جل جلالہٗ کی، کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منہ نہیں پھیرا بلکہ ہوازل دستے کے چند آدمی جو کہ قبیلہ ہوازن کے تیر اندازوں کے مقابل میں آئے تھے وہ فرار ہوئے تھے، اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سفید خچر پر رونق افروز تھے اور اس خچر کی لگام ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب پکڑے ہوئے تھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے۔

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ — میں نبی ہوں اس میں جھوٹ ہرگز نہیں۔
اَنَا ابْنُ عَبْدُ الْمُطَّلِبْ — میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

حل لغات اَفَرَرْتُمْ۔ کیا تم لوگ بھاگ گئے تھے۔ مَاوَلّٰی۔ نہیں لوٹے منہ نہیں پھیرا۔ سَرَعَان۔ پیش رو، لشکر، ہراول دستہ۔ تَلَقَّتْهُمْ۔ ان کے سامنے آئے۔ نَبْل۔ تیر، سہم۔ بَغْلَة۔ خچر۔

تشریح براء بن عازب فرماتے ہیں "بلکہ ہراول دستے کے چند آدمی جو کہ قبیلہ ہوازن کے تیر اندازوں کے مقابل میں آئے تھے وہ فرار ہوئے" یہ ایک روایت میں اسی اور ایک روایت میں بارہ افراد تھے، ان میں اکثر بنی سلیم اور مکہ مکرمہ کے نومسلم نوجوان تھے، قبیلہ ہوازن کے تیر اندازوں نے جو کہ تنگ گھاٹی کی کمین گاہ میں چھپے ہوئے تھے، انہوں نے اس ہراول لشکر پر حملہ کر دیا۔ یہ حملہ اچانک اور یکبارگی تھا اس سے خالد بن ولید کا گھوڑا بدک گیا جس کی وجہ سے ان نومسلم نوجوانوں نے فرار اختیار کیا اور کبار صحابہ کرام تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلو میں مصروف پیکار تھے "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی سفید خچر پر رونق افروز تھے، اس خچر کی لگام ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب تھامے ہوئے تھے۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب جو کہ دائیں رکاب تھامے ہوئے تھے، تیسرے حضرت علی ابن ابی طالب جو بائیں رکاب پکڑے ہوئے تھے اور چوتھے عبداللہ بن مسعود تھے جو خچر کو حفاظت میں لئے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد و پیش صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین تھے۔ اسی خچر پر سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ شعر "انا النبی لا کذب ۔ انا ابن عبدالمطلب" بلند آواز سے فرمایا ہے تھے، یعنی "میں پیغمبر برحق ہوں، اس میں کسی قسم کا جھوٹ نہیں ہے" اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا ہے" میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں" یعنی شریف زادہ ہوں اور شریف کبھی لڑائی سے منہ نہیں موڑتے، شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے والد کی بجائے دادا سے نسبت اس لئے فرمائی۔

marfat.com

کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے والد تو پیدائش سے پہلے ہی وصال فرما چکے تھے، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پرورش آپ کے دادا صاحب حضرت عبدالمطلب ہی نے کی، اسی لئے حضور نے ان کا نام لیا۔

حدیث ۵/۲۳۶ حدثنا اسحٰقؒ بن منصورؒ حدثنا عبدالرزاقؒ حدثنا جعفرؒ بن سلیمان انبانا ثابتؒ عن انسؓ انّ النّبیّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم دخل مکّۃ فی عمرۃ القضاء وابن رواحۃ یمشی بین یدیہ وھو یقول

خلّوا بنی الکفّار عن سبیلہ ۔۔۔ الیوم نضربکم علی تنزیلہ

ضربًا یزیل الھام عن مقیلہ ۔۔۔ ویذھل الخلیل عن خلیلہ

فقال لہ عمر یا ابن رواحۃ بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وفی حرم اللہ تعالٰی تقول شعرًا فقال النّبیّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم خلّ عنہ یا عمر فلھی اسرع فیھم من نضح النّبل۔

ترجمہ جناب انس سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم عمرۃ القضاء کے برس مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو عبداللہ بن رواحہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے آگے چل رہے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

خلّوا بنی الکفّار عن سبیلہ ۔۔۔ الیوم نضربکم علی تنزیلہ

"اے کافر زادو! حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے راستہ سے دُور ہو جاؤ، آج ہیں قرآن کے حکم کے مطابق ماروں گا"

ضربًا یزیل الھام عن مقیلہ ۔۔۔ ویذھل الخلیل عن خلیلہ

"اسی طرح ماریں گے کہ دوبارہ تمہیں قیلولہ کرنے کی نوبت نہیں آئے گی اور تم کو ایسا ماریں گے کہ تمہارا ایک دوست دُوسرے دوست کو بھول جائے گا"

تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے کہا کہ اے ابن رواحہ رسُول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حضور میں اور حرم شریف کے اندر تو شعر پڑھ رہا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے عمرؓ! اسے چھوڑ دو، یہ اشعار ان میں اثر کرنے میں تیر برسانے سے زیادہ سخت ہیں۔

اسماء الرجال حدیث ۲۳۶
۱ ابن عون منصور۔ دیکھو حدیث ۱۵
۲ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱
۳ عبدالرزاق۔ دیکھو حدیث ۱۵
۴ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱
۵ جعفر بن سلیمان۔ دیکھو حدیث ۱۵
۶ باب ما جاء فی عیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱
۷ ثابت۔ دیکھو حدیث ۱۵
۸ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱
۹ انس۔ دیکھو حدیث ۱۵
۱۰ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱

marfat.com

حل لغات نَغْزِ بِكُمْ۔ ہم تمہیں قتل کریں گے۔ اَلْهَام۔ سر۔ مَقِيْلَه۔ محل قیلولہ، قیلولہ کرنے کی جگہ۔ يَذْهَلُ، بھول جائے گا۔ ذَهَلٌ ذُهُوْلٌ سے ہے جس کے معنی چھوڑ دینا، بھول جانا، دہشت سے غافل ہو جانا ہیں۔

تشریح ۷ھ میں حدیبیہ کے مقام پر کفارِ مکہ اور مسلمانوں کے درمیان صلح ہوئی، مسلمان شرائط کے مطابق اس برس عمرہ ادا نہ کر سکے تو ۷ھ میں اس عمرہ کی قضا ادا کی گئی اس لئے اس عمرہ کو عمرۃ القضاء کہتے ہیں جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی کی مہار جناب عبداللہ بن رواحہ نے پکڑی ہوئی تھی اور حضرت عبداللہ بن رواحہ نے کپڑے میں تلوار لٹکائی ہوئی تھی اور مہار تھامے یہ اشعار پڑھتے چلے جا رہے تھے، حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب اور حرم شریف کے احترام کی وجہ سے جناب عبداللہ بن رواحہ کو بلند آواز سے اشعار پڑھنے سے منع فرمایا، مگر حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت مرحمت فرما دی۔ حضرت علامہ محمد عاقل صاحب لاہوری تحریر فرماتے ہیں:-

"دریں حدیث دلیل است بر جواز استماع نعتے کہ مشتمل است بر مدح اسلام و حث و ترغیب کامہ انام و عدم مبالات و تحقیر کفار ظلام"

"کہ اس حدیث شریف میں ان اشعار کے سننے کا جواز ہے جن میں اسلام کی تعریف ہو اور عام لوگوں کو ترغیب اور شوق دلانا مراد ہو، نیز ظالم کفار کی تحقیر اور تذلیل مقصود ہو۔

حدیث ۶/۲۳۷ حدثنا علیؒ بن حجر انا شریکؒ عن سماکؒ بن حرب عن جابرؓ بن سمرہ قال جالستُ رسولَ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثرَ من مائۃِ مرۃٍ وکان اصحابُہٗ یتناشدون الشعرَ ویتذاکرون اشیاءَ من امرِ الجاھلیۃِ وھو ساکتٌ وربما تبسّم معھم۔

ترجمہ جابر بن سمرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مبارک میں سو مرتبہ سے زیادہ بیٹھا ہوں اور ان مجالس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اشعار پڑھتے

marfat.com

تھے اور جاہلیت کے دور کے کچھ قصے بیان کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم خاموش رہتے، نیز بسا اوقات ان کے ساتھ تبسم بھی فرماتے تھے۔

حل لغات مَرَّةً۔ بار۔ دفعہ۔
يَتَنَاشَدُوْنَ۔ پڑھتے تھے۔

تشریح جابر بن سمرہ فرماتے ہیں" اور جاہلیت کے دور کے کچھ قصے بیان کرتے تھے" علاوہ المتعلمین میں مولینا مولوی محمد عاقل صاحب بحوالہ شیخ ابن حجر لکھتے ہیں۔

"کہ احتمال است کہ آں اشعار بود کہ در اباحت ترغیب اطاعت و اسلام بود و تذاکر امور جاہلیت بجہت تحقیر و تقبیح و تدیم بر آں بود"

"یعنی احتمال ہے کہ وہ ایسے اشعار ہوں جن میں اسلام اور اطاعت پر ترغیب اور شوق دلایا گیا ہو اور جاہلی ایام کے قصوں میں ان لوگوں کی تحقیر برائی اور شرمندگی کا بیان ہو"

جابر بن سمرہ فرماتے ہیں" اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم خاموش رہتے، نیز بسا اوقات ان کے ساتھ تبسم بھی فرماتے" جناب مولینا مولوی محمد عاقل صاحب لاہوری تحریر فرماتے ہیں:

"دریں دلیل است بر جواز استماع و انشاد شعر کہ از فحش و ہجو مسلمانان خالی بود اگرچہ مشتمل باشد بر ذکر شے از ایام جاہلیت"

"اس میں دلیل ہے ایسے اشعار اور قصص کے سننے کے جواز میں جو فحش اور مسلمانوں کے ہجو سے خالی ہوں اگرچہ ایام جاہلیت کے کچھ بیان پر ہی مشتمل ہو"

حدیث ۲۳۸/۷ حدثنا علیؒ بن حجرؒ انبانا شریکؒ عن عبد الملکؒ بن عمیر عن ابی سلمۃؒ عن ابی ہریرۃؓ عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال اَشْعَرُ کَلِمَةٍ تَکَلَّمَتْ بِهَا الْعَرَبُ کَلِمَةُ لَبِیْدٍ اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ۔

ترجمہ جناب ابی ہریرہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے

اتحاف الکمال شرح ۳۲۸
۱ علی بن حجر دیکھو ص ۱۰۱
باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ۱
۲ شریک۔ دیکھو ص ۱۰۱
باب ماجاء فی صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ۲
۳ عبد الملک بن عمیر دیکھو ص ۱۰۱
باب ماجاء فی صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ۳
۴ ابی سلمہ۔ دیکھو ص ۱۰۱
باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ۴
۵ ابی ہریرہ۔ دیکھو ص ۱۰۱
باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ۵

ارشاد فرمایا شعراء عرب نے جو اشعار کہے ہیں ان میں سب سے زیادہ عمدہ لبید کا یہ شعر ہے۔ اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ آگاہ رہو! سوائے اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہر چیز فانی ہے۔

حل لغات اَشْعَرُ۔ سب سے عمدہ، بہت پسندیدہ۔ کَلِمَۃٌ۔ شعر۔ تَکَلَّمْتُ۔ جو کہے گئے ہیں۔

تشریح اس حدیث شریف کی تشریح حدیث ۲ اسی باب میں گذر چکی ہے۔

حدیث ۳ حدثنا احمد بن منیع حدثنا مروان بن معاویہ عن عبد اللہ بن عبد الرحمٰن الطائفی عن عمرو بن الشرید عن ابیہ قال کنت ردف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فانشدتہ مائۃ قافیۃ من قول امیۃ بن ابی الصلت کلما انشدتہ بیتا قال ای الشی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم هیه حتی انشدتہ مائۃ یعنی بیتا فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کاد لیسلم۔

ترجمہ شرید سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ ایک سواری پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پیٹھ مبارک کے پیچھے سوار تھا تو میں نے امیہ بن ابی الصلت کے ایک سو شعر سنائے، جب میں شعر سناتا چلا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا "اور پڑھ" حتیٰ کہ میں نے سو شعر پڑھ دیئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ممکن ہے کہ یہ مسلمان ہو جائے۔

حل لغات رِدْفٌ۔ یعنی ردیف، پیچھے۔ هَیْهِ۔ زیادہ کر، اور پڑھ۔ ان کاد، نزدیک ہے، ممکن ہے، عنقریب۔

تشریح شرید کا ارشاد ہے "تو میں نے امیہ بن ابی الصلت کے ایک سو شعر سنائے" امیہ بن ابی الصلت مشہور و معروف شاعر تھا اور اس کے اشعار، توحید، حقائق، نصائح اور اخلاق کی تعلیم پر مبنی ہوتے تھے، مگر مسلمان نہیں ہوا جناب علامہ علی القاری رحمہ الباری ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "امن لسانہ وکفر قلبہ"

توحید کے متعلق اس کا یہ شعر حضرت علی القاری نے نقل فرمایا ہے۔

"لك الحمد والنعماء والفضل ربنا

فلا شئی اعلیٰ منك حمدا ولا مجدا"

ایسے ہی موحدانہ اشعار پر تو فرمایا کہ "ممکن ہے کہ یہ مسلمان ہو جائے"۔

حدیث ۹/۲۴ حدثنا اسماعیل بن موسیٰ الفزاری وعن علی بن حجر والمعنی واحد قالا انبانا عبدالرحمٰن بن ابی الزناد عن هشام عن عروہ عن ابیہ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یضع لحسان بن ثابت منبرا فی المسجد یقوم علیہ قائما یفاخر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم او قالت ینافح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ویقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ یؤید حسان بروح القدس مایفاخر او ینافح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حدثنا اسماعیل بن موسیٰ علی بن حجر قالا حدثنا ابن ابی الزناد عن ابیہ عن عروۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثلہ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد (نبوی مبارک) میں حسان بن ثابت کے لئے منبر رکھایا کرتے تھے کہ وہ اس پر کھڑے ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے مفاخرۃ کریں، یا ام المومنین نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے مدافعت کریں اور حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ جب تک حسان بن ثابت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے مدافعت یا مفاخرۃ بیان کرتے رہیں گے یقیناً اللہ تبارک تعالیٰ حضرت حسان کی جبریل کے ذریعہ مدد فرماتے رہیں گے۔

حل لغات یفاخر۔ مفاخرہ کریں، فخریہ کلمات کہیں۔
ینافح۔ مدافعت کریں۔ جوابیہ کلمات کہیں۔

تشریح جب کافر اسلام اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اشعار میں ہجو وغیرہ بیان کرتے تھے تو مسلمانوں نے بھی

اسماء الرجال حدیث نمبر ۹/۲۴
۱۔ اسماعیل بن موسیٰ الفزاری دیکھو حدیث نمبر ۱ باب ما جاء فی صفۃ فاکہۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۲۔ علی بن حجر دیکھو حدیث نمبر ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۳۔ عبدالرحمٰن بن ابی الزناد دیکھو حدیث نمبر ۱ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۴۔ ہشام بن عروہ دیکھو حدیث نمبر ۱ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۵۔ عروہ بن زبیر دیکھو حدیث نمبر ۱ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۶۔ عائشہ صدیقہ دیکھو حدیث نمبر ۱ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

ان کا رد کیا ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرمان کے مطابق خود بنفس نفیس سرورِ عالم و عالمیان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مسجد نبوی میں منبر رکھ کر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اس پر کھڑا کر کے نعت خوانی کروائی، ارشاد ہے کہ وہ اس پر (یعنی منبر پر) کھڑے ہو کر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف سے مفاخرۃ کریں" یعنی سید دو عالم فخرِ رسل صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کمالات، تعریف، خاندانی شرافت، اخلاق کریمانہ اور معجزات میں فخریہ اشعار پڑھیں۔ یا ام المومنین رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے" وہ (حسان بن ثابت) حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف سے مدافعت کریں" یعنی کفار جو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے متعلق ہجو کے اشعار کہتے تھے جناب حسان بن ثابت ان اشعار کا رد کریں۔ حضرت حسان فرماتے ہیں :-

ھجوت محمدا واجبت عنہ	وعند اللہ فی ذاک الجزاء
ھجوت مطھرا برا حنیفا	امین اللہ شیمتہ الوفاء
اتھجوہ ولست لہ بکفء	فشرکما لخیرکما الفداء
فان ابی و والدتی و عرضی	لعرض محمد منکم وقاء

اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعریف میں فرماتے ہیں :-

خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِنْ کُلِّ عَیْبٍ	کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَآءُ
وَاَحْسَنُ مِنْکَ لَمْ تَرَقَطُّ عَیْنِیْ	وَاَجْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ

یہی شان اور عزت تھی جو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نعت خوانی اور مدح سرائی آپ رضی اللہ عنہ کو نصیب ہوئی کہ فرمایا" جب تک حسان بن ثابت کافروں کی ہجو کے اشعار کا جواب دیتے رہیں گے یا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اخلاق کریمانہ، معجزات، کمالات، تعریف، خاندانی شرافت و عظمت اور مدح اور حسن پاک بیان کرتے رہیں گے، تب تک یقیناً اللہ جل جلالہ جناب حسان بن ثابت کی جبریل امین (یعنی روح القدس) کے ذریعہ امداد اور تائید فرماتے رہیں گے۔ حضرت علامہ مولانا محمد عاقل صاحب لاہوری علاوۃ المتعلمین میں تحریر فرماتے ہیں۔

"دریں حدیث دلالت است بجواز خواندن اشعار	"یعنی یہ حدیث مسجد میں اشعار پڑھنے کے جواز پر
در مسجد بلکہ استحباب آں وجواز استماع آں چوں مشتمل	دلالت کرتی ہے بلکہ اس کے استحباب پر دلالت

بود بر مدح انبیاء و اہل اسلام و مذمت و تحقیر کفار ظلام"

کرتی ہے اور ان کے اشعار کے سننے کے جواز پر بھی دلیل ہے، مگر ہاں وہ اشعار جو انبیاء کی مدح میں ہوں اور اہل اسلام کی تعریف میں ہوں اور کفار کی تحقیر اور مذمت میں ہوں"۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ صِفَةِ کَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِی الشِّعْرِ

پورا ہوگیا۔

marfat.com

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ کَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فِی السَّمَرِ

یہ باب حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ان ارشادات کے متعلق ہے جو رات کو کہانیاں بیان کرنے کے بارے میں ہے۔

(اس باب میں دو احادیث ہیں)

حل لغات اَلسَّمَرُ۔ رات کو باتیں سنانے والا۔ سَمَرٌ۔ جاگنا، رات کو باتیں کرنا، اس جگہ مراد کے بعد چاندنی رات میں سونے سے پہلے یونہی باتیں کرنا یعنی گپ شپ لگانا۔

تشریح صاحب شمائل شریف نے اس باب میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دو قصوں کا تذکرہ کیا ہے۔ عرب لوگوں کو چاندنی راتوں میں گپ شپ لگانے کی عادت اور رسم تھی اسی لئے صاحب نہایہ نے السمر کے معنی لکھے ہیں۔ "ضوء لون القمر لانھم کانوا یتحدثون فیہ"

حضرت علامہ عبدالرؤف المناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں:۔

"ومقصود الباب ان المصطفٰی صلی اللہ علیہ والہ وسلم جواز السمر وسمعہ وفعلہ"

"اور مقصود باب یہ ہے کہ جناب مصطفٰے صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے رات کی کہانیاں بیان کرنے کو جائز فرمایا، انہیں سنا اور کہا۔"

حدیث ۱/۲۴۱ حدثنا الحسن بن صباح البزاز حدثنا ابوالنضر حدثنا ابوعقیل الثقفی عبداللہ بن عقیل عن مجالد عن الشعبی عن مسروق عن عائشۃ قالت حدثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذات لیلۃ نساءۃ فقالت امرءۃ منہن کان الحدیث حدیث خرافۃ فقال اتدرون ما خرافۃ ان خرافۃ کان رجلا من عذرۃ اسرتہ الجن فی الجاھلیۃ فمکث فیھم دھرا ثم ردوہ الی الانس فکان یحدث الناس بما رای فیھم من الاعاجیب فقال الناس حدیث خرافۃ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیگمات کو ایک رات ایک قصہ سنایا، امہات المومنین میں سے ایک محترمہ نے فرمایا کہ یہ قصہ تو خرافہ کے قصہ کی طرح ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتی ہو کہ خرافہ کون تھا۔ خرافہ بنو عذرہ قبیلہ کا ایک فرد تھا جس کو زمانۂ جاہلیت میں جنوں نے قید کیا اور اپنے ساتھ لے گئے، وہ شخص جنوں میں کافی عرصہ رہا، ایک زمانہ کے بعد جن اس کو آدمیوں میں چھوڑ گئے۔ وہاں کے زمانۂ قیام کے وہ عجیب وغریب اور حیرت انگیز واقعات جو اس نے ان جنوں میں دیکھے تھے جب وہ لوگوں میں بیان کرتا تھا تو وہ حیران ہو جاتے تھے، اس کے بعد ہر عجیب وغریب قصہ کو حدیث خرافہ کہنے لگے۔

حل لغات اَسْرَتْہُ۔ اس کو قید میں ڈالا۔ مَکَثَ۔ عرصہ گذرا، رہا۔ دَھْرًا۔ عرصہ، زمانہ۔ اَعَاجِیْب، عجیب کی جمع ہے عجیب وغریب واقعات، حیران کن باتیں۔

تشریح ارشاد ہے "کیا تم جانتی ہو" عربی میں اَتَدْرُوْنَ ضمیر مذکر ہے حالانکہ مخاطب تو مؤنث ہیں یعنی امہات المؤمنین ہیں۔ حضرت علامہ البیجوری فرماتے ہیں۔

"خاطبھن خطاب الذکور تعظیما لشانھن"

یعنی امہات المومنین کو ضمیر مذکر سے ان کی تعظیم شان کے لئے لائی گئی ہے"

شمائل شریف کے حاشیہ پر ہے "کانھن باعتبار کمال عقولھن بسبب شرف ملازمۃ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکور"

اسماء الرجال ص ۱۲۵ ج ۱
۱ الحسن بن صباح البزار، ثم البغدادی، الحلاط، البزاری، قد سمع ابا معاویۃ وطبقتہ، حدث عنہ ابوحاتم الرازی، وابوزرعۃ، وابن صاعد، وابن ابی الدنیا، وجماعۃ، وکان ثقۃ، صدوقا، مات سنۃ ۲۴۵ھ۔

۲ ابوالنضر، اسکا نام سالم بن ابی امیہ ہاشم تابعی ہے، نزیل بغداد، المتبی المدنی، ثقہ، کثیر الحدیث، حجۃ، قدم البصرۃ، وحدث بھا، مات سنۃ ۱۲۹ھ، وقیل ۱۲۸ھ، وقیل ۱۳۰ھ، وھو ابن ثمان وستین سنۃ، روی لہ الستۃ۔

۳ ابوعقیل الثقفی عبداللہ بن عقیل، الکوفی، صدوق، نزیل بغداد، روی لہ ابوداؤد فی المراسیل، والنسائی فی الخصائص، والباقون۔

۴ مجالد، وکیھ مرت ۱۵۔

۵ الشعبی، وکیھ مرت ۱۵۔

۶ مسروق، وکیھ مرت ۱۵۔

۷ عائشۃ، وکیھ مرت ۱۵۔

marfat.com

حضرت علامہ قاضی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں۔
"بر تقدیر ضمیر مذکر احتمال است کہ باسطہ کمال عقل نساء خود بہ برکت صحبت آنحضرت ہمتر از ذکور اعتبار کردہ باشد"

"یعنی یہ (تَدْرُوْن) جمع ضمیر مذکر (جو ضمیر مذکر آئی ہے ہو سکتا ہے کہ اس وجہ سے ہو کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت بابرکت کی وجہ سے آپ کی بیویوں کی عقل کمال درجے پر پہنچ چکی ہو اسلئے انہیں ذکور اعتبار کیا گیا۔

حدیث ۲۴۲ حدثنا علیّ بن حجر قال اخبرنا عیسیٰ بن یونس عن ھشام بن عروۃ عن اخیہ عبد اللہ بن عروۃ عن عائشۃ قالت جلست احدیٰ عشرۃ امرأۃ فتعاھدن وتعاقدن ان لا یکتمن من اخبار ازواجھن شیئاً فقالت الاولیٰ زوجی لحم جمل غث علیٰ رأس جبل وعر لا سھل فیرتقی ولا سمین فینتقل. قالت الثانیۃ. زوجی لا اثیر خبرہ انی اخاف ان لا اذرہ ان اذکر عجرہ وبجرہ. قالت الثالثۃ. زوجی العشنق ان انطق اطلق فان اسکت اعلق. قالت الرابعۃ. زوجی کلیل تھامۃ لا حر ولا قر ولا مخافۃ ولا سآمۃ. قالت الخامسۃ. زوجی ان دخل فھد وان خرج اسد ولا یسأل عما عھد. قالت السادسۃ. زوجی ان اکل لف وان شرب اشتف وان اضطجع التف ولا یولج الکف لیعلم البث. قالت السابعۃ. زوجی عیایاء او غیایاء طباقاء کل داء لہ داء شجک او فلک او جمع کلا لک. قالت الثامنۃ. زوجی المس مس ارنب والریح ریح زرنب. قالت التاسعۃ. زوجی رفیع العماد عظیم الرماد طویل النجاد قریب البیت من الناد. قالت العاشرۃ. زوجی مالک وما مالک خیر من ذلک لہ ابل کثیرات المبارک قلیلات المسارح اذا سمعن صوت المزھر ایقن انھن ھوالک قالت الحادیۃ عشرۃ. زوجی ابو زرع وما ابو زرع انا نس من حلی اذنی وملأ من شحم

اصطفاء الرجال ج ۲ ص ۲۳۲
واکل ان ۲ ۔ دیکھو حدیث ۲۳۲
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما جاء فی ۲
۳ ۔ یعنی ان کو اپنی دیکھو حدیث ۲۳۲
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما جاء فی ۲
۳ ۔ یعنی ان کو اپنی دیکھو حدیث ۲۳۲
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما جاء فی ۲
۳ ۔ اخبر فی الفتن ان لا وفی الزبر
الاسر ہے تو فرمے تشنیع
واتصال واتی علیہ ۔ تق
احمدہ ولہ منی امیہ ۔
۲ ۔ عائشہ ۔ دیکھو حدیث ۲۳۲
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما جاء فی ۲

marfat.com

عَضُدِیْ وَبَجَّحَنِیْ فَبَجِحْتُ اِلٰی نَفْسِیْ وَجَدَنِیْ فِیْ اَهْلِ غُنَیْمَةٍ بِشِقٍّ فَجَعَلَنِیْ فِیْ اَهْلِ صَهِیْلٍ وَاَطِیْطٍ وَدَائِسٍ وَمُنَقٍّ فَعِنْدَهٗ اَقُوْلُ فَلَا اُقَبَّحُ وَاَرْقُدُ فَاَتَصَبَّحُ وَاَشْرَبُ فَاَتَقَمَّحُ اُمُّ اَبِیْ زَرْعٍ فَمَا اُمُّ اَبِیْ زَرْعٍ عُكُوْمُهَا رَدَاحٌ وَبَيْتُهَا فَسَاحٌ ابْنُ اَبِیْ زَرْعٍ فَمَا ابْنُ اَبِیْ زَرْعٍ مَضْجَعُهٗ كَمَسَلِّ شَطْبَةٍ وَتُشْبِعُهٗ ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ بِنْتُ اَبِیْ زَرْعٍ فَمَا بِنْتُ اَبِیْ زَرْعٍ طَوْعُ اَبِیْهَا وَطَوْعُ اُمِّهَا وَمِلْءُ كِسَائِهَا وَغَيْظُ جَارَتِهَا جَارِيَةُ اَبِیْ زَرْعٍ فَمَا جَارِيَةُ اَبِیْ زَرْعٍ لَا تَبُثُّ حَدِيْثَنَا تَبْثِيْثًا وَلَا تَنْقُثُ مِيْرَتَنَا تَنْقِيْثًا وَلَا تَمْلَأُ بَيْتَنَا تَعْشِيْشًا قَالَتْ خَرَجَ اَبُوْ زَرْعٍ وَالْاَوْطَابُ تُمْخَضُ فَلَقِیَ امْرَاَةً مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا كَالْفَهْدَيْنِ يَلْعَبَانِ مِنْ تَحْتِ خَصْرِهَا بِرُمَّانَتَيْنِ فَطَلَّقَنِیْ فَنَكَحَهَا فَنَكَحْتُ بَعْدَهٗ رَجُلًا سَرِيًّا رَكِبَ شَرِيًّا وَاَخَذَ خَطِّيًّا وَاَرَاحَ عَلَیَّ نَعَمًا ثَرِيًّا وَاَعْطَانِیْ مِنْ كُلِّ رَائِحَةٍ زَوْجًا وَقَالَ كُلِیْ اُمَّ زَرْعٍ وَمِيْرِیْ اَهْلَكِ فَلَوْ جَمَعْتُ كُلَّ شَیْءٍ اَعْطَانِيْهِ مَا بَلَغَ اَصْغَرَ اٰنِيَةِ اَبِیْ زَرْعٍ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم كُنْتُ لَكِ كَاَبِیْ زَرْعٍ لِاُمِّ زَرْعٍ ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ گیارہ عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں، انہوں نے آپس میں عہد کیا کہ وہ اپنے اپنے شوہروں کے متعلق کوئی بات چھپائیں گی نہیں، تو پہلی عورت نے کہا میرا شوہر دُبلے اُونٹ کا گوشت ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر ہے جس کا راستہ بہت دشوار گذار ہے کہ برآمد کیا جائے اور نہ موٹاپے کہ اس کو منتقل کریں۔ دُوسری نے کہا میں اپنے خاوند کا حال ظاہر نہیں کرتی میں ڈرتی ہوں کہ اس کے عیوب بیان کروں تو پھر ختم ہونے کا ذکر نہیں اور اگر کہوں تو ظاہری اور باطنی عیوب سب ہی کہوں۔ تیسری نے کہا میرا خاوند لمبا تڑنگا ہے اگر میں اس کی بات کہوں تو وہ مجھے طلاق دے دے، اگر چپ ہو جاؤں تو لٹکتی رہوں۔ چوتھی نے کہا میرا شوہر معتدل رات ہے نہ گرم ہے نہ سرد، نہ اس سے خوف ہے نہ ملامت۔ پانچویں نے کہا میرا شوہر جب گھر میں داخل ہوتا ہے تو چیتا بن جاتا ہے اور جب نکلتا ہے تو شیر ہے اور جو کچھ اپنے گھر میں ہوتا ہے اس کی تحقیق نہیں کرتا۔ چھٹی نے کہا میرا شوہر اگر کھانے پر آئے تو سب کچھ چٹ کر جائے، اگر پینے پر آئے تو سب پی جائے، جب لیٹتا ہے تو اکیلا ہی کپڑے میں لپٹ جاتا ہے،

marfat.com

میری طرف ہاتھ نہیں بڑھا تا جس سے میری پراگندگی معلوم ہو سکے۔ ساتویں نے کہا میرا شوہر عاجز درماندہ اور بیوقوف ہے ہر بیماری اس میں موجود ہے، اخلاق ایسے کہ میرا سر پھوڑ دے یا بدن زخمی کر دے یا دونوں ہی کر گزرے۔ آٹھویں نے کہا کہ میرا خاوند چھونے میں خرگوش کی طرح نرم ہے اور خوشبو زعفران کی طرح مہکتا ہے۔ نویں نے کہا کہ میرا شوہر عالی نسب ہے، سخی، کثیر الضیافت اور بلند قامت ہے، اس کا مکان مشورہ گاہ کے قریب ہے۔ دسویں نے کہا میرا شوہر مالک ہے اور کتنا بہتر مرد عظیم ہے، گویا کہ اس سے زیادہ مالدار بہتر اور بزرگ کسی دوسری عورت کا خاوند نہیں اس کے اونٹ کثرت میں ہو اکثر مکان کے قریب بٹھائے جاتے ہیں اور تھوڑے اونٹ چراگاہ میں جاتے ہیں، وہ اونٹ جب باجہ کی آواز سنتے ہیں تو سمجھ لیتے ہیں کہ اب ہلاکت کا وقت قریب ہے۔ گیارہویں نے کہا میرا شوہر ابوزرع ہے، ابوزرع کی کیا تعریف کروں، زیوروں سے میرے کان جھکا دیئے اور میرے دونوں بازو چربی سے بھر دیئے ہیں، اور اس نے مجھے خوش کر دیا پس آرام اور آسائش پا کر میں شاداں و فرحاں ہو گئی۔ اس نے مجھے چند ہی بکریاں رکھنے والے کے پاس سے مجھے حاصل کیا جو کہ بہت ہی معاش کی تنگی میں تھے، پس اس نے مجھے گھوڑوں والا، اونٹوں والا، اناج کوٹنے والا اور صاف کرنے والا بنا دیا، میں اس سے بات کرتی ہوں تو بُری نہیں سمجھتی، میں سورج چڑھنے تک سوتی رہتی ہوں یعنی اپنی مرضی سے جاگتی ہوں، میں خوب سیر ہو کر پیتی ہوں، ابی زرع کی والدہ بھلا اس کی کیا تعریف کروں اس کے بڑے بڑے برتن ہمیشہ بھرے رہتے تھے، اس کا مکان بہت وسیع تھا۔ ابوزرع کا بیٹا بھلا اس کا کیا کہنا، اس کی خواب گاہ ایسی ہے جیسے بہری ڈالی کا پوست، اس کو چھوٹے بکرے کی دست شکم سیر کر دیتی ہے۔ ابوزرع کی بیٹی، بھلا اس کی کیا بات، یہ لڑکی اپنے ماں باپ کی بہت فرمانبردار ہے، کپڑوں سے بھری ہوئی، اسی وجہ سے ہمسایہ عورت اس پر غضبناک ہے۔ ابوزرع کی لونڈی تو اس کی کیا ہی تعریف کروں وہ ہماری باتیں ظاہر نہیں کرتی، وہ ہمارے غلّہ کو کہیں نہیں لے جاتی، وہ ہمارے گھروں کو گھونسوں کا گھر نہیں بننے دیتی۔ ابوزرع کی بیوی نے کہا دودھ کی مشکوں سے مکھن نکالا جا رہا تھا کہ ابوزرع گھر سے نکلا اسے ایک عورت ملی جس کی کمر کے نیچے چیتے جیسے دو بچے انناروں سے کھیل رہے تھے پس اس نے مجھے طلاق دے دی اور اس سے نکاح کر لیا۔ اس کے بعد میں نے ایک شریف آدمی سے نکاح کر لیا جو کہ بہترین گھڑ سوار تھا اور نشانہ باز تھا اس نے مجھے بڑی نعمتیں دیں، اور ہر قسم کے جانور، ہر چیز سے ایک جوڑا دیا اور کہا لے اُم زرع خود بھی کھا اور اپنے ماں باپ کے گھر بھی غلہ بھیج، اگر میں ان تمام نعمتوں کو جمع کروں جو اس نے مجھے دی ہیں ابوزرع کی ایک چھوٹی سی نعمت کے برابر بھی

marfat.com

نہیں پہنچ سکتیں۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں بھی تیرے لئے ایسا ہی ہوں جیسا کہ ابوزرع ام زرع کے لئے۔" بعض روایات میں آیا ہے کہ جہاں اس حدیث کی عبارت ختم ہوتی ہے وہاں یہ بھی ہے مگر میں تجھے طلاق نہیں دوں گا" اور طبرانی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ نے فرمایا (بروایت الزبیر)

"بابی و امی لانت خیر لی من ابی زرع لام زرع"

"ابوزرع" ماں کیا حقیقت، میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ میرے لئے اس سے بہت زیادہ بہتر ہیں"

حل لغات تَعَاهَدْنَ۔ آپس میں ان عورتوں نے عہد کیا۔ تَعَاقَدْنَ۔ آپس میں ان عورتوں نے مضبوط وعدہ کیا۔ جَمَلٌ۔ شترنر۔ غَثٌّ۔ لاغر، کمزور۔ وَعْرٌ۔ ناہموار، دشوار گذار، درشت۔ فَبَرِتَقَى وہ چڑھتا ہے۔ سَمِينٌ۔ موٹا۔ يُنْتَقَى۔ منتقل کریں۔ ابَثَّ۔ پراگندہ کرنا، فاش کرنا، ظاہر کرنا۔ اَذَرَ۔ چھوڑا۔ مُجَرَّدٌ مُجَرَّ۔ تمام احوال وامور، عمر، رسولی کو بھی کہتے ہیں جو پیٹ میں چھپی ہوتی ہے۔ حُجَر، حال زار، ساخہ، برا نام بغیر اَعْنَقَ۔ خشک لمبا، دُبلا، پتلا۔ اَعْنَقَ۔ میں لمبی رہوں۔ كَلِيل۔ رات۔ تِهَامَه، معتدل، نرگرم نہ سرد۔ حَرٌّ۔ گرم قَرٌّ۔ سرد۔ سَامَةَ۔ ملامت۔ فَهْد۔ چیتا۔ اَسَد۔ شیر۔ لَفَّ۔ ملا لینا۔ اِشْتَفَّ۔ سب پی جائے۔ اِضْطَجَعَ۔ لیٹنا ہے۔ يُوْلِجُ۔ وہ گھستا ہے، مصدر ہے بہت گھنا۔ عَيَايَاءُ۔ عاجز و درماندہ ہے۔ عَيَايَاء۔ عنبی ہے۔ طَبَاقَاءُ۔ حمق یا وقتی دَاءٍ۔ بیماری مَشَجَّ۔ سر توڑتا ہے۔ فَلّ۔ اعضاء توڑتا ہے۔ اَذَبَّ۔ عزگوش۔ زَرْنَب۔ رفیع العماد، عالی نسب عظیم الرماد، بڑا مہمان نواز، طویل النجاد، بلند قامت۔ النَّادِ۔ انجمن، مشورہ گاہ۔ المباركة۔ اونٹوں کا باڑہ، تھان۔ المَلَاح۔ چراگاہ۔ مِزْهَر۔ طنبورہ، باجہ ستار۔ اَنَاس۔ ہلنا، حرکت دینا۔ حُلِيّ۔ زیور۔ شَحْم۔ چربی۔ عَضُدٌ۔ مدد کرنا۔ بَجَّحَنِي۔ اس نے مجھے خوش کیا۔ غَنِيمَةٌ۔ چند بکریاں۔ شِقّ۔ معاش کی تنگی، جب شق زبر کے ساتھ ہو تو غار کے معنی ہیں۔ صَهِيل۔ گھوڑے کی آواز۔ اَطِيطٌ۔ اونٹ کی آواز۔ دَائِسٌ۔ آٹا کوٹنے والا۔ مُنَقٍّ۔ چھاننے والا۔ اَقِطٌ۔ میں بدی نہیں۔ اَرْقُدُ۔ میں سوتی رہتی ہوں۔ اَلتَّفَهُّ۔ خوب میرہو کر پینا۔ مُكْرَمُونَ۔ حامہ دان۔ مُكْرَمٌ کی جمع ہے۔ رَدَاحٌ۔ گٹھڑ، تھلے، اس عورت کو کہتے ہیں جس کے سرین بھاری بھرکم ہوں۔ فَسَبَحٌ۔ کشادگی، جگہ دینا، پرواز دہاری۔ سَلّ۔ سونت لینا، نرمی سے نکال لینا

marfat.com

شَمْلَةٌ ۔ ہری شاخ، خوش خلق۔ جَفْرَةٌ ۔ بکری کا بچہ جس کی عمر چار ماہ کے قریب ہو۔ طَوْعٌ ۔ مطیع، فرمانبردار۔ مِبْرَةٌ ۔ غلہ طعام۔ تَعْشِيشَنَا ۔ گھونسلہ۔ دَطْبٌ ۔ دودھ کی مشک، بڑی پستان، سخت آدمی۔ تَمَخَّشَ ۔ مَخْشٌ سے ہے جس کے معنیٰ دُودھ میں سے مکھن نکال لینا کے ایں۔ خَضِرٌ، سرین۔ رُمَّانٌ ۔ انار۔ خَطَبًا ۔ نشان۔ نیزے کی برچھ، یا نیزہ مارنے کے لئے نشان لگانا۔ سَرِيًّا ۔ خوش رفتار، بہترین سوار۔ آبَ ۔ واپس آتے تھے۔ نَعَم ۔ چارپائے، اونٹ۔

بَابُ مَاجَآءَ فِيْ كَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم فِي السَّمَرِ

پُورا ہوگیا۔

marfat.com

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ نَوْمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ باب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نیند فرمانے کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں چھ احادیث ہیں)

حل لغات نَوْمٌ - سوجانا۔ نَامَ۔ یَنَامُ۔ نَوْمًا وَنِیَامًا۔ اونگھنا، مرنا، نیند کی تعریف یوں کی ہے:۔

"ھوغشیة ثقیلة تھجم علی القلب فتقطع عند المعرفة بالاشیاء"

"وہ ایک بھاری غنودگی ہے جو دل پر طاری ہوجاتی ہے، پس اشیاء کے پہچاننے کی قوت (بس) اس غشی کی وجہ سے سلب ہوجاتی ہے"

تشریح اس باب میں حضور سرورِ عالم دعالمیان، ہادی کل، اشرف خلائق، احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نیند فرمانا، نیند فرمانے کا طریقہ اور ان ادعیہ کا بیان ہے جو سونے سے پہلے اور پھر نیند سے اُٹھ کر پڑھتے اور بدن پر ہاتھوں پر پھونک کرتے۔ نیز آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خراٹے بھرنا اور پھر اسی طرح بغیر وضو کئے نماز پڑھنے کا بھی ذکر ہے اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی خصوصیت ہے کوئی دوسرا اس حکم میں شریک نہیں۔

نیند کے آداب میں یہ بھی ہے کہ وضو کرکے سویا کرے۔ بخاری اور مسلم میں ہے۔

"اذا اخذت مضجعك فتوضاء وضوءك للصلوٰة"

"جب تو خواب گاہ کو آئے تو نماز کے وضو کی طرح وضو کرلیا کر"

marfat.com

حدیث ۲۴۳ حدثنا محمد بن المثنی انبانا عبد الرحمن بن مهدی انبانا اسرائیل عن ابی اسحٰق عن عبد اللہ ابن یزید عن البراء بن عازب اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَانَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهٗ وَضَعَ کَفَّهُ الْیُمْنٰی تَحْتَ خَدِّهِ الْاَیْمَنِ وَقَالَ رَبِّ قِنِیْ عَذَابَكَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ. حدثنا محمد بن المثنی انبانا عبد الرحمن انبانا اسرائیل عن ابی اسحٰق عن ابی عبیدة عن عبد اللہ مثله وَقَالَ یَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَكَ.

ترجمہ براء بن عازب سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنی خواب گاہ پر تشریف لے جاتے تو اپنا دایاں ہاتھ دائیں رخسار مبارک کے نیچے رکھ کر لیٹتے اور فرماتے رَبِّ قِنِیْ عَذَابَكَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ اے میرے رب! مجھے قیامت کے دن اپنے عذاب سے بچائیو۔ اور عبد اللہ کی روایت کے مطابق بجائے یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ کے یَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَكَ ہے۔

حل لغات مَضْجَعٌ۔ آرام کرنے کی جگہ۔
کَفٌّ۔ ہتھیلی۔ خَدٌّ۔ رخسار۔

تشریح ارشاد ہے کہ جب اپنی خواب گاہ پر تشریف لے جاتے تو اپنا دایاں ہاتھ دائیں رخسار مبارک کے نیچے رکھ کر لیٹتے "اس سے معلوم ہوا کہ دائیں پہلو پر لیٹنا اور داہنی ہتھیلی کو داہنے رخسار کے نیچے رکھ کر لیٹنا امور مستحبہ سے ہے۔ صاحب انحافات الربانیہ تحریر فرماتے ہیں۔

"وھذا دلیل علی استحباب النوم علی الشق الایمن"

اور علماء کرام نے اُلٹا لیٹ کر اور بائیں پہلو پر لیٹ کر سونے کو مکروہ لکھا ہے۔ علماء امت فرماتے ہیں کہ یہ مستحب ہم لوگوں کے لئے ہیں اور یہ تعلیم اُمت ہے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دائیں جانب ہو یا بائیں کچھ فرق نہیں اس لئے کہ سید پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قلب شریف تو سوتا ہی نہیں۔ حضرت علامہ عبد الرؤف المناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں:۔

"ثم نوم المصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی الایمن انما ھو تشریف وتشریع

وتعلیم لامتہ لانہ لا ینام قلبہ فلا فرق فی حقہ بین الایمن والایسر"

اور ارشاد ہے" اور فرماتے رَبِّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ " لہٰذا یہ دعا اور اسی طرح کی دیگر ادعیہ پڑھ کر سونا سُنّت ہے۔ حصن حصین شریف میں بجائے" رَبِّ " کے اَللّٰھُمَّ آیا ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین بار یہ فرماتے۔

حدیث ۲۴۴/۲

حدثنا محمودؔ بن غیلان حدثنا عبدؔ الرزاق حدثنا سفیٰنؔ بن عبد الملکؔ ابن عمیر عن ربعیؔ ابن حراش عن حذیفۃؔ قال کان النبیُّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اِذَا اَوٰی اِلٰی فِرَاشِہٖ قَالَ اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰی وَاِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ۔

ترجمہ

حذیفہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بستر مبارک کی طرف متوجہ ہوتے تو فرماتے" اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰی " اے اللہ تیرے ہی نام سے مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں" اور جب نیند سے بیدار ہوتے تو فرماتے" اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ " ہر قسم کی تعریف خاص اللہ جل جلالہ کے لئے ہے اور وہ ذات مبارک جس نے ہمیں مرنے کے بعد زندگی عطا فرمائی اور اسی جل جلالہ کی طرف قیامت میں لوٹنا ہے۔"

حل لغات

اَوٰی ، متوجہ ہوتے ۔ فِرَاش ۔ بستر ، بچھونا ، آرام ۔
اِسْتَيْقَظَ ۔ نیند سے اُٹھنا ، بیدار ہونا ۔

تشریح

ارشاد ہے" جب بستر مُبارک کی طرف متوجہ ہوتے " یعنی جب نیند کے لئے اپنے بستر مُبارک پر لیٹتے تو یہ دُعا کرتے " اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰی " " اے اللہ! میں تیرے ہی نام سے مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں" یعنی اے میرے اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعز اسمہٗ تو ہی موت دینے والا ہے اور تو ہی زندگی بخشنے والا ہے، یہ نیند بھی ایک قسم کی موت ہے، اسی لئے تو فرمایا گیا ہے النوم ، ھو الموت الاصغر۔ اور ارشاد ہے" اور جب نیند سے بیدار ہوتے تو فرماتے" اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ " ہر قسم کی تعریف خاص اللہ جل جلالہ کے لئے ہے، وہ ذات مُبارک جس نے

اسماء الرجال حدیث ۲۴۴/۲

۱ محمود بن غیلان ۔ دیکھو حدیث ۲/۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۱

۲ عبد الرزاق ۔ دیکھو حدیث ۲/۱ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۲

۳ سفین ۔ دیکھو حدیث ۱/۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۳

۴ عبد الملک ابن عمیر ۔ دیکھو حدیث ۷/۷ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۴

۵ ربعی ابن حراش ۔ ابو مریم العبسی الکوفی ہے ۔ ثقات ہے لم یکذب قط ۔ خرج لہ الجماعۃ ، ۱۰۴ھ میں فوت ہوئے ۔

۶ حذیفہ ۔ رواہ عنہ ایضا الشیخان ، وابو داؤد والنسائی مع تخالف فی بعضہ عن حذیفۃ بن الیمان ۔

marfat.com

ہیں مرنے کے بعد زندگی عطا فرمائی اور اسی حیاتِ جاودانی کی طرف قیامت میں لوٹائیں گے۔" گویا سونے کے وقت اور بیدار ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ ہو۔ معلوم ہوا کہ مومن کی شان یہی ہے کہ کسی وقت بھی اس ذاتِ مبارک کی یاد سے غافل اور بے پروا نہ ہو جس کے دستِ تصرف میں موت و حیات ہے۔

حدیث ۳/۲۴۵ حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا المفضل بن فضالۃ عن عقیل عن ابن شہاب الزہری عن عروۃ عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اوی الی فراشہ کل لیلۃ جمع کفیہ فنفث فیہما وقرء قل ہو اللہ احد وقل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس ثم مسح بہما ما استطاع من جسدہ یبدأ بہما راسہ ووجہہ وما اقبل من جسدہ یصنع ذالک ثلاث مرات۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر رات اپنے بستر پر آرام فرمانے کے لئے تشریف لے جاتے تو دونوں ہتھیلیوں کو دعا کی طرح اکٹھا کر کے ان دونوں پر سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ الناس پڑھ کر دم کرتے، پھر ان دونوں ہتھیلیوں کو تمام بدن پر جتنے جہاں تک وہ پہنچتیں، سر اور چہرے سے شروع کرتے اور اگلے تمام بدن پر، اور تین بار اسی طرح فرماتے۔

حل لغات نفث۔ پھونکا۔ دم کیا۔ نفث، یعنی نفخ لطیف بلا ریق" یعنی پھونک بغیر لعاب دہن (تھوک) کے" قرء۔ پڑھا۔ یبدأ۔ شروع کرتے، ابتداء کرتے۔

تشریح حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں ہاتھوں کو دعا مانگنے کی طرح بنا کر سورۂ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر دونوں ہتھیلیوں پر پھونک کر وہ دونوں ہتھیلیاں سر سے شروع کر کے چہرے پر سے ہوتے ہوئے تمام بدن پر مسح کرتے یعنی ملتے اس حدیث شریف میں "نفث" پہلے اور "قرأ" بعد میں ہے۔ حضرت مولینا مولوی محمد عاقل صاحب فرماتے ہیں بعض علماء نے فرمایا ہے کہ:

"دریں عبارت تقدیم و تاخیر است زیرا کہ مراد آنست کہ اوّل ایں سورت ہا می خواند و بعد ازاں مبید مبید"

"اس عبارت میں تقدیم و تاخیر ہے لہٰذا مراد یہ ہوئی کہ پہلے سورتیں پڑھتے اور پھر دم کرتے"

marfat.com

شمائل شریف کے حاشیہ پر ہے :-

لان النفث ینبغی ان یکون بعد التلاوۃ لیوصل برکۃ القرآن الی بشرتہ "

صاحب انحاف الربانیہ نے بھی تحریر فرمایا ہے :-

" وکان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقراء وینفث ثم یمسح بیدہ وھذا للتبرک بالقرآن "

" یہ جو دم کرنا ہے یہ تلاوت کے بعد ہی ہو سکتا ہے تاکہ قرآن مجید کی برکت تمام وجود تک پہنچ جائے۔"

" اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھتے تھے اور دم کرتے تھے اور پھر اپنے ہاتھوں کو مسح کرتے تھے اور یہ اس لئے فرماتے تاکہ قرآن پاک کی برکت تمام وجود کو حاصل ہو جائے۔"

علماء راسخین فرماتے ہیں اس حدیث سے صوفیاء کرام کے دم کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔

حدیث ۲۴۶ حدثنا محمد بن بشار حدثنا عبد الرحمن بن مھدی حدثنا سفیان عن سلمۃ بن کھیل عن کریب عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نام حتی نفخ وکان اذا نام نفخ فاتاہ بلال فاذنہ بالصلوۃ فقام وصلی ولم یتوضأ وفی الحدیث قصۃ۔

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو گئے یہاں تک کہ خراٹے بھرے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ عادت مبارک تھی کہ جب نیند فرماتے تو خراٹے بھرتے۔ جناب بلال رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نماز کی اطلاع دی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا، اس حدیث میں ایک قصہ ہے۔

حل لغات نام، سو گئے۔ نفخ۔ خراٹے بھرے۔ فاذنہ۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دی، آگاہ کیا، اعلام کیا۔ اذان۔ جب مد کے ساتھ آئے تو وہ ایذان سے ہوگا جس کے معنی اعلام اور آگاہ کرنے کے ہیں۔

اسماء الرجال رقم ۲۴۶ یا عبد الرحمن بن بشار دیکھو حدیث ۱۵ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱۵ عبد الرحمن بن مہدی دیکھو حدیث ۱۵ باب ما جاء فی نشر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲ سفیان دیکھو حدیث ۱۵ باب ما جاء فی لحن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳ سلمۃ بن کہیل الحضرمی الکوفی ثقہ من الرابعۃ اخرج لہ الستۃ۔ کریب دیکھو حدیث ۱۵ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵ ابن عباس دیکھو حدیث ۱۵ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۶

marfat.com

تشریح ارشاد ہے کہ "نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا" یعنی حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گہری نیند فرما رہے تھے کہ جناب بلال رضی اللہ عنہ نے آکر نماز کی خبر دی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح اٹھے اور بغیر وضو کئے نماز پڑھ لی، بغیر وضو کے نماز پڑھنا حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص سے ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیند کرنے کے ساتھ وضو نہیں ٹوٹتا۔ شمائل الترمذی کے حاشیہ پر ہے۔

"ھذا من خصائصہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لان عینہ تنام وقلبہ لاینام" "یہ حضرت رسول کریم کے خصائص سے ہے اس لئے کہ آپ کی آنکھیں سوتی ہیں مگر قلب نہیں سوتا"

شارح شمائل شریف حضرت علامہ محمد عاقل صاحب لاہوری تحریر فرماتے ہیں:۔

"وضو نکرد زیرا کہ از خصائص اوبود کہ وضو او نقض نمی شکست ودل او را دائما بیدار بود ونیز از حدث وعدم حدث مطلع می بود" یعنی "وضو نہ فرمایا" کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو نیند سے نہیں ٹوٹتا، یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص سے تھا، اور آپ کا دل مبارک ہمیشہ بیدار رہتا، نیز بے وضو ہونے اور باوضو رہنے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر وقت باخبر رہتے۔"

جس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعضاء، احوال، کیفیات اور مشاہدات دیگر افراد کی طرح نہیں تھے اسی طرح حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیند بھی عالم لوگوں کی طرح نہیں تھی۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم
شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے

حدیث ۲۴۷ حدثنا اسحٰق بن منصور حدثنا عفان حدثنا حماد بن سلمۃ عن ثابت عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان اذا اوی الی فراشہ قال الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وکفانا وآوانا فکم ممن لا کافی لہ ولا مؤوی۔

marfat.com

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بستر مبارک پر آرام فرماتے تو فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَاٰوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَّا كَافِیَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِیَ. ہر قسم کی تعریف اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہے جس نے ہمیں پیٹ بھر کر کھانا دیا اور ہمیں سیراب کیا اور ہماری مشکلات میں کفایت فرمائی اور ٹھکانا مرحمت فرمایا سو بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کی کوئی کفایت کرنے والا نہیں اور نہ ہی ٹھکانہ دینے والا ہے۔

حل لغات مُؤْوِیَ. ٹھکانہ۔

تشریح جس طرح اور ادوعیہ سونے کے وقت پڑھنا اور قرآن مجید کی سورتیں پڑھنا ثابت ہیں اسی طرح اس حدیث مبارک سے یہ دعا پڑھنی ثابت ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَاٰوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَّا كَافِیَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِیَ.

حدیث ۶ ع ۲۴۸ حدثنا الحسین بن محمد الجریری حدثنا سلیمان بن حرب حدثنا حماد بن سلمه عن حمید عن بکر بن عبد الله المزنی عن عبد الله بن رباح عن ابی قتادة ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم کان اذا عرس بلیل اضطجع علی شقه الایمن واذا عرس قبیل الصبح نصب ذراعه ووضع راسه علی کفه.

ترجمہ ابی قتادہ سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اخیرات میں سفر سے آرام کے لئے اُترتے تو دائیں پہلو پر آرام فرماتے اور جب صبح کے قریب سفر سے آرام کے لئے اُترتے تو اپنا دایاں بازو کھڑا کرتے اور اپنی ہتھیلی پر سر اقدس رکھ کر آرام فرماتے۔

حل لغات عَرَّسَ. اخیرات میں سفر سے آرام کے لئے اُترنے۔ اس کا مصدر تعریس ہے۔ اخیرات کو سفر کے لئے اترنا آرام کے لئے ہے۔ نَصَبَ. کھڑا کیا۔

تشریح ارشاد ہے "جب اخیرات میں سفر سے آرام کیلئے اُترتے تو دائیں پہلو پر آرام فرماتے" یعنی آرام کے ساتھ سو جاتے اور چونکہ عادت مبارکہ حق دائیں پہلو پر سونے کی تو ابی قتادہ نے اسی طرف پر آرام فرمانے کا ذکر کیا اور اگر صبح قریب ہوتی تو دوبارہ اسی کچھ دیر آرام لیتے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ صِفَةِ نَوْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورا ہو گیا۔

بَابُ مَاجَاءَ فِی عِبَادَةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

یہ باب جناب رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عبادت کے بیان میں ہے

(اس باب میں چوبیس ۲۴ احادیث ہیں)

حل لغات عِبَادَۃٌ، عُبُوْدِیَّۃٌ اور مَعْبُوْدَۃٌ کے ایک ہی معنی ہیں یعنی عاجزی کرنا، اطاعت کرنا، خدمت کرنا، بے چارگی دکھانا، واماندگی کا اظہار کرنا۔

تشریح اس باب میں حضُور اکرم، امام الانبیاء، سید الرسل، خاتم النبیین، سرورِ عالم دعالمیان، عالمِ علوم اوّلین وآخرین جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عبادت یعنی نفلی نماز پڑھنے کا ذکر مُبارک ہے۔

حضرت علّامہ محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"این بابست درمیان آنچہ آمدہ است در عبادت یعنی صلوٰۃ نافلہ آنحضرت وقتے کہ بیدار می شدے در شب وغیر آں"

"یہ باب اس بیان میں ہے کہ حضُورِ پاک صلی اللہ علیہ آلہ وسلم، جس وقت نیند سے بیدار ہوتے یا دوسرے اوقات میں نفل نماز ادا فرماتے۔"

عبادت غائت تذلّل کا نام ہے جس کا اظہار معبودِ حقیقی کے حضور میں کیا جاتا ہے۔ اس کے معروف طریقوں میں ایک طریقہ نماز ہے۔ حضُورِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے عملِ مبارک سے اللہ جل جلالہٗ کے حضور میں اس غائت تذلّل کا اظہار فرما کر اپنی عبودیت کا اقرار فرمایا ہے، نیز خود ہی ایک ایسی عبادت

marfat.com

ہے جس میں مشاہدہ حق نصیب ہوتا ہے ارشاد ہے۔

"جعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ" "میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے"

اور مؤمن کی معراج بھی یہی نماز ہے۔ الصلوٰۃ معراج المومن۔

حدیث ۲۲۹/۱ حدثنا قتیبۃ بن سعید وبشر بن معاذ قالا حدثنا ابو عوانۃ عن زیاد ابن علاقۃ عن المغیرۃ بن شعبۃ قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی انتفخت قدماہ فقیل لہ اتتکلف ھذا وقد غفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر قال افلا اکون عبدا شکورا۔

ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی نماز پڑھتے کہ آپ کے دونوں پاؤں مبارک پھول جاتے۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا آپ اتنی تکلیف کیوں گوارا فرماتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلے کے اور تمہارے پچھلوں کے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا میں شکر ادا کرنے والا عبد نہ بنوں۔

حل لغات انتفختا۔ پھول جاتے تھے، سوج جاتے تھے، متورم ہو جاتے تھے۔ قدماہ۔ دونوں پاؤں۔ اتتکلف۔ آیا مشقت و رنج کی کشی تو برخود، آپ اپنے اوپر محنت و مشقت کیوں اٹھاتے ہیں، آپ کیوں تکلیف گوارا کرتے ہیں۔ ذنب۔ گناہ۔ شکورا۔ شکر کرنے والا۔

تشریح ارشاد ہے کہ "دونوں پاؤں (مبارک) پھول جاتے" یعنی حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو اتنی لمبی رکعتیں نماز کی پڑھتے کہ کھڑے کھڑے پاؤں مبارک سوج جاتے۔ ارشاد ہے "عرض کیا گیا" شارحین فرماتے ہیں کہ یہ عرض کرنے والے حضرت سیدنا عمر فاروق تھے۔ ارشاد ہے "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی تکلیف کیوں گوارا فرماتے ہیں" یعنی اپنی جان مبارک پر، اپنے وجود اقدس پر اتنی محنت اٹھاتے ہیں، اتنی زیادہ مشقت فرما رہے ہیں اتنی سخت تکلیف میں پڑ رہے ہیں کہ کھڑے کھڑے پاؤں مبارک متورم ہو گئے ہیں، آخر یہ کیوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو معصوم ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو کسی قسم کے گناہ کا توشائبہ تک نہیں۔ "لا ذنب علیہ لکونہ معصوماً" بلکہ تمام اُمتِ اسلامیہ

اسماء الرجال ص ۱/۲۲۹
۱۔ قتیبۃ بن سعید۔ کتب ستہ
۲۔ ابو داؤد فی خلق رسول اللہ
۳۔ ابن ماجہ فی الزہد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ البصری ہے
۴۔ بشر بن معاذ۔ البصری ہے
۵۔ المغیرۃ بن شعبۃ۔ صحابی
المقدمی ہے۔ الفریابی ہے۔ صدوق
ہے۔ خرج لہ البخاری والنسائی وابن
ماجہ۔
۶۔ ابو عوانۃ۔ الوضاح الیشکری
ثقہ ہے۔ من اتباع التابعین۔ خرج
لہ الستۃ۔
۷۔ زیاد بن علاقۃ۔ ابو سیمین
یروی عن المغیرۃ بن شعبۃ۔ ثقہ ہے۔
الوالبی یقتل ہے۔ الطبقۃ
الرابعۃ من الطبقۃ الثالثۃ۔ خرج لہ الستۃ۔
۸۔ المغیرۃ بن شعبۃ۔ صحابی ہے۔
یروی عنہ زیاد بن علاقۃ۔ ابو داؤد فی
الزہد۔ ابن ماجہ فی الزہد۔ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم۔

marfat.com

کے کنارہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ اور برکت سے بخشے جائیں گے اور معاف کئے جائیں گے تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رضا فرمایا "آیا میں شکر ادا کرنے والا عبد نہ بنوں" یعنی اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے ان انعامات و کرامات پر اس نے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرمائے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیام، رکوع اور سجدے کرکے اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اپنی اُمت کو طریقہ بتلایا اور سکھایا کہ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ وجزاہ کے سینکڑوں ظاہری اور باطنی احسانات اور اکرامات تم پر ہیں لہٰذا زیادہ سے زیادہ اس جل شانہ کے حضور میں سجدے ادا کرکے اس کا ان نعمتوں پر شکریہ ادا کرو۔ نیز اس شفیق اُمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعلیم دی کہ صرف عبادت کی یہی غرض نہیں ہے کہ گناہ معاف ہوں، بلکہ اور بھی اغراض ہیں جن میں یہ بھی ہے کہ ان عظیم احسانات، انعامات اور اکرامات کا شکریہ بھی اس عاجزی کے اظہار کرنے سے ادا کیا جائے اور پھر اللہ عزوجل جلالہ کے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو کریمانہ احسان ہیں ان کا نہ تو شمار ہو سکتا ہے اور نہ ہی حساب، اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "آیا میں شکر ادا کرنے والا عبد نہ بنوں"۔ حضرت شارح شمائل شریف جناب علامہ محمد المعروف بہ صلیح الدین اللاری الانصاری فرماتے ہیں:۔

"واکثر محدثین ومفسرین برآنند کہ مراد ازگناہان گذشتہ وآئندہ گناہان امت است، والا آنحضرت پیش از بعثت وبعد آں محفوظ بود از کبائر وصغائر وبہیچ زمانے از آں حضرت امرے کہ خلاف حق باشد بوقوع نیامدہ"

(صفحہ ۱۰۱)

"اکثر محدثین ومفسرین یہ فرماتے ہیں کہ گناہوں سے مراد امت کے گذشتہ یا آئندہ گناہ مراد ہیں اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعثت سے پہلے اور بعثت کے بعد محفوظ تھے، کوئی بھی کبیرہ وصغیرہ کسی ایک زمانے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حق کے خلاف کوئی کام وقوع پذیر نہیں ہوا۔"

ہر گزیدہ عبادت تو وہ ہے جو بے غرض ہو اور صرف رضائے الٰہی کی جائے۔ حضرت امام الاولیاء شیر خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا:۔

"ان قوما عبدوا رغبۃ فتلک عبادۃ التجار وان قوما عبدوا رھبۃ فتلک عبادۃ العبید وان قوما عبدوا شکرا فتلک عبادۃ الاحرار"

"بے شک جو لوگ جنت وغیرہ کی حرص اور لالچ پر عبادت کرتے ہیں تو یہ عبادت تاجروں کی عبادت ہے، اور بے شک جو لوگ خوف اور ڈر کی وجہ سے

marfat.com

عبادت کرتے ہیں تو یہ عبادت غلاموں کی عبادت ہے اور جو لوگ بلا رغبت و بلا خوف محض تعماد الٰہی کے شکریہ میں عبادت کرتے ہیں تو یہ عبادت احرار کی عبادت ہے"

صاحب اتحاف الربانیہ علامہ عبدالجواد الدومی نقل فرماتے ہیں :-

"قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولا یکونن احدکم کالعبد السوء ان خان عمل ولا کالاجیر السوء ان لم یعط الاجر لم یعمل"

حدیث ۲۵/۲ حدثنا ابوعمار الحسین بن حریث حدثنا الفضل بن موسی عن محمد بن عمرو عن ابی سلمة عن ابی هریرة قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی حتی ترم قدماہ قال فقیل لہ تفعل هذا وقد جاءک ان اللہ تعالی قد غفر لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر قال افلا اکون عبدا شکورا۔

ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی نماز پڑھتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں پاؤں مبارک پھول جاتے، ابی ہریرہ کہتے ہیں کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبادت میں اتنی مشقت اٹھاتے ہیں حالانکہ اللہ تبارک تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔ تو ارشاد فرمایا آیا میں شکر کرنے والا عبد نہ بنوں۔

حل لغات ترم۔ سوج جاتے تھے، پھول جاتے تھے، متورم ہوجاتے تھے۔

تشریح دیکھو تشریح حدیث شریف ۲۴۹/۱ باب ہذا کے ضمن میں۔

اسماء الرجال حدیث ۲۵/۲

۱ ابوعمار الحسین بن حریث

۲ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی صفة النبوة عالیہ

۳ الفضل بن موسی دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالیہ

۴ محمد بن عمرو علامہ مزی نے کہا "ہو محمد بن عمرو بن علقمة بن وقاص اللیثی" ہیں کذا فی تحفة الاحوذی" بن وزیر فی تحفة الاحوذی"

۵ ابوسلمة القرشی" عبداللہ ابن عبد۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالیہ

۶ ابی ہریرہ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالیہ

marfat.com

حدیث ۲۵۱ حدثنا عیسیٰ بن عثمان بن عیسیٰ بن عبد الرحمٰن الرملی حدثنی عمی یحییٰ بن عیسیٰ الرملی عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی ھریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقوم یصلی حتی تنتفخ قدماہ فیقال لہ یا رسول اللہ اتفعل ھذا وقد غفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر قال افلا اکون عبدا شکورا

ترجمہ ابی ہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیام فرماتے ہوئے اتنی نماز پڑھتے کہ دونوں پاؤں مبارک پھول جاتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی لمبی نماز پڑھتے ہیں کہ پاؤں مبارک سوج جاتے ہیں حالانکہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے سبب سے گناہ بخشے، تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے، تو ارشاد فرمایا' آیا میں شکر کرنے والا عبد نہ بنوں۔

تشریح دیکھیے حدیث شریف ۲۴۹ باب ہذا کے ضمن میں۔

حدیث شریف ۲۴۹ سے لے کر حدیث شریف ۲۵۱ تک کا مضمون ایک ہی ہے مگر اسناد مختلف ہیں، لہٰذا صاحب شمائل شریف نے تقویت مضمون کے لئے تینوں اسناد سے حدیث شریف کو ذکر کر دیا ہے۔ حضرت علامہ البیجوری فرماتے ہیں:۔

"وانما ذکر ھذا الحدیث بالاسانید الثلاثۃ للتاکید والتقویۃ"

"سوائے اس کے نہیں کہ یہ حدیث تینوں اسانید کے ساتھ اس حدیث شریف کو ذکر کیا گیا ہے تاکید اور تقویت کے لئے ہے۔"

حدیث ۲۵۲ حدثنا محمد بن بشار حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبۃ عن ابی اسحٰق عن الاسود بن یزید قال سألت عائشۃ عن صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باللیل فقالت کان ینام اول اللیل ثم یقوم فاذا کان من السحر اوتر ثم اتی فراشہ فاذا کانت لہ حاجۃ الم باھلہ فاذا سمع الاذان وثب فان کان جنبا افاض علیہ من الماء والا توضاء وخرج الی الصلوۃ۔

marfat.com

ترجمہ اسود بن یزید سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رات کی نماز کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے جواب میں کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم پہلی رات آرام فرماتے تھے، پھر نیند سے بیدار ہوتے پس جب رات کا آخر ہوتا تو وتر پڑھتے، پھر اپنے بستر پر تشریف فرما ہوتے، اگر ضرورت سمجھتے تو اپنی کسی بیوی کے پاس جاتے، جب اذان سنتے تو فوراً اٹھتے، اگر غسل کی ضرورت ہوتی تو غسل فرماتے ورنہ وضو فرماتے اور نماز کے لئے چلے جاتے۔

حل لغات اَلسَّحَر۔ آخر اللیل۔ رات کا آخری حصہ۔ اَوْتَرَ۔ وتر پڑھتے۔ اَلْمَخْر۔ قریب جاتے، پاس جاتے، جمت کرتے۔ وَثَبَ۔ فوراً، جلدی سے، دفعۃً۔

تشریح ارشاد ہے "میں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رات کی نماز کے متعلق دریافت کیا" یعنی رات کے کس کس حصہ میں عبادت کرتے تھے اور تہجد کی نماز کس وقت ادا کرتے تھے وتر کس وقت پڑھتے تھے وغیرہ وغیرہ، ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا "حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم پہلی رات آرام فرماتے تھے" یعنی عشاء کی نماز پڑھ کر نصف شب تک نیند فرماتے۔ علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"بعد صلوٰۃ العشاء الی تمام نصفہ الاول لانہ کان النوم قبلھا"

ارشاد ہے "پھر نیند سے بیدار ہو جاتے" یعنی نصف شب کے بعد نماز پڑھنے میں مصروف ہو جاتے" گویا نماز تہجد ادا فرماتے تسبیح و تقدیس میں مصروف ہوتے نماز میں اتنا طویل قیام فرماتے کہ پاؤں مبارک پر ورم آجاتا۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اسی طرح عبادتِ الٰہی میں "رات کا آخری حصہ ہو جاتا تو وتر ادا فرماتے" حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری فرماتے ہیں:۔

"وعن ابن عباس انہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان یقراء فی الاولی "سبح اسم ربک الاعلی" قل یاایھا الکافرون" و"قل ھواللہ احد" فی رکعۃ رکعۃ"

"ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلی اور قل یاایھا الکافرون اور قل ھواللہ احد ایک ایک رکعت میں پڑھتے تھے۔"

اسماء الرجال صفحہ نمبر
۱ عبد الرحمٰن بن اسود ۔ دیکھو حدیث نمبر ۱۲
۲ عبد اللہ بن عمر ۔ دیکھو حدیث نمبر ۱۲
۳ عبد اللہ بن مسعود ۔ دیکھو حدیث نمبر ۱۲
۴ عبد اللہ بن یزید ۔ دیکھو حدیث نمبر ۱۲
۵ عبد اللہ بن ابی اوفی ۔ دیکھو حدیث نمبر ۱۲
۶ عبد اللہ بن عباس ۔ دیکھو حدیث نمبر ۱۲
۷ عبد اللہ بن عمرو ۔ دیکھو حدیث نمبر ۱۲
۸ اسود بن یزید ۔ دیکھو حدیث نمبر ۱۲
۹ عائشہ ۔ دیکھو حدیث نمبر ۱۲

marfat.com

گویا تین رکعت وتر ادا فرماتے اور مندرجہ بالا سورتیں ہر ایک رکعت میں الفاتحہ کے بعد پڑھتے۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:-

"کان یقراء فی الاولی بسبح اسم ربك الاعلی وفی الثانیۃ بقل یا ایھا الکافرون فی الثالثۃ بقل ھو اللہ احد والمعوذتین رواہ ابوداؤد والمصنف"

"کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الاعلی کی سورت دوسری رکعت میں قل یا ایھا الکافرون کی سورۃ اور تیسری رکعت میں قل ھو اللہ احد اور معوذتین کی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔"

وتر پڑھ کر صبح کی اذان تک آرام فرماتے اگر ضرورت محسوس کرتے تو کسی ایک بیوی صاحبہ سے صحبت فرما لیتے ورنہ نہیں۔ اگر صحبت فرماتے تو غسل فرما لیتے ورنہ وضو کر کے نماز کے لئے مسجد میں تشریف لے جاتے۔ علامہ البیجوری فرماتے ہیں کہ تہجد پڑھ کر حجرہ مبارک میں ہی صبح کی سنتیں ادا کر کے فرض نماز کے لئے مسجد تشریف فرما ہو جاتے۔ نیز علامہ البیجوری فرماتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ وضو فرمانا تجدید وضو ہو۔

"لان نومہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا ینقض الوضوء"

"اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیند مبارک وضو کو توڑنے والی نہیں"

حدیث ۲۵۳ عن قتیبۃ بن سعید عن مالك بن انس ح وحدثنا اسحٰق بن موسیٰ الانصاری حدثنا معن عن مالك عن مخرمۃ بن سلیمان عن کریب عن ابن عباس انہ اخبرہ انہ بات عند میمونۃ وھی خالتہ قال فاضطجعت فی عرض الوسادۃ واضطجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی طولھا فنام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی اذا انتصف اللیل او قبلہ بقلیل او بعدہ بقلیل فاستیقظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجعل یمسح النوم عن وجھہ بیدہ ثم قرء العشر الایات الخواتم من سورۃ آل عمران ثم قام الی شن معلق فتوضأ منہ فاحسن الوضوء ثم قام یصلی قال عبد اللہ

اسماء الرجال
عن قتیبۃ بن سعید ۔ دیکھو حدیث ۱۵
باب تحریض النبی ۔ دیکھو حدیث ۱۵
عن مالك ۔ دیکھو حدیث ۱۵
عن اللہ عنہ ۔ دیکھو حدیث ۱۵
عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ۔ دیکھو حدیث ۱۵
باب من نام اول اللیل ۔ دیکھو حدیث ۱۵
عن عبد اللہ بن عباس ۔ دیکھو حدیث ۱۵
عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ دیکھو حدیث ۱۵
عن ابن عباس ۔ دیکھو حدیث ۱۵
باب قیام النبی ۔ دیکھو حدیث ۱۵
عن ابن عباس ۔ دیکھو حدیث ۱۵
باب ما جاء فی تحریض النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ دیکھو حدیث ۱۵
عن ابن عباس ۔ دیکھو حدیث ۱۵
باب ما جاء فی تحریض النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ دیکھو حدیث ۱۵
عن ابن عباس ۔ دیکھو حدیث ۱۵
باب ما جاء فی تحریض النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ دیکھو حدیث ۱۵
عن ابن عباس ۔ دیکھو حدیث ۱۵
باب ما جاء فی تحریض النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ دیکھو حدیث ۱۵

marfat.com

بْنُ عَبَّاسٍ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رَأْسِيْ ثُمَّ أَخَذَ بِأُذُنِي الْيُمْنٰى فَفَتَلَهَا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ قَالَ مُحَمَّدٌ سِتَّ مَرَّاتٍ ثُمَّ أَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ ثُمَّ جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ.

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے یہ کہ انہوں نے جناب میمونہ کے گھر میں رات گذاری، اور وہ ان کی خالہ ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں تکیہ کی چوڑائی پر اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکیہ کی لمبائی پر لیٹ گئے، کم و بیش آدھی رات گذر گئی کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے، آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آنکھوں سے نیند پونچھی، پھر سورۂ آل عمران کی آخری دس آیتیں پڑھیں، پھر اُٹھے پانی کے مشکیزہ کی جانب جو لٹکا ہوا تھا اس سے پانی لے کر نہایت ہی احسن وضو فرمایا۔ میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ مبارک میرے سر پر رکھا پھر میرا دایاں کان پکڑا اور میرا کان مروڑا پھر حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں پھر چھ بار پڑھیں، معمر نے کہا کہ چھ بار، پھر وتر پڑھے اس کے بعد لیٹ گئے۔ پھر مؤذن آیا تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھے اور دو ہلکی سنتیں پڑھیں پھر صبح کی نماز کے لئے باہر تشریف لے گئے۔

حل لغات بَاتَ۔ رات گذاری۔ شَنٌّ۔ مشکیزہ۔ مُعَلَّقٌ۔ لٹکا ہوا۔ جَنْب۔ پہلو، جانب۔ سِتَّ۔ چھ مرات مرتبہ، بار۔ فَتَلَ۔ مروڑا۔ خَفِيْفَتَيْنِ۔ ہلکی پھلکی۔ شَنٌّ۔ مشک کھنہ۔

تشریح اس حدیث شریف سے چند اُمور معلوم ہو رہے ہیں پہلا یہ کہ امر معروف بفعل قلیل نماز میں جائز ہے جیسا کہ ابن عباس کا کان مروڑا اور بائیں طرف سے دائیں کو لائے۔ دوسرا یہ کہ رات کو نماز کے بعد وتر پڑھنا افضل ہے۔ تیسرا یہ کہ مؤذن کو مستحب ہے کہ امام صاحب اگر گھر میں ہو اور نماز تیار ہو تو اسے اعلام کرے۔ چوتھا یہ کہ صبح کی سنتیں ہلکی پھلکی پڑھنا مسنون ہیں، پانچواں یہ کہ صبح کی سنتیں گھر میں ادا کرنا بہتر ہیں۔ چھٹا یہ کہ لڑکے کا نماز امام کے پیچھے ادا کرنا جائز ہے۔ ساتواں یہ کہ جماعت بغیر فرائض کے یعنی نوافل وغیرہ میں بلا تداعی جائز ہے۔ واللہ اعلم۔

marfat.com

حدیث ۲۵۴ حدثنا ابو کریب محمد بن العلاء حدثنا وکیع عن شعبۃ عن ابی جمرۃ عن ابن عباس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصلی من اللیل ثلث عشرۃ رکعۃ۔

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات میں تیرہ رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔

حل لغات ثلث عشرۃ۔ تیرہ۔

تشریح صاحب قاموس کے کہنے کے مطابق من بمعنی فی ہے وہ مثال دیتے ہیں جیسے "اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ" یعنی ارشاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات میں تیرہ رکعت نماز پڑھا کرتے تھے "گویا عشاء کی نماز کے بعد اول نصف شب آرام کر کے پھر بعد کے دوران صبح کی نماز سے پہلے تہجد کی نماز تیرہ رکعت ادا فرماتے تھے۔ دس رکعت تہجد کے نفل اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔ تہجد کی نماز آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار رکعت سے لے کر بارہ رکعت یا اس سے زیادہ بھی ادا فرمائی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے حضور سرور عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جتنی رکعت پڑھتے دیکھا وہی بیان کر دیا۔

حدیث ۲۵۵ حدثنا قتیبۃ بن سعید۔ حدثنا ابو عوانۃ عن قتادۃ عن زرارۃ بن اوفی عن سعد بن ہشام عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان اذا لم یصل باللیل منعہ من ذالک النوم او غلبتہ عیناہ صلی من النہار ثنتی عشرۃ رکعۃ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رات کی نماز ادا کر سکتے یعنی نیند کی وجہ سے یہ نماز نہ پڑھ سکتے یا آنکھوں میں نیند غالب آجاتی تو دن میں بارہ رکعت یہ نماز ادا کر لیتے۔

حل لغات عینا۔ دونوں آنکھیں مبارک۔ ثنتی عشرۃ۔ بارہ۔

اسماء الرجال صریث ۲۵۴
۱ ابو کریب محمد بن العلاء۔ دیکھو حدیث ۱۔ ۲ باب ما جاء فی تبییت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ۳ وکیع۔ دیکھو حدیث ۱۔ ۴ باب ما جاء فی فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ۵ شعبۃ۔ دیکھو حدیث ۲۔ ۶ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ۷ ابو جمرۃ۔ اسمہ نصر بن عمران الضبعی۔ ثقہ۔ من الثالثۃ۔ خرج لہ الستۃ۔ التقریب۔ ۸ باب ما جاء فی نقش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اسماء الرجال صریث ۲۵۵
۱ قتیبۃ بن سعید۔ دیکھو حدیث ۱۔ ۲ ابو عوانۃ۔ دیکھو حدیث ۲۔ ۳ قتادۃ۔ دیکھو حدیث ۲۔ ۴ زرارۃ بن اوفی۔ ابو حاجب البصری۔ ثقہ۔ من الثالثۃ۔ خرج لہ الستۃ۔ التقریب۔ ۵ سعد بن ہشام۔ دیکھو حدیث ۲۔ ۶ عائشۃ۔ دیکھو حدیث ۲۔

marfat.com

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

تشریح ام المومنین یا کسی راوی کا شک ہے کہ "منعہ من ذالک الیوم" ہے یا "غلبتہ عیناہ" ہے بہرحال مطلب واضح ہے کہ کبھی کبھار اگر نماز تہجد کسی عارض کی وجہ سے (اگرچہ وہ آنکھوں میں نیند کا غلبہ ہی کیوں نہ ہو) رہ جاتی تو اسی دن زوال سے پہلے پہلے بارہ رکعت نماز ادا کر لیتے، چونکہ وتر عشاء کے ساتھ ہی پڑھ لئے ہوں گے۔ اس لئے صرف بارہ رکعت ہی ادا فرمائیں۔ میرے استاذ محترم محدث کبیر صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہ فرماتے تھے کہ اس حدیث شریف سے ظاہر ہوتا ہے کہ "کہ اگر کسی صاحب کا ورد رات کو رہ جائے تو دوسرے دن اس کی ادائیگی کرے اور مشائخ کا یہی معمول ہے" صحیح مسلم شریف میں حضور سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے :-

"من نام عن حزبہ من اللیل او عن شئی منہ فقراءہ مابین صلوٰۃ الفجر و صلوٰۃ الظھر کان کمن قراءہ من اللیل"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو رات کے وقت سو گیا اور اپنا ورد یا کوئی معمول پورا نہ کر سکا تو اسے صبح کی نماز اور ظہر کی نماز کے درمیان پورا کر لیا تو گویا اس نے اس کو رات ہی میں پورا کر لیا"

حضرت علامہ محمد عاقل صاحب لاہوری تحریر فرماتے ہیں۔

"ایں حدیث دلالت دارد بر آنکہ کسے را "ورد شب" اگر فوت شود مستحب است کہ روزانہ تضا کند"

یعنی یہ حدیث اس مسئلہ پر دلالت کرتی ہے کہ اگر کسی کا رات کا ورد رہ جائے تو مستحب ہے کہ دن میں اسے پورا کرے"

ارشاد ہے "تو دن میں بارہ رکعت نماز ادا کر لیتے" گویا تہجد کی نماز بارہ رکعت تھیں، اس حدیث شریف کے حاشیہ پر ہے :-

"ذیہ دلیل علی ان صلوٰۃ اللیل ثنتی عشر رکعۃ کما ھو المختار عند ابی حنیفۃ"

"اس میں دلیل ہے کہ تہجد کی نماز بارہ رکعتیں ہیں اور یہی حضرت امام ہمام امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی ہے"

یہ معمول بشام انصاری سے ترجمہ ہے الدال علی الخیر کفاعلہ من الطبقۃ الثالثۃ خرج لہ الستۃ اشتغل بکلمات۔

۱؎ عائشہ۔ دیکھو مشکوٰۃ باب ما جاء فی خصائص النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱۰

marfat.com

حدیث ۱۳۵۶ حدثنا محمد بن العلاء حدثنا ابو اسامة عن هشام يعني ابن حسان عن محمد بن سيرين عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال اذا قام احدكم من الليل فليفتتح صلوته بركعتين خفيفتين.

ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم سے کوئی ایک رات کی نماز کے لئے بیدار ہو تو اپنی نماز کا آغاز دو ہلکی رکعتوں کے ساتھ کرے۔

تشریح یعنی تہجد کی نماز پڑھنے کے لئے اُٹھو تو وضو کرکے دو نماز تحیۃ الوضو پڑھو اور اس میں قرأت مختصر ہو اور پھر تہجد کی نماز حسب توفیق واستطاعت ادا کرے۔ تہجد کی نماز میں زیادہ سے زیادہ قرآن مجید پڑھے۔ رکوع وسجود میں انتہائی عاجزی اور فروتنی اختیار کرے۔

حدیث ۱۳۵۷ حدثنا قتيبة بن سعيد عن مالك بن انس ح وحدثنا اسحٰق بن موسىٰ حدثنا معن حدثنا مالك عن عبد الله بن ابي بكر عن ابيه عن عبد الله بن قيس بن مخرمة اخبره عن زيد بن خالد الجهني انه قال لارمقن صلوة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فتوسدت عتبة او فسطاطه فصلى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فصلى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ركعتين خفيفتين ثم صلى ركعتين طويلتين طويلتين طويلتين ثم صلى ركعتين وهما دون اللتين قبلهما ثم اوتر فذلك ثلث عشرة ركعة.

ترجمہ زید بن خالد الجہنی سے روایت ہے یہ کہ وہ فرماتے ہیں میں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کو بہت ہی غور سے دیکھتا رہوں گا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آستانۂ اقدس کی دہلیز کا میں نے تکیہ بنایا یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ مبارک کے دروازہ پر میں نے تکیہ لگایا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعتیں ہلکی پڑھیں پھر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طویل طویل طویل دو رکعتیں پڑھیں، پھر ان سے ہلکی دو رکعتیں پڑھیں، پھر وتر پڑھے اور یہ تیرہ رکعت ہو گئیں۔

حل لغات ارمقن۔ الیتہ مضرور بالصرف میں نماز کو تاکتا رہوں گا۔ اس کا مصدر رمق ہے جس کے معنی دیکھنے کے ہیں۔

marfat.com

نگاہ سے دیکھنا' دیر تک دیکھتے رہنا ۔ تَوَسَّدْتَ ۔ تکیہ لگایا میں نے ۔ عَتَبَۃ ۔ آستانہ ۔ فُسْطَاط ۔ خیمہ ' ڈیرہ ، شہر ۔

تشریح ارشاد ہے "دو رکعتیں ہلکی پڑھیں" یعنی تحیۃ الوضو کی نماز پڑھی ۔ ارشاد ہے "طویل طویل دو رکعتیں پڑھیں" یعنی تہجد کی پہلی دو رکعتیں بہت ہی لمبی پڑھیں ۔ یہ تکرار مبالغہ کے لئے آیا ہے ' پھر چار بار دو دو رکعتیں پڑھیں جو کہ ہر ایک دوسری سے ہلکی تھیں ' پھر تین رکعت وتر پڑھے ۔ نماز تہجد میں تحیۃ الوضو شمار نہیں ہے ۔

ارشاد ہے "کہ نماز کو بہت ہی غور سے دیکھتا رہوں گا" یعنی پوری توجہ سے نگاہ رکھوں گا ' اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سُنّت مُبارک اور عمل مُبارک کے مطابق اپنی نماز ادا کروں ' سبحان اللہ کتنا مبارک اور شوق سے بھرپور جذبہ ہے کہ ساری رات پیارے مَحبُوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے آستانۂ اقدس کی دہلیز پر سر رکھے ہوئے عبادتِ مَحبُوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھ رہے ہیں ۔

حدیث ۴۵۸ حدثنا اسحٰق بن موسیٰ حدثنا معنٌ حدثنا مالکٌ عن سعید بن ابی سعید المقبری عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمٰن انہ اخبرہ انہ سأل عائشۃ کیف کان صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی رمضان فقالت ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لیزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ یصلی اربعا لا تسئل عن حسنہن وطولہن ثم یصلی ثلاثا قالت عائشۃ قلت یا رسول اللہ اتنام قبل ان توتر قال یا عائشۃ ان عینی تنامان ولا ینام قلبی ۔

ترجمہ ابو سلمہ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رمضان مبارک میں نماز کی کیا کیفیت تھی تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم رمضان اور غیر رمضان کے گیارہ رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھتے تھے ۔ پڑھتے چار رکعتیں ' نہ پوچھ کہ کتنی عمدگی سے ادا فرماتے اور نہ ہی ان کے طویل ہونے کے متعلق پوچھ ' پھر تین رکعت پڑھتے ۔ ام المؤمنین نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! کیا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وتر سے پہلے سو جاتے ہیں ؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا ۔

حل لغات لَا تُسْئَل ۔ نہ پوچھ ۔ کیا پوچھئے ہو ۔

marfat.com

تشریح ارشاد ہے" ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رمضان میں نماز کی کیا کیفیت تھی" شارحین فرماتے ہیں کہ صدر اول میں خیال کیا جاتا تھا کہ شاید رمضان شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی مخصوص نماز پڑھتے ہیں اسی لئے انہوں نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے اس قسم کا سوال کیا تو انہوں نے انکار کا جواب دیا۔ حضرت علامہ قاضی محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :-

"ایں سوال برائے آں بود کہ در صدر اول نزد اکثر	"صدر اول میں خیال کیا جاتا تھا کہ شاید رمضان شریف
ایشاں چناں مقرر بود کہ برائے رسول خدا در ماہ رمضان	میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی مخصوص نماز پڑھتے ہیں
نماز مخصوص بود و مادر مومنان عائشہ انکار آں کرد	اسی لئے انہوں نے ام المؤمنین سے اس قسم کا سوال کیا
کہ برائے آنحضرت نماز مخصوص نبود۔"	تو انہوں نے انکار کا جواب دیا۔"

ارشاد ہے" نہ پوچھ کہ کتنی عمدگی سے ادا فرماتے اور نہ ہی ان کے طویل ہونے کے متعلق پوچھ" یعنی نہایت ہی اطمینان، وقار، عظمت، فروتنی، عاجزی اور تعدیل ارکان کے ساتھ انتہائی عمدگی اور خوبصورتی سے ادا فرماتے اور ان میں قرأت بھی لمبی پڑھتے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا یہ ارشاد کتنا پیارا ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس نماز کی ادائیگی کے حسن و خوبصورتی کو بیان ہی نہیں کر سکتی ہوں۔ حضرت شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوئی دوسرا شخص اگر پچاس رکعت نماز ادا کرے تو وہ طوالت میں ان آٹھ رکعت کے برابر ہوں جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ادا فرماتے تھے۔" حضرت مولانا مولوی مصلح الدین محمد صلاح بن جلال اللاری المتوفی ۹۷۹ھ لکھتے ہیں :-

"شیخ ابن حجر در اشرف الوسائل شرح الشمائل آوردہ کہ درازی ایں ہشت رکعت موازنہ پنجاہ رکعت بودہ کسے دیگر میگذارد"

ارشاد ہے" پھر تین رکعت وتر پڑھے" یعنی ایک سلام کے ساتھ تین رکعت وتر پڑھے۔ ہم احناف کے نزدیک وتر کی تین رکعتیں ایک ہی سلام کے ساتھ واجب ہیں۔ ارشاد ہے" یارسول اللہ! کیا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں" گویا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلی نصف شب سوتے تھے اور آرام فرماتے تھے پھر اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھتے اور پھر وتر پڑھتے۔ ام المؤمنین کو جواب ارشاد فرمایا کہ بے شک میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا" یعنی اگرچہ میں ظاہری طور پر سوتا ہوں مگر حقیقتاً بیدار ہوتا ہوں لہٰذا مجھے وتر کے نہ پڑھنے کا کوئی خطرہ نہیں ہوتا اسی لئے فقہاء نے لکھا

marfat.com

ہے کہ جس شخص کو اس بات پر وثوق ہے کہ وتر اس سے فوت نہیں ہوتے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ وتر تہجد کے بعد پڑھے نیز یہ خاصۂ انبیاء علیہم السلام ہے کہ ان کی آنکھیں سو رہی ہوں تو ان کا دل بیدار ہوتا ہے۔ حضرت علامہ مصلح الدین محمد صالح بن جمال اللاری المتوفی ۹۷۹ھ تحریر فرماتے ہیں:۔

"و ایں معنی خاصۂ انبیاء علیہم السلام است از جہتہ حیات دلہائے ایشاں و استغراق ایشاں بمشاہدہ جمال کبریاء جل ذکرہ"۔

حدیث ۱۱/۲۵۹ حدثنا اسحٰق بن موسیٰ حدثنا معنٌ حدثنا مالكٌ عن ابن شہابٍ عن عروۃ عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یصلی من اللیل احدیٰ عشرۃ رکعۃ یوتر منہا بواحدۃ فاذا فرغ منہا اضطجع علی شقہ الایمن۔ حدثنا ابن ابی عمر حدثنا معن عن مالك عن ابن شہاب نحوہ ح وحدثنا قتیبۃ عن مالك عن ابن شہاب نحوہ۔

ترجمہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے یہ کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کی نماز گیارہ رکعت پڑھتے تھے جبیں وتر کی ایک رکعت ہوتی تھی' جب آپ یہ نماز پڑھ لیتے تو دائیں پہلو پر آرام فرمانے کے لئے لیٹ جاتے۔

تشریح ارشاد ہے "کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کی نماز گیارہ رکعت پڑھتے تھے جبیں وتر کی ایک رکعت ہوتی تھی" گویا دس رکعت تہجد کی اور ایک رکعت وتر کی نماز پڑھتے تھے۔ تہجد کی نماز تو مختلف رکعت پڑھنا مختلف اوقات میں ثابت ہے، البتہ اس حدیث شریف سے ایک رکعت وتر پڑھنا معلوم ہو رہا ہے اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں وتر کی ایک ہی رکعت ہے۔ ہمارے احناف کے نزدیک تین رکعتیں ایک سلام کے ساتھ واجب ہیں بعض ائمہ ایک رکعت کے ساتھ اس سے پہلے دو رکعت علیحدہ سلام کے ساتھ واجب بتلاتے ہیں۔

اسماء الرجال حدیث ۱۱/۲۵۹
۱ اسحٰق بن موسیٰ ۔ دیکھو حدیث ۱۱
۲ معن ۔ دیکھو حدیث ۱۱
۳ مالک ۔ دیکھو حدیث ۱۱
۴ ابن شہاب ۔ دیکھو حدیث ۱۱
۵ عروہ ۔ دیکھو حدیث ۱۱
۶ عائشہ ۔ دیکھو حدیث ۱۱

باب ما جاء فی تنفل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
باب ما جاء فی تنفل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
باب ما جاء فی تنفل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
باب ما جاء فی تنفل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

marfat.com

حدیث ۱۲ / ۲۶۰ حدثنا هناد حدثنا ابو الاحوص عن الاعمش عن ابراهيم عن الاسود عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يصلي من الليل تسع ركعات حدثنا محمود بن غيلان حدثنا يحيى بن آدم حدثنا سفيان الثوري عن الاعمش نحوه.

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کی نماز نو رکعت پڑھا کرتے تھے۔

حل لغات تسع ۔ نو۔

تشریح ارشاد ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کی نماز نو رکعت پڑھا کرتے تھے "یعنی چھ رکعت نماز تہجد اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔

حدیث شریف کی سند جب ختم ہو تو نحوہ یا مثلہ کے الفاظ بعض مقامات پر ہوتے ہیں تو جان لینا چاہئے کہ یہ محدثین کی اصطلاحات ہیں۔ نحوہ وہاں استعمال کرتے ہیں جہاں دوسری روایات کے الفاظ میں کچھ فرق ہو لیکن معنی قریب قریب ہوں اور مثلہ وہاں کہتے ہیں جہاں دوسری روایت پہلی روایت کے لفظ بلفظ مطابق ہو۔

حدیث ۱۳ / ۲۶۱ حدثنا محمد بن المثنى حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن عمرو بن مرة عن ابي حمزة رجل من الانصار عن رجل من بني عبس عن حذيفة ابن اليمان انه صلى مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من الليل قال فلما دخل في الصلوة قال الله اكبر ذو الملكوت والجبروت والكبرياء والعظمة قال ثم قرأ البقرة ثم ركع فكان ركوعه نحوا من قيامه وكان يقول سبحان ربي العظيم سبحان ربي العظيم ثم رفع فكان ركوعه نحوا من ركوعه وكان يقول لربي الحمد لربي الحمد ثم سجد فكان سجوده نحوا من قيامه وكان يقول سبحان ربي الاعلى سبحان

اسماء الرجال صفحہ ۲۶۳ ۔ ۲۶۴
۱ محمد بن المثنی ۔ دیکھو صفحہ ۲۶۳
۲ باب ماجاء في خلق رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
۳ ابو الاحوص ۔ دیکھو صفحہ ۲۶۳
۴ باب ماجاء في خلق رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
۵ الاعمش ۔ دیکھو صفحہ ۲۶۳
۶ باب ماجاء في صفة صلوة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
۷ ابراهيم بن يزيد النخعي ۔ دیکھو صفحہ ۲۶۳
۸ الاسود ۔ دیکھو صفحہ ۲۶۳
۹ باب ماجاء في صفة صلوة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
۱۰ عمرو بن مرة ۔ دیکھو صفحہ ۲۶۳
۱۱ باب ماجاء في خلق رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
۱۲ شعبة ۔ دیکھو صفحہ ۲۶۳
۱۳ باب ماجاء في خلق رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
۱۴ محمد بن جعفر ۔ دیکھو صفحہ ۲۶۳
۱۵ باب ماجاء في خلق رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

marfat.com

ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَكَانَ مَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ نَحْوًا مِنَ السُّجُودِ وَكَانَ يَقُولُ رَبِّ اغْفِرْ لِي حَتَّى قَرَأَ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ وَالنِّسَاءَ وَالْمَائِدَةَ أَوِ الْأَنْعَامَ شُعْبَةُ الَّذِي شَكَّ فِي الْمَائِدَةِ وَالْأَنْعَامِ قَالَ أَبُو عِيسَى وَأَبُو حَمْزَةَ اسْمُهُ طَلْحَةُ بْنُ زَيْدٍ وَأَبُو جَمْرَةَ الضُّبَعِيُّ اسْمُهُ نَصْرُ بْنُ عِمْرَانَ.

ترجمہ حذیفہ بن یمان سے روایت ہے کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک رات نماز پڑھی۔ اس نے فرمایا کہ جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز شروع کی تو فرمایا۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ذُو الْمَلَكُوتِ وَالْجَبَرُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ۔ راوی کہتا ہے کہ پھر سورۂ بقرہ پڑھی پھر رکوع کیا اور رکوع بھی قیام کی طرح طویل تھا۔ رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ پڑھتے تھے۔ پھر سر اقدس اٹھایا اور قیام بھی رکوع کی طرح تھا اور لِرَبِّيَ الْحَمْدُ لِرَبِّيَ الْحَمْدُ پڑھتے تھے، پھر سجدہ فرمایا اور سجدہ بھی قیام کی طرح تھا اور سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى پڑھتے تھے پھر سر اقدس اٹھایا یہ بھی دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا سجدہ کی طرح طویل تھا اور رَبِّ اغْفِرْ لِي رَبِّ اغْفِرْ لِي فرماتے تھے، یہاں تک کہ سورۂ بقرہ، آل عمران، النساء اور المائدہ یا الانعام پڑھیں، شعبہ وہ شخص ہے جس نے یہ شک کیا ہے کہ یا مائدہ پڑھی یا الانعام پڑھی۔

تشریح اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ نفلی نماز جتنی بھی طویل پڑھی جائے۔ رکوع اور سجود میں بھی کلمات مبارک زیادہ پڑھیں تو بہت ہی افضل ہے۔ شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"ایں ذکر در ہر رکوع مطلوب است واقل او یک بار است وادنی کمال اوسہ بار واعلیٰ او یازدہ بار"

"یعنی سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ کا ذکر رکوع میں مطلوب ہے کم سے کم ایک بار، ادنیٰ کمال تین بار اور اعلیٰ کمال گیارہ بار پڑھنا ہے"

فرائض میں ایک بار پڑھنا ضروری ہے اور تین بار پڑھنا افضل ہے اسی طرح سجدے میں بھی، ارشاد ہے "یہاں تک کہ سورۂ بقرہ، آل عمران، النساء اور المائدہ یا الانعام پڑھیں" یعنی چار رکعتوں میں چار سورتیں پڑھیں۔ جناب علامہ محمد عاقل صاحب لاہوری تحریر فرماتے ہیں:۔

شیخ ابن حجر گفتہ کہ ظاہر آں است کہ ایں چہار سورہ — یعنی شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یا بات ظاہر ہے کہ

بن موسیٰ روایت کرتے ہیں ... ضعیف ... وثقہ النسائی و ابن معین۔ من الخوارج والازارقۃ۔ الضالۃ۔ ... علماء جلیل من بنی عبس اس کو ثابت بن قرہ ... العجلی کوفی ... ثابت بن قرہ ... الضحاک ... ہے۔ احمد ... ثقہ۔ ... بعض الائمۃ ... ثقہ۔ ... کبیر ... ہے۔ ... حذیفۃ الیمان ... یا الیمانی ... ہے۔ ... صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ... یا ... ہے۔

marfat.com

در چہار رکعت خواندہ و روایت ابی داؤد صریح آمدہ کہ گفت "فصل اربع رکعات قراءتہن البقرۃ، آل عمران، والنساء والمائدۃ او الانعام" یعنی پس خواند آنرا در چہار رکعت و خواند در انہا ایں چہار سورہ پس ایں روایت گویا بیان اوست و تائید می کند او را"

یہ چار سورتیں چار رکعتوں میں پڑھیں اور ابوداؤد کی روایت صریح ہے کہ فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار رکعتیں پڑھیں جن میں یہ چار سورتیں پڑھیں لہٰذا یہ روایت اس روایت کا بیان ہے اور تائید کرتی ہے۔"

حدیث ۱۴/۲۶۲

حدثنا ابوبکر محمد بن نافع البصری حدثنا عبدالصمد بن عبدالوارث عن اسماعیل بن مسلم العبدی عن ابی المتوکل عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بایۃ من القرآن لیلۃ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن مجید کی ایک ہی آیت تمام رات نماز میں پڑھتے رہے۔

تشریح ارشاد ہے "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن مجید کی ایک ہی آیت تمام رات نماز میں پڑھتے رہے" یعنی ایک ہی آیت کی تکرار نماز میں تمام رات کرتے رہے، یہ آیہ کریمہ یہ تھی۔

ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفر لھم فانک انت العزیز الحکیم۔

اے اللہ! اگر تو ان سب کو عذاب کرنا چاہے تو یہ تیرے ہیں یعنی ہر طرح سے تیری ملک ہیں تیری چیزیں ہیں تو جو چاہے تصرف فرمادے۔ اگر تو ان کی مغفرت فرمادے اور سب کو معاف کردے، تو تیری شان سے کچھ بعید نہیں تو بڑی قدرت والا ہے بڑی حکمت والا ہے۔

جناب مولانا محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"حاصل آنکہ عذاب کنی عدل است و اگر مغفرت

یعنی اے اللہ تعالیٰ اگر تو ان کو ان کے گناہوں پر

marfat.com

کنی فضل است"

عذاب دیتا ہے تو عین عدل ہے اور اگر ان گناہوں کو میری اس عاجزی اور دعا کو قبول فرما کر معاف فرماتا ہے تو یہ تیرا عین فضل ہے۔"

حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اللہ جل جلالہ کے حضور یہ تکرار دعا، تضرع اور طلب مغفرت کے لئے تھا۔ صاحب التحافات الربانیہ فرماتے ہیں:-

"ان القرأۃ فصلہا الدعا والتضرع وطلب المغفرۃ من اللہ العزیز الحکیم"

حدیث ۱۵ / ۲۶۲ حدثنا محمود بن غیلان حدثنا سلیمان بن حرب حدثنا شعبۃ عن الاعمش عن ابی وائل عن عبد اللہ قال صلیت لیلۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فلم یزل قائما حتی ہممت بامر سوء قیل لہ وما ہممت بہ قال ہممت ان اقعد وادع النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم حدثنا یوسف بن وکیع حدثنا جریر عن الاعمش نحوہ۔

ترجمہ عبداللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے لمبا قیام کیا یہاں تک کہ میں نے ایک امر قبیح کا ارادہ کیا۔ ان سے پوچھا گیا وہ کیا ارادہ تھا۔ انہوں نے کہا میں نے بیٹھنے کا ارادہ کر لیا تھا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اکیلا چھوڑنے کا۔

حل لغات ہممت۔ الہمّ۔ ارادہ کرنا۔ سوء۔ قبح۔ برا۔

تشریح ارشاد ہے "میں نے ایک امر قبیح کا ارادہ کر لیا" وہ ارادہ کیا تھا خود ہی ارشاد فرمایا "کہ میں نے بیٹھنے کا ارادہ کر لیا تھا" اور "حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اکیلا چھوڑنے کا" یعنی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اتنی لمبی نماز پڑھی، اتنا طویل قیام کیا اور اتنی دراز قرأت فرمائی کہ جناب عبداللہ بن مسعود کھڑے کھڑے تھک گئے اور ایک ایسے کام کا ارادہ کر لیا جسے وہ خود بھی انتہائی ناپسند اور برا سمجھتے تھے، اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم تنہا کھڑے رہیں اور یہ بیٹھ جائیں۔ جناب

اسماء الرجال ص ۵۶۳ ج ۲
۱ محمود بن غیلان ابو احمد مروزی
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱
۲ سلیمان بن ابراہیم۔ دیکھو حدیث سابقہ باب ما جاء فی صفۃ نوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲
۳ شعبہ۔ دیکھو حدیث ۲۵ علم الشعر۔ دیکھو حدیث ۲۵ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۳
۴ الاعمش۔ دیکھو حدیث ۲۵ باب ما جاء فی صفۃ نوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۴
۵ ابو وائل۔ شقیق بن سلمہ کوفی ہے۔ ذہبی نے کہا۔ لہ ادراک وسمع عمر وسعدا وعنہ الاعمش وعالی طلاب
۶ عبداللہ۔ دیکھو حدیث ۲۵ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۵

marfat.com

عبداللہ بن عباس کے زمانے کا یہ منشا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تہجد کی نماز کافی طویل ادا فرماتے تھے۔ بعض شارحین نے "بیٹھ جاؤں" کا یہ طلب لیا ہے کہ "نماز ہی پڑھنی چھوڑ دوں"۔ حضرت علامہ محمد عاقل صاحب اپنی شرح صلاۃ المتعلمین میں تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

ایں معنی بعید است زیرا کہ نسبت ترک نماز بالکلیہ بعبداللہ پسر مسعود کہ از اکمل صحابہ بود رضی اللہ عنہم غیر ملایم است واللہ اعلم بالصواب۔"	"یہ معنی ناقابل اعتنا ہیں اس لئے کہ بالکل نماز کو ترک کرنے کی نسبت عبداللہ بن مسعود جو کہ اکمل صحابہ سے تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف قطعاً نامناسب ہے۔"

حدیث ۱۶ ص ۲۶۴

حدثنا اسحٰق بن موسیٰ الانصاری حدثنا معنؒ حدثنا مالکؒ عن ابی النضرؒ عن ابی سلمۃؒ عن عائشۃ انّ النّبیّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یُصَلّی جَالِسًا فیقرأُ وَھُوَ جَالِسٌ فَاِذَا بَقِیَ مِنْ قِرَاءَتِہٖ قَدْرُ مَا یَکُوْنُ ثَلٰثِیْنَ اَوْ اَرْبَعِیْنَ اٰیَۃً قَامَ فَقَرَءَ وَھُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَکَعَ وَسَجَدَ ثُمَّ صَنَعَ فِی الرَّکْعَۃِ الثَّانِیَۃِ مِثْلَ ذٰلِکَ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے پس قرأت فرائض بیٹھے ہوئے، پس جب قرأت میں تیس یا چالیس کے قریب آیتیں باقی رہتیں تو کھڑے ہو جاتے اور باقی قیام میں پڑھتے، پھر رکوع اور سجدہ کرتے، پھر دوسری رکعت پہلی رکعت کی طرح ادا فرماتے۔

حل لغات ثَلٰثِیْنَ۔ تیس۔
اَرْبَعِیْنَ۔ چالیس۔

تشریح شارحین رحمہم اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ اس طرح بیٹھ کر نوافل میں تلاوت کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بڑھاپے کے وقت کا عمل ہے، چنانچہ ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ آخر عمر کے زمانہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (بوجہ ضعف و نقاہت) نفل نماز بیٹھ کر پڑھتے۔ مولینا محمد عاقل صاحب لکھتے ہیں۔

"شیخ ابن حجر گفتہ کہ کسی کہ دشوار باشد بروئے دراز ایستادن در نماز نفل بعارضہ پیر بن یا غیر آں مستحب است	"شیخ ابن حجر نے فرمایا ہے کہ اگر بڑھاپے کی وجہ سے یا کسی اور عارضہ کی وجہ سے نفل نماز میں طویل قیام

marfat.com

مراد اگر ایں چنیں کند یعنی بعضے آیات بحال جلوس خواند و بعضے بحال قیام و آنسر و زکوی گر بحال کرن مبارک۔"

کرنا کسی پر دشوار ہو تو اس کے لئے یہ مستحب ہے کہ اس طرح کرے یعنی کچھ آیات بیٹھے ہوئے پڑھے اور کچھ قیام کی حالت میں، حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑھاپے میں ہی اس طرح کیا تھا۔"

حدیث ۱۰۶۲ حدثنا احمد بن منیع حدثنا هشیم حدثنا خالد الحذاء عن عبد اللہ ابن شقیق قال سألت عائشة عن صلوٰة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن تطوعه فقالت كان يصلي ليلاً طويلاً قائماً وليلاً طويلاً قاعداً فإذا قرأ وهو قائم ركع وسجد وهو قائم وإذا قرأ وهو جالس ركع وسجد وهو جالس۔

ترجمہ عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نفل نماز کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے طویل حصہ میں کھڑے ہو کر نوافل پڑھتے تھے اور طویل حصہ میں بیٹھ کر نفل پڑھتے تھے، پس جب قیام کی حالت میں قرأت فرماتے تو رکوع اور سجدہ بھی قیام ہی کے دوران کرتے۔ اور جب بیٹھنے کی حالت میں قرأت فرماتے تو رکوع اور سجدہ بھی بیٹھنے کی طرح کرتے۔

حل لغات تَطَوُّع۔ تابعدار بننا، زیادہ کرنا، احسان کرنا، نفل نماز پڑھنا یا کوئی اوفضل کام کرنا جو واجب نہ ہو۔

تشریح شارحین نے فرمایا کہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نفل نماز کی دونوں کیفیتوں کا حال بیان فرمایا ہے اس لئے کہ سید دو عالم رحمۃ العالمین، شفیق اُمت، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افعال مبارک میں تعلیم مقصود ہوتی ہے، گویا اُمت کو تعلیم دینا ہے کہ یہ کام اس طرح بھی کرنا جائز ہے اس کو بیان جواز کہتے ہیں۔ صاحب اتحافات الربانیہ صفحہ ۳۲۰ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"هذا الحديث يروى احوالاً اخرى من عبادته صلى الله عليه وآله وسلم، ولا تنافي بين هذا الحديث والذي قبله"

اسماء الرجال: عبد اللہ بن شقیق ثقہ تابعی۔ ۳ کبھی حدیث پیچھے گذری۔ ۴ احسن بن منیع۔ دیکھو حدیث ۱۰۶۲ باب ما جاء في تقدير صلوة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بالليل والنهار۔ ۵ ھشیم۔ دیکھو حدیث ۱۰۶۲ باب ما جاء في خطاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بالتشهد۔ ۶ خالد الحذاء۔ دیکھو حدیث ۱۰۶۲ باب ما جاء في سعي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حين يتوضأ۔ ۷ عبد اللہ بن شقیق العقیلی ابو عبد الرحمٰن البصری۔ ابن ابی در وغیرہ انکا شمار تابعین میں ہے۔ (تقریب) واللہ اعلم۔ آگے جو کچھ ہے خود حاشیہ ہے۔ ناشر۔

من الاتحاف۔ ۸ دیکھو حدیث ۱۰۶۲ باب ما جاء في تعريف رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عائشة۔

marfat.com

حدیث ۱۵۶ / ۲۶۶ حدثنا اسحٰق بن موسیٰ الانصاری حدثنا معنؒ حدثنا مالکؒ عن ابن شہابؒ عن السائبؒ بن یزید عن المطلبؒ بن ابی وداعۃ السہمی عن حفصۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصلی فی سبحتہ قاعدا ویقرأ بالسورۃ فیرتلہا حتی تکون اطول من اطول منہا۔

ترجمہ بتایہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ اپنی نفل نماز بیٹھ کر پڑھتے اور قرآن کی کوئی ایک سورۃ پڑھتے ' اور اسے ترتیل سے پڑھتے تاآنکہ وہ سورۃ ' اپنے سے لمبی سورت سے بڑھ جاتی۔

حل لغات سبحتہ ' اپنی نفلی نماز۔ سبحۃ ' نفلی نماز اور شمار دانہ یعنی تسبیح ' دعا کو بھی کہتے ہیں جیسے کہتے ہیں قضیت سبحتی ' میں نے اپنی دعا پوری کرلی۔

تشریح اس حدیث شریف سے ظاہر ہو رہا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نفل نماز بیٹھ کر بھی رات میں پڑھ لیتے تھے اور اس میں مخارج ' اظہار حروف اور حرکات انتہائی ترتیل سے ادا فرماتے اور نہایت ہی اطمینان ' سکون ' وقار اور ٹھہر ٹھہر کر قرآن مجید کی تلاوت فرماتے اور بقول ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا پڑھنے میں جلدی نہ فرماتے بلکہ ایک چھوٹی سورت بھی اتنی دیر میں ختم ہوتی جتنی دیر میں کوئی دوسرا شخص ایک لمبی سورت پڑھ لے۔

حدیث ۱۹ / ۲۶۷ حدثنا الحسنؒ بن محمد الزعفرانی حدثنا الحجاجؒ بن محمد عن ابن جریجؒ قال اخبرنی عثمانؒ بن ابی سلیمان ان ابا سلمۃؒ بن عبد الرحمٰن اخبرہ ان عائشۃ اخبرتہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یمت حتی کان اکثر صلوتہ وہو جالس۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصال مبارک کے قریب ایام میں نفلی نماز بیٹھ کر ادا فرمایا کرتے تھے۔

تشریح حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات طیبہ کے آخری ایام میں نفلی عبادت اکثر اوقات بیٹھ کر کرتے تھے اور ان میں تلاوت بہت زیادہ فرماتے تھے۔ ام سلمہ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں۔

marfat.com

"والذی نفسی بیدہ ما مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی کان اکثر صلوٰتہ قاعدا الا المکتوبات"

حدیث ۲۰/۲۶۸ حدثنا احمد بن منیع حدثنا اسماعیل بن ابراھیم عن ایوب عن نافع عن ابن عمر قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکعتین قبل الظھر ورکعتین بعدھا ورکعتین بعد المغرب فی بیتہ ورکعتین بعد العشاء فی بیتہ

ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز سے پہلے دو رکعت اور ظہر کی نماز کے بعد اور مغرب کی نماز کے بعد دو رکعت اپنے گھر میں اور عشاء کی نماز کے بعد دو رکعت اپنے گھر میں پڑھیں۔

تشریح اس حدیث شریف سے نماز سے پہلے اور بعد سُنتیں پڑھنا ثابت ہے۔ نیز مسجد میں اور گھر میں بھی سُنتوں کا پڑھنا ظاہر ہو رہا ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ سُنتوں کا گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ ابن عمر کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سُنتیں پڑھنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سُنتیں جماعت سے پڑھتے تھے بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی پڑھتے تھے اور میں بھی پڑھتا تھا۔ بخاری شریف اور مسلم شریف کی ایک روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعت کبھی ترک نہیں فرماتے تھے۔ اسی لئے احناف ظہر کی نماز سے پہلے چار سُنتیں، ظہر کے بعد دو سُنتیں، مغرب کے بعد دو سُنتیں اور صبح سے پہلے دو سُنتیں موکدہ پڑھتے ہیں۔ عُلماء فرماتے ہیں کہ چونکہ حضور سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر مبارک میں ظہر کی چار سُنتیں پڑھ کر مسجد میں تشریف فرما ہوتے (جیسا کہ مسند احمد و ابوداؤد وغیرہ میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر کی نماز کے لئے تشریف لے جاتے وقت چار رکعت گھر سے پڑھ کر تشریف لے جاتے تھے) اس لئے یہ دو سُنتیں جن کا ذکر حدیث مندرجہ بالا میں ابن عمر نے فرمایا ہے تحیۃ المسجد ہیں۔

---

marfat.com

حدیث ۲۱/۱۲۷ حدثنا احمدُ بن منیع حدثنا اسماعیلُ بن ابراھیم حدثنا ایوبُ عن نافعٍ عن ابن عُمر قال ابن عمر وحدثنی حفصۃ انّ رسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یُصلّی رکعتین حین یطلعُ الفجرُ ویُنادِی المُنادِی قال ایُّوبُ اُراہُ قال خفیفتین۔

ترجمہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میری ہمشیرہ ام المومنین جناب حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جس وقت اذان دینے والا اذان دیتا صبح صادق طلوع ہوجانے کے بعد تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو رکعت نماز ادا فرماتے تھے، ایوب فرماتے ہیں کہ وہ گمان کرتے ہیں کہ نافع نے کہا کہ وہ دو رکعتیں ہلکی ہوتی تھیں۔

حل لغات اُراہُ۔ بضم یعنی اُظنہ۔ گمان کرتے۔

تشریح اس حدیث شریف اور دوسری احادیث مبارکہ سے صبح کی دو سُنتیں ہلکی قرأت سے ثابت ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دو سُنتوں میں قُل یاایُّھا الکافرُون اور قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ کی سُورتیں پڑھتے۔ ایک حدیث مبارک میں ہے۔

"نعم السورتان تقرا بھما فی رکعتی الفجر" — کیا یہ دونوں سُورتیں کیسی اچھی ہیں کہ صبح کی سُنتوں میں پڑھی جاتی ہیں۔

"قل یاایھا الکافرون و قل ھواللہ احد" یعنی سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص صبح کی سُنتوں میں پڑھنے کی بہت تاکید وارد ہوئی ہے یہاں تک کہ مسلم شریف میں ان کے متعلق ارشاد ہے "احب الی من الدنیا جمیعا" حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری، جمع الوسائل ص۸۳ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"ولھذا روی عن ابی حنیفۃ انھما واجبتان فلا شک انھما افضل من سائر الرواتب" — "اور اسی لئے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ یہ دو سُنتیں واجب ہیں۔ اس میں کسی قسم کا شک نہیں ہے کہ تمام رواتب سے یہ افضل ہیں۔"

اسماء الرجال جزء ۲۱ ص ۱۲۷
۱ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، دیکھو مشکوٰۃ باب مناقب ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فصل اول
۲ اسماعیل بن ابراہیم، دیکھو حدیث ۲۵ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فصل ثانی
۳ ایوب، دیکھو حدیث ۳۵ باب مجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۴ نافع، دیکھو حدیث ۳۵ باب مجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۵ ابن عمر، دیکھو حدیث ۳۵ باب مجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۶ حفصہ، دیکھو حدیث ۳۵ باب مجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

marfat.com

حدیث ۲۲ / ۲۷۰ حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا مروان عن معویۃ الفزاری عن جعفر ابن برقان عن میمون بن مہران عن ابن عمر قال حفظت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ثمانی رکعات قبل الظہر ورکعتین قبل الظہر ورکعتین بعدھا ورکعتین بعد المغرب ورکعتین بعد العشاء قال ابن عمر وحدثتنی حفصۃ برکعتی الغداۃ ولم اکن اراھما من النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

ترجمہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے آٹھ رکعتیں ازبر کی ہیں۔ دو رکعتیں ظہر کی نماز سے پہلے اور دو رکعتیں ظہر کی نماز کے بعد اور دو رکعتیں مغرب کی نماز کے بعد اور دو رکعتیں عشاء کی نماز کے بعد۔ ابن عمر نے فرمایا کہ مجھے میری بہن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ دو رکعتیں صبح کی، حالانکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے یہ دو سنتیں نہیں دیکھیں۔

حل لغات حَفِظْتُ ، میں نے ازبر کرلیا۔ یاد کرلیا۔
ثَمَانِی۔ آٹھ ۔ رَکْعَتَیْنِ۔ دو رکعتیں۔

تشریح چونکہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم عموماً صبح کی سنتیں اپنے گھر مبارک میں ہی ادا کیا کرتے تھے اسلئے ابن عمر کا یہ فرمانا "میں نے نہیں دیکھا کوئی مستبعد امر نہیں ہے۔ صاحب اتحافات الریانیہ فرماتے ہیں۔

"اصل الغداۃ مابین طلوع الفجر وطلوع الشمس" غداۃ صبح صادق اور طلوع شمس کے درمیان کے وقت کو کہتے ہیں۔

نیز ظہر سے قبل کی چار رکعت سنت بھی آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے کاشانۂ اقدس میں ہی ادا فرماتے تھے۔ اس لئے ابن عمر نے ان کا بھی ذکر نہیں فرمایا۔

حدیث ۲۳ / ۲۷۱ حدثنا ابوسلمۃ یحیی بن خلف حدثنا بشر بن المفضل عن خالد الحذاء عن عبداللہ بن شقیق قال سالت عائشۃ عن صلوۃ النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قالت کان یصلی قبل الظہر رکعتین وبعدھا رکعتین وبعد المغرب

marfat.com

رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَ الْعِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ وَقَبْلَ الْفَجْرِ تَنْتَيْنِ .

ترجمہ عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کے متعلق میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا۔ انہوں نے ارشاد فرمایا دو رکعت ظہر سے پہلے اور دو رکعت ظہر کے بعد اور دو رکعت مغرب کے بعد اور دو رکعت عشاء کے بعد اور دو رکعت صبح کی نماز سے پہلے پڑھتے تھے۔

تشریح بخاری شریف میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ "حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر سے قبل چار رکعت، صبح سے قبل دو رکعت نہیں چھوڑتے تھے" یعنی ہمیشہ پڑھتے تھے حنفیوں کے نزدیک سوائے ظہر سے قبل دو رکعتوں کے باقی تمام سنتیں مؤکدہ ہیں اور ظہر سے قبل چار رکعت سنتِ مؤکدہ ہے۔

حدیث ۲۴ / ۲۶۲ حدثنا محمد بن المثنى حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن ابي اسحٰق قال سمعت عاصم بن ضمرة يقول سألنا عليا عن صلوة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من النهار فقال انكم لا تطيقون ذاك قال قلنا من اطاق منا ذالك صلى فقال كان اذا كانت الشمس من ههنا كهيئتها من ههنا عند العصر صلى ركعتين واذا كانت الشمس من ههنا كهيئتها من ههنا عند الظهر صلى اربعا وبعدها ركعتين وقبل العصر اربعا يفصل بين كل ركعتين بالتسليم على الملئكة المقربين والنبيين ومن تبعهم من المؤمنين والمسلمين .

ترجمہ عاصم بن ضمرہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے، حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان نوافل کے بارے میں عرض کیا جو کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن میں پڑھا کرتے تھے، حضرت مولیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ تم اس کی طاقت کہاں رکھتے ہو۔ راوی کہتا ہے کہ ہم نے عرض کیا کہ جو ہم سے طاقت رکھتا ہو گا وہ پڑھے گا۔ تو امام الاولیاء کرم اللہ وجہہ الکریم نے ارشاد فرمایا کہ صبح کے وقت جب سورج آسمان پر اتنا چڑھ جاتا ہے جتنا اوپر عصر کی نماز کے وقت ہوتا ہے اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو رکعت

اسماء الرجال حدیث ۲۴ / ۲۶۲

۱ ابو اسحٰق سبیعی، عمرو بن عبداللہ بن علی، ثقہ، تابعی، ۱۲۹ھ، ۱۲۷ھ میں فوت ہوئے۔ ۲ عاصم بن ضمرہ السلولی، ثقہ، تابعی، ۷۴ھ میں فوت ہوئے۔ ۳ حارث الہمدانی، کذاب، شیعی، ۶۵ھ میں فوت ہوئے۔

ابواب الوتر، حدیث ۲۴ / ۲۶۲ ۔ باب ماجاء فی من نام عن وتره او نسيه، حدیث ۲۵ / ۲۶۳ ۔ باب ماجاء فی الوتر قبل الفجر، حدیث ۲۶ / ۲۶۴ ۔ باب ماجاء فی الوتر على الراحلة، حدیث ۲۷ / ۲۶۵ ۔ باب ماجاء فی الوتر بثلث، حدیث ۲۸ / ۲۶۶ ۔ باب ماجاء فی الوتر بخمس، حدیث ۲۹ / ۲۶۷ ۔ باب ماجاء فی الوتر بسبع، حدیث ۳۰ / ۲۶۸ ۔ باب ماجاء فی الوتر بتسع، حدیث ۳۱ / ۲۶۹ ۔ باب ماجاء فی الوتر بإحدى عشرة، حدیث ۳۲ / ۲۷۰ ۔ باب ماجاء فی الوتر بثلث عشرة، حدیث ۳۳ / ۲۷۱ ۔ باب ماجاء فی الوتر بركعة، حدیث ۳۴ / ۲۷۲ ۔ باب ماجاء فی الوتر بركعتين، حدیث ۳۵ / ۲۷۳ ۔ باب ماجاء فی الوتر بركعتين بعد الوتر، حدیث ۳۶ / ۲۷۴ ۔ باب ماجاء فی الوتر بركعتين بعد الوتر، حدیث ۳۷ / ۲۷۵ ۔ باب ماجاء فی الوتر بركعتين بعد الوتر، حدیث

(صلوٰۃ الاشراق) پڑھتے تھے اور جب مشرق کی طرف اس قدر اُوپر ہو جاتا جس قدر ظہر کی نماز کے وقت مغرب کی طرف ہوتا ہے تو اس وقت چار رکعت (نمازِ چاشت) پڑھتے تھے۔ ظہر سے قبل چار رکعت پڑھتے تھے ظہر کے بعد دو رکعت اور عصر سے قبل چار رکعت پڑھتے تھے۔ چار رکعت کے درمیان بیٹھ کر ملائکہ مقربین انبیاء اور مومنین پر سلام بھیجتے تھے۔

حل لغات

لَا تُطِيقُونَ۔ تم طاقت نہیں رکھتے ہو۔

تشریح

اس حدیث مبارک میں نمازِ اشراق دو رکعت، نمازِ چاشت چار رکعت، ظہر سے قبل چار رکعت، ظہر کے بعد دو رکعت اور عصر سے قبل چار رکعت پڑھنا ثابت ہو رہا ہے۔ ارشاد ہے "تم اس کی طاقت کہاں رکھتے ہو" یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسی فروتنی، عاجزی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خشوع، خضوع، حسنِ اہتمام، تعدیلِ ارکان اور اللہ جل جلالہ کے حضور میں کمال درجے کی عبودیت کا اظہار تم کہاں کر سکتے ہو۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي عِبَادَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم
پُور ہو گیا۔

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ صَلٰوۃِ الضُّحٰی

یہ باب چاشت کی نماز کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں آٹھ احادیث ہیں)

حل لغات الضحیٰ۔ چاشت گاہ۔ صاحبِ قاموس کہتے ہیں "ضحیٰ بالا ترا ست ضحوہ" "الوقت من طلوع الشمس الی الزوال" "سورج کے بلند ہونے سے لے کر زوال آفتاب تک یہ وقت ہے" اس کے تین نام ہیں:۔

۱۔ ضحوہ ، ذالك عند الشروق

۲۔ ضحیٰ ، ذالك اذا ارتفعت الشمس

۳۔ ضحاء ، ذالك الی الزوال

مولینا محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ علماءِ حنفیہ کے نزدیک ضحیٰ کا وقت:

"گذشتن حصہ چہارم از روز است تا وقت استواء" یعنی "چوتھائی دن کے بعد سے نصف النہار تک چاشت کا وقت ہے"۔

تشریح اس باب میں حضور سرورِ عالم و عالمیان، امام الانبیاء، صاحب قاب قوسین او ادنیٰ، رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نمازِ چاشت کی ادائیگی کا ذکرِ خیر ہے۔

اس نفلی نماز میں چار رکعت سے لے کر بارہ رکعت تک کی نماز ادا کی جاتی ہے اور احناف کے نزدیک یہ نماز پڑھنی مستحب ہے۔ اس نماز کی ادائیگی میں گناہوں کی مغفرت ہوتی ہے۔ امام احمد

marfat.com

سے روایت ہے۔

"من حافظ علیٰ صلاۃ الضحیٰ غفرتاله ذنوبه وان کانت مثل زبد البحر"

"جس شخص نے نماز چاشت کی محافظت کی اس کے گناہ بخشے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں"

حدیث ۱۲۷۳ حدثنا محمود بن غیلان حدثنا ابوداؤد الطیالسی حدثنا شعبۃ عن یزید الرشک قال سمعت معاذۃ قالت قلت لعائشۃ اکان النبی صلی اللہ علیه واله وسلم یصلی الضحیٰ قالت نعم اربع رکعات ویزید ما شاء اللہ عزوجل۔

ترجمہ معاذہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم چاشت کی نماز پڑھتے تھے انہوں نے فرمایا کہ ہاں! چار رکعت اور جتنی اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرماتا زیادہ فرمادیتے۔

حل لغات نعم۔ ہاں۔ اربع۔ چار۔ یزید۔ زیادہ کرتے

تشریح ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ "ہاں چار رکعت اور جتنی اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرماتا زیادہ فرمادیتے" یعنی کم از کم چار رکعت اور زیادہ سے زیادہ جتنا توفیق ایزدی سے دل نے مسرور انبساط سے قبول کیا پڑھیں۔ علامہ علی القاری رحمہ الباری جمع الوسائل جلد دوم صـ۸۶ پر تحریر فرماتے ہیں کہ

"صحیح اور ضعیف احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے آٹھ رکعات سے زیادہ یہ نماز نہیں پڑھی اور لیکن بارہ رکعت سے زیادہ پڑھنے کی ترغیب بھی نہیں دی، اور چار رکعت پڑھنا افضل ہے"

علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ صـ۱۵۰ پر لکھتے ہیں کہ:۔

"اس نماز کے متعلق انیس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو

اسماء الرجال حدثنا: ہم سے بیان کیا۔ محمود بن غیلان: محمود بن غیلان۔ دیکھو حدیث ۱۲۷۱۔ ابوداؤد الطیالسی: دیکھو حدیث ۱۲۷۱۔ شعبہ: دیکھو حدیث ۱۲۷۱۔ یزید الرشک: رشک کے معنی دانتی والا، یہ اس کا لقب ہے۔ یہ ابو یزید الرشک بھی کہلاتا ہے۔ معاذہ: یہ ابو یزید الرشک کی والدہ ماجدہ کا نام ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کی داڑھی میں ایک اتنی لمبی داڑھی تھی کہ ایک بچھو اس میں گھس گیا اور اس دن تک اس میں رہا لیکن نہ یزید کو اس کی خبر تک نہ ہوئی۔ بعض نے رشک کی وجہ یہ بتائی ہے کہ یہ اپنے ساتھ کچھا سے بھی زیادہ بڑا رکھتا تھا۔ واللہ اعلم۔ عائشہ صدیقہ: دیکھو حدیث ۱۲۷۱۔

۱ محمود بن غیلان العدوی، بنت عبدالرحمٰن کی والدہ ہے ثقہ، من الثالثۃ۔
۲ ابوداؤد الطیالسی، اسمہ ہبیرۃ البصری کی والدہ ہے ثقہ، خرج لها الاربعۃ۔
۳ شعبہ بن الحجاج، کان یزید اجب اهل زمانه، مات سنۃ ۱۶۰ وقیل غیر ذلک۔
۴ معاذۃ، بنت عبدالرحمٰن العدویہ، ثقہ، من الثالثۃ۔
۵ عائشہ صدیقہ، دیکھو حدیث ۱۲۷۱۔
۶ باب ماجاء فی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

maarfat.com

یہ نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

"حتی قال ابن حجر اخبارھا بلغت حد التواتر"

"یہاں تک کہ ابن حجر نے فرمایا کہ روایات اتنی کثرت سے ہیں کہ تواتر تک پہنچ گئی ہیں۔"

حدیث ۲۷۴/۲ حدثنا محمد بن المثنی حدثنی حکیم بن معاویہ الزیادی حدثنا زیاد بن عبید اللہ بن الربیع الزیادی عن حمید الطویل عن انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یصلی الضحیٰ ست رکعات۔

ترجمہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز چاشت چھ رکعت پڑھا کرتے تھے۔

حل لغت ستّ۔ چھ۔

تشریح چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مختلف اوقات میں نماز چاشت کی رکعتیں مختلف مروی ہیں، اس لئے علماء فرماتے ہیں کہ احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

حدیث ۲۷۵/۳ حدثنا محمد بن المثنی حدثنا محمد بن جعفر انبانا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ قال ما اخبرنی احد انہ رای النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصلی الضحیٰ الا ام ھانی فانھا حدثت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دخل بیتھا یوم فتح مکۃ فاغتسل فصلی ثمانی رکعات ما رایتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی صلوٰۃ قط اخف منھا غیر انہ کان یتم الرکوع والسجود۔

ترجمہ عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ام ہانی کے سوا مجھے کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز چاشت پڑھتے نہیں دیکھا ہے۔

اسماء الرجال

۱ محمد بن المثنی ۔ دیکھو حدیث ۲۴۸

۲ حکیم بن معاویہ الزیادی، حمید الطویل ۔ دیکھو حدیث ۲۷۴

۳ محمد بن جعفر ۔ دیکھو حدیث ۲۷۵

۴ شعبۃ ۔ دیکھو حدیث ۲۷۵

۵ عمرو بن مرۃ ۔ دیکھو حدیث ۲۷۵

۶ عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ ۔ دیکھو حدیث ۲۷۵

باب ماجاء فی صفۃ ام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

۷ ام ہانی ۔ دیکھو حدیث ۲۷۵

باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

کی نماز چاشت پڑھنے کی خبر نہیں دی۔ پس بے شک ام ہانی نے بیان کیا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے گھر میں فتح مکہ کے دن تشریف لے گئے۔ پھر غسل فرمایا پھر آٹھ رکعت نماز نفل پڑھی، میں نے اس نماز سے ہلکی نماز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہیں دیکھی مگر یہ کہ وہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع اور سجدے پورے پورے کرتے تھے۔

حل لغات

قَطّ۔ صرف۔ اَخَفّ۔ ہلکی پھلکی۔ یُتِمُّ۔ پُورا پورا ادا کرتے۔

تشریح

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا یہ کہنا "ام ہانی کے سوا مجھے کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز چاشت پڑھنے کی خبر نہیں دی" سے لازم نہیں آتا کہ اس نماز کا علم سوائے ام ہانی کے کسی اور صاحب کو نہیں تھا علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"والمنفی ھنا انما ھو اخبار غیر ام ھانی لعبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بصلوٰۃ النبی صلاۃ الضحیٰ وھو لا ینافی ما تقدم من ان من اکابر الصحابۃ تسعۃ عشر شھدوا ان النبی کان یصلیھا"

شارح شمائل مصلح الدین محمد صلاح بن جلال اللاری المتوفی ۹۷۹ھ (رحمۃ اللہ علیہ) شیخ ابن حجر کے حوالہ سے نقل فرماتے ہیں:

"شیخ ابن حجر در شرح شمائل آوردہ کہ قرأت پیغمبر خدا در نماز چاشت دراز بود وجزا ایں نیست کہ در روز فتح مکہ تخفیف کردہ باشد بواسطہ مہمات ومشاغل کہ باں سرور کائنات رجوع بودہ"

یعنی "شیخ ابن حجر اپنی شرح شمائل میں نقل کرتے ہیں کہ نماز چاشت میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت لمبی ہوتی تھی سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ فتح مکہ کے دن کے مشاغل اور مشکل ذمہ داریوں کے پیش نظر اس نماز کی قرأت کو نہایت مختصر فرما دیا ہو۔"

مگر باوجود قرأت کے مختصر فرمانے کے رکوع اور سجدے نہایت اطمینان سے ادا کئے۔

ابن ابی لیلیٰ۔ الانصاری ہے۔ الزرقی الکوفی ہے۔ تابعی جلیل ہے۔ کان صاحب بیت مال علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بصفین۔ کانہ امیر جیش لہ الجماعۃ۔ اتفقوا علی توثیقہ۔ (دانتی علیہ الاکابر، ۱۲ منہ عن برکات الاحمدیہ)

۱۲ ام ہانی۔ دیکھو حدیث نمبر ۳۵۷ باب ما جاء فی صفۃ ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۵

maarfat.com

حدیث ۴۶۷ حدثنا ابی عمر حدثنا وکیع حدثنا کھمس بن الحسن عن عبد اللہ بن شقیق قال قلت لعائشۃ اکان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصلی الضحیٰ قالت لا الا ان یجیئ من مغیبہ۔

ترجمہ عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاشت کی نماز پڑھتے تھے، فرمایا نہیں مگر جب سفر سے واپس آتے تو پڑھتے۔

حل لغات مُغیبہ۔ سفر سے واپس لوٹنے، سفر سے واپس تشریف لاتے۔

تشریح ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے "نہیں" یعنی یہ نفی ملاومت کی ہے، ہمیشہ نہیں پڑھتے تھے۔ علامہ ابیجوری رحمۃ اللہ علیہ یہی معنی فرماتے ہیں۔ اپنی شرح کے صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں:۔

"ای لم یکن یداوم علی صلوتھا فقولھا ھنا لا نفی للمداومۃ"

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نماز پر ہمیشگی نہیں فرماتے تھے پس ان کا اس جگہ یہ ارشاد کہ نہیں ہمیشگی کی نفی ہے"

نیز یہ ارشاد کہ "جب سفر سے واپس آتے تو پڑھتے" کے یہ معنی ہیں کہ جب حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کبھی سفر سے واپس تشریف لاتے تو مدینہ منورہ میں چاشت کے وقت قدم رنجہ فرماتے اور سب سے پہلے مسجد مبارک میں جاکر نفل پڑھتے پھر وہیں تشریف رکھتے۔ کعب بن مالک سے روایت ہے کہ:

"انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان لایقدم من سفرہ الا نہارا من الضحیٰ فاذا قدم بداء بالمسجد اول قدومہ فصلی فیہ رکعتین ثم جلس فیہ"

"یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاشت کے وقت سفر سے واپس تشریف لایا کرتے تھے اور جب تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسجد مبارک میں رونق افروز ہوکر دو رکعت نماز ادا فرماتے پھر وہیں جلوہ افروز رہتے"

اسماء الرجال ۱ ابن عمر ۲ وکیع ۳ کھمس بن الحسن ۴ عبداللہ بن شقیق ۵ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ۶ ابیجوری

marfat.com

لہٰذا علماء کرام نے یہ بھی فرمایا کہ یہاں جوام المومنین نے نفی فرمائی ہے یہ اس بات کی بھی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں یہ نماز جب ہی پڑھتے تھے جب سفر سے واپس تشریف لاتے تھے ورنہ مسجد میں نہیں پڑھتے تھے۔

حدیث ۵/۲۷۷ حدثنا زیادؒ بن ایوب البغدادی حدثنا محمدؒ بن ربیعۃ عن فضیلؒ ابن مرزوقؒ عن عطیۃؒ عن ابی سعیدؓ الخدری قال کان النبیؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصلی الضحیٰ حتی نقول لا یدعہا وید عہا حتی نقول لا یصلیہا۔

ترجمہ ابی سعید خدری سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاشت کی نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اب کبھی ترک ہی نہیں فرمائیں گے اور جب ترک فرماتے تھے تو ہم لوگ کہتے کہ اب گویا نہیں پڑھیں گے۔

حل لغات لا یدعہا۔ نہ ترک کریں گے اسے، نہ چھوڑیں گے اسے۔

تشریح حضور پاک پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز چاشت کو پڑھنا پھر ترک کرنا علماء فرماتے ہیں کہ اس لئے تھا کہ پیروان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو اپنے اوپر فرض ہی نہ سمجھ لیں۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بعض امور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کرنے کو دل چاہتا تھا مگر اس ڈر سے اہتمام نہیں فرماتے تھے کہ مبادا امت پر فرض نہ ہو جائے۔

حدیث ۶/۲۷۸ حدثنا احمدؒ بن منیع عن ہشیمؒ حدثنا غبیدۃؒ عن ابراہیمؒ عن سہمؒ ابن منجاب عن قزعۃؒ الضبی وعن قزعۃؒ عن قزعۃ عن ابی ایوبؓ الانصاری انّ النبیؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یدعُ من اربع رکعات عند زوال الشمس فقلت یا رسول اللہ انّک تدعُ من ہذہ الاربع رکعات عند زوال الشمس

اسماء الرجال حدیث ۵/۲۷۷
۱ زیاد بن ایوب البغدادی علیہ الرحمۃ ۲۵۳ھ ۲ دیکھو حدیث ۱۰۳۴ باب ۲۰۰ باب ما جاء فی اس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱۰۔
۳ محمد بن ربیعہ الکلابی کوفی ہے ابو عبد اللہ ۱۹۱ھ ۴ فضیل بن مرزوق الاغر کوفی ہے ابو الرحمٰن صدوق ہے ۵ عطیہ العوفی کوفی ہے ضعیف ہے مگر اصح یہ ہے کہ حسن الحدیث ہے۔
اخرج لہ الستۃ۔ من سفیان الی آخرہ۔ قیل لتشیع من الاربعۃ۔ اخرج لہ المسلم والاربعۃ۔

اسماء الرجال حدیث ۶/۲۷۸
۱ احمد بن منیع ۲ دیکھو حدیث ۱۰۳۴ ۳ ہشیم ۴ غبیدۃ ۵ سہم ۶ دیکھو حدیث ۱۰۳۴ باب ما جاء فی شہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱۰۔ ۷ عشیر۔ دیکھو حدیث ۱۰۳۴ باب ما جاء فی خضاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱۰۔ ۸ عبیدۃ۔ متعدد علماء مشائخ ہیں۔ علی القاری فرماتے ہیں یہ تقدیر ہیں۔ یہ یقینی ہے کہ یہ عبیدۃ الضبی کا بیٹا ہے۔ ۹ ابراہیم النخعی کوفی ہے۔

maarfat.com

فَقَالَ اِنَّ اَبْوَابَ السَّمَآءِ تُفْتَحُ عِنْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ فَلَا تُنْتَجُ حَتّٰی یُصَلَّی الظُّهْرُ فَاُحِبُّ اَنْ یَصْعَدَ لِیْ فِیْ تِلْكَ السَّاعَةِ خَیْرٌ قُلْتُ اَفِیْ كُلِّهِنَّ قِرَاءَةٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ هَلْ فِیْهِنَّ تَسْلِیْمٌ فَاصِلٌ قَالَ لَا حدثنا احمد بن منیع حدثنا ابو معاویة حدثنا عبیدة عن ابراهیم عن سهم بن منجاب عن قزعة عن القزع عن ایوب عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نحوہ۔

ترجمہ ابی ایوب انصاری سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ زوال سورج کے بعد چار رکعت پڑھتے تھے میں نے عرض کیا یارسُول اللہ! آپ زوالِ آفتاب کے بعد یہ رکعت چہار مداومت سے پڑھتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک زوال آفتاب کے بعد آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں پس ظہر کی نماز پڑھنے کے وقت تک بند نہیں ہوتے۔ پس میں پسند کرتا ہوں کہ میرا کوئی نیک کام اس وقت آسمان پر پہنچ جائے۔ میں نے عرض کیا کیا ہر ایک رکعت میں قرأۃ ہے۔ ارشاد فرمایا کہ ہاں۔ میں نے عرض کیا ہر دو رکعت پر سلام پھیر جائے۔ ارشاد فرمایا کہ نہیں۔

حل لغات یُدَاوِمُ۔ ہمیشہ پڑھتے تھے۔ اِدْمَانٌ مصدر ہے لازم کرلینا، ہمیشہ کرنا۔ لَا تُنْتَجُ۔ نہیں بند کئے جاتے۔ نَتْجٌ مصدر ہے بند کرنا۔ یَصْعَدَ۔ چڑھتا ہے۔ صَعْدٌ یا صُعُوْدٌ مصدر ہے چڑھنا۔ فَاصِلٌ۔ علیحدہ کرنے والا، جُدا کرنے والا۔ مصدر ہے فَصْلٌ جدا کرنا۔ علیحدہ کرنا۔

تشریح ارشاد ہے کہ "ہمیشہ زوال آفتاب کے بعد چار رکعت پڑھتے" صاحبِ اتحافاتِ الربانیہ صفحہ ۳۳۱ پر لکھتے ہیں۔ اربع رکعات عند زوال الشمس ای عقبہ، یعنی زوال شمس کے بعد حضرت علامہ محمد عاقل صاحب حلاوۃ المتعلمین میں تحریر فرماتے ہیں۔

"کہ بدرستی بود پیغمبر درود خدا باد بردی وسلام کہ مداومت میکردی بر چہار رکعت پس از زوالِ آفتاب"

یہ کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زوالِ آفتاب کے بعد چار رکعت ہمیشہ پڑھتے تھے"

چونکہ شارحین "عند زوال الشمس" کا ترجمہ "زوالِ آفتاب کے بعد" فرمایا ہے۔ اسی لئے اس فقیر نے بھی یہی ترجمہ

عزہ ابراہیم۔ علامہ نووی شرح مسلم میں، محمد بن علی الشوکانی، نیل الاوطار میں، ابن حجر ہیثمی نے بھی یہی لکھا ہے۔

عزہ سہم بن منجاب۔ ابن ابی حاتم نے الجرح والتعدیل میں "من اسمہ سہم" میں ذکر کیا ہے۔

عزہ قزع الضبی۔ صدوق یخطئ۔ من الثالثۃ۔ خرجہ لہ ابوداؤد والنسائی وابن ماجہ۔

عزہ ایوب۔ ابن بحر ابن ابی ہے۔ مختلف فیہ۔ خرجہ لہ الستۃ۔

marfat.com

کیا ہے۔ ارشاد ہے "کہ زوال آفتاب کے بعد آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں" یعنی اللہ تبارک تعالیٰ نظر رحمت کے ساتھ اپنے بندوں کو دیکھتا ہے جیسا کہ اس کی شان اقدس کے مناسب ہے اور یہ کیفیت ظہر کی نماز ادا کرلینے کے وقت تک رہتی ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا "ظہر کی نماز پڑھ لینے تک (یہ رحمت کے) دروازے بند نہیں ہوتے" تو سیّد الکائنات، محبوب ربّ العالمین، ہادی انس وجان صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ایسے وقت میں، میں بہت ہی پسند کرتا ہوں کہ میرا کوئی نیک کام آسمان پر چڑھ جائے" یعنی قبول ہوجائے۔ صاحب اتحاف الرباتہ فرماتے ہیں "تدبیر ادبا الصعود، القبول" جناب ابوایوب انصاری فرماتے ہیں کہ "میں نے عرض کیا ہر دو رکعت پر سلام پھیر جائے تو ارشاد فرمایا کہ نہیں" نہیں دو رکعت کے بعد سلام نہیں پھیرنا بلکہ چار رکعت کے بعد سلام پھیرنا ہے احناف کے نزدیک نفلی نماز میں چار رکعت ایک سلام کے ساتھ جائز ہیں۔ بلکہ امام ھمام امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک افضل ہے۔

اسماء الرجال حدیث ۲۶۹
۱ محمد بن المثنی، کنیت ابوموسیٰ ہے
۲ محمد بن جعفر، کنیت ابوعبداللہ ہے
۳ محمد بن مسلم بن ابی الوضاح، کنیت ابوجعفر ہے
۴ عبدالکریم الجزری ابن مالک الحافظ، ثقہ حجۃ لہ الجماعۃ۔
۵ عبداللہ بن السائب، کان صحفظا مکثرا، ثقہ حجۃ لہ الجماعۃ، ۷۰ھ میں فوت ہوئے۔
۶ مجاہد، دیکھو حدیث ۵
۷ عبداللہ بن السائب ابن ابی السائب صیفی المخزومی، عامر بن عبداللہ الجزری، ابن کیسان کوفی، ثقہ حجۃ لہ الجماعۃ۔

حدیث ۲۶۹ حدثنا محمد[1] بن المثنی حدثنا ابو داؤد[2] حدثنا محمد[3] بن مسلم بن ابی الوضاح[4] عن عبد[5] الکریم الجزری عن مجاھد[6] عن عبد[7] اللہ بن السائب[8] ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کان یصلی اربعا بعد ان تزول الشمس قبل الظھر وقال انھا ساعۃ تفتح فیھا ابواب السماء فاحب ان یصعد لی فیھا عمل صالح۔

ترجمہ عبداللہ بن سائب سے روایت ہے یہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر سے پہلے زوال آفتاب کے بعد چار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے بے شک وہ ایک ایسا وقت ہے جس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں پس میں بہت پسند کرتا ہوں کہ میرا کوئی نیک عمل اس وقت بارگاہِ الٰہی میں پہنچ جائے۔

تشریح یہ چار رکعت زوال آفتاب کے بعد نماز ظہر سے قبل پڑھیں اور اس میں وجہ یہ ارشاد فرمائی کہ یہ وقت اتنا مبارک ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں پر اس وقت نظر رحمت فرماتا ہے لہٰذا میں اس وقت نماز پڑھتا ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں شرف قبولیت حاصل ہوجائے۔ حضرت ثوبان فرماتے ہیں کہ

marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم زوال آفتاب کے بعد کی سُنتیں بہت پسند فرماتے تھے۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سبب دریافت فرمایا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اس وقت آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور اللہ جل جلالہ وعزوعلا اپنی مخلوق کی طرف نظر رحمت سے دیکھتے ہیں (جیسا کہ اس کی شان کے مُناسب ہے) اور یہ وہ نماز ہے جس پر حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام نے مداومت کی ہے"

"تفتح فیها ابواب السماء وینظر الله الی خلقه بالرحمة وهی صلوٰة یحافظ علیها آدم ونوح وابراهیم وموسی عیسی علیهم السلام"

حدیث ۲۸۰ حدثنا ابوسلمة یحیی بن خلف حدثنا عمر بن علی المقدمی عن معن بن کدام عن ابی اسحق عن عاصم بن ضمرة عن علی انه کان یصلی قبل الظهر اربعا وذکر ان النبی صلی الله علیه واله وسلم کان یصلیها عند الزوال ویمد فیها۔

ترجمہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے یہ کہ آپ رضی اللہ عنہ ظہر سے قبل چار رکعت نماز پڑھتے تھے اور فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم زوال کے بعد ان کو پڑھتے تھے اور ان میں طویل قرأت پڑھتے تھے۔

حل لغات یمدّ۔ لمبی قرأت کرتے۔

تشریح حدیث ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱ باب ماجاء فی عبادة رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ضمن میں ہونی چاہئیں اس لئے ان ہر سہ احادیث کا اس باب سے تعلق معلوم نہیں ہوتا۔

باب صلوٰۃ الضحیٰ پورا ہوگیا۔

اسماء الرجال پر پیش ہیں

۱ ابوسلمہ یحیی بن خلف بصری ثقہ ۲۳۰ھ

۲ عمر بن علی المقدمی ثقہ ۲۳۰ھ باب ماجاء فی عبادة رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

۳ معن بن کدام بن ظہیر الفقیر ثقہ ۱۷۰ھ

۴ ابو اسحٰق السبیعی ان خلف رجحیح صورت ۱۲۹ھ باب ماجاء فی عبادة رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

۵ عاصم بن ضمرة ثقہ ۷۴ھ

۶ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم رجحیح صورت ۴۰ھ باب ماجاء فی عبادة رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

۷ عمر بن حفص بن غیاث ثقہ ۱۹۴ھ باب ماجاء فی عبادة رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

۸ ابو الحکم الکوفی ولکبیر ثقہ ۱۹۴ھ باب ماجاء فی عبادة رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

۹ ابو عوانہ الوضاح بن عبداللہ الیشکری ثقہ ۱۷۶ھ باب ماجاء فی عبادة رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

۱۰ ابو اسحٰق الکوفی ولکبیر ثقہ ۱۹۴ھ باب ماجاء فی عبادة رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

marfat.com

بَابُ صَلٰوۃِ التَّطَوُّعِ فِی الْبَیْتِ

یہ باب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں نفل نماز پڑھنے کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں ایک حدیث ہے)

حل لغات اَلتَّطَوُّع۔ نفل نماز پڑھنا یا اور کوئی نفل کام کرنا جو واجب نہ ہو مثلاً صدقہ وغیرہ احسان کرنا، زیادہ کرنا۔ اَلْبَیْت۔ گھر۔

تشریح اس باب میں حضور عالم عُلُوم اوّلین و آخرین، صاحبِ لواءِ حمد، خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نفلی نماز کا گھر میں پڑھنا پسند فرمایا ہے۔

مساجد فرائض کی ادائیگی کے لئے بنائی گئی ہیں اس لئے فرائض مساجد میں پڑھے جائیں باقی رہے نوافل، تو نوافل کا گھر میں پڑھنا افضل و بہتر ہے تاکہ نماز کی برکات اور رحمتوں سے گھر محروم نہ ہو اور ملائکہ رحمت کا نزول ہوتا ہے، نیز فرائض کی ادائیگی میں ریا نہیں ہے مگر نفل کی ادائیگی میں اخفا چاہیئے تاکہ عبادت میں ریا، سمعہ اور عُجب پیدا نہ ہو اس لئے اس عبادت کے لئے پوشیدگی کے لحاظ سے گھر ہی بہتر ہے۔ ابن عمر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اجعلوا فی بیوتکم من صلوٰتکم ولا تتخذوھا قبورا"

"اپنی کچھ نمازیں اپنے گھروں میں بھی ادا کیا کرو اور گھروں کو قبرستان نہ بناؤ"

یعنی سُنیتں اور نوافل گھروں میں پڑھا کرو گھروں کو مقبرہ نہ بناؤ کہ جہاں نماز نہیں ہوتی یا مُردے نماز نہیں پڑھتے۔

marfat.com

حدیث ۱/۲۸۱ حدثنا عباس العنبری حدثنا عبد الرحمن بن مهدی عن معاویة بن صالح عن العلاء بن الحارث عن حرام بن معاویه عن عمه عبد الله بن سعد قال سألت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم عن الصلوٰة فی بیتی والصلوٰة فی المسجد قال قد ترٰی ما أقرب بیتی من المسجد فلأن أصلی فی بیتی أحب إلیّ من أصلی فی المسجد إلا أن تکون صلوٰة مکتوبة۔

ترجمہ عبداللہ بن سعد سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ نوافل گھر میں پڑھنا بہتر ہیں یا مسجد میں۔ ارشاد فرمایا کیا تو دیکھتا نہیں کہ یقیناً میرا گھر مسجد کے کتنا ہی قریب ہے مگر میں گھر میں نماز پڑھنا زیادہ پسند کرتا ہوں اس سے کہ مسجد میں نماز پڑھوں سوائے فرض نماز کے۔

حل لغات قد۔ تحقیق۔ یقیناً، بے شک۔ علامہ البیجوری فرماتے ہیں "وقد للتحقیق" قد تحقیق کے لئے ہے۔ صلوٰة مکتوبة۔ فرض نماز۔

تشریح جناب عبداللہ بن سعد کے استفسار کا یہ مطلب تھا کہ نفلی نماز گھر پر پڑھنی افضل و بہتر ہے یا مسجد میں؟ تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ہی پیارا اور خوبصورت جواب ارشاد فرمایا کہ اے ابن سعد یقیناً تو دیکھ رہا ہے کہ میرا گھر اس مسجد یعنی مسجد نبوی مبارک کے کتنا ہی نزدیک ہے کہ بغیر کسی بھیچاہٹ اور بغیر کسی رکاوٹ اور تکلیف برداشت کرنے کے مسجد نبوی میں نماز نفل ادا کر سکتا ہوں مگر میں پسند یہی کرتا ہوں کہ علاوہ فرائض کے باقی نفل نمازیں گھر میں ہی پڑھوں۔ علامہ عبدالرؤف مناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ فرماتے ہیں۔

"فمعنی الحدیث انه مع کمال قرب بیتی من المسجد صلاتی فی بیتی احب الی من صلاتی فی المسجد الا المکتوبة"

یعنی باوجود اس کے جو میرے گھر کو مسجد کا کمال قرب حاصل ہے مگر میں پسند یہی کرتا ہوں کہ سوائے فرضی نمازوں کے نوافل اپنے گھر پر ہی ادا کروں"

(حاشیہ جمع الوسائل ص۹۳ جلد ۲)

اور دلیل میں ایک اور حدیث شریف نقل فرماتے ہیں کہ صحیحین میں ہے۔

اسماء الرجال حدیث ہٰذا: عباس بن العنبری۔ ابو الفضل صحابی ہیں۔ ہم سے بخاری تعلیقاً، ابن خزیمہ، خرجہ لہ الباقون۔ عبد الرحمن بن مہدی ۱۳۵ھ میں فوت ہوا۔ معاویہ بن صالح الحضرمی ابو عمرو، ویقال ابو صالح ثقہ۔ باب ماجاء فی صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۳۶۷۔ العلاء بن الحارث ابو الوہب الحضرمی کنیت سے ہے۔ ابو داؤد نے فی القدر کہا صدوق یھم۔ خرجہ لہ النسائی وابن ماجہ۔ حرام بن معاویہ الانصاری ثقہ ہے۔ خرجہ لہ مسلم والاربعہ۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ۔ ص ۱۱۸ ج ۲ ۔ وابن ماجہ۔ الخزاعی ہے اور بکالیہ کا ہے۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ۔ ص ۱۱۸ ج ۲ ۔ الاموی ہے۔ وابن حکیم کو بھی کہا ہے۔ صحیحان ہے نقل کیا ہے کرمانی نے۔ فتح العلام ص۔

marfat.com

"افضل الصلوٰۃ صلاۃ المرء فی بیتہ الا المکتوبۃ"

"سوائے فرض نماز کے نفل نماز آدمی کے لئے گھر میں ادا کرنا افضل ہے"

علماء فرماتے ہیں کہ تحیۃ المسجد کے نفل کا استثناء ہے۔ بعض نے فرمایا کہ وہ سنتیں جو جماعت کے ساتھ ادا ہوئی ہیں ان کا مسجد میں پڑھنا اولیٰ ہے جیسے نمازِ کسوف اور نماز تراویح۔

بَابُ صَلٰوۃِ التَّطَوُّعِ فِی الْبَیْتِ

پورا ہوگیا۔

marfat.com

بَابُ مَاجَاءَ فِي صَوْمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

یہ باب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روزوں کے بیان میں ہے

(اس باب میں سولہ احادیث ہیں)

حل لغات صَوْم۔ لُغت میں اَلْاِمْسَاک کے معنی میں ہے یعنی بند کرنا، رُک جانا، چلے کھانے سے ہو یا بولنے سے۔ شرع میں "صبح صادق سے غروبِ آفتاب تک نیتِ معتبرہ کے ساتھ کھانے پینے اور جماع کرنے سے رُک جانا" روزہ ہے۔

تشریح اس باب میں حضور شفیع المذنبین، شفیقِ اُمت، سرورِ عالم وعالمیان، پیغمبرِ اسلام جناب احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نفلی روزے رکھنے کا بیان ہے کہ مہینہ میں کتنے دن روزہ رکھا کرتے تھے اور مہینہ مہینہ مسلسل بھی روزہ رکھتے۔

مہینہ کے پہلے تین دن بھی اور آخری تین دن بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزے رکھے۔ ایام بیض یعنی تیرہ چودہ اور پندرہ تاریخ کو تو اکثر روزے رکھتے۔ پیر کے دن روزہ رکھنے کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا تو ارشاد ہوا کہ "فیہ ولدت وانزل علی فاحب الحدیث، اس دن میں پیدا ہوا ہوں اور اس دن مجھ پر قرآن اُترا" لہٰذا میں بہت پسند کرتا ہوں کہ اس دن روزہ رکھوں۔

عاشورہ کے دن روزہ رکھنا، روزہ فرض ہونے سے پہلے واجب تھا۔ جب شعبان ۲ھ میں روزہ فرض قرار دیا گیا تو یہ روزہ مستحب ہو گیا۔ اب جس کا جی چاہے رکھے یا نہ رکھے۔

marfat.com

ماہ رمضان المبارک کا روزہ رکھنا فرض ہے، باقی تمام سال میں روزے رکھنے نفل ہیں۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نفلی عبادت کا بڑا اہتمام فرماتے اور یہ افضل عبادت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بنفس نفیس اس نفلی عبادت کو بہت پسند فرمایا، یہاں تک کہ ارشاد فرمایا۔
"فَاَحَبُّ اَنْ یُّعْرَضَ عَمَلِیْ وَاَنَا صَائِمٌ"۔
پس میں بہت پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل پیش کیا جائے (یعنی اللہ جل جلالہٗ کی بارگاہ میں) تو میں روزہ سے ہوں۔

حدیث ۱/۳۸۲ حدثنا قتیبۃ[1] بن سعید حدثنا حماد[2] بن زید عن ایوب[3] عن عبد اللہ[4] بن شقیق قال سالت عائشۃ[5] عن صیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قالت کان یصوم حتی نقول قد صام ویفطر حتی نقول قد افطر قالت وما صام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شھرا کاملا منذ قدم المدینۃ الا رمضان۔

ترجمہ عبد اللہ بن شقیق سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روزوں کے متعلق دریافت کیا۔ وہ فرماتی ہیں کہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزہ رکھنا شروع کرتے تو ہم لوگ یہ خیال کرتے کہ اب آپ روزہ ہی رکھیں گے اور جب افطار فرماتے تو ہم لوگ یہی خیال کرتے کہ اب روزہ نہیں رکھیں گے۔ اور فرمایا لیکن مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد سے رمضان المبارک کے علاوہ کسی تمام ماہ کے روزے نہیں رکھے۔

حل لغات قَدِمَ۔ تشریف لائے۔

تشریح یعنی کبھی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متواتر روزے رکھتے تو ہم یہ سمجھتے کہ اس ماہ میں افطار ہی نہیں فرمائیں گے، اور کبھی ایسا مسلسل افطار فرماتے کہ ہم لوگ یہ خیال کرتے کہ گویا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس ماہ میں روزہ ہی نہیں رکھیں گے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور سرور عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ

[1] اسماء الرجال صفحہ ۲۴۲
[2] تقریب ۔ دیکھو صفحہ ۱۳۱
باب ماجاء فی نظر من امر ان یطلع علیہ
[3] ایوب ۔ دیکھو صفحہ ۳۱
باب ماجاء فی نظر من امر ان یطلع علیہ
[4] عبد اللہ بن شقیق ۔ دیکھو صفحہ ۱۳۱
باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
[5] عائشہ صدیقہ ۔ دیکھو صفحہ ۱۳۱
باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

marfat.com

والہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے۔ مدینہ منورہ کی تشریف آوری کے بعد سے رمضان المبارک کے علاوہ کسی پورے مہینہ کے روزے نہیں رکھے۔ رمضان مبارک کے روزے شعبان ۲ھ میں فرض ہوئے۔

حدیث ۲/۲۸۳

حدثنا علی بن حجر حدثنا اسماعیل بن جعفر عن حمید عن انس بن مالک انہ سئل عن صوم النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فقال کان یصوم من الشہر حتی نری ان لا یرید ان یفطر منہ ویفطر منہ حتی نری ان لا یرید ان ینہ یصوم منہ شیئا وکنت لا تشاء ان تراہ من اللیل مصلیا الا رایتہ مصلیا ولا نائما الا رایتہ نائما۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے یہ کہ ان سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے روزوں کے متعلق دریافت کیا گیا تو جناب انس نے جواب دیا کہ کسی ماہ میں تو اتنے روزے رکھتے تھے کہ یہ خیال ہونے لگتا کہ اس میں افطار کرنے کا ارادہ ہی نہیں اور کسی مہینہ میں ایسا مسلسل افطار فرماتے تھے کہ ہم یہ سمجھتے کہ اس ماہ آپ کا روزہ کا ارادہ ہی نہیں ہے۔ اگر تم رات کو نماز پڑھتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھنا چاہتے ہو تو ضرور دیکھ لوگے اور اگر سوتا ہوا دیکھنا چاہو تو وہ بھی میسر ہے۔

حل لغات نری۔ ہم یہ خیال کرتے۔ تشاء۔ تم چاہتے ہو۔ مصلیا۔ نماز پڑھتے تھے۔ نائما۔ سوتا ہوا۔

تشریح یعنی حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم روزے بھی رکھتے تھے اور افطار بھی فرماتے تھے اور رات کو نماز بھی پڑھتے تھے اور نیند بھی فرماتے تھے۔ بقول حضرت علامہ الیعمری رحمۃ اللہ علیہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے روزے اور نمازیں کمال اعتدال پر ہوتیں ان میں نہ افراط تھا نہ تفریط۔ فرماتے ہیں:۔

"والحاصل ان صومہ وصلاتہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کانا علی نہایۃ الاعتدال فلا افراط فیہما ولا تفریط" (المواہب اللدنیہ ص ۱۵۲)

اسماء الرجال: راوی ابن حجر۔ دیکھو صفحہ ۲۸۶ باب ما جاء فی من رای النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲ و ۳ اسماعیل بن جعفر۔ حاشیہ ۲ پر گزرا ہے۔ المدنی۔ حاشیہ ۳ پر گزرا ہے۔ لم تر۔ لم سے ماضی مجزوم کی نفی ہے۔ رای گزرا۔ دیکھو صفحہ ۲۸۶ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲ و ۳ انس بن مالک۔ دیکھو صفحہ ۲۸۶ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲

marfat.com

حدیث ۳ ع ۲۸۴ حدثنا محمود بن غیلان حدثنا ابوداؤد حدثنا شعبۃ عن ابی بشر قال سمعت سعید بن جبیر عن ابن عباس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصوم حتی نقول مایرید ان یفطر منہ ویفطر حتی نقول مایرید ان یصوم وما صام شھرا کاملا مذ قدم المدینۃ الا رمضان۔

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے کہ کسی مہینہ میں اکثر روزے رکھتے تھے کہ ہمارا یہ خیال ہوتا کہ اس مہینہ میں افطار نہیں فرمائیں گے اور کسی مہینہ میں مسلسل افطار ہی فرماتے کہ ہم یہ خیال کرتے کہ اب اس ماہ میں روزے رکھنے کا ارادہ ہی نہیں۔ اور مدینہ منورہ سے تشریف آوری کے بعد سے رمضان المبارک کے علاوہ کسی تمام ماہ کے روزے نہیں رکھے۔

حل لغات شھرا کاملا۔ پورا مہینہ۔ مذ۔ جب سے۔

حدیث ۴ ع ۲۸۵ حدثنا محمد بن بشار حدثنا عبد الرحمن بن مہدی عن سفین عن منصور عن سالم بن ابی الجعد عن ابی سلمۃ عن ام سلمۃ قالت ما رأیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصوم شھرین متتابعین الا شعبان ورمضان قال ابو عیسی ھذا اسناد صحیح وھکذا قال عن ابی سلمۃ عن ام سلمۃ وروی ھذا الحدیث غیر واحد عن ابی سلمۃ عن عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ویحتمل ان یکون ابو سلمۃ بن عبد الرحمن قد روی ھذا الحدیث عن عائشۃ وام سلمۃ جمیعا عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ترجمہ ام سلمہ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سوائے شعبان و رمضان کے کہ دو مہینے پے درپے روزے رکھتے ہوں۔

حل لغات شھرین۔ دو مہینے۔ متتابعین۔ پے درپے۔ مسلسل۔ متواتر۔

اسماء الرجال ۳ ع ۲۸۴ ۱ محمود بن غیلان۔ دیکھو حدیث ۱ ۲ ابوداؤد۔ دیکھو حدیث ۱ ۳ شعبہ۔ دیکھو حدیث ۱ ۴ ابی البشر۔ دیکھو حدیث ۱ ۵ سعید بن جبیر۔ دیکھو حدیث ۱ ۶ ابن عباس۔ دیکھو حدیث ۱

اسماء الرجال ۴ ع ۲۸۵ ۱ محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ۱ ۲ عبد الرحمن بن مہدی۔ دیکھو حدیث ۱ ۳ سفین۔ دیکھو حدیث ۱ ۴ منصور۔ دیکھو حدیث ۱ ۵ سالم بن ابی الجعد رافع الغطفانی الاشجعی ہے۔ مولاھم الکوفی ثقہ عابد ۶ ابی سلمۃ۔ من الاسدیۃ

باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱ باب ماجاء فی شمائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۲ باب ماجاء فی کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۳ باب ماجاء فی ذکر خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۴ باب ماجاء فی بیاض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۵ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

marfat.com

تشریح ارشاد ہے کہ میں نے نہیں دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سوائے شعبان ورمضان کے، کہ دو مہینے پے درپے روزے رکھتے ہوں" یعنی ماہ شعبان اور ماہ رمضان کے روزے ملا کر پورے پورے مہینے کے روزے رکھتے تھے اور باقی دس مہینوں میں ایسا کرتے نہیں دیکھا۔ چونکہ گذشتہ احادیث میں وارد ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوائے رمضان شریف کے مہینہ کے کسی دوسرے مہینہ میں مسلسل روزے نہیں رکھتے تھے اس لئے محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ان احادیث میں تطبیق کی بہت وجوہات تحریر فرمائی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ کسی وقت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں مکمل شعبان کے مہینہ کے روزے رکھے ہوں جن کی خبر کسی اور کو نہ ہو یا شعبان کے مہینہ میں اکثر روزہ سے ہوتے ہوں، اور انہوں نے مبالغہ کے طور پر فرمایا کہ گویا شعبان کا پورا مہینہ روزے رکھتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حدیث نمبر ۵ صفحہ ۲۸۹

حدثنا هناد حدثنا عبدة عن محمد بن عمرو حدثنا ابوسلمة عن عائشة قالت لم ار رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يصوم في شهر اكثر من صيامه في شعبان كان يصوم شعبان الا قليلا بل كان يصوم كله۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سوائے شعبان کے مہینہ کے دوسرے کسی مہینہ میں بہت زیادہ روزے (نفلی) رکھتے نہیں دیکھا، شعبان میں بہت کم افطار فرماتے زیادہ روزے ہی رکھتے بلکہ سارا مہینہ روزے ہی رکھتے۔

تشریح یعنی سال گیارہ مہینے میں تو چند دن نفلی روزے رکھتے مگر شعبان کے مہینے میں تو اکثر روزہ ہی ہوتا بلکہ سارا مہینہ روزے ہی رکھتے۔ اور رمضان مبارک کا مہینہ تو تھا ہی فرضی روزہ کا۔ ارشاد ہے "شعبان میں بہت کم افطار فرماتے زیادہ روزے ہی رکھتے تھے بلکہ سارا مہینہ روزے ہی رکھتے" جناب صاحب حلاوۃ المتقلین مولانا محمد عاقل صاحب لاہوری تحریر فرماتے ہیں کہ:

"شیخ ابن حجر گفتہ کہ لفظ بل برائے اضراب است یعنی در کلام سابق احتمال بود کہ دو ثلث روزہ داشتے

"یعنی شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ کلمہ بل اضراب کیلئے ہے یعنی پچھلے جملہ میں احتمال تھا کہ دو تہائی

---

۱ صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب صیام شعبان، ص ۲۶۸، ج ۱
۲ صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب ما یذکر من صوم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص ۲۶۸، ج ۱
۳ صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب صوم شعبان، ص ۲۶۸، ج ۱
۴ صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب ما یذکر من صوم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص ۲۶۸، ج ۱
۵ صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب صوم شعبان، ص ۲۶۸، ج ۱

اسماء الرجال عبدۃ: دیکھو حدیث ۲۔ ابو سلمۃ: دیکھو حدیث ۲۔

ویک شش افطاری کردے، پس لکلہ بل اضراب نمود کہ ایں صورت مراد نیست بلکہ مراد آنست کہ اکثر ایام روزہ میداشتے بحیثیتی کہ حکم می کردیم کہ تمام ماہ روزہ داشتہ است کہ افطار بغایت قلیل بود، واکثر احکم کل است پس ثانی مفسر ومبین اول است، فافہم"

مہینہ کی اکثریت روزہ رکھتے اور ایک تہائی افطار فرماتے پس کلمہ بل نے اضراب پیدا کیا کہ یہ صورت مراد نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ اکثر ایام روزہ رکھتے تھے بحیثیت اس کے حکم کرتے تھے کہ تمام مہینہ روزہ رکھتے تھے کہ افطار انتہائی تھوڑی تھی اور اکثر کا حکم کل پر ہوا کرتا ہے لہٰذا دوسرا جملہ پہلے جملہ کا مفسر ومبین ہے، فافہم"

شعبان کا مہینہ بڑی عزت اور عظمت والا مہینہ ہے۔ اس مہینہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ "یہ میرا مہینہ ہے" "شعبان شہری" علامہ علی القاری رحمہ الباری، جمع الوسائل جلد دوم ص۹۰ پر نقل فرماتے ہیں کہ :-

"ورد فی الخبر الصحیح علی ما رواہ النسائی وابوداؤد وصححہ ابن خزیمہ عن اسامۃ بن زید قال قلت یارسول اللہ لم اراک تصوم شہرا من الشہور ما تصوم من شعبان قال ذالک شہر یغفل الناس عنہ بین رجب ورمضان وھو شہر ترفع فیہ الاعمال الی رب العالمین فاحب ان یرفع عملی وانا صائم"

"صحیح حدیث میں وارد ہے جیسے نسائی اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ نے اسامہ بن زید سے اس کی تصحیح فرمائی۔ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں آپ جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شعبان کے مہینہ میں جتنے زیادہ روزے رکھتے دیکھا کسی دوسرے مہینے میں نہیں دیکھا ارشاد فرمایا کہ یہ وہ مہینہ ہے کہ لوگ اس سے بے پرواہ ہوجاتے ہیں یہ رجب اور رمضان کے درمیان کا مہینہ ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے کہ رب العلمین

marfat.com

کے حضور میں اس ماہ میں اعمال پیش کئے جائیں گے پس میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ جب میرا عمل اٹھایا جائے تو میں روزہ سے ہوں"۔

حدیث ۶/۲۸۷ حدثنا القاسمؒ بن دینار الکوفی حدثنا عبیدؒ اللہ بن موسیٰ وطلقؒ بن غنام عن شیبانؒ عن عاصمؒ عن زرؒ بن حبیش عن عبدؒ اللہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصوم من غرۃ کل شھر ثلثۃ ایام وقل ما کان یفطر یوم الجمعۃ۔

ترجمہ عبداللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر مہینہ کی ابتداء میں تین دن روزہ رکھتے تھے اور جمعہ کے دن بہت کم افطار فرماتے تھے۔

حل لغات غرۃ۔ مہینہ کا پہلا دن۔ قلّ۔ بہت کم۔ بہت ہی تھوڑے۔

تشریح ارشاد ہے "حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر مہینہ کی ابتداء میں تین روزے رکھتے تھے" یعنی مہینے کے اوائل میں تین روزے رکھتے تھے۔ علامہ علی القاری رحمہ الباری ارشاد فرماتے ہیں:-

"وھکذا رواہ ایضاً اصحاب السنن وصححہ ابن خزیمہ" (جمع الوسائل ص۹۹)

"اور اسی طرح اصحاب السنن نے بھی روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ نے بھی اس کو صحیح فرمایا ہے"

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ اسی مقام پر فرماتے ہیں:-

"ومن ثم ورد فی الخبر صوم ثلثۃ ایام من کل شھر صوم الدھر"

"گویا مہینہ میں تین دن روزہ رکھنا سال بھر کے روزہ رکھنے کا ثواب لے لینا ہے"۔

ارشاد ہے "اور جمعہ کے دن بہت کم افطار فرماتے تھے" یعنی جمعہ کو تو اکثر روزہ ہی ہوتا۔ شمائل ترمذی مطبوعہ کراچی مولوی مسافر خانہ قرآن محل کے ص۲۵ پر اسی حدیث شریف کے حاشیہ پر ہے۔

اسماء الرجال حدیث ۲۸۷ عاصم بن ابی نجود الاسدی ابو بکر الکوفی وزر بن حبیش بن حباشہ الاسدی ابو مریم الکوفی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حالات کتاب ہذا ص۲۸۷ حاشیہ پر دیکھئے۔

باب ما جاء فی شھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۵ عاصم بن بہدلۃ بن ابی النجود ابو بکر الاسدی کے حالات کتاب ہذا ص۲۸۷ حاشیہ پر دیکھئے۔ شیبان بن عبدالرحمٰن التمیمی ابو معاویہ النحوی کے حالات کتاب ہذا ص۲۸۷ حاشیہ پر دیکھئے۔ طلق بن غنام النخعی کوفی ثقہ ہے۔ (الاعلام جلد ۳ ص۲۲۶ للزرکلی) فوت ہوا۔ عبیداللہ بن موسیٰ العبسی کے حالات کتاب ہذا ص۲۸۷ حاشیہ پر دیکھئے۔

باب ما جاء فی شھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۵ عاصم بن بہدلۃ بن ابی النجود ابو بکر الاسدی کے حالات کتاب ہذا ص۲۸۷ حاشیہ پر دیکھئے۔ زر بن حبیش۔ ابو مریم الاسدی کے حالات کتاب ہذا ص۲۸۷ حاشیہ پر دیکھئے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حالات کتاب ہذا ص۲۸۷ حاشیہ پر دیکھئے۔

marfat.com

"وھو دلیل لابی حنیفۃ ومالك حیث ذھب الی ان صوم یوم الجمعۃ وحدہ حسن"

"یعنی یہ امام ہمام امام اعظم اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہما کی دلیل ہے جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ صرف جمعہ کا روزہ رکھنا حسن ہے"

حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری، جمع الوسائل جلد دوم صـ۹۹ پر تحریر فرماتے ہیں :-

" وھو دلیل لابی حنیفۃ ومالك حیث ذھب الی ان صوم یوم الجمعہ وحدہ حسن"

حضرت علامہ محمد عاقل صاحب سعدین سعد ساعری سے نقل کرتے ہیں :-

"حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نماز جمعہ سے قبل کچھ بھی تناول نہیں فرماتے تھے مگر بعد از نماز جمعہ"

حدیث ۷ / ۲۸۸ حدثنا محمود بن غیلان حدثنا ابو داؤد حدثنا شعبۃ عن یزید الرشك قال سمعت معاذۃ قالت قلت لعائشۃ اکان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصوم ثلثۃ ایام من کل شھر قالت نعم قلت من ای کان یصوم قالت لم یبال من ای صام۔ قال ابو عیسی ویزید الرشك ھو یزید الضبعی البصری وھو ثقۃ وروی عنہ شعبۃ وعبد الوارث بن سعید وحماد بن یزید واسمٰعیل بن ابراھیم وغیر واحد من الائمۃ وھو یزید القاسم ویقال القسام والرشك بلغۃ اھل البصرۃ ھو القسام۔

ترجمہ معاذہ فرماتی ہیں کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تین دن روزہ رکھتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں۔ میں نے عرض کیا کہ کون سے دنوں میں روزہ رکھتے تھے۔ ارشاد فرمایا اس بات کی پرواہ نہیں فرماتے تھے کہ کون سے دنوں میں روزہ رکھیں۔

حل لغات لا یبالی۔ پرواہ نہیں فرماتے تھے، لحاظ نہیں فرماتے تھے، باک نہ داشت۔ ای۔ کون سے

تشریح ارشاد ہے "کون سے دنوں میں روزہ رکھتے تھے" یعنی مہینہ کے اوّل میں یا وسط میں، یا آخر میں،

اسماء الرجال صـ۲۸۴
۱ محمود بن غیلان۔ دیکھو صـ۲۰
۲ ابو داؤد۔ دیکھو صـ۱۰
باب ما جاء فی شق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۳ شعبہ۔ دیکھو صـ۲۰
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
علم زید الرشك۔ دیکھو صـ۲۰
باب صوۃ الضحی حاشیہ ۱
۴ معاذہ۔ دیکھو صـ۲۰
باب صلوۃ الضحی حاشیہ ۲
۵ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو صـ۲۰
باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

marfat.com

انہوں نے جواب معاذہ کو فرمایا" اس کی پرواہ نہیں فرماتے تھے کہ کون سے دنوں میں روزہ رکھیں" گویا مہینہ میں تین دن روزہ تو رکھتے مگر مخصوص دنوں کا تعین نہیں فرمایا۔ کبھی پہلے، دو اور تین کو کبھی مہینے کے آخری تین دنوں میں روزہ رکھے بہر حال حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اتباع کرتے ہوئے مہینہ میں تین دن روزے رکھنا سُنت ہے اور چونکہ حدیث ۲۸۶ میں گذر اہے کہ دو اور تین کو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے روزہ رکھا ہے۔ اگر کوئی ان تاریخوں میں روزہ رکھتا ہے تو بہتر ہے اور ایام بیض کے روزے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سفر و حضر میں بھی ترک نہیں کئے۔ نسائی میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم — یعنی "حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایام بیض کے
لا یفطر ایام البیض فی حضر ولا سفر" — روزے سفر و حضر میں ترک نہیں فرماتے تھے"

اور یہ تین دن مہینے کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو ہوتے ہیں، چونکہ یہ چاند کی پوری روشنی کے دن ہیں اس لئے انہیں ایام بیض کہتے ہیں۔ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور اولیاء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک کافی جماعت نے ان تین دنوں کو ایام بیض ہی قرار دیا ہے۔

حدیث ۲۸۹ حدثنا ابوحفص عمرو بن علی حدثنا عبد اللہ بن داؤد عن نوفل بن یزید عن خالد بن معدان عن ربیعۃ الجرشی عن عائشۃ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یتحری صوم الاثنین والخمیس۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم روزہ رکھنے کا قصد پیر اور جمعرات کو فرمایا کرتے تھے۔

حل لغات یتحری۔ قصد فرماتے۔ تحری مصدر ہے بمعنی قصد کرنا۔ ففیلت دینا۔ الاثنین۔ پیر۔ الخمیس۔ جمعرات۔

تشریح ارشاد ہے کہ" نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم روزہ رکھنے کا قصد پیر اور جمعرات کو فرمایا کرتے تھے" یعنی پیر کے دن اور جمعرات کے دن روزہ رکھتے تھے۔ شمائل شریف کے صفحہ ۲۵ پر حاشیہ ۱۴ میں ہے (مطبوعہ

maktabah.org

اسلام الرجال ص ۲۹۰
ج ۱ ابو مصعب المدینی ، کبیر حدیث ۲۹۰
باب ما جاء فی خاتم النبوۃ
حدیث ۲۹۱
عن مالک بن انس ، کبیر حدیث ۲۹۱
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲۹۲
عن ابی الفقر ، کبیر حدیث ۲۹۳
باب ما جاء فی کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲۹۴
عن ابی بکر بن عبد الرحمن ، کبیر حدیث ۲۹۵
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲۹۶
عن عائشہ صدیقہ ، کبیر حدیث ۲۹۷
باب ما جاء فی شہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲۹۸

قرآن محل ، محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

"صوم الاثنین قد ثبت عند مسلم عن ابی قتادۃ قال سئل عن صوم الاثنین فقال فیہ ولدت وانزل علی فاحب الحدیث"

یعنی پیر کے دن کا روزہ سویہ ثابت ہے مسلم شریف سے ابی قتادہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں پیر کے دن کا روزہ رکھنے کے متعلق عرض کیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس دن میں پیدا ہوا ہوں اور اسی دن مجھ پر قرآن مجید اترا ہے لہذا میں پسند کرتا ہوں کہ اس دن روزہ رکھوں۔ الحدیث"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت کا تقاضا یہ ہے کہ پیر کے دن روزہ رکھا جائے اور اولیاء کرام کا یہ معمول ہے۔ اللھم ارزقنا اتباعہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حدیث ۲۹۰ حدثنا ابو مصعب المدینی عن مالک بن انس عن ابی النضر عن ابی سلمۃ ابن عبد الرحمن عن عائشۃ قالت ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصوم فی شھر اکثر من صیامہ فی شعبان۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ شعبان کے مہینہ میں جتنے زیادہ روزے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھتے تھے، دوسرے کسی اور مہینے میں اتنے روزے نہیں رکھتے تھے۔

حل لغات اکثر۔ بہت زیادہ۔

تشریح اس کی تشریح پہلے گذر چکی ہے۔

marfat.com

حدیث ۱۰۱/۲۹۱

حدثنا محمد بن یحیی حدثنا ابو عاصم عن محمد بن رفاعه عن سهیل بن ابی صالح عن ابیه عن ابی هریرة ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال تعرض الاعمال یوم الاثنین والخمیس فاحب ان یعرض عملی وانا صائم۔

ترجمہ ابی ہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ اعمال پیر اور جمعرات کے دن پیش کئے جاتے ہیں پس میں بہت پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل پیش کیا جائے تو میں روزہ سے ہوں۔

حل لغات تُعْرَضُ۔ پیش کئے جاتے ہیں۔ عَرْض۔ پیش کرنا۔

تشریح ارشاد ہے "اعمال پیر اور جمعرات کے دن پیش کئے جاتے ہیں" یعنی اللہ جل جلالہ کے حضور میں اس کے بندوں کے اعمال پیر اور جمعرات کے دن پیش کئے جاتے ہیں۔ یہ پیشی اعمال ہفتہ واری ہے اور ایک پیشی اعمال روزانہ ہے۔ وہ مسلم شریف کی حدیث مبارک میں ہے۔

"یرفع الیه عمل اللیل قبل عمل النهار وعمل النهار قبل عمل اللیل"

اُٹھائے جاتے ہیں یعنی پیش کئے جاتے ہیں اللہ جل جلالہ کے حضور میں رات کے اعمال دن سے پہلے اور دن کے اعمال رات سے پہلے۔

اور ایک پیشی اعمال سالانہ ہوتی ہے جو کہ شعبان میں ہوتی ہے۔ حضرت علامہ عبدالجواد الدومی مصری اتحافات الربانیہ صفحہ ۳۳۴ پر تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"وحکمة العرض کما ذکره العلماء ان الله یباهی ملئکته بالطائعین الصالحین من بنی آدم، والله سبحانه غنی عن العرض وعلیم بدقائق عباده"

اور اس پیشی کی حکمت جیسا کہ علماء نے ذکر کیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ بنی آدم کی اطاعت کرنے والے صالحین کے اعمال پر فرشتوں کے سامنے فخر ومباہات فرماتے ہیں (جیسا کہ ان کی شان اقدس کے مناسب ہے) حالانکہ اللہ جل جلالہ عرض اعمال سے غنی ہے کیونکہ وہ تو اپنے بندوں کے

اسماء الرجال صفحہ ۲۶۲
۱ محمد بن یحیی۔ دیکھو صفحہ ۲۶۲ پارہ ۱ حدیث ۱
۲ ابو عاصم۔ دیکھو صفحہ ۲۶۲ پارہ ۱ حدیث ۱
۳ ابو ہریرہ۔ دیکھو صفحہ ۲۶۲ پارہ ۱ حدیث ۱
۴ محمد بن رفاعہ۔ دیکھو صفحہ ۲۶۲ پارہ ۱ حدیث ۱
۵ سہیل بن ابی صالح۔ دیکھو صفحہ ۲۶۲ پارہ ۱ حدیث ۱
۶ ابیہ۔ دیکھو صفحہ ۲۶۲ پارہ ۱ حدیث ۱

ہر ایک اُن لحاظ اور لحظہ کے بھی عمل سے علیم ہے۔

حدیث ۱۱ / ۲۹۳ حدثنا محمود بن غیلان حدثنا ابو احمد و معویة عن هشام قالا حدثنا سفین عن منصور عن خیثمة عن عائشة قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصوم من الشهر السبت والاحد والاثنین ومن الشهر الآخر الثلاثاء والاربعاء والخمیس۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مہینہ میں تو ہفتہ، اتوار اور پیر کو روزہ رکھتے تھے اور ایک مہینہ میں منگل، بدھ اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے۔

حل لغات السبت - ہفتہ۔ الاحد - اتوار۔ الاثنین - پیر۔ الثلاثاء - منگل۔ الاربعاء - بدھ الخمیس - جمعرات۔ الشهر - مہینہ

تشریح ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے "جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مہینہ میں تو ہفتہ، اتوار اور پیر کو روزہ رکھتے تھے، اور ایک مہینہ میں منگل، بدھ اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے یعنی ایام کو مقرر اور مخصوص نہیں فرمایا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں کسی قسم کی مشکل یا صعوبت پیدا ہو بلکہ مہینہ میں تین دن جو بھی آسان ہوں ان میں روزہ رکھ لیں۔ شفیق اُمت، شفیع المذنبین حضرت احمد مجتبےٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اس اُمت مرحومہ پر کتنے مہربان ہیں، اور کیوں نہ ہوں جبکہ اللہ جل جلالہ نے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بالمؤمنین رؤف رحیم (مومنین پر رؤف بھی اور رحیم بھی) اپنی دو مبارک محترم اور عزت والی صفاتِ عظیم سے مشرف فرمایا۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ۔

maarfat.com

حدیث ۲۹۳

حدثنا هارون بن اسحاق الهمدانی حدثنا عبدة بن سليمان عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة قالت كان عاشوراء يوما تصومه قريش في الجاهلية وكان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يصومه فلما قدم المدينة صامه وامر بصيامه فلما افترض رمضان كان رمضان هو الفريضة وترك عاشوراء فمن شاء صامه ومن شاء تركه.

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جاہلیت کے زمانہ میں بھی قریش عاشورا کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دن روزہ رکھتے، پھر جب مدینہ منورہ تشریف فرما ہوئے تو بھی خود اس دن کا روزہ رکھا اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا۔ پس جب رمضان فرض کیا گیا اور مخلص ہو گیا فرض رمضان میں ہی، اور ترک کر دیا عاشورا کو۔ لہٰذا اب جو چاہے اس دن کا روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔

حل لغات اَلْجَاهِلِيَّة۔ اس سے پہلے کا زمانہ۔ شَاءَ۔ چاہے۔ اُفْتُرِضَ۔ فرض کیا گیا۔
عَاشُوْرَاء، محرم کے مہینہ کا دسواں دن۔

تشریح چونکہ قریش محرم کی دسویں تاریخ کو روزہ رکھتے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزہ کے فرض ہونے سے پہلے اس دن روزہ رکھتے تھے مگر مکہ مکرمہ میں کسی اور کو اس دن روزہ رکھنے کا امر نہیں فرمایا۔ جب مدینہ منورہ ہجرت فرما کر تشریف لائے تو یہ روزہ رکھا اور رکھنے کا امر بھی فرمایا۔ پھر شعبان ۲ھ میں جب رمضان شریف کے پورے مہینہ کے روزے فرض کئے گئے تو یہ روزہ استحبابی ہو گیا جبکہ پہلے واجب تھا۔ اب جو چاہے رکھے جو چاہے نہ رکھے۔

حدیث ۲۹۴

حدثنا محمد بن بشار حدثنا عبد الرحمن بن مهدی حدثنا سفيان عن ابراهيم عن علقمه قال سألت عائشة اكان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يخص من الايام شيئا قالت كان عمله ديمة وايكم يطيق ما كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يطيق.

اسماء الرجال صفحہ ۲۴۳
ولادت ابن ابی عمر، دیکھو حدیث ۲۹۳
فی عائمۃ انسی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۲۹۳
عبدۃ بن سلیمان۔ دیکھو حدیث ۲۹۳
باب ماجاء فی صوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲۹۳
ہشام بن عروۃ، دیکھو حدیث ۲۹۳
باب ماجاء فی صوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲۹۳
اسماء الرجال صفحہ ۲۴۳
ولادت ابن ابی عمر، دیکھو حدیث ۲۹۳
باب ماجاء فی صوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲۹۳
عبدالرحمن بن مہدی، دیکھو حدیث ۲۹۳
باب ماجاء فی شہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲۹۳
سفیان۔ دیکھو حدیث ۲۹۳
باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲۹۳
حضور۔ دیکھو حدیث ۲۹۳
باب ماجاء فی صوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲۹۳
ابراہیم، دیکھو حدیث ۲۹۳
باب ماجاء فی صوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲۹۳

Imamat.com

ترجمہ علقمہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی دن کو دنوں میں سے روزہ کے لئے خاص فرماتے تھے۔ ارشاد فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر عمل دائمی ہوتا تھا' تم میں سے کون ایسی طاقت رکھتا ہے جیسی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طاقت رکھتے تھے۔

حل لغات یَخُصُّ۔ خاص فرماتے تھے، مقرر فرماتے تھے، مختص کرتے تھے۔ دِیمَۃٌ۔ دائمی۔ ہمیشہ کیا کرتے تھے۔ یُطِیقُ۔ طاقت رکھتا ہے۔

تشریح ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد ہے "آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر عمل دائمی ہوتا تھا" یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر روزہ رکھتے یا نماز پڑھتے یعنی جو بھی نفلی عبادت کرتے وہ ہمیشہ ہمیشہ کرتے رہتے۔ گویا آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت تمام احوال و واقعات پر شامل تھی۔ دیمۃ کے معنی جناب علامہ علی القاری رحمہ الباری فرماتے ہیں۔

" فان الدیمۃ فی الاصل المطر الذی لا رعد فیہ ولا برق وفیہ سکون واقلہ ثلث اللیل او ثلث النہار واکثرہ ما بلغ من عدۃ "

دِیمَۃ دراصل اس بارش کو کہتے ہیں کہ جس میں نہ گرج ہوتی ہے نہ چمک بلکہ مُوسلا دھار بارش ہوتی رہتی ہے دو تہائی رات یا دو تہائی دن کم از کم اور زیادہ کی کوئی حد نہیں برستی رہتی ہے"

ارشاد ہے " تم میں سے کون ایسی طاقت رکھتا ہے جیسی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھتے تھے " استاذ محترم صدر الافاضل حضرت صاحبزادہ حافظ علی احمد جان مدظلہ مرقدہ نے فرمایا کہ اس مہتم بالشان جملہ پر غور و فکر کرو کہ جس ریاضت، عبادت، مجاہدہ اور استغراق اوقات پر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مواظبت اور مداومت فرماتے تھے اس کی طاقت اور توفیق کس کو حاصل ہو سکتی ہے۔ نیز استاذ گرامی منزلت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لطیف نکتہ ارشاد فرمایا کہ دیکھو ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خطاب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حاصل ہونا باوجود اس کے کہ ان کی علو ہمت اور قلبی صلہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت مبارک سے نور علی نور

marfat.com

تھی مگر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حضور میں اس معاملہ میں عاجز تھے تو جب یہ حضرات رحمہم اللہ علیہم اجمعین ویسی عبادت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے تو کون اس قسم کی برابری کی بات کرسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صدقہ میں ایسے گمراہ کن عقیدہ سے بچائے جو کہ کسی صورت میں بھی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی برابری کرنے کا ہو۔ آمین ثم آمین۔

حدیث ۱۴/۲۹۵ حدثنا هارون[1] بن اسحٰق حدثنا عبدة[2] عن هشام[3] بن عروة عن ابيه[4] عن عائشة[5] قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وَعِنْدِی امْرَاَةٌ فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ قُلْتُ فَلَانَةٌ لَا تَنَامُ اللَّيْلَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عَلَيْكُمْ مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِيْقُوْنَ فَوَاللّٰهِ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا وَكَانَ اَحَبُّ ذَالِكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم الَّذِیْ يَدُوْمُ عَلَيْهِ صَاحِبُهٗ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم گھر میں جلوہ افروز ہوئے۔ اس وقت میرے پاس ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کون ہے۔ میں نے عرض کیا کہ فلاں ہے جو کہ ساری رات نہیں سوتی۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جتنی تم طاقت رکھتے ہو اتنے ہی نیک عمل کرو، پس اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ وہ نہیں تھکتا۔ یہاں تک کہ تم خود تھک جاؤ گے اور حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نزدیک یہ بات بہت پسندیدہ تھی کہ اس پر عمل کرنے والا مداومت کرے۔

حل لغات لَا يَمَلُّ۔ نہیں تھکتا، نہیں تنگ ہوتا، نہیں رنج میں ڈالتا۔

تشریح ارشاد ہے "میرے پاس ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی" یہ عورت قبیلہ بنی اسد سے تھی اس کا نام حولا بنت تُوَیت تھا اور تُوَیت حبیب بن عبد العزی کا لڑکا تھا۔ ام المومنین نے فرمایا "فلاں ہے جو کہ ساری رات نہیں سوتی" یعنی بڑی عابدہ ہے تہجد خوان ہے۔ بڑی نیک بخت ہے۔ علامہ عبد الجواد الدومی مصری اتحافات الربانیہ ص۳۳۹ پر لکھتے ہیں:

اسماء الرجال حدیث ۱۴/۲۹۵

۱۔ ہارون بن اسحٰق۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی عمامۃ النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱

۲۔ عبدہ۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی صوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲

۳۔ ہشام بن عروہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۳

۴۔ ابیہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۴

۵۔ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۵

marfat.com

"وفیہ جواز المدح فی الوجہ اذا امنت الفتنۃ" "اس میں مدح کا جواز ہے بشرطیکہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے "جتنی طاقت رکھتے ہو اُتنے ہی عمل کرو" یعنی خواہ روزہ ہو یا نماز یا قرآن مجید کی تلاوت یا ذکر الٰہی وغیرہ وغیرہ اپنی بساط کے مطابق نفلی عبادت کرو، اپنی طاقت اور بساط سے زیادہ نہ کرو تاکہ تکلیف مالا یطاق کا باعث نہ بنے اور تم خود بھی دل برداشتہ نہ ہو جاؤ۔ ارشاد ہے "وہ نہیں تھکتا یہاں تک کہ تم خود تھک جاؤ گے" یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہٗ ثواب عطا فرمانے میں ہرگز نہیں تھکتا مگر تم اپنی طاقت سے زیادہ عبادت کرو گے تو تھک جاؤ گے اور جب تمہاری عبادت میں اس تھکاوٹ کے باعث بے اطمینانی اور دل برداشتگی پیدا ہوگی تو تعلّوں عاجزی اور خشوع و خضوع ہونا چاہیئے وہ جاتا رہا تو پھر قبولیت نہیں ہوگی۔ ام المومنین کا ارشاد ہے کہ "حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک یہ بات بہت پسندیدہ تھی کہ اس پر عمل کرنے والا مداومت کرے" یعنی ایسی عبادت کرے جو ہمیشہ کرے اگرچہ قلیل ہی کیوں نہ ہو۔ وہ عبادت جو زیادہ کی جائے اور منقطع ہو اس سے ہمیشگی کی عبادت اگرچہ تھوڑی ہو بہتر ہے۔

حدیث ۱۵ / ۲۹۶

حدثنا ابو ھشام محمد بن یزید الرفاعی حدثنا ابن فضیل عن الاعمش عن ابی صالح قال سألت عائشۃ وام سلمۃ ای العمل کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قالت ما دیم علیہ وان قل۔

ترجمہ ابی صالح سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک کونسا عمل محبوب تر تھا۔ ان دونوں نے ارشاد فرمایا کہ وہ عمل جو کہ دائمی کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔

حل لغات مَا دِیْمَ۔ وہ جو ہمیشہ کیا جائے، دائمی کیا جائے، جس پر مداومت کی جائے۔
قَلَّ۔ قلیل، تھوڑا، کم۔

تشریح ارشاد ہے "وہ عمل جو کہ دائمی کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو" یعنی نفلی عبادات، ذکر مراقبہ، اخلاص،

marfat.com

تلاوتِ قرآن مجید اور روزہ وغیرہ اپنی طاقت، صحت اور بساط کے مطابق ادا کرے۔ ایسا نہ ہو کہ نفلی عبادت کی زیادتی کی وجہ سے طاقت اور صحت جاتی رہے اور فرائض کی ادائیگی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔ لہٰذا اس شفیق اُمت نے اپنی اُمت کو تعلیم دی کہ تھوڑی عبادت کرو مگر باقاعدہ اور ہمیشہ کرو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس میں بھی برکت عطا فرمائے گا۔

حدیث ۲۹۷ حدثنا محمد بن اسماعیل حدثنا عبد اللہ بن صالح حدثنا معویہ بن صالح عن عمرو بن قیس انہ سمع عاصم بن حمید قال سمعت عوف بن مالک یقول کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیلۃ فاستاک ثم توضأ ثم قام یصلی فقمت معہ فبدأ فاستفتح البقرۃ فلا یمر بایۃ رحمۃ إلا وقف فسأل ولا یمر بایۃ عذاب إلا وقف فتعوذ ثم رکع فمکث راکعا بقدر قیامہ ویقول فی رکوعہ سبحان ذی الجبروت والملکوت والکبریاء والعظمۃ ثم سجد بقدر رکوعہ ویقول فی سجودہ سبحان ذی الجبروت والملکوت والکبریاء والعظمۃ ثم قرأ آل عمران ثم سورۃ سورۃ یفعل مثل ذالک۔

ترجمہ عوف بن مالک فرماتے ہیں کہ میں ایک رات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں موجود تھا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسواک فرمائی، پھر وضو کیا پھر اٹھے نماز پڑھی، میں نے حضورِ پاک کی اقتداء کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ بقرہ شروع فرمائی۔ جب بھی کوئی رحمت کی آیت تلاوت فرماتے تو ٹھہر جاتے پس دعا فرماتے۔ اور جب بھی کوئی عذاب کی آیت تلاوت فرماتے تو ٹھہر جاتے اور عذابِ الٰہی سے پناہ مانگتے۔ پھر رکوع کیا اور رکوع بھی قیام کے برابر کیا اور رکوع میں سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَکُوْتِ وَالْکِبْرِیَآءِ وَالْعَظَمَۃِ پڑھتے رہے اور سجدہ بھی رکوع کے برابر فرمایا۔ پھر دوسری رکعت میں سورۃ آلِ عمران تلاوت فرمائی اسی طرح ہر ایک رکعت میں ایک ایک سورۃ تلاوت فرماتے۔

حل لغات فاستاک۔ پھر مسواک کی۔ یَمُرُّ۔ گذرتے تھے۔ مَکَثَ۔ ٹھہرے۔

marfat.com

تشریح حدیث ۱۴، ۱۵ اور ۱۶ کا تعلق اس باب سے بظاہر نظر نہیں آتا۔ بعض شارحین فرماتے ہیں کہ جیسا کہ صاحب علاوۃ المتفقین نے لکھا۔ "ایں از سہو کاتب است" یعنی یہ کاتب کی بھول ہے" ورنہ ان احادیث کو باب عبادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذیل میں ہونا چاہیئے۔ مگر حضرت محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی ایک توجیہہ بیان فرمادی کہ :-

"مقصود مصنف آں باشد کہ در روز روزہ داشت و در شب ایں نماز کردیں اشعار است بآنکہ آنسرور صائم الدھر و قائم اللیل بود و ہر مومن را ہمچنیں می باید' واللہ اعلم"

"یعنی مصنف کا مقصود یہ ہو کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن کو روزہ رکھتے' اور رات کو اس طرح کی نماز پڑھتے۔ لہٰذا یہ رہنمائی ہوتی ہے اس طرف کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صائم الدھر اور قائم اللیل تھے اور ہر ایک مومن کو اس طرح کی عبادت کرنی چاہیئے۔ واللہ اعلم"

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ صَوْمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پورا ہو گیا۔

marfat.com

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ قِرَأَةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اس باب میں رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قرآن مجید میں قرأت کا بیان ہے
(اس باب میں آٹھ احادیث ہیں)

حل لغات قِرَأَةٌ ۔ پڑھنا ۔

تشریح اس باب میں حضورِ اکرم، سرورِ عالم و عالمیان، امام الانبیاء، فخرِ موجودات، رحمتِ عالمیان، بدرالدجیٰ، نُورُ الہدیٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قرآن مجید تلاوت فرمانے کا بیان ہے کہ آنحضُور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تلاوت کس طرح تھی۔

تلاوت سے مُراد ترتیل، مد، وقف، اسرار، اعلان اور ترجیع وغیرہ کے ساتھ دُرست پڑھنا جس میں افراط تفریط نہ ہو اور میانہ روی ہو۔

حضُور سیّد پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انتہائی اطمینان، وقار اور ٹھہر کر تلاوت فرماتے، ہر ایک حرف واضح ادا فرماتے جس سے سُننے والے کو کوئی شُبہ نہ ہوتا۔

تلاوتِ قرآن مجید اعظم عبادات سے ہے اور افضل القربات ہے، قرآن مجید کی تلاوت پڑھنے والے کی شفاعت کرے گی۔ قرآن مجید کے ایک ایک حرف پڑھنے پر دس دس نیکیوں کا اجر ملتا ہے۔ آنحضُور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آہستہ بھی تلاوت فرماتے اور اُونچی آواز سے بھی۔ اللہ پاک تلاوتِ قرآنِ حکیم کی توفیق صبح و شام عطا فرمائے۔ آمین بجاہ نبی الرؤف الرحیم۔

marfat.com

حدیث ۲۹۸ حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا اللیث عن ابن ابی ملیکۃ عن یعلی بن مملک انہ سال ام سلمۃ عن قرأۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فاذا ھی تنعت قرأۃ مفسرۃ حرفا حرفا۔

ترجمہ یعلی بن مملک سے روایت ہے کہ اس نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قرأت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے قرآن مجید پڑھا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پڑھنے کے طریقہ پر اور حروف کو ادا کیا روشن، واضح اور الگ الگ۔

حل لغات تنعت۔ قرأت کرنے لگیں، بیان کرنے لگیں۔ نعت مصدر ہے، وصف بیان کرنا، تعریف بیان کرنا مفسرۃ۔ واضح، روشن۔ حرفا حرفا۔ کلمہ کلمہ۔ الگ الگ۔

تشریح گویا جناب ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نہایت عمدہ طریقہ پر حرف ادا کرکے انتہائی واضح اور کلمہ کلمہ پر ٹھہر کر جس طرح وہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا کرتی تھیں سنایا اور اسی طرح تلاوت فرمائی۔ علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اسی تشریح کو مناسب سمجھا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نہایت ہی اطمینان سکون وقار اور بہت ہی اثر انگیز لہجہ میں قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تھے۔

حدیث ۲۹۹ حدثنا محمد بن بشار حدثنا وھب بن جریر بن حازم حدثنا ابی قتادۃ قال قلت لانس بن مالک کیف کان قرأۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال مدا۔

ترجمہ ابی قتادہ فرماتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تلاوت قرآن مجید کس طرح تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ مدے پڑھتے تھے۔

حل لغات مدا۔ دراز کرنا، پھیلا دینا، لمبا ہونا۔ مدا۔ لمبا کرکے پڑھتے تھے۔

تشریح ارشاد ہے کہ مدے پڑھتے تھے "یعنی حروف علت کو بلا افراط لمبا کرکے پڑھتے تھے۔ ایک دوسری

اسماء الرجال حدیث ۲۹۸ ۲۹۸ ۲۹۹
باب ماجاء فی شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
باب ماجاء فی شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
باب ماجاء فی شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
باب ماجاء فی شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
باب ماجاء فی شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
باب ماجاء فی شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
باب ماجاء فی شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

maarfat.com

حدیث شریف میں ہے "كَانَ يُمَدُّ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" حضور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کو مد کے ساتھ پڑھتے تھے یعنی اللہ کے الف کو اور رحمان کی میم کو دراز کرتے تھے۔ اسی طرح رحیم کی ہا کو بھی لمبا فرماتے۔

حدیث ۳۰۳ حدثنا علی بن حجر حدثنا یحیی بن سعید الاموی عن ابن جریج عن ابن ابی ملیکۃ عن ام سلمۃ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقطع قراءتہ یقول الحمد للہ رب العلمین ثم یقف ثم یقول الرحمن الرحیم ثم یقف وکان یقرأ ملک یوم الدین۔

ترجمہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قرآن مجید کی آیت کو جدا جدا کرتے پڑھتے تھے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ پھر ٹھہر جاتے پھر پڑھتے اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پھر ٹھہر جاتے پھر مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ پڑھتے تھے۔

حل لغات يُقَطِّعُ۔ قطعہ قطعہ پڑھتے تھے، ٹکڑا ٹکڑا پڑھتے تھے، جدا جدا کرتے تھے۔ تَقْطِيْعٌ۔ ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔

تشریح حضور سید الکائنات احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت انتہائی اطمینان اور سکون سے ہوتی تھی۔ ہر حرف اپنے مخرج سے نہایت ہی عمدگی اور درستگی سے ادا فرماتے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی مبارک کا ہر ہر طرح ہر پہلو امت کی تعلیم کے لئے بہترین نمونہ عمل تھا اسی طرح یہ تلاوت قرآن حکیم بھی ہے۔ قرآن حکیم کی تلاوت صدہا برکات اور عظیم انعام کی حامل ہے۔ تلاوت قرآن مجید سے گناہ جھڑتے جاتے ہیں، حسنات میں زیادتی ہوتی ہے۔ تلاوت کے وقت رحمت کے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے، تجلیات الٰہی کا ظہور ہوتا ہے۔ قیامت کے دن قرآن مجید کی تلاوت پڑھنے والے کی شفاعت کرے گی اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ اس کی شفاعت پڑھنے والوں کے حق میں قبول فرمائیں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔ تو تلاوت کرنے والے کا فرض ہے کہ وہ پیارے محبوب صاحب شفاعت کبریٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کے مطابق قرآن مجید کی تلاوت کرے، ٹھہر ٹھہر کر، سکون و اطمینان کے ساتھ

اسماء الرجال مرتب شرح ۔ ۱ علی بن حجر۔ دیکھو حدیث ۱۔ ۲ یحیی بن سعید الاموی۔ دیکھو حدیث ۱۔ ۳ ابن جریج۔ دیکھو حدیث ۱۔ ۴ ابن ابی ملیکۃ۔ دیکھو حدیث ۱۔ ۵ ام سلمۃ رضی اللہ عنہا۔ دیکھو حدیث ۱۔

marfat.com

عُمدگی اور دُرستگی کے ساتھ تلاوت کرے۔ ترتیل، مد، وقف، اسرار، اعلان، ترجیع وغیرہ وغیرہ کا پورا پورا لحاظ رکھے تاکہ درجاتِ قُرب سے محروم نہ ہو، اور نہ ہی اتباعِ سُنّت سے محروم ہو۔

حدیث ۳۰۴ حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا اللیث عن معاویۃ بن صالح عن عبد اللہ بن ابی قیس قال سألت عائشۃ عن قراءۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم أکان یُسِرُّ بالقراءۃ أم یجھر؟ قالت کل ذلک قد کان یفعل ربما أسرّ وربما جھر۔ قلت الحمد للہ الذی جعل فی الأمر سعۃ۔

ترجمہ عبداللہ بن ابی قیس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت کے بارے میں پوچھا کہ آیا وہ آہستہ تلاوت فرماتے تھے یا اُونچی آواز سے۔ انہوں نے فرمایا دونوں طرح پر، کبھی تو آہستہ اور کبھی بلند آواز سے پڑھتے تھے۔ میں نے کہا ہر قسم کی تعریف اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے دین کے اُمور میں فراخی عطا فرمائی۔

حل لغات یُسِرُّ۔ آہستہ تلاوت فرماتے تھے۔ یَجْھَرُ۔ اُونچی آواز سے پڑھتے تھے۔ رُبَّمَا۔ کبھی تو الأمر۔ دین۔ سَعَۃ۔ فراخی، گنجائش، وسعت۔

تشریح اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ تلاوتِ قرآن مجید دونوں طرح یعنی آہستگی سے بھی اور اُونچی آواز سے بھی جائز ہے۔ ---------- نیز یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارکہ کبھی ایسی تھی کہ رات کے درمیان کبھی نہایت ہی آہستگی سے اور کبھی بلند آواز سے تلاوت فرماتے۔ ارشاد ہے کہ میں نے کہا ہر قسم کی تعریف اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے دین کے امور میں فراخی عطا فرمائی۔" یہ کلمات اللہ تعالیٰ کی عنایت اور بخشش پر شکریہ کے لئے عبداللہ بن ابی قیس نے فرمائے کہ اس دینی امر میں اللہ جل جلالہٗ نے گنجائش اور وسعت عطا فرما دی؛ معلوم ہوا کہ اُمورِ دینیہ میں تکلیف مالایطاق نہیں بلکہ وسعت ہے۔

اسماء الرجال حدیث ۳۰۴

۱ قتیبہ بن سعید۔ دیکھو حدیث ۱۔

۲ اللیث۔ دیکھو حدیث ۱۔

۳ معاویہ بن صالح۔ دیکھو حدیث ۱۔

۴ عبداللہ بن ابی قیس۔ باب ما جاء فی عادۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳

۵ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ۱۔

باب ما جاء فی نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

marfat.com

حدیث ۵۰۴ حدثنا محمود بن غیلان حدثنا وکیع حدثنا مسعر عن ابی العلاء العبدی عن یحیی بن جعدہ عن ام هانی قالت کنت اسمع قراءۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باللیل وانا علی عریشی۔

ترجمہ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس تلاوت قرآن مجید کو جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات میں فرماتے تھے اپنے بستر پر سنتی تھی"

حل لغات عریشی۔ اپنے بستر پر۔ دراصل عریش لغت میں چھت اور جس چیز سے سایہ کریں اسے کہتے ہیں سائبان وغیرہ، اس جگہ بستر مراد ہے، چھپر کھٹ۔ ایمجوری نے لکھا علی سریری، اپنے چھپر کھٹ پر۔

تشریح ام ہانی رضی اللہ عنہا کا گھر بیت اللہ شریف کے سامنے رکن یمانی کے مقابل تھا۔ جب رات کو حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت اللہ شریف میں عبادت فرماتے اور قرآن مجید کی تلاوت فرماتے۔ تو جناب ام ہانی اپنے گھر میں اپنے بستر پر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز قرآن خوانی سنتیں۔ حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری۔ عریشی کی شرح میں فرماتے ہیں۔

"والمراد به السریر الذی ینام علیه" یعنی "عریش سے مراد سریر ہے اور وہ وہ ہے جس پر سویا جاتا ہے"

گویا حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونچی آواز سے بھی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ نیز یہ بھی ممکن ہو سکتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس لئے بلند آواز سے قرآن مجید کی تلاوت فرماتے ہوں تاکہ قریش کے وہ لوگ جو قرآن مجید نہیں سن سکتے سن لیں، اور رات کی تلاوت میں خشوع بھی زیادہ ہوتا ہے۔ استاذ گرامی منزلت حضرت حافظ علی احمد جان مدظلہ نے فرمایا۔

" اور ریا کا گمان تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ناممکن ہے بلکہ زوال ایمان کا باعث ہے لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بلند آواز سے تلاوت فرمانا حکمت بظہر پر مبنی ہے۔"

اسماء الرجال مرتبہ پروفیسر محمد یامین صاحب
باب ما جاء فی دخول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکۃ
باب ذکر ابی بکر رضی اللہ عنہ
باب ما جاء فی ترجمۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
باب ما جاء فی صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
باب ما جاء فی اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
باب ما جاء فی العلماء والعبری، حال
باب ما جاء فی غسل میت وتغسیر تکفینہ
باب ما جاء فی ان الحدود کفارۃ لاہلہا
باب ما جاء فی ان لا یعذب بالنار الا رب النار
باب ما جاء فی النہی عن لبس الحریر والذہب للرجال
باب ما جاء فی الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حدیث ۳۰۴۳ حدثنا محمود بن غیلان حدثنا ابوداؤد انبانا شعبۃ عن معاویۃ بن قرۃ قال سمعت عبداللہ بن مغفل یقول رأیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی ناقتہ یوم الفتح وھو یقرأ إنا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر قال فقرأ ورجع قال وقال معاویۃ بن قرۃ لولا ان یجتمع الناس علی لاخذت لکم فی ذالک الصوت او قال اللحن۔

ترجمہ عبداللہ بن مغفل فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اونٹنی پر سوار دیکھا اس حال میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر کی آیۂ کریمہ تلاوت فرما رہے تھے، راوی کہتا ہے کہ آخر سورۃ تک پڑھا اور نہایت خوش آوازی سے پڑھتے تھے۔ شعبہ نے کہا کہ معاویہ بن قرہ نے کہا اگر مجھے لوگوں کے جمع ہو جانے کا خوف نہ ہوتا تو میں اسی آواز اور لہجہ میں پڑھ کر سناتا۔

حل لغات ناقۃ۔ اونٹنی۔ رجّع۔ مجمع البحرین میں ہے ترجیع بمعنی خوش آوازی سے پڑھنا۔ صاحب لغات الحدیث نے لکھا۔ ایک ایک آیت کو دو دو تین تین بار پڑھتے۔ صاحب مصباح اللغات نے لکھا۔ ترجّع۔ فی صوتہ۔ حلق میں آواز کو گھمانا۔

تشریح یہ مندرجہ حدیث شریف میں چونکہ فتح مکہ کا دن مسلمانوں کے لئے انتہائی خوشی اور سرور کا دن تھا اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس دن بڑے محظوظ تھے۔ اونٹنی پر سوار تھے جو الغضبا تھی یا دوسری اور سرور و انبساط کے عالم سے سورۂ فتح انتہائی خوش آوازی سے تلاوت فرما رہے تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خوشی اور سرور کا یہ عالم تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تلاوت کو سن کر اور اسلام کے غلبہ کو دیکھ کر فرحان و شادمان ہو رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ خوشی اور سرور کے موقع پر جو انعام الٰہی کا موقعہ ہوتا ہے قرآن مجید کی تلاوت کی جائے اور خداوند بزرگ و برتر کا شکریہ ادا کیا جائے۔

اسماء الرجال مرتبہ ۲۰۶

۱ محمود بن غیلان۔ دیکھو حدیث ۱۰۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱

۲ ابوداؤد۔ دیکھو حدیث ۱۰۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

۳ شعبہ۔ دیکھو حدیث ۱۰۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

۴ معاویہ بن قرہ۔ دیکھو حدیث ۱۰۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

۵ عبداللہ بن مغفل

حدیث ۳۰۴ حدثنا قتيبة بن سعيد حدثنا نوح بن قيس الحدانی عن حسام بن مصك عن قتادة قال مابعث الله نبيا الا حسن الوجه حسن الصوت وكان نبيكم صلى الله عليه وآله وسلم حسن الوجه حسن الصوت وكان لا يرجع۔

ترجمہ قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر ایک نبی کو خوش رو اور خوش آواز مبعوث فرمایا اور تمہارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسین صورت اور حسین آواز والے تھے۔ اور آواز کے میں گھما کر نہیں پڑھتے تھے۔

تشریح یعنی پیغمبر تو خوش رو اور خوش آواز ہوتے ہیں۔ مگر ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب پیغمبروں سے بڑھ کر خوش شکل اور حسین آواز والے ہیں۔ باوجود انتہائی حسین آواز ہونے کے قرآن مجید کو راگ رنگ میں نہیں پڑھتے تھے، گا کر نہیں پڑھتے تھے، آواز کو حلق میں گھما گھما کر نہیں پڑھتے جو خوبصورتی کے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آواز کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کی ہے اور بخشی ہے اسی خوش آوازی کے لہجہ میں تلاوت فرماتے ہیں۔

؎ اے حسن تو در شکل بشر خوش بشرے نیست
خوبی کہ تو داری صنما در دگرے نیست

اور دیگر احادیث میں بھی خوش آوازی کے ساتھ تلاوت فرمانا ثابت ہے۔ ایک حدیث شریف میں ہے۔

"حَسِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ" "قرآن خوش آوازی کے ساتھ پڑھو"

ایک دوسری حدیث میں ہے۔

"حَسِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ" "قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت دو"

ایک تیسری حدیث میں ہے۔

"لِكُلِّ شَيْءٍ حِلْيَةٌ وَحِلْيَةُ الْقُرْآنِ الصَّوْتُ الْحَسَنُ" "ہر چیز کا ایک زیور ہے اور قرآن کا زیور اچھی آواز ہے"

اچھی آواز کا مطلب یہ ہے کہ تکلف سے یا گا کر نہیں بلکہ انتہائی خوبصورتی اور عمدگی سے قرآن مجید کی تلاوت کرو۔

marfat.com

مولینا محمد عاقل صاحب فرماتے ہیں۔ چونکہ یہ حدیث قتادہ پر ختم ہوتی ہے لہذا مرسل ہے۔

حدیث ۸۰۵/۳۰۵ حدثنا عبدُ اللہ بن عبد الرحمٰن حدثنا یحییٰ بنُ حسان حدثنا عبدُ الرحمٰن بن ابی الزناد عن عمرو بن ابی عمرو عن عکرمۃ عن ابنِ عباس قال کان قِرَاءَۃُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رُبَّمَا یُسْمِعُھَا مَنْ فِی الْحُجْرَۃِ وَھُوَ فِی الْبَیْتِ۔

ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاوت سنی جاتی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوٹھڑی میں فرماتے تو صحن والے سُن لیتے تھے۔

حل لغات اَلْبَیْت۔ صاحب لغات الحدیث نے لکھا۔ کوٹھڑی۔ گھر۔
اَلْحُجْرَۃ۔ صحن

تشریح یعنی حضور پاک سیدِ دو عالم اشرف الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اندر والان میں تلاوت فرماتے تو صحن والے سُن لیتے تھے یعنی نہ تو بہت ہی اُونچی آواز میں تلاوت فرماتے اور نہ ہی بہت پست آواز میں، بلکہ بین بین آواز میں تلاوت فرماتے۔ حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری جمع الوسائل جلد دوم ص۱۱۶ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"والمقصود ان قرأتہ کانت متوسطہ لا فی نہایۃ الجھر ولا فی غایۃ الاخفاء"

نیز اس حدیث شریف سے یہ بھی ظاہر ہے کہ گھروں میں قرآن مجید کی تلاوت کرنا چاہیئے۔ آج کل ہمارے گھر انتہائی طور پر تلاوتِ کلام الٰہی اور ذکر الٰہی سے خالی ہو چکے ہیں اور ان کی بجگہ منکرات اور فواحشات نے لے رکھی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ صبح و شام اُمتِ مُسلمہ کو تلاوتِ قرآن حکیم نصیب فرمائے۔ آمین بحرمتِ بحاہ نبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

علامہ یُوسف بجھانی رحمۃ اللہ علیہ وسائل الوصول میں نقل فرماتے ہیں "عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں تین راتوں سے کم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن مجید ختم نہیں فرماتے تھے اور جب قرآن مجید ختم فرماتے تو تمام اہل و عیال کو جمع فرماتے اور دعا کرتے۔ جب قرآن مجید ختم ہوتا تو قرآن کی ابتدائی پانچ آیتیں بھی تلاوت فرماتے اور اس کے بعد دُعا فرماتے۔"

بَابُ مَاجَاءَ فِی قِرَاءَۃِ رَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورا ہو گیا۔

marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بَابُ مَاجَآءَ فِی بُکَآءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اس باب میں حضُور رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسو بہانے (گریہ) کا ذکر ہے

(اس باب میں چھ احادیث ہیں)

حلِ لغات بُکَآءٌ۔ آنسو بہانا۔ گریہ کرنا۔ رونا۔ وھو سیلان الدموع من الحزن غم کی وجہ سے آنسوؤں کا بہنا۔

تشریح اس باب میں حضور سید المعصومین، مؤمنین کے رؤف ورحیم، مالک شفاعتِ کبریٰ، اقوامِ عالم کے شاہد حضرت احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نماز میں تجلیات جلالیہ وجمالیہ کے ظہور کے وقت، اشتیاقِ محبت کے ازدیاد کے باعث رونا، قرآن مجید کے سُننے کے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہیبت، عظمتِ کبریائی اور اپنی اُمت پر شفقت ورحمت کی وجہ سے رونا، نماز میں اپنی اُمتِ مرحومہ کے لئے بخشش ومغفرت طلب کرتے ہوئے رونا، میت پر رحم ومودت کی وجہ سے رونے کا ذکر ہے۔ حضرت الامام المحدث الشیخ عبدالرؤف المناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ فرماتے ہیں۔

"ومنه حزن وهو الذي أود ومنه شوق وهو لابراهيم ومحبة وهو لمحمد"

"یعنی اس رونے میں غم کا رونا حضرت داؤد علیہ السلام کا تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا رونا شوق کا تھا، اور نبی کریم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا رونا محبت کا رونا تھا"

maarfat.com

حدیث ۱/۳۰۶ حدثنا سوید بن نصر حدثنا عبد اللہ بن مبارک عن حماد بن سلمۃ عن ثابت عن مطرف وھو عبد اللہ بن الشخیر عن ابیہ قال انتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وھو یصلی ولجوفہ ازیز کازیز المرجل من البکاء۔

ترجمہ عبداللہ بن شخیر سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سینۂ انور سے رونے کی وجہ سے ایسی آواز آتی جیسے ہانڈی کے جوش کی آواز ہوتی ہو۔

حل لغات جوف۔ پیٹ، سینہ، درمیان۔ ازیز۔ ہانڈی کے اُبلنے کی آواز۔ المرجل۔ ہانڈی، دیگ، اس کی جمع مراجل ہے۔

تشریح حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری فرماتے ہیں کہ:۔

"وھذا دلیل علی کمال خوف وخشیتہ وخضوعہ فی عبودتیہ"

اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور میں آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا کمال خوف کا اظہار اور کمال درجے کا خشوع وخضوع کرنا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عبودیت کاملہ کی دلیل ہے"

اور اس کمال عبودیت کا یہ نتیجہ نکلا کہ تمام حقائق آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات ستودہ صفات پر آشکارا اور روشن ہو گئے، اسی لئے ارشاد فرمایا۔

"لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا ولبکیتم کثیرا"

"جو کچھ میں جانتا اگر تم جانو تو بہت کم ہنسو اور بہت زیادہ گریہ کرو۔"

اور فرمایا:۔

"وقال انی لا علمکم باللہ واشدکم لہ خشیۃ"

"میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے تم سے بہت ہی زیادہ جانتا ہوں اور اس کے حضور میں تم سے

اسماء الرجال:۔ ۱۔ سوید بن نصر، دیکھو حدیث نمبر ۱/۳۰۴ ۲۔ عبداللہ بن مبارک۔ دیکھو حدیث نمبر ۱/۳۰۴ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ۳۔ حماد بن سلمہ۔ دیکھو حدیث نمبر ۱/۳۰۴ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۴۔ ثابت۔ دیکھو حدیث نمبر ۱/۳۰۴ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۵۔ مطرف وھو عبداللہ بن الشخیر۔ عابدبصری ہے۔ تقریب التہذیب من الثالثۃ۔ مخرج لہ الجماعۃ۔ ۶۔ ابیہ۔ الشخیر بن عبداللہ بن عوف بن کعب العامری البصری ہے۔ تقریب التہذیب من مخضرمین ہے۔ مخرج لہ الجماعۃ الا البخاری۔ احوال الجاھلیۃ والاسلام۔

marfat.com

بہت زیادہ خشیت رکھتا ہوں" (رواھا البخاری)

اور مسلم شریف میں ہے :-

"والذی نفسی محمد بیدہٖ لو رایتم ما رأیت لضحکتم قلیلاً ولبکیتم کثیرا قالوا وما رأیت یارسول اللہ قال رایت الجنۃ والنار"

"اور قسم ہے اس ذاتِ اقدس کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان (مُبارک) ہے اور جو کچھ میں دیکھتا ہُوں اگر تم دیکھو تو بہت کم ہنسو اور بہت ہی زیادہ روتے رہو صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسُول اللہ ! آپ کیا دیکھتے ہیں، ارشاد فرمایا کہ میں جنّت اور دوزخ کو دیکھتا ہوں"

یہ لکھنے کے بعد حضرت موصُوف لکھتے ہیں :-

"فجمع لہ تعالیٰ بین علم الیقین عین الیقین فلم یبق لہ حق الیقین"

"سو اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس میں علم الیقین اور عین الیقین کو جمع فرما دیا اور حق الیقین کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ پُر انوار پر روشن آشکارا فرما دیا"

(جمع الوسائل ج ۲ ص ۱۱۶)

حضرت الامام المحدث الشیخ عبدالرؤف مناوی جمع الوسائل کے حاشیہ پر جو کہ ص ۱۱۶ ج ۲ پر لکھتے ہیں :-

"ھذا الحال انما کان یعرض للمصطفیٰ عند تجلی الصفات الجالیۃ والجلالیۃ معاینی الجلال المزوج بالجمال والافغیر الممزوج لایطیقہ احد من البشر بل ولا من الخلائق وکان اذا تجلی لقلبہ الجمال یملئی نورا

"یہ وہ خاص حال ہے جو کہ حضُور سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبع عالیہ پر اس وقت طاری ہوتا تھا جبکہ آپ صفاتِ جلالیہ اور جمالیہ کی تجلّی سے بیک وقت مشرف ہوتے اس سے مُراد یہ ہے کہ ایک تجلّی جلالی اور ایک صفاتی

وسرورا وملاطفة واينا ساوبسطا وكل وارث من امته له نصيب من هذين التجليين فتجلي الجلال يورث الخوف والقلق والوجد المزعج، وتجلي الجمال يورث الانس والسرور"

ہوا کرتی تھی اور متذکرہ بالا حال میں ہر دو کا وُرود بیک وقت ہوتا، گویا جلال کا پیوند جمال کے ساتھ لگایا جاتا، اور اگر ایسا نہ ہوتا تو کسی بشر کی طاقت اور ہمت نہ ہوتی کہ ایسی تجلی کی تاب لاسکتا بشر تو کیا بلکہ تمام مخلوقاتِ عالم میں سے ایک فرد کو بھی یہ یارا نہ ہوتا، پھر جب جمالی تجلی وارد ہوتی تو چہرۂ اقدس سے پانچ لطائف کا ظہور ہوتا۔ اوّل نُورانیت، دوم سُرور، سوم شفقت، چہارم محبت اور نہم شگفتگی۔ اِس سے یہ امر ہویدا ہوتا ہے کہ آپ کی اُمت میں سے ہر ایک ولی کو ان ہر دو تجلیوں سے حصہ وافر ملا ہے، پس جلالی تجلی خشیت، طبعی اضطراب اور وجدانی کیفیتیں ظاہر ہوتی ہیں اور جمالی تجلی سے محبت اور مُحبّ کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

نیز فرماتے ہیں:-

"ومن هذا الحديث ونحوه استن اهل الطريق الوجد والتواجد فى احوالهم وعرفوا به فى اوقاتهم"

علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی شرح کے صفحہ ۱۵۹ پر فرماتے ہیں:-

"وذالك مما ورثه عن ابيه ابراهيم عليه السلام فانه كان يسمع من صدره

"یعنی یہ سینۂ اقدس کی آواز اپنے باپ جناب ابراہیم علیہ السلام کی وراثت میں پائی اس لئے کہ

marfat.com

صوت کفلیان القدر علی النار من مسیرۃ میل"

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سینۂ انور کی آواز جو کہ اُبلتی ہوئی دیگ کی طرح تھی جو کہ آگ پر رکھی ہوتی ہے ایک میل کی دُوری سے سُنی جاتی تھی"

حدیث ۳۰۰۲ حدثنا محمودؒ بن غیلان حدثنا معاویۃؒ بن ہشام حدثنا سفیانؒ عن الاعمشؒ عن ابراھیمؒ عن عبیدۃؒ عن عبداللہؓ بن مسعود قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اقرأ علیّ قلت یا رسول اللہ اقرأ علیک وعلیک انزل قال انی احب ان اسمعہ من غیری فقرأت سورۃ النساء حتی بلغت فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ھؤلاء شہیداً قال فرأیت عینی رسول اللہ تھملان۔

ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ مجھے قرآن سُناؤ میں نے عرض کیا کہ یارسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں آپ کو قرآن سُناؤں حالانکہ قرآن تو آپ پر اُترتا ہے۔ ارشاد فرمایا میں دوسرے شخص سے قرآن مجید سُننا پسند کرتا ہوں۔ تو میں نے سورۃ نساء پڑھنی شروع کی۔ یہاں تک کہ وجئنا بک علی ھؤلاء شہیداً پر پہنچا۔ عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ دونوں آنکھوں مُبارک سے آنسو بہ رہے ہیں۔

حل لغات تھملان۔ دونوں آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ ھَمَلٌ کے معنی بہنا، برسنا کے ہیں۔

تشریح حضور کا ارشاد ہے کہ "عبداللہ بن مسعود مجھے قرآن سناؤ" اس نے عرض کیا کہ "کیا میں آپ کو قرآن سُناؤں حالانکہ قرآن تو آپ پر اُترتا ہے" یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو مجھ سے ہزار ہا درجہ بہتر جانتے ہیں۔ رب العالمین کی جانب سے آپ کے قلب شریف پر اُترتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مُبارک قرآن ہے میرا آپ کو سُنانا کیا معنی رکھتا ہے، ارشاد فرمایا "میں دوسرے شخص سے قرآن مجید سُننا پسند کرتا ہوں" یعنی دوسرے

marfat.com

کے سنانے سے سُننے والے کو معانی میں تدبّر و تفکر کا خوب موقع ملتا ہے اور کلام الٰہی کی تاثیر سے ایمان میں تازگی پیدا ہوتی ہے اور روح فرحاں و شاداں ہوتی ہے جیسے کہ حضرت مولینا محمد عاقل صاحب نے فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت تھی کہ جبریلِ امین آپ کو قرآن مجید سُناتے تھے وہ نہ تشریف نہ لائے تو نہیں حکم دیا تا کہ تلاوت کریں۔ ایک عجیب نکتہ بیان فرمایا

"چنانچہ عادت عشاق مُشاق می باشد اگر دیدن محبوب میسر نیاید امثال و اشباہ او رامی خواہند بہ مثابہ تانشاط حاصل شود"

"چنانچہ مشاق کی عادت اس امر کی مُشاق رہتی ہے کہ اگر انہیں اپنے معشوق کا دیدار میسر نہ ہو تو وہ اپنے معشوق سے ملتی جلتی صورتوں اور مثالوں کی خواہش کرتے ہیں تا کہ انہیں کیف و سُرور حاصل ہو۔"

حدیث ۳/۳۰۸ حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا جریر عن عطاء بن السائب عن ابیہ عن عبد اللہ بن عمرو قال انکسفت الشمس یوما علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصلی حتی لم یکد یرکع ثم رکع فلم یکد یرفع رأسہ ثم رفع رأسہ فلم یکد ان یسجد ثم سجد فلم یکد ان یرفع رأسہ ثم رفع رأسہ فلم یکد ان یسجد ثم سجد فلم یکد ان یرفع رأسہ فجعل ینفخ ویبکی ویقول رب الم تعدنی ان لا تعذبہم وانا فیہم رب الم تعدنی ان لا تعذبہم وہم یستغفرون ونحن نستغفرک فلما صلی رکعتین انجلت الشمس فقام فحمد اللہ تعالی واثنی علیہ ثم قال ان الشمس والقمر ایتان من ایات اللہ لا ینکسفان لموت احد ولا لحیاتہ فاذا انکسفا فافزعوا الی ذکر اللہ تعالی۔

ترجمہ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہدِ مُبارک میں ایک دن سُورج گرہن ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھے اور نماز شروع کی۔ اتنی دیر قیام فرمایا گویا رکوع کرنے کا ارادہ ہی نہیں اور پھر رکوع اتنا لمبا کیا کہ گویا اس سے اُٹھنے کا ارادہ ہی نہیں، پھر سر اُٹھایا تو مدتیں ہی اتنی دیر تک کھڑے رہے گویا سجدہ ہی نہیں کرنا، پھر سجدہ کیا گویا سجدہ سے اُٹھتے ہی نہیں، پھر اسی طرح سجدہ سے اُٹھ کر

اسماء الرجال حدیث نمبر ۳
۱ قتیبہ بن سعید دیکھیں ص ۱۰۴
۲ جریر بن عبد حمید الضبی ابو عبد اللہ الرازی
۳ عطاء بن السائب دیکھیں ص ۱۰۴
۴ ابوہ عطاء بن السائب، الثقفی
۵ عبد اللہ بن عمرو بن العاص
۶ یہ حدیث صحیح ہے
۷ اخرجہ البخاری فی الکسوف باب ما یعاد فی الکسوف من الصلوٰۃ
۸ اخرجہ النسائی فی الکسوف باب ما یعاد فی الکسوف من الصلوٰۃ

marfat.com

جلسہ کیا اور پھر جلسہ کے بعد دُوسرا سجدہ بھی طویل۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سانس مبارک آتا جاتا تھا اور روتے تھے اور دُعا فرماتے تھے اے اللہ! آیا تو نے میرے ساتھ وعدہ نہیں فرمایا کہ میں ان میں موجود ہوں تو تُو عذاب انہیں نہیں دیگا اے میرے پروردگار! آیا تُو نے میرے ساتھ وعدہ نہیں فرمایا کہ جب تک یہ استغفار کریں گے انہیں عذاب نہیں ہوگا، اور ہم تجھ سے استغفار کرتے ہیں پس جب دو رکعتیں پڑھ چکے سُورج کھل گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور ثنا بیان کی پھر فرمایا بے شک سورج اور چاند اللہ کی دو نشانیاں ہیں، کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے انہیں گہن نہیں لگتا۔ جب یہ گہنا جائیں تو فوراً اللہ جل جلالہٗ کی یاد کی طرف دوڑو۔

حل لغات انْكَسَفَ۔ گہن ہوا۔ لَمْ يَكَدْ۔ قریب نہیں تھا۔ اَلَمْ تَعِدْ۔ کیا نہیں وعدہ کیا تو نے۔ يَنْفَخُ انجلت۔ روشن ہوگیا۔ کھل گیا، گہن صاف ہوگیا۔ فافزعوا۔ پس دوڑو۔ جلدی کرو۔

تشریح اس حدیث شریف میں ایک نہایت غلط اور بے ہودگی کی بات کی تردید فرمائی گئی کہ کسی کے مرنے یا جینے سے سُورج گہن لگتا ہے۔ اتفاقاً جس دن سُورج گہن ہوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم علیہ السلام کا انتقال ہوا تھا تو یہ بات مشہور ہوگئی چونکہ پیغمبر علیہ السلام کا صاحبزادہ فوت ہوا ہے اس لئے سُورج گہن ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی نہایت ہی شدت سے تردید فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ جب چاند یا سورج گہن ہو تو نماز پڑھو، استغفار کرو اور صدقہ دو۔

حدیث ۴۳ حدثنا محمودٌ بن غيلان حدثنا ابو احمد حدثنا سفيانُ عن عطاءٍ ابن السائب عن عكرمةَ عن ابن عباس قال اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم ابْنَةً لَهٗ تَقْضِيْ فَاحْتَضَنَهَا فَوَضَعَهَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَاتَتْ وَهِيَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَصَاحَتْ اُمُّ اَيْمَنَ فَقَالَ يَعْنِي النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وسلم اَتَبْكِيْنَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَتْ اَلَسْتُ اَرَاكَ تَبْكِيْ قَالَ لَسْتُ اَبْكِيْ اِنَّهَا هِيَ رَحْمَةٌ اِنَّ الْمُؤْمِنَ بِكُلِّ خَيْرٍ عَلٰى كُلِّ حَالٍ اِنَّ نَفْسَهٗ تُنْزَعُ مِنْ بَيْنِ جَنْبَيْهِ وَهُوَ يَحْمَدُ اللّٰهَ تَعَالٰى۔

marfat.com

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک لڑکی قریب المرگ تھی اسے لیا اور گود مبارک میں اٹھایا کہ دونوں ہاتھوں پر لیا) تو وہ فوت ہو گئی اس حال میں کہ آپ کے دونوں ہاتھوں میں تھی۔ ام ایمن چلا کر رونے لگی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اللہ کے نبی کے سامنے روتی ہے تو انہوں نے عرض کیا کہ کیا میں آپ کو نہیں دیکھ رہی ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رو رہے ہیں۔ ارشاد فرمایا میرا رونا رونا نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کی رحمت ہے، بے شک مومن ہر حال میں خیر ہی میں ہوتا ہے، یقیناً جب اس کا نفس نکالا جاتا ہے اس کے پہلو سے اس وقت بھی وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہے۔

حل لغات تَقْضِیْ۔ وہ قریب المرگ تھی۔ فَاحْتَضَنَهَا۔ پس گود میں لیا اسے۔ حَضْنٌ مصدر ہے، گود میں لینا۔ صَاحَتْ۔ وہ چلا کر روئی۔ تَنَزَّعُ۔ وہ نکالا جاتا ہے۔ نَزْعًا مصدر ہے، نکالنا۔ جَنْبٌ۔ پہلو۔

تشریح حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ میت پر چلا چلا کر رونا اور جزع فزع کا اظہار کرنا منع ہے، پیٹنا، بال نوچنا، گریبان چاک کرنا، منہ پر طمانچے مارنا، سینہ کوبی کرنا، خاک اڑانا، رونے کی یہ تمام قسمیں قطعاً ممنوع ہیں اور ان کے کرنے سے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہایت ہی شدت سے روکا ہے جیسا کہ احادیث میں وارد ہے اور اسی لئے ام ایمن کو فرمایا کہ میرا رونا تیرے رونے کی طرح نہیں، اور یہ میرا رونا رونا نہیں ہے اس رونے میں صبر ہے، حوصلہ ہے، چیخ نہیں ہے، بین نہیں ہے، مرثیہ نہیں ہے بلکہ مصیبت پر اللہ تعالیٰ کے حضور میں صبر اور استقامت کی دعا کرنا ہے۔ ابن مسعود سے روایت ہے کہ سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَ شَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ" "وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو منہ پیٹے، اور گریبان پھاڑے، اور جاہلیت کی طرح چیخے چلائے۔" (بخاری شریف و مسلم شریف)

یعنی نثور و شیون کرے، نوحہ خوانی اور واویلا کرے۔ جناب ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیدِ عالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

"لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" "جو نوحہ کرتی ہے اور نوحہ سنتی ہے اس عورت

marfat.com

النَّائِحَةَ وَالْمُسْتَمِعَةَ" پر لعنت ہے۔" (ابوداؤد)

یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے یہ دونوں عورتیں دُور ہیں۔ بخاری و مسلم شریف میں ابی بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرایا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اَنَا بَرِیْءٌ مِمَّنْ حَلَقَ وَصَلَقَ وَخَرَقَ" "میں اس شخص سے جو سر منڈھائے اور چلا کر روئے اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے بیزار ہوں"

اور حضور سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسوؤں کا بہنا، تو خود ہی ارشاد فرمایا "یہ اللہ کی رحمت ہے" یعنی یہ رونا آثارِ رحمتِ الٰہی اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں جو درد پیدا کر رکھا ہے اس کا نتیجہ ہے اور یہ ممنوع نہیں ہے۔ علامہ علی القاری رحمہ الباری فرماتے ہیں:-

"وبیدہٖ ماورد ان العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا مایرضی الرب وانا علی فراقك یا ابراھیم لمحزونون" "اور اس کی تائید اس حدیث شریف سے ہے بے شک آنکھیں روتی ہیں اور دل غمگین ہے ہم وہی بات کہیں گے جو رب تعالیٰ کو پسند ہے اور اے ابراہیم! میں تیرے فراق میں البتہ بہت غمگین ہوں" (مجمع الوسائل ج ۲ دوم ص ۱۲۲)

یہ ابراہیم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ارجمند تھے اور بچپن میں ہی ان کا وصال ہوا تھا۔

حدیث ۵/۳۱۰ حدثنا محمد بن بشار، حدثنا عبد الرحمٰن بن مهدی، حدثنا سفیان عن عاصم بن عبید اللہ عن القاسم بن محمد عن عائشة انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبّل عثمان بن مظعون وھو میّت وھو یبکی او قال وعیناہ تُهراقان.

ترجمہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے یہ کہ حضور سید عالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن مظعون کا بوسہ لیا، اس حال میں کہ وہ فوت ہو چکے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رو رہے تھے۔

(اسماء الرجال حاشیہ ۵/۳۱۰)
۱ محمد بن بشار ابو بکر العبدی البصری ۲ عبد الرحمٰن بن مہدی ۳ سفیان ثوری ۴ عاصم بن عبید اللہ بن عاصم بن عمر بن الخطاب ۵ القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق ۶ عائشہ صدیقہ بنت ابی بکر الصدیق ۷ عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ الجمحی القرشی ۸ ابو عبد اللہ مالک بن انس الاصبحی ۹ محمد بن عجلان ۱۰ سعید المقبری ۱۱ ابو ہریرہ ۱۲ عبد اللہ بن عباس ۱۳ عبد اللہ بن عمر ۱۴ ابو سلمہ ۱۵ عبد اللہ بن ابی قحافہ ۱۶ ابو بکر بن ابی قحافہ ۱۷ ابو قحافہ ۱۸ ابو بکر بن عبد اللہ بن ابی مریم ۱۹ عبد اللہ بن ابی بکر ۲۰ عبد اللہ بن ابی قحافہ ۲۱ ابو بکر بن ابی قحافہ ۲۲ ابو قحافہ ۲۳ ابو بکر بن عبد اللہ بن ابی مریم ۲۴ عبد اللہ بن ابی بکر ۲۵ عبد اللہ بن ابی قحافہ ۲۶ ابو بکر بن ابی قحافہ ۲۷ ابو قحافہ ۲۸ ابو بکر بن عبد اللہ بن ابی مریم ۲۹ عبد اللہ بن ابی بکر

یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں آنکھوں مبارک سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔

حل لغات قَبَّلَ۔ بوسہ لیا۔ چُوما۔ تَقْبِیْلٌ مصدر ہے چُومنا، بوسہ لینا۔ تُهْرَاقَانِ۔ مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔ هَرْقٌ مصدر ہے بہنا۔ اَوْ۔ یا۔ تُهْرَاقَانِ۔ صاحب اتحافات الربانیہ نے لکھا۔ ای تنزلان وهو موعاظر اما (ص۳۵) بہت زیادہ آنسو بہہ رہے تھے۔

تشریح عثمان بن مظعون حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے، قریشی تھے تیرہ مسلمانوں کے بعد ایمان لائے اور دونوں ہجرتیں کی تھیں، بہت عابد تھے، صاحب مجاہدہ تھے۔ فضلاء صحابہ سے ہیں غزوۂ بدر میں حاضر تھے۔ انہوں نے اسلام لانے سے پیشتر بھی شراب نہیں پی۔ یہ مہاجرین میں پہلے مہاجر ہیں جو ۳ھ میں فوت ہوئے اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ حضرت علامہ علی القاری (حصہ الباری، جمع الوسائل ج ۲ ص۱۲۳) پر طبقات ابن سعد سے بروایت سفیان ثوری ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن مظعون کا جس وقت وہ فوت ہوگئے تھے بوسہ لیا۔

"فرأیت دموع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تسیل علی خد عثمان"

"پس میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسوؤں کو جناب عثمان کی گال پر گرتے دیکھا۔"

کتاب الوفا میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جب حضرت عثمان بن مظعون فوت ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے منہ مبارک سے چادر کو ہٹایا۔ اور ــــــ

"قبل بین عینیه ثم بکی طویلاً"

دونوں آنکھوں کے درمیان چُوما اور بہت روئے۔

اور پھر جب ان کا جنازہ اٹھایا گیا تو ارشاد فرمایا۔

"طوبیٰ لك یا عثمان لك تلبسك الدنیا ولم تلبسها"

"خوشخبری ہے تیرے لئے اے عثمان! نہ تو تُو نے دنیا پہنی اور نہ دُنیا تجھے پہن سکی۔"

marfat.com

حدیث ۳۱۱ حدثنا اسحٰق بن منصور حدثنا ابو عامر حدثنا فلیح وھو ابن سلیمان عن ھلال بن علی عن انس بن مالك قال شھدنا بنتہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ورسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جالس علی القبر فرأیت عینیہ تدمعان فقال ایکم لم یقارف اللیلۃ قال ابو طلحۃ انا قال انزل فنزل فی قبرھا۔

ترجمہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حاضر ہوئے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صاحبزادی کی تدفین پر۔ اور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم قبر کے قریب تشریف فرما تھے پس میں نے دیکھا کہ سیدِ عالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دونوں آنکھوں مبارک سے آنسو بہ رہے تھے۔ سو ارشاد فرمایا کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے کہ جس نے آج رات اپنی بیوی کے ساتھ صحبت نہیں کی ہو۔ ابوطلحہ نے عرض کیا میں ہوں۔ ارشاد فرمایا کہ قبر میں اُتر۔ تو وہ قبر میں اُترا۔

حل لغات تَدْمَعَانِ۔ آنکھیں بہہ رہی تھیں، رو رہے تھے۔ لَمْ يُقَارِفْ۔ اپنی بیوی سے صحبت نہ کی ہو۔ قَارَفَ۔ نزدیک ہونا۔ جماع کرنا۔

تشریح یہ صاحبزادی جس کا انتقال ہوا تھا جناب ام کلثوم رضی اللہ عنہا تھیں، اور سیدنا عثمان ذی النورین کی دوسری بیوی تھیں۔ پہلی جناب رقیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ حضرت علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اس ارشاد سے کہ ابوطلحہ تو قبر میں اُتر، اور پھر وہ اُترے اس سے :-

"یوخذ ان لولی المیت الاذن لاجنبی فی نزول قبرھا وحل تنزول الاجنبی بالاذن"

"یہ پایا جاتا ہے کہ ولی میت کی اجازت سے عورت کی قبر میں اجنبی اُترے، اور یہ جائز ہے"

باب ما جاء فی بکاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

پورا ہوگیا۔

العلم الرجال مرتب ۳۱۱ ۱ ابو عامر بن منصور ۲ فلیح بن سلیمان ۳ ھلال بن علی ۴ انس بن مالک رضی اللہ عنہ ۵ ابو طلحہ زید بن سہل رضی اللہ عنہ

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ فِرَاشِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اس باب میں جناب رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بستر مبارک کا بیان ہے

(اس باب میں دو احادیث ہیں)

حل لغات

فِرَاشٌ۔ بستر۔ بچھونا۔ صاحب اتحافات الربانیہ ص۳۵۳ پر لکھتے ہیں:۔

"مایفرش لینام الانسان علیہ" "وہ فرش جس پر انسان سوجائے"

تشریح

اس باب میں حضور سردارِ کل، مخبرِ گیہان، صفوت آدمیان، تتمۂ دورِ زمان، جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بستر مبارک کا ذکر ہے کہ وہ کتنی قسم کا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ چمڑے، ٹاٹ اور بوریا کا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نرم بستر پسند نہیں فرماتے تھے۔ حضرت علامہ الشیخ یُوسف بن اسماعیل النبہانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۵۰ھ وسائل الوصُول میں فرماتے ہیں:۔

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بستر چمڑہ کا تھا جس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوئی تھی، اس کی لمبائی کم و بیش دو گز تھی اور چوڑائی ایک گز اور ایک ہاتھ تقریباً۔ آپ نے دنیاوی ساز و سامان سے بالکل الگ رہتے۔ باوجودیکہ خدا نے دُنیا کے تمام خزانوں کی کنجیاں آپ کو عنایت فرمادی تھیں مگر آپ نے کبھی دُنیا کی خواہش نہیں کی ہمیشہ آخرت پر اور اس کی نعمت پر نظر رکھی اور آخرت کو اختیار کیا۔" [1]

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس ایک چٹائی ہوتی جسے جہاں بھی تشریف لے جاتے اپنے ساتھ رکھتے

[1] "جمع وسائل الوصول الی شمائل الرسول" مؤلفہ شیخ یوسف بن اسماعیل النبہانی مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور ص۵۹

marfat.com

اس پر کبھی سو بھی جاتے۔ کبھی اسے دہرا کر کے بچھا لیتے۔ بقول عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھجور کے پتوں کا ایک پلنگ بھی تھا جس پر سیاہ چادر بچھی رہتی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کسی، کچھونے اور پلنگ میں عیب جوئی نہیں کی (صحابہ فرماتے ہیں) اگر ہم نے آپ کے لئے بستر بچھا دیا تو اس پر لیٹ گئے، اگر نہ بچھایا تو زمین پر ہی لیٹ جاتے تھے۔ آپ کا تکیہ چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کی چھال بھری پڑی تھی۔" [1]

حدیث ۱/۳۱۲ حدثنا علی بن حجر حدثنا علی بن مسہر عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ قالت انما کان فراش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ینام علیہ من ادم حشوہ لیف۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ سوائے اس کے نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر مبارک جس پر سوتے تھے چمڑے کا ہوتا تھا۔ جس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوئی تھی۔

حل لغات ادم۔ چمڑہ۔ اس کی جمع ادم اور ادام آتی ہے۔ حشو۔ بھنا۔ لیف۔ کھجور کے درخت کی چھال۔

تشریح حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نرم بستر کو پسند نہیں فرماتے تھے چونکہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو عبادت، زہد، ریاضت، محنت، مسلسل تبلیغ اسلام کی راہ میں مشقت اٹھانے اور ہر وقت خدمت خلق کرنے کی زندگی اور تعلیم دینی مقصود تھی اس لئے خود بھی عیش آرام اور تنعم کی زندگی ترک فرما دی تھی، یہاں تک کہ نیند بھی سخت بستر پر فرماتے اور آرام دہ گدیلے یا توشک پر پسند نہ فرماتے۔ بیہقی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے کہ میرے پاس انصار کی ایک عورت آئی، اس نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر دیکھا جو کہ میں نے دہرا کر کے بچھا رکھا تھا۔

"فبعثت الی بفراش حشوۃ صوف" "وہ عورت گئی اور اس نے روئی سے بھری ہوئی

توشک (لحاف) آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے لئے میرے پاس بھیج دی"۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور اس کو دیکھا۔ فرمایا اے عائشہ! یہ کیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ انصار کی فلاں عورت نے آپ کا بستر دیکھا تو پھر جا کر آپ کے لئے یہ رُوئی سے بھرا ہوا گدا بھیج دیا ہے۔ سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لے عائشہ! یہ اسے واپس کر دے۔

"واللہ لو شئت اجری اللہ معی جبال الذھب والفضۃ"

اور فرمایا قسم ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کی! اگر میں چاہوں تو اللہ جل جلالہٗ سونے اور چاندی کے پہاڑ عطا کر دے۔"

یعنی خُوب آرام، عیش اور تنعم کی زندگی بسر کروں، مگر میں تو راحت و آسائش کے ہر قسم کے سامان کو ہیچ سمجھتا ہوں اور درحقیقت راحت اور آرام تو وہ ہے جو آخرت میں نصیب ہو۔ امام احمد اور ابوداؤد والطیالسی نے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے فانثر فی جنبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ اطہر و اقدس پر اس بوریے کے نشان پڑے ہوئے تھے۔ عرض کیا گیا کہ کیا آپ کے لئے کوئی نرم بستر ہم نہ بنائیں تو ارشاد فرمایا۔

"مالی وللدنیا انما انا والدنیا کراکب استظل تحت شجرۃ ثم راح وترکھا"

"مجھے دنیا وی آرام سے کیا کام، میری مثال تو اس مسافر کی ہے جو کہ راستے میں کسی درخت کے نیچے ذرا آرام کر لے اور پھر اپنی منزل کی جانب روانہ ہو جائے۔"

وسائل الوصول میں علامہ یُوسف النبھانی امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، جسمِ مبارک پر بوریے کے نشان نظر آ رہے تھے۔ حجرہ کی یہ حالت تھی کہ ایک طرف تھوڑے سے جَو پڑے ہوئے تھے، دیوار پر کھال لٹکی ہوئی تھی (نماز پڑھنے کے لئے)، میں نے یہ حال دیکھا تو میرے آنسو نکل آئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا اے ابن خطاب کیوں روتا ہے۔ میں نے عرض

کیا اے اللہ کے نبی! میں آپ کی گزر دوں۔ اس چٹائی نے آپ کے جسم پر نشان ڈال دیئے ہیں۔ مفتوحہ علاقوں سے جو روپیہ آرہا ہے کیا اس میں آپ کا کوئی حصّہ نہیں۔ دُوسری طرف یہ قیصر و کسریٰ ہیں جو دُنیا کی بے اندازہ نعمتوں میں کھیل رہے ہیں اور آپ اللہ کے نبی اور محبُوب ہیں، پھر بھی اس تنگدستی میں گذر بسر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابنِ خطاب! کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ آخرت کی ابدی نعمتیں ہمارے لئے ہوں اور دنیا کی چند روزہ آسائشیں انہیں دے دی جائیں۔ یہ تو وہ لوگ ہیں جنہیں یہی کچھ آسائشیں دے کر بہلا دیا گیا ہے، جن کی مدّت بہت مختصر ہے اور ہم وہ لوگ ہیں جو آخرت میں ایسی نعمتوں سے نوازے جائیں گے جو کبھی ختم نہ ہوں گی۔" [1]

شرح سُنّۃ میں حضرت انس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں، میں نے حضُورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے کہ:-

"یرکب الحمار العری ویجیب دعوۃ المملوک ویبنام علی الارض ویجلس علی الارض ویاکل علی الارض"

"برہنہ گدھے پر سواری فرماتے، غلاموں کی دعوت قبول فرماتے، زمین پر سوتے، زمین پر بیٹھتے اور زمین پر کھانا کھاتے۔"

عارفِ کامل مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

بساط زرکش شاہی چو نقش ما دارد — تن برہنہ و عالم نقش بوریا دارد
بہ تخت و دولتِ اقبال دھر مژہ مشو — کہ زخم پیلے ادبار در قفا دارد
بہ پشت پا زدہ جاموں دو کون را و ہنوز
ز فقر چشم خجالت بہ پشت پا دارد

ایک اُردو کے شاعر نے کیا خُوب کہا ہے:-

شہنشاہِ عالم کا بستر تو دیکھو
چٹائی کھجوروں کی کالی کملیں

---

[1] اردو ترجمہ رسالہ اصول الی مقابل الرسول۔ مصنفہ مطبوعہ المعارف گنج بخش روڈ لاہور

حدیث ۲/۳۱۲

حدثنا ابوالخطاب زیاد بن یحییٰ البصری حدثنا عبید اللہ بن میمون حدثنا جعفر بن محمد عن ابیہ قال سُئلت عائشۃ ما کان فراش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی بیتک قالت من ادم حشوہ من لیف وسئلت حفصۃ ما کان فراش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی بیتک قالت مسحا ثنیہ ثنیتین فینام علیہ فلما کان ذات لیلۃ قلت لو ثنیتہ امرح ثنیات کان اوطاء لہ فثنیناہ بارلع ثنیات فلما اصبح قال ما فرشتمونی اللیلۃ قالت قلنا ھو فراشک الا انا ثنیناہ بارلع ثنیات قلنا ھو اوطاء لک قال ردوہ لحالتہ الاولیٰ فانہ منعتنی وطاءتہ صلوتی اللیلۃ۔

ترجمہ امام محمد باقر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کرام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ آپ کے گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر کیسا تھا۔ انہوں نے فرمایا چمڑہ کا تھا بھرا ہوا تھا کھجور کی چھال سے۔ اور ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بھی پوچھا گیا کہ آپ کے گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر کیسا تھا۔ انہوں نے فرمایا ایک ٹاٹ تھا جس کو دہرا کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نیچے ہم بچھا دیتے تھے جس پر آپ سو جاتے۔ پھر ایک رات میں نے یہ کہا کہ اگر اس ٹاٹ کو میں چار تہ کر دوں تو زیادہ نرم ہو جائے گا، میں نے اسے چار تہ کر کے بچھا دیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کو اٹھے تو فرمایا تم نے رات کو میرے لئے کیسا بستر بچھایا تھا۔ انہوں نے عرض کیا یہ آنجناب کا ہی بستر تھا مگر میں نے اسے چار تہ کر دیا تھا تاکہ آپ کے لئے نرم ہو جائے۔ ارشاد فرمایا اسے پہلی ہی حالت پر لوٹا دو، پس اس کی نرمی میری رات کی نماز میں روک بن رہی تھی۔

حل لغات مِسْحًا۔ ٹاٹ، کمبل، اونی لباس جس کو زاہد لوگ تقشف کی بنا پر پہنا کرتے تھے۔ اَوْطَأُ۔ میں نرم کرتی ہوں۔ وَطْأٌ مصدر ہے جس کے معنی 'نرم کرنا' ہیں۔

تشریح حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو عملی طور پر یہ سمجھایا کہ دیکھو ایسا نہ ہو کہ یہ تمہارے نرم نرم بستر سے، یہ آرام و آسائش، یہ تنعم و دنیوی تمہیں یاد الٰہی، نماز اور تہجد سے بے پروا غافل نہ کر دیں۔ صرف اس لئے ذرا سا نرم بستر استعمال کرنا نہیں پسند فرمایا کہ نماز تہجد کہیں نہ پڑھی جائے۔ آج ہمیں سرور انبیاء، شفیق امت، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس سنت مبارکہ کو زندہ کرنا چاہیئے۔

امام ابوالخطاب زیاد بن یحییٰ البصری، دیکھو حدیث ۲/۳۱۲

باب ما جاء فی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان ینتخم فی بیتہ حاشیہ ۱

عبید اللہ بن میمون، دیکھو حدیث ۲/۳۱۲

باب ما جاء فی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان ینتخم فی بیتہ حاشیہ ۱

جعفر بن محمد، دیکھو حدیث ۲/۳۱۲

باب ما جاء فی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان ینتخم فی بیتہ حاشیہ ۱

محمد باقر، دیکھو حدیث ۲/۳۱۲

باب ما جاء فی نثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

maktabah.org

جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکیہ سے ٹیک لگائے ہوئے دیکھا اور آپ بوریئے پر نماز پڑھتے تھے، اور اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ دباغت کی ہوئی کھال ہو اور آپ اس پر نماز ادا فرمائیں۔

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ فِرَاشِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
پورا ہوگیا۔

marfat.com

بَابُ مَاجَاءَ فِي تَوَاضُعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

یہ باب جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاجزی اور انکساری ظاہر کرنے کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں تیرہ احادیث ہیں)

حل لغات تَوَاضُعٌ۔ عاجزی اور انکساری ظاہر کرنا۔ تَوَاضُع۔ کبر کی ضد ہے۔

تشریح اس باب میں حضور سرورِ عالم و عالمیان، صاحب لواء حمد، عالم علوم اولین و آخرین، صاحب خلق عظیم، رحمۃ اللعالمین، احمد مجتبیٰ، جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتہائی متواضع ہونے کا ذکر ہے۔ حضرت محدث جلیل، فقیہ اعظم الشیخ یوسف النبہانی تحریر فرماتے ہیں:-

"نبی علیہ السلام تواضع اور انکساری میں سب سے بڑھ کر تھے، بہت کم گو تھے مگر آپ کی کم گوئی کبر کی وجہ سے نہ تھی، جب بات کرتے تو بہت مختصر کرتے، بہت خوب رُو تھے دنیا کے کسی بڑے سے بڑے کام سے بھی نہ گھبراتے تھے، آپ اس حد تک بھی تواضع اور انکسار سے کام نہیں لیتے تھے کہ دوسرا آدمی حقیر سمجھنے لگے۔ [1]

مدینہ کی کنیزیں یا عام لڑکیوں میں سے کوئی لڑکی اپنی ضرورت کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر جہاں لے جانا چاہتی لے جاتی آپ اس کی ضرورت پوری فرماتے۔

آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ کوئی آزاد، غلام، کنیز، فقیر اور مسکین ملتا تو اس کے پاس کھڑے ہو جاتے اور اس سے پوچھتے کہ تمہیں کوئی تکلیف اور ضرورت تو نہیں۔

[1] الرسول الوسائل الوصول الی شمائل، شیخ محمد یوسف النبہانی، ص ۱۱۵

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ تھا کہ مجلس میں تشریف لاتے تو مل جل کر بیٹھتے۔ کبھی ممتاز جگہ پر تشریف نہ فرماتے۔ حضور سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مریض کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے جاتے جنازہ میں شریک ہوتے۔ اگر کوئی مسکین سے مسکین آدمی بھی بطورِ دعوت سے کھانے کی دعوت بھی دیتا، تو آنجناب از راہ تواضع قبول فرماتے، کبھی کسی کو حقیر اور کم تر نہ سمجھتے۔ کمزور لاچار اور ضرورت مند صاحبان کے پاس تشریف لے جاکر ان کی حاجتیں برلاتے اور ان کی مشکل کشائی فرماتے۔ گھر کے کام کاج بنفسِ نفیس کرتے اور قطعاً عار نہ سمجھتے، مہمانوں کی مہمانداری خود فرماتے۔

حدیث ۱/۳۱۴ حدثنا احمدؒ بن منیع وسعیدؒ بن عبد الرحمن المخزومی وغیر واحد قالوا حدثنا سفیانؒ بن عیینۃ عن الزھریؒ عن عبیدؒ اللہ عن عبدؒ اللہ بن عباس عن عمرؓ ابن الخطاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تطروني كما اطرت النصارى عيسى ابن مريم انما انا عبد الله فقولوا عبد الله ورسوله۔

ترجمہ عمر بن الخطاب سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم لوگ میری تعریف میں ایسا مبالغہ مت کرو جیسا نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کیا تھا، میں تو عبد اللہ ہوں پس تم بھی کہو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔

حل لغات لا تطروني۔ میری تعریف میں مبالغہ مت کرو۔ اطراء سے ہے حد سے زیادہ تعریف کرنا۔

تشریح ارشاد ہے کہ تم لوگ میری تعریف میں ایسا مبالغہ مت کرو جیسا نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کیا تھا، یعنی جس طرح نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرطِ محبت میں "استغفر اللہ" اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنا لیا، اس طرح میرے متعلق کوئی بات منہ سے نہ نکالنا بلکہ یہ کہنا کہ "اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں" اس میں کوئی جھوٹ نہیں نہیں اور یہی کمال تعریف ہے۔ حضرت علامہ بوصیری صاحبِ قصیدہ بُردہ شریف نے فرمایا۔

دع ما ادعته النصارى فى نبيهم فاحكم بما شئت مدحا فيه واحتكم

اسماء الرجال صفحہ ۲۱۴ ۱۔ اتمرین نمبر ۲ دیکھو ضمیمہ ۲ باب ماجاء ان شیئین حول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ضمیمہ ۳ سیرین فیروزان ۱۰ الکی وعدہ، القصہ، خرجہ النسائی، ۱۲ صفحہ میں ذکر ہوا۔
۲ سفیان بن عیینہ۔ دیکھو ضمیمہ ۲ باب ماجاء فی شکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ضمیمہ ۳ الزہری، دیکھو ضمیمہ ۲ باب ماجاء فی شکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ضمیمہ ۵ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود ہذلی، دیکھو ضمیمہ ۲ باب ماجاء فی شکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ضمیمہ ۶ عبد اللہ بن عباس، دیکھو ضمیمہ ۲ باب ماجاء فی شکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ضمیمہ ۷ عمر ابن الخطاب، دیکھو ضمیمہ ۲ باب ماجاء فی شکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ضمیمہ ۸

حضرت علامہ علی القاری رحمہ اللہ تعالیٰ جمع الوسائل جلد دوم صفحہ ۱۳ پر اسی حدیث کے ذیل میں ارشاد فرماتے ہیں :-

" فلا ینافی ان له اوصافا من الکمال غیر العبودیة والرسالة منها انه سید ولد آدم واللہ اعلم "

" یعنی سوائے عبودیت اور رسالت کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور بھی بڑے اوصاف و کمالات ہیں جن میں ایک یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آدم کی اولاد کے سردار ہیں تو یہ حدیث مندرجہ بالا ان کے منافی نہیں ہے واللہ اعلم "

نیز فرماتے ہیں :-

" اقول بکفی فی مدحه صلی اللہ علیه وآله وسلم اجمالا انه محمد بجمیع محامده الاولون والآخرون وانه احمد من حمد واحمد من حمد وله المقام المحمود واللواء المدود والحوض المورود، والشفاعة العظمٰی فی یوم مشهود وآدم ومن دونه تحت لوائه فلا یستغنی احد عن حمده وثنائه ثم هذا الحدیث من باب تواضعه حیث اقتصر امره علی مجرد الرسالة والعبودیة نظرا الی کمال نعوت ربه من الالوهیة والربوبیه فهو لیس من قبیل التنزل عمن هو دونه بل من باب تعظیم من فوقه "

" گذارشاً میں یہ کہتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توصیف میں مختصراً یہ کہنا کافی ہے کہ وہ ہیں جو محمد، تو اولین و آخرین نے ان کی صفت وثنا کی اور جب حضور احمد بھی ہوئے تو اس کا اشتقاق حمد سے ہے اور اس کی توجیہ یہ ہے کہ آپ کے لئے مقام محمود ہے اور علم شفاعت ہے جو اتنا وسیع ہے کہ تمام انبیاء کی اُمتیں اس کے سایہ کے نیچے ہوں گی اور حوض کوثر بھی اسی ذات اقدس کا ہے جہاں کہ تشنگان فیض کا ورود ہوگا اور قیامت کے دن شفاعت کبریٰ بھی ان کے وجود سے منسوب ہے، اور پھر عجیب بات یہ ہے کہ حضرت آدم اور اس کے علاوہ تمام مخلوق جو آدم کے ماسوا ہے حضور کے جھنڈے کے نیچے ہوگی۔ پس اب کوئی شخص حضور

marfat.com

کی صفت وثنا کرنے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اب اس حدیث میں جو اشکال واقع ہوا اس کا حل یہ ہے کہ یہ حدیث آپ کی منکسر المزاجی پر دلالت کرتی ہے اس میں آپ نے اپنی رسالت اور عبودیت پر اکتفا کیا ہے کیونکہ آپ کے سامنے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور الوہیت کی دو شانیں ہیں تو الوہیت اور ربوبیت کے مقابلہ میں رسالت اور عبودیت کا ظہور بہت حسین ہے۔ پس کوئی یہ نہ سمجھے کہ معاذ اللہ حاکم بدامن حضور کی صفات کا تنزل یعنی اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف واقع ہوا بلکہ یہ تو ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف تعظیماً عروج ہے جو الفاظ سے ثابت ہو رہا ہے"

حدیث ۲۴۱۵ حدثنا علی بن حجر حدثنا سوید بن عبد العزیز عن حمید عن انس بن مالک انّ امرأۃ جاءت الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقالت انّ لی الیک حاجۃ فقال اجلسی فی ای طریق المدینۃ شئت اجلس الیک۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ایک عورت حاضر ہوئی اس نے عرض کیا کہ آپ کے ساتھ ایک کام ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا شہر کے کسی راستہ پر بیٹھ جائیں وہاں بیٹھ کر تیری بات سنوں گا۔

حل لغات حَاجَۃٌ۔ ضرورت، کام۔ طَرِیْقٌ۔ راستہ۔ سڑک۔ اَلْمَدِیْنَۃ۔ شہر۔ شِئْتِ۔ تو چاہے۔

اسماء الرجال ص ۲۱۵ و ۲۱۶ ج ۱ دیکھو حدیث ۲۱۵ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۲ عبد العزیز بن عبد اللہ الاویسی سے ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ نے روایت کی ہے ۳ حمید بن تیر الحمیری سے بخاری نے روایت کی ہے ۴ انس بن مالک دیکھو حدیث ۲۱۵ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۲ ج ۱

marfat.com

تشریح ارشاد ہے کہ "ایک عورت حاضر ہوئی" اس عورت کے نام کا پتہ نہیں۔ مگر انصاریہ تھی۔ ارشاد ہے "شہر کے کسی راستہ پر بیٹھ جا" یعنی ایک طرف ہو کر بیٹھ جا اور میں وہاں بیٹھ کر تیری ہر بات سنوں گا اور حاجت برآری کروں گا۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہ اس لئے فرمایا کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی نہ ہوتا کہ منشر بطبیعت افراد کو کسی قسم کی مشارت کرنے کا موقع میسر نہ ہو۔ حضرت محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :-

"نشستن بسر راہ و توجہ آں سرور بحاجت زنے کم عقل از کمال تواضع آں حضرت است"

یعنی "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر راہ بیٹھ جانا اس بے وقوف سی عورت کی ضرورت کے لئے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال تواضع ہے"

اور حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری تحریر فرماتے ہیں :-

"ھذا دلیل علیٰ مزید تواضعہ وبراءتہ من جمیع انواع الکبر"

یعنی "یہ حدیث شریف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمال تواضع اور ہر قسم کے غرور و تکبر سے پاک اور مبرا ہونے کی دلیل ہے۔"

(جمع الوسائل جلد دوم صـ۱۳)

علامہ یوسف النبہانی رحمۃ اللہ علیہ الوسائل الوصول میں نقل فرماتے ہیں :-

"ابو الطفیل کہتے ہیں، میں چھوٹا سا تھا میں نے دیکھا کہ نبی علیہ السلام کے پاس ایک عورت آئی۔ وہ آپ کے قریب آگئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لئے اپنی چادر بچھا دی۔ نبی علیہ السلام کی طرف سے اس عورت کا اعزاز و اکرام دیکھا تو میں نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ یہ عورت کون ہے۔ ساتھیوں نے کہا کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی ماں ہے"

حدیث ۳/۳۱۶ حدثنا علی بن حجر حدثنا علی بن مسہر عن مسلم الاعور عن انس بن مالک قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعود المریض و یشہد الجنازۃ و یرکب الحمار و یجیب دعوۃ العبد وکان یوم بنی قریظۃ علی حمار

marfat.com

مَخْطُوْمٍ بِحَبْلٍ مِّنْ لِيْفٍ عَلَيْهِ اِكَافٌ مِّنْ لِيْفٍ .

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیماروں کی بیمار پُرسی فرماتے تھے، جنازے میں شریک ہوتے تھے، گدھے پر سواری فرمالیتے تھے، ہر آدمی کی دعوت قبول فرماتے بنی قریظہ کی لڑائی میں آپ ایک ایسے گدھے پر سوار تھے جس کی لگام کھجور کے پتّوں کی تھی اور کاٹھی بھی اسی کی تھی۔

حل لغات يَعُوْدُ ۔ بیمار پُرسی کرتے تھے، عیادت فرماتے تھے۔ اَلْعَبْدُ ۔ آدمی، غلام۔ مَخْطُوْمٌ ۔ لگام۔ اِكَافٌ ۔ کاٹھی۔ پالان گدھے کی، جس طرح زین گھوڑے کی ہوتی ہے۔

تشریح ارشاد ہے "بیماروں کی بیمار پرسی فرماتے تھے" یعنی بیمار کی عیادت کرنے میں کوئی فرق یا تمیز نہیں برتتے تھے۔ ہر ایک شخص کو چاہے وہ آزاد ہو یا غلام، جوان ہو یا بوڑھا، عورت ہو یا مرد، مسلمان ہو یا کافر بیمار پُرسی فرماتے، مریض کے قریب بیٹھتے، اس کے سر سے اسے پیار فرماتے، پھر اس کا حال دریافت فرماتے، اس کو تسلی دیتے، نہایت مشفقانہ اور محبت سے بھری ہوئی گفتگو بیمار کے ساتھ کرتے، جو جگہ اس کی دکھتی یا جس جگہ اسے درد ہو تو داہاں اپنا مُبارک ہاتھ پھیرتے، اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر دم ڈالتے۔ حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری فرماتے ہیں کہ "بیمار کی درد کی جگہ پر ہاتھ مبارک رکھ کر فرماتے یہ۔ اللہ ارقیك من كل داء يوذيك يشفيك" اور صحیحین یعنی بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہے کہ جناب جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بیمار ہو گیا۔ حضُور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میری بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے۔ ان دونوں گرامی قدر حضرات نے مجھے بے ہوش پایا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا اور وضو کا پانی مجھ پر چھڑکا، سو مجھے افاقہ ہو گیا تو حضُور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے میں مشرف ہوا، اور ابوداؤد میں ہے کہ "فتنح فی وجهی فافقت" میرے مُنہ پر دم کیا تو مجھے افاقہ ہو گیا اور اسی میں ہے کہ ارشاد فرمایا۔

"یا جابر لا ارك میتا من وجعك هذا" "اے جابر تو اس درد سے نہیں مرے گا"۔

اور مسلم شریف میں ہے کہ :۔

"یحب للمسلم ما یحب لنفسه" یعنی "ہر مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں"۔

جن میں سے ایک بیمار پُرسی کا بھی ہے۔ بخاری شریف میں ہے۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

marfat.com

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی مریض کو دیکھنے جاتے یا کوئی بیمار آپ کی خدمت میں حاضر کیا جاتا تو آپ فرماتے۔

"اذھب الباس رب الناس، واشف انت الشافی، لا شفاء الا شفاءك شفاء لا یغادر سقما"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیمار پرسی فرمانا علاوہ اور باتوں کے کمال تواضع بھی ہے اس لئے کہ:۔

"لان التوضع خروج الانسان عن مقتضی جاهه وتنزله عن مرتبة امثاله"

گدا گر تواضع کند خوئے اوست
تواضع ز گردن فرازاں نکوست

ارشاد ہے "جنازے میں شریک ہوتے تھے" یعنی جنازہ پر تشریف لے جاتے، اس پر نماز ادا فرماتے اس کی بخشش کیلئے اللہ جل شانہٗ کی بارگاہ عالیہ میں دعائیں فرماتے اور ایسے مبارک ارشادات فرماتے کہ جو بڑی عبرت اور بڑی موعظت کا باعث ہوتے۔ ارشاد ہے "گدھے پر سواری فرمالیتے تھے" یعنی اونٹ، اونٹنی اور گھوڑے کی موجودگی میں بھی گدھے پر سواری فرمالیتے تھے اور بسا اوقات اپنے ساتھ آگے یا پیچھے کسی دوسرے آدمی کو بٹھالیتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ تشریف لائے، بنی عبدالمطلب کے بچوں نے آپ کا استقبال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بچے کو آگے بٹھا لیا اور ایک کو اپنے پیچھے۔

ارشاد ہے "ہر آدمی کی دعوت قبول فرماتے" یعنی کوئی شخص بھی چاہے وہ غریب سے غریب اور بیکس ہی کیوں نہ ہو اس کی دعوت کو قبول فرما کر اس کے ہاں تشریف لے جاتے اور اس کی دلجوئی فرماتے اور اس کی عزت افزائی ہوتی۔

حضرت الحافظ زین الدین العراقی نے تین اشعار میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس تواضع کو بیان فرمایا ہے۔

ولا یمشی مع المسکین والارملة — فی حاجة من غیر ما انفة
یردف خلفه علی الحمار — علی اکاف غیر ذی استکبار
یمشی بلا نعل ولا خف الی
عیادة المریض حوله الملا

marfat.com

حدیث ۴/۳۱۷ حدثنا واصل بن عبد الاعلیٰ الکوفی حدثنا محمد بن فضیل عن الاعمش عن انس بن مالک قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یُدْعیٰ اِلیٰ خُبْزِ الشَّعِیْرِ وَالْاِھَالَۃِ فَیُجِیْبُ وَلَقَدْ کَانَتْ لَہٗ دِرْعٌ عِنْدَ یَھُوْدِیٍّ فَمَا وَجَدَ مَا یَفُکُّھَا حَتّٰی مَاتَ۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جَو کی روٹی اور کئی دن کی باسی پرانی چکنائی کی دعوت دیتا تو قبول فرما لیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک زرہ یہودی کے پاس تھی وصال مبارک تک رقم نہ ہونے کی وجہ سے اسے یہودی سے نہ چھڑا سکے۔

حل لغات یُدْعیٰ۔ دعوت کئے جاتے، بلائے جاتے۔ اَلشَّعِیْرُ۔ جَو۔ اَلْاِھَالَۃُ۔ ہر وہ روغن جو بطور سالن کے استعمال ہو، پگھلی ہوئی چربی۔ اَلسَّنِخَۃُ۔ جس کی بو متغیر ہو وہ چکناہٹ جو کافی دن رہ گئی ہو۔

تشریح یعنی آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت مبارکہ میں اتنا انکسار تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنے صاحب تواضع تھے کہ تھوڑے سے تھوڑے کھانے کی دعوت کو بھی قبول فرماتے تھے اور کسی معمولی سے معمولی دی گئی دعوت کو رد نہ فرما کر دل آزردگی کا سبب نہ بنتے تھے۔

حدیث ۵/۳۱۸ حدثنا محمود بن غیلان حدثنا ابو داؤد الحضری عن سفین عن الربیع بن صبیح عن یزید بن ابان عن انس بن مالک قال حج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیٰ رحل رث علیہ قطیفۃ لا تساوی اربعۃ دراھم فقال اللھم اجعلہ حجا لا ریاء فیہ ولا سمعۃ۔

ترجمہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج فرمایا اس حال میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بوسیدہ اور پھٹے پرانے پالان پر سوار تھے، اس پر ایک چادر تھی جو کہ چار درہم کی قیمت کے برابر بھی نہ تھی، اور یہ دعا فرمارہے تھے اے اللہ! اس حج کو ایسا حج بنا جس میں نہ کوئی دکھاوا ہو اور نہ ہی شہرت۔

---

marfat.com

حل لغات رَحْل۔ اونٹ کا پالان۔ رَثّ۔ بوسیدہ، پھٹا، پُرانا۔ قَطِیْفَۃٌ۔ چادر، کملی، وہ چادر یا کملی جس کا حاشیہ ہو۔ رِیَاءٌ۔ جو کام لوگوں کو بتلانے کے لئے کیا جائے۔ سُمْعَۃٌ۔ جو کام لوگوں میں شہرت کے ارادہ سے کیا جائے۔

تشریح ارشاد ہے کہ "حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج فرمایا اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بوسیدہ اور پھٹے پُرانے پالان پر سوار تھے اس پر ایک چادر تھی جو کہ چار درہم کی قیمت کے برابر بھی نہ تھی" یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال تواضع، فروتنی اور عاجزی تھی جس کا اظہار اللہ جل جلالہٗ کے حضور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ورنہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر قسم کی عنایتوں، بخششوں اور نعمتوں سے سرفراز فرمایا تھا جس کا اظہار اس طریق سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسی حج مبارک میں قربانی کے وقت ایک سو اونٹ کی قربانی اللہ جل جلالہٗ کے حضور میں پیش فرمائی، اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو وہ کچھ عطا فرمایا جس کا کوئی حساب ہی نہیں۔ وغیرہ وغیرہ

ارشاد ہے "اے اللہ! اس حج کو ایسا حج بنانا جس میں نہ تو دکھاوا ہو اور نہ ہی شہرت" یعنی اللہ جل جلالہٗ کے حضور مبارک میں اپنی عاجزی، مسکینی اور تواضع کا اظہار بھی کمال درجے کا فرماتے۔ حضرت علامہ عبدالرؤف المناوی المصری المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں۔

"وھذا من عظیم تواضعه صلی اللہ علیه وآلہ وسلم اذ لا یتطرق الریاء والسمعة الا لمن حج علی المراکب النفیسة والملابس الفاخرة والاغشیة المحبرة والاکوار المفضضة الی غیر ذالك مما ھو مکروہ لا سیما فی زماننا ھذا فسیما لعلمائه ھذا مع انه صلی اللہ علیه وآلہ وسلم اھدی فی ھذا الحجة مائة بدنة واھدی

"یہ دعا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تواضع کی ایک اعلیٰ دلیل ہے، کیونکہ اس سے نہ تو کوئی دکھاوا اور نہ سُمعہ پیدا ہوتا ہے۔ ویسے ریا اور سُمعہ تو اس شخص سے آسکتی ہے جو کہ نفیس سواریوں پر اعلیٰ قیمتی لباس سے حج کرے اور اس کے ساتھ تمام عیش کا سامان موجود ہو، بلکہ گروہ درگروہ اونٹوں کی جماعتیں ہوں یا کوئی اور ایسی اشیاء ہوں جو کہ گروہ ہیں خاص کر ہمارے اس زمانے اور اس کے علماء

marfat.com

لاصحابه مالا يسمح به ومنهم عمر اهدى فيما اهدى له بعيرا اعطى فيه ثلثمائة دينار افابى قبولها "

کے لئے یہ عبرت ہے اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حج میں ایک سو اُونٹ قربان کئے اور اپنے صحابہ کو تحفے دیئے اور یہ سخاوت اس قدر کی کہ کسی شخص نے اس سے پہلے نہ سُنی اور نہ دیکھی ان اصحاب میں ایک مثال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہے آپ کو ہدیہ کے طور پر بے شمار اونٹ عطا کئے اور مزید برآں تین سو دینار بھی ان کی طرف بھیجے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس قدر عطا دیکھ کر حیران ہوگئے اور قبول نہ کرسکے۔"

نیز فرمایا :-

"وذالك لانه فى اعظم مواطن التواضع اذ الحج حاله تجرد و اقلاع وخروج عن من المواطن سفرا الى الله الا ترى مافيه من الاحرام ومعناه احرام النفس من الملابس تشبيها بالغازين الى الله و لتذكر الموقف الحقيقى فكان التواضع فى هذا المقام من رسول الله اعظم المحاسن"

"اور جب حج ایک ایسا فعل ہے کہ انسان اس کے علاوہ باقی سب کام چھوڑ دیتا ہے اور دنیاوی کاموں کا قلع قمع کرتا ہے، پھر اپنے گھروں کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف سفر کرتا ہے اس صورت میں حضور کا فعل تواضع کے عظیم الشان مواقع میں گنا جاتا ہے۔ اے مخاطب! کیا تُو یہ نہیں دیکھتا کہ حج میں کئی کاموں کا اپنے اوپر حرام کرنا ہوتا ہے اور حج کا معنی یہ ہے کہ خواہشاتِ نفس کو اپنے اُوپر حرام کرے مثلاً عام لباس وغیرہ۔ اس کی مثال اُن غازیوں جیسی ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں اور اپنی منزل جاودانی کو یاد کرنے کی

marfat.com

غرض منہ سے نکلتے ہیں۔ پس اس مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تواضع باقی تمام خوبیوں سے اعلیٰ اور برتر تھی۔"

نیز یہ دعا فرمانا

اللہ جل جلالہ کے حضورِ اقدس میں انتہائی خشوع اور عاجزی کا اظہار ہے اور اُمتِ مُسلمہ کو یہ تعلیم دینا ہے یہ سکھانا ہے کہ ہر نیک عمل میں یہاں تک کہ حج ہی کیوں نہ ہو اخلاص، للّٰہیت اور خاص اللہ جلالہ کی رضا کی نیت رکھو تاکہ یہ بڑے ظاہری اور باطنی عمل تمہاری عبادت کو ضائع نہ کردیں۔ حضرت استاذ گرامی محدثِ جلیل صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے ارشاد فرمایا کہ

"یہ بات یاد رکھو کہ سیّدِ دوعالم، شفیع المذنبین، پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس ان زمائم سے پاک اور منزہ تھی۔ یہاں پر یہ ارشاد ایک تو تعلیمِ اُمت ہے اور دوسرا اللہ تعالیٰ سے نیک عمل کی توفیق، طلب کرنا خلوص اور للّٰہیت کے ساتھ ہے۔"

حضرت علامہ مُلّا علی قاری رحمہ الباری، جمع الوسائل جلد دوم ص۱۳۴ پر تحریر فرماتے ہیں :-

"قال القسطلانی فی اسناد ھذا الحدیث ضعف واخرجہ ابن حبان ایضاً وقال مبرك وضعه لاجل الربیع بن صبیح فانه ضعیف له مناکیر ویزید ابن ابان ایضاً متروك الحدیث۔"

یعنی "قسطلانی نے فرمایا کہ اس حدیث کے اسناد میں ضعف ہے اور ابن حبان نے بھی یہی کہا ہے۔ مبرک فرماتے ہیں کہ یہ ضعف ربیع بن صبیح کی وجہ سے ہے اس لئے کہ وہ ضعیف ہے، لہ مناکیر اور یزید ابن ابان بھی متروک اور منکر الحدیث ہے۔"

حدیث ۶/۳۱۹ حدثنا عبداللہ بن عبدالرحمان حدثنا عفان حدثنا حماد بن سلمۃ عن حمید عن انس قال لم یکن شخص احب الیھم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال وکانوا اذا راوہ لم یقوموا لما یعلمون من کراھیتہ لذالک

marfat.com

ترجمہ جناب انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حضور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ محبوب کوئی دوسرا شخص نہیں تھا، وہ فرماتے ہیں کہ باوجود اس کے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کھڑے نہ ہوتے کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ پسند نہیں تھا۔

تشریح ارشادِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حضور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ محبوب کوئی دوسرا شخص نہیں تھا" اور کیسے کوئی دوسرا آدمی پیارا اور محبوب ہوسکتا ہے جبکہ سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دولتِ توحید سے نوازا۔ گمراہی کے عمیق گھڑوں سے نکال کر سعادت اور نیک عملی کی بلندیاں نصیب فرمائیں۔ جہنم کے عذاب سے بچا کر جنت کی نعمتیں مرحمت فرمادیں۔ جاہلی عرب کی انتہائی بداخلاقیوں سے چھٹکارا دلا کر مکارمِ اخلاق پر فائز فرمایا۔ نیز آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ ستودہ صفات کو محبوب رکھنا ہی تکمیلِ ایمان ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے بغیر تو مسلمان مسلمان ہی نہیں ہوتا۔

"لا الا ایمان لمن لا محبۃ لہ" "آگاہ رہو کہ جس شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت نہیں اس کا ایمان مکمل ہی نہیں۔"

ایک بار سیدنا امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "اے اللہ تعالیٰ کے رسول ہر ایک چیز سے آپ مجھے پیارے ہیں سوائے اپنی جان کے" تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تیرا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں جب تک کہ تجھے میں اپنی جان سے بھی پیارا نہ ہوجاؤں"۔ تو (حضرت) عمرؓ کچھ دیر خاموش رہے۔ پھر عرض کیا کہ "اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں" تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"الآن تم ایمانک یا عمر" اے عمر اب تیرا ایمان پورا ہوگیا"۔

یہی وجہ تھی کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے باپ، بھائی، ماں اور ہر چیز سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت فرماتے ہیں، اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں مست و الست تھے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو حضور سراپا نور سرورِ عالم وعالمیان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کاملہ وصادقہ عطا فرمائے۔ آمین۔

ارشاد ہے کہ " باوجود اس کے جب آپ تشریف لاتے تو صحابہ کھڑے نہ ہوتے کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ پسند نہیں فرماتے تھے " گویا حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قلبی محبت یہ تقاضا کرتی تھی مگر چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قسم کی ظاہری باتوں کو ناپسند فرماتے تھے لہٰذا کھڑے نہ ہوتے۔ دوسری یہ بات ہے کہ آنحضور ہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بسا اوقات ضرورت کے لئے گھر میں آتے جاتے یا دیگر ضرورت کے لئے اُٹھتے تو ہر وقت صحابہ کا اُٹھنا بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناگوار خاطر ہوتا' اور اس میں تواضع کا پہلو بھی پایا جاتا ہے کہ اے دوستو میرے لئے نہ اُٹھا کرو۔ وغیرہ

بعض لوگوں نے اس سے یہ بات اخذ کی ہے کہ کسی کی تعظیم کے لئے کھڑا ہی نہیں ہونا چاہیئے۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ناپسند فرمانا تو اپنے صحابہ پر شفقت و تواضع سے تھا اور اس وجہ سے تھا کہ کہیں تعظیم میں انتہائے افراط نہ کر گزریں۔ امام نووی فرماتے ہیں۔

"ھذا القیام للقادم من اھل الفضل من علم او صلاح او شرف مستحب"

"یہ قیام آنے والے کے لئے جو کہ صاحب فضل ہو صاحب علم ہو' متقی ہو یا صاحب شرف ہو' مستحب ہے"

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

"لیس ھذا من القیام المنھی عنہ انما ذالک فیمن یقومون علیہ وھو جالس ویمکثون قیاما طول جلوسہ"

"اس جگہ تعظیماً قیام منع نہیں ہے بلکہ اس قیام کی ممانعت آئی ہے کہ بڑا آدمی بیٹھا رہے اور لوگ اس کے آگے کھڑے رہیں"

ابوداؤد میں ابی ہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں :-

"کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یحدثنا فاذا قام قمنا قیاما حتی نراہ قد دخل"

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے گفتگو فرماتے جب اچانک اُٹھتے تو ہم بھی تعظیماً کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر مُبارک میں داخل ہو جاتے۔"

حدیث ۳۲

حدثنا سفيان بن وكيع حدثنا جميع بن عمير بن عبد الرحمن العجلي حدثني رجل من بني تميم من ولد ابي هالة زوج خديجة يكنى ابا عبد الله عن ابن ابي هالة الحسن بن علي رضي الله عنهما قال سألت خالي هند بن ابي هالة وكان وصافا عن حلية رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وانا اشتهي ان يصف لي منها شيئا فقال كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فخما مفخما يتلألأ وجهه تلألؤ القمر ليلة البدر قدر طوله بطوله قال الحسن فكتمتها الحسين زمانا ثم حدثته فوجدته قد سبقني اليه فسأله عما سألته عنه ووجدته قد سأل اباه عن مدخله وعن مخرجه وشكله فلم يدع منه شيئا قال الحسين فسألت ابي عن دخول رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال كان اذا اوى الى منزله جزأ دخوله ثلاثة اجزاء جزء لله وجزء لاهله وجزء لنفسه ثم جزء جزءه بينه وبين الناس فيرد ذلك بالخاصة على العامة ولا يدخر عنهم شيئا وكان من سيرته في جزء الامة ايثار اهل الفضل باذنه وقسمه على قدر فضلهم في الدين فمنهم ذو الحاجة ومنهم ذو الحاجتين ومنهم ذو الحوائج فيتشاغل بهم ويشغلهم فيما يصلحهم والامة من مسئلتهم عنه واخبارهم بالذي ينبغي لهم وكان يقول ليبلغ الشاهد منكم الغائب وابلغوني حاجة من لا يستطيع ابلاغها فانه من ابلغ سلطانا حاجة من لا يستطيع ابلاغها ثبت الله قدميه يوم القيمة ولا يذكر عنده الا ذلك ولا يقبل بل من احد غيره يدخلون رواداً ولا يفترقون الا عن ذواق ويخرجون ادلة يعني على الخير قال فسألته عن مخرجه كيف كان يصنع فيه قال كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يخزن لسانه الا فيما يعنيه ويؤلفهم ولا ينفرهم ويكرم كريم كل قوم ويوليه عليهم ويحذر الناس ويحترس منهم من غير ان يطوي عن احد بشره ولا خلقه ويتفقد اصحابه ويسأل الناس

اسماء الرجال
سفيان بن وكيع ص ۳۴۲
باب ما جاء في خلق رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ص ۳۴۲
جميع بن عمير ص ۳۴۲
باب ما جاء في خلق رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ص ۳۴۲
الحسن بن علي ص ۳۴۲
باب ما جاء في خلق رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ص ۳۴۲
هند بن ابي هالة ص ۳۴۲
باب ما جاء في خلق رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ص ۳۴۲

عَمَّا فِي النَّاسِ وَيُحَسِّنُ الْحَسَنَ وَيُقَوِّيهِ وَيُقَبِّحُ الْقَبِيحَ وَيُوَهِّيهِ مُعْتَدِلَ الْأَمْرِ غَيْرَ مُخْتَلِفٍ وَلَا يَغْفُلُ مَخَافَةَ أَنْ يَغْفُلُوا وَيَمِيلُوا لِكُلِّ حَالٍ عِنْدَهُ عَتَادٌ لَا يُقَصِّرُ عَنِ الْحَقِّ وَلَا يُجَاوِزُهُ الَّذِينَ يَلُونَهُ مِنَ النَّاسِ خِيَارُهُمْ أَفْضَلُهُمْ عِنْدَهُ أَعَمُّهُمْ نَصِيحَةً وَأَعْظَمُهُمْ عِنْدَهُ مَنْزِلَةً أَحْسَنُهُمْ مُوَاسَاةً وَمُؤَازَرَةً قَالَ فَسَأَلْتُهُ عَنْ مَجْلِسِهِ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم لَا يَقُومُ وَلَا يَجْلِسُ إِلَّا عَلَى ذِكْرٍ وَإِذَا انْتَهَى إِلَى قَوْمٍ جَلَسَ حَيْثُ يَنْتَهِي بِهِ الْمَجْلِسُ وَيَأْمُرُ بِذَلِكَ يُعْطِي كُلَّ جُلَسَائِهِ بِنَصِيبِهِ لَا يَحْسَبُ جَلِيسُهُ أَنَّ أَحَدًا أَكْرَمُ عَلَيْهِ مِنْهُ مَنْ جَالَسَهُ أَوْ فَاوَضَهُ فِي حَاجَةٍ صَابَرَهُ حَتَّى يَكُونَ هُوَ الْمُنْصَرِفَ وَمَنْ سَأَلَهُ حَاجَةً لَمْ يَرُدَّهُ إِلَّا بِهَا أَوْ بِمَيْسُورٍ مِنَ الْقَوْلِ قَدْ وَسِعَ النَّاسَ بَسْطُهُ وَخُلُقُهُ فَصَارَ لَهُمْ أَبًا وَصَارُوا عِنْدَهُ فِي الْحَقِّ سَوَاءً مَجْلِسُهُ مَجْلِسُ عِلْمٍ وَحِلْمٍ وَصَبْرٍ وَأَمَانَةٍ لَا تُرْفَعُ فِيهِ الْأَصْوَاتُ وَلَا تُؤْبَنُ فِيهِ الْحُرَمُ وَلَا تُنْثَى فَلَتَاتُهُ مُتَعَادِلِينَ يَتَفَاضَلُونَ فِيهِ بِالتَّقْوَى مُتَوَاضِعِينَ يُوَقِّرُونَ فِيهِ الْكَبِيرَ وَيَرْحَمُونَ فِيهِ الصَّغِيرَ وَيُؤْثِرُونَ ذَا الْحَاجَةِ وَيَحْفَظُونَ الْغَرِيبَ.

ترجمہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ھالہ سے دریافت کیا اور وہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مبارک کا بیان بہت فرمایا کرتے تھے اور مجھے اس کی بہت ہی خواہش ہوتی کہ میرے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی اوصاف بیان کرے تو انہوں نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود شاندار تھے اور دوسروں کی نظروں میں بھی شان والے تھے۔ آنحضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رُخ انور چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتا تھا۔ امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک عرصہ تک میں نے اس حدیث کو امام حسین علیہ السلام سے بیان نہیں کیا۔ پھر جب میں نے یہ حدیث اسے بیان کی تو میں نے محسوس کیا کہ وہ مجھ پر اس کے جاننے میں سبقت لے گئے ہیں، اور دریافت کر چکے تھے جس کے متعلق میں نے پوچھا تھا نیز امام حسین علیہ السلام نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے کاشانۂ اقدس میں تشریف لے جانے اور باہر تشریف لانے اور آپ کے طور و طریقہ کے متعلق دریافت کر چکے تھے اور اس بارے میں ان سے کوئی

شے نہیں رہ گئی تھی۔ جناب امام حسین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے باپ رضی اللہ عنہ سے سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر مبارک میں تشریف لے جانے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب گھر مبارک تشریف لے جاتے تو اپنے اوقات کو تین حصوں میں بانٹ دیتے۔ ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے لئے، ایک حصہ اپنے گھر والوں کے لئے اور ایک حصہ اپنے لئے۔ پھر وہ حصہ جو اپنے لئے مخصوص فرماتے اسے دو حصوں میں بانٹ دیتے، کچھ اپنے لئے اور کچھ لوگوں کے لئے۔ لوگوں کے حصہ میں خواص کو عوام پر ترجیح دیتے، اور ان سے کوئی چیز چھپا کر نہ رکھتے۔ اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارکہ رہی تھی کہ اجازت کے ساتھ اہلِ فضل کو ترجیح دیتے اور اس وقت بھی فضل دینی کے اعتبار سے تقسیم فرمالیتے۔ بعض ایک ضرورت والے ہوتے، اور بعض دو ضرورتوں والے، اور بعض زیادہ ضرورتوں والے ہوتے، پس اپنے آپ کو ان کے ساتھ مشغول رکھتے۔ ان تمام اُمور میں جس سے ان کی اصلاح ہوتی اور امت کی اصلاح ہوتی، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو ایسی چیزوں کی خبر دیتے جو کہ ان کے لئے ضروری ہوتیں۔ اور فرماتے چاہیئے کہ موجود صاحبان ان لوگوں کو جو موجود نہیں ہیں، یہ احکام پہنچا دیں۔ اور فرماتے کہ جو مجھ تک پہنچانے کی طاقت نہیں رکھتا اس کی ضرورت مجھے پہنچاؤ، پس بیشک جو امیر تک کسی ایسے شخص کی ضرورت پہنچائے جو خود نہیں پہنچ سکتا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو ثابت قدم رکھے گا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں ایسی ہی باتیں ہوتی تھیں اور کسی ایک سے سوائے ان باتوں کے اور کچھ قبول نہ فرماتے۔ حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں اپنی حاجتیں لے کر داخل ہوتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مبارک سے کچھ چکھنے کے بغیر نہیں جُدا ہوتے تھے۔ اور وہاں سے نکلے تو لوگوں کو دلالت کرنے والے ہوتے خیر کی۔ امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر مبارک سے باہر قدم رنجہ فرمانے کے بعد کیسے بسر ہوتا تھا۔ امیر المومنین نے فرمایا فضول باتوں سے اپنی زبان مبارک کو محفوظ رکھتے تھے، اور ان کی تالیفِ قلوب فرماتے، انہیں اپنے سے مانوس کرتے، اور قوم کے سردار کی تکریم فرماتے اور اسی کو ان پر امیر فرماتے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے انہیں ڈراتے۔ اور لوگوں میں جو اچھائی ہوتے ان کو دریافت فرماتے اور ہر نیک بات کی تحسین فرماتے اور اس اچھی بات کو مزید تقویت عطا فرماتے اور بُری بات کی برائی بیان فرماتے اور اس کو زائل فرماتے، اور ہر کام میں میانہ روی اختیار فرماتے نہ کہ متلون اور جلد باز تھے اور کسی وقت بھی مخلوقِ خدا کی اصلاح سے غافل نہ ہوتے کہ کہیں وہ لوگ امورِ دین سے غافل نہ ہو جائیں اور کسی دوسرے طرف مائل

نہ ہو جائیں، اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس ہر کام کے لئے باقاعدہ انتظام ہوتا تھا اور حق کے ارشاد فرمانے میں کوتاہی نہیں کرتے تھے اور نہ ہی حد سے بڑھ جاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قریبی افراد انتہائی بہترین افراد ہوتے آپ کے نزدیک صاحب فضیلت وہ ہوتا جو کار و ئے فضیلت کرنے کے ہر ایک کی بھلائی چاہتا اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نزدیک بڑے سے بڑے مرتبے والا وہ ہوتا جو کہ مخلوق خدا کی غمگساری اور مدد میں زیادہ حصہ لیتا۔ امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پھر میں نے لوگوں میں بیٹھنے کے متعلق ان سے پوچھا تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اُٹھتے بیٹھتے ذکر الٰہی کرتے اور جب کسی مجلس میں تشریف لے جاتے تو جس جگہ اس مجلس میں جگہ ملتی وہاں بیٹھ جاتے اور اس بات کا حکم بھی فرماتے اور حاضرین مجلس میں سے ہر ایک کو اس کا حصہ عطا فرماتے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حضور مبارک میں ہر ایک بیٹھنے والا یہی سمجھتا کہ کوئی ایک اس سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بزرگ نہیں ہے۔ جو شخص کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس بیٹھتا یا اپنی کوئی ضرورت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں بیان کرتا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بڑے حوصلہ کے ساتھ تشریف فرما رہتے یہاں تک کہ وہ شخص خود اُٹھ کر چلا جاتا، اور جو شخص اپنی کسی ضرورت کو آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مانگتا تو آپ اسے نامراد نہ لوٹاتے۔ اگر وہ چیز میسر نہ ہوتی تو نہایت ہی معقول طریقہ پر عذر فرما دیتے۔ آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خندہ روئی اور اخلاق کریمانہ ہر ایک کو احاطہ کئے ہوئے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تمام مخلوق کیلئے باپ کی طرح ہو گئے تھے۔ حقوق کے لحاظ سے تمام لوگ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نظر مبارک میں برابر تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صحبت مبارک علم حیا، صبر اور امانت کا مرقع ہوتی۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مجلس مبارک میں کوئی بھی اُونچی آواز نہ کرتا اور نہ ہی کسی بے حرمتی کی جاتی، کسی کی لغزشوں کو شہرت نہ دی جاتی۔ سب لوگ برابر بنتے جاتے باہم ایک دوسرے پر۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مجلس مبارک فضیلت تقویٰ کی بنیاد پر ہوتی۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مجلس مبارک میں بڑی عمر والے کی توقیر کی جاتی اور مجلس پاک میں چھوٹی عمر والوں پر شفقت کی جاتی۔ باہم ضرورتمندوں کو ترجیح دیتے مسافر کی رعایت کرتے۔

حل لغات اَشْکَل۔ مشابہت، مثل، نظیر، صورت۔ جَزَءَ۔ تقسیم کرتے تھے۔ یُدَّخَرُ۔ پوشیدہ نہیں رکھتے تھے، چھپا کر نہیں رکھتے تھے۔ سِیْرَت۔ عادت، طریقہ، روش، طرز زندگی، ہیئت

حَاجَةٌ کی جمع حَاجٌ آتی ہے جیسے رَاحَةٌ کی جمع رَاحٌ آتی ہے حَاجٌ کے علاوہ حاجات حَوْجٌ اور حَوَائِجُ بھی اس کی جمع آتی ہے۔ اس کے معنی ضرورت کے ہیں۔ رُوَّادًا۔ پانی طلب کرنا۔ رَوْد سے ہے اس کی جمع رَاشِد ہے رَاشِد اس شخص کو کہتے ہیں جو جماعت سے آگے بڑھ کر دانہ، چارہ اور پانی کی تلاش میں جاتا ہے، گویا طلب اور جستجو کرنے والا۔ ذَوَاقِن۔ کھانا، پینا، چکھنا، فاہ کو اُٹھانا۔ ذَوَاق، فَعَال کے وزن پر ہے، جو کہ مفعول کے معنی دیتا ہے اس کا مصدر ذَوْق ہے جس کے معنی چکھنا کے ہیں لغت میں اس کے معنی آزمانا اور کھینچنا کے ہیں۔ اَلذَّوْقُ وَالذَّائِقَةُ طبیعت کو بھی کہا جاتا ہے۔ یَحْرُنُ کے معنی یَحْفَظُ کے ہیں یعنی حفاظت فرماتے یَحْذِرُہُمْ ڈراتے تھے، تنبیہ کرتے تھے اس کا مصدر تَحْذِیْرٌ ہے جس کے معنی ڈرانا، تنبیہ کرنا ہے۔ یَحْتَرِسُ۔ یک سُو رکھتے تھے۔ اس کا مصدر اِحْتِرَاسٌ ہے جس کے معنی محفوظ رکھنا، اپنے آپ کو کسی سے بچانا، ہوشیار رہنا، یک سو رہنا ہے۔ یَطْوِیْ۔ طوی ماضی یَطْوِیْ مضارع اور طَیًّا مصدر ہے جس کے معنی کسی چیز سے پہلو تہی کرنا، کسی چیز سے ہٹ جانا، اعراض کرنا، چھوڑ دینا، اور مُنہ پھیر لینا ہے۔ بُسْرَ۔ خندہ پیشانی، کشادہ روئی، چہرہ کی رونق، پیشانی پر خفگی کی وجہ سے شکن نہ ڈالنا، تیوری نہ چڑھانا۔ یہ عَبُوْس کی ضد ہے عبوس کے معنی ترش روئی کرنا، چیں بجبیں ہونا، تیوری چڑھانا ہے۔ یَتَفَقَّدُ۔ تلاش کرتے تھے۔ تَفَقُّدٌ۔ گمشدہ چیز کو ڈھونڈنا، غیر حاضر کی جستجو کرنا، تلاش کرنا۔ یُوْهِیْهِ۔ بُری بات کو مٹاتے۔ یَوْهِیْ کے معنی یَسْقُطُ کے بھی کرتے ہیں۔ بجائے یُوْهِیْهِ کے یُوْهِنُهُ بھی آیا ہے جس کے معنی ہیں قبول نہ پاتے تھے اس پر اعتبار نہ کرتے۔ مُعْتَدِلًا۔ اِعْتِدَال سے ہے جس کے معنی توسط اور تناسب ہے، برابری۔ افراط اور تفریط کا درمیانی درجہ۔ مَخَافَةَ۔ گھبرانا، احتیاط کرنا، ڈرنا۔ غَفْلَةً۔ غافل ہونا، بھول جانا، چھوڑ دینا۔ عَتَادٌ۔ تیار ہونا۔ سامان جو کسی مقصد کے لئے تیار کیا جائے۔ ماعدہ الرجل من السلاح والدواب وآلة الحرب۔ اسلحہ، گھوڑے اور سامان جنگ کو تیار رکھنا، لیس ہونا۔ لَا یُقَصِّرُ۔ کسی قسم کی کمی یا کوتاہی نہیں کرتے تھے۔ قَصَّرَ، یُقَصِّرُ، تَقْصِیْرًا کوتاہی کرنا۔ یَلُوْنَکَ۔ ان کے نزدیک ہوتے، اس کا مصدر دُنُوٌّ ہے جس کے معنی نزدیک ہونا، متصل ہونا، قرب ہونا ہے۔ خِیَاس۔ پسندیدگی، بہت اچھا، بہترین، نیک۔ عَمَّ۔ شامل ہونا، عام ہونا۔ مَوَاسَاةٌ۔ مدد دینا۔ وَسِّیْ یَسِّیْ وَسْیًا۔ مدد دینا، تسلی دینا، ہمدردی کرنا۔ تاج یہ بھی ہیں ہے المواساۃ کسے را در چیزے ہم چو خویش دانستن۔ مَوَاسَرَةٌ۔ بوجھل چیزوں کا بیڑہ پر اُٹھانا۔ وَنْهَرَ۔ وِنْهَرًا اس کے معنی ہاتھ بٹانا، تقویت دینا اور اعانت

کرنے کے بھی آتے ہیں۔ تاج یہقی میں ہے مواٰسرہ بمعنی معاونہ یعنی مددگاری کردن۔ جلساء۔ ہم نشین صحبت میں بیٹھنے والے۔ یہ جمع ہے اس کا واحد جلیس ہے۔ النصیب۔ حصہ۔ اکرم۔ بزرگ ہوا۔ کرم یکرم کرما۔ عزیز ونفیس ہونا۔ بزرگ ہونا۔ معزز ہونا۔ فاوضہ۔ تفاوض سے ہے جس کے معنی ہیں باہم بات چیت کرنا۔ شریک ہونا صابرہ۔ صبا اور مصابرۃ کے معنی میں ہے یعنی صبر کرنے میں غالب رہنا۔ عیسور۔ اس کی جمع میاسر ہے۔ آسان بنایا ہوا' وہ جو آسانی سے ہو سکے۔ ممکن ہونے کے قابل۔ صاحب لغت فرماتے ہیں میسور از تیسیر است یعنی آسان کردہ شدہ و مراد ازیں نرم است۔ وسع۔ وسع یسع سعۃ وسوۃ۔ کشادہ ہونا: احاطہ کرنا۔ عام کرنا۔ بہت ہونا۔ بسط۔ پھیلانا' خوش کرنا۔ قبول کرنا۔ کشادہ روٹی۔ تؤبن۔ ابن بالفتح ہے جس کے معنی تہمت لگانا۔ عیب لگانا۔ شرم دلانا کے آتے ہیں اور جب باالکسرہ ہو یعنی ابنٌ تو اس کے معنی بیٹا ہے۔ الحرم۔ وہ چیز جس کی حفاظت کی جائے اور جس کی طرف سے مدافعت کی جائے۔ تثنی۔ ثنی۔ یثنی ثنیًا۔ جس کے معنی بیان کرنا' پھیلانا' افشاء کرنا' فاش کرنا' مشہور کرنا کے ہیں۔ فلتات۔ فلتۃ کی جمع ہے لغزشیں' غلطیاں۔ کہا جاتا ہے فلتات الکلام۔ کلام کی لغزشیں' غلطیاں۔ متغاولین۔ ای متنادیین یعنی باہم برابر۔ یتفاصون۔ تفاص سے ہے جس کے معنی ایک دوسرے پر فضیلت حاصل کرنا یا دعویٰ کرنا کے ہیں۔ متواضعین۔ تواضع سے یعنی عاجزی اور انکساری کرنا۔ یہ تکبر کی ضد ہے۔ یؤثرون۔ الاثرۃ سے ہے جس کے معنی پسندیدگی' ترجیح کے ہیں۔ الغریب۔ گھر بار سے دور۔ اکیلا۔ اجنبی۔ مسافر۔

تشریح ارشاد ہے "خود شاندار تھے اور دوسروں کی نظروں میں بھی شان والے تھے" یعنی حضور پاک سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے مرتبہ والے وجیہہ اور پُروقار شخصیت کے مالک تھے اور اسی طرح لوگوں کی نگاہ میں بھی بڑے عالیشان اور صاحب رعب معلوم ہوتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رعب و دبدبہ دلوں پر چھا جاتا تھا گو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں سے جسامت زیادہ نہیں رکھتے تھے۔ یہ اللہ جل جلالہٗ کی ہیبت تھی جو اس تبارک وتعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور پر بادجود حسن و جمال ظاہری کے جلوہ فرما کی تھی۔ ارشاد ہے "ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے لئے" یعنی نماز' ذکر الٰہی' تسبیح و تخیل کے لئے۔ گویا اس حصہ میں عبادت خداوندی میں مشغول رہتے اور "ایک حصہ اپنے گھر والوں کے لئے" یعنی ضروریات اہل خانہ' حسن معاشرت اور ان کے ساتھ اختلاط کیلئے مخصوص

فرماتے اور "ایک حصہ اپنے لئے" یعنی وضو، غسل، دیگر حوائج ضروریہ اور نیند کے لئے مختص فرماتے۔ ارشاد ہے" پھر وہ حصہ حوائج اپنے لئے مخصوص فرماتے اسے دو حصوں میں بانٹ دیتے، کچھ اپنے لئے اور کچھ لوگوں کے لئے۔ یعنی جو بھی علم و حکمت، اسرار و معارف، اصلاح احوال و تزکیہ نفس حاصل کرنے کے لئے آتے اور تبلیغ کرنے کے امور سیکھنے کے لئے آتے ان کے لئے خاص وقت مقرر فرما کر انہیں علم و حکمت سے بہرہ ور فرماتے۔ اسرار و معارف سے ان کے سینہ کو منور فرماتے۔ تزکیۂ باطن سے ان کے قلوب کو تجلیات الٰہی کا مرکز بنا دیتے۔ اصلاح احوال فرما کر ان کو اخلاق حسنہ سے آراستہ فرماتے اور امور تبلیغ سکھا کر ان کو توحید و رسالت کا داعی اور مبلغ بناتے اور پھر ان حضرات گرامی کو تربیت دیتے جو کہ صاحب علم و فضل اور مشرف بتقویٰ ہوتے۔ ایسے حضرات کو اپنے گھر میں استفادہ کرنے کے لئے اس وقت تک عوام پر فوقیت دیتے اور یہی وجہ تھی کہ جو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت بابرکت سے زیادہ سے زیادہ فیوض برکات حاصل کرتا۔ علوم و معارف سے خوب وافر حصہ پاتے اور صاحب صلاح و تقویٰ ہوتے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں ان کی فضیلت اور بھی زیادہ ہوتی نیز ان کی محنت اور حصول علم و معرفت کے شوق کو ملاحظہ فرما کر ان سے کچھ بھی پوشیدہ نہ رکھتے اور تمام اسرار و رموز سے آگاہ فرماتے، جو کچھ وہ روایت کرتے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو جوابات دے کر مطمئن فرماتے۔ یہ حضرات (رضوان اللہ علیہم اجمعین) جب مکمل طور پر اسوۂ حسنہ کا پیکر بن جاتے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو امور تبلیغ پر مامور فرما دیتے تاکہ وہ حضرات جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں نہیں پہنچ سکتے انہیں وہ احکام پہنچا دیں اور جس احسن اور مناسب طریقہ پر ان حضرات کی تعلیم و تربیت کی گئی ہے وہ اسی طرح دوسروں کی اصلاح اور تربیت کریں۔ ارشاد ہے "جو مجھ تک پہنچنے کی طاقت نہیں رکھتا، اس کی ضرورت مجھے پہنچاؤ" یعنی بوجہ بیماری یا بسبب دوری مسافت یا کسی اور عذر یا وجہ سے مجھ تک نہیں پہنچ سکتا تاکہ اپنی ضروریات یا تکالیف سے مجھے آگاہ کرے تو تم لوگ اس کے دنیاوی اور دینی حوائج مجھ تک پہنچاؤ۔ مجھے اس کی تکالیف سے خبردار کرو تاکہ میں انہیں حل کروں اور اس کی تکالیف کو دور کروں اور تمہیں اس کا اجر اللہ تبارک و تعالیٰ اس صورت میں دے گا کہ قیامت تک تم ثابت قدم رہو گے۔ ارشاد ہے کہ "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں ایسی ہی باتیں ہوتی تھیں اور کسی ایک سے سوائے ایسی باتوں کے اور کچھ قبول نہ فرماتے" یعنی تہذیب، اخلاق، تزکیہ نفس، علم اور معرفت الٰہی کی گفتگو کے سوا اور کوئی فضول یا بے فائدہ باتیں قطعاً نہ ہوتیں یا صاحبانِ حوائج اپنی یا دوسروں کی

marfat.com

ضروریات عرض کرتے ۔ نیز سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی سوائے ان امور کے دیگر باتوں کی طرف توجہ نہ فرماتے ۔ ارشاد ہے "حضور پاک صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے گھر اپنی حاجتیں لے کر حاضر ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مُبارک سے کچھ چکھنے کے بغیر جدا نہ ہوتے" یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مبارک سے کچھ کھا پی کر ہی اُٹھتے ۔ یہاں پر عَنْ رَوَاقِ میں عَنْ بمعنی بعد ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت مبارکہ سے رخصت ہوتے جب تک کچھ کھا پی نہ لیتے ۔ گویا کچھ کھانے کے بعد ہی مجلس سے جاتے ۔ یہ کھانا معنوی بھی ہو سکتا ہے گویا حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مبارک سے فائدہ حاصل کر کے اُٹھتے ، تربیت حاصل کرتے ، اصلاح حال کرتے ، علم و معارف سے بہرہ ور ہوتے ، اپنی ضروریات اور حاجات پوری کروا کر جاتے ۔ تکالیف اور مشکلات حل کرواتے ادب ، اخلاق اور معرفتِ الٰہی حاصل کر کے رُوح کی پرورش کرتے اور ایمان کا مزہ پا لیتے ۔ ارشاد ہے " اور وہاں سے نکلتے تو لوگوں کو خیر پر دلالت کرنے والے ہوتے " یعنی یہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جب پیارے محبُوب صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ سے باہر تشریف لاتے تو آنجناب صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی توجہات عالیہ کی برکات سے لوگوں کے لئے منبع ہدایت ہوتے ۔ علم و عمل سے آراستہ ہوتے ، سُنّتِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہوتے ۔ لوگ ان مُبارک اور بابرکت بزرگ ترین ہستیوں سے تہذیب نفس ، تزکیۂ باطن ، اخلاق حسنہ اور علم و معرفتِ الٰہی حاصل کرتے ۔ اور ارشاد ہے " کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فضول باتوں سے اپنی زبان مُبارک کو محفُوظ رکھتے تھے " یعنی امام حسین علیہ السلام کے استفسار پر امیر المومنین مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے ارشاد فرمایا کہ سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم بغیر اللہ کی مخلوق کے نفع اور فائدہ کی بات کے اور گفتگو نہ فرماتے یعنی خاموش رہتے اپنی زبان مُبارک اپنی حفاظت میں رکھتے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک کبھی بھی بے ضرورت اور بے فائدہ باتوں پر رواں نہیں ہوئی بلکہ جب بھی گفتگو فرمائی اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی بھلائی ، بہبود اور فائدہ کی خاطر فرمائی یوں بھی ہوئی بات کا جواب ہی ارشاد فرمایا ۔ آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے ارشادات سے لوگوں کو رُوحانی اور جسمانی فائدہ پہنچتا ۔ ارشاد ہے " اور ان کی تالیفِ قلوب فرماتے انہیں اپنے سے مانوس فرماتے " یعنی ان لوگوں میں اپنی محبت و اُلفت کا جذبہ پیدا فرماتے اور ایسی روش اختیار فرماتے کہ ان لوگوں میں آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم سے نفرت کے جذبات پیدا ہی نہ ہو سکیں ۔ آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم لوگوں کے ساتھ کمال حسن اخلاق سے زندگی گذارتے ۔ نتیجۃً لوگ خود بخود حضور

marfat.com

شفیقِ اُمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرویدہ ہوجاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت و اُلفت کرنے لگتے۔ اور ایسا طریقہ اختیار نہ فرماتے کہ لوگ متوحش اور متنفر ہوتے یہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمال حلم اور تواضع تھا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخلوق خدا سے پیش آتے۔ ارشاد ہے "آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں سے اپنے کو بیک سُو رکھتے۔ باوجود یک سُو رہنے کے ان میں سے ہر ایک کے ساتھ خندہ روئی اور خوش خلقی میں کمی نہیں دیتے تھے" یعنی عام لوگوں سے بہت کم اختلاط فرماتے اور اس معاملے میں بہت احتیاط فرماتے کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں منافقین اور مخالفین بھی آتے تھے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے باوقار طریقہ پر رہتے تاکہ ان لوگوں کے دِلوں میں آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت ہو اور باوجود اس ہیبت و عظمت کے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے افراد کے ساتھ بھی انتہائی خندہ پیشانی، کشادہ روئی اور بشاشت سے پیش آتے تھے۔ باوجود منافقین اور مخالفین کی شرارتوں اور سازشوں کے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی نیک، پاکیزہ طبیعت اور اعلیٰ اخلاق کا ہی اظہار فرماتے، اور کبھی بدخوئی، گلہ، شکوہ نہ فرماتے۔ ارشاد ہے "اپنے صحابہ کی جستجو فرماتے" یعنی جو حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کسی وجہ سے اگر چند ایک مجالس میں حاضر نہ ہوتے، یا نماز باجماعت میں شریک نہ ہوتے تو شفیقِ اُمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا تفحص فرماتے۔ ان کے نہ آنے کی وجوہات دریافت فرماتے، ان کی تکالیف اور حوائج کا پتہ چلاتے اور ان کی مشکلات کو حل فرما کر ان کی دلجوئی فرماتے۔ اگر کوئی بیمار ہوتا تو اس کی عیادت فرماتے، اگر کوئی مسافر ہوتا تو اس کے لئے دُعا فرماتے، اگر کوئی فوت ہوگیا ہوتا تو اس کے لئے بخشش طلب فرماتے۔ ارشاد ہے" اور ہر نیک بات کی تحسین فرماتے اور اس اچھی بات کو مزید تقویت عطا فرماتے اور ہر بُری بات کی بُرائی بیان فرماتے اور اس کو زائل فرماتے" ایک روایت میں بجائے یُوَهِّنُهٗ کے یُوَهِّنُهَا بھی آیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ" اس بات کو قبول نہ فرماتے اور اس پر اعتبار نہ کرتے" علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ حضور اکرم سرورِ عالم و عالمیان پیغمبرِ اسلام حضرت احمد مجتبیٰ، جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی اکابرینِ اُمت حکمران، علماء اور صلحاء کے لئے مشعلِ ہدایت ہے کہ وہ اس طریقہ پر لوگوں کی اصلاح کریں۔ نیکی کو پھیلائیں۔ بدی اور بُرائی کو زائل کریں، مٹائیں اور روکیں۔ حضرت شارح شمائل شریف جناب مولانا مولوی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

marfat.com

"دریں ہدایت است باکابرین امت و از حکام و علماء و صلحا کہ بامردم چناں بکنند"

"اس حدیث شریف کے ٹکڑے میں اکابرین امت حکام، علماء و صلحاء کیلئے ہدایت ہے کہ وہ لوگوں کے ساتھ اسی طرح کریں۔"

ارشاد ہے" کسی وقت بھی مخلوقِ خدا کی اصلاح سے غافل نہ ہوتے کہ کہیں وہ لوگ امُورِ دین سے غافل نہ ہو جائیں اور کسی دوسری طرف مائل نہ ہو جائیں" یعنی حضور سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر وقت تبلیغ و ارشاد میں مصروف رہتے تاکہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دُنیاوی امُور میں اُلجھ کر عبادتِ الٰہی اور اصلاحِ احوال سے سست اور کاہل ہرگز نہ شروع کر دیں۔ لہٰذا ان لوگوں کی اس کیفیت اور حال سے کسی وقت بھی بے پرواہی نہ فرماتے۔ آپ کی اس پوری توجہ مبارک کی وجہ سے امورِ دین کی انجام دہی میں سُستی کاہلی اور تقصیر نہیں پیدا ہوتا تھا۔ بلکہ استقامت اور انتہائی مضبوط ارادہ کے ساتھ دینِ اسلام کے احکام پر عمل پیرا ہوتے تھے۔ ارشاد ہے" اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہر کام کے لئے باقاعدہ انتظام ہوتا" یعنی پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد ہو یا دیگر امورِ دین ہر وقت اور ہر حال میں اور ہر موقع کیلئے تیار رہتے۔ اسلحہ جانور اور دیگر ضروریاتِ جنگ تیار رکھتے صاحبِ لغات الحدیث لکھتے ہیں :۔

" ہر واقعی تدبیر پیش از وقوع کر لینے ہو کمال دانشمندی اور انجام بینی کی دلیل ہے" ؎

ارشاد ہے" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی افراد انتہائی بہترین افراد ہوتے" یعنی وہ لوگ ہوا کرتے تھے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک ہوتے وہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صُحبتِ بابرکت کی بدولت، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اکتساب فیوض و برکات کر کے اور علوم و معرفت الٰہی حاصل کر کے، اور تزکیۂ نفس کر کے، اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظرِ عنایات اور توجہاتِ عالیہ کی بدولت اور حضورِ سرِ اپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں مسلسل حاضر رہنے کی وجہ سے لوگوں میں بہترین افراد ہوتے تھے۔ حضرت مولانا محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

"یعنی کسے کہ بخدمت او ماند بہتر مردم می شد"

"جو بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہو جاتا انسانیتِ کاملہ کی معراج کو پالیتا۔"

؎ عجیب ہر سان سبع ص ۱۵

marfat.com

ارشاد ہے" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک صاحبِ فضیلت وہ ہوتا جو از روئے نصیحت کرنے کے ہر ایک کی بھلائی چاہتا" یعنی حضور سراپا نور کے ہاں افضل ترین شخص وہ ہوتا جو لوگوں کی بھلائی چاہنے میں سب سے زیادہ پیش پیش ہوتا، گویا وہ صاحب وعظ "نصیحت" امر بالمعروف اور نہی عن المنکر عمومیت سے کرتا اور بہت کرتا۔ وہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت پسندیدہ تھا اور آپ کی نظروں میں قبولیت رکھتا تھا۔ ایک حدیث شریف میں ارشاد ہے۔

" خیر الناس من ینفع الناس" "بہترین آدمی وہ ہے جو لوگوں کو بہت فائدہ پہنچانے والا ہو"

ارشاد ہے" اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بڑے مرتبے والا وہ ہوتا جو مخلوقِ خدا کی غمگساری اور مدد میں زیادہ حصہ لیتا" یعنی از روئے مرتبہ کے حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظروں میں بزرگ ترین وہ لوگ تھے جو دوسرے لوگوں کی تکالیف اور مصیبتوں کو دور کرتے اور امداد و اعانت کرتے، گویا آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں وہی شخص محترم، مکرم اور بزرگ تر ہے جس کے دل میں مخلوقِ خدا کی ہمدردی کے جذبات ہوں جو غمگین لوگوں کے کام آئے، دکھیاروں کی دوا ہو، جو صاحبانِ حوائج کی حاجت برآری کرے، مصیبت زدوں کے بوجھ اٹھا کر ان کی مصیبتیں کو دور کرے اور ہر ایک انسان کو اس کی ضرورت کے وقت کام آئے۔ ارشاد ہے" کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھتے بیٹھتے ذکرِ الٰہی کرتے" یعنی مجلس مبارک کی ابتدا میں بھی اور اختتام پر بھی ذکرِ الٰہی فرماتے یا ہر وقت ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے۔ حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں۔

"وفیه ندب الذکر عند القعود والقیام وهو من اعظم العبادات لقوله سبحانه وتعالیٰ ولذکر الله اکبر" الذین یذکرون الله قیاما وقعودا وعلیٰ جنوبهم" "اس میں ثابت ہو رہا ہے کہ بیٹھے اور کھڑے ذکرِ الٰہی کرنا فضائل کی طرف سبقت کرنا ہے اور یہ بزرگ ترین عبادات ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے اور اللہ کی یاد بہت بڑی (عبادت) ہے" اور دوسری آیت میں ہے " وہ لوگ جو کہ (صاحبانِ عقل و فراست ہیں) کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں کے بل اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں۔ نیز حضرت علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

marfat.com

"وھذہ الآیۃ اصل فی ذالک اعنی الذکر عند القعود والقیام"

"اور یہ آیت اس مسئلہ میں یعنی بیٹھے اور کھڑے ذکرِ الٰہی کرنے میں اساسی حکم رکھتی ہے۔"

جو مجلس ذکرِ الٰہی کے بغیر ہی ختم ہو جائے۔ اس پر حسرت اور افسوس ہے۔ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"ما من قوم یقومون من مجلس لا یذکرون اللہ فیہ الا قاموا عن مثل جیفۃ حمار وکان علیھم حسرۃ" (رواہ احمد وابوداؤد)

"نہیں اُٹھی کوئی قوم کسی مجلس سے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا ہو مگر اٹھے مردار گدھے کی طرح اور ان پر حسرت و افسوس ہے"

اسی لئے فقہاءِ اسلام و صوفیاءِ عظام رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین فرماتے ہیں کہ "یک دم غافل سو دم کافر" ذکرِ الٰہی ہی ایک ایسا پاکیزہ اور اعلیٰ ترین عمل ہے جو کہ اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کے عذاب سے محفوظ رکھتا ہے۔ جناب معاذ بن جبل فرماتے ہیں

"ما عمل العبد عملہ انجی لہ من عذاب اللہ من ذکر اللہ" (رواہ مالک والترمذی وابن ماجہ)

"کہ بندے کا کوئی عمل ایسا نہیں جو اسے عذاب الٰہی سے بہت زیادہ نجات دے بغیر اللہ تعالیٰ کے ذکر کے"

ارشاد ہے "جب کسی مجلس میں تشریف لے جاتے تو جس جگہ اس مجلس میں جگہ مل جاتی وہاں بیٹھ جاتے اور اس طرح کا حکم بھی فرماتے" یعنی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی ایسی جگہ تشریف لے جاتے جہاں پہلے ہی سے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں تو اس مجلس میں جو جگہ بھی خالی ہوتی وہاں بے تکلف تشریف فرما ہو جاتے، بالانشینی پسند نہ فرماتے اور اسی طرح بے تکلف مجلس میں بیٹھنے کا اپنے صحابہ کو بھی ارشاد فرماتے۔ یہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنے صحابہ کے ساتھ کمال درجے کی تواضع کا مظاہرہ تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو اخلاق حسنہ کی تعلیم دینا تھا اور فعلاً و عملاً سکھانا مقصود تھا کہ مجلس میں بیٹھنے کے وقت ایک دُوسرے کو دھکے نہ دیں، دیل پیل نہ کریں، کندھوں پر چھلانگیں نہ لگائیں۔ بالانشینی کی ہوس میں ایک دُوسرے کو آزار نہ دیں نیز ایسا کرنے سے تکبر پیدا ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ ارشاد ہے "اور حاضرینِ مجلس میں سے ہر ایک کو اس کا حصہ عطا فرماتے" یعنی حضور سید الکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جو کچھ کھانے پینے کی شے ہوتی ہر ایک کو اس کے حصہ کے مطابق برابر عطا فرماتے۔ اور جس پر

maarfat.com

آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نظرِ عنایت پڑ جاتی۔ حسبِ توفیق اپنے نصیبے کے مطابق رُوحانی فیوض وبرکات سے مالا مال ہو جاتا۔ غرضیکہ کوئی صاحب بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صحبتِ مُبارک سے نامراد نہ ہوتا بلکہ سیر ہو کر بامُراد اُٹھتا۔ ارشاد ہے" اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حضور میں ہر ایک بیٹھنے والا یہی سمجھتا کہ کوئی ایک اس سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نزدیک بزرگ نہیں ہے " یعنی آنجناب شفیقِ امت' مومنوں پر رؤف ورحیم' خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس بیٹھنے والا ہر ایک شخص یہ یقین رکھتا تھا کہ حضور مرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نزدیک دوسرے سے میں ہی زیادہ عزیز ہوں' آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ہر ایک ہم نشین' آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عنایتوں' مہربانیوں' بخششوں' کمال حسنِ اخلاق اور حسنِ معاشرت کی بدولت یہ سمجھتا تھا کہ میں ہی حضور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے انتہائی قریب' عزیز' بُزرگ اور معزز ہوں' کوئی دُوسرا اتنا نہیں ہے۔ ارشاد ہے کہ جو شخص آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس بیٹھتا یا اپنی کوئی ضرورت آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں بیان کرتا تو آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم انتہائی حوصلہ کے ساتھ تشریف فرما رہتے۔ یہاں تک کہ وہ شخص خود اُٹھ کر چلا جاتا۔" یعنی جس شخص کا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ کوئی کام ہوتا یا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ کسی معاملہ میں گفتگو کرنی مقصود ہوتی تو آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم قطعاً اس شخص سے نہ اُٹھتے جب تک کہ وہ خود اس مجلس کو ختم نہ کر دیتا' اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نہایت ہی صبر اور خندہ پیشانی کے ساتھ اس شخص کی عام گفتگو کو سماعت فرماتے۔ انتہائی حِلم اور بردباری کا اظہار فرماتے' نیز اس شخص کو خود نہ فرماتے کہ بس اُٹھ جا' چلا جا وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ وہ خود جب اُٹھ کر چلا جاتا تو آپ بھی (صلی اللہ علیہ وسلم) اُٹھ کھڑے ہوتے۔ ارشاد ہے" اور جو شخص اپنی کسی ضرورت کو حضور شفیقِ اُمت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مانگتا تو آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم اسے نامُراد واپس نہ کرتے' اگر وہ چیز میسر نہ ہو سکتی تو نہایت ہی نرمی سے اسے جواب مرحمت فرما دیتے" یعنی جو شخص بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مانگتا' حاجت برآری کی طلب کرتا' آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس کی ضرورت کو پُورا فرماتے۔ اس کی حاجت بر لاتے اور اگر اس کی ضرورت یا حاجت ایسی ہوتی جس کا پورا ہونا نہ ہو سکتا تو نہایت ہی نرمی اور معقول عُذر کے ساتھ اس کو جواب مرحمت فرماتے۔ جس سے سائل کی تسلی اور تشفی ہو جاتی۔ یہ آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صفاتِ حسنہ' حِلم' بُردباری اور مروّت کا کمال مظاہرہ ہے۔ حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ فرماتے ہیں"

marfat.com

"وھذہ من کمال سخائہ ومروتہ وحیائہ" "یہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی انتہائی سخاوت مروّت اور حیا کی دلیل ہے"

ارشاد ہے" آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خندہ روئی اور اخلاق ہر ایک کو احاطہ کئے ہوئے تھے" یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کمال درجے کے کشادہ رو، خندہ پیشانی والے اور خوش خلق تھے اور انتہائی برگزیدہ اور نیک خصلت تھے، جو بھی ایک بار آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتا تو آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کا گرویدہ ہو جاتا، اور آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی یہ صفات عالیہ تمام انسانوں کیلئے عام تھیں۔ ارشاد ہے" آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق کے لئے باپ کی طرح ہو گئے تھے" یعنی شفقت محبت مؤدت، اصلاح، تہذیبی حاجات برآری، مشکلات کا حل کرانا اور مخلوقِ خدا کی ہر ایک ضرورت کو پورا کرنے کی وجہ سے والد کی مثل تھے، بلکہ والد اپنی اولاد پر وہ مہربانیاں نہیں کرتا جو حضور شفیق اُمت صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی اس گنہگار اُمت پر فرماتے ہیں حضرت علامہ اجل مفسر قرآن و حدیث مولینا بالفضل اولینا سید محمد نعیم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نور اللہ العرفان میں آیہ کریمہ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (سورۃ احزاب پ۲۱) کی تفسیر فرماتے ہوئے تحریر کرتے ہیں :" یا یہ معنی ہیں کہ نبی مومنین پر ان کی جانوں سے زیادہ بہ اُفت و رحمت اور لطف و کرم فرماتے ہیں اور نافع تر ہیں" بخاری و مسلم کی حدیث ہے۔ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہر مومن کیلئے دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ اولیٰ ہوں اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں مِنْ اَنْفُسِهِمْ کے بعد وَھُوَ اَبٌ لَّهُمْ بھی ہے" ارشاد ہے" آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صحبت مبارک علم، حیاء، صبر اور امانت کا مُرقع ہوتی" یعنی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صُحبت پاک علم کا افادہ اور استفادہ ہوتا تھا اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حیا اور شرم کے ساتھ آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مجلس مبارک میں حاضر ہوتے اور یہ حیاء و شرم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صُحبتِ بابرکت کی تعلیم و تربیت سے ان حضرات کو حاصل ہوا تھا اور اپنی خواہشات کو پامال کر کے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صحبت مبارک سے صبر کی سعادت حاصل کرتے۔ "مجلس امانت" کا یہ معنی ہے کہ جو شخص آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مجلس مبارک سے فیوض و برکات حاصل کرتا یا احکام وغیرہ سُنتا تو بغیر کسی قسم کی کمی زیادتی کے اس پر عمل کرتا، بغیر کسی کمی بیشی کے دُوسروں تک پہنچاتا اور یہ چاروں باتیں یعنی علم، حیا، صبر اور امانت آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مجلس مبارک

marfat.com

میں بدرجۂ اتم موجود تھیں۔ ارشاد ہے " آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں کوئی بھی اُونچی آواز نہ کرتا " یعنی اہل مجلس انتہائی تواضع، ادب، آہستگی اور نرمی کے ساتھ گفتگو کرنے کا مظاہرہ کرتے، کبھی قسم کا شور و شغب نہ ہوتا، نہ ایک دوسرے کو اُونچی آواز سے بُلاتے، نہ جھگڑا وغیرہ ہوتا۔

حدیث ۳۴۲۱ حدثنا محمد بن عبد الله بن بزيع حدثنا بشر بن المفضل حدثنا سعيد عن قتادة عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لَوْ اُهْدِيَ اِلَيَّ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ وَلَوْ دُعِيْتُ عَلَيْهِ لَاَجَبْتُ۔

ترجمہ جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر مجھے بکری کے پائے کا بھی ہدیہ بھیجا جائے تو میں اسے قبول کرلوں گا۔ اگر مجھے اس کی دعوت پر بُلایا جائے تو ضرور اس بلاوے کو منظور کروں گا۔

حل لغات اَلْكُرَاعُ۔ بکری یا گائے کے پائے۔ بعض کے قول کے مطابق ٹخنوں کے نیچے کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع اَكْرُعٌ اور اَكَارِعُ آتی ہے۔

تشریح ارشاد ہے " اگر مجھے بکری کے پائے کا بھی ہدیہ بھیجا جائے تو میں اسے قبول کرلوں گا " یعنی تحفہ اگرکم سے کم اور تھوڑے سے تھوڑا کیوں نہ ہو قبول کرلوں گا کیونکہ تحفہ کے قبول کرنے میں حظ نفس نہیں ہوتا بلکہ بھیجنے والے کی دلجوئی مقصود ہوتی ہے لہٰذا تھوڑا یا بہت برابر ہے۔ ارشاد ہے اگر مجھے اس کی دعوت پر بُلایا جائے تو ضرور اس بلاوے کو منظور کروں گا " گویا دعوت دینے والا اگرچہ یہ ایک حقیر اور معمولی سی چیز ہے، میرے انکار پر ملول خاطر نہ ہو اور اس کے ہاں میرے جانے پر وہ خوش ہو جائے، اس کو تسکین خاطر ہو۔ نیز ایسا نہ ہو کہ وہ میرے انکار پر کسی قسم کے احساس کہتری میں مبتلا ہو کر اپنے دل میں نفرت اور تذبذب کے جذبات نہ لے بیٹھے۔ اور یہ تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن اخلاق اور کمال تواضع کی روشن دلیل ہے۔ حضرت علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

" وفيه ندب قبول الهدية واجابة الدعوة ولو لشئ قليل وكمال تواضعه "

" اگرچہ تھوڑی سی چیز کا تحفہ کیوں نہ ہو یا تھوڑی سی چیز پر دعوت کیوں نہ دی گئی ہو اُسے قبول کرنا اور

marfat.com

وحسن خلقه وجلبه القلوب "

دعوت پر جانا اس حدیث شریف سے مندوب ہے اور اسی حدیث شریف سے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمال تواضع، حسن اخلاق اور دلوں کو موہ لینا ثابت ہو رہا ہے "

حدیث ۳۲۲ حدثنا محمد بن بشار، حدثنا عبد الرحمن، حدثنا سفيان عن محمد بن المنكدر، عن جابر قال جاء في رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ليس براكب بغل ولا بردون .

ترجمہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے تو خچر یا ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہوتے تھے .

حل لغات راکب - سوار - رکب - یرکب - رکبا - سوار ہونا، چڑھنا - بغل - خچر - البردون - ٹٹو، گھوڑا، ترکی گھوڑا - اس کی جمع براذین ہے .

تشریح ارشاد ہے "میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے تو خچر یا ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہوتے تھے" یعنی پیادہ پا چل کر ہمارے ہاں تشریف فرما ہوتے . جناب جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور سرور کونین کی فروتنی انکساری اور تواضع کو بیان فرماتے ہیں اور اس بات کو بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے ہاں پیدل جانے میں کوئی باک نہیں فرماتے تھے . علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

" فكان صلى الله عليه وآله وسلم لتواضعه يدور على اصحابه ماشيا "

یعنی "سید کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے ہاں تواضعاً پیادہ تشریف لے جایا کرتے ."

بخاری شریف میں روایت ہے کہ جناب جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

(اعمال الرجال صفحہ ۳۲۲)
علامہ محمد بن بشار - دیکھو حدیث ۳۲۲
باب ما جاء في خلق رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
علامہ سفیان - دیکھو حدیث ۳۲۲
باب ما جاء في خلق رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
علامہ محمد بن المنکدر - دیکھو حدیث ۳۲۲
باب ما جاء في خلق رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
صحابی جابر - دیکھو حدیث ۳۲۲
باب ما جاء في خلق رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

marfat.com

"مرضت مرضا فاتانی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعودنی ما بکر وھما ماشیان فوجدانی اغمی علی فتوضأ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثم صب ضوءہ علی قال فافقت الحدیث"

"کہ میں بیمار ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دونوں پیادہ پیری بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے اور مجھے بیہوشی کے عالم میں پایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا پھر اس وضو کا پانی مجھ پر چھڑکا تو مجھے ہوش آگیا، آرام ہوگیا۔"

اعلام الرجال ص ۳۲۳ ط فیصل آباد
دیکھو حدیث ۳۲۳ عبداللہ بن الرحمن فی حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاتیہ عائدا
علا ۱۲ منہ۔ دیکھو حدیث ۵۲۵ باب عیادۃ الرجل من اھل الکتاب
صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۱۰ باب عیادۃ المریض
ج ۲ ص ۲۱۰ باب عیادۃ المریض
ج ۲ ص ۲۱۰ باب عیادۃ المریض
ج ۲ ص ۲۱۰ باب عیادۃ المریض

جناب جابر رضی اللہ عنہ ایک دوسری حدیث شریف میں آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفقت، فروتنی، انکساری اور تواضع کا بیان اس طرح فرماتے۔

"ہمارے پاس نبی علیہ السلام تشریف لائے، آپ نہ کسی عمدہ گھوڑے پر سوار تھے اور نہ کسی خچر پر، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سواری پر سوار ہوتے تو اپنے پیچھے کسی غلام کو بٹھا لیتے، اور کبھی کسی عام آدمی کو، کبھی ایسا ہوتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود درمیان میں ہو جاتے اور ایک عام آدمی پیچھے بٹھا لیتے اور ایک آدمی کے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ تشریف لائے تو بنی عبدالمطلب کے بچوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استقبال کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بچے کو آگے بٹھا لیا اور ایک کو پیچھے۔" [1]

حدیث ۱۰ ع ۳۲۴ حدثنا عبداللہ بن عبدالرحمن حدثنا ابونعیم انبانا یحییٰ بن ابی الھیثم العطار قال سمعت یوسف بن عبداللہ بن سلام قال سمّانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوسف فقعدنی فی حجرہ و مسح علی رأسی۔

ترجمہ یحییٰ بن ابی الھیثم العطار فرماتے ہیں کہ میں نے یوسف بن عبداللہ سلام سے سنا اس نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا نام یوسف رکھا اور میرے سر پر ہاتھ پھیرا۔

[1] وسائل الوصول الی شمائل الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص ۱۳۲ مطبوعہ العارف لائبریری بخش روڈ لاہور

marfat.com

حل لغات سَمَّانِیْ۔ میرا نام رکھا۔ اَقْعَدَنِیْ۔ مجھے بٹھایا۔ مجھے لیا۔ حِجْر۔ گود۔

تشریح جس طرح حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفقت اور محبت اور پیار کا ذکر یوسف بن عبداللہ بن سلام کرتے ہیں اسی طرح تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بچوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبت و پیار فرماتے تھے۔ حضرت علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ وصائل الوصول میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"جب کہیں راستہ میں بچے ملتے تو ان کو سلام کرتے اور خندہ پیشانی کے ساتھ ان سے گفتگو فرماتے جب باہر سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے گھر کے بچوں سے ملتے۔ بچوں اور گھر والوں سے حد سے زیادہ شفقت و محبت فرماتے۔ جب کوئی شخص کسی بچہ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں لاتا تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی کھانے کی چیز اپنے دہن مبارک میں چبا کر اس بچے کے منہ میں ڈال دیتے۔ اس کے لئے خیر و برکت کی دعا فرماتے، انصار کے گھروں میں تشریف لے جاتے تو ان کو سلام کرتے اور پیار سے ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے۔"

حدیثِ مسند رجہ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمال خُلق، شفقت اور بچوں پر کمال رحمت کا اظہار تھا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بچوں کو گود میں لیتے اور پیار فرماتے، نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی آنحضور، رحمۃ اللعالمین، سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کتنی کمال درجے کی عقیدت اور محبت تھی کہ جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں لا کر ڈال دیتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جھولی میں پھینک دیتے اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن رحمت کی پناہ میں دے دیتے اور پھر قربان جاؤں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماں باپ سے زیادہ امت کے بچوں پر شفیق ہیں ان سے محبت فرماتے ہیں، ان سے شفقت و پیار فرماتے ہیں، سر پہ ہاتھ پھیرتے ہیں، دعاءِ برکت فرماتے ہیں۔ اپنے دستِ مبارک سے شرما کا گودا بچے کے تالو میں لگاتے ہیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

حضرت علامہ شارح شمائل شریف جناب محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

marfat.com

"و دریں حدیث دلالت است بانکہ مستحب است پسر نوزاد را نام آں از زبان بزرگ آں وقت باید نہاد، واز جملہ اسماء انبیاء باید گرفت کہ احسن اسماء اند و بزرگ قوم را می باید کہ بفرزندان قوم خود تلطف نماید و در کنار خود گیرد و دست بر سر آنہا مالد۔"

یعنی یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ نومولود کا نام اس وقت قوم میں جو بزرگ ترین ہو اس سے رکھوانا مستحب ہے اور انبیاء کرام کے نام پر نام رکھنا چاہیئے کیونکہ وہ بہترین نام ہیں، اور قوم کے بزرگ کو چاہیئے کہ قوم کے بچوں پر شفقت کرے انہیں گود میں لے اور پیار و محبت سے ان کے سر پر ہاتھ پھیرے۔"

طبرانی میں ہے کہ یوسف بن عبداللہ بن سلام نے یہ بھی فرمایا کہ "دَعَانِیْ مَا لِبَرَکَۃَ" یعنی "میرے لئے برکت کی دُعا فرمائی۔"

حدیث ۱۱/۳۴۴ حدثنا اسحٰقؒ بن منصور حدثنا ابو داؤدؒ الطیالسی حدثنا الربیعؒ وھو ابن صبیح حدثنا یزیدؒ الرقاشی عن انسؓ بن مالک رضی اللہ عنہ انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجّ علی رحلٍ رثٍّ وقطیفۃٍ کُنّا نری ثمنھا اربعۃ دراھم فلمّا استوت بہ راحلتہ قال لبّیک بحجّۃٍ لا سُمعۃ فیھا ولا ریاء۔

ترجمہ جناب انس بن مالک سے روایت ہے یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک پرانے پالان پر حج کیا، اور اس ایک کملی حاشیہ والی پڑی ہوئی تھی جس کی قیمت کا اندازہ ہماری نظروں میں چار درہم کے قریب تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اونٹ پر سوار ہوئے تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے اللہ تبارک و تعالیٰ میں حج کے لئے تیرے حضور میں کھڑا ہوں ایسے حج کیلئے کہ جس میں لوگوں کو نہ سُنانا مقصود ہے اور نہ ہی دکھاوا۔

حل لغات رَحلٌ۔ روانہ ہونا، کُوچ کرنا، زین لگانا۔ پالان۔ رَثٌّ۔ پرانا، خراب خستہ، پھٹا ہوا۔ قَطِیفَۃٌ۔ وہ کملی جس کا حاشیہ ہو، بالا پوش۔ گلیم ریشہ دار۔ اَلسُمعَۃ۔ شہرت۔ دوسروں کو سُنانا

marfat.com

یُرَآءِ - دکھاوا، کوئی کام لوگوں کے دکھاوے کے لئے کرنا۔

تشریح اس حدیث شریف کی تشریح حدیث ۵/۳۱۲ اسی باب میں دیکھئے۔

حدیث ۱۲/۳۲۴ حدثنا اسحٰق حدثنا عبد الرزاق حدثنا معمر عن ثابت البنانی وعاصم الاحول عن انس بن مالک انّ رَجُلاً خَيَّاطًا دَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فَقَرَّبَ لَهٗ تَرِيْدًا عَلَيْهِ دُبَّآءٌ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم يَأْخُذُ الدُّبَّآءَ وَكَانَ يُحِبُّ الدُّبَّآءَ قَالَ ثَابِتٌ فَسَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ فَمَا صُنِعَ لِيْ طَعَامٌ اَقْدِرُ اَنْ يُّصْنَعَ فِيْهِ دُبَّآءٌ اِلَّا صُنِعَ۔

ترجمہ جناب انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک درزی نے سیّد دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کھانے کی دعوت دی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ثرید پیش کی گئی اس پیالہ کدو کے ٹکڑے تھے۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس پر سے کدو اٹھاتے تھے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کدو بہت پسند تھے۔ ثابت فرماتے ہیں کہ میں نے جناب انس سے سُنا ہے وہ فرماتے تھے کہ اس کے بعد سے میرے لئے کوئی کھانا تیار نہیں کیا گیا جس میں کدو ڈالنے کی طاقت ہو اور اس میں کدو نہ ڈالا گیا ہو۔

حل لغات تَرِيْد - روٹی کو شوربے میں چوُر کر کے جو کھانا تیار کیا جائے اسے ثرید کہتے ہیں۔
دُبَّآء - کدو۔

تشریح یہ حدیث باب ماجآء فی ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں گذر چکی ہے یہاں پر پھر بقول جناب حضرت علامہ البیہوری رحمۃ اللہ علیہ

للدلالۃ علی تواضعہ

"چونکہ یہ حدیث شریف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع پر دلالت بھی کرتی ہے"

لہٰذا اس باب میں بھی ذکر کی گئی ہے۔ ارشاد ہے کہ "حضرت انس فرماتے تھے کہ اس کے بعد میرے لئے کوئی کھانا تیار نہیں کیا گیا جس میں کدو ڈالنے کی طاقت ہو اور اس میں کدو نہ ڈالا گیا ہو" سبحان اللہ! حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ

imamat.com

علیحدہ اجمعین حضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پیروی کرنے میں اتنا انہمک رکھتے تھے کہ جس طرح آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی کھانا کھاتے دیکھا۔ تو وہ بھی اسی طرح اسی کھانے کو کھا کر اپنی محبت و اطاعت کا اظہار کرتے۔ حضرت استاذ گرامی محدث جلیل شیخ الدرس صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب پشاوری زید اللہ فیوضہم نے ارشاد فرمایا کہ:

"ہم مسلمانوں کے لئے بہت ہی بہتر اور لازمی ہے کہ آنجناب محبوبِ کبریا، امام الانبیاء، صاحبِ لواءِ حمد، مالکِ شفاعتِ کبریٰ جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی طرح پیروی کریں جس طرح حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کرتے تھے۔ اسی طرح حضور پاک سید دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پسند کی ہوئی چیزوں کو محبوب از جان اور پسند رکھیں اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناپسند کی ہوئی چیزوں کو ناپسند رکھیں بلکہ ان ناپسندیدہ اشیاء کے ساتھ دشمنی اور عداوت رکھیں۔"

حدیث ۱۳۲ / ۳۲۶ حدثنا محمد بن اسماعیل حدثنا عبد اللہ بن صالح حدثنا معاویۃ بن صالح عن یحیی بن سعید عن عمرۃ قالت قیل لعائشۃ ماذا کان یعمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی بیتہ قالت کان بشرا من البشر یفلی ثوبہ ویحلب شاتہ ویخدم نفسہ۔

ترجمہ عمرہ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے گھر مبارک میں کیا کرتے تھے۔ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آدمیوں میں سے ایک آدمی تھے اپنے کپڑے میں جوں ڈھونڈ لیتے تھے اور اپنا کام خود ہی کر لیتے تھے۔

حل لغات یَفْلِیْ۔ فَلَا یَفْلِیْ فلیا۔ جب یہ الامر کے ساتھ آئے تو کسی معاملہ کے اسباب و وجوہ پر غور کرنا مراد ہوتا ہے جب السیف کے ساتھ آئے تو تلوار کے ساتھ مارنا مراد ہوتا ہے جب عقل کے ساتھ آئے تو آزمائش کرنا مراد ہوتا ہے اور جب رأس یا ثوب کے ساتھ آئے تو سر یا کپڑے سے جوئیں ڈھونڈنا تلاش کرنا مراد ہوتا ہے اور یہاں یہی معنی ہے اس کا مصدر تَفْلِیَۃٌ بھی آتا ہے۔ یَحْلِبُ۔ حَلَبَ یا حَلَبٌ یا حِلَابٌ مصدر

marfat.com

ہے جس کے معنی دُودھ دوھنا ہے۔ یَخْدُمُ۔ خَدْمَۃٌ یا خِدْمَۃٌ۔ جس کے معنی تابعداری، اطاعت، خدمت کرنا ہے۔

تشریح ارشاد ہے "آدمیوں میں سے ایک آدمی ہیں" یعنی جس طرح کوئی شخص اپنے گھر کا کام وغیرہ کرتا ہے، اور اپنے گھر میں خوش اسلوبی کے ساتھ اپنی زندگی گذارتا ہے اپنے کام خود سرانجام دیتا ہے حضور پرنور دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسی طرح زندگی گذارتے ہیں، معمول سے معمولی اور چھوٹے سے چھوٹا کام بھی اپنے ہاتھ مبارک سے کر لیتے تھے اور اس کی انجام دہی میں کوئی عار محسوس نہیں فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اس دنیا میں اولادِ آدم علیہ السلام سے ایک اولاد تھے جناب حضرت خواجہ محمد عبداللہ صاحب کے فرزند تھے۔ آپ کی (صلی اللہ علیہ آلہ وسلم) والدہ ماجدہ جناب آمنہ تھی۔ استغفر اللہ معاذ اللہ آنجناب صلی اللہ علیہ آلہ وسلم فرشتوں سے نہیں تھے جنوں سے نہیں تھے کسی دوسری نوع کی مخلوق سے نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آنجناب صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو اپنی بہت سی خصوصی عنایات اور بخششوں سے نوازا، وحی الٰہی اور نبوت سے سرفراز فرمایا، معجزاتِ ظاہرہ عطا فرمائے، اپنا حبیب بنایا اپنے دیدار انور سے مشرف فرمایا۔ شمائل ترمذی ص۲۹ اسی حدیث شریف کے حاشیہ ۲ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی پر ہے:۔

"کان بشراً یقوله قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الخ انه قیل صلی اللہ علیه وآله وسلم لم یقع علیه ذباب قط ولم یکن القمل یوذیه تعظیما وتکریما لجاهه"

یعنی "اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ آلہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ سوائے اس کے نہیں کہ میں تمہاری طرح کا بشر ہوں مجھ پر وحی ہوتی ہے الخ۔ اور محدثین نے فرمایا ہے کہ ہرگز آنجناب صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے وجود اطہر و اقدس پر مکھی نہیں بیٹھی اور نہ ہی جوں آنجناب صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے جسم انور میں ایذا پہنچانے کے لئے پیدا ہوئی۔ یہ آنحضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی کمال عزت و تعظیم ہے۔"

marfat.com

دیوبندی مکتبہ فکر کے مشہور و معروف محدث جناب محمد ذکریا صاحب سہارنپوری شرح شمائل کے صـ۲۹۶ (مصبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی) پر لکھتے ہیں :-

"حدیث بالا میں جوں تلاش کرنے کا بھی ذکر ہے اور علماء کی تحقیق یہ ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن (مبارک) یا کپڑوں میں جوں نہیں پڑتی تھی، اس کی وجہ ظاہر ہے کہ جوں بدن کے میل سے پیدا ہوتی ہے اور پسینہ سے بڑھتی ہے اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سراسر نور تھے و ہاں میل کچیل کہاں تھا اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسینہ سراسر گلاب تھا جو خوشبو میں استعمال کیا جاتا تھا۔ بھلا عرق گلاب میں جوں کا کہاں گذر ہو سکتا ہے اس لئے اس تلاش کرنے کا یہ سبب ہے کہ اس احتمال سے کہ شاید کسی دوسرے کی جوں نہ چڑھ گئی ہو تلاش فرماتے تھے۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ تلاش کرنا دوسروں کی تعلیم کے لئے تھا کہ جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا اہتمام کرتے دیکھیں گے تو زیادہ اہتمام کریں گے۔"

حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی شرح شمائل میں جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت نقل فرماتے ہیں :-

"نبی علیہ السلام انتہائی بلند حوصلہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب گھر میں تشریف لے جاتے تو عام لوگوں کی طرح کام کاج میں مصروف ہو جاتے۔ اکثر کپڑے وغیرہ خود ہی سی لیتے۔ گھر کی چیزوں کو خود ہی اٹھاتے رکھتے، گوشت کاٹتے، خادم کی مدد فرماتے، گھر سے باہر جاتے تو گدھے پر سوار ہو کر چلے جاتے، اپنے جوتے خود ہی گانٹھ لیتے، قمیص میں پیوند لگا لیتے، چادر پھٹ جاتی تو اسے سی لیتے، اور فرمایا کرتے کہ جو میرے طریقہ سے روگردانی کرے گا وہ مجھ سے نہیں، اپنے اونٹ خود چرا لیتے، خادم کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا لیتے، آٹا خود گوندھ لیتے، بازار سے گھر کا سودا سلف خود اٹھا کر لے آتے۔" [1]

آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انتہائی تواضع کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث شریف میں ہے :-

"ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نجاشی بادشاہ کا ایک وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس

[1] شواہد النبوۃ (اردو) مطبوعہ الفاروق کراچی صـ۲۱۲ مترجم مولانا محمد فاضل

marfat.com

میں حاضر ہوا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بنفس نفیس ان کی خدمت اور تواضع میں مصروف ہو گئے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمیں ارشاد فرمائیے اس خدمت کے لئے ہم کافی ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا انہوں نے ہمارے لوگوں کا اعزاز و اکرام کیا تھا میں پسند کرتا ہوں کہ بذات خود ان کی مہمان داری اور تواضع کروں۔"

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ تَوَاضُعِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پورا ہوگیا۔

marfat.com

بَابُ مَاجَآءَ فِی خُلُقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

یہ باب حضرت رسُولِ خُدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاقِ حسنہ کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں پندرہ احادیث ہیں۔) ۱۵

حل لغات خُلُقٌ۔ عادت، طبیعت، خصلت، وہ قوت جس سے افعال بن سوچے اور فکر کئے ہوئے بہولت صادر ہوں، اس کی جمع اَخْلَاقٌ ہے۔ شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خَلق خ کی زبر کے ساتھ ہو تو ظاہری صورت مُراد ہوتی ہے جو کہ آنکھوں سے دیکھی جاتی ہے اور خُلق خ کی پیش کے ساتھ ہو تو اس کے معنی ہیں اس صورتِ ظاہری کے "کہ دیدہ می شود از ملکہ نفسانیہ کہ پیدا می گردد از و افعال جمیلہ و اوصورت باطنی است۔" [1]

تشریح اس باب میں حضورِ اکرم صاحبِ خلقِ عظیم، عالمِ علومِ اوّلین و آخرین، شفیع المذنبین، مومنوں پر رؤف و رحیم، پیغمبرِ اسلام جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ اخلاقِ حسنہ کا ذکر ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاقِ کریمانہ کا کوئی بھی احاطہ نہیں کر سکتا۔ صاحبِ شمائل شریف نے مختلف ابواب کے عنوان قائم فرما کر ان کا ذکر فرمایا ہے چنانچہ اس باب میں بھی حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کا کچھ تذکرہ فرمایا ہے۔ سعد بن ہشام فرماتے ہیں کہ میں جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آنحضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کے متعلق استفسار کیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا "کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْاٰن" قرآن حکیم ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

[1] علاوہ ازیں (از نور الہدیٰ محمد عاشق صاحب لاہوری قاسمی)

marfat.com

کا خلق عظیم ہے۔" استاذِ گرامی قدر، فاضلِ اکمل، محدثِ کبیر حضرت مولانا مولوی گل فقیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ "قرآن مجید کی ہر ایک آیت سے صاحب خلق عظیم، سراپا نور مجسم پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاقِ حسنہ بیان ہو رہے ہیں۔" قرآن مجید میں سورۂ قلم پ۲۹ میں اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

"اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ" "بے شک تمہاری خو بُو بڑی شان کی ہے"

اور حضور پاک صاحبِ خلقِ عظیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

"بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ" "میں پیغمبر ہی اس لئے بنا کر بھیجا گیا ہوں کہ اچھے اخلاق کی تکمیل کر دوں۔"

دُوسری جگہ ارشاد ہے:۔

"اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا" "ایمان والوں میں سب سے زیادہ مکمل ایمان والا وہ ہے جو سب سے زیادہ خوش خلق ہو۔"

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:۔

"اَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ" "جنت میں جو بات اکثر لوگوں کو لے جائے گی وہ پرہیز گاری اور خوش خلقی ہے۔"

نیز ایک مقام پر ارشاد ہے:۔

"لَيْسَ شَيْءٌ فِي الْمِيْزَانِ اَثْقَلَ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ" "اعمال کے ترازو میں خوش خلقی سے زیادہ کوئی نیکی بھاری نہ ہوگی۔"

حضرت علامہ محدثِ کبیر الشیخ یوسف بن اسماعیل النبہانی وسائل الوصول الی شمائل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "شفا" شریف سے نقل کرتے ہیں۔

"ایک روایت میں مذکور ہے اللہ تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش سے لے کر انتہائے آخرینش

marfat.com

تک پوری کائنات کو جتنی عقل عطا کی ہے۔ وہ اس عقل کا ایک ذرہ ہے جو سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بخشی گئی۔" [1]

امام قسطلانی "مواہب" میں "عوارف المعارف" کے حوالے سے لکھتے ہیں :-

"اگر عقل کے سو اجزاء تسلیم کئے جائیں تو اس کی تقسیم اس طرح ہوگی کہ ننانوے جز حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو عطا کئے گئے اور ایک جزو تمام لوگوں پر تقسیم کر دیا گیا۔"

قسطلانی فرماتے ہیں :-

"جو شخص آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حسنِ تدبیر کے بارے میں غور کرے تو دیکھے گا کہ عرب جو دُنیا کی وحشی ترقوم تھی جسے کسی تہذیب و تمدن کی ہوا تک نہیں لگی تھی نہ ان کے سامنے ماضی کی تاریخ تھی نہ مستقبل کے اندیشے، جن کے پاس تعلیم و تعلم کا کوئی ذریعہ اور سامان نہیں تھا، اس وحشی قوم کی تربیت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس انداز سے کی کہ چند ہی سالوں میں ان کی کایا پلٹ گئی۔ قتل و غارت گری کی جگہ انہوں نے ایک دوسرے سے محبت اور ایثار کو اپنا شعار بنالیا۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات مبارک سے انہوں نے جس والہانہ عشق کا عملی مظاہرہ کیا وہ تاریخ عالم کا ایک انوکھا اور منفرد باب ہے۔ باپ بیٹے کے مقابل کھڑا ہوگیا اور بیٹے نے باپ کا سر تن سے جُدا کر دیا، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خاطر شوہر نے بیوی کو اور بیوی نے شوہر کو چھوڑ دیا، وطن چھوڑا گھر بار چھوڑ دیئے۔ یہ تمام انقلاب آفریں باتیں اس بات کا کھلا ثبوت ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بڑھ کر دُنیا میں کوئی زیرک، دانا، عقلمند اور صاحبِ اخلاق نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دانائی سارے عالم سے بڑھ کر ہے۔ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اخلاق کریمانہ کا دامن اتنا وسیع ہے کہ اسے دُنیا کی کوئی چیز تنگ نہیں کر سکتی۔ اور بجا طور پر کہا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا خُلق قرآن حکیم کی عملی تفسیر ہے۔"

حضرت علامہ فاضل اکمل محدثِ کبیر قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں [2] :-

[1] اردو ترجمہ مطبوعہ لاہور طبع دوم ۱۹۶۳ء مکتبہ نبویہ روڈ لاہور صفحہ ۱۶۳

[2] شرح الشفا (اردو) جلد دوم صفحہ ۱۵۲ از شارح رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

"وحسن الخلق مخالطة الناس بالجميل، والبشر واللطافة وتحمل الاذى والاشفاق عليهم والحلم والصبر وترك الترفع والاستطالة وتجنب الغلظه والغضب والمواخذة"

یعنی "اختلاط باہمی کے دلکشا مظاہر و آداب کے ہمرکاب، خندہ پیشانی اور بے پایاں لطف و مہربانی کے جلویں دوسروں کی تکالیف کو برداشت کرنے نیز ان کے مصائب کی گرہ کشائی، بردباری، صبر و تحمل، بے درپے برتری کی نمو کا ترک، مروت و احسان کے مواقع پر درشتی اور سختی کی روش سے پہلوتہی بدلہ لینے کے محاسبے اور غصے سے اجتناب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کردار اور اخلاق حسنہ کے ممتاز اور نمایاں جواہر ہیں"۔

حدیث ۱/۳۲۷ حدثنا عباسؒ بن محمد الدوری حدثنا عبیدؒ اللہ بن یزید المقری حدثنا لیثؒ بن سعد حدثنی ابوعثمانؒ الولید بن ابی الولید عن سلیمانؒ بن خارجة عن خارجةؒ بن یزید بن ثابت قال دخل نفر علی زید بن ثابت فقالوا له حدثنا احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم قال ماذا احدثکم کنت جارہ فکان اذا نزل علیه الوحی بعث الی فکتبته له فکنا اذا ذکرنا الدنیا ذکرها معنا واذا ذکرنا الاخرة ذکرها معنا واذا ذکرنا الطعام ذکره معنا فکل هذا احدثکم عن النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم.

ترجمہ خارجہ بن زید بن ثابت سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ چند افراد زید بن ثابت کے پاس آئے۔ انہوں نے استدعا کی کہ ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث میں سے کچھ احادیث بیان کریں زید نے فرمایا کہ تم لوگوں کے سامنے کون کون سی باتیں بیان کروں، میں تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہمسایہ ہوں۔

اسماء الرجال صفحہ ۳۳۴
۱ عباس بن محمد الدوری ثقہ
صحیح بخاری باب ما جاء فی تکاثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد ۲ صفحہ ۱۰۳۷
۲ عبید اللہ بن یزید المقری
۳ لیث بن سعد المصری الفہمی ثقہ ہے، امام مالک کے شیخ ہے۔
۴ ابو عثمان الولید بن ابی الولید ثقہ ہے ایک جماعت نے اس سے تخریج کی ہے۔
۵ سلیمان بن سحر المصری ثقہ ہے۔
۶ خارجہ بن زید بن ثابت
۷ زید بن ثابت
۸ الفقیہ ابو زید احدعن ابیہ واسامۃ بن زید وھذہ الزھری وغیرہ۔
ساتھ نقہاء میں سے ایک ہے، ایک جماعت نے اس سے تخریج کی ہے۔
۹۹ھ میں فوت ہوئے۔

marfat.com

جس وقت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر وحی اُترتی تو مجھے بُلا بھیجتے تو میں اس وحی کو آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے لئے لکھ لیتا۔ پس جب ہم معاملات کی باتیں کرتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے ساتھ ویسی ہی گفتگو فرماتے اور جب ہم اخروی اُمور کا ذکر کرتے تو آنجناب صلی اللہ علیہ آلہ وسلم بھی ہمارے ساتھ ویسی ہی گفتگو فرماتے اور جب ہم کھانے کا ذکر کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمارے ساتھ ویسی ہی گفتگو فرماتے ، اور یہ تمام باتیں ہیں جو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے متعلق تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں۔

حل لغات نَفَرٌ۔ اشخاص، افراد۔ یہ تین سے لے کر دس تک افراد کی جماعت پر بولا جاتا ہے۔
جَار۔ ہمسایہ، پڑوسی۔

تشریح ارشاد ہے "کہ ہمیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث سے کچھ احادیث بیان کریں" یعنی آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے ارشادات سے ہمیں مستفیض فرمائیں جو ان کی زبان فیض ترجمان سے سُنے ہیں اور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات زندگی اور اخلاقِ حسنہ بیان کریں تاکہ ہم ان کو اپنے لئے مشعلِ راہ بنائیں اور ان سے ہدایت حاصل کریں۔ استاذ گرامی فاضل اکمل صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب پشاوری (خلد اللہ تعالیٰ) نے فرمایا کہ :-

"اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام اور تابعین رحمہم اللہ علیہم اجمعین حضور شفیع المذنبین رحمۃ للعلمین سیّد الکائنات کے حالاتِ زندگی سُننے اور اخلاقِ حسنہ سے واقفیت حاصل کرنے کا کمال درجے کا ذوق شوق ظاہر ہو رہا ہے اور ان کی اس بے پناہ محبت کا پتہ چلتا ہے جو ان کی سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی۔"

ارشاد ہے "زید نے فرمایا کہ تم لوگوں کے سامنے کون کون سی باتیں بیان کروں" یعنی آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال مُبارک سے کون کون سے حالات واقعات اور ارشادات بیان کروں وہ تو لَا تَعُدُّ وَلَا تُحْصٰی ہیں احاطۂ بیان میں نہیں آسکتے حضرت علامہ قاضی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

"شیخ ابن حجر گفتہ کہ استفہام برائے تعجب است — یعنی شیخ ابن حجر نے فرمایا کہ یہ استفہام تعجب
یعنی ظن آنست کہ سوال از جمیع احوال حضرت — کے لئے ہے یعنی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے

marfat.com

کردہ بودند۔ بناں براں تعجب کردو بنا بر اں جواب باجمال داد"	تمام احوال کے متعلق سوال کیا گیا ہو لہٰذا انہوں نے تعجب فرمایا اسی لئے جواب اجمالاً دیا۔"

ارشاد ہے "میں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہمسایہ ہوں" یعنی بسبب قربت کے مجھ سے زیادہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کون حالات، اعمال، اقوال اور ارشادات سے باخبر ہو سکتا ہے یہاں تک کہ جب وحی اُترتی تو مجھے طلب فرماتے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے لکھ لیتا" حضرات شارحین رحمہم اللہ اجمعین نے لکھا ہے کہ کاتبانِ وحی بالاتفاق آٹھ تھے یعنی جناب حضرت عثمانؓ ذوالنورین، جناب حضرت علیؓ المرتضیٰ، حضرت اُبی، خالد بن سعید، حضرت حنظلہؓ، حضرت علاءؓ حضرمی، حضرت ابانؓ بن سعید اور حضرت زیدؓ بن ثابت، اور امیر معاویہ کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض نے فرمایا کہ یہ صرف مُراسلات لکھتے تھے وحی نہیں لکھتے تھے۔ صاحب الکمال فی اسماء الرجال فرماتے ہیں: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وحی کی کتابت کرنے والوں میں حضرت معاویہ بھی شامل ہیں۔ کہا گیا ہے کہ انہوں نے وحی بالکل نہیں لکھی۔ البتہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مراسلات یہی لکھتے تھے" [1]

ارشاد ہے "پس جب معاملات کی باتیں کرتے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہمارے ساتھ ویسی ہی گفتگو فرماتے اور جب ہم اخروی اُمور کا ذکر کرتے تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ویسی ہی گفتگو فرماتے۔ اور جب ہم کھانے کا ذکر کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ساتھ ویسی ہی گفتگو فرماتے۔" یعنی حضور شفیق اُمت، صاحب خلق عظیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود کمال قدرت وعظمت کے اپنی اُمت مرحومہ پر اپنے کمال حُسن اخلاق کی وجہ سے انتہائی تلطف اور شفقت فرماتے جو شخص بھی جس قسم کے مشورہ کے لئے آنا چاہے وہ دنیوی امور کا ہو تو یا اخروی امور کا یہاں تک کہ کھانے پینے کا تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو اپنے نیک اور مبارک مشوروں سے سرفراز فرماتے، نیز مشورہ دینے میں کسی قسم کے تکبر، غرور یا نفرت کا اظہار نہ فرماتے بلکہ غائت درجہ بے تکلفی فرماتے اور پوری توجہ کرتے۔

حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ اس حدیث شریف کے ضمن میں ایک فائدہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"مما یشهد بکمال لین المصطفی صلی اللہ علیه وآله وسلم ما خرجه الحاکم عن ابن المسیب ان عمر لما ولی خطب ثم	"حاکم نے تخریج حدیث کرتے ہوئے جو حدیث ابن مسیب سے روایت کی ہے وہ آقائے نامدار سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

[1] مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی ص۵۵ عدد ۸۲

marfat.com

قال قد علمت انکم تؤنسون منی شدۃ وغلظۃ وذالک انی کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فکنت عبدہ وخادمہ وکان کما قال اللہ تعالیٰ بالمؤمنین رؤف رحیم فکنت بین یدیہ کالسیف المسلول الا ان یغمدنی فاکف والا قد مت علی الناس لمکان لینۃ۔" لہ

کمال حلم کی گواہی دیتی ہے۔ ابن مسیّب جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے (یعنی جناب عمر فاروق نے) مسندِ خلافت پر جلوہ آرا ہونے کے وقت جو خطبہ ارشاد فرمایا اس میں فرمایا کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم مجھ سے وہی پرانی شدّت اور سختی کی توقع رکھتے ہو لیکن اب ایسا نہیں ہوگا کیونکہ میں اپنے آقا و مولیٰ رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صُحبت بابرکت میں کافی سے زیادہ عرصہ رہ چکا ہوں اور حضورِ سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا عبد بنا رہا جو کہ قدم قدم پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کا طالب تھا۔ اور خادمِ خاص رہا' اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ جل جلالہٗ کے ارشادِ گرامی کے مُطابق اپنی اُمّت کے ساتھ انتہائی ترحم اور رأفت کا سلوک فرماتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلامان کے حلقہ میں میری حیثیت ایک سونتی ہوئی تلوار کی طرح تھی۔ یہ تلوار اسی وقت نیام میں بند ہو جاتی جب سرورِ عالم و عالمیان اشارہ فرما دیتے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو میں اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تاثرات

لہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

marfat.com

لے کر لوگوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا کرتا اور نرمی کو سختی پر ترجیح دیتا۔"

حدیث ۲/۳۲۸ حدثنا اسحٰق بن موسیٰ حدثنا یونس بن بکیر عن محمد بن اسحٰق عن زیاد بن ابی زیاد عن محمد ابن کعب القرظی عن عمرو بن العاص قال کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یُقْبِلُ بِوَجْهِهٖ وَجَدِیْثِهٖ عَلٰی اَشَرِّ الْقَوْمِ یَتَاَلَّفُهُمْ بِذٰلِكَ فَكَانَ یُقْبِلُ بِوَجْهِهٖ وَحَدِیْثِهٖ عَلَیَّ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنِّیْ خَیْرُ الْقَوْمِ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَا خَیْرٌ اَوْ اَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَا خَیْرٌ اَمْ عُمَرُ فَقَالَ عُمَرُ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَا خَیْرٌ اَمْ عُثْمَانُ فَقَالَ عُثْمَانُ فَلَمَّا سَئَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَصَدَّقَنِیْ فَلَوَدِدْتُ اَنِّیْ لَمْ اَكُنْ سَئَلْتُهٗ۔

ترجمہ عمرو بن العاص سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شخص کی طرف جو بُرے سے بُرا بھی ہوتا اپنے پُورے روئے انور کے ساتھ اور نرم گفتگو کے ساتھ متوجہ ہوتے تاکہ وہ اس اخلاق حسنہ کی بدولت حق کی طرف الفت اور رغبت حاصل کرے۔ سو اسی طرح پُوری توجہ اور محبت بھری گفتگو میرے ساتھ بھی فرماتے یہاں تک کہ میرا یہ یقین ہو گیا کہ میں قوم کا بہترین فرد ہوں۔ پس میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں بہتر ہوں یا ابوبکر (رضی اللہ عنہ)۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) پھر میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں بہتر ہوں یا عمر (رضی اللہ عنہ) تو حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا عمر (رضی اللہ عنہ)۔ پھر میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آیا میں بہتر ہوں یا عثمان (رضی اللہ عنہ) تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عثمان (رضی اللہ عنہ)۔ جب میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات پوچھی تھی تو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نہایت ہی سچا جواب مرحمت فرما دیا۔ پس ہر وقت میں اس بات کی خواہش رکھتا کہ اے کاش میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات نہ پوچھی ہوتی۔

حل لغات یُقْبِلُ۔ اِقْبَالٌ مصدر سے مضارع ہے، اِقْبَالٌ کے معنی کسی کی طرف مُنہ کرنا۔ سامنے مُنہ کرنا

امام الرجال ثقہ ثبت ۲۰۸ھ
یا اسحٰق بن موسیٰ دیکھو صفحہ
باب ما جاء فی صفۃ
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
عمرو بن عاص دیکھو صفحہ
باب ما جاء فی صفۃ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حاشیہ ۱
محمد بن اسحٰق دیکھو صفحہ
باب ما جاء فی صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم حاشیہ ۱

حاشیہ ۲
زیاد بن ابی زیاد مولیٰ ہے
مولیٰ کی متعدد قسمیں ہیں ان میں
کان ثانیا اثنین ہے۔
جلیل ہے۔ ثقہ ہے حجت ہے۔
محمد بن کعب القرظی قبیلہ
قریظہ سے نسبت ہے مدنی
ہیں حضرت علی حضرت ابن
عباس کے اور ان سے شاگرد
الکندری وغیرہ نے روایت
کیا ہے۔

عمرو بن العاص بن وائل
سہمی ہے۔ یعنی کے قول کے مطابق
۸ھ میں اسلام لایا۔ ان سے ان کے
بیٹے عبداللہ اور عبداللہ بن عباس اور قیس بن
حازم روایت کرتے ہیں۔ مصر میں ۴۳ھ
میں بعمر ۹۰ سال فوت ہوئے۔

پوری طرح متوجہ ہونا۔ یَتَالَّفُ۔ تاج اور سیتی نے تَالَّفَ کے معنی دل بدست آوردن باہم پیوستہ شدن' کے کئے ہیں۔ مانوس ہونا' محبت کرنا۔ ظَنَّ۔ تہمت لگانا' گمان کرنا' یقین کرنا' اس جگہ یقین کا معنی ہے۔ صَلَاحٌ، اَصْدَقُ سے ہے' راست' صحیح صحیح بات کرنی۔ وَدَدْتُ۔ وِدًّا' وِدَادًا' وِدًّا' مَوَدَّةً' مَوْدُوْدَةً۔ خواہش کرنا' چاہنا' محبت کرنا۔

تشریح ارشاد ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شخص کی طرف جو بُرے سے بُرا بھی ہو تو اپنے پورے روئے انور کے ساتھ اور نرم گفتگو کے ساتھ متوجہ ہوتے تاکہ وہ اس اخلاق حسنہ کی بدولت حق کی طرف الفت اور رغبت حاصل کرے" یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہائی بداخلاق اور کمال درجے کے بدترین افراد سے بھی انتہائی خندہ پیشانی سے پیش آتے اور اپنا رُخ انور اس کی طرف پھیر کر پوری توجہ سے متوجہ ہوتے' محبت بھری گفتگو اور نظر کرم سے اس کے حال پر فکر فرماتے' اور اس کی اصلاح فرماتے' تاکہ اس کا دل نرم ہو اور حق قبول کرنے کی طرف مائل ہو کر دین اسلام اور اخلاق حسنہ سے آراستہ ہو جائے اور قوم کا ایک قابل ترین فرد بن جائے۔ نیز یہ بھی ثابت ہو رہا ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی ایسے بداخلاق لوگوں کے ساتھ بھی تکبر' غرور یا رعونت کا طریقہ روا نہیں رکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسی طرح کے حلم' بردباری اور شفقت کریمانہ کے نتیجہ پر جناب عمرو بن العاص نے یہ خیال کیا کہ گویا اب میں جناب ابوبکر صدیق' جناب عمر فاروق اور جناب عثمان ذی النورین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی افضل ہوں' تو جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایسا نہیں' ابوبکر' عمر اور عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین تجھ سے بہت افضل ہیں۔ جناب عمرو بن العاص نے جب یہ جواب سُنا تو فوراً پکار اُٹھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو حقیقت تھی وہ صحیح صحیح فرمادی اور عمرو بن العاص نے فرمایا کہ اے کاش میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات نہ پوچھی' ہوتی' شمائل شریف "اِنِّیْ لَمْ اَکُنْ سَئَلْتُہٗ" کے نیچے بطور حاشیہ تحریر ہے۔

"ھذہ الندامۃ من السوال استحیاء من الخطاء الفاحش"

یعنی "اظہار ندامت کا یہ کردار اس شرمندگی کی بنا پر ہوا کہ وہ یہ سوال کر کے صریح غلطی کے مرتکب ہوئے"

marfat.com

حضرت علامہ شارح شمائل شریف قاضی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کے اس قول کی تشریح ان ہی کی زبانی تحریر فرماتے ہیں :۔

"بنای آں بر شرارت ست شاید کہ در من شرارت دیدہ باشد پس شرمندگی کشیدم و نادم شدم واللہ اعلم"

"شاید یہ اس شرارت کی اساس ہے کہ جوان کی عینی نگہی نے میرے رگ وپے میں بھانپ لی تھی پس میں انتہائی شرمسار اور نادم ہوا"

حدیث ۳۳ حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا جعفر بن سلیمان الضبعی عن ثابت عن انس بن مالک قال خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشر سنین فما قال لی اف قط وما قال لی لشیء صنعتہ لم صنعتہ ولا لشیء ترکتہ لم ترکتہ وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من احسن الناس خلقا ولا مسست خزا ولا حریرا ولا شیئا کان الین من کف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولا شممت مسکا قط ولا عطرا کان اطیب من عرق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم .

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رہنے کا شرف دس برس تک حاصل رہا۔ مجھے کبھی بھی ان تک نہیں فرمایا اور نہ کسی کام کے کرنے میں یہ فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں ایسا کیا اور کبھی کسی کام کے نہ کرنے پر یہ فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں نہیں کیا۔ اور حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از روئے اخلاق کے تمام انسانوں میں بہت ہی بہتر تھے۔ اور میں نے کبھی کوئی ریشم اور ریشمی کپڑا اور کوئی اور نرم چیز ایسی نہیں چھوئی جو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلی مبارک سے زیادہ نرم ہو اور میں نے ہرگز کبھی بھی کسی قسم کا مشک اور عطر ہی حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ مبارک کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار نہیں سونگھی۔

حل لغات خدمت۔ میں نے خدمت کی۔ خدمۃ یا خدمۃ سے ہے جس کے معنی تابعداری

marfat.com

اطاعت، خدمت کرنا کے ہیں۔ اُفٍّ۔ اسم فعل ہے بمعنی اَتَضَجَّرُ وَاَنکَرُہٗ۔ یعنی میں بے قرار ہوتا ہوں اور میں ناپسند کرتا ہوں، کبھی کسی کو ذلیل کرنے کے موقعہ پر یہ لفظ استعمال ہوتا ہے یا زجر کرنے کے موقعہ پر تھو تھو، افوہ، اوئے۔ قَطُّ۔ ظرف زمان ہے اور استغراق ماضی کے لئے آتا ہے، اور نفی کے ساتھ مختص ہے جیسے مَا فَعَلْتُ ھٰذَا قَطُّ۔ صاحب مصباح اللغات لکھتے ہیں کبھی قَطُ اور قُطْ بھی کہا جاتا ہے۔ کبھی صَنٌّ یا صُنٌّ۔ بالفتح بالضم، کوئی کام کرنا یہاں یہی مُراد ہے اگر بالکسرہ ہو یعنی صِنٌّ تو وہ مقام جہاں پانی اکٹھا یا جمع کیا جاتا ہے مراد ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ مَسِسْتُ، میں نے چھُوا۔ مَسَّ۔ چھونا۔ خَزًّا۔ نھُونسا، مارنا، ایک کپڑا ہے جو اُون اور ریشم ملا کر بُنا جاتا ہے اور خالص ریشمی کپڑے کو بھی کہتے ہیں۔ مجمع البحرین میں ہے کہ خَزٌّ ایک دریائی جانور ہے اس کے اُون کے کپڑے بنائے جاتے ہیں۔ حَرِیْرًا۔ ریشم، ریشم کا بنا ہوا کپڑا۔ اَلْیَن۔ نرم۔ شَمَمْ، سونگھنا۔ مِسْک، مشک، کستوری۔ عِطر۔ خوشبو۔ اَلعَرَق۔ پسینہ، پسیجنا۔

تشریح ارشاد ہے" اور نہ کسی کام کے کرنے میں یہ فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں ایسا کیا۔ اور کبھی کسی کام کے نہ کرنے پر یہ فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں نہیں کیا۔ شمائل شریف میں اس مقام پر حاشیہ ہے۔

"اعلم ان عدم اعتراض النبی صلی اللہ	یعنی خوب جان لے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ
علیہ وآلہٖ وسلم علی انس فیما خالف	پر عدم اعتراض ان اُمور میں تھا جو کہ خدمت
امرہ انما ھو فیما یتعلق بالخدمۃ	اور آداب سے متعلق تھے نہ ان امور میں جو تکالیف
والآداب لا فیما یتعلق بالتکالیف الشرعیۃ	شرعیہ سے متعلق ہے کیونکہ ان پر ترک اعتراض
فانہ لا یجوز ترک الاعتراض فیہ"	روا نہیں۔"

حضرت علامہ محمد عاقل صاحب اپنی شرح میں فرماتے ہیں :-

"ازیں معلوم می شود افضلیت تمام برائے انس	یعنی" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت انس
دریں خدمت دہ سال مرتکب امرے خلاف	رضی اللہ عنہ مکمل فضیلت کے مالک تھے کہ مکمل
شرع نشدہ زیرا کہ بر تقدیر وقوع آں سکوت	دس سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت قدس
برا رتکاب امرے مخالف شرع آنحضرت ممکن	میں رہ کر خلاف شرع کسی امر کے مُرتکب نہیں
نبود۔"	

marfat.com

ہوئے، اس لئے کہ خلاف شرع کام پر آنحضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سکوت ممکن ہی نہ تھا۔"

ارشاد ہے " اور حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از روئے اخلاق کے تمام انسانوں میں بہت ہی بہتر تھے۔" یعنی جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بتدائے حدیث شریف میں حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اخلاق حمیدہ کا ذکر فرمایا، جو خاص ان کے متعلق تھا اور اس جگہ سید الکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان اخلاق حسنہ کا ذکر کیا، جو عام لوگوں کے ساتھ تھے گویا یہ تعمیم بعد تخصیص ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف ان کے ساتھ ہی نہیں بلکہ ہر ایک کے ساتھ نہایت ہی حسن اخلاق سے پیش آتے۔ حضرت محدث جلیل قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

" وحسن الخلق مخالطة الناس بالجميل والبشر واللطافة وتحمل الاذى والاشفاق عليهم والحلم والصبر وترك الترفع والاستطالة وتجنب الغلظة والغضب والمواخذة "

یعنی اختلاط باہمی کے دلکشا مظاہر و آداب کے ہمرکاب خندہ پیشانی اور بے پایاں لطف و مہربانی کے جلو میں دوسروں کی تکالیف کو برداشت کرنے نیز ان کے مصائب کی گرہ کشائی بردباری، صبر و تحمل، بے پروائی، برتری کی نموکا ترک، مروت و احسان کے مواقع پر درشتی اور سختی کی روشنی سے پہلو تہی، بدلہ لینے کے محاسبے اور غصے سے اجتناب آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کردار اور اخلاق حسنہ کی عظمت کے ممتاز اور نمایاں جواہر ہیں"

ارشاد ہے " اور میں نے کبھی کوئی بزاز ریشم اور ریشمی کپڑا اور کوئی نرم چیز ایسی نہیں چھوئی، جو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلی مبارک سے زیادہ نرم ہو" یعنی جس طرح آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخلاق کے اعتبار سے

نہایت ہی بلند، اعلیٰ اور ارفع مقام رکھتے تھے، اسی طرح خلقت کے لحاظ سے انتہائی لطیف اور نورانی وجود مبارک رکھتے تھے۔ ارشاد ہے "اور میں نے ہرگز کبھی بھی کسی قسم کا مشک یا عطر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ مبارک کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار نہیں سونگھی" یعنی یہ خوشبو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مبارک کی اپنی خوشبو تھی کسی عطر یا مشک وغیرہ کی خوشبو نہیں تھی۔ اسحٰق بن راہویہ فرماتے ہیں "اِنَّ تِلْکَ کَانَتْ رَائِحَتُہٗ بِلَا طِیْبٍ" اسحٰق بن راہویہ فرماتے ہیں کہ یہ خوشبو بدون خوشبو لگائے ہوئے کے تھی گویا خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود اقدس و مطہر کی تھی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مبارک طیب و مطیب تھا جس راستے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گذرتے تھے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو پاکر اسی راستے پر جاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پالیتے۔ رئیس المحدثین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تاریخ کبیر میں جناب جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس راستہ پر سے گذرتے اور کوئی شخص آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلاش کرتا تو وہ خوشبو سے پہچان لیتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس راستہ سے تشریف لے گئے ہیں"۔ جناب انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں:۔

"کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا مرّ فی طریق من طرق المدینہ وجدوا منہ رائحۃ الطیب وقالوا مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ھذا الطریق"

(اخرج البزار و ابو یعلی)

"حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ منورہ کے بازاروں میں سے کسی بازار کو تشریف لے جاتے تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو پاکر اسی راستے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پالیتے اور کہتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی راستے سے گذرے ہیں"۔

ایک بار آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب انس رضی اللہ عنہ کے گھر آرام فرما رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسینہ آیا۔

"فجاءت امہ بقارورۃ تجمع فیھا عرقہ"

"تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ

فسألها رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن ذلك فقالت نجعله في طيبنا وهو اطيب الطيب"

ایک شیشی لائیں اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسینہ مبارک جمع کرنے لگ گئیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پسینہ جمع کرنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب عرض کیا ہم اس کو اپنی خوشبو میں مدد دیں گے، اور یہ پسینہ مبارک اعلیٰ درجے کی خوشبو ہے۔"

اور ایک روایت میں یہ بھی ہے۔

"قالت يا رسول الله نرجو بركته لصبياننا قال اصبت." وروى البخاري نحوه۔

کہ "ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم قوی امید رکھتے ہیں کہ ہمارے بچے اس سے بابرکت ہو جائیں گے۔ شفیق اُمت مومنوں پر رؤف و رحیم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ام سلیم تو نے سچ کہا"

صاحب مرقاۃ فرماتے ہیں:۔

"وفيه استحباب التبرك والتقرب بآثار الصالحين قيل لما حضر انس بن مالك الوفاة اوصى ان يجعل في حنوطه من ذلك الطيب"

یعنی "اس سے ثابت ہوا کہ اولیائے کرام کی نشانیوں کا تقرب اور تبرک حاصل کرنا مستحب ہے۔ جبکہ کہا گیا ہے کہ جناب انس بن مالک کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے وصیت کی کہ اس خوشبو سے مجھے خوشبو لگائی جائے۔"

حضور پاک سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر کسی سے مصافحہ کرتے تو تمام دن اس شخص کو اپنے ہاتھ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست ہائے مبارک کو چھونے کی بدولت خوشبو آتی رہتی، اور اگر کسی بچے کے

marfat.com

سر پر ہاتھ پھیر دیتے تو وہ بچہ اس خوشبو کی وجہ سے دُوسرے بچوں میں پہچانا جاتا۔ جابر بن سمرہ سے روایت ہے۔

"قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صَلٰوةَ الْاُوْلٰى ثُمَّ خَرَجَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَخَرَجْتُ مَعَهٗ فَاسْتَقْبَلَهٗ وِلْدَانٌ فَجَعَلَ يَمْسَحُ خَدَّيْ اَحَدِهِمْ وَاحِدًا وَاحِدًا وَاَمَّا اَنَا فَمَسَحَ خَدَّيَّ فَوَجَدْتُ لِيَدِهٖ بَرْدًا اَوْ رِيْحًا كَاَنَّمَا اَخْرَجَهَا مِنْ جُؤْنَةِ عَطَّارٍ" (رواہ مسلم)

"وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ظہر کی نماز حضُور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ادا کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر تشریف لے جانے کے لئے مسجد سے نکلے، میں بھی آنحضُور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چل پڑا، پس جو بچے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سے آتے تو ہر ایک کی گال پر دستِ شفقت پھیرتے جب میری باری آئی تو میرے دونوں رخساروں پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا، میں نے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مُبارک کی ٹھنڈک کو پایا اور خوشبو بھی پائی وہ خوشبو ایسی تھی گویا کہ ابھی کسی عطر فروش کے ڈبیہ سے نکلی ہے۔"

ایک حدیث شریف میں ہے:۔

"عن ابی هريرة قال جاء رجل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال یارسول اللہ انی زوجت ابنتی واحب ان تعینی قال ما عندی شیئ ولکن ائتنی بقارورة واسعة الرأس وعود شجرة فجعل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یسلت العرق من ذراعیه حتی امتلئت القارورة قال

"ابی ہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میں اپنی بیٹی کی شادی کرنا چاہتا ہوں اور میری خواہش ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی میری امداد فرماویں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے پاس تو اس وقت کچھ نہیں مگر ہاں ایک

marfat.com

خذها وامرابنتك ان تغمس هذا العود فی القارورة وتطیب به فکانت اذا تطیبت یشم اهل المدینة رائحة الطیب فسموا بیت المطیبین"

(اخرج ابویعلی والطبرانی فی الاوسط وابن عساکر)

کھُلے مُنہ والی بوتل لا، وہ لے آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بازوؤں مُبارک سے پسینہ مُبارک لے کر اس شیشی میں ڈالا اور فرمایا یہ لے جا اور اپنی لڑکی سے کہہ دے کہ اس شیشی سے پسینہ مُبارک لے کر بطور خوشبو استعمال کرے۔ چنانچہ جب کبھی وہ اس پسینہ مُبارک کو بطور خوشبو استعمال کرتی تو تمام مدینہ منورہ اس خوشبو سے مہک جاتا۔ اسی وجہ سے اس گھر کا نام ہی خوشبو لگانے والوں کا گھر پڑ گیا۔"

ابراہیم بن اسماعیل مرنی نے جناب جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

انه اردفنی رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم فالتقمت خاتم النبوة بفمی فکان شیم علی مسکا"

"یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے سواری پر اپنے پیچھے بٹھالیا، میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہر نبوت کو اپنے منہ کے اندر لے لیا تو اس سے مشک کی مہک اور لپٹ آرہی تھی۔"

صاحب روض نظیف فرماتے ہیں:۔

یفوح من عرق مثل الحمان له
شذا تظل البرانی منه تعتطر

یعنی "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ مُبارک میں جو چاندی کے موتیوں کے مشابہ تھی خوشبوئے مُشک مہکتی تھی کہ حسین عورتیں اس کو بجائے عطر کے لگاتی تھیں۔"

marfat.com

حدیث ۴۳۰ حدثنا قتیبۃ بن سعید واحمد بن عبدۃ هو الضبی والمعنی واحد قالا حدثنا حماد بن زید عن سلم العلوی عن انس بن مالک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ کان عندہ رجل بہ اثر صفرۃ قال وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یکاد یواجہ احدا بشئ یکرہہ فلما قام قال لقوم لو قلتم لہ یدع ہذہ الصفرۃ۔

ترجمہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں ایک شخص تھا جس کے کپڑوں پر زرد نشان تھا۔ راوی فرماتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت مبارکہ ایسی تھی کہ کسی کی ناگوار بات کو منہ در منہ منع نہ فرماتے ہیں جب وہ شخص چلا گیا۔ تو اس وقت حاضرین سے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں کو چاہیئے تھا کہ اسے کہتے کہ زردی لگانا چھوڑ دے۔

حل لغات صُفْرَۃ۔ زردی۔ صُفرہ جب اثر کے ساتھ آئے جیسا کہ یہاں ہے تو اس کے معنی خوشبو کے آتے ہیں۔ یَکَادُ۔ مضارع۔ کَوْدًا و مَکَادًا و مَکَادَۃ مصدر آتا ہے یہ افعال مقاربہ سے ہے۔ اس کی خبر کے ساتھ اَنْ بہت کم آتا ہے۔ فعل کرنے کے قریب ہونا اور نہ کرنا کے معنی ہیں۔ نیز یہ کلام کا صلہ بھی واقعہ ہوتا ہے جیسے لَمْ یَکَدْ یَرَاھَا میں ہے۔ یُوَاجِہُ۔ منہ در منہ ہونا، سامنے ہونا مُوَاجَہَۃٌ مصدر ہے۔ یَکْرَہُ۔ نالسند فرماتے ہیں۔ کَرِہَ، ماضی۔ یَکْرَہُ۔ مضارع۔ کَرَہٌ یا کَرَاھَۃٌ یا کَرَاھِیَۃٌ یا مَکْرَھَۃٌ مصدر ہے۔ بدصورت، بُرا جاننا، قبیح ہونا۔

تشریح ارشاد ہے "جس کے کپڑوں پر زرد نشان تھا" یعنی اس کے کپڑوں پر ایک قسم کی خوشبو لگی ہوئی تھی جس میں زرد زعفران کا اثر تھا اور یہ خوشبو عموماً زفاف کے موقع پر استعمال ہوتی ہے۔ ارشاد ہے کہ "تم لوگوں کو چاہیئے تھا کہ اسے کہتے کہ زردی لگانا چھوڑ دے" یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت موجود صحابہ کو ارشاد فرمایا کہ کیا ہی بہتر ہوتا اور اچھا ہوتا کہ تم لوگ اس کو اس زعفرانی خوشبو کے استعمال کرنے سے منع کر دیتے۔ استاذ گرامی منزلت محدث کبیر حضرت صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہ نے ارشاد فرمایا

اسماء الرجال صفحہ ۳۰۰ قتیبۃ بن سعید۔ دیکھو صفحہ ۳۰۰ احمد بن عبدۃ الضبی۔ دیکھو صفحہ ۳۰۰ حماد بن زید۔ دیکھو صفحہ ۳۰۰ انس بن مالک۔ دیکھو صفحہ ۳۰۰

marfat.com

"سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس مجلس میں اس شخص کو غایت شفقت و حیا کی وجہ سے منع نہ فرمایا۔ یہ اس بات پر بھی دلیل ہے کہ اس قسم کی خوشبو لگانا حرام نہیں ہے ورنہ حرام کام کرنے کو حضور سرورِ انس و جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی وقت بھی برداشت نہیں فرماتے تھے اور اگر کوئی شخص بھی کسی غیر شرعی کام کو کرتا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھ لیتے تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مزاج شریف غصہ کے عالم میں بدل جاتا اور پھر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کیفیت کو دیکھ کر کانپ اٹھتے۔"

حضرت علامہ قاضی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ شارح شمائل شریف حلاوۃ المتعلمین میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"شیخ ابن حجر گفتہ ظاہر آنست کہ ایں اثر صفرہ حرام نبود، والا تاخیر نمیکرد بے آنکہ رواندو ترک او تا مفارقت مجلس"

"یعنی شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ظاہر ہو رہا ہے کہ اس خوشبو کا استعمال حرام نہیں تھا، اگر حرام ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شخص کے مجلس سے اُٹھ جانے تک انتظار نہ فرماتے اور اس کو اس خوشبو کے استعمال کے ترک کرنے کا حکم فرماتے۔"

حدیث ۵ / ۳۳۱ حدثنا محمد بن بشار حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبۃ عن ابی اسحٰق عن عبد اللہ الجدلی واسمہ عبد بن عبد عن عائشۃ انہا قالت لَمْ یَکُنْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَلَا صَخَّابًا فِی الْاَسْوَاقِ وَلَا یَجْزِیْ بِالسَّیِّئَۃِ السَّیِّئَۃَ وَلٰکِنْ یَعْفُوْ وَیَصْفَحُ۔

ترجمہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو طبعاً بدخلق تھے اور نہ ہی بتکلف فحش بات فرماتے نہ بازاروں میں شور فرماتے اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے تھے لیکن درگذر فرما دیتے اور اعراض فرما دیتے۔

marfat.com

حل لغات فَاحِشاً۔ قبیح، بدخلق، بہت بخیل۔ مُتَفَحِّشاً۔ بدزبان، یاوہ گو، بے حیا۔ صاحب لغات الحدیث لکھتے ہیں "کرمانی نے کہا حدیث میں فاحش سے مُراد وہ شخص ہے جو خَلِیقَۃٌ فحش گو" اور مُتَفَحِّش جو خواہ مخواہ فحش گوئی پہ تُلا ہوا ہو مثلاً مسخرہ، بھانڈ وغیرہ" حد سے بڑی ہوئی بدی۔ صَخَّابٌ۔ شور مچانے والا اور غل غپاڑہ کرنے والا۔ اَسْوَاقٌ۔ بازار۔ سُوْق کی جمع ہے۔ یَعْفُوْ۔ درگذر کرتے۔ عفا ماضی، یعفو، مضارع اور عَفْوٌ مصدر ہے جس کے معنی درگذر کرنا، معاف کرنا، سزا کو چھوڑ دینا کے ہیں۔ یَصْفَحُ، اعراض کرتے تھے۔ صَفَحَ، ماضی، یَصْفَحُ مضارع اور صَفْحاً مصدر ہے، جس کے معنی روگردانی کرنا، اعراض کرنا، چھوڑ دینا اور گناہ کو معاف کرنا کے آتے ہیں۔

تشریح ارشاد ہے کہ "آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو طبعاً بدخُلق تھے اور نہ ہی بتکلف فحش بات فرماتے۔"
حضرت علامہ ملا علی القاری رحمہ الباری جمع الوسائل صفحہ ۱۵۶ جلد دوم میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"والمراد بالفاحش فی الحدیث ذوالفحش فی کلامہ وفعلہ والمتفحش تکلف الفحش ویتعمدہ ففنت عنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الفحش والمتفحش بہ طبعا وتکلفا" ذکرہ میرک۔

یعنی اس حدیث میں غیر اخلاقی انداز بکلم کو خواہ وہ طبعاً ہو یا تکلفاً فحش گو کہا گیا ہے اور تفحش سے بتکلف فحش کہنا اور دیدہ و دانستہ عمل بیرا ہونا مُراد ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ام المؤمنین نے فحش اور متفحش ہونے کی نفی فرمادی۔"

گویا آنحضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ طبعاً اور نہ ہی تکلفاً فحش گو تھے۔" ارشاد ہے" اور نہ بازاروں میں شور کرتے" یعنی بازاروں میں چیختے چلاتے نہ پھرتے تھے، بلکہ پہلی آسمانی کتابوں میں بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف کے موقع پر یہ صفت بھی بیان کی گئی ہے۔ کعب احبار نے کہا کہ:۔

"فی التوراۃ محمد عبدی لیس بفظ ولا غلیظ ولاصخوب فی الاسواق"

"تورات میں ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا بندہ ہے اکھڑ اور سخت مزاج نہیں ہے، نہ بازار میں چلانے والا اور نہ ہی شور کرنے والا"

marfat.com

وسائل الوصول میں علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کرتے ہیں۔

"ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی کوئی ناشائستہ اور نازیبا بات نہیں کرتے تھے۔ بازاروں میں اُونچی آواز سے بات نہیں کرتے تھے۔ کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بُرائی کرتا تو اس کا بدلہ برائی میں نہیں دیتے تھے اسے معاف کر دیتے تھے۔"

توریت میں خدا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

"نہ بری شکل والا نہ سخت مزاج ہے اور نہ بازاروں میں اُونچی آواز سے بولتا ہے، برائی کا بدلہ برائی نہیں دیتا لوگوں کو معاف کر دیتا ہے، اس کی (صلی اللہ علیہ وسلم) پیدائش مکہ مکرمہ ہے۔ طابہ (مدینہ منورہ) میں ہجرت کرے گا وہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھی (رضوان اللہ علیہم اجمعین) تہہ بند باندھتے ہوں گے اور وضو کرتے ہوں گے۔"

یہی تعریف انجیل میں بھی مذکور ہے[1]۔ ارشاد ہے "اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے تھے لیکن درگذر فرماتے اور اعراض فرماتے" یعنی اگر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کوئی شخص بداخلاقی، برائی اور بدی سے پیش آتا تو آنجناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے انتہائی کریمانہ اور بزرگانہ اخلاق سے بخش دیتے، اور معاف فرما دیتے۔ حضور پاک شفیقِ اُمت رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ طیبہ ہزارہا ایسے واقعات سے بھری ہوئی ہے۔ صاحبِ روض نظیف فرماتے ہیں۔

يَعْفُوْ وَيَصْفَحُ عَنْ جَانٍ جَنٰى كَرَمًا
وَيَقْبَلُ الْعُذْرَ مِمَّنْ جَاءَ يَعْتَذِرُ

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کرم سے ہر خطاوار کی خطا کو معاف فرما دیتے اور درگذر فرماتے اور جو کوئی عذر کرتا ہوا آتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا عذر قبول فرماتے۔"

---

[1] وسائل الوصول الی شمائل الرسول، ناشر گنج بخش روڈ، لاہور، ص ۱۱۱

marfat.com

حدیث ۶۳۲ حدثنا هارون بن اسحٰق الهمدانی حدثنا عبدة عن هشام بن عروة عن ابیه عن عائشة قالت ما ضرب رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بیده شیئا قط الا ان یجاهد فی سبیل الله ولا ضرب خادما ولا امرأة.

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بھی اپنے ہاتھ سے کسی ایک کو نہیں مارا جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ تو کسی خادم کو اور نہ ہی بیوی کو کبھی مارا ہے۔

حل لغات ضَرَبَ۔ مارا۔ ضَرَبَ، ماضی، یَضْرِبُ مضارع اور ضَرْبًا مصدر ہے، جس کے معنی قرینہ کے لحاظ سے "مارنا" ہے۔

تشریح ارشاد ہے "حضور سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بھی اپنے ہاتھ مبارک سے نہیں مارا، مگر ہاں مارا جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا" یعنی سوائے جہاد کے کسی کو بھی اپنے ہاتھ مبارک سے نہیں مارا۔ شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں شئی سے مراد آدمی ہے کیونکہ ایسا اوقات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی سواری کے جانور کو مارا ہے۔ نیز حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ دست بدست لڑائی جنگ اُحد میں واقع ہوئی تھی اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک سے اُبی بن خلف مارا گیا تھا اور یہی کہا گیا ہے کہ مجاہدہ سے مراد صرف کفار کے ساتھ جنگ کرنا ہی نہیں ہے بلکہ عام بھی ہو سکتا ہے۔ نیز حدود وتعزیر بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ ارشاد ہے "اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ تو کسی خادم کو نہ ہی بیوی کو کبھی مارا ہے۔" حضرت مولینا مولوی محمد عاقل صاحب مترجم لکھتے ہیں۔

"شیخ ابن حجر گفتہ کہ ایں تعمیم بعد تخصیص است از جہت اہتمام بشان ایں ہر دو کہ از مرد بوقوع می آیند۔"

"شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ تعمیم بعد تخصیص ہے چونکہ اکثر انہی دو گروہوں کے ساتھ مارکے واقعات پیدا ہوتے ہیں اس لئے ان دونوں کا ذکر خصوصی طور پر کیا گیا ہے۔"

اور شمائل شریف کے حاشیہ پر ہے:-

اصحاب الرجال مرتب شریف ۲۶ ۳۴۱ دیکھو حدیث ۲۶ باب ماجاء فی صفۃ مزاح النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲۶ پر۔ دیکھو حدیث ۲۶ پر۔ باب ماجاء فی صفۃ کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲۶ پر۔ دیکھو حدیث ۲۶ پر۔ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲۶ پر۔ دیکھو حدیث ۲۶ پر۔

marfat.com

" وھذا النفی مندرج تحت نفی العام الا انه خصه بالذکر اهتماما بشانه و وجهه ان ضرب الزوجة والخادم وان کانا مباحا للادب فترکه افضل"

یعنی یہ نفی نفی عام کے تحت ہے اور خصوصی طور پر ان دو کے ساتھ ذکر ہوئی ہے، اس کی وجہ یہ ہے اگرچہ ادب کیلئے عورت یا خادم کو مارنا بھی مباح ہے مگر اس کا ترک یعنی نہ مارنا افضل و بہتر ہے۔"

حدیث ۳۳۳ حدثنا احمد بن عبدة الضبی حدثنا فضیل بن عیاض عن منصور عن الزهری عن عروة عن عائشة قالت ما ضربت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم منتصرا من مظلمة ظلمها قط ما لم ینتهك من محارم الله تعالی شئ فاذا انتهك من محارم الله تعالی شئ کان من اشدهم فی ذلك غضبا وما خیر بین امرین الا اختار ایسرهما ما لم یکن مأثما۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور پاک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی بھی نہیں دیکھا کہ اپنی ذات (اقدس) کے لئے کسی شخص سے ظلم کا بدلہ لیا ہو، ہاں البتہ جب کوئی اللہ تعالیٰ کی حرمتوں میں سے کسی کا ارتکاب کرے۔ سو جس وقت اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کو کوئی توڑتا تو اس شخص پر از روئے غصہ کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ غضبناک کوئی دوسرا نہ ہوتا اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب دو کاموں میں اختیار دیا جاتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کام کو اختیار فرماتے جو آسان ہوتا بشرطیکہ اس میں گناہ نہ ہو۔

حل لغات مُنْتَصِرًا۔ اس کا مصدر اِنْتِصَارٌ ہے جس کے معنی بدلہ لینا، انتقام لینا، غائب ہونا کے ہیں مَظْلَمَةٌ یا مَظْلِمَةٌ۔ جو ناحق تجھ سے لیا جائے، اگر "لام" کی زیر سے ہو تو پھر ستم کے معنی میں ہے۔ ظُلِمَ مجہول ہے اس کا مصدر ظَلْمٌ یا ظُلْمٌ یا مَظْلَمَةٌ آتا ہے، جس کے معنی کسی چیز کو بے موقع یا بے محل رکھنا، ستم کرنا، زبردستی کرنا، کسی کا حق مار لینا وغیرہ وغیرہ آتے ہیں۔ یُنْتَهَكْ، الانتهاك سے ہے جس

marfat.com

کے معنی پھاڑنا' کھینچ کر کاٹ ڈالنا' رسوا کرنا' فضیحت کرنا۔ خَیّر۔ پسند کے لئے اختیار کرنا۔

تشریح ارشاد ہے "میں نے حضور پاک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی بھی نہیں دیکھا کہ اپنی ذات (اقدس) کے لئے کسی شخص کے ظلم کا بدلہ لیا ہو" یعنی یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمال اخلاق تھا کہ جس شخص نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جتنی کبھی زیادتی کی' حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص سے زیادتی کا بدلہ نہیں لیا بلکہ اسے معاف فرما دیا۔ علامہ یوسف نبہانی تحریر فرماتے ہیں:۔

"اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کوئی شخص بدسلوکی کرتا تب بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے ساتھ بدسلوکی نہ کرتے' معذرت خواہ کوئی ہوتا اس کی معذرت قبول کرتے کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف پہنچاتا تو اس سے درگذر کرتے اور فرماتے خدا میرے بھائی موسیٰ پر رحم فرمائے انہیں اس سے بھی زیادہ تکلیفیں پہنچائی گئیں مگر انہوں نے صبر کیا۔"

ارشاد ہے" ہاں البتہ جب کوئی اللہ تعالیٰ کی حرمتوں میں سے کسی کا ارتکاب کرے" یعنی اگر کسی کو اوامر الٰہی کی نافرمانی کرتا اور نواہی پر علی الاعلان عمل پیرا ہوتا نیز حرام کاموں کا ارتکاب کرتا دیکھتے تو پھر اس شخص پر بہت ہی غضبناک ہوتے اور بہت سخت ناراض ہوتے اور غصہ فرماتے۔ ارشاد ہے۔" آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب دو کاموں میں اختیار دیا جاتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کام کو اختیار فرماتے جو آسان ہوتا بشرطیکہ اس میں گناہ نہ ہو" یعنی جب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب دو امور کا اختیار دے دیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس امر کو اختیار فرماتے جس کی ادائیگی آسان اور سہل ہوتی بشرطیکہ اس کام کے کرنے میں شریعت اسلامیہ میں کوئی نقصان نہ ہوتا ہو۔ استاذ گرامی شیخ الحدیث حافظ صاحبزادہ علی احمد جان صاحب مدظلہ نے ارشاد فرمایا۔

"اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی اُمت کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دو امروں کا اختیار دیا جاتا تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کے حق میں جو آسان ہوتا اس کو اختیار فرماتے۔ نیز اسی طرح دنیاوی امور میں جہاں دو رائیں ہوتیں ان میں آسان کو اختیار فرماتے جب تک کہ اس میں کسی کا شرعی نقصان نہ ہو۔"

marfat.com

اسماء الرجال حدیث ۳۳۵

۱ ابن ابی عمر۔ دیکھو حدیث ۳۳۴
باب ماجاء فی صفۃ کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۳۱
۲ سفیان۔ دیکھو حدیث ۳۳۴
باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۳۲
۳ محمد بن المنکدر۔ دیکھو حدیث ۳۳۴
باب ماجاء فی صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳۱
۴ عروہ۔ دیکھو حدیث ۳۳۴
باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳۱
۵ عائشہ۔ دیکھو حدیث ۳۳۴
باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

حدیث ۳۳۵ حدثنا ابن[1] ابی عمر حدثنا سفیان[2] عن محمد بن[3] المنکدر عن عروۃ[4] عن عائشۃ[5] قالت استأذن رجل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانا عشرۃ فقال بئس ابن العشیرۃ او اخو العشیرۃ ثم اذن لہ فالان لہ القول فلما خرج قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قلت ما قلت ثم النت لہ القول فقال یا عائشۃ ان من شر الناس من ترکہ الناس او ودعہ الناس اتقاء فحشہ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موجود تھی کہ ایک شخص نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی تو سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنے قبیلے کا برا بیٹا ہے یا اپنے قبیلہ کا برا بھائی ہے پھر اسے اجازت دے دی اور بڑی نرمی سے اس کے ساتھ باتیں کیں' جب وہ چلا گیا تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب نے تو اس کے بارے میں اچھی رائے نہیں دی تھی پھر جب باتیں فرمائیں تو اس کے ساتھ بڑی نرمی سے کیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) بدترین انسانوں میں سے وہ انسان ہے جس کو لوگ چھوڑ دیں یا اس کی بدکلامی سے بچنے کی خاطر اس کو چھوڑ دیں۔

حل لغات اِسْتَاْذَنَ۔ اجازت مانگی۔ اِسْتِئْذَان سے ہے جس کے معنی اجازت طلب کرنا کے ہیں۔ بِئْسَ۔ فعل ماضی جامد ہے' مذمت کے لئے مستعمل ہوتا ہے' بُرا۔ اَلَانَ۔ نرمی سے باتیں کیں۔ تَلْیِیْن یا اَلَانَۃٌ سے ہے' نرم کرنا' ملائم کرنا۔ فُحْش۔ بدکلامی' بُری بات۔

تشریح ارشاد ہے "ایک شخص نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی" یہ شخص کون تھا؟ بعض نے فرمایا کہ یہ شخص عیینہ بن حصین تھا اور اسے احمق مطاع کہتے ہیں۔ یہ اگرچہ اسلام کا اظہار کرتا تھا مگر ڈانواں ڈول تھا اور نفاق کو چھپائے رکھتا تھا۔ ارشاد فرمایا "اپنے قبیلہ کا برا بیٹا ہے یا اپنے قبیلہ کا برا بھائی ہے" یا یہ راوی کا شک ہے کہ یہ فرمایا وہ فرمایا۔ العشیرہ اس قبیلہ کا نام ہے گویا یہ شخص اپنے قبیلہ کا اچھا آدمی نہیں ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بلایا اور انتہائی افتاد' نرمی اور ملائمت سے گفتگو فرمائی تاکہ وہ مانوس ہو اور اس میں اُلفت پیدا ہو' اس کے دل میں اسلام کی سچی محبت پیدا ہو اور وہ پورے

marfat.com

طور پر اسلام کی طرف راغب ہوا اور ایک اچھا انسان بن جائے۔ ارشاد ہے" کہ جب وہ چلا گیا تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب نے تو اس کے بارے میں اچھی رائے نہیں دی تھی پھر جب باتیں فرمائیں تو بڑی نرمی کی کیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے عائشہ! بدترین انسانوں میں سے وہ انسان ہے جس کو لوگ چھوڑ دیں" یہ یا' راوی کا شک ہے کہ یہ فرمایا' یا یہ فرمایا" حضور پرنور کون و مکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس شخص کے بارے میں اس رائے کا اظہار فرمانا اس شخص کے حال کا بیان کرنا تھا تاکہ اور لوگ اس سے محفوظ رہیں اور اس سے اختلاط نہ کریں۔ نیز آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس شخص کے ساتھ نرمی اور ملاطفت کرنے سے اسے اچھائی کی راغب کرنا تھا اور یہ انداز گفتگو کمال تالیفِ قلوب کا ذریعہ اور سبب ہوتا ہے یہ غیبت نہیں ہے۔ حضرت محدثِ کبیر علامہ ملا علی القاری رحمہ الباری کی شرح جمع الوسائل کے حاشیہ ۱۵۹ پر حضرت علامہ عبدالروف صاحب المناوی المصری تحریر فرماتے ہیں :-

" ولیس ذلک من النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی حق امتہ غیبۃ ککل ما یصفھم بہ بل ھو من النصیحۃ والشفقۃ علی الامۃ لیعرف حال المقول علیہ علی ان عیبتہ کان اذ ک متزلزل الایمان مضمر النفاق بدلیل انہ اظھر الردۃ بعد المصطفیٰ وحبئ بہ الی ابی بکر اسیرا فکان الصبیان یصیحون بہ فی ازقۃ المدینۃ ھذا الذی خرج من الدین فیقول عمکم لم یدخل حتی خرج فکان ذالک انقول من المصطفی علما من

"اور یہ امر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ کی امت کے حق میں غیبت کا مقام نہیں رکھتا جیسا کہ غیبت کہہ کر بیان کیا جاتا ہے' بلکہ اسی میں اُمت کے واسطے نصیحت اور شفقت کا مواد موجود ہے اور اس کا اظہار اس لئے ضروری تھا کہ اس قسم کے حال و قال رکھنے والے شخص کی اس کی غیر موجودگی میں صحیح پہچان ہو جائے کہ اس کا ایمان ڈانوں ڈول اور اس کے دل میں نفاق کے جراثیم موجود ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اُس کا ارتداد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ظاہر ہو گیا اور وہ لایا گیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے

maarfat.com

اعلام النبوة ومعجزة له لاخباره بغيب وقع"

قیدی کی حیثیت سے جبکہ بچے اس پر پھبتیاں کس رہے تھے کہ یہ وہ شخص ہے جو دین سے نکل گیا ہے اور وہ کہتا تھا کہ تمہارا چچا داخلِ اسلام ہی کب ہوا ہے۔ پس حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کا یہ قول آپ کی نبوت صادق کی واضح علامات میں سے ایک علامت اور معجزات میں سے ایک معجزہ ہے کہ جس بات کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیشگی خبر دے دی تھی، وہ ویسے ہی وقوع پذیر ہوئی۔"

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ علی الاعلان فسق کرنے والے (جس کو فاسق معلن کہتے ہیں) کے عیوب بیان کرنا غیبت نہیں ہے۔ فقیہہ اعظم مفسر جلیل محدث کبیر حضرت علامہ شاہ سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی تحریر فرماتے ہیں:۔

"فاسق معلن کے عیب کا بیان غیبت نہیں۔ حدیث شریف میں ہے فاجر کے عیب بیان کرو کہ لوگ اس سے بچیں۔ مسئلہ حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تین شخصوں کی حرمت نہیں ایک صاحب ہوا (بدمذہب) دوسرا فاجر معلن تیسرا بادشاہ ظالم، یعنی ان کے عیوب بیان کرنا غیبت نہیں۔"[1]

[1] سورہ الحجرات پ ۲۶ ص ۲۴۸ مطبوعہ فرید بک لاہور

حدیث ۳۲۵

حدثنا سفين بن وكيع حدثنا جميع بن عمير بن عبد الرحمن العجلي حدثني رجل من بني تميم من ولد ابي هالة زوج خديجة يكنى اباعبد الله عن ابن لابن ابي هالة عن الحسن بن علي رضي الله عنهما قال قال الحسين بن علي سئلت ابي عن سيرة رسول الله صلى الله عليه وسلم في مجلسه فقال كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم دائم البشر سهل الخلق لين الجانب

marfat.com

لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيْظٍ وَلَا صَخَّابٍ وَلَا فَحَّاشٍ وَلَا عَيَّابٍ وَلَا مُشَّاحٍ يَتَغَافَلُ عَمَّا لَا يَشْتَهِيْ وَلَا يُؤْيِسُ مِنْهُ وَلَا يَخِيْبُ فِيْهِ قَدْ تَرَكَ نَفْسَهُ مِنْ ثَلَاثٍ الْمِرَاءِ وَالْاِكْثَارِ وَمَا لَا يَعْنِيْهِ وَتَرَكَ النَّاسَ مِنْ ثَلَاثٍ كَانَ لَا يَذُمُّ اَحَدًا وَلَا يُعَيِّرُهٗ وَلَا يَطْلُبُ عَوْرَتَهٗ وَلَا يَتَكَلَّمُ اِلَّا فِيْمَا رَجَا ثَوَابَهٗ وَاِذَا تَكَلَّمَ اَطْرَقَ جُلَسَاؤُهٗ كَاَنَّمَا عَلٰى رُؤُسِهِمُ الطَّيْرُ فَاِذَا سَكَتَ تَكَلَّمُوْا لَا يَتَنَازَعُوْنَ عِنْدَهُ الْحَدِيْثَ وَمَنْ تَكَلَّمَ عِنْدَهُ اَنْصَتُوْا لَهٗ حَتّٰى يَفْرُغَ حَدِيْثُهُمْ عِنْدَهُ حَدِيْثُ اَوَّلِهِمْ يَضْحَكُ مِمَّا يَضْحَكُوْنَ مِنْهُ وَيَتَعَجَّبُ مِمَّا يَتَعَجَّبُوْنَ وَيَصْبِرُ لِلْغَرِيْبِ عَلَى الْجَفْوَةِ فِيْ مَنْطِقِهٖ وَمَسْاَلَتِهٖ حَتّٰى اِنْ كَانَ اَصْحَابُهٗ يَسْتَجْلِبُوْنَهُمْ وَيَقُوْلُ اِذَا رَاَيْتُمْ طَالِبَ حَاجَةٍ يَطْلُبُهَا فَارْفُدُوْهُ وَلَا يَقْبَلُ الثَّنَاءَ اِلَّا مِنْ مُكَافِئٍ وَلَا يَقْطَعُ عَلٰى اَحَدٍ حَدِيْثَهٗ حَتّٰى يَجُوْزَ فَيَقْطَعَهٗ بِنَهْيٍ اَوْ قِيَامٍ۔

ترجمہ حضرت امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے اپنے باپ سے حضور رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے متعلق پُوچھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طور وطریق اپنے ہم نشینوں کے ساتھ کیسا تھا تو انہوں نے فرمایا' ہر وقت ہنس مکھ ہوتے تھے' نرم اخلاق والے تھے' نرم طبیعت تھے' نہ تو سخت کلام اور نہ ہی متند خو تھے' نہ تو چلانے والے اور نہ ہی فحش گو تھے' نہ کسی کے عیب بیان کرنے والے اور نہ ہی بخل یا حرص کرنے والے تھے' نہ تو کسی کی مدح کرنے والے تھے اور نہ کسی سے مذاق کرنے والے' جو چیز پسند نہ فرماتے اس سے تغافل برتتے اور اسے ناامید بھی نہ فرماتے اور اس کا جواب نہ دیتے۔ تین باتوں سے اپنے آپ کو بالکل محفوظ کر رکھا تھا۔ جھگڑے سے' تکبر سے اور لایعنی باتوں سے' اور تین باتوں سے لوگوں کو بچا رکھا تھا' نہ کسی کی مذمت کرتے تھے نہ ہی کسی کا عیب بیان کرتے تھے اور نہ ہی کسی ایسی چیز کی جستجو کرتے تھے کہ جس کے واقع ہونے سے عار آتی ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم گفتگو نہیں فرماتے تھے مگر وہی جس سے ثواب کی امید ہوتی ہو' اور جس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم گفتگو فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے ہم مجلس رضوان اللہ علیہم اجمعین نہایت ہی خاموش آنکھیں نیچے کی ہوئیں بیٹھتے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں' پھر جب آنجناب صلی اللہ

اسماء الرجال میں مشہور ہے کہ امام حسن علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں۔ دیکھو حدیث ۲ باب ۱۲۴ فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص ۴۰۳ جلد اول۔

۲ تجریح ان پر جرح عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کعبی۔ دیکھو حدیث ۲ باب ۱۲۴ فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص ۴۰۳ جلد اول۔

۳ عیب بیان کرنے والے۔ دیکھو حدیث ۲ باب ۱۲۴ فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص ۴۰۳ جلد اول۔

۴ بخیل یا حریص۔ دیکھو حدیث ۲ باب ۱۲۴ فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص ۴۰۳ جلد اول۔

۵ اس میں بھی کل۔ دیکھو حدیث ۲ باب ۱۲۴ فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص ۴۰۳ جلد اول۔

علیہ والہ وسلم خاموش ہوجاتے تو آپ صلی اللہ علیہ الہ وسلم کے ہم مجلس رضی اللہ علیہم اجمعین گفتگو کرتے اور آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی موجودگی میں اپنی باتوں میں کسی قسم کا جھگڑا نہ کرتے اور جو شخص آپ صلی اللہ علیہ الہ وسلم کی خدمت بابرکت میں عرض معروض کرتا باقی سب کے سب خاموش رہتے، یہاں تک کہ وہ اپنی گفتگو سے فارغ ہوجاتا۔ ان حضرات کی بات حضور اکرم صلی اللہ علیہ الہ وسلم کے حضور مبارک میں ایسی ہوتی جیسے ان میں سے پہلے شخص کی بات، جس بات سے سب حضرات ہنستے آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی تبسم فرماتے اور جس سے سب تعجب فرماتے، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی تعجب فرماتے، اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اجنبی یا مسافر کی سخت گفتگو اور بے ادبی کے پوچھنے پر صبر کرتے تاآنکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ، مسافروں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں لے آتے، اور حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ بھی ہدایت فرماتے کہ جب کسی ضرورت مند کو دیکھو کہ وہ اپنی ضرورت کو پورا کرنے کا مطالبہ کرتا ہے تو اس کی امداد کرو۔ آنجناب صلی اللہ علیہ الہ وسلم اس شخص کی تعریف کرنا منظور فرماتے جو حد سے تجاوز نہ کرتا، کسی ایک کی گفتگو منقطع نہیں فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ حد سے نہ بڑھ جاتا پس اسے منع فرما کر بات ختم فرما دیتے یا اٹھ کر چلے جاتے۔

حل لغات

دَائِمَۃ۔ ہمیشہ۔ دَامَ۔ ماضی۔ یَدُوم و یَدَام مضارع۔ دُوْمًا و دوامًا و دیمومۃ مصدر ہے جس کے معنی ہمیشہ رہنا اور ثابت رہنا کے آتے ہیں۔ اَلْبِشْر بالکسر، طلاقت، لپاشاشت فَظٌّ، سخت کلام، بدخلق۔ غَلِیْظٌ۔ غَلَظًا و غَلَظَۃ و غَلَظَۃ۔ گاڑھا ہونا، سخت ہونا اور تندخو ہونا۔ عَیَّاب بہت عیب پکڑنے والا۔ مُشَاحٌّ۔ بخیل یا حریص۔ شَحٌّ سے ہے جس کے معنی بخل، لالچ اور حرص کے آتے ہیں، باب مفاعلہ سے ہے اس کا مصدر المشاحۃ ہے۔ صاحب تاج نے لکھا ہے کہ بچیزے بخیل کردن و بعضی گفتہ اند بخیلی یا حرص۔ یُؤْیِسُ۔ نا امید کرتا ہے۔ اِیَاسًا مصدر ہے جس کے معنی مایوس کرنا، نا امید کرنا کے ہیں۔ اَلْہِرَاش جھگڑا، جنگ۔ اَلْاِکْبَار۔ تکبر، غرور۔ تَہَجَّاء۔ امید، اَطْرَقَ۔ خاموش ہوتے، چپ ہوتے۔ اَلْاَطْرَاق سے ہے جس کے معنی خاموش ہونا، نگاہ جھکا کر زمین کی طرف دیکھنا۔ نہایہ میں ہے "الاطراق ان یقبل ببصرہ الی صدرہ ویسکت ساکتًا" الاطراق سینہ کی طرف دیکھنا اور بالکل خاموش ہونا۔ اَنْصَتُوْا لَہٗ۔ جب۔ انصات، صلہ لہ آئے تو اس کے معنی "بات سننے کیلئے خاموش رہنا" کے آتے ہیں اور جب اس کا صلہ لا آئے تو خاموش کرنے

marfat.com

کے ہوتے ہیں۔ اَلْغَرِیْب۔ مسافر، وطن سے دور، اجنبی۔ جُفُوَۃٌ۔ جَفَاء یا جِفْوَۃٌ بھی آتا ہے جس کے معنی بے مروت ہونا، دور ہونا، بے ادب ہونا، آرام نہ پانا اور سخت ہونا، کے ہیں۔ یَسْتَجْلِبُوْنَ۔ وہ لے آتے تھے۔ جَلْبًا و جَلَبٌ مصدر ہے ہانکنا۔ ایک جگہ سے دُوسری جگہ لے جانا، وغیرہ وغیرہ۔ اَلْاِسْتِفَادَۃ سے ہے جس کے معنی عطا کرنا، دینا اور مدد کرنا ہے۔ الاعطاء والاعانۃ، مُکَافَاۃ سے ہے جس کے معنی بدلہ لینا، مشابہ ہونا، برابر ہونا، تاکید میں رہنا، مقابل ہونا اور دفع کرنا کے ہیں۔

تشریح ارشاد ہے "نرم اخلاق والے تھے اور نرم طبیعت تھے" یعنی انتہائی نرم خو، اپنے میٹھے والوں کے ساتھ انتہائی خوش لہجہ، جس کی بدولت نفرت مٹ جاتی اور میل ملاپ و محبت بڑھتی، ہر ایک کی بات کو سُنتے چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت ہی نرم طبیعت، حلیم اور بردبار تھے اس لئے اگر کسی کو کسی بات میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رائے مبارک کی موافقت کی ضرورت ہوتی تو بسہولت اور بآسانی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موافقت کو حاصل کر لیتا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ کریمانہ اخلاق تھے جن میں کسی قسم کی درشتگی نہ تھی اور کسی شخص کو کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچائی اور نہ ہی کسی کی تکلیف یا مصیبت کا سبب بنے۔ ارشاد ہے "نہ تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سخت کلام تھے اور نہ ہی تند خو تھے" یعنی نہایت ہی خوش گفتار اور نرم دل تھے۔ شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ان دو صفتوں کا بیان مقام مدح ہے۔ تاکید اور مبالغہ کے لئے ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ قرآن مجید پ۴ رکوع ۸ میں ارشاد فرماتے ہیں:-

"فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ۔"

"تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ لے محبوب تم ان کے لئے نرم دل ہو اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے۔"

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مزاج مبارک اور طبیعت شریف کمال درجے کی اور انتہائی رأفت و رحمت کا مظہر تھی کہ اپنے بڑے سے بڑے دشمنوں پر بھی غضب نہیں فرمایا اور ہمیشہ معاف فرمایا۔ ارشاد ہے "نہ کسی کے عیب بیان کرنے والے" یعنی آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیر شرعی وجہ کے کسی میں کوئی عیب نہ پکڑتے اور نہ ہی کسی شخص کے

عیوب بیان فرماتے یہاں تک کہ جو کھانا ہوتا اس کا بھی عیب نہ بیان فرماتے۔ حدیث شریف میں ہے۔

"مَاعَابَ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم طَعَامًا قَطُّ"

"حضور پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے کسی کھانے کا عیب نہیں بیان فرمایا۔"

یعنی یہ بدمزہ ہے یا پھیکا ہے یا تلخ ہے یا بدبُودار بلکہ اچھا معلوم ہُوا تو نوش فرمایا ورنہ چھوڑ دیا نہ کھایا۔ ارشاد ہے "جو چیز پسند نہ فرماتے اس سے تغافل نہ برتتے اور اسے نا اُمید بھی نہ فرماتے اور اس کا جواب نہ دیتے" یعنی ناپسند بات سے اعراض فرماتے ہیں اور ادھر التفات نہ فرماتے اس پر گرفت نہ کرتے۔ اگر کسی دوسرے شخص کی کوئی خواہش پسند نہ آتی تو قصداً آنحضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اس شخص کو مایوس نہ کرتے بلکہ خاموش بھی ہوجاتے، نیز یہ بھی معنی کئے گئے ہیں کہ اموال دُنیا کو آنحضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم پسند نہیں فرماتے اور دُوسروں کو محروم اور نا اُمید نہ کرتے تھے بلکہ دُوسروں کو عطا فرماتے۔ یہ معنی تقدیر پر ہیں کہ ضمیر مِنْہُ مالا یشتھی کی طرف راجع ہو اور اگر حضور پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی طرف راجع ہو تو اس کے معنی ہوں گے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اپنے کرم اور اپنی بخشش و عطا سے کسی کو نا اُمید و نامُراد نہ فرماتے۔ شمائل النبویہ کے حاشیہ پر ہے کہ وَلَا یَجِبُ فِیْہِ میں جو ضمیر ہے۔

"الضمیر راجع الی مالا یشتھی فی المعنی انہ لا یجیب احدا مالا یشتھی بل یسکت عنہ عفوا او تکرما"

یعنی نا امید نہیں کرتے تھے مالا یشتھی پر' بلکہ از روئے عفو و کرم خاموشی بھی اختیار فرمالیتے۔"

نیز یہ معنی بھی لکھے ہیں کہ:۔

"لانہ لیس لہ ان یتبع غیرہ"

"آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اس بات میں کسی دُوسرے کی اتباع نہیں کرتے تھے۔"

اور نہ ہی یہ آنحضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی شانِ اقدس کے مُناسب ہے کہ حضُور پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کسی اور کی اتباع کریں۔ ارشاد ہے کہ "اور جس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم گفتگو فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے ہم مجلس رضوان اللہ علیہم اجمعین نہایت ہی خاموش آنکھیں نیچے کئے ہوئے بیٹھتے، گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔" یعنی حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور سرورِ دوعالم، شفیع المذنبین، عالم علوم اولین و آخرین

marfat.com

جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حضور اقدس میں نہایت ہی خاموش، مؤدب، گردن جھکا کر آنکھیں نیچی کر کے بیٹھتے، ارشاداتِ گرامی سنتے اور سمجھتے اور ان پر عمل کرتے۔ صاحبِ نہایہ فرماتے ہیں۔

"اَلْاَطْرَافُ اَنْ یُقَبِّلَ بِبَصَرِہٖ اِلٰی صَدْرِہٖ" "سینہ پر نظر جمائے رکھنا اور بالکل خاموش ہونا۔"

وَیَسْکُتُ سَاکِتًا۔"

گویا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت مبارک میں ہمہ تن سراپا ادب بن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظرِ فیض آثار اور توجہاتِ عظیمہ سے مستفید ہوتے رہتے اور حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انوار وتجلیات سے اپنے سینوں کو منور کرتے رہتے تھے۔ ارشاد ہے "پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو جاتے تو پھر آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم مجلس گفتگو کرتے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں اپنی باتوں میں کسی قسم کا جھگڑا نہ کرتے" یعنی جب تک حضور سرورِ کونین مالک ومختار، آقا و مولیٰ، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشادات سے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سرفراز فرماتے رہتے اور جب خاموش ہو جاتے تو پھر حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین آپس میں گفتگو کرتے مگر پھر بھی اس مجلس اقدس کا اتنا ادب اور احترام فرماتے کہ اپنی گفتگو میں نہ تو کسی قسم کا نزاع کرتے اور نہ ہی جھگڑا، اور نہ ہی باہم اُلجھتے، تاکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطرِ عالی کے لئے تشویش کا باعث نہ ہو۔ اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے ادبی دنیا و آخرت دونوں کی تباہی و بربادی کا سبب ہے اس لئے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مجلس مبارک میں ادب واحترام کا انتہائی اہتمام کرتے اور نہایت ہی محتاط رہتے۔ ارشاد ہے "اور جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں عرض معروض کرتا باقی سب کے سب خاموش رہتے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی گفتگو سے فارغ ہو جاتا۔ ان حضرات کی بات حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں ایسی ہوتی جیسے پہلے شخص کی بات" یعنی جب تک پہلا شخص جو کہ مصروفِ گفتگو ہوتا اپنی بات مکمل نہ کر لیتا کوئی دُوسرا بیچ میں اپنی بات شروع نہ کرتا بلکہ خاموش رہتا۔ جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شخص کی گفتگو سے فارغ ہو جاتے تو پھر دُوسرے شخص سے گفتگو ہوتی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ایک شخص کی بات نہایت ہی توجہ اور ہمدردی سے سماعت فرماتے۔ کسی کی بات کو بے قدری اور کم توجہی سے نہ سُنتے جیسا کہ کابرین کا طریقہ ہے کہ ادنیٰ اور اصاغر کی باتوں پر توجہ نہیں دیتے بہت کم التفات کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت مبارکہ میں

marfat.com

قطعاً یہ عادت نہ تھی بلکہ بات کرنے والا ہر شخص یہی سمجھتا کہ حضور شفیق اُمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ مجھ پر ہی شفقت اور مہربانی فرما رہے ہیں اور مجھے ہی اوّلیت مل رہی ہے۔ ارشاد ہے "اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجنبی یا مسافر کی سخت گفتگو اور بے ادبی کے پوچھنے پر صبر کرتے تا آنکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ مسافروں کو مجلس مُبارک میں لے آتے۔" یعنی جس وقت اجنبی یا مسافر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مُبارک میں حاضر ہوتا تو چونکہ وہ آداب مجلس اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرنے کے آداب سے ناواقف ہوتا تو جا و بے جا سوالات کرتا اور درشت و ادب کے خلاف لہجہ اختیار کرتا اور ادب ملحوظ خاطر نہ رکھتا مگر حضور پاک سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کریمانہ اور بزرگانہ اخلاق کی بدولت ان پر گرفت نہ کرتے درگذر فرما کر انتہائی صبر، تحمل، بردباری اور حلم کا مظاہرہ فرماتے اور ان کی اس قسم کی روش پر توجہ نہ دیتے۔ ارشاد ہے "آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شخص کی تعریف کرنا منظور فرماتے جو حد سے زیادہ تجاوز نہ کرتا" یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس تعریف کو پسند فرماتے تھے جو افراط و تفریط سے پاک ہوتی جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان ہوتی وہ بیان کرتا۔ صاحبِ لغات الحدیث جناب وحید الزمان صاحب کتاب "ک" صفحہ ۶۴ پر لکھتے ہیں :-

"بغیر احسان کے ثنا خوانی پسند نہ فرماتے۔ ابن الانباری نے کہا یہ تفسیر غلط ہے کیونکہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا احسان سارے عالم پر ہے اور آپ کی تعریف کرنا ایسا فرض ہے جس کے بغیر اسلام پورا نہیں ہوتا، بلکہ صحیح تفسیر یہ ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اسی کی تعریف قبول فرماتے جس کو سچا مسلمان جانتے جو دل سے ثنا اور تعریف کرتا لیکن منافقوں کی تعریف کو قبول نہ کرتے جو صرف زبانی جمع خرچ ہوتا۔ ازہری نے کہا کہ ایک اور مطلب بھی ہو سکتا ہے یعنی آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کی تعریف پسند فرماتے جو اعتدال کے ساتھ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی صحیح تعریف کرتا اس میں افراط اور تفریط نہ ہوتی یعنی جو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی واقعی شان ہے نہ اس سے بڑھانا نہ گھٹانا۔"

حضرت استاذ گرامی قدر محدث کبیر شیخ الدرس مولانا مولوی حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہ نے ارشاد فرمایا۔

"کہ ایسی مدح و ثنا حضور شفیع المذنبین، عالم علوم اوّلین و آخرین، صاحب لواء حمد، سید الانبیاء جناب احمد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان کرنا جو عیسائیوں نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کی کی،

marfat.com

کہ انہیں الوہیت میں شامل کر دیا جو کہ عظمتِ باری تعالیٰ میں انتہائی تجاوز ہے اور وہ بات جو سیّد الکونین رحمۃ اللعالمین پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم کی شانِ مبارک سے کم ہو اور اسے ثنا یا مدح مُصطفےٰ کہی جائے وہ بھی نامقبول اور مردُود ہے۔"

صاحبِ قصیدہ بردہ شریف (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا:۔

دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰى فِيْ نَبِيِّهِمْ
وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيْهِ وَاحْتَكِمِ

یعنی حضُور پاک صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم کی مدح کرتے ہوئے صرف ایک بات کا خیال رکھو کہ کہیں نصاریٰ کے ساتھ مشابہت پیدا نہ کر دو۔ (یعنی حضور صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم کو خدا یا خدا کا بیٹا نہ کہنا) اور اس کے ماسوا جس طرح کی ثنا و مدح حضور صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم کے ساتھ نسبت کرو، دُرست ہے۔ اس کے ماسوا (یعنی جو نصاریٰ نے کہا) تو صفت بیان کرو اور اس پر قائم رہو۔"

اور نیز استاذِ گرامی فرمایا کرتے تھے:۔

لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ
بعد از خُدا بُزرگ توئی قصہ مُختصر

حدیث ۳۳۶ حدثنا محمد بن بشار حدثنا عبد الرحمٰن بن مهدی حدثنا سفین عن محمد بن المنکدر قال سمعت جابر بن عبد الله یقول ما سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وآله وسلم شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا۔

ترجمہ محمد بن المنکدر فرماتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ جناب رسُول کریم صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم سے کبھی بھی کوئی چیز نہیں مانگی گئی جس پر آپ صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم نے انکار فرمایا ہو۔

اسماء الرجال مرتبہ شیخ
۱ عمران بن حدیر، دیکھو حدیث ۲۰
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۲ ابو الزبیر المکی، دیکھو حدیث ۱۰
۳ جابر بن عبد اللہ، دیکھو حدیث ۱۰
باب ما جاء فی سؤال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حدیث ۲۰۱
۴ سفین، دیکھو حدیث ۱۰
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حدیث ۲۰۱
۵ محمد بن المنکدر، دیکھو حدیث ۱۰
باب ما جاء فی صفۃ ثیاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حدیث ۲۰۱
۶ عبد الرحمٰن بن مہدی، دیکھو حدیث ۱۰
باب ما جاء فی کمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حدیث ۲۰۱

marfat.com

حل لغات قَطّ - کبھی۔ سُئِلَ - مانگا گیا۔ طلب کیا گیا۔ مجہول ہے، سَاَلَ ماضی ہے۔

تشریح ارشاد ہے کہ جناب رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کبھی بھی کوئی چیز نہیں مانگی گئی جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکار فرمادیا ہو" یعنی جس وقت بھی آنحضور سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے کچھ مانگا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکار نہیں فرمایا، اگر اس وقت موجود نہیں ہوتا تو کسی سے قرض لے کر اس کے سوال کو پورا فرمادیتے یا دوسرے وقت پر دینے کا وعدہ کرلیتے۔ غرضیکہ نہ نہ فرماتے۔ اکثر اس طرح بھی ہوتا کہ ایک چیز ہے جس کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خود ضرورت ہے اور مانگنے والا وہی چیز مانگتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ضرورت کی پرواہ نہ فرماتے ہوئے سائل کو وہ چیز عطا فرمادیتے۔ یہی جناب جابر فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس کام کے بارے میں کہا جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے کر گذرتے اور اگر ارادہ نہ ہوتا تو خاموشی اختیار فرماتے مگر "نہیں" کسی کے جواب میں نہیں فرماتے تھے بلکہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اس وقت نہ ہوتا تو سائل سے فرماتے کہ "کچھ انتظار کر، اگر میرے پاس کچھ آیا تو دے دوں گا" ایک بار اسی طرح کا واقعہ ہوا تو حضرت سیدنا امیرالمؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا "یارسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے طاقت سے بڑھ کر کسی کو کسی عمل کی تکلیف نہیں دی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری یہ بات ناپسند فرمائی" عربی کا مشہور و معروف شاعر فرزدق آنحضور سرایا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس اخلاقِ حمیدہ وجلیلہ کو اپنے قصیدہ کے ایک شعر میں اس طرح بیان کرتا ہے۔

مَاقَالَ لَا قَطُّ اِلَّا فِیْ تَشَهُّدِهٖ
لَوْلَا التَّشَهُّدُ كَانَتْ لَاؤُهٗ نَعَمٗ

نرفت لا بزبان مبارکش ہرگز
بجز در اشہدان لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

marfat.com

حدیث ۱۱۳۴ حدثنا عبدُ اللّٰہ بن عمران ابو القاسم القرشی المکی حدثنا ابراھیمُ ابن سعد عن ابنِ شھاب عن عبیدِ اللّٰہ عن ابن عبّاس قال کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَیْرِ وَکَانَ اَجْوَدُ مَا یَکُوْنُ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ حَتّٰی یَسْلَخَ فَیَاْتِیْہِ جِبْرِیْلُ فَیَعْرِضُ عَلَیْہِ الْقُرْاٰنَ فَاِذَا لَقِیَہٗ جِبْرِیْلُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اَجْوَدَ بِالْخَیْرِ مِنَ الرِّیْحِ الْمُرْسَلَۃِ۔

ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے پاس جو بھی اچھی چیز ہوتی اس کو عطا کرنے میں آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے، اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان شریف کا مکمل مہینہ بہت ہی سخاوت فرماتے ہوئے گذار دیتے تھے، جب جبریل امین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں قرآن مجید سنانے کے لئے حاضر ہوتے تو اس ملاقات کے وقت حضور پاک صلی اللہ علیہ آلہ وسلم بھلائی میں نہایت تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ سخی تھے۔

حل لغات اَجْوَد۔ بہت زیادہ سخاوت کرنے والے، اس کا مصدر جَوْدٌ ہے جس کے معنی سخاوت کرنا ہیں۔ جَوَادٌ۔ سخی۔ فیاض۔ یَسْلَخ مجرد میں سَلْخاً مصدر ہے جس کا معنی مہینہ ختم ہونا، پوست نکالنا، کھال کھینچنا اور گذار دینا کے ہیں۔ یَعْرِضُ۔ عَرْضٌ مصدر ہے جس کا معنی پیش کرنا ہے، اور جب اس کا قرینہ کتاب ہو تو زبانی پڑھنا مراد ہوتا ہے جیسے کہ اس جگہ ہے۔ اَلرِّیْحُ الْمُرْسَلَۃ۔ تیز بارش۔

تشریح ارشاد ہے "اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان شریف کا مکمل مہینہ بہت ہی سخاوت فرماتے ہوئے گذار دیتے تھے" یعنی ویسے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر حال میں اور ہر چیز کے مرحمت فرمانے میں انتہائی درجے کے سخی تھے۔ کوئی شخص بھی آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی سخاوت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ باوجود بخشش و عطا کے رمضان مبارک کا پورا کا پورا مہینہ سخاوت ہی فرماتے رہتے تھے۔ اَجْوَدُ مَا یَکُوْنُ۔ کَانَ کا اسم ہے اور فِیْ رَمَضَانَ خبر ہے اور مَا مصدریہ ہے یعنی کَانَ کَوْنُہٗ اَجْوَدَ کَائِنًا فِیْ رَمَضَانَ یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے بہت سخی ہونے کا وقت رمضان میں ہوتا تھا۔ چونکہ رمضان المبارک کے مہینہ میں دوسرے گیارہ مہینوں

اسماء الرجال حدیث ۱۱۳۴
۱ عبداللہ بن عمران ابوالقاسم القرشی المکی۔ فروی ہے۔
۲ ابراھیم بن سعد عن ابن شھاب وعنہ الشافعی وکذا ابوحامد الاعمش۔ الامام ثقہ حجۃ صدوق ہے۔ ابراھیم سے کہا فوت ہوئے۔
۳ ابن شھاب۔ محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شھاب الزھری۔ ثقہ فقیہ ہے۔
۴ عبیداللہ۔ ابن عتبۃ بن مسعود بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب الھذلی ثقہ ہے۔
۵ ابن عباس۔ دیکھو حدیث نمبر ۱۱۳۱

ملاحظہ فرمائیں حدیث نمبر ۱۱۳۱ حاشیہ ۲
ملاحظہ فرمائیں حدیث نمبر ۱۱۳۱ حاشیہ ۳
ملاحظہ فرمائیں حدیث نمبر ۱۱۳۱ حاشیہ ۴
ملاحظہ فرمائیں حدیث نمبر ۱۱۳۱ حاشیہ ۵
ملاحظہ فرمائیں حدیث نمبر ۱۱۳۱ حاشیہ ۶

marfat.com

کے مقابلہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ کی رحمتیں اور بخششیں بہت زیادہ ہوتی ہیں اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس بابرکت مہینہ میں نیکیوں میں بہت ہی زیادہ انہماک فرماتے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی عنایات بے پایاں کو حاصل کرتے۔ نیز اللہ جل جلالہ وعم نوالہ اس عظیم برکات والے مہینہ میں آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہر قسم کی نعمتوں کے دروازے کھول دیتا ہے لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا شکر بجالانے میں زیادہ سے زیادہ سخاوت فرماتے' اور شارحین رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے یہ بھی فرمایا ہے کہ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ستودہ صفات مُتَخَلِّقٌ بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ تھی۔ لہٰذا سُنتِ الٰہی کی پیروی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مہینہ میں مال و متاع کے ساتھ تمام لوگوں سے زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔ بعضوں نے اَجْوَد کو منصوب پڑھا ہے۔ اس صورت میں وہ کَانَ کی خبر ہوگی، اور کَانَ کا اسم ایک ضمیر مستتر ہوگی۔ جو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پھرتی ہے۔ بعض نے ما کو موصولہ یا موصوفہ بھی کہا ہے۔ ارشاد ہے "جب جبریل امین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں قرآن مجید سنانے کے لئے حاضر ہوتے"۔ یعنی رمضان مبارک میں جناب جبریل امین حاضر ہو کر آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں قرآن پاک کا دور کرتے تھے حدیث شریف میں ہے۔

"اِنَّ جِبْرِیْلَ کَانَ یُعَارِضُہُ الْقُرْاٰنَ فِیْ کُلِّ سَنَۃٍ مَرَّۃً وَاِنَّہٗ عَارَضَہُ الْعَامَ مَرَّتَیْنِ (اوکما قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الحدیث)

یعنی بیشک جبریل امین ہر سال آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک بار قرآن مجید کا دور کیا کرتے لیکن جس برس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہونا تھا اس میں دو بار دورہ کیا۔

فَیَاتِیْہِ میں فا تعلیل ماسبق کے لئے ہے یعنی رمضان شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انتہائی سخاوت اس وجہ سے تھی کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ نعمت عظمیٰ حاصل ہوتی۔ ارشاد ہے "تو اس ملاقات کے وقت حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھلائی میں نہایت ہی تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہوتے"۔ یعنی اس وقت آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخاوت کا کوئی حساب نہیں لگا سکتا تھا اور کوئی احاطہ نہیں کر سکتا تھا۔ حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں:۔

"وعبر بالمرسلۃ اشعارا بدوم هبوبها بالرحمۃ وعموم النفع بجود المصطفٰے

marfat.com

کما نعم المرسلة سائرما مرت علیه "

اس مُبارک وقت کی کیفیت کو علامہ موصوف اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

" والحدیث سوق لبیان اثبات افضل الملائکة الی افضل الخلق با فضل کلام من افضل متکلم فی افضل وقت "

اِس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ :

" ان صحبة الصالحین مؤثرة فی دین الرجل وعلمه ولذالك قالوا لقاء اهل الخیر عمارة القلوب "

اور رمضان المبارک میں سخاوت کی زیادتی کا جواز بھی اس حدیث شریف سے ثابت ہو رہا ہے چنانچہ علامہ موصوف فرماتے ہیں :

" وفیه ندب اکثار الجود فی رمضان ومزید الانفاق علی المحتاجین فیه والتوسعة علی عیاله واقاربه ومحبیه وعند ملاقاة الصالحین وعقب مفارقتهم شکر النعمة الاجتماع بهم ومدارسة القرآن وجواز المبالغة والاغباء فی الکلام کما ذکره القرطبی " (حاشیہ جمع الوسائل ص۱۷۱)

حضرت مولینا محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ حلاوۃ المتعلمین میں تحریر فرماتے ہیں :-

" ودریں حدیث اشارتست بآنکہ اکثار جود درماہ رمضان مستحب ست "

یعنی اِس حدیث شریف میں اس بات کا اشارہ ہے کہ رمضان المبارک میں زیادہ سخاوت کرنا مستحب ہے۔"

حدیث ۱۲ ص ۳۳۸ حدثنا قتیبة بن سعید حدثنا جعفر بن سلیمان عن ثابت عن انس بن مالك قال کان النبی صلی الله علیه وآله وسلم لا یرد شیئا لغد۔

marfat.com

اسماء الرجال متعلقہ حدیث ہذا

باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

باب ما جاء فی نفس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ترجمہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنے والے دن کے لئے کسی چیز کا بھی ذخیرہ نہیں کرتے تھے۔

حل لغات یُدَّخِرُ۔ ذخیرہ کرتے تھے، جمع کرتے تھے۔ پس اندوختہ کرتے۔
غَدًا۔ آنے والا دن، کل، دوسرا دن، فردا۔

تشریح ارشاد ہے "حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنے والے دن کے لئے کسی چیز کا بھی ذخیرہ نہیں کرتے تھے۔" یعنی جو کچھ بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہوتا، یا آنجناب کی خدمت اقدس میں پیش کیا جاتا سب کا سب تقسیم فرما دیتے، دوسرے دن کے لئے کچھ بھی نہ رکھتے۔ حضرت علامہ محمد الشیخ یوسف بن اسماعیل النبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

"نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جب بھی غنیمت، زکوٰۃ یا خراج وغیرہ کا سامان یا روپیہ پیسہ آتا تو نہ اس پر رات گزرتی اور نہ دوپہر، یعنی اگر صبح سویرے آتا تو دوپہر سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے تقسیم فرما دیتے، اور اگر دن ڈھلے آتا تو رات آنے سے پہلے مستحق لوگوں میں بانٹ دیتے۔ لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے۔ درہم و دینار نے کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں رات نہیں گزاری اگر کبھی کوئی چیز بچ گئی، اس کا لینے والا کوئی موجود نہ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت تک مسجد سے اپنے حجرہ مبارک میں تشریف نہیں لے گئے جب تک وہ بھی کسی ضرورت مند کو نہیں دے دی۔"[1]

حضرت علامہ عبدالرؤف المناوی المصری المتوفی ۱۰۳۱ھ فرماتے ہیں:-

"ان عدم الادخار آیۃ عظیمۃ علی اعظم التوکل والایثار وھما من محاسن الاخلاق"

یعنی یہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کسی چیز کا ذخیرہ نہ کرنا آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم توکل اور ایثار کی بہت ہی شاندار دلیل ہے اور یہ دونوں محاسن اخلاق سے ہیں۔"

حضرت علامہ ملا علی القاری رحمۃ اللہ جمع الوسائل جلد ۲ صفحہ ۱۷۱ پر تحریر فرماتے ہیں:-

وجہ مناسبۃ الحدیث بعنوان الباب — اس حدیث شریف کی عنوان باب سے یہ

[1] وسائل الوصول الی شمائل الرسول ص ۱۳۱ مکتبۃ المعارف، دارالکتب بخش روڈ، لاہور

marfat.com

ان الکرم والجود والتوکل والاعتماد علی الخالق"

یہ وجہ مناسبت ہے کہ کرم، سخاوت، توکل اور واجب الوجود پر اعتماد سوائے مخلوق کے کمال خلق سے ہے۔"

حدیث ۱۳۳۹ حدثنا هارون بن موسیٰ بن ابی علقمة الفروی المدنی حدثنی ابی عن هشام بن سعد عن زید بن اسلم عن ابیه عن عمر بن الخطاب اَنَّ رَجُلاً جَاءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَسَئَلَهٗ اَنْ یُّعْطِیَهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَا عِنْدِیْ شَیْءٌ وَّلٰکِنِ ابْتَعْ عَلَیَّ فَاِذَا جَآءَ نِیْ شَیْءٌ قَضَیْتُهٗ فَقَالَ عُمَرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ اَعْطَیْتَهٗ فَمَا کَلَّفَ اللّٰہُ مَالَا تَقْدِرُ عَلَیْهِ فَکَرِهَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَوْلَ عُمَرَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنْفِقْ وَلَا تَخَفْ مِنْ ذِی الْعَرْشِ اِقْلَالًا فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَعُرِفَ الْبِشْرُ فِیْ وَجْهِهٖ بِقَوْلِ الْاَنْصَارِیِّ ثُمَّ قَالَ بِهٰذَا اُمِرْتُ۔

ترجمہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور پاک رسول خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا پس اس نے سوال کیا تاکہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو کچھ عطا فرمائیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے پاس کچھ بھی نہیں البتہ جو لینا ہے وہ خرید لے اور اس کی قیمت میرے ذمہ ہے۔ پھر جس وقت میرے پاس کچھ آجائے گا تو میں اسے ادا کردوں گا۔ حضرت عمر نے فرمایا۔ یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عطا فرما دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو تکلیف نہیں دی اس چیز کی جس کا کرنا آنجناب صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے ذمہ نہیں۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے جناب عمر رضی اللہ عنہ کی یہ بات کہنی پسند نہ فرمائی تو انصار میں سے ایک صاحب نے عرض کیا یارسول اللہ! خرچ کیجئے۔ کسی قسم کی کمی کا خوف صاحب عرش سے نہ کیجئے، تو حضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے تبسم فرمایا اور انصاری کی اس بات سے آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے رُخ انور پر فرحندگی اور تازگی ظاہر ہو رہی تھی۔ پھر ارشاد فرمایا مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے۔

اسماء الرجال حدیث ۱۳۳۹
۱۔ ہارون بن موسیٰ بن ابی علقمۃ الفروی المدنی۔ اخذ عن مالک و طبقتہ۔ ابن ابی الزناد کی بہن کی نسبت ان کی دوسری دوستی بیان کیا جاتا ہے۔ وکیع نے ان سے حدیث روایت کی۔ النسائی نے کہا ثقہ ہے۔ ۲۔ ابی۔ ابوالزناد کے لئے دیکھو من اسمہ عبدالرحمٰن من الصفحہ کے آگے ذکر کیا ہے۔ ۳۔ ہشام بن سعد المدنی ابوعباد یا ابوسعید کنیت ہے۔ الواقدی نے کہا ثقہ ہے۔ صحیح یہ ہے کہ الفضل بن دکین نے کہا ثقہ ہے۔ ابن سعد نے کہا ثقہ ہے۔ ابن معین نے کہا ثقہ ہے۔ ۴۔ زید بن اسلم العدوی مولاہم ابوعبداللہ المدنی۔ ثقہ ہے۔ ۵۔ اسلم مولیٰ عمر بن الخطاب۔ دیکھو حدیث ۱۲۔ باب ماجاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱۔ ۶۔ عمر بن الخطاب۔ دیکھو حدیث ۱۲۔ باب ماجاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱۔

Imamat.com

حل لغات اِبْتَعْ۔ خریدے۔ بَیْعٌ اس کا مصدر ہے بمعنی خریدنا۔ کَلَّفَ۔ مشقت میں ڈالا۔ تَکْلِیْفٌ مصدر ہے بمعنی سختی اور مشقت میں ڈالنا۔ تُقْلِدُہٗ۔ بس میں تھا۔ قَدْرٌ و قُدْرَۃٌ مصدر ہے بمعنی کرسکنا۔ طاقت دینا۔ اندازہ کرنا۔ روک رکھنا۔ اِقْلَالٌ۔ کم کرنا۔

تشریح ارشاد ہے "کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں البتہ جو لینا ہے وہ خرید لے اور اس کی قیمت میرے ذمہ ہے" یعنی نہیں جس چیز کی ضرورت ہے وہ بازار سے میرے نام پر خرید لے اس کا قرضہ میرے ذمہ ہوگا۔ اس شخص کو میں رقم ادا کردوں گا جس سے تم اپنی ضرورت کی چیز خریدو گے۔ جناب بلال رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جو کوئی مسلمان ہو کر حاضر خدمت ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو برہنہ دیکھتے تو مجھے اس کے لباس کا بندوبست کروانے کا حکم فرماتے۔ میں کہیں سے قرض وغیرہ کر کے اس کو کپڑے مہیا دیتا کھانا کھلا دیتا وغیرہ وغیرہ۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قرضہ کی ادائیگی فرماتے۔ ارشاد ہے "تو (حضرت) عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے تو اسے عطا فرما دیا" پس اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف نہیں دی اس چیز کی جس کا کرنا آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ نہیں" یعنی نرم جواب بھی تو بمنزلۂ عطا و بخشش کے ہے سو وہ تو آپ نے اسے دے دیا ہے یا جو چیز آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھی مرحمت فرما دی اور اب جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کچھ بھی موجود نہیں تو خواہ مخواہ لوگوں کے قرضے اپنے ذمے کیوں لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کے سپرد یہ کام نہیں کیا ہے کہ لوگوں کے قرضے ان کی جگہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ادا کریں۔ ارشاد ہے "تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جناب عمر رضی اللہ عنہ کی یہ بات کہنی پسند نہ آئی" یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یہ بات اس لئے ناگوار خاطر ہوئی کہ ایک سائل نامراد واپس لوٹتا تھا اور یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کریمانہ سے بعید تھا۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے کہ یہ کلمہ اس لئے ناگوار خاطر نہ تھا کہ خلاف شریعت تھا۔ ارشاد ہے "انصار میں سے ایک صاحب نے عرض کیا یا رسول اللہ خرچ کیجئے کسی قسم کا خوف صاحب عرش سے نہ کیجئے" یعنی وہ ذات اقدس جو عرش عظیم کی مالک ہے یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمانے والا ہے لہٰذا آپ کسی قسم کی کمی کا اندیشہ یا فکر یا ڈر یا غم نہ کیجئے۔ جل جلالہ و عم نوالہ اپنی بارگاہ عالیہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ کچھ عطا فرماتا ہے جو عالم یا عالمیان میں سے کسی ایک کو نہیں عطا فرماتا۔ ارشاد ہے "تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا" یعنی آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

انصاری کی اس بات سے بہت خوش ہوئے اور اس خوشی کا اظہار طبیعت مبارک اور چہرۂ انور سے بھی ہونے لگا۔ چنانچہ راوی نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رنج انور پر فرخندگی اور تازگی انصاری کی اس بات سے ظاہر ہو رہی تھی۔" نیز ارشاد فرمایا کہ مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے" یعنی خرچ کروں اور افلاس وفقیری کا کوئی فکر واندیشہ نہ کروں۔

حدیث ۱۴/۳۴۰ حدثنا علیؒ بن حجر حدثنا شریکؒ عن عبد اللہؓ بن محمد بن عقیل عن الربیعؓ بنت معوذ بن عفرا قالت اتیتُ النبیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِقِناعٍ مِنْ رُطَبٍ وَاَجَرٍ نُغَبٍ فَاَعْطَانِیْ مِلْءَ کَفِّہٖ حُلِیًّا وَذَھَبًا۔

ترجمہ ربیع بنت معوذ بن عفرا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں تازہ کھجوروں اور چھوٹی چھوٹی ککڑیوں (جن پر خفیف رُواں) کا طباق لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی۔ پس حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دست مبارک بھر کر زیور وسونا مجھے عطا فرمایا۔

حل لغات قِنَاعٌ۔ طباق جس پر کھانا کھاتے ہیں، اس کو قِنْع بھی کہتے ہیں۔ کھجور کی لکڑی کی تھالی جس میں کھانا رکھا جاتا ہے۔ رُطَبٌ۔ تازہ کھجور، پختہ تازہ کھجور۔ اَجَرٌ و۔ چھوٹی چھوٹی لکڑیاں، انار ہو یا خربوزہ یا ککڑی۔ اس کی جمع جَرَارٌ و اَجِرٌّ آتی ہے اور جمع الجمع اَجَارِیَۃٌ ہے۔ نُغَبٌ۔ نرم روئیں، بال اور پر نکلنا۔ اصل میں نُغَبٌ اس روئیں کو کہتے ہیں جو چوزے کے بدن پر شروع میں نکلتا ہے۔ مَلَاَ۔ بھرنا، لباب کرنا۔ حُلِیًّا۔ ہر ایک زیور کو کہتے ہیں۔ ذَھَبٌ۔ زرمُرخ۔

تشریح اس حدیث شریف کی تشریح باب ماجاء فی صفۃ فاکھۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱۴/۳۴۰ میں گذر چکی ہے۔ ملاحظہ فرمالیجئے۔

حدیث ۱۵/۳۴۱ حدثنا علیؒ بن خشرم وغیر واحد قالوا حدثنا عیسیٰؒ بن یونس عن ھشامؒ بن عروۃ عن ابیہؒ عن عائشۃؓ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَانَ یَقْبَلُ الْھَدِیَّۃَ وَیُثِیْبُ عَلَیْھَا۔

اسماء الرجال حدیث شریف
مذکورہ بالا اسماء کی تشریح دیکھو حدیث ۱۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مذکورہ بالا اسماء کی تشریح دیکھو حدیث ۱۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مذکورہ بالا اسماء کی تشریح دیکھو حدیث ۱۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مذکورہ بالا اسماء کی تشریح دیکھو حدیث ۱۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

maarfat.com

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحفہ قبول فرماتے تھے اور اس کا بدل عطا فرماتے تھے۔

حل لغات اَلْهَدِيَّة - تحفہ، ہدیہ۔
يُثِيْبُ - بدل دیتے۔ ثَوَبَ سے ہے جس کا معنی بدلہ دینا ہے۔

تشریح ارشاد ہے کہ "حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحفہ قبول فرماتے تھے۔" یعنی جب کوئی شخص آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں کوئی چیز ہدیۃً اور تحفۃً پیش کرتا تو اسے قبول فرماتے اور ردّ نہ کرتے۔ ارشاد ہے "اور اس کا بدل عطا فرماتے تھے" یعنی جو شخص تحفۃً یا ہدیۃً کچھ حاضرِ خدمت کرتا تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بدلہ میں ضرور کچھ نہ کچھ چیز مرحمت فرماتے۔ حضرت شیخ الدرس محدث کبیر صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ

"جیسے وہ تحفہ ہوتا تو آنحضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی قیمت کی کوئی چیز یا اس سے بھی زیادہ قیمت کی اور بہتر چیز بدلہ میں عطا فرماتے۔ اور کسی تحفہ دینے والے کو خالی ہاتھ رخصت نہ کرتے بلکہ عنایتوں اور بخششوں سے نواز کر رخصت کرتے۔"

جیسا کہ حدیث ۱۴۷ ص ۱۴۶ میں گذر چکا ہے۔ ایک حدیث شریف میں بہتر بدلہ کے الفاظ مبارک بھی موجود ہیں وَيُثِيْبُ خَيْرًا مِّنْهَا۔ گویا تحفہ سے زیادہ قیمتی بدلہ عطا فرماتے۔

اہل سنت وجماعت کے ہاں آج تک یہ معمول ہے کہ حضور پاک صاحب لولاک عالم علوم اولین وآخرین صاحب قاب قوسین او ادنیٰ جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد امجاد کی اولاد مبارک یعنی سادات عظام کے گھروں میں ہدیۃً و تحفۃً جو چیز بھیجتے ہیں تو وہ فوراً کچھ نہ کچھ حسب توفیق ان کو بدل میں دیتے ہیں، اور یہ سنت اسی طرح جاری ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ خُلُقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورا ہو گیا۔

○

اسماء الرجال ص ۳۴۱
۱ عن عائشۃ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یقبل الھدیۃ ویثیب علیھا
۲ عن مسیں بن ابی مسیں رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یقبل الھدیۃ ویثیب علیھا
۳ عن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یقبل الھدیۃ ویثیب علیھا
۴ ابن ماجہ ص ۱۷۲
۵ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یقبل الھدیۃ ویثیب علیھا

بَابُ مَاجَاءَ فِی حَیَاءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ باب حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حیا کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں دو احادیث ہیں)

حل لغات الحَیَاء بالقصر ہو تو اس کے معنی باریش کے ہیں اور الحَیَاء بالمد ہو تو اس کے معنی کسی چیز سے منقبض ہونا اور ملامت کے خوف سے چھوڑ دینا کے ہیں۔ اور شرع شریف میں اس کے یہ معنی بیان کئے گئے ہیں :-

"ھو خلق یبعث علی اجتناب القبیح ویمنع من التقصیر فی حق ذوی الحق"

یعنی "وہ خلق ہے جو افعال قبیحہ سے اجتناب کا باعث ہو اور صاحبِ حق کے حق کی تقصیر کرنے سے مانع ہو"

ترو تازگی۔ توبہ۔

تشریح اس باب میں حضور سرورِ عالم وعالمیان، عالمِ علومِ اولین وآخرین، صاحبِ خلقِ عظیم جناب احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حیاء کا ذکرِ خیر ہے۔ علامہ الشیخ یوسف بن اسماعیل النبھانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :-

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاء کا یہ عالم تھا کہ کسی چہرہ پر نظریں گاڑ کر گفتگو نہیں فرماتے تھے۔ اگر اپنی منشا کے خلاف کوئی بات کہنا چاہتے تو اشاروں کنایوں میں کہتے قضائے حاجت کی ضرورت پیش آتی تو لوگوں سے دُور کسی میدان وغیرہ میں چلے جاتے اور اس وقت تک کپڑا اُوپر نہ اُٹھاتے جب تک زمین پر بیٹھ نہ جاتے۔" [1]

[1] وسائل الوصول الی شمائل الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اردو ترجمہ) ۱۲۲ مطبوعہ مکتبۃ المعارف لاہور

سنن ابن ماجہ میں ابی بکرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"الحیاء من الایمان والایمان فی الجنۃ الخ" — "حیاء ایمان کی نشانی ہے اور ایمان کا ٹھکانا جنت ہوتا ہے۔"

ابن ماجہ کی دُوسری حدیث ابن عباس سے ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

"ان لکل دین خلقا وان خلق الاسلام الحیاء" — "یقیناً ہر دین کے لئے ایک خلق ہے اور اسلام کا خلق حیاء ہے۔"

ایک حدیث شریف میں ارشاد ہے:۔

"الحیاء شعبۃ من الایمان" — "حیاء ایمان کی ایک شاخ ہے۔"

بخاری شریف میں ہے عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

"الحیاء لا یاتی الا بخیر" — "حیاء سے بھلائی ہی پیدا ہوگی۔"

حدیث ۱/۳۴۲ حدثنا محمود بن غیلان حدثنا ابوداؤد حدثنا شعبۃ عن قتادۃ قال سمعت عبداللہ بن ابی عتبۃ یحدث عن ابی سعید الخدری قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشد حیاء من العذراء فی خدرھا وکان اذا کرہ شیئا عرف فی وجھہ۔

ترجمہ ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور سید دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کنواری لڑکی سے بھی بہت زیادہ شرم وحیا رکھتے ہیں جو مکان کے اندر ایک اپنے مخصوص حصہ میں رہتی ہے اور جب آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کوئی بات ناگوار خاطر ہوتی تو اس کا اثر رُخِ انور سے معلوم ہوجاتا۔

حل لغات اَشَدُّ۔ بہت زیادہ۔ مضبوط۔ اَلْعَذْرَاء۔ دوشیزہ۔ باکرہ۔ کنواری، دُرِّ ناسفتہ اس

اسماء الرجال حدیث ۱/۳۴۲
۱ محمود بن غیلان بخاری شریف ۱/۴۸۴
۲ ابوداؤد۔ دیکھو حدیث ۱۰۱۱
۳ شعبہ۔ دیکھو حدیث ۱۰۱۱
۴ قتادہ دیکھو حدیث ۱۰۱۱
۵ عبداللہ بن ابی عتبہ
۶ ابوسعید خدری

حدیث ۱/۳۴۲ باب ماجاء فی الحیاء
فی خاتم النبوۃ حاشیہ ۵

کی جمع العذاری آتی ہے۔ خِدْر۔ پردہ۔ وہ پردہ جو لڑکی کیلئے مکان کے کوگوشہ میں لگادیا جائے۔ لڑکی کے لئے مکان کا مخصوص حصہ، شیر کی جھاڑی، رات کی تاریکی۔

تشریح ارشاد ہے "کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کنواری لڑکی سے بھی بہت زیادہ شرم وحیا رکھتے تھے جو مکان کے اندر ایک مخصوص حصہ میں رہتی ہے" حضرت شیخ الدرس صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ "یہ کنایہ ہے شادی کی پہلی رات سے، اس لئے کہ اس کے شرم وحیا کی اس رات انتہا ہی ہوجاتی ہے" صاحب جمع الوسائل فرماتے ہیں کہ "کنواری لڑکیوں کی تربیت پردہ میں کی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کو دوسری عورتوں کے سامنے بھی نہیں ہونے دیا جاتا۔ اس لئے کہ عام بازاروں میں پھرنے والی کنواری لڑکیوں میں شرم وحیا بہت ہی کم رہ جاتی ہے" حضرت علامہ عبدالرؤوف المناوی المصری المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں:-

"وفیہ ان الحیاء من الاوصاف المحمودۃ لمبینہ الی ضعف اوجبن اوخروج عن الحق او ترک اقامۃ حد والا کان مذموما وحیاؤہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان مبرءا من ذالک کلہ"

"اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حیاء اوصاف محمودہ میں سے جب تک کہ اس میں کمزوری نامردی، حق سے نکلنا اور حسد کا پیدا ہونا نہ پایا جائے۔ اگر یہ چیزیں پیدا ہوں تو پھر مذموم ہے اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حیا تو ان تمام چیزوں سے کلی طور پر پاک اور مبرا تھا۔"

ارشاد ہے "اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی بات ناگوار خاطر ہوتی تو اس کا اثر رُخ انور سے معلوم ہو جاتا" یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از راہ حیاء اپنی زبان مبارک سے اس ناپسندیدگی کا اظہار بھی نہ فرماتے بلکہ رُخ انور سے سمجھ لیا جاتا کہ یہ بات ناپسند ہے۔

حدیث ۲۴۳ حدثنا محمود[1] بن غیلان حدثنا وکیع[2] حدثنا سفیان[3] عن منصور[4] عن موسیٰ[5] بن عبد اللہ بن یزید الخطمی عن مولیٰ[6] لعائشۃ قال قالت عائشۃ[7] ما نظرت الی فرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم او قالت ما رأیت فرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قط۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی بھی آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محل شرم پر نظر نہیں کی، یا فرمایا کہ میں نے کبھی بھی آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرم گاہ نہیں دیکھی۔

حل لغات فرج۔ شرم گاہ۔

تشریح صاحب حلاوۃ المتعلمین حضرت محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"یعنی بواسطہ بسیاری شرم وحیا عورت خود را بوجہی مستور می داشت کہ گاہے نظر من بروی نیفتاد"

یعنی "آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوجہ انتہائی شرم وحیا کے اپنی شرم گاہ کو اس طرح ڈھانپے رکھتے کہ میری نظر اس پر کبھی پڑی نہیں۔"

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہیں وہ فرماتے ہیں:۔

"کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یغتسل من وراء الحجرات ومارأی احد عورتہ قط"

"کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجروں کے پیچھے جا کر غسل کرتے تھے اور کسی نے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محل ستر کو کبھی نہیں دیکھا۔"

حضرت استاذ گرامی فاضل اکمل شیخ الدرس صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہ نے فرمایا:۔

"کہ حضور سرور عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس اسوۂ حسنہ میں مسلمانوں کے لئے عموماً اور امراء و مشائخ کیلئے خصوصاً ایک عظیم درس ہے۔ کاش کہ ہمارے امراء بے شرمی اور

اسماء الرجال صفحہ ۲۴۳

[1] محمود بن غیلان۔ دیکھیے حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

[2] وکیع۔ دیکھیے حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

[3] سفیان۔ دیکھیے حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

[4] منصور۔ دیکھیے حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

[5] موسیٰ بن عبد اللہ بن یزید الخطمی۔ اس نے حدیث اخذ کی اپنے والد اور ابی حمید سے اور اس سے عمرو اور مسعر۔ قال النہبی وثقہ نقاد۔

[6] مولیٰ عائشہ۔ دیکھیے حدیث ۱ باب ماجاء فی نشر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

marfat.com

بے حیائی کی محفلوں کو چھوڑ دیں اور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عظیم اخلاق یعنی شرم وحیا کو اپنائیں تو ہمارے معاشرہ کی کیفیت ہی بدل جائے۔ اللھم ارزقنا اتباعہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ حَیَآءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پُورا ہوگیا۔

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِی حِجَامَةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم

یہ باب حضرت رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم کے پچھنے (سینگی) لگوانے کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں چھ احادیث ہیں)

حل لغات اَلْحِجَامَةُ۔ پچھنے لگانے کا پیشہ۔ حَجْمٌ سے ہے جس کے معنی اُوبچا ہونا، بڑھ جانا، چُوسنا، اور روکنا کے ہیں۔ حَجَّامٌ۔ پچھنے (سینگی) لگانے والا۔

تشریح اس باب میں حضور شافع یوم النشور، نبی الانبیاء، امام الانبیاء، خاتم النبیین، سرورِ کونین جناب احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم کا دونوں شانوں مُبارک اور پُشت قدم مبارک پر پچھنے (سینگی) لگوانے کا ذکر ہے۔ نیز پچھنے لگوانے پر مزدوری ادا کرنے کا بیان بھی ہے۔

پچھنے (سینگی) لگوانا سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم کے قول مُبارک اور فعل پاک سے ثابت ہے۔ اطبا نے اس کے بہت سے فوائد تحریر کئے ہیں۔ "ذکرِ جمیل" میں حضرت خطیبِ اسلام مولینا مولوی محمد شفیع صاحب اوکاڑوی ص۲۹۵ پر تحریر فرماتے ہیں:-

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم نے پچھنے لگوائے جو خون نکلا وہ ایک قریشی غلام نے پی لیا۔ فَقَالَ اذْهَبْ فَقَدْ اَحْذَرَتْ نَفْسَكَ مِنَ النَّاسِ (خصائص کبریٰ، زرقانی ص۲۲۹) تو حضور صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم نے اس سے فرمایا جا تو نے اپنے نفس کو دوزخ سے بچا لیا۔"

اسی طرح حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم کا خون پی گئے تھے جب کہ

marfat.com

بچھنے لگوا کر خون ان کو دیا تھا کہ جاؤ کہیں باہر ایسی جگہ چھپا دو جہاں کوئی نہ دیکھے وہ باہر نکل کر لے گئے۔ جب واپس آئے تو فرمایا کہ کیا کر آیا ہے؟ عرض کی ایسی جگہ چھپا کر آیا ہوں جہاں کوئی نہ دیکھے گا۔ فرمایا شاید تو پی آیا ہے۔ عرض کی ہاں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جس میں آپ کا خون ہو گا اس کو دوزخ کی آگ نہ لگے گی۔ ارشاد فرمایا جا تو بھی دوزخ کی آگ سے بچ گیا۔ پھر فرمایا افسوس ان لوگوں پر جو تجھے قتل کریں گے اور افسوس کہ تو ان سے نہ بچے گا"

(مستدرک، کنز اعمال شریف، بزاز، ابویعلی، بیہقی، خصائص کبریٰ ص۱۰۲ از قاضی ص۲۰۳)

عبداللہ بن زبیر سے کسی نے پوچھا کہ خونِ اقدس کا ذائقہ کیا تھا تو فرمایا شہد کی طرح اور خوشبو کستوری جیسی۔

(شرح شفا ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ)

حدیث ۳۴۴ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سُئِلَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ كَسْبِ الْحَجَّامِ فَقَالَ اَنَسٌ اِحْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حَجَمَهُ اَبُوْطَيْبَةَ فَاَمَرَ لَهُ بِصَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَكَلَّمَ اَهْلَهُ وَضَعُوْا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهِ وَقَالَ اِنَّ اَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ اَوْ اِنَّ مِنْ اَمْثَلِ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ۔

ترجمہ حمید سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ انس بن مالک سے، پچھنے (سینگی) لگوانے کی مزدوری کے متعلق دریافت کیا گیا تو جناب انس نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پچھنے (سینگی) لگوائے تھے (اور یہ پچھنے) ابوطیبہ نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو لگائے تھے۔ پس حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دو صاع خوراک دینے کا امر فرمایا، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کے مالک کے ساتھ گفتگو کر کے اس پر سے کمی کروادی، اور ارشاد فرمایا یقیناً بہتر علاج جو تم کرتے ہو وہ پچھنے لگانا ہے یا افضل کی جگہ اَمثل فرمایا۔

حل لغات حَجَمَ۔ جمع کرنا، طلب کرنا، نفع کمانا، روزی تلاش کرنا، کما دینا۔ صَاعَيْنِ۔ تثنیہ ہے واحد صَاع ہے، تقریباً چار سیر کا ایک صاع ہوتا ہے۔ یہ ایک وزن ہے۔ خَرَاج یا خِراج پیداوار

marfat.com

وہ محصول جو بادشاہ یا زمین کا مالک وصول کرتا ہے۔ آمدنی۔ تَدَاوٰی۔ خود اپنا علاج کرنا۔

تشریح ارشاد ہے "الس بن مالک سے پچھنے (سینگی) لگوانے کی مزدوری کے متعلق دریافت کیا گیا" یعنی کیا پچھنا (سینگی) لگوانے کی اُجرت لینا جائز ہے یا نہیں۔ جناب علامہ قاضی محمد عاقل صاحب لکھتے ہیں:۔

"بعضی شارحان گفتہ اند کہ شاید منشاء سوال آں باشد کہ حدیث وارد ست در خباثت ایں کسب وکسب الحجام خبیث پس توہم کرد سائل کہ اعطاء اجرت بحجام حلال نباشد"

یعنی "بعض شارحین نے فرمایا ہے کہ شاید یہ سوال اس لئے کیا گیا ہو کہ اس پیشہ کی خباثت میں حدیث کسب الحجام خبیث وارد ہے۔ لہٰذا پوچھنے والے نے یہ وہم کیا کہ شاید حجام کو اُجرت دینی جائز نہیں"

ارشاد ہے "تو جناب انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسُولِ خُدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگوائے (اور یہ پچھنے) ابوطیبہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لگائے تھے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دو صاع خوراک دینے کا امر فرمایا۔" ابوطیبہ کا نام نافع ہے اور محیصہ کا آزاد کردہ ہے، یہ پچھنے لگانے کا پیشہ اختیار کئے ہوئے تھے۔ جب ابوطیبہ پچھنے لگا چکا تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ اسے بطور مزدوری دو صاع یعنی آٹھ سیر کھانا دے دو چنانچہ اُسے دیا گیا۔ صُوفی باصفا حضرت مولینا محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں

"پس معلوم شد کہ اعطائے اجرت بحجام مباح است و الا آنسرور حکم نمیکرد بے بداون چیزے"

"یعنی معلوم ہو گیا کہ حجام کو اُجرت دینا مباح ہے ورنہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے کسی چیز کے دینے کا حکم نہ فرماتے۔"

ایک روایت میں دو صاع تمر یعنی کھجور بھی آیا ہے۔ گویا دو صاع کھجور دینے کا حکم دیا۔ ارشاد ہے "اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے مالک کے ساتھ گفتگو کر کے اس پر سے کمی کروادی۔" یعنی وہ جس کا غلام تھا اس سے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے آقا سے سفارش کی کہ اس کا غلام جو روزانہ کا محصول ادا کرتا ہے چونکہ وہ زیادہ ہے لہٰذا اسے کم کر دے۔ ابوطیبہ کے آقا کا نام محیصہ بن مسعود تھا۔ اس نے اس شرط پر اس کو چھوڑ دیا تھا کہ وہ تین صاع کھجور روزانہ اپنے مالک کو ادا کرے گا اور اس سے زائد خود لے گا۔ ایسے غلام کو عَبْدٌ مَاذُوْن کہتے ہیں۔

marfat.com

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سفارش پر بجائے تین صاع کے اس کے مالک نے دو صاع کھجور لینا منظور کر لیا۔ بے بس، لاچار اور غلاموں پر آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفقت اور محبت اتنی تھی جس کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا اس جذبۂ صادق کا اظہار اس مظلوم غلام کی امداد وحمایت اور اعانت پر فرمایا۔ ارشاد ہے "یقیناً بہتر علاج جو تم کرتے ہو وہ پچھنے لگانا ہے"۔ صاحب حلاوۃ المتعلمین مولینا مولوی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

"بعضی گفتہ اند کہ ایں مخصوص است باہل مدینہ کہ ایشاں مداومت دارند بخوردن خرما و ازاں خون غلیظ پیدا می کرد۔"

"بعض علماء نے فرمایا ہے کہ یہ حکم اہل مدینہ منورہ کے لئے ہے وہ اکثر خرما کھاتے ہیں اور اس سے غلیظ (کھاڑا) خون بنتا ہے۔"

چونکہ یہ خون سینگی لگانے سے خارج ہوتا ہے اس لئے سینگی لگانے کا ارشاد فرمایا۔ علماء نے فرمایا ہے کہ وہ لوگ جن کا مزاج گرم ہے اور ان کا خون غلیظ (کاڑھا) ہے تو ان کو پچھنے لگوانا مستحب ہے اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو بہت بار پچھنے لگوائے۔ اطبا نے لکھا ہے کہ وہ لوگ جو سرد مزاج ہیں اور سرد ممالک میں رہتے ہیں ضرورت پڑنے پر فصد ان کے لئے مفید ہے۔ علامہ البیجوری صاحب متوفی ۱۲۷۷ھ تحریر فرماتے ہیں:-

"ویوخذ من الحدیث حل التداوی بل سنہ واخذ الاجرۃ للطبیب والشفاعۃ عند رب الدین۔"

حدیث ۲/۳۴۵ حدثنا عمرو بن علی حدثنا ابوداؤد حدثنا ورقاء بن عمر عن عبدالاعلی عن ابی جمیلۃ عن علی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احتجم وامر بی فاعطیت الحجام اجرہ۔

ترجمہ امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور مجھے امر فرمایا پس میں نے اس حجام کو اس کی اُجرت ادا کر دی۔

تشریح ارشاد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگوائے" (سینگی) ہے پچھنے لگوانا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول وفعل سے ثابت ہے۔ ارشاد ہے "اور مجھے امر فرمایا" یعنی مجھے حکم دیا کہ پچھنے لگانے

اسماء الرجال ص ۲۴۵
۱ عمرو بن علی، دیکھو حدیث ۲۴۵
باب ماجاء فی تعفیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبرہ
۲ ابوداؤد، دیکھو حدیث ۲۴۵
باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۳ ورقاء بن عمر، دیکھو حدیث ۲۴۵
باب الرکبۃ بین الاذانین
۴ عبدالاعلی بن عامر، دیکھو حدیث ۲۴۵
باب ماجاء فی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکل داء دواء
۵ ابی جمیلۃ، اس کا نام یزید بن جحوش بالجیم والمھملۃ ہے تابعی ہے من الثالثۃ، اخرج لہ ابوداؤد والنسائی
۶ علی، دیکھو حدیث ۲۴۵
باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

والے کو مزدوری دُوں۔ ارشاد ہے "پس میں نے اس حجام کو اس کی اُجرت ادا کر دی" یعنی دو صاع (۸ سیر) طعام پچھنے لگانے کی مزدوری اسے دے دی۔ بخاری شریف باب السعوط میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

"ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احتجم واعطی الحجام اجرہ واستعط"

"یعنی یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور پچھنے لگانے والے کو مزدوری عطا فرمائی اور ناک میں دوا ڈالی۔"

حدیث ۳۴۶ حدثنا ھارون بن اسحٰق الھمدانی حدثنا عبدۃ عن سفیان الثوری عن جابر عن الشعبی عن ابن عباس انہ قال ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احتجم فی الاخدعین وبین الکتفین واعطی الحجام اجرہ ولو کان حراما لم یعطہ۔

ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گردن کی دونوں رگوں کی طرف اور دونوں شانوں کے درمیان پچھنے لگوائے اور پچھنے لگانے والے کو اس کی اُجرت عطا فرمائی اور اگر چہ یہ حرام ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے عطا نہ فرماتے۔

حل لغات اَخْدَعَیْن۔ تثنیہ ہے اس کا واحد اَخْدَع ہے گردن کی رگ، گردن کے دونوں پہلوؤں پر دو پوشیدہ رگوں کا نام ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں "فلان شدید الاخدع" یعنی فلاں بڑا گردن کش ہے۔ کَتِفَیْن۔ شانہ، مونڈھا۔ کَتِفَیْن تثنیہ ہے۔

تشریح ارشاد ہے کہ "اگر یہ حرام ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے عطا نہ فرماتے" یعنی پچھنے لگانے کی مزدوری اگر حرام ہوتی تو حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے عطا نہ فرماتے۔ شارحین رحمہم اللہ علیہم اجمعین ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ یا تو ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے یا مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا۔ حضرت امام احمد بن حنبل ممانعت اور غیر ممانعت کی احادیث میں اس طرح تطبیق کرتے ہیں کہ اجازت کی روایات غلاموں کے بارے میں ہیں اور ممانعت کی روایات آزاد افراد کے حق میں ہیں۔ چونکہ ابو طیبہ غلام تھے اس لئے انہیں اُجرت

ادا کرنے میں کوئی اشکال نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ جواز کے قائل ہیں۔

حدیث ۴۴۷ حدثنا هارون بن اسحٰق حدثنا عبدة عن ابن ابی لیلیٰ عن نافع عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا حجاما فحجمه وسالہ کم خراجک فقال ثلثة اصع فوضع عنه صاعا واعطاه اجره۔

ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگانے والے کو بلایا اور پچھنے لگوائے اور اس سے پوچھا کہ تیرا روزانہ کا کتنا محصول ہے تو اس نے عرض کیا کہ تین صاع۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صاع کم کروادیا اور اس کو مزدوری بھی عطا کردی۔

حل لغات اصُعٌ۔ پیمانے۔ صَاع کی جمع اصُعٌ اور اَصْوُعٌ آتی ہے۔

تشریح ارشاد ہے "اور اس سے پوچھا کہ تیرا روزانہ کا کتنا محصول ہے تو اس نے عرض کیا کہ تین صاع" اس شخص سے مُراد ابوطیبہ ہے اس کا نام نافع ہے اور یہ مجیصہ بن مسعود کا غُلام تھا۔ عرب میں یہ طریقہ رائج تھا کہ غلام کو اس شرط پر چھوڑ دیا جاتا کہ وہ مقررہ مقدار آقا کو دے اور باقی خود لے لے۔ اس قسم کے غلام کو عبد ماذون کہتے ہیں۔ ابوطیبہ بھی اسی طریق کے غلام تھے۔ وہ تین صاع کھانا از قسم کھجور یا گیہوں وغیرہ مالک کو دیتے اور بقیہ جو بھی ہوتا خود لے لیتے، اور یہ پیشہ یعنی پچھنے لگانے کا اختیار کر رکھا تھا۔ حضور پاک شفیق اُمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے مالک سے سفارش کرکے اس کے اس روزانہ مقدار سے ایک صاع کم کروادیا۔ نیز اسے دو صاع کھجور بھی عطا فرمادی۔

حدیث ۴۴۸ حدثنا عبد القدوس بن محمد العطار البصری حدثنا عمرو بن عاصم حدثنا همام و جریر بن حازم قالا حدثنا قتادة عن انس بن مالك قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یحتجم فی الاخدعین والکاهل

marfat.com

وَكَانَ يَحْتَجِمُ لِسَبْعَ عَشْرَةَ وَتِسْعَ عَشْرَةَ وَاحِدَى وَعِشْرِيْنَ ۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گردن کی دونوں رگوں کی جانب اور مونڈھوں کے درمیان پچھنے لگواتے تھے اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۷، ۱۸، اور ۱۹، تاریخ کو پچھنے لگواتے

حل لغات کَاهِلٌ۔ گردن کے قریب پیٹھ کا بالائی حصہ' اس کی جمع کَوَاهِلُ ہے یعنی دونوں مونڈھوں کے درمیان۔

تشریح حلاۃ المتعلمین میں حضرت مولینا مولوی محمد عاقل تحریر فرماتے ہیں :-

"شیخ ابن حجر گفتہ در باب تواریخ مذکورہ احادیث بسیار واقع شدہ تا آنکہ آنسرور فرمودہ کہ حجامت کردن دریں تواریخ شفا وصحت است از ہر مرض"

"یعنی شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ان مذکورہ تواریخ کے باب میں بہت احادیث واقع ہیں یہاں تک کہ آنحضور سرور عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان تواریخ میں پچھنے لگوانا بیماری سے صحت وشفا کا باعث ہے"

نیز تحریر فرماتے ہیں :-

"بدانکہ گفتہ اند کہ حجامت روز شنبہ وچہار شنبہ مکروہ است ومورث برص است واز ابن عمر مروی است کہ شنیدم آنسرور کہ می گفت کہ حجامت زیادہ می کند حفظ وعقل را پس حجامت کنید بر اسم خدا وحجامت نکنید روز پنجشنبہ جمعہ وشنبہ ویک شنبہ وحجامت کنید روز دوشنبہ وچہارشنبہ وبرص نازل نمی شود مگر روز چہارشنبہ وابوداؤد

یعنی" جان لے کہ علماء نے فرمایا کہ حجامت کرنا ہفتہ کے دن اور بدھ کے دن مکروہ ہے۔ اور برص کی بیماری پیدا ہونے کا باعث ہے۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "پچھنے لگوانا قوت حافظہ اور عقل کی زیادتی کا باعث

اسماء الرجال ص ۴۲۹
یا عبد القدوس بن حبیب العطار البصری، من الطبقۃ ۹ من التقریب کما فی الثانی فی اس سے تخریج کی ہے
یعنی عوف بن عامر۔ دیکھو حدیث ۱۲ باب ما جاء فی خضاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱
یعنی حمام۔ دیکھو حدیث ۱۰ باب ما جاء فی تشیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
یعنی جزیرہ۔ دیکھو حدیث ۵ باب ما جاء فی اللاتی صلی اللہ علیہ وسلم کان یتحوف ببعضہن
دیکھو حدیث ۱۵ باب ما جاء فی نعت رأسہ ۱۲ حاشیہ ۵
ماجاء فی نعت رأس النبوۃ حاشیہ ۵
یعنی انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

marfat.com

روایت کردہ کہ مکروہ است حجامت در روز شنبہ"

ہے لہٰذا اللہ جل جلالہ کا اسم پاک لے کر پچھنے لگوایا کرو۔ اور جمعرات، جمعہ، ہفتہ اور اتوار کو پچھنے نہ لگوایا کرو، مگر ہاں پیر کے دن پچھنے لگوایا کرو، ہزام اور برص تو بدھ کے دن ہوتی ہے۔ اور ابوداؤد کی روایت ہے کہ جنگل کے دن پچھنے لگوانا مکروہ ہے۔"

اس تمام بحث کو ختم فرماتے ہوئے قاضی صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"شیخ ابن حجر گفتہ کہ تحقیق ظاہر شد از احادیث کہ بہتر روز ہا برائے دو شنبہ است و تحری کہ موافق افتد تاریخ ہفدہم یا نوزدہم یا بست و یکم را"

یعنی "شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یقیناً احادیث سے ظاہر ہو گیا کہ دنوں میں بہتر دن پچھنے لگوانے کے لئے پیر کا دن ہے جبکہ ۱۷، ۱۹ یا ۲۱، کو یہ دن آئے۔"

حدیث ۳۴۹ حدثنا اسحٰق بن منصور حدثنا عبد الرزاق عن معمر عن قتادة عن انس بن مالك ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم احتجم وهو محرم بملل على ظهر القدم.

ترجمہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مَلَل کے مقام پر پاؤں مبارک کی پشت پر پچھنے لگوائے اس حال میں کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احرام باندھے ہوئے تھے۔

حل لغات مَلَل۔ مکہ مکرمہ سے آتے ہوئے مدینہ منورہ سے دس میل کے فاصلہ پر یہ گاؤں ہے۔

ظَهْرَ الْقَدَم۔ پشت پا۔

تشریح ارشاد ہے" پاؤں مُبارک کی پشت پر پچھنے لگوائے اس حال میں آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احرام باندھے ہوئے تھے" یعنی احرام کی حالت میں پشتِ قدم پر پچھنے لگوائے. حضرت علامہ عبد الرؤف صاحب مناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں :-

"فیہ حل الحجامۃ للمحرم حیث لا ازالۃ شعر والا حرمت بلا ضرورۃ"

"محرم کے لئے پچھنے لگوانا جائز ہے بشرطیکہ بال نہ اُکھڑیں. ورنہ بلا ضرورت حرام ہے".

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ حِجَامَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پُورا ہوگیا.

صلوٰۃ و سلام علیک یا رسول اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ اَسْمَاءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ باب حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء مُبارک کے بیان میں ہے

(اس باب میں ۲۷ احادیث ہیں)

حل لغات اَسْمَاءٌ۔ نام۔ اس کا واحد اِسْمٌ ہے۔ صاحب مصباح اللغات صـ۳۰۲ پر لکھتے ہیں۔ "وہ لفظ ہے جو کسی جوہر یا عرض کی تعیین و تمیز کے لئے وضع کیا گیا ہو۔ اس کا ہمزہ، ہمزۂ وصل ہے۔"

تشریح اس باب میں حضور پاک رسُول کریم، نبی الانبیاء، مومنوں پر رؤف و رحیم، عالمین پر رحمت، صاحب لواء حمد، عالم ماکان و مایکون، جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند ناموں اور القاب مبارکہ کا ذکر خیر ہے۔ حضرت علامہ الشیخ ابراہیم بن محمد البیجوری المتوفی ۱۲۷۶ھ شمائل کی شرح صـ۱۸۳ پر کعب احبار سے نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"اہل جنت کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی عبدالکریم ہے۔ اہل دوزخ کے نزدیک عبدالجبار، اہل عرش کے نزدیک عبدالمجید، تمام فرشتوں کے نزدیک عبدالحمید، انبیاء کرام کے نزدیک عبدالوہاب، شیاطین کے لئے عبدالقہار، جنات کے نزدیک عبدالرحیم، پہاڑوں میں عبدالخالق، صحراؤں میں عبدالقادر، سمندروں میں عبدالمہیمن، زمینوں کے نزدیک عبدالقدوس، حشرات الارض کے نزدیک عبدالغیاث، جنگلی جانوروں میں عبدالرزاق، درندوں میں عبدالسلام، چوپایوں میں عبدالمؤمن، پرندوں میں عبدالغفار، تورات میں موذموذ، انجیل میں طاب طاب، صحف میں عاقب، زبور میں فاروق اللہ

marfat.com

تبارک وتعالیٰ کے نزدیک طٰہٰ و یٰسین اور مومنین کے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اور کنیت ابوالقاسم ہے اس لئے جنتیوں میں آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم جنت کو تقسیم فرمائیں گے۔"

حضرت علامہ الشیخ یوسف بن اسماعیل النبہانی تحریر فرماتے ہیں :-

"آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے اسماء مبارکہ میں سب سے افضل نام "محمد صلی اللہ علیہ آلہ وسلم" ہے، جناب انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ خدائے بزرگ و برتر نے تخلیق کائنات سے دو ہزار سال قبل آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا نام مبارک محمد رکھا۔"

امام حافظ قاضی ابوبکر بن عربی مالکی اپنی کتاب احوذی میں لکھتے ہیں۔ یہ کتاب ترمذی شریف کی شرح ہے :-

"کہ بعض صوفیائے کرام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہزار نام ہیں اور نبی مختار صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے بھی ہزار ہی نام ہیں۔"

پھر فرماتے ہیں :-

"اللہ تعالیٰ کے اسماء تو ہزار کے عدد میں محصور نہیں ہو سکتے لیکن حضور پُرنور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے صفاتی نام بھی بے شمار پائے گئے ہیں۔"

قاضی محمد عاقل صاحب لکھتے ہیں :-

"بعضی گفتہ اند کہ ہزار است و بعضی گفتہ اند کہ نود و نہ نام است و بعضی گفتہ اند کہ سی صد نام اند"

یعنی "بعض علماء نے ایک ہزار نام اور بعض نے ننانوے اور بعض نے تین سو اسماء مبارکہ بتائے ہیں۔"

علامہ الشیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :-

"حافظ جلال الدین سیوطی "البہجتہ السنیہ فی الاسماء النبویہ" کے عنوان سے ایک رسالہ تالیف کیا، جس میں نبی علیہ السلام کے پانچ سو اسماء گرامی ذکر کئے ہیں۔"

marfat.com

حدیث ۳۵ حدثنا سعید بن عبد الرحمن المخزومی وغیر واحد قالوا حدثنا سفین عن الزہری عن محمد بن جبیر بن مطعم عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لی اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی۔

ترجمہ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک میرے بہت نام ہیں میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی ہوں یعنی اللہ تعالیٰ میری وساطت سے کفر کو نیست و نابود فرماتا ہے، اور میں حاشر ہوں یعنی لوگ میدان حشر میں میرے پیچھے ہو کر چلیں گے، اور میں عاقب ہوں یعنی عاقب وہ ہے کہ جس کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہے۔

حل لغات محمدؐ۔ بہت تعریف کیا گیا، بہت ہی عمدہ خصلتوں والا۔ ماحیؐ۔ اس کا مصدر محوٌ ہے جس کے معنی مٹ جانا، نشان باقی نہ رہنا، نیست و نابود ہونا کے ہیں۔ حاشرؐ اس کا مصدر حشرٌ ہے جس کے معنی جمع کرنا، اکٹھا کرنا، شہر بدر کرنا وغیرہ کے ہیں اور جب الناس کے ساتھ آئے تو جمع کرنا اکٹھا کرنا مراد ہوتا ہے۔ عاقبؐ۔ پیچھے سے پلٹنا۔ ایڑی پر مارنا۔ قائم مقام ہونا۔

تشریح ارشاد ہے "کہ بے شک میرے بہت نام ہیں" امام حافظ ابو القاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عبد اللہ شافعی دمشقی نے (جو کہ ابن عساکر کے نام سے مشہور ہیں) اپنی کتاب "تاریخ دمشق" میں باقاعدہ ایک باب باندھا ہے جس میں آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت سے اسماء کا ذکر کیا ہے ان میں سے بعض نام مبارک تو بخاری شریف اور مسلم شریف میں آچکے ہیں (اور باقی دوسری کتب احادیث میں موجود ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں۔ محمد، احمد، حاشر، عاقب، مقفی، ماحی، خاتم النبیین، نبی الرحمۃ، نبی الملحمۃ، نبی التوبۃ، الفاتح، طٰہٰ، یٰسین، عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام حافظ ابو بکر احمد بن حسین بن علی البیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض علماء کرام نے ان ناموں کے ساتھ اسماء مبارکہ بھی جمع کر دیئے ہیں جو کہ قرآن حکیم میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے رکھے ہیں مثلاً رسول، امی، نبی، شاہد، مبشر، نذیر، داعیا الی اللہ باذنہ، سراج، منیر، رؤف، رحیم، مذکر، رحمت، نعمت، ہادی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اسماء الرجال
۱ محمد بن جبیر بن مطعم قرشی نوفلی ابو سعید مدنی ثقہ تابعی ۹۹ھ
۲ سفیان دیکھو حدیث ۱۷
۳ محمد بن جبیر دیکھو حدیث ۱۷
عن اللہ علیہ وآلہ وسلم
۴ الزہری دیکھو حدیث ۱۷
۵ سعید بن عبد الرحمن مخزومی ثقہ صحیح البخاری و مسلم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۶ عبد الرحمن بن مہدی بن حسان عنبری بصری ثقہ حافظ ۱۹۸ھ
۷ سفیان بن عیینہ ہلالی کوفی ثقہ حافظ ۱۹۸ھ
۸ زہری دیکھو حدیث ۱۷

marfat.com

حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "البہجۃ السنیۃ فی الاسماء النبویۃ" کے نام سے ایک رسالہ تالیف فرمایا ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پانچ سو اسماءِ گرامی ذکر کئے ہیں۔ علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :-

"قسطلانی فرماتے ہیں' ایک ہزار اسماءِ مبارکہ سے مُراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف حمیدہ ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جتنے اسماء مذکور ہیں وہ سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدحیہ صفتیں ہیں' اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر صفت کے لئے ایک نام ہو گیا' تو جیسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف بے شمار ہیں ایسے ہی اسماءِ گرامی بھی بے شمار ہیں"

ارشاد ہے "میں محمد ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم)" حضرت شارح شمائل شریف قاضی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :-

"ایں علم است کہ منقول شدہ از اسم مفعول یعنی بسیار ستودہ شدہ"

یعنی "یہ اسم علم ہے اور اسم مفعول بیان کیا گیا ہے جس کے معنی بہت ہی تعریف کیا گیا کے ہیں۔"

علمائے دیوبند کے مشہور و معروف عالم محدث سہارنپوری جناب زکریا صاحب شرح شمائل میں لکھتے ہیں :-

"علماء نے لکھا ہے محمد حمد کا مبالغہ ہے جس کے معنی ہیں بہت حمد کیا گیا"

چونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ انبیاء سابقین علیہ السلام' ملائکہ معصومین اور اولیاءِ کرام رحمہم اللہ اجمعین نے آنجناب حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال درجے کی حمد کی ہے۔ اس لئے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی ہی اللہ تبارک و تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھ دیا۔ قاضی محمد سلیمان منصور پوری اپنی کتاب رحمۃ للعلمین کے صفحہ ۴۱ پر حاشیہ ۱ میں تحریر فرماتے ہیں :-

"لفظ محمد' حمد سے اسم مفعول ہے یعنی مضاعف سے مبالغہ کے لئے ہے اور احمد بھی حمد سے واقع علی المفعول ہے۔ اسم محمد سے حمد کی کثرت و کمیت اور اسم احمد سے حمد کی صفت اور کیفیت ظاہر ہوتی ہے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا شعر ہے :-

marfat.com

وَشَقَّ لَهُ مِنِ اسْمِهٖ لِيُجِلَّهٗ
فَذُوالْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَهٰذَا مُحَمَّدٌ

خدا نے اس کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے اس کا نام اپنے نام سے مشتق کیا۔ دیکھو ربّ العرش تو محمود ہے اور آنحضرت محمد ہیں ——— واضح ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حمد سے خاص مناسبت ہے حضور کا نام محمد و احمد ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقامِ شفاعت کا نام محمود ہے۔ امتِ محمدیہ کا نام حامدون ہے اور آنحضرت کی لواء کا نام لواءِ حمد ہے۔ الحمد للہ علی ذالک حمداً کثیراً "

مشہور غیر متعلد، صاحب لغات الحدیث جناب وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں :-

" ایک عجیب امر یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے عرب میں کسی کا نام محمد نہیں ہوا تھا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت تھی کہ لوگوں کو کسی اور کے بغیر موعود ہونے کا اشتباہ نہ ہو۔"

ارشاد ہے " اور میں احمد ہوں " یعنی میرا نام احمد ہے۔ حضرت قاضی محمد عاقل صاحب لکھتے ہیں :-

" وایں علم منقول است از افعل تفضیل یعنی فاعل یعنی ستائش کنندہ بسیار پس او احمد حامدین است۔"

" یہ علم افعل تفضیل سے فاعل کے معنی میں ہے یعنی بہت ہی زیادہ تعریف بیان کرنے والا، پس حمد بیان کرنے والوں میں بہت ہی زیادہ حمد بیان کرنے والا ہے۔"

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ نام نامی و اسم گرامی مرتبت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس طرح لیا تھا۔ اللّٰھم اجعلنی من امۃ احمد " اے میرے اللہ مجھے امتِ احمد سے کیجئے۔ (رجع الوسائل ج ۲ ص۱۸۱) اور جناب عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اسی نام پاک کو لے کر جناب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بشارت دی فرمایا " وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ "

ارشاد ہے " اور میں ناجی ہوں یعنی میری وساطت سے کفر کو نیست و نابود فرماتا ہے " گویا حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وجودِ اطہر و مقدس کی بدولت اور وساطت سے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور تمام بلادِ عرب نیز روئے زمین سے کفر و شرک مٹ جائے گا۔

قاضی محمد عاقل صاحب تحریر کرتے ہیں :۔

"دریں اشارتست بظہور غلبۂ دین بر سائر ادیان و بکثرت فتوح بلاد۔"

"یعنی تمام ادیان پر غلبہ اور بلاد کی فتح کی طرف اشارہ ہے۔"

آنحضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کفر و شرک کو مٹانے والے ہیں۔ کذابوں اور جھوٹوں کو دلائل و براہین سے شکست دینے والے ہیں۔ نیز اپنی اُمت کے گناہوں کو مُعاف کرنے والے ہیں۔ ارشاد ہے " اور میں حاشر ہُوں یعنی اگر میدانِ حشر میں میرے پیچھے ہو کر چلیں گے یا سب سے پہلے قیامت کے دن قبر سے اُٹھوں گا اور لوگ میرے بعد اُٹھیں گے میرے قدم پر " ایک حدیث شریف میں ہے :۔

"اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْض "

"میں پہلا شخص ہُوں جس کے لئے قبر سب سے پہلے شق کی جائے گی۔"

لہٰذا تمام لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حشر کئے جائیں گے۔ حضرت قاضی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں :۔

"بداکہ اسناد محو و حشر بسوئے آنحضرت از روئے مجاز است والا محو و حشر حقیقۃً کار خدائے تعالیٰ است۔"

"خوب جان و اکہ محو اور حشر کی نسبت حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف از روئے مجاز ہے، اور حقیقۃً تو محو اور حشر اللہ جل جلالہ کا کام ہے۔"

ارشاد ہے " اور میں عاقب ہوں یعنی عاقب وہ ہے جس کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہے " گویا آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کُل انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد تشریف لائے ہیں اور اب آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہے اور نہ ہی آسکتا ہے اور اب جو شخص بھی نبوّت کا دعویٰ کرے وہ دجّال کذاب اور جھوٹا ہے۔

حدیث ۲ ص ۱۵۱ حدثنا محمدؒ بن طریف الکوفی حدثنا ابوبکرؒ بن عیاش عن عاصمؒ عن ابی وائلؒ عن حذیفۃؓ قال لقیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی بعض طرق المدینۃ فقال انا محمد وانا احمد وانا نبی الرحمۃ ونبی التوبۃ

marfat.com

وَاَنَا الْمُقَفِّی وَاَنَا الْحَاشِرُ وَنَبِیُّ الْمَلَاحِمِ۔ حدثنا اسحٰق بن منصور حدثنا النضر بن شمیل حدثنا حماد بن سلمۃ عن عاصم عن زرٍّ عن حذیفۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نحوہ بمعناہ ھکذا قال حماد بن سلمۃ عن عاصم عن زرٍّ عن حذیفۃ۔

ترجمہ حذیفہ سے روایت ہے کہ میری طاقات سید عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدینہ منورہ کے بعض راستوں پر ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں محمد ہوں' اور احمد ہوں' اور میں نبی رحمت ہوں' اور نبی توبہ ہوں اور تمام انبیاء کے آخر میں آنے والا ہوں' اور میں حاشر ہوں اور میں نبی جہاد و ملحمہ ہوں۔

حل لغات اَلرَّحْمَۃ۔ نرم دلی' مہربانی' جس کا نتیجہ مغفرت و احسان ہے۔ دردمندی ظاہر کرنا۔
اَلتَّوْبَۃ۔ باز آنا' گناہ پر نادم اور شرمندہ ہونا' بخش دینا اور دوبارہ مہربان ہونا۔
اَلْمُقَفِّی۔ تَقْفِیَۃٌ سے ہے جس کے معنی پیچھے لگانا کے ہیں۔ قَفْوٌ اور قُفُوٌ۔ پیچھے رہنا۔ آخری ہونا۔
اَلْمَلَاحِم۔ مَلْحَمَۃٌ سے ہے جس کے معنی بڑا حادثہ' جنگ عظیم۔ اس کی جمع مَلَاحِمُ ہے' گھمسان کی جنگ کا موقع۔ جہاد۔

تشریح ارشاد ہے "اور میں نبی رحمت ہوں" یعنی آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از روئے نبی اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لئے باعث رحمت ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آنحضور سرِ پا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدر عنا کو رحمۃ اللعالمین کے لباس فاخرہ سے مزین فرمایا۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔
ارشاد ہے "میں نبی توبہ ہوں" یعنی صرف استغفار کرنے سے میری اُمت کی توبہ قبول ہو جائے گی۔ قاضی محمد عاقل صاحب لاہوری حلاوۃ المتعلمین میں لکھتے ہیں:۔

"توبہ اُمت او مقبول است بجرد استغفار بخلاف امم سابقہ"

یعنی "حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کی توبہ بجرد استغفار مقبول ہے بخلاف گذشتہ اُمتوں کے۔"

حضرت شیخ الدرس صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہ نے ارشاد فرمایا کہ "آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اسماء الرجال حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث ۱ کو دیکھو حدیث ۱ کے باب ما جاء فی صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حدیث ۱ ابو بکر بن ابی شیبہ۔ دیکھو حدیث ۲۶ کے باب ما جاء فی صفۃ ادم و ولدہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲ عاصم۔ دیکھو حدیث ۳۵ باب ما جاء فی اسماء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۳ ابو وائل۔ دیکھو حدیث ۱۵ باب ما جاء فی عیادۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۵ حذیفہ۔ دیکھو حدیث ۳ باب ما جاء فی صفۃ مجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲

maarfat.com

اُمت کو نہایت ہی زیادہ استغفار پڑھنے کا اور توبہ کرنے کا حکم فرماتے تھے۔ نیز خود بھی بہت ہی استغفار پڑھنے والے تھے۔ ارشاد ہے "اور تمام انبیاء کے آخر میں آنے والا ہوں۔" گویا آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلسلۂ نبوت کے آخری نبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی اور نبی آنے والا نہیں۔ ارشاد ہے "اور میں نبی جہاد ہوں" یعنی کسی ایک پیغمبر نے یا کسی ایک پیغمبر کی اُمت نے اللہ تعالیٰ کے دین اور کلمۂ توحید کو بلند کرنے کے لئے اتنا جہاد نہیں کیا جتنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت نے کیا اور کرتے رہیں گے یہاں تک کہ دجّال اور اس کے متبعین سے لڑیں گے۔ حضرت قاضی محمد عاقل صاحب شیخ ابن حجر سے نقل کرتے ہیں:-

"کہ اقتصار برایں اسماء باوجود اسماء دیگر برائے آنست کہ اسماء مذکورہ باہم سالقہ معلوم بود کہ در ایشاں مسطور است"

یعنی "صرف ان اسماء مبارکہ کو بیان کرنا باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور بھی بہت اسماء مُبارکہ ہیں اس لئے تھا کہ اسمِ سابقہ کو حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ نام مُبارک اپنی کتابوں اور اپنے علماء سے معلوم تھے۔"

۹۹

کنز العباد میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ ننانوے نام لکھے ہیں:-

محمد۔ احمد۔ محمود۔ حامد۔ عاقب۔ فاتح۔ خاتم۔ حاشر۔ ماحی۔ داعی۔ سراج۔ مبشر۔ بشیر۔ نذیر۔ رسول۔ نبی۔ ہاد۔ مہتد۔ مہدی۔ خلیل۔ ولی۔ نصیر۔ طٰہٰ۔ یٰسین۔ مزمل۔ مدثر۔ حبیب۔ کلیم۔ مُصطفیٰ۔ مرتضیٰ۔ مختار۔ مصدق۔ قائم۔ حجہ۔ بیان۔ حافظ۔ شہید۔ عالم۔ حکیم۔ نور۔ مبین۔ برہان۔ مذکر۔ امین۔ واعظ۔ صاحب۔ ناطق۔ مکی۔ مدنی۔ ابطحی۔ عربی۔ ہاشمی۔ قرشی۔ عزیز۔ مضری۔ حریص۔ رؤف۔ رحیم۔ جواد۔ غنی۔ کریم۔ علیم۔ طیب۔ مطیب۔ خطبۃ۔ فصیح۔ سید۔ طاہر۔ مطہر۔ امام۔ اُمّی۔ متقی۔ بار۔ شفاء۔ متوسط۔ سابق۔ مقتصد۔ متین۔ اوّل۔ آخر۔ ظاہر۔ باطن۔ رحمۃ۔ شافع۔ مشفع۔ محلل۔ آمر۔ ناہی۔ حلیم۔ قریب۔ شکور۔ رقیب۔ مجتبیٰ۔ منیب۔ منجی۔ منیر۔ بصیر۔ صادق۔ رشید۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ اَسْمَآءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پُورا ہوگیا۔

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَاءَ فِی عَیْشِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ باب حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گذر اوقات کے بیان میں ہے۔
(اس باب میں ۹ احادیث ہیں)

حل لغات عَیْشٌ۔ زندگی۔ کھانا۔ روٹی۔ گذر اوقات۔

تشریح اس عنوان سے پہلے ایک باب گذر گیا ہے اس میں دو احادیث تھیں۔ اس باب میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کی گذر اوقات کا بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح وہ صبر و استقامت کے ساتھ فقر و فاقہ میں زندگی بسر کرتے تھے۔ دوبارہ اسی عنوان سے یہ باب کیوں قائم کیا گیا۔ اس کی توجیہ جناب مولینا محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کی ہے۔

"بدانکہ دریں باب امورے آوردہ است کہ در باب بالا نبود پس تکرار محض نشد۔"

یعنی جان لے کہ اس باب میں وہ باتیں آئی ہیں جو گذرے ہوئے باب میں نہ تھیں لہٰذا محض تکرار نہ ہوا۔"

marfat.com

حدیث ۱/۳۵۲ حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا ابو الاحوص عن سماک بن حرب قال سمعت النعمان بن بشیر یقول السنتم فی طعام وشراب ما شئتم لقد رأیت نبیکم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وما یجد من الدقل ما یملأ بطنہ۔

ترجمہ سماک بن حرب نے کہا کہ میں نے نعمان بن بشیر سے سنا وہ فرماتے تھے کہ آیا کھانے اور پینے میں جو کچھ تم چاہتے ہو تمہیں میسر نہیں ہے۔ البتہ تحقیق میں نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیٹ بھر کر ردی کھجور بھی نہ پاتے۔

حل لغات دَقَلٌ۔ ردی کھجور، بادبان کا ڈنڈا، کہتے ہیں۔ اسماک اطول من الدقل وانت تنثر الملامک بنثر الدقل، میں تم کو دیکھتا ہوں کہ بادبان کے ڈنڈے سے بھی زیادہ لمبے ہو اور گفتگو ردی قسم کی کرتے ہو۔

تشریح ارشاد ہے "آیا کھانے اور پینے میں جو کچھ تم چاہتے ہو تمہیں میسر نہیں ہے؟" یعنی جس چیز کی تمہیں خواہش ہوتی آسودگی اور فراخی کی بدولت تمہیں ملتی ہے۔ ارشاد ہے "البتہ تحقیق میں نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیٹ بھر کر ردی کھجور بھی نہ پاتے" یعنی تمہارے نبی برحق حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جن کی اتباع اور پیروی کرنا تم پر لازمی ہے کھٹیا قسم کے ٹکڑے پر بھی قناعت فرمالیتے تھے اور اس سے بھی شکم سیری نہ ہوتی اور تمہارا یہ عالم ہے کہ تم دنیاوی نعمتوں کی فراوانی میں مستغرق ہو گئے ہو، پس تم پر افسوس ہے کہ تم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی اختیار نہیں کرتے اور ان کے مبارک اسوۂ حسنہ پر عمل نہیں کرتے ہو، یہ حدیث مبارک "باب ماجاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" حدیث ۱/۳۵۲ پر بھی ہے۔

حدیث ۲/۳۵۳ حدثنا ھارون بن اسحٰق حدثنا عبدۃ عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ قالت ان کنا آل محمد نمکث شھرا ما نستوقد بنارٍ ان ھو الا التمر والماء۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ یقیناً ہم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں

اسماء الرجال حدیث ۱/۳۵۲
۱ قتیبۃ بن سعید۔ دیکھو حدیث ۱/۳۵۲
۲ ابو الاحوص۔ دیکھو حدیث ۱/۳۵۲
۳ سماک بن حرب۔ دیکھو حدیث ۱/۳۵۲
۴ نعمان بن بشیر۔ دیکھو حدیث ۱/۳۵۲
باب ماجاء فی نفخ النار وقول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
باب ماجاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
باب ماجاء فی خبز الملۃ
باب ماجاء فی خبز الشعیر
باب ماجاء فی صفۃ اہل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
باب ماجاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اسماء الرجال حدیث ۲/۳۵۳
۱ ہشام بن عروہ۔ دیکھو حدیث ۱/۳۵۲
۲ ابیہ۔ دیکھو حدیث ۱/۳۵۲
۳ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ۱/۳۵۲
باب ماجاء فی خبز الشعیر
باب ماجاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

marfat.com

ہم پر پورا پورا مہینہ گذر جاتا تھا کہ ہمارے گھر کے چولہے میں آگ نہیں سُلگتی تھی سوائے کھجور اور پانی کے اور کوئی غذا نہ ہوتی۔

حل لغات مَكُثَ ۔ مُكْثٌ سے ہے جس کے معنی گذرنا، ٹھہرنا کے ہیں۔
سُتَوْقِدُ ۔ استقاد سے ہے جس کے معنی آگ جلانا کے ہیں۔

تشریح ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے "کہ ہم یقیناً آلِ محمد ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)، ہم پر پورا پورا مہینہ گذر جاتا تھا کہ ہمارے گھر کے چولہے میں آگ نہیں سُلگتی تھی سوائے کھجور اور پانی کے اور غذا نہ ہوتی" یعنی گھر میں چولھا نہ جلتا، روٹی اور سالن پکانے کی نوبت ہی نہ آتی، صرف پانی اور کھجور پر گذر اوقات ہوتا حضرت شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں:-

"ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جب عروہ سے ارشاد فرمایا اے بھتیجے! خدا کی قسم ہم ایک چاند دیکھتے ہیں وہ مہینہ ختم ہو جاتا ہے دوسرا چاند دیکھتے ہیں وہ بھی ختم ہو جاتا ہے تیسرے مہینہ کا چاند دیکھتے ہیں مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کے گھروں میں چولھا روشن نہیں ہوتا۔ عروہ نے کہا اے خالہ جان! پھر آپ لوگوں کا گذر کیسے ہوتا ہے۔ فرمایا کھجور اور پانی پر۔ ہاں ہمارے دولتمند ہمسایہ ہیں جو کہ صاحب وسعت ہیں وہ کبھی کبھی دودھ وغیرہ بھیج دیتے ہیں۔ تو ہم حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کر دیتے ہیں۔"

جناب انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سرور عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی کوئی چیز آنے والے دن کے لئے ذخیرہ بنا کر نہیں رکھتے تھے۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رات کا کھانا تناول فرما لیتے تو صبح کے لئے کچھ نہ ہوتا اور اسی طرح جب صبح کا کھانا تناول فرماتے تو رات کے کھانے کے لئے کچھ نہ ہوتا" ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت جبریل علیہ السلام صنعاء یہاڑ پر کھڑے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا قسم اس ذات کی جس نے تمہیں حق دے کر بھیجا۔ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں شام اسی حالت میں آتی ہے کہ ان کے پاس ایک چٹکی آٹا بھی نہیں ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ کلام اس سے بھی زیادہ صاف سُنائی دیا جیسے آسمان سے کسی دھماکے کی آواز سُنی جاتی ہے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "آلِ محمد

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے گھر میں ایک صاع کھانے نے بھی کبھی شام نہیں گذاری۔"

حدیث ۳۵۴ حدثنا عبدُ اللہ بن ابی زیاد حدثنا سیار حدثنا سھلُ بن اسلم عن یزیدُ بن ابی منصور عن انسٍ عن ابی طلحۃ قال شکونا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الجُوعَ ورفعنا عن بطوننا عن حجر حجر فرفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن بطنہ عن حجرین قال ابو عیسٰی ھذا حدیثٌ غریبٌ من حدیث ابی طلحۃ لا نعرفہ الا من ھذا الوجہ ومعنٰی قولہ ورفعنا عن بطوننا عن حجر حجر کان احدھم یشدُّ فی بطنہ الحجر من الجھد والضعف الذی بہ من الجُوع۔

ترجمہ ابوطلحہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں بھوک کی شکایت کی اور ہم نے اپنے پیٹوں پر سے کپڑے اٹھائے تو ہر ایک نے اپنے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا ہوا تھا پس حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے شکم مبارک سے اپنے کپڑے کو ہٹایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیٹ مبارک پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔

حل لغات شَکَوْنَا۔ ہم نے شکایت کی۔ شَکْوٌ یا شَکْوٰی یا شِکَایَۃٌ سے ہے جس کے معنی دردمند ہونا، رنج دینا، شکایت کرنا کے ہیں۔ اَلْجُوْع۔ بھوک۔

تشریح ارشاد ہے "اور ہم نے اپنے پیٹوں پر سے کپڑے اٹھائے تو ہر ایک نے اپنے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا ہوا تھا" یعنی حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں بھوک کی شدت اور زیادتی کی عمل طور پر شکایت کی۔ کہ اے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملاحظہ فرمایئے کہ ہم میں ہر ایک بھوک سے نڈھال ہے۔ حجر حجر کا تکرار باعتبار تعدد وشاکیان ہے اور لفظ عن جر حجر بدل اشتمال ہے اپنے ماقبل سے باعادہ جار۔ فافھم

حضرت قاضی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"آوردہ اند کہ عادت اہل عرب یا اہل ریاضت" "یعنی بعض علماء نے کہا ہے کہ اہل عرب یا

نماء الحال صفحہ ۳۴۴
۱ عبداللہ بن ابی زیاد۔
عبدالکبر القطوانی کا تبوک ہے
صدوق من العاشرۃ
خرج لہ دہ۔
۲ سیار۔ سیار بن نمیر ہے
اس کی کنیت ابوالنعاس ہے
ثقہ من الرابعۃ خرج
لہ الجماعۃ۔
۳ سہل بن اسلم۔ العدوی
مولاھم البصری ابو سعید
صدوق من الثامنۃ۔
۴ یزید بن ابی منصور۔
الاسلمی الوراق البصری
لا بأس بہ۔ وھم من
ذکرہ فی الصحابۃ خرج
لہ مسلم
۵ انس۔ دیکھو صفحہ ۱۰
ما ایما جاء فی خلق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۶ ابی طلحہ

یا اہل مدینہ آنست کہ چوں شکمہائے ایشاں خالی بود شکمہا بر شکمہائے برمی بستند تا درد ہائے مسترخی نگردد و حرکت بر ایشاں گراں نباشد وچوں افزوں می شد سختی گرسنگی سنگ دیگر می بستند و شکم محکم گردد و حرکت بسیار آسان گردد"

اہل محنت یا اہل مدینہ کی یہ عادت تھی کہ جب ان کے پیٹ خالی ہوتے تو اس پر پتھر باندھ لیتے تاکہ انتڑیاں نہ اتر جائیں اور چلنا مشکل نہ ہو جائے۔ اور جب بھوک خوب شدت اختیار کر لیتی تو ایک پتھر اور باندھ لیتے تاکہ پیٹ مضبوط ہو جائے اور چلنا پھرنا بہت آسان ہو جائے۔"

حدیث ۳۵۵ حدثنا محمد بن اسماعیل حدثنا آدم بن ابی ایاس حدثنا شیبان ابو معاویۃ حدثنا عبد الملک بن عمیر عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن عن ابی ہریرۃ قال خرج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی ساعۃ لا یخرج فیہا ولا یلقاہ فیہا احد فاتاہ ابو بکر فقال ما جاء بک یا ابا بکر فقال خرجت القی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانظر فی وجہہ والتسلیم علیہ فلم یلبث ان جاء عمر ما جاء بک یا عمر قال الجوع یا رسول اللہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانا قد وجدت بعض ذلک فانطلقوا الی منزل ابی الہیثم ابن التیہان الانصاری وکان رجلا کثیر النخل والشجر والشاء ولم یکن لہ خدم فلم یجدوہ فقالوا لامراتہ این صاحبک فقالت انطلق یستعذب لنا الماء فلم یلبثوا ان جاء ابو الہیثم بقربۃ یزعبہا فوضعہا ثم جاء یلتزم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ویفدی بہ بابیہ وامہ ثم انطلق بہم الی حدیقتہ فبسط لہم بساطا ثم انطلق الی النخلۃ فجاء بقنو فوضع فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افلا تنقیت لنا من رطبہ فقال یا رسول اللہ انی اردت ان تختاروا او تخیروا من رطبہ وبسرہ فاکلوا وشربوا من ذلک الماء فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہذا والذی نفسی بیدہ من

اسماء الرجال حدثنا محمد بن اسماعیل ۵۵۴ ۳۵۵ محمد بن اسماعیل البخاری صاحب الصحیح

۲ آدم بن ابی ایاس ۵۵۴ ۳۵۵ آدم بن ابی ایاس العسقلانی شیخ البخاری

۳ شیبان ابو معاویۃ ۵۵۴ ۳۵۵ شیبان ابو معاویہ الضریر الکوفی

۴ عبد الملک بن عمیر ۵۵۴ ۳۵۵ عبد الملک بن عمیر القبطی الکوفی

۵ ابو سلمۃ بن عبد الرحمن ۵۵۴ ۳۵۵ ابو سلمۃ بن عبد الرحمن بن عوف الزہری

۶ ابو ہریرۃ ۵۵۴ ۳۵۵ ابو ہریرۃ الدوسی

۷ ابو بکر ۵۵۴ ۳۵۵ ابو بکر الصدیق

۸ عمر ۵۵۴ ۳۵۵ عمر الفاروق

۹ ابو الہیثم بن التیہان ۵۵۴ ۳۵۵ ابو الہیثم بن التیہان الانصاری

۱۰ ابو ہریرۃ ۵۵۴ ۳۵۵ ابو ہریرۃ الدوسی

---

maarifat.com

النَّعِيْمِ الَّذِيْ تُسْئَلُوْنَ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ظِلٌّ بَارِدٌ وَرُطَبٌ وَطَيِّبٌ وَمَاءٌ بَارِدٌ فَانْطَلَقَ اَبُو الْهَيْثَمِ لِيَصْنَعَ لَهُمْ طَعَامًا فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لَا تَذْبَحَنَّ لَنَا ذَاتَ دَرٍّ فَذَبَحَ لَهُمْ عِنَاقًا اَوْ جَدْيًا فَاَتَاهُمْ بِهَا فَاَكَلُوْا فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم هَلْ لَكَ خَادِمٌ قَالَ لَا قَالَ فَاِذَا اَتَانَا سَبْيٌ فَاْتِنَا فَاُتِيَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بِرَاْسِيْنِ لَيْسَ مَعَهُمَا ثَالِثٌ فَاَتَاهُ اَبُو الْهَيْثَمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اِخْتَرْ مِنْهُمَا فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِخْتَرْ لِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اِنَّ الْمُسْتَشَارَ مُؤْتَمَنٌ خُذْ هٰذَا فَاِنِّيْ رَاَيْتُهٗ يُصَلِّيْ وَاسْتَوْصِ بِهٖ مَعْرُوْفًا فَانْطَلَقَ اَبُو الْهَيْثَمِ اِلٰى امْرَاَتِهٖ فَاَخْبَرَهَا بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فَقَالَتِ امْرَاَتُهٗ مَا اَنْتَ بِبَالِغٍ مَا قَالَ فِيْهِ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اِلَّا اَنْ تَعْتِقَهٗ فَقَالَ فَهُوَ عَتِيْقٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَمْ يَبْعَثْ نَبِيًّا وَلَا خَلِيْفَةً اِلَّا وَلَهٗ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَاْمُرُهٗ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَاهُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَبِطَانَةٌ لَا تَاْلُوْهُ خَبَالًا وَمَنْ يُوْقَ بِطَانَةَ السُّوْءِ فَقَدْ وُقِيَ ۔

ترجمہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک روز (خلاف عادت شریفہ) سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایسے وقت باہر تشریف لائے جس وقت آپ باہر تشریف نہیں لایا کرتے تھے، اور نہ ہی اس وقت کوئی ایک ملاقات کرنے والا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ملنے آتا۔ دریں اثنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابوبکر اس وقت تیرے آنے کا باعث کیا ہے" انہوں نے عرض کیا کہ اس ارادہ و نیت سے گھر سے نکلا ہوں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ملاقات کروں اور چہرۂ اقدس کو دیکھوں اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں سلام عرض کروں۔ پس تھوڑی دیر بھی نہ گذری تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔ پس سرورِ کائنات نے ارشاد فرمایا اے عمر تجھے اس وقت کونسی ضرورت لے آئی تو انہوں نے عرض کیا کہ بھوک یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)۔ تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کچھ تو میں بھی محسوس کرتا ہوں پھر یہ تینوں حضرات ابی ہیثم بن تیہان انصاری کے گھر تشریف

marfat.com

لے گئے اور یہ صاحب کافی کھجور، درخت اور کھجوریں رکھتا تھا اور اس کا کوئی نوکر نہیں تھا۔ یہ انصاری گھر پر موجود نہ تھا اس کی بیوی سے پوچھا تیرا خاوند کہاں ہے اس نے کہا وہ تو ہمارے لئے میٹھا پینے کا پانی لانے کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ تھوڑی دیر بھی نہ گذری تھی کہ وہ انصاری پانی سے بھری ہوئی مشک لے آیا جس کو وہ بوجھ کی طرح اٹھا رہا تھا پس فوراً اس مشک کو رکھ دیا پھر آئے اور کہتے ہی فرطِ محبت سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لپٹ گئے۔ اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنا ماں باپ قربان کرنے لگے، پھر ان تمام حضرات کو اپنے کھجوروں کے باغ میں لے گئے، ان بزرگوں کے لئے بچھونے بچھائے، پھر ایک درخت کی جانب گیا اور کھجور کا خوشہ لے آیا (جس میں کچی پکی آدھ کچری کھجوریں تھیں) اور ان گرامی قدر بزرگوں کے آگے پیش کر دیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تو نے ہمارے لئے پکی کھجور چھانٹ کر کیوں نہ توڑی۔ تو ابوالہیثم نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں یہ چاہتا تھا کہ آپ خود پکی اور کچی کھجوریں پسند فرما کر تناول فرما دیں۔ تینوں حضرات نے وہ کھجوریں نوش فرمائیں اور اس پانی سے پانی پیا۔ پھر سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم سے مجھے اس ذاتِ اقدس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ یہ بھی اس نعیم میں داخل ہے جس کا سوال قیامت میں ہوگا، ٹھنڈا سایہ، تازہ کھجوریں اور ٹھنڈا پانی۔ ابوالہیثم جانے لگے تاکہ مہمانوں کے لئے کھانے کا انتظام کریں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دیکھو ہمارے لئے دودھ والا جانور ذبح نہ کرنا۔ تو ان حضرات کے لئے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا وہ ان صاحبان کے سامنے پکا کر پیش کر دیا۔ ان حضرات نے اسے تناول فرمایا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تیرا خادم کوئی نہیں ہے؟ ابوالہیثم نے عرض کیا کہ نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب بھی غنائم میں غلام آئیں تو مجھے یاد کرنا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دو غلام پیش کئے گئے۔ ابوالہیثم آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان دونوں میں سے ایک کو پسند کر لے۔ ابوالہیثم نے عرض کیا اللہ پاک کے نبی آپ ہی میرے لئے ایک منتخب فرما لیں، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک مشورہ دینے والا امین ہوتا ہے۔ پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ غلام لے لے۔ کیونکہ میں نے اسے نماز ادا کرتے دیکھا ہے اور میری ایک وصیت اس کے حق میں قبول کرے وہ یہ کہ اس کے ساتھ نیکی کرتا رہ، ابوالہیثم اپنی بیوی کے پاس گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد اُسے بتایا تو اُسے اس کی بیوی نے کہا کہ اس غلام کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو فرمایا ہے تو اس کو پورا نہیں کر سکتا سوائے اس

marfat.com

بات کے تو اسے آزاد کر دے۔ فوراً ابو ہیثم نے کہا کہ غلام آزاد ہے تو جب اس کی آزادی کی اطلاع آنجناب صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو پہنچی، نبی کریم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ ہر نبی اور اس کے جانشین کے لئے دو باطنی مشیر اور صلاح کار پیدا کرتا ہے جن میں سے ایک مشیر بھلائی کا امر کرتا ہے اور برائی سے روکتا ہے اور ایک مشیر تباہ و برباد کرنے میں ذرا بھی کمی نہیں کرتا۔ اور جو شخص بُرے مشیر سے بچا لیا جائے وہ ہر قسم کی برائی سے بچا لیا گیا۔

حل لغات اِنْطَلَقُوْا۔ چلے گئے۔ اِنْطِلَاقٌ۔ چلا جانا۔ مَنْزِلٌ۔ مکان، جگہ۔ یَسْتَعْذِبُ۔ اِسْتِعْذَابٌ سے ہے جس کے معنی پانی بلانا، میٹھا پانی لانا، پینے کا پانی لانا کے ہیں۔ قِرْبَۃٌ۔ مشک، اس کی جمع قِرَبٌ اور قِرْبَاتٌ آتی ہے۔ یَنْعَبُ۔ زَعْبٌ سے ہے جس کے معنی بھری ہوئی مشک اٹھانا، کاٹنا، بھرنا، آواز کرنا وغیرہ کے ہیں۔ یَلْتَزِمُ۔ اِلْتِزَامٌ سے گلے سے لگانا، فرط محبت سے چمٹ جانا۔ بِسَاطاً۔ بچھونا، فرش۔ اس کی جمع بسط ہے۔ قِنْوٌ اور قُنْوٌ۔ خوشہ۔ تَنَقَّبْتَ۔ تو نے چھانٹا اِنْفَاءٌ سے ہے جس کے معنی ہیں صاف کرنا، کچرا نکال ڈالنا۔ رُطَبٌ۔ پکی کھجور۔ بُسْرٌ۔ بسورٌ بھی آتا ہے گدر کھجور کو خشک کھجور کے ساتھ ملانا۔ ذَاتُ دَرٍّ۔ دودھ والا جانور۔ اَلْعِنَاقُ۔ بکری کا بچہ۔ ابن حجر کے کہنے کے مطابق بکری کا وہ مادہ بچہ جو کہ چار ماہ کا ہو۔ اَلْجَدْیُ۔ بکری کا نر بچہ۔ ابن حجر کے کہنے کے مطابق بکری کا وہ نر بچہ جو کہ ایک سال کا نہ ہو۔ سَبْیٌ۔ قید کرنا، لوٹنا، غارت کرنا، لونڈی غلام بنانا۔ مُؤْتَمِنٌ۔ اسم مفعول ہے جس کے معنی امین کے ہیں۔ اِسْتَوْصِ امر ہے اِسْتِیْصَاءٌ سے جس کے معنی وصیت قبول کرنا کے ہیں۔ تَعْتِقَہٗ۔ تو اس کو آزاد کرے عِتْقٌ سے ہے جس کے معنی آزاد کرنا کے ہیں۔ بِطَانَۃٌ۔ راز، بھید، دلی دوست، مشیر۔ اَلْخَبَالُ۔ فساد، نقصان ہلاکت، بردباری، زہر قاتل۔ وُقِیَ۔ بچایا گیا۔ اَلْوَقْیُ وَالْوِقَایَۃُ۔ بچانا۔ نگاہ داشتن۔

تشریح ارشاد ہے "انہوں نے عرض کیا کہ اس ارادہ و نیت سے گھر سے نکلا ہوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کروں اور ان کے چہرۂ اقدس کو دیکھوں اور آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں سلام عرض کروں" امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سرور عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے استفسار پر اپنے حاضر ہونے کے تین مقاصد عرض کئے۔ سبحان اللہ! محبت اطاعت اور عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کتنے پیار اور عاشقانہ انداز میں اظہار فرما رہے ہیں۔ جناب قاضی محمد فاضل

marfat.com

صاحب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے وقت میں باہر تشریف لانے کی کیا ہی خوب وجہ تحریر کرتے ہیں فرماتے ہیں:

"آوردہ اند کہ ظن آنست پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنور نبوت و انست کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ طالب ملاقات اوست پس برآمد رآں وقت بخلاف عادت و ابوبکر ظاہر گشت بنور ولایت کہ آنحضرت دریں وقت برآمدہ است برائے او تا مطلوبش محصل گردد۔"

یعنی علمائے کرام کا بیان ہے کہ حقیقت یہ ہے۔ حضور عالم علوم اولین و آخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حاضر ہونا نورِ نبوت سے (یعنی علم غیب سے) ہم جان لیا تھا اسی لئے اپنی عادت شریفہ کے خلاف اس وقت باہر تشریف فرما ہوئے۔ ادھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی نورِ ولایت (یعنی کرامت) کی طاقت سے موجود ہو گئے کیونکہ اسی نورِ ولایت کی بدولت آپ کو معلوم ہوا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی ملاقات کے لئے باہر تشریف لا رہے ہیں تاکہ جناب صدیق رضی اللہ عنہ کی ضرورت پوری فرمادیں۔

اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ضرورت کیا تھی۔ وہ ان کے جواب سے ظاہر ہے کہ ملاقات کروں۔ رُخِ انور کو دیکھوں اور سلام عرض کروں۔

ارشاد ہے "اے عُمر تجھے اس وقت کونسی ضرورت لے آئی" یعنی تیرا اس وقت خلاف معمول آنا کیسے ہوا۔ یہ وقت تو ملاقات کا نہیں ہے" ارشاد ہے "تو انہوں نے عرض کیا بھوک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی مجھے اس وقت نہایت ہی شدید بھوک لگی ہوئی ہے اور حاضر خدمت ہوا ہوں۔ جناب حضرت قاضی محمد عاقل صاحب شارح شمائل شریف تحریر فرماتے ہیں:۔

"آوردہ مرا گرسنگی اے پیغمبر خدا تا تسلی و آرام شود بنظر سوئے مبارک تو چنانچہ اہل مصر برائے

"یعنی جناب عُمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ تعالیٰ کے نبی! مجھے بھوک لے آئی ہے، تاکہ آنحضور

marfat.com

تسلی خاطر خود میکرد ند در زمان یوسف صلوٰۃ اللہ علیہ وعلی نبینا۔"

سراپا حسن وجمال صلی اللہ علیہ الہ وسلم کی زیارت مُبارک سے میری تسلی ہو اور مجھے چین نصیب ہو۔ چنانچہ اہلِ مصر اس طرح کرتے تھے اور تسلی خاطر کے لئے جناب یوسف علیہ السلام کے رُخِ انور کو آکر دیکھ لیتے۔"

ارشاد ہے" پھر یہ تینوں حضرات ابی ہیثم بن تیہان انصاری کے گھر تشریف لے گئے "حضرت علامہ شیخ الدرس مولینا مولوی حافظ گل فقیر احمد صاحب بشاوری کا فرمانا ہے کہ :۔

" اس سے معلوم ہوتا ہے بلند مرتبہ والا یعنی وہ شخص کہ جس کی پرہیزگاری اور تقدس کی وجہ سے اس کے ساتھی اس کا احترام اور عزت کرتے ہیں، اگر اپنے احباب کے گھر بغیر اطلاع کے کھانے پینے کے لئے چلا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔"

ارشاد ہے" تھوڑی دیر بھی نہ گذری تھی کہ وہ انصاری پانی سے بھری مشک لے آیا جس کو وہ بوجھ کی طرح اٹھا رہا تھا، پس فوراً اس مشک کو رکھ دیا" حضرت استاذ گرامی شیخ الحدیث والتفسیر صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب دُ ظلہ العالی نے فرمایا کہ :۔

"حدیث شریف کے اس ٹکڑے میں اس بات کی دلیل ہے کہ اگر ایک شخص خواہ کتنا ہی مالدار کیوں نہ ہو گھر والوں کی خدمت اور ان کے حوائج ضروریہ کو پورا کرنا بزرگی اور بڑائی کے منافی نہیں ہے، بلکہ اس میں تو کمال تواضع اور حسن خلق ہے۔"

ارشاد ہے" حضور صلی اللہ علیہ الہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دیکھو ہمارے لئے دودھ والا جانور ذبح نہ کرنا" حضرت شیخ الدرس مولینا مولوی محدث جلیل حافظ فقیر احمد صاحب پشاوری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ :۔

" آنجناب شفیق اُمت صلی اللہ علیہ الہ وسلم نے اس انصاری پر اور اس کے اہل وعیال پر کمال درجے کی شفقت فرمائی، یہ منع فرما کر کہیں یہ صاحب فرطِ محبت میں آکر ایسا جانور ذبح نہ کر ڈالے جو دُودھ دے رہا ہو یا عنقریب بچہ بن کر دُودھ دینے والا ہو۔ یہ ہی شفقت اور ہمدردی کی وجہ تھی۔"

marfat.com

ارشاد ہے " ابو ہیثم آئے " یعنی وہ بات یاد دلانے کے لئے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آنجناب نے غلام عطا کرنے کا ارشاد فرمایا تھا' اب چونکہ دو غلام آگئے ہیں لہٰذا میری اس ضرورت کو پورا فرما دیجئے ۔ ارشاد ہے " تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بے شک مشورہ دینے والا امین ہوتا ہے " یعنی مشورہ دینے والے کو ایسا مشورہ دینا چاہئے جس سے مشورہ چاہنے والے کو فائدہ اور بھلائی پہنچے اور اس مشورہ کی برائی اور اچھائی کو خوب اچھی طرح سے وضاحت سے بیان کرے تاکہ بددیانت نہ کہلائے کیونکہ اس پر اعتماد' اعتبار' یقین اور بھروسہ کیا جاتا ہے ۔ ارشاد ہے " حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ یہ غلام لے لے ' کیونکہ میں نے اس کو نماز ادا کرتے دیکھا ہے اور میری ایک وصیت اس کے حق میں قبول کر' وہ یہ اس کے ساتھ نیکی کرتا رہ " یعنی اس کے ساتھ احسان' بھلائی اور نیکی کرنا ۔ استاذ گرامی فاضل جلیل حضرت صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ

"یہی معنی مناسب اور درست ہیں کیونکہ یہاں پر مَعْرُوْفًا مفعول بہ واقع ہے اور اگر مَعْرُوْفًا کو مفعول مطلق تسلیم کر لیا جائے تو پھر اس جملہ کے یہ معنی ہوں گے قبول کر میری وصیت اس کے حق میں جو کہ قبول کی جانی ہے کہ نیک ہے ۔"

جب ابو ہیثم کی بیوی نے یہ بات سنی تو خاوند کو کہا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ارشاد کا یہ مطلب ہے کہ اسے آزاد کر دے ۔ چنانچہ ابو ہیثم نے اسے فوراً آزاد کر دیا ۔

حدیث ۵ ۳۵۶ حدثنا عمرُ بن اسماعیل بن مجالد بن سعید حدثنی ابی عن بیانٍ حدثنی قیسُ بن ابی حازم قال سمعتُ سعدَ بن ابی وقاص یقول انی لاوّلُ رجلٍ اھراقَ دمًا فی سبیل اللہ وانی لاوّلُ رجلٍ رمٰی بسھمٍ فی سبیل اللہ لقد رایتنی اغزُو فی العصابۃ من اصحاب محمدٍ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ما نأکلُ الا ورَقَ الشجرِ والحُبلۃ حتی تقرحت اشداقنا حتی ان احدنا لیضع ما تضع الشاۃ والبعیر واصبحت بنو اسدٍ یعزرونی فی الدین لقد خبتُ اذًا وضل عملی۔

ترجمہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پہلا شخص میں ہی ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں کافر

اسماء الرجال ص ۳۵۶ ۵ عمر بن اسمٰعیل بن ابی مجالد بن سعید ۔ دیکھو حدیث ۱۵۸ باب ما جاء فی تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱ ۔ ابی ۔ دیکھو حدیث ۱۵۸ باب ما جاء فی تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱ ۔ بیان ۔ دیکھو حدیث ۱۵۸ باب ما جاء فی تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱ ۔ قیس بن ابی حازم ۔ دیکھو حدیث ۱۵۸ باب ما جاء فی تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱ ۔ سعد بن ابی وقاص

marfat.com

کا لہو بہایا ہے اور یقیناً سب سے پہلا شخص میں ہی ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں تیر پھینکا ہے۔ بے شک میں جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایک ایسے گروہ کے ساتھ مل کر جہاد کرتا تھا جن کا گذر اوقات صرف درختوں کے پتے اور ببول کے کانٹے ہوتے جن سے ہمارے جبڑے پھٹ گئے اور ہم میں سے ہر ایک بکری اور اونٹ کی طرح پاخانہ کرتا۔ اس کے باوجود قبیلہ بنو اسد کے لوگ مجھ کو اسلام سکھاتے ہیں اور میری ناواقفیت کا یہ عالم ہے تو میرے عمل اکارت ہو گئے۔

حل لغات اَهْرَاقَ۔ لہو بہایا۔ سَهْمٌ۔ تیر۔ عِصَابَةٌ۔ مہذب میں ہے "آدمیوں اور جانوروں کا گروہ" صاحب قاموس لکھتے ہیں "دس سے لیکر چالیس آدمیوں کی جماعت کو کہتے ہیں۔ خُبْلَة۔ سمر کا پھل جو لوبیہ کے مشابہ ہوتا ہے بعضوں نے فرمایا ہے کہ جنگلی کانٹے دار درخت کا پھل۔ منتہی الارب میں ہے۔ سمر طلح کا درخت، طلح جنگل کے بڑے درخت کو کہتے ہیں یعنی ببول۔ تَقَرَّحَتْ۔ زخمی ہو گئے، پھٹ گئے اَلْقَرْحُ۔ زخم، پھوڑا، پھٹ۔ اَشْدَاقٌ۔ جبڑے۔ يُعَزِّرُونَنِي۔ مجھ کو اسلام سکھاتے ہیں، مجھ کو ملامت کرتے ہیں۔ میرا عیب بیان کرتے ہیں۔ عَزْرٌ سے ہے جس کے معنی ملامت کرنا، سزا دینا، تادیب کرنا وغیرہ وغیرہ کے ہیں جب احکام اور فرائض کے ساتھ آئے تو اس کے معنی "فرائض اور احکام سے واقف کرا دینا یا سکھانا" کے آتے ہیں۔ خِبْتٌ۔ میری ناواقفیت یہ ہے۔ اَلْخِبْتَة سے ہے جناب مولینا محمد عاقل صاحب لکھتے ہیں:۔

"بدانکہ خبت ماخوذ از خبتہ، در تاج بیہقی آوردہ الخبتہ بے بہرہ ماندن و نا اُمید شدن"

"جان لے خبت خبتہ سے ماخوذ ہے۔ تاج بیہقی میں ہے کہ الخبتہ بے بہرہ رہنا، ناواقف رہنا اور مایوس ہو جانا کے ہیں۔"

تشریح ارشاد ہے "سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یقیناً پہلا شخص میں ہی ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں کافر کا خون بہایا ہے" شیخ ابن حجر ابن اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ ابتدائے اسلام میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین انتہائی رازداری سے عبادت کیا کرتے تھے۔ پہاڑوں اور دروں میں جا کر یاد الٰہی کرتے تھے۔ ایک دفعہ اتفاقاً مکہ مکرمہ کے پہاڑوں میں صحابہ مشغول عبادت تھے کہ مشرکوں کا ایک گروہ اچانک نمودار ہوا اور برا کہہ کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوا۔ سعد بن ابی وقاص کے قریب ہی اونٹ کا ایک جبڑا پڑا ہوا تھا انہوں نے

marfat.com

اٹھا کر مشرکوں پر پتھر بول دیا۔ سات مشرکین کے سر اس جڑبے سے پھٹ گئے اور ان کے سروں سے خون بہنا شروع ہو گیا۔ سعد بن وقاص کا یہ فرمانا اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ ارشاد ہے "اور یقیناً سب سے پہلا شخص میں ہی ہوں جس نے اللہ کی راہ میں پہلے تیر پھینکا ہے" بقول مواہب شریف سنہ ۲ھ میں ابوسفیان کی زیر سرکردگی مشرکین کا لشکر آیا جو کہ مدینہ منورہ پر حملہ آور ہونا چاہتا تھا' اسلام کا سب سے پہلا لشکر عبیدہ بن حارث کی زیر امارت حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا تاکہ اس کا حملہ روکا جائے۔ چنانچہ رابغ کے مقام پر مشرکین سے مسلمانوں کا آمنا سامنا ہوا۔ اس جہاد میں مسلمانوں کا جھنڈا سفید تھا۔ اسی جہاد میں سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی طرف سے سب سے پہلے تیر چلانے والے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ ارشاد ہے "بیشک میں جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایک ایسے گروہ کے ساتھ مل کر جہاد کرتا تھا جن کا گذر اوقات صرف درخت کے پتے اور ببول کے کانٹے ہوتے جن سے ہمارے جڑبے پھٹ گئے ہم میں سے ہر ایک بکریوں اور اونٹ کی طرح پاخانہ کرتا" یعنی جب ۸ھ میں تین سو مہاجرین و انصار کی قیادت حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کو حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرحمت فرما کر مدینہ منورہ سے پانچ روز کی منزل پر سمندر کے کنارے قبیلہ جہینہ کے مقابلہ کے لئے روانہ فرمایا۔ اس سریہ میں سعد بن وقاص بھی تھے۔ یہ سریہ بہت سخت تھا اور مسلمانوں نے انتہائی مشقتوں، مصیبتوں صعوبتوں اور تکالیف کو برداشت کیا یہاں تک کہ جنگلی درختوں کے پتے اور کانٹے جھاڑ کر کھانے کی نوبت آئی۔ اسی لئے اس جہاد کو "سریہ الخبط" کہتے ہیں۔ خبط کے معنی ہی پتے جھاڑنے کے ہیں۔ جناب سعد بن وقاص نے اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اس حدیث شریف کا ترجمہ لباب یہی نکلا ہے۔ ارشاد ہے "اس کے باوجود قبیلہ اسد کے لوگ مجھ کو اسلام سکھاتے ہیں" اگر میری ناواقفیت کا یہ عالم ہے تو پھر میرے عمل اکارت ہو گئے" یعنی جب امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جناب سعد بن وقاص کو کوفہ کا امیر مقرر کیا گیا تو حسب عادت کوفہ والوں نے جناب سعد بن وقاص کے خلاف بھی سازشیں کیں۔ ان سازشوں میں ایک یہ سازش بھی تھی کہ جناب عمر فاروق کو شکایت کی کہ امیر کوفہ نماز اچھی نہیں پڑھاتے ہیں۔ جناب امیر المومنین نے انہیں مدینہ منورہ طلب کیا اور اس شکایت سے انہیں آگاہ کیا جس کے جواب میں جناب سعد نے ان الفاظ میں اپنی صفائی پیش کی۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ میں تو اسی طرح نماز پڑھتا ہوں جس طرح حضور رسول کریم صلی اللہ

marfat.com

علیہ والہ وسلم کو میں نے نماز پڑھتے دیکھا ہے اس میں ذرہ بھر بھی کوتاہی نہیں کرتا۔

حدیث ۶/۳۵۷ حدثنا محمد بن بشار حدثنا صفوان بن عیسیٰ حدثنا عمر بن عیسیٰ ابو نعامۃ العدوی قال سمعت خالد بن عمیر وشوشیا ابا الرقاد قالا بَعَثَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عُتْبَةَ بْنَ غَزْوَانَ وَقَالَ انْطَلِقْ أَنْتَ وَمَنْ مَعَكَ حَتَّى إِذَا كُنْتُمْ فِي أَقْصَى أَرْضِ الْعَرَبِ وَأَدْنَى بِلَادِ الْعَجَمِ فَاشْخَصُوا حَتَّى إِذَا أَتَيْتُمْ بِالْمَرْبَدِ وَجَدُوا هَذَا اللَّذَانَ فَقَالُوا مَا هَذِهِ قَالُوا هَذِهِ الْبَصْرَةُ فَسَارُوا حَتَّى إِذَا بَلَغُوا جَيَّانَ الْحِسْيِ الصَّغِيرِ فَقَالُوا هَهُنَا أُمِرْتُمْ فَنَزَلُوا فَذَكَرُوا الْحَدِيثَ بِطُولِهِ قَالَ فَقَالَ عُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنِّي لَسَابِعُ سَبْعَةٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وآله وسلم مَا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا وَرَقُ الشَّجَرِ حَتَّى تَقَرَّحَتْ أَشْدَاقُنَا فَالْتَقَطْتُ بُرْدَةً فَقَسَمْتُهَا بَيْنِي وَبَيْنَ سَعْدٍ فَمَا مِنَّا مِنْ أُولَئِكَ السَّبْعَةِ أَحَدٌ إِلَّا وَهُوَ أَمِيرُ مِصْرٍ مِنَ الْأَمْصَارِ وَسَتُجَرِّبُونَ الْأُمَرَاءَ بَعْدَنَا۔

ترجمہ خالد بن عمیر اور شوشیس ابا الرقاد فرماتے ہیں کہ جناب امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن غزوان کو مقرر فرما کر حکم دیا کہ تم اور تمہارے ساتھی جاؤ یہاں تک کہ منتہائے سرزمین عرب پر پہنچو جس جگہ سے سرزمین عجم بہت ہی نزدیک رہ جاتی ہے پس وہ لشکر روانہ ہوا یہاں تک کہ مربد پہنچا۔ انہوں نے وہاں سفید پتھر دیکھے، لوگوں سے پوچھا یہ کیا ہے پھر چل پڑے یہاں تک کہ چھوٹے ریل کے قریب پہنچ گئے۔ تو انہوں نے آپس میں کہا کہ یہ جگہ وہی ہے جس جگہ ہمیں اتنے کا حکم دیا گیا تھا تو وہاں انہوں نے پڑاؤ ڈال دیا۔ پھر تمام واقعہ راویوں نے مفصل بیان کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ عتبہ بن غزوان نے کہا البتہ تحقیق مجھ پر ایک ایسا دور گذر رہا ہے کہ میں حضور سرور عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر ایمان لانے والوں میں سے ساتواں فرد تھا ہمارے پاس کچھ بھی کھانے کا نہیں ہوتا تھا مگر درختوں کے پتے۔ ان کے کھانے سے ہمارے جبڑے زخمی ہو گئے تھے۔ نیز مجھے ایک دفعہ ایک چادر ملی جو کہ نصف میں نے اور نصف سعد نے لے لی۔ پس (آج یہ عالم ہے) ہم ان سات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ہر ایک صحابی

اسماء الرجال: محمد بن بشار۔ بندار۔ محمد بن بشار ابو بکر العبدی البصری۔ ثقہ حافظ۔ مات سنۃ اثنتین وخمسین ومائتین۔ ۲۵۲ھ۔ صفوان بن عیسیٰ الزہری۔ ابو عبد اللہ المدنی۔ ثقہ۔ عابد۔ مات سنۃ ۲۰۰ھ۔ عمر بن عیسیٰ العدوی۔ ابو نعامۃ البصری۔ ثقہ۔ مات سنۃ ۱۳۲ھ۔ خالد بن عمیر العدوی۔ ابو سلیمان الکوفی۔ ثقہ۔ مات سنۃ ۱۰۴ھ۔ شوشیس ابو الرقاد۔ العدوی البصری من الثالثۃ۔

کسی نہ کسی شہر کا حاکم ہے، اور عنقریب تم ہمارے بعد کے حکام کو آزما کر دیکھو گے۔

حل لغات مِرْبَد۔ اس مقام کو کہتے ہیں جہاں اونٹ اور بکریاں رات رہتی ہیں یعنی تھان، باڑہ۔ نیز اس جگہ کو بھی کہتے ہیں جہاں میوہ توڑ کر سکھاتے ہیں، کھجور خشک کرنے کی جگہ، اور مجلس کو بھی مربد کہتے ہیں۔ اَلْکَذَّان۔ سنگ ہائے نرم و سفید کہ کلوخ نما باشند۔ حِجَارَۃ رِخوۃ کانھا مدر، مائلۃ الی البیاض۔ نرم اور سفید پتھر۔ اَلْبَصْرَۃ۔ شہر کا نام ہے۔ یہ دجلہ و فرات کے دوآبہ کے مغربی کنارے پر واقع ہے۔ نَقَطْ۔ زمین سے اٹھالینا۔ سَتُجَرِّبُوْنَ۔ عنقریب آزماؤ گے۔ تَجْرِیْبٌ سے ہے، آزمانا، پرکھنا۔

تشریح ارشاد ہے "جناب امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن غزوان کو مقرر فرما کر حکم دیا کہ تم اور تمہارے ساتھی جاؤ جب منتہائے سرزمین عرب پر پہنچو جس جگہ سے سرزمین عجم بہت ہی نزدیک ہو جاتی ہے"۔ جب حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ پتہ چلا کہ یزدجرد نے عجم سے امداد منگوائی ہے اور وہ عرب پر اس راستہ یعنی بصرہ سے آئے گی تو جناب امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تین سو مجاہدین اسلام کا ایک لشکر عتبہ بن غزوان کی زیر قیادت روانہ فرما کر یہ حکم دیا۔ ارشاد ہے" پھر تمام واقعہ راویوں نے مفصل طور پر بیان کیا"۔ یعنی خراسان کے لشکر کے آنے کا اور جناب عتبہ بن غزوان کے فتح کرنے کا پورا قصہ بیان کیا۔ چونکہ اس مقام پر باب کی مناسبت کے لحاظ سے ان کے گذر اوقات کی تنگی کا بیان کرنا مقصود تھا اس لئے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ واقعات چھوڑ دیئے اور اصل مقصود بیان فرما دیا کہ ہم پر تکلیف و مصائب کے ایسے دور بھی گذرے ہیں کہ ہم پتے کھا کر پیٹ بھر لیتے تھے۔ اگر کہیں گری پڑی چادر مل جاتی تو باہم آدھی آدھی کر لیتے تھے اور آج یہ عالم ہے کہ وہ سات کے سات آج کسی نہ کسی جگہ کے حاکم ہیں۔ اور فرمایا "اور عنقریب تم ہمارے بعد کے حکام کو آزما دیکھو گے"۔ یعنی ان کو ہماری طرح نہ پاؤ گے۔ حضرت قاضی محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"گفتہ اند دریں اخبار است بآنکہ امراء بعد	یعنی علماء نے فرمایا ہے کہ ان کے اس ارشاد
ایشاں در عدالت و امانت و اعراض از دنیا	میں اس بات کی خبر دی گئی ہے کہ صحابہ کرام
مثل آنہا نخواہند بود و بتجربہ رسید کہ چناں باشد"	کے بعد عدالت، امانت اور اعراض دنیا ان کی

marfat.com

مثل حرام پیدا نہیں ہوں گے۔ اور یہ بات تجربہ نے ثابت کردی ہے کہ ایسا ہی ہوا۔"

حدیث ۳۵۸ حدثنا عبدُ اللّٰہ بن عبد الرحمٰن حدثنا روحٌ بن اسلم ابوحاتم البصری حدثنا حمادٌ بن سلمۃ حدثنا ثابتٌ عن انسٍ قال قال رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم لقد اُخِفتُ فی اللّٰہ وما یخافُ احدٌ ولقد اُوذیتُ فی اللّٰہ وما یؤذی احدٌ ولقد اَتت علیَّ ثلثون من بین لیلۃٍ ویومٍ ومالی ولبلالٍ طعامٌ یاکلہٗ ذوکبدٍ الّا شیءٌ یواریہ ابطُ بلالٍ۔

ترجمہ جناب انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا قسم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جتنا ڈرایا گیا ہوں اتنا کسی ایک کو بھی نہیں ڈرایا گیا اور قسم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جتنا دُکھ دیا گیا ہے کسی ایک شخص کو اتنا دُکھ نہیں دیا گیا ہے۔ اور قسم ہے کہ گذرتے تھے مجھ پر تیس دن رات، حالانکہ میرے لئے اور بلال کے لئے کھانا نہیں ہوتا تھا کہ ہم کھاتے جس کو کوئی جاندار کھا سکے بجز اس تھوڑے سے کھانے کے جو بلال کی بغل میں چھپا ہوا ہوتا ہو۔

حل لغات اُخِفتُ۔ میں ڈرایا گیا ہوں، دھمکایا گیا ہوں۔ اَخَافَۃٌ سے ہے جس کے معنی ڈرانا، دھمکانا خوف دلانا، گھبراہٹ میں ڈالنا۔ ذُوکَبِدٍ۔ جگر والا یعنی جاندار۔ اِبطٌ۔ بغل۔

تشریح ارشاد ہے "قسم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جتنا میں ڈرایا گیا ہوں" یعنی جب آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلمہ توحید کا اعلان عام فرمایا اور تبلیغ اسلام شروع کی تو آپ کو ہر ممکن طریقہ سے ڈرایا دھمکایا گیا۔ تاکہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبلیغ نہ کریں۔ ارشاد ہے "اور قسم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جتنا دُکھ مجھے دیا گیا ہے کسی ایک شخص کو اتنا دُکھ نہیں دیا گیا" یعنی دین اسلام کی اشاعت، وحی الٰہی کے پہنچانے اور کلمۂ توحید کو غالب کرنے میں جتنی ایذا آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی گئی اور پہنچائی گئی کسی شخص کو بھی اتنا دُکھ نہیں دیا گیا۔ ارشاد ہے "اور قسم ہے کہ گذرتے تھے مجھ پر تیس دن رات حالانکہ میرے لئے اور بلال کے لئے کھانا نہیں ہوتا تھا کہ ہم کھاتے

اسماء الرجال ص ۳۵۶ ج ۱
۱۔ عبداللہ بن عبدالرحمٰن۔ دیکھو حدیث ۱۷۔ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱۷
۲۔ روح بن اسلم۔ روح بن اسلم ابوحاتم البصری الہلالی ہے۔ ذہبی نے کہا ضعیف ہے۔ من الخامسۃ۔
۳۔ حماد بن سلمہ۔ دیکھو حدیث ۱۷۔ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱۷
۴۔ ثابت۔ دیکھو حدیث ۱۷۔ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱۷
۵۔ انس۔ دیکھو حدیث ۱۷۔ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱۷

marfat.com

جس کو کوئی جاندار کھا سکے، بجز اس تھوڑے سے کھانے کے جو بال کی بغل میں چھپا ہوا ہوتا "یعنی آنحضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابۂ کرام کے گذر اوقات کی یہ کیفیت تھی۔

حدیث ۳۵۹ حدثنا عبداللہ بن عبدالرحمٰن انبانا عفانؒ بن مسلم حدثنا ابانؒ بن یزید العطار حدثنا قتادہؒ عن انسؓ بن مالک انّ النبیّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لم یجتمع عندہٗ غداءٌ ولا عشاءٌ من خبزٍ ولحمٍ الّا علی ضففٍ قال عبداللہ قال بعضھم ھو کنزۃ الاَبیدی۔

ترجمہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دسترخوان پر صبح اور شام کے کھانے میں روٹی اور گوشت جمع نہیں ہوا مگر بہت مہمانوں کی موجودگی میں۔ عبداللہ نے کہا کہ بعض نے کہا ہے کہ ضَفَف کے معنی ہیں کھانے میں بہت ہاتھ۔

حل لغات غَدَاءٌ۔ صبح کا کھانا۔ عَشَاءٌ۔ شام کا کھانا۔
ضَفَف۔ مال کی قلت، حاجت، کمزوری، جلد بازی، اہل وعیال کی کثرت۔

تشریح جناب مولینا مولوی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مبارک میں جب مہمانوں کی کثرت ہوتی تو روٹی اور گوشت مہیا کیا جاتا ورنہ جیسے بھی ہوتا گذر اوقات فرما لیتے۔ مشہور لغوی عالم ابوزید کے نزدیک ضَفَف کے معنی "شدت" کے ہیں اور فراء کے نزدیک "حاجت" کے ہیں تو اس لحاظ سے یوں معنی ہوگا کہ کھانا میسر نہ ہوتا مگر بھوک کی سختی کے وقت۔"

حدیث ۳۶۰ حدثنا عبدؒ بن حمید حدثنا محمدؒ بن اسماعیل بن ابی فدیک حدثنا ابن ابیؒ ذئب عن مسلمؒ بن جندب عن نوفلؒ بن الھذلی قال کان عبدُ الرحمٰن بن عوفٍ لنا جلیسًا وکان نعم الجلیس وانہٗ انقلب بنا ذات یوم حتّی اذا دخلنا بیتہٗ و دخل فاغتسل ثم خرج واُتینا بصحفۃ فیھا خبزٌ ولحمٌ فلمّا وُضعت بکی عبدُ الرحمٰن

اسماء الرجال حدیث ۳۵۸ و ابوالنضر بن عبیداللہ بن ابوامیہ حدیث ۳۵۹ و ابوالنضر بن عبیداللہ بن ابوامیہ الرحمٰن دیکھو حدیث ۳۵۹ باب ما جاء فی فضل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۳۶۰ ۲ سعید بن مسیب دیکھو حدیث ۳۵۹ ۳ ابوسلمہ دیکھو حدیث ۳۵۹ باب ما جاء فی فضل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۳۶۰ ۲ ابان بن یزید العطار دیکھو حدیث ۳۵۹ باب ما جاء فی صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۳۶۰ ۲ قتادہ دیکھو حدیث ۳۵۹ باب ما جاء فی فضل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۳۶۰ ۲ ابان بن یزید العطار دیکھو حدیث ۳۵۹ باب ما جاء فی فضل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۳۶۰

اسماء الرجال حدیث ۳۶۰ ۱ عبد بن حمید دیکھو حدیث ۳۴۵ باب ما جاء فی فضل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۳۶۰ ۲ محمد بن اسماعیل بن ابی فدیک دیکھو حدیث ۳۴۵ باب ما جاء فی فضل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۳۶۰ ۲ ابن ابی ذئب دیکھو حدیث ۳۵۹ باب ما جاء فی فضل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۳۶۰ ۲ مسلم بن جندب الھذلی ثقہ، کثیر الحدیث فقیہ۔ ۳ نوفل بن ابی عمرو الھذلی۔ ۴ عبدالرحمٰن بن عوف۔ ۵ خبزہ اسم جنس ہے واحد جمع دونوں کا۔

فَقُلْتُ لَهُ يَا اَبَا مُحَمَّدٍ مَا يُبْكِيْكَ قَالَ هَلَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم وَلَمْ يَشْبَعْ هُوَ وَاَهْلُ بَيْتِهٖ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ فَاِذَا اُرَانَا اُخِّرْنَا لِمَا هُوَ خَيْرٌ لَنَا۔

ترجمہ نوفل بن ایاس ہذلی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عوف ہمارے ہم نشین تھے اور وہ ایک بہترین نیک ہم نشین تھے۔ ان کے ساتھ واپسی پر ایک دن ہم آئے تو ان کے گھر چلے گئے وہ اندر تشریف لے گئے غسل فرمایا پھر باہر آئے۔ ہمارے سامنے ایک بڑا کاسہ لایا گیا جس میں روٹی اور گوشت تھا۔ جب وہ رکھ دیا گیا تو عبدالرحمٰن رو پڑے۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ اے ابو محمد کونسی ایسی بات تھی جس کی وجہ سے آپ پر گریہ طاری ہوا۔ انہوں نے فرمایا حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پا گئے مگر انہوں نے اور اُن کے اہل بیت نے جَو کی روٹی بھی سیر ہو کر نہیں کھائی، پس میرے خیال میں جو ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد وقت دیا گیا ہے تو یہ آسودگی کی حالت ہمارے لئے کچھ اچھی نہیں۔

حل لغات اَلْجَلِيْس۔ ہم نشین۔ اُتِيْنَا۔ لایا گیا ہمارے لئے۔ اتیان مصدر ہے جس کا معنی حاضر کرنا، لانا ہے، مجہول ہے۔ صَحْفَة۔ بڑا چوڑا پیالہ، کاسہ جس سے پانچ آدمی سیر ہو جائیں۔ اُرَانَا مجہول ہے۔ یرائی، رَاٰی، رُؤْيَة، وَرَاءَة وَرِئْيَانًا۔ بصارت یا بصیرت سے دیکھنا۔ یرائی کی اصل رَاٰیَ ہے اور اصل کا استعمال نادر ہی ہوتا ہے۔ مضارع کا صیغہ "گمان" کے معنی میں مجہول ہی سُنا گیا ہے لہٰذا اُرَانَا کا معنی ہوگا "میرا خیال ہے"۔ اُخِّرْنَا کا مصدر تَاْخِيْر ہے جس کے معنی پیچھے کرنا، مہلت دینا ہے۔ اُخِّرْنَا کے معنی ہمیں مہلت دی گئی۔ ہمیں پیچھے رکھا گیا۔

تشریح ارشاد ہے "عبدالرحمٰن بن عوف ہمارے ہم نشین تھے" عبدالرحمٰن بن عوف کی کنیت ابو محمد ہے۔ آپ زہری قرشی ہیں۔ عشرہ مُبشرہ میں سے ایک ہیں، قدیم الاسلام ہیں، حبشہ اور مدینہ منورہ کو ہجرت کی تھی۔ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تمام جہادوں میں شریک ہوئے۔ اُحد کی جنگ میں انتہائی پامردی اور استقلال کا ثبوت دیا۔ آپ کو اُحد کی جنگ میں بیس زخم آئے تھے۔ اسی لڑائی میں ایک ٹانگ کام آئی۔ عام الفیل سے دس برس پہلے پیدا ہوئے تھے اور ۳۲ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا، جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ آپ کی عمر ۷۲ برس تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ عَيْشِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم
پورا ہو گیا۔

marfat.com

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ سِنِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ باب حضور سید الانبیاء جناب رسُولِ خُدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عُمر شریف کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں چھ احادیث ہیں)

حلِ لغات سِنّ۔ بالکسر۔ اس کی اَسْنَان آتی ہے۔ دانت، دراتی یا کنگھی وغیرہ کا دندانہ، قلم میں تراشنے کی جگہ۔ ریڑھ کی ہڈیوں کا کنارہ، چرمیدگی، عمر، کہا جاتا ہے۔ وَھُوَحَدِیْثُ السِّنِّ۔ وہ نئی عمر کا ہے۔ ھُوَکَبِیْرُ السِّنِّ۔ وہ بوڑھا ہے۔ ھُوَسِنُّ فُلَانٍ وہ فلاں کا ہم عمر ہے۔

تشریح اس باب میں حضور رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین، نبی الانبیاء جناب سیدنا محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف کا ذکر ہے۔

حضرت علامہ مولینا مولوی علی القاری رحمہ الباری، جمع الوسائل جلد ۲ صفحہ ۲۰۰ پر فرماتے ہیں، کہ میرک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

"فی قدر عمرہ ثلاث روایات احدھا انہ توفی وھو ابن ستین سنۃ والثانیۃ خمس وستون والثالثہ ثلاث وستون"

یعنی حضُور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عُمر شریف کے متعلق تین روایتیں ہیں، پہلی یہ کہ عمر مبارک ساٹھ برس تھی، دوسری یہ کہ عمر مبارک پینسٹھ (۶۵) برس تھی، تیسری یہ کہ عمر مُبارک تریسٹھ (۶۳) برس تھی۔"

اور فرماتے ہیں :۔

marfat.com

"وھی اصحھا واشھرھا رواھا البخاری من روایۃ ابن عباس ومعاویۃ ایضاً واتفق العلماء علی ان اصحھا ثلاث وستون"

"اور یہی صحیح و مشہور تر ہے ٹھ برس کی عمر شریف ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس اور معاویہ سے بھی یہی روایت کی ہے اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی عائشہ صدیقہ، ابن عباس اور معاویہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی روایت کی ہے اور علماء کرام رحمھم اللہ علیہم اجمعین نے بھی آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف تریسٹھ برس ہونے پر اتفاق فرمایا ہے۔"

حدیث ۱/۳۶۱ حدثنا احمد[1] بن منیع حدثنا روح[2] بن عبادۃ حدثنا زکریا[3] بن اسحٰق حدثنا عمرو[4] بن دینار عن ابن[5] عباس قال مکث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمکۃ ثلاث عشرۃ سنۃ یوحی الیہ وبالمدینۃ عشرا وتوفی وھو ابن ثلاث وستین۔

ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرہ[13] برس مکہ مکرمہ میں جلوہ افروز رہے، اس حال میں آنجناب پر وحی ہوتی رہی، اور دس برس مدینہ منورہ میں گذارے اور وصال مبارک ہوا جبکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر تریسٹھ برس تھی۔

حل لغات مکث۔ ٹھہرے، اقامت کی۔ مکثا مصدر ہے جس کے معنی اقامت کرنا، ٹھہرنا کے ہیں۔

تشریح ارشاد ہے "کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرہ برس مکہ مکرمہ میں جلوہ افروز رہے" یعنی نبوت مبارک کا دعویٰ اور اعلانِ عام فرمانے کے بعد تیرہ برس مکہ مکرمہ میں جلوہ فرما رہے، چالیس برس کی عمر مبارک میں دعویٰ نبوت فرما کر اعلانِ عام فرمایا پھر تیرہ برس مکہ مکرمہ میں تبلیغ کر کے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو آنجناب صلی اللہ

اسماء الرجال ضروری ہیں
[1] احمد بن منیع، دیکھو ص ۱۲۱ باب ما جاء فی نشر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احادیثہ
[2] روح بن عبادۃ، الحافظ ہے، القیسی ہے، البصری ہے، ثقہ ثبت ہے، خرج لہ الجماعۃ، ۲۰۵ھ میں فوت ہوا۔
[3] زکریا بن اسحٰق، المکی ہے، ثقہ ہے، روی بالعنعنۃ، خرج لہ من السادسۃ۔ خرج لہ الستۃ۔
[4] عمرو بن دینار، ابو محمد ہے، المکی ہے، الامام ہے، ثبت ہے، ثقہ ہے، خرج لہ الجماعۃ، ۱۲۶ھ میں فوت ہوا۔
[5] ابن عباس، دیکھو ص ۱۲۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احادیثہ

marfat.com

علیہ وآلہ وسلم کی عُمر شریف اس وقت ۵۳ برس کی تھی۔ ہجرت کے بعد دس برس مدینہ منورہ میں بسر کئے۔ گویا تریسٹھ برس کی عُمر مبارک میں وصال ہُوا۔

حدیث ۳۶۲ حدثنا محمد بن بشار حدثنا محمد بن جعفر عن شعبۃ عن ابی اسحٰق عن عامر بن سعد عن جریر عن معاویۃ انہ سمعہ یخطب قال مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو ابن ثلاث وستین وابو بکر وعمر وانا ابن ثلاث وستین۔

ترجمہ جریر نے امیر معاویہ سے سُنا جبکہ وہ خطبہ دے رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال اس وقت ہُوا جبکہ ان کی عُمر مبارک تریسٹھ برس تھی۔ ابوبکر اور عُمر کی عمر بھی اتنی ہی تھی اور اس وقت میری عُمر بھی تریسٹھ برس ہے۔

تشریح ارشاد ہے "اس وقت میری عمر بھی تریسٹھ برس ہے" شمائل کے حاشیہ میں ہے کہ جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس قول کا مطلب یہ ہے۔

"انا متوقع ان اموت فی ھذہ السن فی موافقتہ لھم قال میرک لکن لم ینزل مطویہ بل مات وھو قریب من ثمانین"

یعنی میں امید کرتا ہوں کہ تریسٹھ برس کی عُمر میں مروں تاکہ ان حضرات کی عُمر کی موافقت ہو جائے میرک نے فرمایا امیر معاویہ کی یہ تمنا پوری نہ ہوئی اور اسی یا چھیاسی برس کی عمر میں انتقال کیا۔"

ترجمۃ الباب یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عُمر شریف تریسٹھ برس تھی

حدیث ۳۶۳ حدثنا حسین بن مھدی البصری حدثنا عبد الرزاق عن ابن جریج عن الزھری عن عروۃ عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مات وھو ابن ثلاث وستین سنۃ۔

ترجمہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت وصال فرمایا جبکہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عُمر شریف ترسٹھ برس تھی۔

تشریح حضرت استاذ گرامی شیخ الحدیث صاحبزادہ حافظ علی احمد جان نوراللہ مرقدہٗ نے فرمایا کہ "یہ حدیث شریف پہلی اور دوسری حدیث کی تائید کرتی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عُمر شریف ترسٹھ برس ہی تھی۔"

حدیث ۴ / ۳۶۴ حدثنا احمدؒ بن منیع ویعقوبؒ بن ابراھیم الدورقی قالا حدثنا اسماعیلؒ بن علیۃ عن خالدؒ الحذاء حدثنی عمارؓ مولیٰؒ بنی ھاشم قال سمعت ابن عباسؓ یقول توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو ابن خمس وستین۔

ترجمہ عمار مولیٰ بنی ہاشم نے کہا کہ میں نے ابن عباس سے سُنا ہے وہ کہتے تھے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف پینسٹھ برس کی تھی۔

تشریح ارشاد ہے "جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عُمر شریف پینسٹھ برس تھی" شمائل شریف مطبوعہ قرآن محل کراچی صفحہ ۳۲ سطر ۲۰ پر ہے:-

"توفی وھو ابن ثلاث وستین، ھذا مما اختلف فیہ قال الامام النووی فی کتاب تھذیب الاسماء واللغات توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وله ثلاث وستون سنة وقیل خمسون وستون سنة وقیل ستون سنة۔ والاول اصح وقد جاءت الاقوال الثلثة فی الصحیح قال العلماء الجمع بین الروایات

یعنی "سالِ وفات میں اختلاف ہے۔ الامام النووی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تہذیب الاسماء واللغات میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال شریف ترسٹھ برس کی عُمر میں ہوا، بعضوں نے پینسٹھ برس اور بعضوں نے کہا کہ ساٹھ برس کی عمر میں وصال ہوا۔ مگر مگر پہلا قول نہایت ہی صحیح ہے۔ یہ تینوں اقوال روایات میں آتے ہیں۔ علماء نے فرمایا ہے کہ

صحیح بخاری باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲۰۲۱ ۔ صحیح مسلم باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲۰۲۱ ۔ صحیح بخاری باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲۰۲۱ ۔ صحیح مسلم باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲۰۲۱

اسماء الرجال صفحہ ۳۴۴ احمد بن منیع کے لیے دیکھو حدیث ۲۰۲۱ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲۰۲۱ یعقوب بن ابراہیم الدورقی حافظ، خرجه له الجماعة۔

اسماعیل بن علیہ کے لیے دیکھو حدیث ۲۰۲۱ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲۰۲۱ خالد الحذاء ثقة، ثبت، خرجه له الجماعة۔

عمار مولیٰ بنی ہاشم کے لیے دیکھو حدیث ۲۰۲۱ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲۰۲۱ ۔ ابن عباس کے لیے دیکھو حدیث ۲۰۲۱ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲۰۲۱

ان من روی ستین لم یعتبر مدۃ الکبر، ومن روی نیفا وستین عد سنتی المولد والوفات ومن روی ثلثا وستین لم یعدھا والصحیح ثلاث وستون۔"

روایات میں اس طرح توفیق وتطبیق ہے جنہوں نے ساٹھ برس روایت کی ہے۔ انہوں نے کسور کو نظر انداز کر دیا ہے اور جنہوں نے پینسٹھ برس روایت کی ہے۔ انہوں نے سال ولادت اور سال وفات کو مستقل شمار کیا ہے۔ نیز جنہوں نے تریسٹھ برس روایت کی ہے انہوں نے ان دونوں برسوں کو نہیں گنا اور صحیح تریسٹھ برس ہی ہے۔"

حدیث ۵/۳۶۵ حدثنا محمد[۱] بن بشار و محمد[۲] بن ابان قالا حدثنا معاذ[۳] بن ھشام حدثنی ابی[۴] عن قتادۃ[۵] عن الحسن[۶] عن ذغفل[۷] بن حنظلۃ انّ النّبیّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبض وھو ابن خمس وستین سنۃً قال ابو عیسیٰ وذغفل لا نعرف لہ سماعًا من النّبیّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وکان فی زمن النّبیّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رجلًا۔

ترجمہ ذغفل بن حنظلہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک قبض کی گئی جبکہ عمر شریف پینسٹھ برس کی تھی۔ صاحب شمائل ابوعیسیٰ فرماتے ہیں کہ ذغفل کو ہم نہیں پہچانتے کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث سُنی ہو لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں یہ جوان تھا۔

تشریح صاحب ترمذی کے قول کے مطابق اگرچہ ذغفل بن حنظلہ جوان تھا مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کا حدیث سُننا ثابت نہیں ہے۔ حضرت علامہ عبدالرؤف صاحب المناوی المصری تحریر فرماتے ہیں:۔

"لم یثبت انہ اجتمع بہ" یعنی "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی ملاقات ثابت نہیں"

---

marfat.com

حدیث ۳۶۶ حدثنا اسحٰق بن موسی الانصاری حدثنا معن حدثنا مالک بن انس عن ربیعۃ بن ابی عبدالرحمٰن عن انس بن مالک انہ سمعہ یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیس بالطویل البائن ولا بالقصیر ولا بالابیض الامھق ولا بالادم ولا بالجعد القطط ولا بالسبط بعثہ اللہ تعالیٰ علی رأس اربعین سنۃ فاقام بمکۃ عشر سنین وبالمدینۃ عشر سنین وتوفاہ اللہ تعالیٰ علی رأس ستین سنۃ ولیس فی رأسہ ولحیتہ عشرون شعرۃ بیضاء۔ حدثنا قتیبۃ ابن سعید عن مالک بن انس عن ربیعۃ بن ابی عبدالرحمٰن عن انس بن مالک نحوہ۔

ترجمہ ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ انس بن مالک سے میں نے سُنا کہ وہ فرماتے تھے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ زیادہ دراز قد تھے، نہ پستہ قد، نہ بالکل سفید تھے نہ بالکل گندمی رنگ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک نہ بالکل پیچیدہ تھے نہ بالکل سیدھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چالیس برس کی عمر شریف میں نبوت سے سرفراز فرمایا۔ اس کے بعد دس برس مکہ مکرمہ میں اور دس برس تک مدینہ منورہ میں جلوہ افروز رہے اور اللہ تعالیٰ نے ساٹھ برس کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وفات دی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس اور داڑھی مبارک میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔

تشریح اس حدیث شریف کی تشریح اور حل لغات حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ملاحظہ کیجئے۔

باب ماجاء فی سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پورا ہوگیا۔

marfat.com

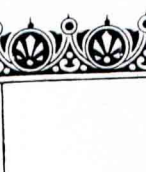

بَابُ مَاجَاءَ فِي وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس باب میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مُبارک کا ذکر ہے ۔

(اس باب میں چودہ احادیث ہیں)

حل لغات وَفَاۃ بمعنی موت ہے اور وفی بالتخفیف ہو تو ستاجلہ یعنی وقت پُورا ہوگیا۔ صاحبِ حلاوۃ المتعلمین جناب محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"یا از قول عرب کہ وفی فلانا یعنی داد آں را حق او پس مراد آنست کہ داد اللہ تعالیٰ حق او را از حیات"

یعنی "قول عرب ہے کہ وفی فلاناً یعنی فلاں کو اس کا حق دیا گیا۔ پس مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندگی کا حق دے دیا ہے۔"

حضرت محدّثِ کبیر علامہ عبدالرؤف صاحب مناوی مصری المتوفی ۱۰۳۱ھ نے بھی یہی معنی لکھے ہیں۔

" اومن وفی فلانا اعطاہ حقہ لان اللہ اعطاہ حقہ من الحیاۃ "

تشریح اس باب میں نبی کریم، رؤف و رحیم، بشیر و نذیر، صاحبِ شفاعتِ کبریٰ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرض وفات کی کیفیت اور وصالِ مُبارک کا ذکر ہے۔

انبیاء کرام پر آن کی آن موت وارد ہوتی ہے اور پھر وہی حیاتِ جاودانی ان کو نصیب ہوتی ہے۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مستطاب انباء الاذکیاء بحیات الانبیاء میں فرماتے ہیں:۔

"کہ احادیثِ متواترہ اور علمِ قطعی سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انبیاءِ کرام کی زندگی

ہمارے عُلماء (علماءِ اہلِ سُنّت وجماعت) کے نزدیک دلائل سے ثابت ہے۔ جیسا کہ امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گذرے اس حال میں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر شریف میں نماز پڑھ رہے ہیں۔"

نیز اسی حدیث کو ابونعیم نے ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے:۔

"کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔"

بیہقی نے کہا کہ انبیاء کے وصال کرنے کے بعد ان کی زندگی ثابت کرنے کے لئے دلائل موجود ہیں چنانچہ واقعہ معراج بیان کرتے ہوئے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جماعتِ انبیاء میں ہر ایک جماعت کو ملے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے گفتگو کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کو کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھا پس جب نماز کا وقت آیا تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی امامت کے فرائض سرانجام دیئے۔

شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

"کہ انبیاء کرام اور شہداء کی قبر کی زندگی بعینہٖ دنیوی زندگی کی طرح ہے اور اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا ثبوت کے لئے کافی ہے۔ چونکہ نماز پڑھنے کے لئے جسم ضروری ہے اور معراج شریف کی رات یہ تمام صفتیں انبیاء کرام میں کل طور پر موجود تھیں لہٰذا ان کی حیات ثابت ہے۔"

حضرت علامہ شیخ علی القاری رحمہ الباری "درۃ المضیئۃ فی زیارۃ المصطفویہ" میں فرماتے ہیں:۔

"کہ ان احادیث سے معلوم ہو گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ ہیں۔"

حضرت محدث کبیر استاذ العلماء مولانا مولوی محمد ایوب صاحب پشاوری رحمۃ اللہ علیہ دلائل براہین بیان فرمانے کے بعد لکھتے ہیں:۔

"ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں اور ان کا جسم زمین نہیں کھا سکتی اور تمام انبیاء بھی اسی طرح زندہ ہیں۔ پس ثابت ہو گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود مبارک میں کوئی اور کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوئی اور اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں جیسا کہ دنیا میں زندہ تھے۔"[1]

بعض حضرات نے لکھا ہے کہ انبیاء کرام کی زندگی شہداء کی طرح ہوتی ہے مگر حضرت علامہ محقق شیخ الہند عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "مستطاب اشعۃ اللمعات" میں تحریر فرماتے ہیں:-

"وحیات انبیا متفق علیہ است ہیچ کس را در وے خلافے نیست۔ حیات جسمانی دنیوی نہ حیات روحانی معنوی چنانکہ شہدا راست۔"

"انبیاء کرام کی زندگی شہداء کی طرح نہیں ہوتی کیونکہ ان کی زندگی معنوی روحانی ہے اور انبیاء کرام کی زندگی دنیوی جسمی اور حقیقی ہے۔"

صاحب مظاہر حق جلد اول ص ۴۵۶ سطر ۲۰ تا ۲۲ میں تحریر فرماتے ہیں:-

"اور اخیر حدیث کا حاصل یہ ہے کہ زندہ ہیں انبیاء قبروں میں، یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کسی کو اس میں اختلاف نہیں کہ حیات ان کو وہاں حقیقی جسمانی دنیا کی سی ہے نہ حیات معنوی روحانی جیسے شہداء کو ہے۔"

تحفۃ الفضول میں حضرت محدث کبیر مولینا مودی محمد ایوب صاحب پشاوری رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں:-

"شیخ محمد عابد السندھی نے اپنی شرح مسند امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ میں فرمایا ہے کہ علماء نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اپنی زیارت کرنے والوں کو پہچانتے ہیں اس کی طرف دیکھتے ہیں اس پر خبردار ہیں بسا اوقات اللہ تعالیٰ زائر کے دل کی خبر آپ کو دیتا ہے اور جو کچھ اس کے دل میں ہے اس کی بھی اطلاع دیتا ہے۔ اور جس کو یہ حضوری حاصل ہو وہ ہر کمال کے ساتھ متزین ہے۔" انتھی۔

[1] تحفۃ الفضول

marfat.com

خلاصۃ الوفا میں حضرت امام سمہودی رحمۃ اللہ علیہ ابن جوزی سے نقل کرتے ہیں :۔
"کہ ابن مسیب نے فرمایا۔ حرّہ کی رات کو میں نے مسجد نبوی میں دیکھا (جبکہ مسجد نبوی میں بغیر میرے کوئی نہیں تھا) جس وقت بھی نماز کا وقت آتا تھا حضور سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف سے اذان کی آواز آتی تھی اور اقامت نماز ہوتی تھی تو میں بھی نماز پڑھتا"

حدیث ۳۶ حدثنا ابو عامر الحسین بن حریث وقتیبۃ بن سعید وغیر واحد قالوا حدثنا سفین عن عینیہ عن الزہری عن انس عن مالک قال اخر نظرۃ نظرتھا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم الاثنین فنظرت الی وجھہ کانہ ورقۃ مصحف والناس یصلون خلف ابی بکر فکاد الناس ان یفتتنوا فاشار الی الناس ان اثبتوا او ابو بکر یؤمھم واتفی الستجف وتوفی من اخر ذالک الیوم۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ آخری دفعہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور کو مجھے دیکھنا نصیب ہوا تو وہ اُس وقت تھا جبکہ پیر کے دن آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پردہ ہٹا کر نمازیوں کو دیکھا۔ پس جب میں نے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُوئے مبارک پر نظر ڈالی تو گویا وہ قرآن مجید کا ایک ورق نظر آیا صحابہ کرام جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے تھے۔ صحابہ مضطرب ہونے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ پر رہو اور ابوبکر تمہارا امام ہو اور پردہ گرا دیا اور اسی دن پچھلے پہر وصال پاگئے۔

حل لغات نظرۃ۔ ایک نگاہ۔ استارۃ۔ پردہ۔ یوم الاثنین۔ روز دوشنبہ، پیر کا دن۔ مصحف قرآن مجید۔ الستجف۔ دروازہ کا پردہ۔ بعض کہتے ہیں کہ سجف اس پردے کو کہتے ہیں جس کے دو ٹکڑے ہوں، جیسے دروازہ کے دو پٹ ہوتے ہیں۔

ترجمہ ارشاد ہے "آخری دفعہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور کو مجھے دیکھنا نصیب ہوا تو اس وقت تھا جبکہ

marfat.com

[illegible] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پردہ ہٹا کر نمازیوں کو دیکھا" یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیر کے دن صبح [illegible] وقت، ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک کے دروازہ سے پردہ ہٹا کر مسجد نبوی میں نمازیوں [illegible] دیکھا۔" پس جب میں نے آفتاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُوئے مبارک پر نظر ڈالی تو گویا وہ قرآن مجید کا ایک [illegible] نظر آیا" حضرت مولینا المولوی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :-

"رضاء سفیدی و روشنی و حسن و جمال و ہدایت و حاصل تشبیہ آنست کہ از دیدن روئے مبارک قدرے حاصل می شود۔ چنانچہ از دیدن ورق مصحف نزیر کہ روئے مبارک او جا محاسن بود"

یعنی آنحضور سراپا حسن و جمال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رُخ انور صفائی، سفیدی، روشنی، حُسن، جمال اور ہدایت ہیں قرآن پاک کی طرح تھا اور حاصل تشبیہ یہ کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُوئے مبارک سے ہدایت ملتی ہے جو کہ جا مع محاسن ہے جس طرح قرآن پاک سے ہدایت نصیب ہوتی ہے۔"

حضرت محدث کبیر علامہ عبدالرؤف صاحب المناوی المصری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :-

"وجہ التشبیہ حسن الوجہ وصفاء البشرۃ وسطوع الجمال لما افیض علیہ من مشاہدۃ جمال الذات"

"یعنی اس تشبیہ سے یہ مراد ہے کہ جو فیضان آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رویت باری تعالیٰ سے حاصل ہوا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ مبارک چہرۂ اقدس کی پاکیزگی اور انتہائے جمال کی صورت میں جلوہ افگن تھا۔"

ارشاد ہے "صحابۂ کرام جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے تھے" یعنی جس وقت سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجرۂ مبارکہ کا پردہ ہٹا کر صحابہ کو ملاحظہ فرمایا تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جناب سیدنا امیر المؤمنین ابوبکر صدیق امامت کروا رہے تھے اور یہ وقت صبح کی نماز کا تھا۔ ارشاد ہے "صحابہ مضطرب ہونے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ پر رہو۔" یعنی جب حضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری

marfat.com

کا صحابہ کو احساس ہُوا تو ان کی کیفیت بدل گئی اور ان پر ایک قسم کا سُرور و وجدان کا عالم طاری ہوگیا جس کی وجہ سے صحابہ میں اضطراب پیدا ہُوا مگر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ فرما کر ان کو اپنی اپنی جگہ پر جمے رہنے کا ارشاد فرمایا۔ بس پھر کیا تھا آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک ہی نظرِ عنایت سے اضطراب جاتا رہا اور صحابۂ کرام نے اطمینان و سکون سے جناب سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت میں نمازِ فجر ادا کی۔ حضور گھر مُبارک تشریف لے گئے اور پھر اسی دن (یعنی پیر کے دن) وصال فرمایا۔ جس حُجرہ مُبارک میں وصال فرمایا وہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا تھا۔

حدیث ۲/۳۶۸ حدثنا حُمَيْدُ بن مسعدة البصري حدثنا سُلَيْمٌ بن اخضر عن ابن عَوْن عن ابراهيم عن الاسود عن عائشة قالت لَمُتُّ مُسْنِدَةً النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وسلم إلى صَدْرِي أَوْقالت إلى حِجْرِي فَدَعَا بِطَسْتٍ لِيَبُولَ فِيهِ ثُمَّ بَالَ فَمَاتَ صلى الله عليه وآله وسلم۔

ترجمہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں حضورِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے سینے کے آسرے پر لئے ہوئے تھی یا یہ فرمایا کہ حجرِی میری گود میں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سلیقی منگوائی تاکہ اس میں چھوٹا پیشاب کریں۔ پھر چھوٹا بول کیا پھر وصال ہوا۔

حل لغات مُسْنِدَة - چپکر، ٹیک، آسرا، تکیہ۔ صَدْرِ - سینہ۔ حِجْرِ - گود۔ طَسْتٌ - الطَّسْتُ سے ہے جس کے معنی ہیں ہاتھ دھونے کے لئے تانبے کا برتن۔ سلیقی، چلمچی لگن

تشریح ارشاد ہے "یا یہ فرمایا" یعنی یہ راوی کا شک ہے کہ صَدْرِی فرمایا یا حِجْرِی فرمایا، بہرحال معنی اور مفہوم ایک ہی ہے۔

اسماء الرجال: حُمَيْدُ بن مسعدة البصري ... ابن ہلال ہے صدوق ہے۔ خرج له الجماعة الا البخاري ۲۷۳ھ میں وفات پائی۔ وفي نسخة صحيحة مسلم: مسعدة۔ سُلَيْمُ بن اخضر البصري ہے ابن عيون التمي و اخذ عن سليمان التيمي و ابن عون وعنه احمد بن عبدة وغيره۔ ثقہ ہے، حافظ۔ خرج له مسلم ابوداؤد والنسائي۔ ابن عَوْن عبداللہ بن عون۔ البصري ہے ثقہ ہے ثبت ہے۔ عبداللہ بن عون مفعل الذي لا حول ہے۔ ثبت ہے۔ ابن سیرین اصل الاعلام ہے۔ ابن سیرین کہا کہ میری آنکھوں نے اس کی مثل نہیں دیکھا۔ خرج له الجماعة۔ ۱۱۰ھ میں وفات پائی۔

---

۱ ابراہیم علامہ نووی لکھتے ہیں۔ کان يلقى بيانه اذا اراد الحكم

۲ اسود۔ دیکھو حدیث ۱۷۱ باب مسبغة في هذا الكتاب۔

۳ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ۱۷۱ باب ماجاء في خبر زواج النبي صلى الله عليه وآله وسلم عائشة حاشیہ ۵

marfat.com

حدیث ۳۳۶۹ حدثنا قتیبۃ[1] حدثنا اللیث[2] عن ابن الہاد[3] عن موسیٰ بن سرجس[4] عن القاسم[5] بن محمد عن عائشۃ[6] انہا قالت رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو بالموت وعندہ قدح فیہ ماء وھو یدخل یدہ فی القدح ثم یمسح وجہہ بالماء ثم یقول اللھم اعنی علی المنکرات الموت او قال علی سکرات الموت۔

ترجمہ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پانی سے بھرا ہوا ایک پیالہ وصال کے وقت پڑا ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا سر میں ہاتھ ڈالتے، پھر اس پانی سے اپنا چہرۂ اقدس تر فرماتے۔ پھر فرماتے جاتے اے میرے اللہ موت کی سختیوں پر میری مدد فرما، یا یہ فرمایا کہ بجائے منکرات کے سکرات فرمایا۔

تشریح ارشاد ہے "اے میرے اللہ! موت کی سختیوں پر میری مدد فرما" حضرت علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:-

"وھذا انما کان بحسب مایظھر للناس مما یتعلق بحالہ الظاھر لاجل زیادۃ رفع الدرجات والترقی فی اعلی المقامات والکرامات اما حالہ مع الملئکۃ والملاء الاعلی فکان علی خلاف ذالک فان جبریل اتاہ فی مرضہ الشریف ثلاثۃ ایام یقول لہ کل یوم ان اللہ ارسلنی الیک اکراما و اعظاما وتفضیلا یسئلک مما ھو اعلم بہ منک کیف تجدک وجاءہ فی الیوم

"منکرات الموت سے مراد نزع کی سختی ہے کیونکہ اس وقت ایسی تکالیف وارد ہوتی ہیں یا منکرات الموت کی بجائے سکرات الموت کے کلمات استعمال کئے جس سے مراد شدائد کے بحر میں ڈوبنا ہے لیکن ان سب تکالیف و آلام کا ظہور فقط ظاہری امر ہے جو کہ اس وقت میت کے حسب حال نظر آتا ہے لیکن حقیقت میں یہ سب کچھ میت کے درجات کی ترقی اور اس کے عند اللہ مقام کی رفعت اور انعام و اکرام کی زیادتی پر دال ہے لیکن محبوب رب العلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اسماء الرجال: [1] قتیبہ، دیکھو حدیث ۳۰۹۴ [2] لیث، دیکھو حدیث ۳۰۹۴ [3] ابن الہاد، دیکھو حدیث ۳۰۹۴ [4] موسیٰ بن سرجس، صاحب ترجمہ [5] القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق، ابو محمد المدنی، ثقہ، فقیہ، عابد، ۱۰۱ھ میں وفات پائی۔ [6] عائشہ، دیکھو حدیث ۳۰۹۴

الثالث بملك الموت فاستاذنه فی قبض روحه الشریفه فاذن له ففعل"

کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ ظاہر تو ملک الموت ہے لیکن باطن میں معاملہ ذات باری تعالیٰ اور ملائکۃ المقربین کے ساتھ تھا، جس ذات گرامی صفات کی مزاج پرسی کے لئے جبریل علیہ السلام پورے تین دن آپ کے پاس رہیں اور اس مرض الموت کے دوران ہر روز یہ کہتے رہیں کہ حضور اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف اس غرض سے بھیجا ہے کہ آپ سے سوال کرے، درآنحالیکہ وہ آپ کے حال کو آپ سے زیادہ جانتا ہے۔ محبوب تو اپنے آپ کو کس حال میں پاتا ہے اور بتایئے تیرا منشا کیا ہے۔ اور پھر جبریل نے یہ بھی کہا کہ یہ مزاج پرسی اس شرافت اور عظمت اور فضیلت کے اظہار کے لئے ہے جو آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں ثابت ہے اس عیادت کے تیسرے روز ہی جبکہ جبریل کی زبان سے کَیْفَ تَجِدُکَ (آپ کا مزاج مبارک کیا ہے؟) کا جملہ نکلا تو ملک الموت در اقدس پر حاضر ہو کر روح مکرم و مقدس کو قبض کرنے کی اجازت مانگنے لگا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی اور ملک الموت نے اپنا کام کیا۔

marfat.com

حدیث ۳۶۰ حدثنا الحسن بن الصباح البزار حدثنا مبشر بن اسماعیل عن عبد الرحمن ابن العلاء عن ابیہ عن ابن عمر عن عائشۃ قالت لا اغبط احدا بموت بعد الذی رایت من شدۃ موت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ابو عیسیٰ سالت ابا زرعۃ فقلت لہ من عبد الرحمن بن العلاء ھذا قال ھو عبد الرحمن بن العلاء بن اللجلاج۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت ہی تکلیف دیکھنے کے بعد اب مجھے کسی ایک آدمی کے مرض الموت میں تکلیف نہ ہونے پر رشک نہیں ہوتا

حل لغات اَغْبِطُ - میں رشک نہیں کرتی ہوں۔ اَلْغِبْطَۃُ - حسن حال، خوشی، رشک یہاں یہ آخری معنی مراد ہے۔ رشک کے معنی دوسرے کے مال وجاہ کی آرزو کرنا اس کے زوال کی خواہش نہ کرے اگر دوسرے کا زوال چاہ کر اپنے لئے خواہش کرے تو وہ حسد ہے۔ ھَوْنٌ - آسانی، نرم، سہل۔

تشریح صاحب لغات الحدیث کتاب مذکور جلد ۴ صـ۵ پر تحریر کرتے ہیں:-

"معلوم ہوا کہ موت کی سختی عمدہ چیز ہے جب ہی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سختی ہوئی۔ یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رائے تھی۔ حالانکہ آپ پر کوئی ایسی زیادہ سختی نہیں ہوئی تھی، بلکہ ملک الموت نے نہایت نرمی سے روح مبارک کو قبض کیا تھا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ کو کوئی اضطراب نہیں فرمایا صرف پیشانی پر پانی ملتے رہے اور وفات تک نماز کی وصیت فرماتے رہے اور آخری کلمہ آپ نے یہ فرمایا اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی۔

حدیث ۳۶۱ حدثنا ابو کریب محمد بن العلاء حدثنا ابو معاویۃ عن عبد الرحمن بن ابی بکر ھو ابن الملیکی عن ابن ابی ملیکۃ عن عائشۃ قالت لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اختلفوا فی دفنہ فقال ابو بکر سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیئا ما نسیتہ قال ما قبض اللہ نبیا الا فی الموضع الذی یحب ان یدفن فیہ ادفنوہ تحت فراشہ۔

marfat.com

اَنْ يُّدْفَنَ فِيْهِ اُدْفِنُوْهُ فِيْ مَوْضِعِ فِرَاشِهٖ .

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن کرنے کی جگہ پر مختلف آراء پیدا ہو گئیں۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک بات سنی ہے جسے میں نے نہیں بھولا ہے فرمایا تھا کہ انبیاء کا وصال اسی جگہ ہوتا ہے جہاں وہ دفن ہونا پسند کرتے ہیں۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی آپ کے بستر کی جگہ پر دفن کرو۔

تشریح ارشاد ہے "جب آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن کرنے کی جگہ پر مختلف آراء پیدا ہو گئیں" یعنی کسی کی رائے تھی کہ مسجد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں، کسی کی رائے تھی کہ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں، کسی نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادہ ابراہیم علیہ السلام کی قبر انور کے قریب دفن کیا جائے۔" ارشاد ہے "تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک بات سنی ہے جسے میں نے نہیں بھولا ہے" یعنی مجھے خوب اچھی طرح یاد ہے، یاد ہے بات میں بھول ہی نہیں سکتا ہوں۔ ارشاد ہے "فرمایا تھا کہ انبیاء کا وصال اسی جگہ ہوتا ہے جہاں وہ پسند کرتے ہیں، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی آپ کے بستر کی جگہ پر دفن کرو" چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد قبول کر لیا گیا اور جہاں آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تھا، وہاں ہی دفن کئے گئے۔ بعض شارحین رحمہم اللہ اجمعین نے اس ٹکڑا کا یہ ترجمہ بیان کیا ہے "کہ اللہ تعالیٰ نے کسی ایک پیغمبر کو وصال نہیں دیا مگر اس جگہ کہ پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ کہ اس کو اسی جگہ دفن کیا جائے" اور یہ جگہ حجرۂ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھا۔

حدیث ۳۶۲ حدثنا محمد بن بشار وعباش العنبری وسوار بن عبد اللہ وغیر واحد قالوا حدثنا یحیی بن سعید عن سفیان الثوری عن موسیٰ بن ابی عائشۃ عن عبید اللہ بن عبد اللہ عن ابن عباس وعائشۃ رضی اللہ عنہم ان ابا بکر قبل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد ما مات .

اسماء الرجال: ۱ محمد بن بشار ۲ عباش ۳ سوار ۴ یحیی بن سعید ۵ سفیان ۶ موسیٰ بن ابی عائشہ ۷ عبید اللہ بن عبد اللہ

۱ محمد بن بشار ۔ دیکھو حدیث ۷ باب ما جاء فی شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ ۲ عباش العنبری کا تعارف ۔ ۳ سوار بن عبد اللہ ۔ ۴ یحیی بن سعید ۔ ۵ سفیان ۔ ۶ موسیٰ بن ابی عائشہ ۔ ۷ عبید اللہ بن عبد اللہ

باب ما جاء فی دفن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱ ۔ ۲ عباش العنبری کا تعارف ہے ۔ من العادیۃ ۔ حافظ ہے ۔ ضبط بالعقد ودوام الحفظ ۔ قدام بعقد ودوام الحفظ ۔ ۳ سوار بن عبد اللہ ۔ دیکھو حدیث ۱ ۔ ۴ یحیی بن سعید ۔ ۵ سفیان ۔ ۶ موسیٰ بن ابی عائشہ ۔ ۷ عبید اللہ بن عبد اللہ ۔ دیکھو حدیث ۱ ۔ باب ما جاء فی دفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱ ۔ ۲ عباش العنبری کا تعارف ہے ۔ من العادیۃ ۔ حافظ ہے ۔ ضبط بالعقد ودوام الحفظ ۔ قدام بعقد ودوام الحفظ ۔ ۳ سوار بن عبد اللہ ۔ دیکھو حدیث ۱ ۔ ۴ یحیی بن سعید ۔ ۵ سفیان ۔ ۶ موسیٰ بن ابی عائشہ ۔ ۷ عبید اللہ بن عبد اللہ ۔ دیکھو حدیث ۱ ۔ باب ما جاء فی دفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱ ۔ ۲ عباش العنبری کا تعارف ہے ۔ من العادیۃ ۔ حافظ ہے ۔ ضبط بالعقد ودوام الحفظ ۔ قدام بعقد ودوام الحفظ ۔ ۳ سوار بن عبد اللہ ۔ دیکھو حدیث ۱ ۔ ۴ یحیی بن سعید ۔ ۵ سفیان ۔ ۶ موسیٰ بن ابی عائشہ ۔ ۷ عبید اللہ بن عبد اللہ ۔ دیکھو حدیث ۱ ۔ باب ما جاء فی دفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱ ۔

marfat.com

ترجمہ حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چوما۔

حل لغات قَبَّلَ۔ چوما، بوسہ دیا۔ اس کا مصدر تقبیل ہے یعنی چومنا، بوسہ دینا۔

تشریح ارشاد ہے "ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چوما" یعنی پیشانی مبارک پر بوسہ دیا حضرت علامہ عبدالرؤف صاحب المناوی المصری المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں:۔

"تیمنا وتبرکا" یعنی "تیمن اور تبرک کے لئے بوسہ دیا"

نیز فرماتے ہیں:۔

"اقتداء تقبیله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن مظعون" نیز چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن مظعون کو وفات کے بعد چوما تھا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کی پیروی کی۔"

حضرت الشیخ ابراہیم البیجوری رحمۃ اللہ علیہ ص۱۹۵ پر لکھتے ہیں:۔

"فتقبیل المیت سنة" یعنی میت کا بوسہ لینا سنت ہے"

حدیث حدثنا نصر بن علی الجھضمی حدثنا مرحوم بن عبدالعزیز العطار عن ابی عمران الجونی عن یزید بن بابنوس عن عائشة ان ابا بکر رضی اللہ عنہ دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد وفاتہ فوضع فمہ بین عینیہ ووضع یدیہ علی صدغیہ وقال وانبیاہ وصفیاہ وخلیلاہ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے یہ کہ جناب ابوبکر صدیق علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے بعد تشریف لائے۔ دونوں آنکھوں کے درمیان منہ رکھا اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں بازوؤں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے اور فرمایا ہائے نبی، ہائے صفی، ہائے خلیل۔

marfat.com

حل لغات فَمّ۔ مُنہ۔ سَاعِد۔ بازو۔

تشریح ارشاد ہے "جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے بعد تشریف لائے" یعنی جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کی اطلاع پہنچی، تو آپ رضی اللہ عنہ حجرۂ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں تشریف لائے۔ ارشاد ہے "دونوں آنکھوں کے درمیان مُنہ رکھا" یعنی دونوں آنکھوں مُبارک کے درمیان پیشانی کو بوسہ دیا" ارشاد ہے "آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں بازوؤں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے" یعنی کمال محبت سے آپ پر جھکے۔ جناب حضرت مولینا مولوی محمد عاقل صاحب لکھتے ہیں:۔

"دریں دلیل است بر جواز ساس میت" "اس میں دلیل ہے میت کو ہاتھ لگانے کے جواز پر"

ارشاد ہے "فرمایا ہائے نبی، ہائے صفی، ہائے خلیل" یعنی ہائے نبی، ہائے برگزیدہ، ہائے دوست۔ ہائے کا لفظ عربی میں اظہارِ افسوس کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے، مقصود رنج اور دکھ کا اظہار ہے۔ حضرت علامہ علی القاری رحمۃ اللہ علیہ جمع الوسائل جلد دوم ص۲۰۹ پر امام احمد کی روایت نقل فرماتے ہیں:۔

"اتاہ من قبل راسہ فحدر فاہ فقبّل جبھتہ ثم قال وانبیاہ ثم رفع وحدر فاہ وقبّل جبھتہ ثم قال واصفیاہ ثم رفع رأسہ وحدر فاہ وقبّل جبھتہ وقال واخلیلاہ"

"یعنی جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرِ اقدس کی طرف سے تشریف لائے اور چہرۂ انور پر سر جھکایا اور پیشانی مُبارک کو چُوما، پھر فرمایا ہائے نبی؛ پھر سر اٹھایا اور روئے مبارک پر پھر سر جھکایا اور پیشانی مبارک پر بوسہ دیا پھر فرمایا ہائے برگزیدہ۔ پھر سر اٹھایا اور پھر روئے اظہر پر سر جھکایا اور پیشانی مبارک کو بوسہ دیا پھر فرمایا ہائے دوست۔"

نیز حضرت علامہ اپنی کتاب میں ابن ابی شیبہ سے نقل کرتے ہیں۔

"فوضع فمہ علی جبینہ فجعل یقبلہ" یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی مبارک پر

marfat.com

ویبکی ویقول بابی انت وامی طبت حیا و میتا "

مُنہ رکھا اور بوسہ لینا شروع کر دیا اور روتے بھی جاتے تھے اور فرماتے بھی جاتے تھے کہ میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی بھی پاک اور وصال بھی پاک"

حضرت استاذ گرامی شیخ الدرس حافظ صاحبزادہ علی احمد جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کسی برگزیدہ عالم محقق یا شیخ طریقت کے وصال پر اس کے اچھے اوصاف بیان کرنا مستحب ہے۔ اس لئے کہ یہ خلفاء راشدین کا طریقہ تھا کہ وہ برگزیدہ حضرات کی وفات کے بعد اوصاف حسنہ بیان کرتے تھے۔"

علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کی شرح میں لکھتے ہیں۔

" وھذا یدل علی جواز عد اوصاف المیت بل نوح بل ینبغی ان یندب لانہ من سنۃ الخلفاء الراشدین والائمۃ المھتدین وقد صار ذالک عادۃ فی رثاء العلماء بحضور المحافل العظیمہ والمجالس الفخیمۃ "

"یہ دلیل ہے میت کے اوصاف بیان کرنے کے جواز پر بشرطیکہ اس بیان میں کسی قسم کا نوحہ نہ پایا جائے بلکہ یہ مندوب ہے اس لئے کہ یہ سنت خلفاء راشدین اور ائمہ مہتدین ہے اور یہ علماء کرام کی عادت ہو چکی ہے، بڑی بڑی محفلوں اور مجالس میں اسی طرح بیان کرتے ہیں"

حدیث ۳۶۴ حدثنا بشر بن ھلال الصواف البصری حدثنا جعفر بن سلیمان عن ثابت عن انس قال لما کان الیوم الذی دخل فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المدینۃ اضاء منھا کل شیئ فلما کان الیوم الذی مات فیہ اظلم منھا کل شیئ وما نفضنا ایدینا عن التراب وانا لفی دفنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی انکرنا قلوبنا۔

ترجمہ جناب انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں جس دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں

اسماء الرجال حدیث ۳۶۴
۱۔ بشر بن ھلال الصواف البصری ہے فوت ہے۔ من العاشرۃ۔ خ م د ت س ق۔ (الاکمال تعلیقہ مسلم و ابوداؤد) تاریخ ۲۴۰ھ میں فوت ہوئے۔
۲۔ جعفر بن سلیمان۔ دیکھو حدیث ۱۵۔ باب ماجاء فی عیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۳۔ ثابت۔ دیکھو حدیث ۲۔ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۴۔ انس۔ دیکھو حدیث ۲۔ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

marfat.com

تشریف فرما ہوئے تو مدینہ منورہ کا ذرہ ذرہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نُور سے منوّر ہوگیا۔ سو جس دِن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہُوا تو مدینہ منوّرہ تاریکی میں ڈوب گیا۔ اور ہم نے قبر مُبارک کی مٹی سے ہاتھ بھی نہیں جھاڑے تھے اور ہم تدفین میں مصروف تھے مگر ہمارے دِل یہ ماننے کے لئے آمادہ نہ تھے کہ آپ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔

حل لغات اَضَاءَ۔ تابان ہوگیا، منوّر ہوگیا۔ ضَوْءٌ مصدر ہے چمک اُٹھنا روشن ہونا۔ اَظْلَمَ۔ تاریک ہوگیا۔ اندھیرا چھاگیا۔ اس کا مصدر ظُلْمٌ ہے تاریک ہونا۔ نَفَضْنَا۔ ہم نے جھاڑے۔ اس کا مصدر نَفْضٌ ہے، جھاڑنا، بیشمار ندن۔

تشریح ارشاد ہے "جس دِن رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منوّرہ میں تشریف فرما ہوئے تو مدینہ منوّرہ کا ذرہ ذرہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نُور سے منوّر ہوگیا" یعنی مدینہ منوّرہ کی ہر شے چمک اُٹھی اور روشن ہوگئی حضرت قاضی محمد عاقل صاحب لکھتے ہیں :-

"از پرتو جمال باکمال او در و دیوار ہمہ روشن شدہ بود و تمام مدینہ را روشنی محیط گشتہ"

یعنی "حضور نُور مجسم سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال باکمال کے پرتو سے در و دیوار مدینہ منوّرہ سب کے سب روشن ہوگئے اور تمام مدینہ منوّرہ کو اس نُور نے احاطہ کر لیا تھا"

حضرت علامہ عبدالرؤف صاحب مناوی مصری متوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں :-

"و فی قولہ کل شئی مبالغۃ لطیفۃ کان کل شئی فی العالم اقتبس النور و اخذ من المدینۃ فی ذالک الیوم و الاصح ان المراد بہ ان کل جزء من اجزاء المدینۃ اضاء ذالک الیوم حقیقۃ و لا تجرید و کیف لا یضئ لہ ذالک وقد کانت ذاتہ کلھا نورا و سماہ اللہ نورا فقال سبحانہ

"یعنی حدیث شریف میں جو کل شئی آیا ہے، یعنی ہر ایک شے۔ یہ ایک لطیف مبالغہ ہے اس لئے کہ کائنات کی ہر چیز اسی نُور سے مستفید ہو رہی ہے اور اس دِن مدینہ منوّرہ بھی اسی نُور سے تابناک ہو رہا تھا اور صحیح بات تو یہی ہے کہ مدینہ منوّرہ کا ہر ایک گوشہ حقیقتاً اس دِن روشن تھا اور کیوں نہ روشن نہ ہوتا، جب کہ

marfat.com

قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین نکان نور اضاء للعالمین وسراجا منیرا" [1]

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس سراپا نور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک نُور رکھا۔ سو ارشاد فرمایا بحمد تعالیٰ نے کہ بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب' اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نُور تمام جہانوں کو روشن کرتا ہے اور ان کا پیکر جمیل روشن چراغ ہے۔"

حضرت علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشریح فرماتے ہیں :-

"ای استار من المدینۃ المشرفۃ کل شئی نورا حسیا ومعنویا لانہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور الانوار والسراج الوھاج ونور الھدایۃ العامۃ ورفع الظلمۃ الطامۃ" [2]

"یعنی مدینہ منورہ کی ہر شے حسیاتی و معنوی طور پر نُور سے منور ہوگئی اس لئے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس نُور الانوار، نہایت ہی روشن چراغ' ہدایت عامہ کے نُور اور کمال تاریکی کو دُور کرنے والی ہے۔"

[1] شرح الوسائل حاشیہ ص ۲۰۸ ج ۲

[2] الواہب اللدنیہ حاشیہ الشمائل ص ۱۰ ج ۱ طبع مصر ۱۳۲۶ھ

ارشاد ہے" سو جس دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو مدینہ منورہ تاریکی میں ڈوب گیا۔" گویا ہر شے پر غم کا عالم طاری تھا۔ ہر ایک شخص پریشان اور مضطرب تھا گویا ہر طرف تاریکی ہی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ حضرت قاضی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :-

"از غم فراق آنسرو خنداں حالت روئے دارد کہ گویا تاریک گشت در و دیوار ہائے مدینہ تاریکی محیط گشت"

یعنی "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فراق کے غم میں ایسی کیفیت ہوگئی کہ تمام مدینہ منورہ تاریکی میں ڈوب گیا گویا مدینہ پر تاریکی چھائی ہوئی تھی۔"

ارشاد ہے" اور ہم نے قبر مبارک کی مٹی سے ہاتھ بھی نہیں جھاڑے تھے اور تدفین میں مصروف تھے مگر ہمارے دل یہ ماننے کے لئے آمادہ نہ تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے ہیں۔ قاضی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تحریر فرماتے ہیں :-

"کہ انکار کردیم و بدگفتیم دلہائے خود را کہ چوں راضی شدید بر دفن خاک بر قبر انور"

"ہم پسند نہیں کرتے تھے اور اپنے دلوں کو بُرا کہا کہ اسے ہمارے قلوب تم کس طرح قبر مبارک پر مٹی ڈالنے پر راضی ہوئے۔"

شرح السنۃ میں جناب انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم دفن کر کے جناب بی بی سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا علیہا السلام گوشہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا :-

"یا انس اطابت انفسکم ان تحثوا التراب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"

"اے انس کیا تیرا دل اس کام سے خوش ہوا کہ تو حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرقدِ انور پر مٹی نچھاور کرے۔"

اور فرماتے ہیں :-

"واخذت من تراب القبر الشریف فوضعته علی عینها واستشدت :

ماذا علیٰ من شم تربة احمد — ان لا یشم مدی الزمان غوالیا

صبت علیٰ مصائب لو انها — صبت علی الایام صرن لیا لیا"

یعنی سیدۃ النساء خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قبر شریف سے تھوڑی سی مٹی لے کر اپنی آنکھوں سے لگائی اور یہ دو شعر پڑھے۔ (۱) سیدنا احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تربت مبارک کی خاک شریف جو شخص سونگھے گا اس کا کیا حکم ہے؟ تو اس کے لئے یہ حکم ہے ۔۔۔۔۔۔۔ کہ جب تک زمانہ ہے ایسی خوشبو کبھی نہ سونگھے گا۔ (۲) اے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب کے تشریف لے جانے کے بعد مجھ پر کچھ ایسی مصیبتیں نازل ہوئیں کہ اگر وہ روزِ روشن پر نازل ہوتیں تو وہ بھی شب بلدار بن جاتا۔"

حدیث نمبر ۳۷۵

حدثنا محمد بن حاتم حدثنا عامر بن صالح عن هشام بن عروه عن ابيه عن عائشة قالت توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الاثنين

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیر (دوشنبہ) کے دن وصال پایا۔

حل لغات تُوُفِّيَ۔ وفات دی گئی۔ مجہول کا صیغہ ہے۔

تشریح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روز وصال تمام علماء اور محدثین کے نزدیک پیر کے دن ہے۔ اس پر سب کا اتفاق ہے۔ حضرت علامہ عبدالرؤف المناوی المصری المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں:۔

"متفق علیہ بین ارباب النقل" "محدثین علماء کے نزدیک اسی پر اتفاق ہے"

حدیث نمبر ۳۷۶

حدثنا محمد بن ابی عمر حدثنا سفين بن عيينة عن جعفر بن محمد عن ابيه قال قبض رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يوم الاثنين فمكث ذالك اليوم وليلة الثلاثا ورد فن من الليل وقال سفين وقال غيره يسمع صوت المساحي من آخر الليل۔

ترجمہ امام باقر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال شریف پیر کے دن ہوا، پس یہ دن اور منگل (سہ شنبہ) کا دن وجود اطہر گھر میں رہا اور بدھ کی رات (یعنی شب چہار شنبہ) دفن کئے گئے سفیان جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ امام باقر کی حدیث میں تو اتنا ہی ہے لیکن اور روایت میں یہ بھی ہے کہ رات کے آخری پہر میں بیلچوں کی آواز آتی تھی۔

حل لغات مَكَثَ۔ ٹھہرے رہے۔ مَكْثًا مصدر ہے جس کے معنی ٹھہرنا، اقامت کرنا کے ہیں۔
اَلْمَسَاحِيْ۔ بیلچوں۔ ہیذب میں ہے۔ پائے روب از آہن۔ اس کا واحد مِسْحَاةٌ ہے۔

تشریح پیر کے دن وصال شریف ہوا، پیر اور منگل کے دن لوگ زیارت سے مشرف ہوتے رہے۔ غسل اور تدفین

کا انتظام کرتے رہے۔ صلوٰۃ وسلام عرض کرتے رہے اور منگل اور بدھ کی درمیانی شب دفن کئے گئے۔ قاضی محمد عاقل نے بھی تحریر فرمایا ہے:۔

"پس معلوم شد کہ دفن در آخر شب واقع شد" یعنی "معلوم ہوا کہ رات کے آخری حصہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دفن فرمائے گئے۔"

جمہور کا بھی یہی قول ہے۔ یہ حدیث مُرسل ہے۔

حدیث ۱۱/۳۷۷ حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا عبد العزیز بن محمد عن شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمٰن بن عوف قال تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَدُفِنَ یَوْمَ الثُّلَاثَاءِ قال ابو عیسیٰ ھٰذا حدیث غریب۔

ترجمہ ابی سلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوف سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک پیر کے دن ہوا اور منگل کے دن دفن کئے گئے۔ ابو عیسیٰ یعنی صاحب ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث غریب ہے۔

تشریح حدیث ۳۷۶/۱۱ میں منگل اور بدھ کی درمیانی شب تدفین کا ذکر ہے۔ اور اس حدیث شریف میں منگل کے دن کا بیان ہے۔ لہٰذا علماء کرام نے دونوں احادیث میں اس طرح توفیق فرمائی ہے۔ قاضی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"شروع در تجہیز وتکفین از روز سہ شنبہ شد باشد وفراغ در آخر شب چہار شنبہ" یعنی "تجہیز وتکفین منگل کے دن شروع ہوا ہوگا اور دفن سے فراغت بدھ کی شب آخر کو ہوئی ہوگی۔"

---

marfat.com

حدیث ۱۲۷۸ حدثنا نصرُ بن علی الجهضمی حدثنا عبدُ اللہ بن داؤد قال حدثنا سلمۃ بن نبیط وکانت لہ صحبۃ قال حضرت الصلوٰۃ فقالوا نعم فقال مروا بلالا فلیؤذن ومروا ابا بکر فلیصل بالناس ثم اعمی علیہ فافاق فقال حضرت الصلوٰۃ قالوا نعم فقال مروا بلالا فلیؤذن ومروا ابا بکر فلیصل بالناس فقالت عائشۃ ان ابی رجل اسیف اذا قام ذالک المقام بکی فلا یستطیع قولا مرت غیرہ قال ثم اعمی علیہ فافاق فقال مروا بلالا فلیؤذن ومروا ابا بکر فلیصل بالناس فانکن صواحب او صواحبات یوسف قال فامر بلال فاذن وامر ابا بکر فصلی بالناس ثم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجد خفۃ فقال انظروا الی من اتکی علیہ فجاءت بریرۃ ورجل اخر فاتکاء علیہا فلما راہ ابوبکر ذہب لینکص فاومأ الیہ ان یثبت مکانہ حتی قضی ابوبکر صلوتہ ثم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبض فقال عمر واللہ لا اسمع احدا یذکر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبض الا ضربتہ بسیفی ہذا قال الناس امیین لم یکن فیہم نبی قبلہ فامسک الناس قالوا یا سالم الطلق الی صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فادعہ فاتیت ابا بکر وہو فی المسجد فاتیتہ ابی دہشا فلما رانی قال لی اقبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قلت ان عمر یقول لا اسمع احدا یذکر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبض الا ضربتہ بسیفی ہذا فقال لی انطلق فانطلقت معہ فجاء ہو والناس قد دخلوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال یا ایہا الناس اقرجوا لی فجا حتی اکب علیہ ومسہ فقال انک میت وانہم میتون ثم تلا انک میت وانہم میتون ثم قالوا یا صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اقبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اسماء الرجال مولانا شیر محمد ۱۲ نصر بن علی الجہضمی ۲۵۰ھ حدیث علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے دیکھئے صلوٰۃ الرسول ص ۱۷۰ حاشیہ ۲ عبداللہ بن داؤد ۲۱۳ھ حدیث ۱۲۷۸ باب ما جاء فی الوضوء من مس الذکر ۲ سلمۃ بن نبیط ۱۲۰ھ حدیث ۱۲۷۸ باب ما جاء فی الوضوء من مس الذکر ۳ ابوبکر بن ابی شیبۃ حدیث ۱۲۷۸ باب ما جاء فی الوضوء من مس الذکر ۴ ابوداؤد حدیث ۱۲۷۸ باب ما جاء فی الوضوء من مس الذکر ۵ ابن ماجہ حدیث ۱۲۷۸ باب ما جاء فی الوضوء من مس الذکر ۶ نصر بن علی الجہضمی حدیث ۱۲۷۸ باب ما جاء فی الوضوء من مس الذکر ۷ شیخ ابن تیمیہ ۸ الامام البخاری ۹ صحیح ابن خزیمہ ۱۰ علامہ ابن حجر ۱۱ صحیح ابن حبان ۱۲ علامہ ابن عبدالبر ۱۳ صحیح البخاری ۱۴ الامام احمد ۱۵ صحیح مسلم ۱۶ الامام ابن خزیمہ ۱۷ الامام ابن حبان ۱۸ الامام ابن عبدالبر ۱۹ الامام البخاری ۲۰ الامام احمد ۲۱ الامام مسلم ۲۲ الامام ابن خزیمہ ۲۳ الامام ابن حبان ۲۴ الامام ابن عبدالبر ۲۵ الامام البخاری ۲۶ الامام احمد ۲۷ الامام مسلم ۲۸ الامام ابن خزیمہ ۲۹ الامام ابن حبان ۳۰ الامام ابن عبدالبر ۳۱ الامام البخاری ۳۲ الامام احمد ۳۳ الامام مسلم

قَالَ نَعَمْ فَعَلِمُوْا اَنْ قَدْ صَدَقَ قَالُوْا يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَتُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ قَالُوْا كَيْفَ قَالَ يَدْخُلُ قَوْمٌ فَيُكَبِّرُوْنَ وَيَدْعُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ ثُمَّ يَخْرُجُوْنَ ثُمَّ يَدْخُلُ قَوْمٌ فَيُكَبِّرُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ وَيَدْعُوْنَ ثُمَّ يَخْرُجُوْنَ حَتّٰى يَدْخُلَ النَّاسُ قَالُوْا يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَيْنَ دُفِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ قَالُوْا اَيْنَ قَالَ فِي الْمَكَانِ الَّذِيْ قَبَضَ اللّٰهُ فِيْهِ رُوْحَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَقْبِضْ رُوْحَهٗ اِلَّا فِيْ مَكَانٍ طَيِّبٍ فَعَلِمُوْا اَنْ قَدْ صَدَقَ ثُمَّ اَمَرَهُمْ اَنْ يُغَسِّلَهٗ بَنُوْ اَبِيْهِ وَاجْتَمَعَ الْمُهَاجِرُوْنَ يَتَشَاوَرُوْنَ فَقَالُوا انْطَلِقْ بِنَا اِلٰى اِخْوَانِنَا مِنَ الْاَنْصَارِ نُدْخِلْهُمْ مَعَنَا فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ مِنَّا اَمِيْرٌ وَمِنْكُمْ اَمِيْرٌ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَنْ لَهٗ مِثْلُ هٰذِهِ الثَّلٰثِ ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا مَنْ هُمَا قَالَ ثُمَّ بَسَطَ يَدَهٗ فَبَايَعَهٗ وَبَايَعَهُ النَّاسُ بَيْعَةً حَسَنَةً جَمِيْلَةً۔

ترجمہ صحابیٔ رسول سالم بن عبید سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ بیماری کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بے ہوشی طاری ہو جاتی اور پھر آرام ہو جاتا تو ارشاد فرماتے کیا نماز کا وقت ہے ؟ صحابہ نے عرض کیا ہاں ارشاد فرمایا بلال کو کہو کہ اذان کہے۔ اور ابوبکر صحابہ کو نماز پڑھائیں۔ پھر بے ہوشی طاری ہوئی اور پھر آرام ہو گیا تو ارشاد فرمایا کیا نماز کا وقت ہے ؟ صحابہ نے عرض کیا ہاں! ارشاد فرمایا بلال کو کہو اذان دے اور ابوبکر صحابہ کو نماز پڑھائیں۔ عائشہ صدیقہ نے عرض کیا کہ بیشک میرا باپ رقیق القلب ہے جب وہ آپ کے مصلیٰ پر کھڑا ہو گا تو بے ساختہ رو پڑے گا۔ لہٰذا وہ آپ کی جگہ پر نہیں کھڑا ہو سکے گا۔ لہٰذا آرزو رکھتی ہوں کہ کسی اور کو نماز پڑھانے کا حکم دیجئے۔ سالم بن عبید نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بے ہوشی طاری ہوئی اور پھر آرام ہو گیا تو ارشاد فرمایا بلال کو کہو اذان کہے اور ابوبکر کو کہو صحابہ کو نماز پڑھائے۔ پس یقیناً تم یوسف علیہ السلام کے واقعہ والی عورتیں بن رہی ہو۔ سالم بن عبید نے فرمایا کہ چونکہ بلال کو امر کیا گیا تو اس نے اذان دی، اور ابوبکر کو امر کیا گیا تو انہوں نے نماز پڑھائی۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ آرام محسوس فرمایا تو ارشاد فرمایا دیکھو کوئی ہے جس پر

maarfat.com

سہارا لے کر مسجد تک جاؤں۔ جناب بریرہ اور ایک دوسرے شخص آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں پر سہارا لیا۔ پس جب ابوبکر نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو۔ یہاں تک کہ ابوبکر نے نماز پوری کر لی۔ بالآخر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا حضرت عمر نے فرمایا کہ خدا کی قسم جس نے بھی یہ بات کہی اور میں نے سُنی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہُوا ہے اس کی گردن اپنی تلوار سے اُڑا دوں گا۔ راوی نے کہا کہ لوگ مُردہ ناخواندہ تھے، نیز ان میں پہلے کوئی نبی بھی نہ ہُوا تھا۔ لہٰذا لوگ چپ ہو گئے۔ صحابہ نے کہا ہے سالم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی کو بلا لو۔ ابوبکر صدیق (اپنے محلہ کی) مسجد میں تھے کہ میں ان کے پاس پہنچ گیا۔ میں روتا ہُوا دہشت زدہ ان کے پاس پہنچا۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو فرمایا کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے۔ میں نے کہا کہ عُمر فرماتے ہیں کہ جس کو یہ کہتے ہوئے سنوں گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے تو اس کی گردن اُڑا دوں گا۔ پس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا کہ چلو۔ سو میں ان کے ساتھ آ گیا۔ اُس وقت صحابہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود مبارک کے گرد جمع ہو گئے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا لوگو مجھے راہ دے دو۔ پس آئے یہاں تک کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گر پڑے اور وجود مُبارک سے لپٹ گئے اور فرمایا یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انتقال کرنا ہے اور بیشک انہوں نے بھی مرنا ہے۔ پھر صحابہ نے اُنہا لے رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفیق! کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصال فرما چکے ہیں۔ آپ نے جواب دیا ہاں۔ پس صحابہ کو یقین آ گیا۔ صحابہ نے کہا اے رفیق رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نماز پڑھیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں۔ صحابہ نے عرض کیا کہ کس طرح؟ فرمایا کہ ایک گروہ داخل ہو پس تکبیر کہیں، دعا کریں اور نماز پڑھیں۔ پھر وہ باہر چلے آئیں۔ پھر دوسرا گروہ آئے تکبیر کہے، نماز پڑھے اور دُعا کرے پھر باہر چلا آئے حتیٰ کہ ساری مخلوق اسی طرح حجرہ مبارکہ میں داخل ہو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ اے رفیق رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دفن کیا جائے گا؟ انہوں نے فرمایا ہاں۔ صحابہ نے کہا کہ کہاں؟ ابوبکر صدیق نے فرمایا جس جگہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہُوا ہے وہی مدفن ہو گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال پاک جگہ میں کیا ہے۔ پس صحابہ جان گئے کہ انہوں نے صحیح فرمایا ہے پھر ابوبکر صدیق نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باپ کے بیٹوں کو فرمایا کہ تم غُسل دو۔ اور مہاجر جمع ہو کر باہم ذکر

مشورے کر رہے تھے۔ سو مہاجرین نے ابوبکر صدیق کو کہا کہ آپ ہمارے ساتھ ہمارے بھائیوں انصار کی طرف چلیں تاکہ وہ بھی اس مشورہ میں شریک ہو جائیں۔ انصار نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم سے ہو۔ تو عمر بن الخطاب نے کہا کہ کون ہے جس میں یہ تین فضیلتیں جمع ہیں "صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے کہ غم نہ کھا، بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے" تم جانتے ہو وہ دونوں کون سی ہستیاں تھیں۔ راوی کہتا ہے کہ پھر عمر نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور ابوبکر صدیق کے ہاتھ بیعت کی۔ ابوبکر صدیق کے دست مبارک پر لوگوں نے بیعت کر لی۔ بیعت نیک اور بہترین۔

حل لغات

غُشِیَ۔ بے ہوشی طاری ہوئی۔ اغماء۔ بے ہوش رہنا۔ برابر ہونا۔ اَسِیْفٌ۔ رقیق القلب، غمگین۔ اَسَفٌ سے ہے جس کے معنی حزن اور بکا کے ہیں۔ خِفَّۃٌ۔ ہلکا پن محسوس کیا۔ یَنْکُصُ۔ النکوص سے ہے جس کے معنی لوٹنا، پیچھے ہٹنا، برگشتن کے ہیں۔ اَکَبَّ۔ جھکا۔ اِنْکِبَابٌ۔ جھک پڑنا۔

تشریح

ارشاد ہے "بیماری کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بے ہوشی طاری ہو جاتی" درحقیقت یہ ضعف بدن تھا نہ کہ قطع بے ہوشی۔ ارشاد ہے "پس یقیناً تم یوسف علیہ السلام کے واقعہ والی عورتیں بن رہی ہو" یعنی اے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تو زلیخا کی مثل بن رہی ہے۔ گویا یہ تشبیہ ہے کہ جس طرح زلیخا نے تمام زنان مصر کی عزت وتکریم کے ساتھ دعوت کی کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن وجمال کو دیکھ مجھے معذور جانیں۔ اسی طرح تو جو یہ کہہ رہی ہے کہ وہ رقیق القلب ہے۔ جب آپ کے مصلیٰ پر کھڑا ہوگا تو بے ساختہ رو پڑے گا لہٰذا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ پر نہیں کھڑا ہو سکے گا "تو اس کا مطلب یہ ہے۔

"بتو ہم آنکہ مردم نسبت تشاٴم بوے خواہند کرد
پس تو ہم مثل زلیخا شدی" [1]

"اس وہم کی وجہ سے کہ لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف نحوست کی نسبت کریں گے لہٰذا تو بھی زلیخا کی طرح ہو گی"۔

یعنی جو بات دل میں ہے اس کا اظہار نہیں کیا۔ ارشاد ہے جناب بریرہ اور ایک دوسرے شخص آئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں پر سہارا لیا" یعنی ان دونوں پر سہارا لے کر مسجد میں تشریف لائے۔ جناب بریرہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ کنیز تھیں اور اس وقت جب دوسرے صاحب پر سہارا لیا تھا بقول شیخ ابن حجر

[1] حدیقۃ المتعلمین از حضرت مولانا مولوی محمد خلیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ

رحمۃ اللہ علیہ وہ نور بہ تھے۔ رضی اللہ عنہما۔

ارشاد ہے "یہاں تک کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز پوری کرلی" حضور صلی اللہ علیہ الہ وسلم کی اس بیماری کے عرصہ میں جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سترہ نمازوں کی امامت کروائی۔ علامہ عبدالرؤف المناوی المصری المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں:۔

"سبع عشر صلوٰۃ کما نقلہ الدمیاطی" "یعنی سترہ نمازیں پڑھائیں جیسا کہ الدمیاطی نے نقل کیا ہے۔"

"بالآخر رسول کریم صلی اللہ علیہ الہ وسلم کا وصال ہوگیا" یعنی اس نماز کے بعد جس میں آپ صلی اللہ علیہ الہ وسلم باہر مسجد میں تشریف لائے تھے۔ وصال مبارک ہوا اور یہ نماز صبح کی تھی۔ ارشاد ہے "حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے لوگو مجھے راہ دے دو، پس آئے حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ الہ وسلم پر گر پڑے اور وجود مبارک سے لپٹ گئے" یعنی پیشانی مبارک کو بوسہ دیا۔ حاشیہ شمائل شریف میں ہے۔

"انہ قبل ناصیتہ علیہ السلام" یعنی "حضور پاک صلی اللہ علیہ الہ وسلم کی پیشانی مبارک کو چوما"

ارشاد ہے "صحابہ نے کہا اے رفیق رسول کریم صلی اللہ علیہ الہ وسلم کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ الہ وسلم پر نماز پڑھیں؟ انہوں نے فرمایا ہاں، صحابہ نے عرض کیا کہ کس طرح؟ انہوں نے فرمایا ایک گروہ داخل ہو پس تکبیر کہیں دعا کریں اور نماز پڑھیں، پھر وہ باہر چلے آئیں تو دوسرا گروہ داخل ہو" یعنی چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں لوگ حجرہ مبارکہ میں جائیں تکبیر، دعا اور صلوٰۃ پڑھ کر واپس چلے آئیں۔ چنانچہ اسی طرح ہوا۔ اور حضرت امام الاولیاء اسد اللہ الغالب علی کل غالب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے ارشاد کے مطابق:۔

"کہ امامت کنند کسے از شما بر پیغمبر خدا زیرا کہ اوست امام شما در حالہ حیات و حالہ ممات" لہ

"کہ حضور صلی اللہ علیہ الہ وسلم پر تم سے کوئی شخص نماز جنازہ کی امامت نہ کرے اس لئے کہ حالت حیات اور حالت ممات میں وہ تمہارے امام ہیں۔"

لہ حاوۃ المتعین حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

صاحب سیرۃ النبی شبلی ص ۱۲۵ پر لکھتے ہیں:۔

marfat.com

"جنازہ تیار ہوگیا تو لوگ نماز کے لئے ٹوٹے (جنازہ حجرے کے اندر تھا باری باری سے لوگ ٹھوٹے ٹھوٹے کر کے جاتے تھے) پہلے مردوں نے پھر عورتوں نے پھر بچوں نے نماز پڑھی لیکن کوئی امام نہ تھا۔"

حضرت قاضی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں :-

"مردم گروہی بعد گروہی می درآمدند و بر حضرت نماز جنازہ تنہا تنہا می خواندند تا آنکہ بعد مردان زنان درآمدند و نماز جنازہ خواندند و بعد زنان خوردان آمدند و نماز خواندند' امامہ تنہا تنہا بے امام نماز خواندند"

"یعنی ایک گروہ کے بعد دوسرا گروہ حجرۂ اقدس میں داخل ہوتا اور اکیلا اکیلا نمازِ جنازہ پڑھتا مردوں کے بعد عورتوں نے اسی طرح نماز پڑھی اور پھر چھوٹوں نے' مگر کیسے ایک ایک بغیر امام کے نماز پڑھتے تھے۔"

جناب جعفر بھلواری صاحب لکھتے ہیں :-

"جنازہ تیار ہونے کے بعد سب سے پہلے اہلِ قرابت نے' پھر مہاجرین نے' پھر انصار نے' پھر عام مسلمانوں نے' پھر عورتوں نے' پھر بچوں نے نماز جنازہ پڑھی' حجرہ کے اندر کم و بیش دس دس آدمی جاتے تھے کیونکہ حجرہ تنگ تھا اور صلوٰۃ وسلام کے ساتھ کچھ دعائیں پڑھ کر واپس آجاتے تھے۔ یہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز جنازہ تھی۔ جو گروہ اندر جاتا اس کا امام نہ ہوتا تھا۔" [1]

[1] سیرت رسول عربی، ص ۵۵۹، رحیم نمبر

حضرت قاضی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں :-

"در روایتے آمدہ کہ اوّل ملائکہ نماز جنازہ خواندند گروہ گروہ پستر اہلبیت پستر مردم دیگر پستر ازواج مطہرات"

یعنی "ایک روایت میں آیا ہے کہ پہلے گروہ ملائکہ نے' پھر اہل بیت نے' پھر اور لوگوں نے پھر ازواج مطہرات نے نماز جنازہ ادا کی۔"

جناب قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری لکھتے ہیں :-

"نماز جنازہ پہلے کنبے والوں نے' پھر مہاجرین نے' پھر انصار نے' مردوں اور عورتوں نے' پھر بچوں

marfat.com

نے اوا کی' اس نماز میں کوئی امام نہیں تھا..... نمازیہ تھی ۔ ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یاایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ۔ اللھم ربنا لبیک وسعدیک صلوٰۃ اللہ البر الرحیم ۔ والملائکتہ المقربین والنبیین والصدیقین والصالحین وما سبح لک من شئی یارب العٰلمین علی محمد بن عبد اللہ خاتم النبیین وسید المرسلین وامام المتقین ورسول رب العٰلمین الشاھد المبشر الداعی باذنک السراج المنیر وبارک وسلم" [1]

ارشاد ہے" ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس جگہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا ہے وہی مدفن ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال پاک جگہ میں کیا ہے" علامہ عبدالرؤف المناوی المصری المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں :-

"اخرج ابن الجوزی فی الوفاء عن عائشۃ قالت لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اختلفوا فی دفنہ فقال لی علی رضی اللہ عنہ انہ لیس فی الارض بقعۃ اکرم علی اللہ من بقعۃ قبض فیھا نفس نبیہ قال الشریف السمھودی فھذا اصل الاجماع علی تفضیل البقعۃ التی ضمت اعضاءہ علی جمیع الارض حتی من الکعبۃ" [2]

"یعنی الوفاء میں ابن جوزی تخریج کرتے ہیں کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو دفن کرنے کی جگہ پر مختلف آراء پیدا ہوگئیں پس مجھے علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک روئے زمین پر اس جگہ سے افضل کوئی مقام نہیں جہاں اس کے نبی کا وصال شریف ہوا ہو۔ الشریف السمہودی نے فرمایا یہ حدیث اجماع (امت) کی اصل ہے۔ اس بات پر کہ تمام روئے زمین حتیٰ کہ کعبۃ اللہ سے بھی وہ جگہ افضل ہے جہاں حضور اقدس نبی الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود مطہر کے اعضاء

[1] مدارج النبوت ۱۲ ۳۳۵ مطبوعہ شیخ غلام علی
[2] جمع الوفا باحوال المصطفیٰ ۲ ۲۶۰ مطبوعہ شیخ غلام علی

marfat.com

شریف لگے ہوئے ہیں۔"

ارشاد ہے" پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باپ کے بیٹوں کو فرمایا کہ تم غسل دو" یعنی عصبہ نسبی کو فرمایا۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غسل شریف میں حضرت عباس، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت عباس کے دونوں بیٹے فضل اور قثم، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام اسامہ بن زید اور صالح حبشی رضوان اللہ علیہم اجمعین شریک تھے۔ اور بعض محدثین فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی اجازت سے اوس بن خولی انصاری سعد بن وقاص کے کنویں سے پانی بھر کر لاتے تھے اور حجرۂ انور میں پہنچاتے تھے۔ حجرۂ انور کا دروازہ بند تھا اور صرف یہ چھ حضرات اندر تھے۔ حضرت علامہ قاضی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"اختلاف افتاد در آنکہ حضرت را در جامہ غسل دہند یا برہنہ سازند مانند موتی دیگر"۔

یعنی "اس بات پر اختلاف ہوا کہ آیا سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کپڑوں سمیت غسل دیا جائے یا دوسرے مُردوں کی طرح برہنہ کر کے نہلایا جائے"

"پس حق تعالیٰ دریں وقت نیم خوابی بر ایشاں غالب گردانید کہ ذقنہائے خود بر سینہائے خود نہادند"۔

"پس اللہ تعالیٰ نے ان حضرات پر نیم خوابی کا عالم طاری کر دیا کہ انہوں نے اپنی ٹھوڑیوں کو اپنے سینوں پر پہنچا دیا یعنی خوب اونگھ گئے"

"ناگاہ شخصے از زاویہ خانہ آوازے برآورد کہ برہنہ نکنید پیغمبر خدائے را، در پیرہن او غسل دہید اورا"

"اچانک گھر مبارک کے ایک کونے سے ایک شخص کی صدا آئی کہ خدا کے پیغمبر کو برہنہ نہ کرو اور اس کے کپڑوں ہی میں اسے غسل دو"۔

چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ ارشاد ہے" اور مہاجر جمع ہو کر باہم دگر مشورے کر رہے تھے" یعنی مہاجرین آپس میں بیٹھ کر امرِ خلافت کے حل کرنے میں مشورے کر رہے تھے کہ یہ اہم مسئلہ کس طرح طے ہو۔ ارشاد ہے "پھر مہاجرین نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہا کہ آپ ہمارے ساتھ ہمارے بھائیوں انصار کی طرف چلیں تاکہ اس اہم مشورہ میں وہ بھی شریک ہو جائیں" یعنی مہاجرین اور انصار مل کر صلاح و مشورہ کے ساتھ اس امر خلافت کو احسن طریقہ پر حل کریں تاکہ ایسے نازک وقت میں تشتت و افتراق پیدا نہ ہو۔ چنانچہ دونوں نے باہم مشورہ شروع کر دیا۔ یہ مشورہ

marfat.com

سقیفہ میں ہوا۔ ارشاد ہے "انصار نے کہا کہ ایک امیر ہم سے ہو اور ایک امیر تم میں سے ہو" یعنی مہاجرین کا بھی ایک امیر ہو اور انصار کا بھی ایک امیر ہو۔ ارشاد ہے "تو عمر بن الخطاب نے کہا کون ہے جس میں یہ تین فضیلتیں جمع ہیں:"

"ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا"

یعنی "پہلی فضیلت ثَانِيَ اثْنَيْنِ دوسری فضیلت إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اور تیسری فضیلت إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔

لہٰذا کون سا ایسا دوسرا شخص موجود ہے سوائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جس میں یہ تینوں فضیلتیں موجود ہیں۔ ارشاد ہے "تم جانتے ہو وہ دونوں کیسی ہستیاں تھیں" یعنی تم خوب اچھی طرح جانتے ہو کہ ایک پیغمبر اسلام تھے اور دوسرے یہی ابوبکر صدیق۔ یہ استفہام تقریری ہے۔ اس آیہ کریمہ میں صاحب سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، اور اس پر اجماع اُمت ہے۔ لہٰذا جو شخص بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مصاحبت سے انکار کرتا ہے وہ نص قطعی کا انکار کرتا ہے۔ ارشاد ہے "راوی کہتا کہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی، اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر لوگوں نے بیعت کر لی، نیک بیعت اور بہترین" یعنی نہایت ہی خوشی کے ساتھ احسن طریقہ پر رضا و رغبت تمام مہاجر اور انصار نے بیعت کر کے جناب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ رسول اللہ اور امیر المومنین منتخب کر لیا۔

حدیث ۱۳۴۹ حدثنا نصر بن علی حدثنا عبد اللہ بن الزبیر شیخ باھل قدیم بصری حدثنا ثابت البنانی عن انس بن مالک قال لما وجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من کرب الموت ما وجد فقالت فاطمۃ واکربا ہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا کرب علی ابیک بعد الیوم انہ قد حضر من ابیک ما لیس بتارک منہ احدا الوفاۃ یوم القیامۃ۔

marfat.com

ترجمہ جناب انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جس وقت انتقال کے وقت تکلیف محسوس فرما رہے تھے تو وہ تکلیف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہی گذر رہی تھی تو جناب فاطمہ نے فرمایا ہائے میرے ابا جان کی تکلیف۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (اے میری بیٹی) آج کے دن کے بعد تیرے باپ پر کوئی تکلیف نہ ہوگی یقیناً تیرے باپ پر وہ چیز موجود ہوئی ہے جو قیامت تک کسی ایک سے ٹلنے والی نہیں۔

حل لغات کَرْب۔ شاق ہونا، سخت ہونا، بٹنا، تنگ کرنا، تکلیف میں ہونا۔

تشریح ارشاد ہے "ہائے میرے ابا جان کی تکلیف" یعنی سیدۃ النساء جگر گوشۂ رسول انثقلین خاتونِ جنت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کی زبان مبارک سے بے ساختہ یہ افسوس کا اظہار ہوا۔ آنجنابہ رضی اللہ عنہا کو اس دنیاوی جدائی اور فراق کا بہت ہی شدید غم تھا جس کا اظہار اپنے پیارے ابا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن کرنے کے بعد جناب انس سے اس طرح فرمایا۔

"یا انس اطابت نفسك ان تحثوا علیٰ رسول اللہ التراب"

"اے انس کیا تیرا دل اس کام سے خوش ہوا کہ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پر مٹی بکھیرے۔" [1]

اور لکھتے ہیں :۔

"واخذت من تراب القبر الشریف فوضعته علی عینها وانشدت :

ماذا علی من شم تربة احمد
ان لا یشم مدی الزمان غوالیا
صبت علی مصائب لو انها
صبت علی الایام صرن لیالیا

یعنی "سیدۃ النساء خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا نے قبر شریف سے تھوڑی سی مٹی لے کر اپنی آنکھوں سے لگائی اور یہ اشعار پڑھے :

(۱) (سیدنا) احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تربت کی خاک شریف جو شخص سونگھے گا اس کا کیا حکم ہے؟ تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ جب تک زمانہ ہے ایسی خوشبو کبھی نہ سونگھے گا (۲) اے حضور صلی اللہ

[1] جلاء العیون ص ۳۰ طبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

marfat.com

علیہ الہم وسلم جناب کے تشریف لے جانے کے بعد
مجھ پر کچھ ایسی مصیبتیں نازل ہوئیں کہ اگر وہ روز
روشن پر نازل ہوجاتیں تو وہ بھی شب دیجور بن جاتا"

علامہ یوسف بنھانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب وسائل الوصول الی شمائل الرسول میں حدیث شریف نقل کرتے ہیں :-

"عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو صحابہ غم سے نڈھال ہوگئے۔ بہت سے لوگوں کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں۔ میں نے اپنے کپڑے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم مبارک ڈھانپ دیا، لوگ مختلف باتیں کرنے لگے، کسی نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت نہیں ہوئی، کسی نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے اور منافقوں کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے ان کا قلع قمع کریں گے۔ حضرت عمر نے جواب دیا جو یہ کہے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت ہوگئی ہے میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ مختلف باتوں سے شور و شغب ہوگیا۔ حضرت علی نڈھال ہو کر گھر بیٹھ گئے۔ عثمان غنی پر سکتہ کا عالم طاری ہوگیا لوگ کوئی بات پوچھتے تو ہاتھ کے اشاروں سے جواب دیتے۔ مصیبت اور غم و اندوہ کے اس طوفان میں جس کو اپنے ہوش و حواس پر کچھ قابو تھا وہ صرف ابوبکر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس موقعہ پر ابوبکر کی مدد فرمائی اور انہیں ثابت قدم رکھا۔ ابوبکر نے جب یہ آیت لوگوں کو پڑھ کر سنائی تو لوگ مطمئن ہوگئے انك میت وانهم میتون۔ ثم انكم یوم القیامة تبعثون۔"

حدیث ۱۲/ ۳۸۰۰ حدثنا ابو الخطاب زیاد بن یحیی البصری ونصر بن علی قالا حدثنا عبد الله بن بارق الحنفی قال سمعت جدی ابا ائی سماک بن الولید یحدث انه سمع ابن عباس یحدث انه سمع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یقول من كان له فرطان من امتی ادخله الله تعالی بهما الجنة فقالت له عائشة فمن كان له فرط من امتك قال ولمن كان له فرط یا موفقة قالت فمن لم یكن له فرط من امتك

---

(۱) الرجال: ابو الخطاب زیاد بن یحیی البصری، الکرمی ہے، بصرہ کی طرف نسبت ہے، ثقہ حافظ ہے۔ (۲) نصر بن علی بن نصر بن صہبان ازدی جہضمی ہے، ثقہ ثبت ہے۔ (۳) عبد اللہ بن بارق الحنفی ہے، صدوق ہے۔ (۴) سماک بن الولید الحنفی ابو المغیرہ الکوفی ہے، صدوق ہے۔ (۵) ابن عباس رضی اللہ عنہما صحابی ہے۔

(۱) فرط: پہلے مرنے والا، یعنی جو بچہ اپنے والدین سے پہلے مرجائے۔ (۲) ادخلہ الجنۃ: اس کو جنت میں داخل کرے گا، یعنی اس کی وجہ سے جنت میں داخل کرے گا۔ (۳) موفقۃ: توفیق والی، یعنی اللہ کی طرف سے توفیق یافتہ۔

(۱) ان فرط: دیکھو حدیث ۱۲/۳۸۰۰۔ (۲) باب ما جاء فی فضل من مات له ولد من المسلمین فاحتسبه: یعنی جس مسلمان کا بچہ مرجائے اور وہ اس پر ثواب کی امید رکھے اس کا فضل۔ (۳) فاحتسبه: ثواب کی امید رکھے۔ (۴) الثالثة: تیسری۔ (۵) خرجه الجماعة: اس کو جماعت نے نکالا ہے۔ (۶) من الثالثة: تیسری سے۔

marfat.com

قَالَ اَنَا فَرَطٌ لِاُمَّتِیْ لَنْ یُّصَابُوْا بِمِثْلِیْ۔

ترجمہ جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضور رسُولِ خُدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے جس شخص کے میری اُمت سے دو چھوٹے بچے فوت ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی فوتیدگی کی وجہ سے اس کو جنت میں داخل کر دے گا۔ عائشہ صدیقہ نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت سے اگر کسی کا ایک چھوٹا بچہ ہی فوت ہوا ہو۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں جس کا ایک چھوٹا بچہ بھی فوت ہوا ہو اے عائشہ تو نیک امور میں توفیق دی گئی ہے۔ عائشہ صدیقہ نے پھر عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں سے اگر کسی کا ایک بچہ بھی فوت نہ ہوا ہو تو پھر۔ تو ارشاد فرمایا تو ان کے لئے میں ذخیرۂ آخرت ہوں اس لئے کہ میرے وصال کا رنج آل اولاد سب سے زیادہ ہوگا۔

حل لغات فَرَطٌ۔ بچے کا چھٹپن میں مرجانا۔ قافلہ پہنچنے سے پہلے ایک شخص کا مقام مقررہ پر پہنچ کر پانی اور چارے وغیرہ کا بندوبست اور انتظام کرنا۔

تشریح ارشاد ہے "جس شخص کے میری امت سے دو چھوٹے بچے فوت ہو جائیں" یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُمتی میں سے کسی ایک شخص کے دو چھوٹے بچے مرجائیں تو یہ دونوں اس کیلئے آخرت کا ذخیرہ ہوں گے۔ یہ اس شخص کی سفارش کریں گے اور اس کی بخشش کا ذریعہ ہوں گے، ان کی بدولت یہ جنت میں جائے گا۔ گویا اس کے دخول جنت کا یہ بچے وسیلہ بنیں گے۔ اُم المومنین رضی اللہ عنہا کے استفسار پر تو اس شفیق اُمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یہاں تک ارشاد فرما دیا کہ اگر ایک چھوٹا بچہ فوت ہوا تو وہ بھی ذخیرہ بن جائے گا۔ نیز اُمت میں وہ لوگ کہ جن کا کوئی چھوٹا بچہ فوت نہ ہوا ہو تو ان کے متعلق ارشاد ہے "تو ان کے لئے میں ذخیرۂ آخرت ہوں" چونکہ اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمتِ اجابت ہے اس لئے اس کی شفاعت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے حدیث شریف میں ہے۔

"انا فرطکم علی الحوض" "میں حوض کوثر پر تمہارا پیش خیمہ ہوں"

یعنی پہلے جا کر تمہارے لئے تمام سہولت اور آرام کا انتظام کرنے والا ہوں۔ اس لئے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اُمت کو تعلیم دی کہ جب تمہارا چھوٹا بچہ فوت ہو جائے تو اس کی نماز جنازہ میں یہ دُعا پڑھا کرو:۔

marfat.com

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا" "یا اللہ! اس بچے کو ہمارا پیش خیمہ بنا"

یعنی یہ جو ہم سے آگے آیا ہے اس کو آخرت میں کام آنے کے لئے ہمارے لئے اجر اور ثواب بنا یا ہمارا سفارشی بنا دے۔ ایک حدیث شریف میں ہے "صغر سن بچہ جو کمذرگیا ہو اپنے ماں باپ کی سفارش کرے گا"

ارشاد ہے "میرے وصال کا رنج آل اولاد سب سے زیادہ ہوگا" یعنی میری اُمت کے میرا یہ دُنیا وی فراق ناقابل قبول صدمہ ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے "جب کسی شخص کو کوئی مصیبت پہنچے تو میری جُدائی کی مصیبت سے تسلی حاصل کرے" حضرت احمد عبد الجواد الدومی تحریر فرماتے ہیں لے

" وکان الرجل من اھل المدینۃ الشریفۃ اذا اراد من یعزی اخاہ عزاہ فی النبی قبل ان یعزیہ فی مصیبتہ "

لے الاتحافات الربانیہ متنہ

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ وَفَاۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ الہ وسلم

پورا ہوگیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَاءَ فِی مِیْرَاثِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ باب حضور رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ترکہ کے بیان میں ہے۔
(اس باب میں سات احادیث ہیں)

حل لغات

مِیْرَاثٌ۔ ترکہ۔ میّت کا چھوڑا ہُوا مال، خواہ کسی صُورت میں ہو۔

تشریح

اس باب میں حضور سرورِ کون ومکان، خاتم النبیین، شفیع المذنبین، صاحبِ قاب قوسین اَو اَدنیٰ جناب احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ترکہ کا بیان ہے۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب ترکہ صدقہ ہے۔ اس مسئلہ میں اہل سنّت وجماعت متفق ہیں۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ترکہ میں ہتھیار، ایک سفید خچر اور کچھ زمین تھی جو کہ صدقہ فرمادی۔ اسلحۂ خود، نیزہ، تلوار اور زرہ پر مشتمل تھا۔ صاحبِ اتحافات الربانیہ حضرت علامہ عبدالجواد الدومی ص۲۰۵ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"وفی الباب سبعۃ احادیث ومنہ ندرک ان ھذا الرسول العظیم قد ودع الدنیا بمثل ماجاء ھا لم یکنز الاموال ولم یترک القصور، ان ماکان عف الید واللسان، طاھر النفس والقلب، نظیف

"یعنی اس باب میں سات احادیث ہیں ان احادیث سے ہم سمجھے ہیں کہ اِس عظیم شان والے رسُول نے دنیائے فانی کو اس حالت میں چھوڑا ہے جس حالت میں پایا تھا، نہ تو دولت کے ڈھیر لگائے اور نہ ہی اپنے بعد محلّات چھوڑے اِس

السیرۃ والثیاب، مسکینا من المساکین، ونفسہ اعلیٰ من نفوس الملوک، تلامیذہ اساتذۃ العالمین، ولقد انتقل الی الرفیق الاعلیٰ ولم یترک شیئا من الحطام الفانی، وانما ترک لنا ما ان تمسکنا بہ لن نضل بعدہ ابدا، کتاب اللہ وسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، یا امۃ الاسلام، ان میراث نبیکم فی کتاب اللہ والسنۃ الھادیۃ فحافظوا علیھما تکونوا من الصالحین"

میں کوئی شک نہیں۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں اور زبان سے عفت و پاکیزگی ظاہر ہوتی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نفس پاک دلِ مقدس، سیرت عمدہ اور کپڑے ستھرے تھے، اگرچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود اقدس تمام مسکینوں میں سے ایک مسکین جیسا تھا، لیکن شان یہ تھی کہ دنیا کے تمام شہنشاہوں سے ارفع و اعلیٰ، اور آپ کے شاگرد یعنی صحابہ کرام تمام دنیا کے اساتذہ تھے، اور یقیناً جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبوبِ حقیقی سے واصل ہوئے، اس وقت حقیر و فانی دنیا کی کوئی چیز نہیں چھوڑی، اور درحقیقت ہمارے لئے ایک ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر ہم اس کو مضبوطی سے پکڑ لیں تو کبھی بھی گمراہ نہ ہوں گے اور وہ قرآن مجید اور سنتِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اے ملتِ اسلامیہ! بیشک آپ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث قرآن مجید اور سنت ہے جو کہ ہدایت کے راستے پر پہنچا دیتی ہے۔ پس ان دونوں چیزوں کی حفاظت کرو تو صالح بن جاؤ گے۔"

حدیث ۱/ ۳۸۱ حدثنا احمد[1] بن منیع حدثنا حسین[2] بن محمد حدثنا اسرائیل[3] عن ابی اسحاق[4] عن عمرو بن الحارث اخی جویریہ لہ صحبۃ قال ما ترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا سلاحہ وبغلتہ وارضا جعلہا صدقۃ۔

ترجمہ عمرو بن الحارث جو کہ ام المومنین جویریہ رضی اللہ عنہا کا بھائی ہے سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ بھی نہیں چھوڑا مگر اپنے ہتھیار، ایک اپنی خچر اور کچھ زمین جو کہ صدقہ فرمادی۔

حل لغات سلاحہ۔ ہتھیار۔ بغلتہ۔ خچر۔

تشریح شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ "یہ حصر اضافی ہے کیونکہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدن مبارک کے کچھ کپڑے اور کچھ گھر کا سامان بھی چھوڑا تھا یا شاید ان چیزوں کا ذکر اس لئے نہیں کیا کہ بہت تھوڑی تھیں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خچر کا نام دُلدل تھا اور اس کا رنگ سفید تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہتھیار، خود نیزہ، تلوار اور زرہ تھی۔

حدیث ۲/ ۳۸۲ حدثنا محمد[1] بن المثنی حدثنا ابو الولید[2] حدثنا حماد[3] بن سلمۃ عن محمد[4] بن عمرو عن ابی سلمۃ[5] عن ابی ھریرۃ[6] قال جاءت فاطمۃ الی ابی بکر رضی اللہ عنہما فقالت من یرثک فقال اھلی وولدی فقالت مالی لا ارث ابی فقال ابو بکر سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول لا نورث ولکنی اعول علی من کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعولہ وانفق علی من کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ینفق علیہ۔

ترجمہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (خاتون جنت) فاطمۃ الزہرا علیہا السلام جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف فرما ہوئیں اور فرمایا آپ کا وارث کون ہوگا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے گھر والے اور میری اولاد۔ تو سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں اپنے والد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وارث کیوں

اسماء الرجال ص ۳۸۴
۱ احمد بن منیع۔ دیکھو ص ۳۲
۲ حسین بن محمد البصری ثقہ
۳ اسرائیل۔ دیکھو ص ۳۲
۴ ابو اسحٰق السبیعی۔ دیکھو ص ۳۲

اسماء الرجال ص ۳۸۴
۱ محمد بن المثنی۔ دیکھو ص ۳۲
۲ ابو الولید
۳ حماد بن سلمۃ۔ دیکھو ص ۳۲
۴ محمد بن عمرو
۵ ابو سلمۃ
۶ ابو ہریرۃ۔ دیکھو ص ۳۲

نہیں بن سکتی۔ پس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سُنا ہے کہ ہماری وراثت نہیں ہے اور لیکن میں روٹی کپڑا ان کو دیتا ہوں جن کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روٹی کپڑا مرحمت فرماتے تھے اور میں ان لوگوں پر خرچ کروں گا جن پر سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرچ فرماتے تھے۔

حل لغات اَھْوَل۔ میں روٹی کپڑا دیتا رہوں گا۔ عِیَالَۃ مصدر ہے جس کے معنی خبر گیری کرنا، پرورش کرنا اور روٹی کپڑا دینا ہے۔

تشریح ارشاد ہے "آپ کا وارث کون ہوگا" یعنی اے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب آپ کا وصال ہو جائے گا تو پھر آپ کے ترکہ کا وارث کون ہوگا تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ "میرے گھر والے اور میری اولاد" یعنی یہ وارث ہوں گے تو سیدۃ النساء علیہا السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ "میں اپنے والد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وارث کیوں نہیں بن سکتی ہوں" شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"فاطمہ رضی اللہ عنہا اس سوال سے آں کردکہ شنیدہ بود از ابوبکر رضی اللہ عنہ کہ از پیغمبر خدا ارث بردہ نمی شود تا استدلال کند"

"یعنی سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے یہ استدلال اس لئے کیا تھا کہ ان کو یہ معلوم ہوا تھا کہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ورثہ نہیں ہے لہٰذا یہ سوال کیا۔"

ارشاد ہے "پس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سُنا ہے کہ ہماری وراثت نہیں ہے" یعنی ہم (انبیاء) کا کوئی وارث نہیں ہوتا بلکہ تمام سامان قوم کی ملکیت ہوتا ہے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کچھ چھوڑ کر گئے ہی نہیں۔ بخاری شریف کتاب 'وصایا' میں عمرو بن الحارث سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔

"مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم عِنْدَ مَوْتِهٖ دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَّلَا عَبْدًا وَّلَا اَمَةً وَّلَا شَيْئًا اِلَّا بَغْلَتَهٗ

"رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وصال کے وقت نہ تو کوئی دینار چھوڑا، نہ درہم نہ غلام، نہ لونڈی، نہ کچھ اور مگر ایک سفید خچر اور کچھ

البیضاء وسلاحہ وانہ ضاجعلہا صدقۃ۔"

اسلحہ اور کچھ زمین جسے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقہ کر دیا تھا۔"

نیز ابوداؤد میں ہے کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:۔

"ما ترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دینارا ولا درھما ولا بعیرا ولا شاۃ"

یعنی "جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ کوئی دینار چھوڑا، نہ درہم، نہ اونٹ، نہ بکری"

اسی لئے ارشاد فرمایا:۔

"لا نورث ما ترکنا صدقۃ"

"یعنی ہم (انبیاء) کسی کو وارث نہیں بناتے جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔"

(کتاب الجہاد۔ بخاری شریف)

حدیث ۳۸۳

حدثنی محمد بن المثنی حدثنا یحیی بن کثیر العنبری ابو غسان حدثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی البختری انّ العباس وعلیا جاء الی عمر یختصمان یقول کل واحد منھما لصاحبہ انت کذا انت کذا فقال عمر لطلحۃ والزبیر وعبد الرحمن بن عوف وسعد انشدکم باللہ اسمعتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول کل مال نبی صدقۃ الا ما اطعمہ انا لا نورث وفی الحدیث قصۃ۔

ترجمہ ابوالبختری سے روایت ہے یہ کہ حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ اس حال میں کہ دونوں حضرات باہم جھگڑ رہے تھے۔ ان میں سے ہر ایک دوسرے کو کہہ رہا تھا کہ تو ایسا ہے تو ایسا ہے تو جناب عمر نے جناب طلحہ، جناب زبیر، جناب عبدالرحمٰن بن عوف اور جناب سعد رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مخاطب فرما کر فرمایا۔ میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلاتا ہوں کہ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ نہیں سنا کہ وہ فرماتے تھے نبی کا سارا مال صدقہ ہوتا ہے مگر صرف اتنا جو کہ وہ اپنے اہل وعیال کو کھلائے ہماری وراثت نہیں ہے اور اس حدیث میں ایک واقعہ ہے۔

اسماء الرجال ص ۳۸۳
۱۔ محمد بن المثنی، دیکھو صفحہ ۵۲
۲۔ یحیی بن کثیر العنبری ابو غسان
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۳۔ شعبہ، دیکھو صفحہ ۵۲
۴۔ عمرو بن مرۃ، دیکھو صفحہ ۳۲
باب ما جاء فی صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲۴
۵۔ ابو البختری، صاحب اتحاف الوریٰ نے لکھا ہے کہ اسمہ سعید بن عمران وقیل فیروز

حل لغات اَنْشُدُکُمْ۔ میں تم کو قسم دلاتا ہوں۔ نَشْدٌ مصدر ہے قسم دلانا یا اللہ تعالیٰ کا نام یاد دلا کر کوئی بات پوچھنا۔

تشریح ارشاد ہے" دونوں باہم جھگڑا کر رہے تھے" یعنی سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ترکہ کے متعلق جھگڑا کر رہے تھے۔ ارشاد ہے" ان میں سے ہر ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا کہ تو ایسا ہے تو ایسا ہے" یعنی حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم جناب عباس رضی اللہ عنہ کو کہہ رہے تھے کہ چونکہ آپ چچا ہیں لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک قرابت رکھتے ہیں' اور میں چچا زاد ہوں' قرابت دار ہوں۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنی فرزندی میں قبول کیا تھا' میری پرورش خود بنفسِ نفیس فرمائی تھی۔ دوسری طرف حضرت عباس بھی اسی طرح کی کلام فرما رہے تھے۔ شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں" کہ اس جھگڑے میں اسی قسم کی باتیں ہو رہی تھیں' کوئی اور کسی قسم کا گالی گلوچ یا سب وشتم نہ تھا۔" ارشاد ہے" اور اس حدیث میں ایک واقعہ ہے" یعنی متبنیٰ ٹکڑا اس باب میں تعلق رکھتا تھا وہ صاحب شمائل رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کر دیا ہے۔ چونکہ باقی واقعہ عنوان باب سے متعلق نہیں تھا اس لئے اسے ذکر نہیں کیا۔

حدیث ۳۸۴ حدثنا محمد بن المثنیٰ حدثنا صفوان بن عیسیٰ عن اسامۃ بن زید عن الزھری عن عروۃ عن عائشۃ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَا فَھُوَ صَدَقَۃٌ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔

تشریح ارشاد ہے" جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے" یعنی انبیاء کرام جو کچھ بھی چھوڑ کر وصال پا جائیں وہ سب کا سب صدقہ ہوتا ہے۔ حضرت علامہ مولینا عبد الرؤف صاحب المناوی المصری المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں:۔

" قال الحافظ ابن حجر الذی یظھر " یعنی حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو

ان ما ترك النبي بعد من جنس الاوقاف المطلقة ينتفع بها من يحتاج اليها وتقر تحت يد من يؤتمن عليها ولهذا كان له عند سهل قدح وعند انس اخر وعند عبد الله ابن سلام اٰخر، وكان الناس يشربون منها تبركا وكانت جبة عند اسماء بنت ابي بكر الى غير ذلك مما هو معروف"

بات اس سے ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے بعد جو چیز رہ گئی ہے وہ محض وقف تھی جو اس کا محتاج ہوتا تھا وہ اس سے نفع حاصل کرتا، نیز وہ چیز اسی کے قبضہ میں رہی جو امانت سمجھ کر استعمال کرتے تھے۔ اسی واسطے حضرت سہل کے پاس ایک پیالہ تھا، حضرت انس کے پاس ایک دوسرا پیالہ تھا اور اسی طرح حضرت عبداللہ بن سلام کے پاس ایک تیسرا پیالہ تھا، اور صحابہ کرام اور دیگر حضرات ان پیالوں میں پانی ڈال کر بطور تبرک پیتے تھے۔ اور اسماء بنت ابی بکر کے پاس حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جبہ مبارک تھا۔ ان معروف اشیاء میں سے یہ مشہور چیزیں ذکر کی گئی ہیں۔"

حدیث ۵ / ۳۸۵ حدثنا محمد بن بشار حدثنا عبد الرحمٰن بن مهدي حدثنا سفيان عن ابي الزناد عن الاعرج عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال لا يقسم ورثتي دينارا ولا درهما ما تركت بعد نفقة نسائي ومؤنة عاملي فهو صدقة۔

ترجمہ ابی ہریرہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے وارث (تقسیم نہ کریں میرے مال سے آپس میں دینار کو یا درہم کو، جو کچھ میری بیویوں اور میرے عامل کے خرچہ کے

اسماء الرجال
۱ محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ۳۸۴
۲ عبد الرحمٰن بن مہدی۔ دیکھو حدیث ۳۸۴
۳ سفیان۔ دیکھو حدیث ۳۸۴
۴ ابو الزناد۔ دیکھو حدیث ۳۸۴
۵ الاعرج۔ دیکھو حدیث ۳۸۴
۶ ابی ہریرہ۔ دیکھو حدیث ۳۸۴

بعد نبیؐ جائے وہ صدقہ ہے۔

تشریح ارشاد ہے "(میرے وارث) تقسیم نہ کریں میرے مال سے آپس میں دینار یا درہم کو" یہ نفی نہی کی ہے، ارشاد ہے "جو کچھ میری بیویوں اور میرے عامل کے خرچہ کے بعد بچ جائے وہ صدقہ ہے" یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات پر خرچ کرنا ہے، ان کو نان ونفقہ ادا کرنا ہے۔ حضرت سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں "کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے بعد شادی کرنا حرام ہے لہٰذا انکو نان نفقہ ادا کرنا فرض ہے" حضرت قاضی محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:-

"گفتہ اند کہ عدت بر ایشاں نیست کہ نبی علیہ السلام وسائر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام زندہ اند با جساد در قبر خود ہا"

"یعنی محدثین نے فرمایا ہے کہ ازواج مطہرات پر عدت نہیں ہے کیونکہ نبی علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں اپنے وجود کے ساتھ زندہ ہیں"۔

اور عامل سے مراد خلیفہ ہے جو کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مقرر ہو، بعض علماء نے فرمایا ہر وہ عاقل جو مسلمان ہو درحقیقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی عامل ہے۔

حدیث ۶ ع ۳۸۶ حدثنا الحسن بن علی الخلال حدثنا بشر بن عمر قال سمعت مالک بن انس عن الزھری عن مالک بن اوس بن الحدثان قال دخلت علی عمر فدخل علیہ عبد الرحمن بن عوف وطلحۃ وسعد وجاء علی والعباس یختصمان فقال لھم عمر انشدکم الذی باذنہ تقوم السماء والارض اتعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لا نورث ما ترکنا صدقۃ فقالوا اللھم نعم وفی الحدیث قصۃ طویلۃ۔

ترجمہ مالک بن اوس فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر فاروق کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اتنے میں عبد الرحمن بن عوف

اسماء الرجال: ص ۳۸۶ ج ۱ ۔ الحسن بن علی الخلال: ثقہ، صاحب ہے۔ لہ تصانیف۔ بشر بن عمر: ثقہ، متقن ہے۔ لہ تصانیف۔ مالک بن انس: ثقہ، فقیہ ہے۔ لہ تصانیف۔ الزہری: ثقہ، فقیہ ہے۔ لہ تصانیف۔ مالک بن اوس: ثقہ ہے۔ ابو سعید المدنی: ثقہ ہے۔ لہ تصانیف۔ ابو مرۃ: ثقہ ہے۔ لہ تصانیف۔ عمر: ثقہ، فقیہ ہے۔ لہ تصانیف۔ عبد الرحمن بن عوف: ثقہ، فقیہ ہے۔ لہ تصانیف۔ طلحۃ: ثقہ، فقیہ ہے۔ لہ تصانیف۔ سعد: ثقہ، فقیہ ہے۔ لہ تصانیف۔ علی: ثقہ، فقیہ ہے۔ لہ تصانیف۔ العباس: ثقہ، فقیہ ہے۔ لہ تصانیف۔

marfat.com

طلحہ اور سعد رضی اللہ عنہم بھی تشریف لے آئے اور علی المرتضیٰ اور عباس رضی اللہ عنہم بھی باہم جھگڑتے ہوئے آگئے تو حضرت عمرؓ نے ان صحابہ کبار کو مخاطب کر کے فرمایا تمہیں اس ذات اقدس کی قسم جس کے حکم و ارادہ سے یہ زمین و آسمان قائم ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ہماری وراثت نہیں جو کچھ ہم چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ پس ان تمام حضرات نے کہا اے اللہ! ہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح فرمایا ہے۔ اس حدیث میں ایک طویل واقعہ ہے۔

تشریح حدیث ۳ اسی باب میں اس کی شرح گذر چکی ہے۔ یہاں اس کے اسناد مختلف ہیں۔

حدیث ۳۸۷ حدثنا محمد[1] بن بشار حدثنا عبدالرحمٰن[2] بن مهدی حدثنا سفیان[3] عن عاصم[4] بن بهدلة عن زر[5] بن حبیش عن عائشة[6] قالت ماترك رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم دینارا ولا درهما ولا شاة ولا بعیرا قال واشك في العبد والامة۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں وصال کے بعد حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو دینار نہ ہی درہم، نہ ہی بکری اور نہ ہی اونٹ چھوڑا۔ راوی فرماتے ہیں کہ مجھے شک ہے کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے غلام اور لونڈی کا ذکر نہیں فرمایا۔

تشریح دوسری روایت میں آتا ہے جو کہ بخاری میں جویریہ سے ہے وہ فرماتی ہیں "ولا عبدا ولا امة" کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ غلام اور نہ ہی لونڈی وصال کے بعد چھوڑی"۔

باب ما جاء في میراث رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم پورا ہو گیا۔

○

اسماء الرجال حدیث ۳۸۷
1 محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ۳۸۶
باب ما جاء في حث رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم علی دیکھو
2 عبدالرحمٰن بن مہدی دیکھو حدیث ۳۸۶ باب ما جاء في حث رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم
3 سفیان۔ دیکھو حدیث ۳۸۶
باب ما جاء في حث رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم
4 عاصم بن بہدلہ۔ الفتح المشهور مولی بنی اسد ثقة تغیر حفظه وقد قال الدارقطني في حفظه شيء وحدیثه في الصحیحین
5 زر بن حبیش۔ دیکھو حدیث ۳۸۶ باب ما جاء في صوم رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم
6 عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ۳۸۶ باب ما جاء في نشر رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم

marfat.com

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ رُؤْیَةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فِی الْمَنَامِ

اِس باب میں جناب رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھنے کا بیان ہے
(اس باب میں سات احادیث ہیں)

حل لغات رُؤْیَةٌ۔ دیکھنا (آنکھ سے یا دل سے) رَاٰمَةٌ یا رَائِیَةٌ یا رَءِیَانٌ۔ گمان کرنا۔ سُلگانا۔ پھیپھڑے پر مارنا۔
اَلْمَنَام۔ خواب، نیند۔ اس کی جمع مَنَامَات ہے۔

تشریح اس باب میں حضور فخرِ کون و مکان، سیّد الانس والجان، صاحبِ شفاعتِ کبریٰ، سیّد العرب والعجم، احمد مجتبیٰ جناب سیّدنا محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جس نے نیند میں دیکھا اُس نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہی دیکھا۔ شیطان آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شکل میں نہیں آسکتا کافر کہے۔

حضرات عُلماءِ کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین اہلِ سُنّت وجماعت نے اِس امر کو بھی وضاحت سے بیان فرمایا ہے کہ حضور پاک شفیع المذنبین سردارِ کُل انبیاء جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیداری میں اولیاء اللہ کو زیارت نصیب ہوئی ہے۔ ائمہ شافعیہ میں غزالی، بارزی ابن السبکی اور رافعی رحمہم اللہ علیہم جیسے حضرات فرماتے ہیں۔

"ان جماعة من ائمة الشریعة نصوا	یعنی "ائمہ شریعت کی ایک جماعت نے تصریح
علی ان من کرامته الولی انه یری	کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی ولی کرامت کے
النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم ویجتمع	طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت

marfat.com

به فی الیقظة ویاخذ عنه ما فتح له من معارف ومواهب "

بحالتِ بیداری بھی کرسکتا ہے اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں حاضر بھی ہوسکتا ہے بلکہ اپنی استعداد کے مناسب علوم و معارف کا استفادہ بھی کرسکتا ہے۔"

مالکیہ میں امام قرطبی، حافظ ابن ابی جمرہ، امام ابن الحاج وغیرہ حضرات بعض اولیاءِ کرام کے حالات المدخل میں نقل کرتے ہیں:[1]

"انه حضر مجلس فقیه فروی ذالك الفقیه حدیثا فقال له الولی هذا الحدیث باطل فقال الفقیه ومن این ذالك هذا فقال هذا النبی صلی الله علیه وآله وسلم واقف علی ما اسلك یقول انی لم اقل هذا الحدیث وکشف للفقیه فراٰه۔"

"یعنی وہ کسی فقیہ کی مجلس میں تشریف لے گئے۔ اس فقیہ نے کوئی روایت بیان کی یہ ولی بولے یہ حدیث تو باطل ہے۔ اس فقیہ نے کہا تم نے یہ کیسے حکم لگا دیا۔ اس ولی اللہ نے کہا یہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے سامنے کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ حدیث میں نے نہیں کہی ہے۔ اس فقیہ کو بھی اس امر کا انکشاف ہوگیا اور اس نے بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ لیا۔"

[1] المدخل، ج ۲، ص ۲۶۴
بحوالہ برجمان السنہ، ج ۳، ص ۳۸۱

حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" ولو حجبت عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم طرفة عین ما عددت نفسی من المسلمین"

یعنی "اگر میرے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان ایک پلک جھپکنے کے برابر بھی حجاب پڑ جائے تو میں اپنے آپ کو زمرۂ مسلمین میں شمار نہ کروں۔"

حضرت الشیخ سراج الدین بن الملقن طبقات الاولیاء میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت شیخ المشائخ قطب الاقطاب

marfat.com

غوث الاعظم السید شیخ عبد القادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی" نیز فرماتے ہیں:-

"وكان الشيخ عبد الغفار يزور رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في كل ساعة"

"حضرت الشیخ عبد الغفار رحمۃ اللہ علیہ ہر وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا کرتے تھے۔"

علامہ عبد الوہاب شعرانی الیواقیت والجواہر جلد ۱ صـ ۱۳۳ پر تحریر فرماتے ہیں:-

"قال الشيخ جلال الدين السيوطي رحمة الله عليه رايت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في اليقظة بضعا وسبعين مرة وقلت له في مرة منها اهل انا من اهل الجنة يا رسول الله فقال نعم فقلت من غير عذاب ليسبق فقال لك ذالك"

"حضرت علامہ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بحالت بیداری کچھ اوپر ستر مرتبہ دیکھا ہے۔ ایک بار میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں جنتی ہوں۔ ارشاد فرمایا ہاں! میں نے عرض کیا کہ عذاب کے بغیر؟ ارشاد فرمایا جاؤ تمہارے لئے یہ بھی سہی۔"

حدیث حدثنا محمد بن بشار حدثنا عبد الرحمٰن بن مهدي حدثنا سفين عن ابي اسحٰق عن ابي الاحوص عن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ مَنْ رَاٰنِيْ فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِيْ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِيْ۔

ترجمہ جناب عبد اللہ سے روایت ہے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا پس یقیناً اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔

اسماء الرجال صحیح مسلم شریف

۱ محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ۳۸۸ یا دیکھو فی حدیث عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ

۲ عبد الرحمٰن بن مہدی۔ دیکھو حدیث ۳۸ یا دیکھو فی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ

۳ سفیان۔ دیکھو حدیث ۳۸ یا دیکھو فی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ

۴ ابی اسحٰق۔ دیکھو حدیث ۳۸ یا دیکھو فی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ

۵ ابو الاحوص

۶ عبد اللہ۔ دیکھو حدیث ۳۸ یا دیکھو فی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ

marfat.com

تشریح ارشاد ہے "کیونکہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا" یعنی شیطان کو یہ قدرت اور طاقت ہی نہیں کہ وہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شکل و صورت میں ظاہر ہو سکے۔ صاحب اتحافات الربانیہ علامہ عبدالمجواد الدومی اپنی شرح کے صفحہ ۲۰۶ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"وھذا معجزۃ لہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم" یعنی "اور یہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا معجزہ ہے"۔

حضرت علامہ عبدالرؤف المناوی المصری المتوفی ۱۰۳۱ھ جمع الوسائل جلد ۲ صفحہ ۲۳۱ کے حاشیہ پر ہے:۔

"لانہ سبحانہ وتعالیٰ جعلہ رحمۃ اللعالمین ھادیا للضالین محفوظا عن وسواس الشیطین واذا تنور العالم بنورہ وجودہ وحیث الشیطین لمیلادہ وھدمت بنیان الکھنۃ فکیف یتصور ان یتمثل الشیطان بصورۃ"

"جبکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے رحمۃ اللعالمین بنایا، گمراہوں کے لئے ہادی بنایا، ہر قسم کے شیطانی وسوسوں سے محفوظ رکھا اور جبکہ آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وجود انور کے نور سے کل عالم کو منور فرمایا اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیدائش کے وقت شیطانوں پر شنگباری کر دی گئی اور اسی وقت کہانت کی بنیادوں کو گرا دیا گیا تو یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے اور تصور کیا جا سکتا ہے کہ شیطان (نعوذ باللہ) آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شکل اختیار کر سکتا ہے"۔

حدیث ۲/۳۸۹ حدثنا محمد بن بشار ومحمد بن المثنی قالا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبۃ عن ابی حصین عن ابی صالح عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطن لا یتصور او قال لا یتشبہ بی۔

ترجمہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا

marfat.com

جس نے مجھے خواب میں دیکھا پس یقیناً اس نے مجھے ہی دیکھا، اس لئے کہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا یا فرمایا میری مانند نہیں ہو سکتا۔

حل لغات لَا يَتَصَوَّرُ۔ وہ میری صورت میں نہیں آسکتا۔ اَلتَّصَوُّرُ۔ خیال میں لانا، ذہن میں لانا۔ صورت شدن، صورت بستن، تصور ماندھنا۔ لَا يَتَشَبَّهُ۔ وہ میری مانند نہیں ہو سکتا۔ اَلتَّشَبُّهُ۔ مانند گی کردن، مانند ہونا۔

تشریح اگرچہ شیطان کو یہ قدرت اور طاقت حاصل ہے کہ وہ انسانی صورت و شکل میں ظاہر ہو مگر شیطان کی ہر گز ہرگز یہ قدرت و طاقت نہیں کہ وہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانی شکل و صورت مبارک اختیار کر سکے۔ حضرت استاذ گرامی شیخ الحدیث صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب مدظلہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "شیطان جبکہ نیند کی حالت میں آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانی شکل بنانے پر قادر نہیں تو عالم بیداری میں قطعاً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکل، صورت اور جسم کی مانند بن کر نہیں آسکتا۔ لہٰذا اس عالم بیداری میں جن گرامی قدر حضرات نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت انوار ہی سے مشرف ہوئے ہیں۔"

حدیث ۳۹ حدثنا قتیبۃ حدثنا خلف بن خلیفۃ عن ابی مالک الاشجعی عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من رانی فی المنام فقد رانی قال ابو عیسیٰ وابو مالک ھذا ھو سعد بن طارق بن اشیم وطارق بن اشیم ھو من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقد روی عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احادیث وسمعت علی بن حجر یقول قال خلف بن خلیفۃ رایت عمرو بن حریث صاحب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانا غلام صغیر۔

طارق بن اشیم سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ترجمہ جس نے مجھے نیند میں دیکھا پس یقیناً اس نے مجھے ہی دیکھا۔

اسماء الرجال میں ہے: قتیبہ بن سعید ... ما جاء فیمن رآنی فی المنام ... والمراد بہ من رآہ فی حیاتہ ... ثم رآہ فی المنام ... وقد روی عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احادیث ... وسمعت علی بن حجر یقول ... رایت عمرو بن حریث صاحب النبی ... وانا غلام صغیر ... روی عنہ ... مسلم ... وغیرھما۔

marfat.com

تشریح یعنی کوئی اور حضور سرا پا نور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شکل و صورت میں ظاہر نہیں ہو سکتا ہے۔ لہٰذا جس نے بھی خواب میں یا بیداری میں حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت کی تو وہ یقیناً آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت پاک سے ہی مشرف ہوا ہے۔ بخاری اور مسلم شریف میں ہے۔

"مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي الْيَقْظَةِ وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِيْ"

"جس نے مجھے نیند میں دیکھا عنقریب وہ مجھے بیداری میں دیکھے گا اور شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔"

محدث کبیر استاذ الاساتذہ حضرت مولینا مولوی محمد ایوب صاحب خطیب جامع مسجد سنگ مرمر پشاور (رحمۃ اللہ علیہ) تحفۃ الفحول میں تحریر فرماتے ہیں۔ "ائمہ کرام کی ایک جماعت حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بیداری کے عالم میں دیکھنے کے ممکن ہونے اور واقع ہونے کی قائل ہے۔"

حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض مجامیع سے تحریر کیا ہے کہ میرے سردار حضرت احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے حج کرنے کے بعد مدینہ منورہ کی حاضری دی تو کچھ دیر توقف کے بعد حجرہ شریف کی طرف متوجہ ہو کر یہ اشعار پڑھے۔

فی حالة البعد روحی کنت ارسلها ... فتقبل الارض عنی فهی نائبتی

وهذه نوبة الاشباح قد حضرت ... فامدد یدك تحظی بها شفتی

جب یہ اشعار پڑھے تو سید پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا دست مبارک قبر شریف سے رونق افروز ہوا تو دست مبارک پر حضرت سیدی سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے بوسہ دیا۔"

حدیث ۴/۳۹۱ حدثنا قتیبة هو ابن سعید حدثنا عبد الواحد بن زیاد عن عاصم بن کلیب حدثنی ابی انه سمع ابا هریرة یقول قال رسول الله صلی الله علیه والہ وسلم مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُنِي قَالَ أَبِي فَحَدَّثْتُ بِهِ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ قَدْ رَأَيْتُهُ فَذَكَرْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ فَقُلْتُ شَبَّهْتُهُ

اسماء الرجال: حدیث ۴/۳۹۱ کے راوی۔ قتیبہ ابن سعید۔ عبد الواحد ابن زیاد۔ عاصم ابن کلیب۔ کلیب والد عاصم۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ حسن ابن علی رضی اللہ عنہما۔

حدیث پاک ہذا صحیح مسلم شریف کی ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سنا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کلیب والد عاصم سے بیان کیا۔ عاصم نے اپنے والد کلیب سے بیان کیا۔ کلیب نے عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حسن ابن علی رضی اللہ عنہما سے بیان کیا۔ الغرض یہ حدیث پاک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ اور صحیح مسلم شریف میں درج ہے۔

بِهٖ فَقَالَ بْنُ عَبَّاسٍ اِنَّهٗ كَانَ يُشْبِهُهٗ ۔

ترجمہ کُلیب فرماتے ہیں کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ وہ فرماتے تھے کہ حضُور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا یقیناً اُس نے مجھے ہی دیکھا اس لئے کہ شیطان میری صُورت میں نہیں آسکتا۔ کلیب فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ حدیث بیان کی، اور میں نے کہا کہ میں نے حضُور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے۔ پس مجھے حسن بن علی علیہما السلام یاد آگئے۔ سو میں نے (ابن عباس کو) کہا کہ وہ شبیہ مبارک جو خواب میں میں نے دیکھی تھی وہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے زیادہ مشابہ تھی پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ بے شک وہ ان کے ہم شکل تھے۔

تشریح ارشاد ہے "پس مجھے حسن بن علی علیہما السلام یاد آگئے"۔ یعنی امام حسن علیہ السلام سے حضُور صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل نُورانی ملتی جُلتی ہے۔ ارشاد ہے "پھر ابن عباس نے فرمایا بے شک وہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان (علیہ السلام) کے ہم شکل تھے" جناب سیدنا امیر المومنین امام حسن علیہ السلام سر سے لے کر سینہ تک اور جناب شہید کربلا امام ہمام سیدنا امام حسین علیہ السلام سینہ سے نیچے حضُور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے۔ حضرت اسد اللہ الغالب امام الاولیاء سیدنا امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا ارشاد ہے۔ وہ فرماتے ہیں:۔

"الحسن اشبه رسول الله صلى الله عليه آله وسلم ما بين الصدر الى الرأس والحسين اشبه النبي صلى الله عليه وآله وسلم ماكان اسفل من ذالك"	یعنی "(امام) حسن (علیہ السلام) سر سے سینہ تک اور (امام) حسین (علیہ السلام) سینہ سے نیچے حضُور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے۔"

حدیث ۳۹۲ حدثنا محمد بن بشار حدثنا ابن ابی عدی و محمد بن جعفر قالا حدثنا عوف عن ابی جمیلة هن یزید الفارسی وکان یکتب المصاحف قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فِي الْمَنَامِ زَمَنَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم فِي النَّوْمِ فَقَالَ بْنُ عَبَّاسٍ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم كَانَ يَكُوْلُ اِنَّ

اسماء الرجال صفحہ ۳۴۲
محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ۳۹۲
باب ماجاء فی من رأی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی المنام
ابن ابی عدی۔ دیکھو حدیث ۳۹۲
عوف۔ دیکھو حدیث ۳۹۲
یزید الفارسی۔ ہم نہ پہچان سکے۔
خبر لہ مسلم فی الرؤیا
والنسائی۔ فی کبری کما فی تحفۃ الاشراف۔ وھو الصواب یوم الخمیس
عبد اللہ الفقیہ
الی سنۃ مائۃ۔

marfat.com

الشَّيْطَانُ لَا يَتَمَثَّلُ بِي فَمَنْ رَآنِي فِي النَّوْمِ فَقَدْ رَآنِي هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَنْعَتَ هٰذَا الرَّجُلَ الَّذِي رَأَيْتَهُ فِي النَّوْمِ قَالَ نَعَمْ أَنْعَتُ لَكَ رَجُلًا بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ جِسْمُهُ وَلَحْمُهُ أَسْمَرُ إِلَى الْبَيَاضِ أَكْحَلُ الْعَيْنَيْنِ حَسَنُ الضَّحِكِ جَمِيلُ دَوَائِرِ الْوَجْهِ قَدْ مَلَأَتْ لِحْيَتُهُ مَا بَيْنَ هٰذِهِ إِلَى هٰذِهِ قَدْ مَلَأَتْ نَحْرَهُ قَالَ عَوْفٌ وَلَا أَدْرِي مَا كَانَ مَعَ هٰذَا النَّعْتِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَوْ رَأَيْتَهُ فِي الْيَقْظَةِ مَا اسْتَطَعْتَ أَنْ تَنْعَتَهُ فَوْقَ هٰذَا۔ قال ابوعیسیٰ ویزید الفارسی ھو یزید بن ھرمز وھو اقدم من یزید الرقاشی وروی یزید الفارسی عن ابن عباس رضی اللہ عنھما احادیث ویزید الرقاشی لم یدرک ابن عباس وھو یزید بن ابان الرقاشی وھو یروی عن انس بن مالک ویزید الفارسی ویزید الرقاشی فلا ھما من اھل البصرۃ وعوف بن ابی جمیلۃ ھو عوف الاعرابی حدثنا ابود اؤد سلیمان بن سلم البلخی حدثنا النضر بن شمیل قال قال عوف الاعرابی انا اکبر من قتادۃ۔

ترجمہ یزید الفارسی سے روایت ہے اور وہ قرآن مجید لکھا کرتے تھے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ اس وقت ابن عباس زندہ تھے۔ میں نے یہ خواب ابن عباس کو بیان کی تو ابن عباس نے فرمایا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقیناً فرماتے تھے کہ بیشک شیطان طاقت نہیں رکھتا کہ میری صورت پہ آئے لہٰذا جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا۔ کیا تو اس (صلی اللہ علیہ وسلم) شخص کی صورت مبارک کو جسے تو نے خواب میں دیکھا ہے بیان کرنے کی طاقت رکھتا ہے کہا کہ ہاں میں آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مبارک اور قد مبارک دونوں درمیانہ اور معتدل تھے۔ رنگ مبارک گندمی مائل بسفیدی تھا، آنکھیں مبارک سرگیں، خندہ رو، خوبصورت، گول چہرہ اقدس، گھنی داڑھی مبارک چہرۂ اقدس کو گھیرے ہوئے تھی، سینۂ پاک پر آئی ہوئی تھی۔ عوف فرماتے ہیں کہ یزید الفارسی نے اور جو صفتیں بیان کیں وہ مجھے یاد نہیں رہیں۔ پھر ابن عباس نے فرمایا (اے یزید الفارسی) اگر تو سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بحالت بیداری بھی دیکھتا تو اس توصیف سے بڑھ کر حلیۂ مبارک کے اوصاف بیان نہ کر سکتا۔

تشریح یعنی یزید الفارسی رضی اللہ عنہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلیۂ مبارک بیان کرنے میں کوئی کسر باقی

marfat.com

نہیں چھوڑی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت مبارکہ، مقدسہ، مطہرہ و منورہ سے خواب میں مشرف ہوتا ہے۔ وہ بعینہٖ اسی طرح مشرف ہوتا ہے جس طرح حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفس نفیس ہیں۔

حدیث ۳۴۲ حدثنا عبد اللہ بن ابی زیاد حدثنا یعقوب بن ابراھیم عن سعد حدثنا ابن اخی ابن شھاب الزھری عن عمہ قال قال ابوسلمۃ قال ابوقتادۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَنْ رَآنِی یَعْنِیْ فِی النَّوْمِ فَقَدْ رَآی الْحَقَّ۔

ترجمہ جناب ابوقتادہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا یعنی خواب میں بے شک اس نے حق دیکھا۔

حل لغات حَقَّ۔ یقین کرنا، واجب ہونا، ثابت ہونا۔ الحق، اللہ تعالیٰ کا نام بھی ہے کیونکہ حقیقتاً موجود وہی ہے۔ باقی سب چیزوں کا وجود مثل عدم کے ہے جو زوال پذیر ہے۔

تشریح ارشاد ہے "جس نے مجھے دیکھا یعنی خواب میں بے شک اس نے حق دیکھا۔ شارحین رحمہم اللہ اجمعین نے اس حدیث شریف کے بہت معانی بیان فرمائے ہیں۔ حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری کرمانی سے نقل کرتے ہیں:۔

"ای الثابتۃ لا اضغاث فیہ ولا احلام" — یعنی "یہ اسی طرح صحیح اور درست ہے جس طرح کہ دیکھا گیا ہے اس میں کوئی گڑبڑ نہیں ہے۔"

الطیبی فرماتے ہیں:۔ "الحق ھنا" حق یہی ہے۔" زین العرب فرماتے ہیں:۔ "الحق ضد الباطل" "حق کی ضد باطل ہے۔" یعنی یہ خواب حق ہی ہے۔

حضرت علامہ موصوف فرماتے ہیں:۔

"نعم یصح ان یراد بہ الحق سبحانہ علی تقدیر مضاف ای رأی مظھر الحق وظھرہ" — یعنی "ہاں صحیح ہے اگر بتقدیر مضاف اس "الحق" سے مراد حق سبحانہٗ وتعالیٰ مراد لیا جائے گویا مظہر

اسماء الرجال ص ۳۴۲
۱۔ عبداللہ بن ابی زیاد ۲۔ یعقوب بن ابراہیم بن سعد الزہری ہے "البنت" مجہولۃ الوصف۔
۳۔ ابن اخی ابن شہاب الزہری محمد بن مسلم بن ابن عبید اللہ بن عبداللہ بن شہاب الزہری ۴۔ ابوسلمۃ عبداللہ بن عبداللہ بن عوف ثم الزہری الامۃ۔ ۵۔ ابوقتادۃ حارث بن ربعی ثم السلمی ۶۔ محمد بن عبداللہ بن مسلم بن الزہری ۷۔ ھو الحق من اسماء اللہ تعالیٰ۔

ومن رآنی فسیراللہ سبحانہ لان من رأی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی المنام فسیراہ یقظۃ فی دارالسلام فیلزم منہ انہ یراللہ فی ذالک المقام ولا یبعد ان یکون المعنی من رآنی فی المنام فسیری اللہ فی المنام فان رؤیتی لہ مقدمۃ اومبشرۃ لذالک المرام وقال الحنفی الحق مفعول بہ ای الامر الثابت الذی ھوانا فیرجع الی معنی قولہ فقد رانی"

حق کو دیکھا یا اس کے مظہر کو (یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اس سبحانہٗ وتعالیٰ کے مظہر ہیں) اور جس نے مجھے دیکھا عنقریب اللہ جل جلالہٗ کو دیکھ لے گا اس لئے کہ جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا خواب میں تو عنقریب وہ بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے دارالسلام میں مشرف ہوگا لہٰذا ضروری ہے کہ وہ اللہ جل جلالہٗ کی زیارت اس مقام پر کرے گا اور یہ بھی محال نہیں ہے کہ اس کا یہ معنی ہو کہ جس نے مجھے نیند میں دیکھا تو وہ عنقریب اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کو نیند میں دیکھے گا۔ بے شک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اس امر کا پیش خیمہ اور خوشخبری ہے کہ وہ شخص اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کی زیارت سے مشرف ہوگا۔"

حضرت شیخ الامام والحبر الھمام شیخ العارفین ومربی السالکین قطب الزمان ومرشد الاوان ابن شیخ عبدالغنی النابلسی رحمۃ اللہ علیہ ونفعنا بہ وبعلومہٖ آمین فصوص الحکم کی شرح جواہر النصوص فی حل کلمات الفصوص جلد دوم صفحہ ۲۴۰ پر تحریر فرماتے ہیں:-

"قال تعالیٰ وتراھم ینظرون الیک ولا ھم لا یبصرون۔ وقال علیہ السلام من رانی فقد رأی الحق (واخبر الحق تعالیٰ نفسہ عبادہ بذالک)"

"یعنی اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان کو دیکھتے کہ وہ آپ کی طرف نگاہ کرتے ہیں حالانکہ وہ نہیں دیکھتے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے مَنْ رَانِیْ فَقَدْ رَأَی الْحَقَّ یعنی جس نے مجھے

marfat.com

دیکھا، واقعی اس نے خدا کو دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے خود اپنے بندوں کو ذات سے اس بات کی خبر دی ہے کہ حق تعالیٰ صورتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہے۔"

حدیث ۳۹۴ حدثنا عبد اللہ بن عبد الرحمٰن حدثنا معلیٰ بن اسد حدثنا عبد العزیز ابن المختار حدثنا ثابتٌ عن انسٍ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یتخیل بی قال ورؤیا المؤمن جزءٌ من ستۃ واربعین جزءً من النبوۃ۔

جناب انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یہ کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو بے شک اس نے مجھے ہی دیکھا ہے۔ پس یقیناً شیطان میری مثل نہیں بن سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مؤمن کا خواب نبوت کے چھیالیس جزء میں سے ایک جزء ہوتا ہے۔

حل لغات التخیل۔ خیال بستن مراد تمثل است۔ تخیل کے معنی تصور کے ہیں۔

تشریح ارشاد ہے "جس نے خواب میں مجھے دیکھا تو بے شک اس نے مجھے ہی دیکھا۔ پس یقیناً شیطان میری مثل نہیں بن سکتا" حضرت علامہ محمد عرقاقل رحمۃ اللہ علیہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"فی توانند کہ صورت من گرفتہ در خواب کے ظاہر شود یا صورت آدم دیگر شدہ از نام من نمودار گردد۔"

"یعنی شیطان یہ طاقت نہیں رکھ سکتا کہ میری صورت بنا کر کسی شخص کو خواب میں آئے یا کسی دوسرے آدمی کی شکل میں ہو کر میرے نام پر نمودار ہو۔"

بَابُ مَجَآءَ فِی رُؤْیَۃِ رَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِی الْمَنَامِ پورا ہو گیا۔

marfat.com

تتمّہ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے دو احادیث اس کتاب کے آخیر میں درج کی ہیں، جن کا تعلق اس باب یا اس کتاب کے موضوع سے نہیں ہے مگر نصیحت ضرور ہے۔

عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں:۔

① "اِذَا ابْتُلِیْتَ بِالْقَضَاءِ فَعَلَیْکَ بِالْاَثَرِ"

"جب تو قضا کے ساتھ آزمایا جائے تو اس پر عمل کر"

یعنی اگر تو قاضی بنایا جائے تو تو اپنے لئے ضروری کرلے اور لازم پکڑے کہ تو نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال، خلفاء راشدین کے ارشادات پر عمل کرنا ہے تاکہ گمراہی کے دلدل میں کہیں پھنس نہ جائے۔

② ابن سیرین فرماتے ہیں:۔

هٰذَا الْحَدِیْثُ دِیْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَاْخُذُوْنَ دِیْنَکُمْ۔

"یہ حدیث شریف کا علم دین ہے پس خوب تحقیق کرلو کہ کس شخص سے اپنا دین اخذ کر رہے ہو۔"

حضرت علامہ محمد عاقل صاحب لاہوری صلاۃ المتعلمین میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"مقصود ازیں کلام آنست کہ دین مبنی بر حدیث است پس واجب است کہ آں را از ثقات باید گرفت تا در دین خللی نشود و از بدعت ہا مامون گردد"

"اس کلام سے یہ مقصود ہے کہ دین حدیث پر مبنی ہے پس ضروری ہے کہ اسے برگزیدہ لوگوں سے حاصل کیا جائے۔ تاکہ دین میں خلل پیدا نہ ہو اور بدعتوں سے محفوظ رہے۔"

marfat.com

شیخ ابن حجر کا قول ہے:-

"کتاب کو ان دو صدیوں پر ختم کرنے کی وجہ یہ ہے علم حدیث کے حصول کی ترغیب دینا ہے، خصوصاً اس علم کے حصول میں انتہائی احتیاط اور اہل دین و تقویٰ سے یہ علم حاصل کرنا چاہیئے نہ بے دین گمراہ بدعقیدہ لوگوں سے تاکہ دین مستقیم ہو اور توہمات سے رہائی حاصل ہو۔"

الحمد للہ

کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تائید اور مدد کے ساتھ یہ شرح ۱۵ شعبان ۱۳۸۹ھ میں شروع کی گئی اور ۴ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ بروز بدھ مکمل ہوئی۔ کل ۳ ماہ ۱۹ دن صرف ہوئے۔

(فقیر) محمد امیشاہ قادری گیلانی

marfat.com

مُعنون

اُن پاک حضرات کے نام

جنہوں نے

اپنی مُبارک اور پاکیزہ زندگی کا آخری لمحہ بھی
اپنے پیارے محبوب، عالمِ علومِ اوّلین و آخرین،
شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین، صاحبِ خُلقِ عظیم
سرورِ عالم و عالمیان، صاحبِ قابَ قوسین اَوادنیٰ،
جناب احمدِ مجتبیٰ، حضرت سیدنا و مولینا
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت
اور فرمانبرداری میں گذار دیا۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

marfat.com